تذکرۃ الحفاظ

تالیف

الامام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی

المتوفی ۷۴۸ھ

مترجم

مولانا محمد افتخار احمد مدظلہ

جلد اول ــــ حصہ اول و دوم

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)
اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور

تذكرة الحفاظ

تذکرۃ الحفاظ

تالیف

الامام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی

المتوفی ۷۴۸ھ

مترجم

مولانا محمد افتخار احمد مدظلہ

جلد اول ــــ حصہ اول

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 042-37224228-37355743

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

نام کتاب

تذکرۃ الحفاظ

جلد اول ___ حصہ اول

مترجم

مولانا محمد افتخار احمد مدظلہ

ناشر

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

مطبع

خضر جاوید پرنٹرز لاہور

اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
فون: 042-37224228-37355743

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

تنبیہ

فہرست حصہ اوّل

چوتھا طبقہ

پانچواں طبقہ 190

چھٹا طبقہ

ساتواں طبقہ

فہرست حصہ دوم

آٹھواں طبقہ 403

دسواں طبقہ

آوازِ مترجم

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَأَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا۔ (ترمذی)

"اللہ تعالیٰ اس بندے کو سرسبز و شاداب رکھے جو میری بات سنے، پھر اسے یاد کرے اور محفوظ رکھے اور اسے ویسے ہی بیان کرے جیسے اسے سنا ہو۔"

سبحان اللہ! کتنی ہی مقدس اور مبارک ہیں وہ ہستیاں جن کے شب و روز حدیث پاک کی تعلیم و تعلم اور کتابت و تدوین میں گزرتے ہیں۔ حدیث نبوی علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام کی خدمت کسی بھی اعتبار سے ہو لائق تحسین ہے اور دنیوی و اخروی برکت کے حصول کا باعث ہے۔

قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں میں اشتغال بالحدیث کا ذوق جس قدر غالب تھا، اس کا اندازہ اسماء الرجال پر لکھی گئی متعدد ضخیم جلدوں پر مشتمل کتب اور محدثین کے حالات و واقعات کے مطالعہ سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ جب صرف ایک مجلس میں ہزارہا طالبین حدیث قلم و قرطاس لیے کتابت و روایت حدیث میں مشغول نظر آتے تھے۔

صرف ایک حدیث کو حاصل کرنے کے لیے ہزاروں میل کا انتہائی پُرمشقت اور طویل سفر اس زمانے میں کیا جاتا تھا، جب ذرائع آمد و رفت نے اتنی ترقی نہیں کی تھی اور آج جو سفر گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہے اس وقت مہینوں لگ جایا کرتے تھے۔ مسلسل پیدل چلنا پڑتا تھا، گدھوں اور خچروں اور اونٹوں و گھوڑوں سے مدد لی جاتی تھی۔ صبر آزما تکالیف و مصائب جھیلنا پڑتے تھے۔ تصور کی آنکھ سے اگر کوئی وہ منظر دیکھے تو رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ شاید پروردگار نے انہیں پیدا ہی اس خاص مقصد کے لیے کیا تھا۔

غرض ایک بہت بڑی تعداد ہے جو وحی غیر متلو (حدیث) کی حفاظت کے لیے کھڑی ہوئی اور بحمد اللہ ۱۴ صدیاں بیت جانے کے باوجود حدیث حرف بہ حرف محفوظ و متداول ہے۔

احادیث کی ترویج و اشاعت کے لیے ماضی قریب میں عرب ممالک میں نہایت عمدہ اور قابل تقلید کام ہوا ہے۔ قدیم مخطوطوں کی جدید کتابت، متون و اسانید کی تخریج، اور نہایت اعلیٰ جلد بندی اپنی مثال آپ ہے۔

ضرورت اس امر کی تھی کہ عالم عرب اور اہل علم کی طرح عجم کا عامی طبقہ بھی فرامین نبوی ﷺ کے نور سے ضیاء پاشی

کر سکے۔ آپ کی حیاتِ طیبہ سے اپنی فہم ولسان کے ذریعے براہِ راست راہنمائی حاصل کر سکے۔

وطن عزیز پاکستان میں اس عظیم خدمت کا سہرا اہلیانِ مکتبہ رحمانیہ لاہور کے سر سجتا ہے۔ جنہوں نے بے توجہی اور لا ابالی پن کے اس دور میں کتب حدیث کے تراجم پر کام کر کے امت پر واجب ایک قرض کی ادائیگی میں بہترین سعی کی ہے۔ حق تعالیٰ ان حضرات کی مساعی جمیلہ قبول فرمائیں اور دنیوی واخروی رحمتیں اور برکتیں مقدر فرمائیں۔

''تذکرۃ الحفاظ'' علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی فن اسماء الرجال پر لکھی گئی ایک شہرہ آفاق کتاب ہے جو افراط وتفریط سے مبرا اور جامعیت میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ یہی وجہ ہے کہ وقت تصنیف سے تا حال اہل علم حضرات کے ہاں متداول ہے۔ کتب ہذا کا ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور نافعیت متعدیہ نصب فرمائیں۔

آمین

ابو محمد افتخار احمد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مقدمہ

سب تعریفیں اللہ ہی کو سزاوار ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے اور صلوٰۃ وسلام ہو ہمارے آقا حضرت محمد (ﷺ) پر اور آپ ﷺ کی آل پہ اور آپ ﷺ کے سب صحابہ رضی اللہ عنہم پر۔

حدیث نبوی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام رحمہم اللہ اور سب کے سب علماء کا مقصد حیات تھا، یہی ان کا اوڑھنا بچھونا اور ہمتوں کا محور ومرکز تھا۔ حتیٰ کہ ان حضرات نے نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے کسی بھی چھوٹے بڑے یا عظیم اور معمولی پہلو کو نہ چھوڑا اور اسے خوب تلاش کر کے نوکِ قلم کیا اور اسے سطور کے گنجینوں کا دفینہ بنا دیا۔ چنانچہ ان مقدس ہستیوں نے نبی کریم ﷺ کے طعام وشراب، نشست وبرخاست، سفر وحضر کے ایک ایک واقعہ پر زبردست توجہ دی، ان کو یاد کیا اور نسل درنسل آگے منتقل کیا۔ چنانچہ اس باب میں اصل فضیلت و اوّلیت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نصیب ہوئی اور روایت حدیث کے علم میں عظمت وسربلندی کا عَلَم سب سے پہلے اسی سعادت مند طبقہ کے ہاتھ آیا۔ انھی بزرگوں نے سب سے پہلے ان قوانین ومبادیات کو وضع کیا جو ایک حدیث کے صحیح ہونے کو ثابت کرتے ہیں اور یہ کہ حدیث جیسی پاکیزہ چیز کن لوگوں سے لی جائے، کن سے سنی جائے اور وہ لوگ کون ہیں جن کی بات کی طرف بالکل التفات نہ کیا جائے گا اور نہ ان کی روایت قبول کی جائے گی۔

حضرات علماء کرام نے راویانِ حدیث اور اہل فن کے علم وفضل، قوتِ ذکاوت اور کثرتِ حفظ کے اعتبار سے ان کے چند القاب تجویز کیے ہیں، ذیل میں ان چند القاب کا تعارف قارئین کرام کی نذرِ نظر کیا جاتا ہے:

① المُسْنِد: وہ راوی جو حدیث کو اپنی سند کے ساتھ بیان کرے چاہے اسے اس سند کا پورا علم ہو یا نہ ہو اور وہ صرف حدیث کو روایت ہی کر رہا ہو۔

② مُحدِّث: ابن سید الناس نے محدث کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ بیان کی ہے: ''وہ عالم جو حدیث کی روایت ودرایت میں شب وروز لگا ہو، راویانِ حدیث کو جمع کرنا ہی اس کا مشغلہ ہو، اپنے زمانے کے راویوں اور روایات کے بڑے حصے سے باخبر اور واقف ہو، اسے اس باب میں ایسا امتیاز حاصل ہو کہ اس کی تحریر معروف اور حفظ وضبط مشہور ہو گیا ہو۔''[1]

③ الحافظ: فنِ حدیث کے اعتبار سے حافظ کا درجہ محدث سے زیادہ ہوتا ہے۔ ابن جزری رحمہ اللہ ''حافظ'' کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں: ''وہ عالم جو ہر اس حدیث کو روایت کرے جو اس تک پہنچے اور جن باتوں کی اسے ضرورت ہو،

[1] تدریب الراوی، ص: 11، قسم الرواۃ، ص: 197۔

ان کو از بر کیے ہوئے ہو۔"

④الحجة: وہ محدث جسے یادشدہ احادیث کی اسانید و متون پر غیر معمولی دسترس حاصل ہو اور اس باب میں اس کا حفظ، تحقیق اور دقتِ نظر نہایت اعلیٰ، ارفع اور جامع ترین ہو، حتیٰ کہ وہ فن حدیث میں "حجت" کے لقب تک جا پہنچے۔

البتہ متاخرین علماء نے "حجت" کی تعریف یہ بیان کی ہے کہ یہ وہ عالم ہے جسے تین لاکھ احادیث ان کی اسانید اور متون سمیت یاد ہوں۔

⑤الحاکم: وہ محدث جس کی علم حدیث سے واقفیت اس قدر جامع ہو کہ علم حدیث کا شاید ہی کوئی حصہ اس کی دسترس اور واقفیت سے باہر ہو۔

⑥امیر المومنین فی الحدیث: وہ عالم و محدث جو علم حدیث کے فن میں حفظ و اتقان میں سب پر فائق ہو۔ ان اہل تحقیق اور ائمہ فن میں سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل، امام بخاری اور امام مسلم جیسے اکابر اہل فن کے اسمائے گرامی آتے ہیں۔ جب کہ متاخرین میں امام ابن حجر عسقلانی کا نام اس فہرست میں شمار کیا جاتا ہے۔

محترم قارئین! زیر نظر کتاب "تذکرۃ الحفاظ" عالم جلیل محدث نبیل جناب امام ذہبی رحمہ اللہ کی شہرۂ آفاق تالیف ہے۔ جس میں موصوف نے ان محدثین کا تعارف و ترجمہ ذکر کیا ہے جو "حافظ" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اس کے ذیل میں حجت اور اس سے اوپر کے درجہ کے حضرات محدثین کا تعارف بھی اس کتاب میں آگیا ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کا تعارف:

یہ حافظ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز بن عبداللہ اصلاً الترکمانی، الفاروقی ثم الدمشقی ہیں۔ موصوف کا خاندان ترکمانستان سے ہے۔ کنیت ابو عبداللہ، لقب شمس الدین جب کہ نسبت "ذہبی" ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب "الدرر الکامنة" میں امام موصوف کا تعارف اسی طرح ذکر کیا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ موصوف کی زندگی کے احوال ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"امام ذہبی تین ربیع الاول ۶۷۳ھ میں پیدا ہوئے۔ موصوف کے رضاعی بھائی کی کاوشوں سے الشیخ علاء الدین ابن عطار احمد بن ابی الخیر، ابن الدرجی، ابن علان، ابن ابی الیسر، ابن ابی عمر اور الفخر علی جیسے اکابر محدثین نے انھیں روایت حدیث کی "اجازت" سے سرفراز کیا۔"

امام موصوف نے فن حدیث میں کامل دستگاہ حاصل کی اور اس باب میں متعدد مفید "مجموعے" تالیف کیے۔ یہاں تک کہ اپنے زمانے کے سب سے زیادہ لکھنے والے اور کثیر التصانیف عالم حدیث قرار دیے گئے۔ موصوف کی چند اہم ترین کتابوں کے نام ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

* اخبار ابی مسلم الخراسانی
* اخبار قضاۃ دمشق

- الإعلام بالوفیات
- تاریخ الاسلام۔ یہ کتاب بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔
- التبیان فی مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
- التجرید فی اسماء الصحابة
- تحریم الادبار۔ دو جلد
- تشبیه الخسیس بأہل الخمیس
- التعزیة الحسنة بالآخرة
- تقویم البلدان
- توقیف اہل التوفیق فی مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ
- تهذیب التهذیب فی اسماء الرجال
- الدرة الیتیمة فی سیرة ابن تیمیة۔ (یعنی امام تقی الدین احمد کی سیرت)
- دول الاسلام فی التاریخ
- الروع والاوجال فی نبأ المسیح والدجال
- سیرة الحلاج
- سیر النبلاء فی التاریخ والتراجم۔ بیس جلد
- العبر فی خبر من غبر
- العذب السلسل فی الحدیث المسلسل
- العلو للعلی الاعلی الغفار فی ایضاح الاخبار
- عنوان السیر فی ذکر الصحابة
- فتح المطالب فی مناقب علی ابن ابی طالب
- قض نهارک بأخبار ابن مبارک
- الکاشف فی اسماء الرجال
- المقتضب من تهذیب الکمال للمزی
- کتاب العرش وصفته
- کتاب الکبائر۔ دو جز
- کتاب الوتر
- کشف الکربة عند فقد الأحبة

* مابعد الموت
* المجرد فی رجال الکتب الستة
* المختصر فی محدثی العصر
* مختصر سلاح المؤمن
* مختصر معجم الشیوخ
* المستحلی فی اختصار المحلّٰی
* مشتبه النسبة فی الأنساب
* المعجم الصغیر المسمّٰی باللطیف
* المعجم الکبیر
* معرفة القراء الکبار علی الطبقات والاعصار
* المغنی فی الضعفاء وبعض الثقات
* المقتنی فی سرد الکنی
* منیة الطالب لأعز المطالب
* میزان الاعتدال فی نقد الرجال۔ دو جلد (مطبوعہ ہندوستان)
* نعم السمر فی مناقب عمر رضی اللہ عنہ
* نقض الجعبة فی أخبار شعبة
* هالة البدر فی عدد أہل البدر وغیر ذلک۔ [1]

حضرات علماء کرام کی خراجِ عقیدت:

امام تاج الدین سبکی رحمہ اللہ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ: ۹/۱۰۱، ۱۰۲۔ میں فرماتے ہیں: ہمارے استاذ امام ابوعبداللہ کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ وہ ایسا خزانہ ہیں کہ ہر مشکل میں انھی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ حفظِ حدیث میں امام، لفظ ومعنیٰ کی آگاہی میں یکتائے زمانہ، جرح وتعدیل کے فن میں "شیخ" اور علم حدیث کے ہر فن میں فرید الدہر اور کامل ترین انسان تھے۔ گویا کہ ساری کی ساری خلقتِ خدا کو ایک وسیع وعریض میدان میں جمع کیا گیا تھا پھر امام موصوف نے ان سب پر ایک نگاہ ڈالی پھر ایک ایک کر کے سب کے احوال کو لکھنا شروع کیا۔

آگے لکھتے ہیں: "امام موصوف نے بے شمار لوگوں سے حدیث سنی۔ آپ اس فن میں جان لگاتے رہے یہاں تک کہ رسوخ کے درجہ تک جا پہنچے۔ امام موصوف خود بھی تھکے، اپنے شب و روز تھکائے اور اپنی زبان اور قلم کو بھی اس مبارک فن کی

---

[1] دیکھیں: ہدیۃ العارفین: 155,154/2

خدمت میں تھکا کے رکھ دیا۔ حتیٰ کہ آپ کے نام پر متعدد ''امثال'' زبان زدِ خلائق ہوگئیں اور آپ کا نام آفتاب کی گردش کی طرح آفاقِ عالم میں گردش کرنے لگا۔ آپ علم وفن کا ایسا بادل بن گئے جو برسنے سے کبھی تھمتا نہ تھا اور رات آجانے پر دن پیٹھ دے کر چل دیتا تھا، مگر علم حدیث کا یہ آفتاب اس وقت بھی افق پر درخشندہ وتاباں ہوتا تھا۔ ❶

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''البدایة والنهایة'' میں امام موصوف کو ان الفاظ کے ساتھ نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں: ''حدیث نبوی کے حفاظ ومشائخ کا سلسلہ آپ پر آکر ختم ہوجاتا ہے۔'' ❷

ابن شاکر الکتبی امام موصوف کی خدمت میں گلہائے عقیدت پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: ❸

''ایسا حافظ حدیث جس سے کوئی سبقت نہ لے جاسکا، ناقد حدیث ایسا جس سے مقابلہ کی کوئی ہمت نہ کرسکا۔ حدیث اور رجال میں نہایت پختہ تھے۔ علل واحوال پر کامل دستگاہ اور لوگوں کے تراجم کی پوری معرفت حاصل تھی۔ امام موصوف نے رواۃ کی تاریخ سے ابہام والتباس کو دور کیا۔ بے شمار احادیث جمع کیں۔ رب تعالیٰ کی اتنی مخلوق کو علم حدیث کا فیض پہنچایا کہ ان کا شمار از حد دشوار ہے۔ موصوف بے حد کثیر التصانیف تھے۔ آپ نے علم حدیث کی نہایت اعلیٰ خدمت یہ کی کہ بے شمار طویل ترین کتابوں کو اختصار کا جامہ پہنایا اور لوگوں کو مطولات سے استفادہ کرنے میں درپیش مشقت وکلفت سے نجات دی۔''

امام الصلاح الصفدی نے امام ذہبی رحمہ اللہ کی تعریف کے موتی جس لڑی میں پروئے، اس کا تعارف کرواتے ہوئے امام ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''امام ذہبی رحمہ اللہ کے ہاں نہ تو محدثین کا سا جمود پایا جاتا تھا اور نہ ناقلین حدیث جیسی بلادت وسفاہت ہی ملتی تھی، بلکہ آپ فقیہ النفس تھے اور آپ کو لوگوں کے اقوال پرکھنے کا کامل تجربہ حاصل تھا۔

امام ابن حجر رحمہ اللہ امام موصوف کی حیات کے آخری ایام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وفات سے چند سال قبل امام موصوف کی بینائی جاتی رہی؛ کیوں کہ آپ کی آنکھوں میں پانی اتر آیا تھا۔ جب انھیں یہ مشورہ دیا جاتا تھا کہ اگر آپ اپنی آنکھوں کا علاج کروالیں اور اس میں پیدا ہوجانے والا مضر سفید پانی نکلوا دیں تو آپ کی بینائی لوٹ سکتی ہے تو غصہ میں آجایا کرتے تھے اور کہتے تھے: ''میری بینائی جاتے رہنے کی وجہ یہ پانی نہیں۔ میں ایک عرصہ سے جانتا ہوں کہ میری بینائی میں بتدریج کمی آتی جارہی ہے حتیٰ کہ بینائی بالکل ہی چلی گئی۔''

امام موصوف نے تین ذی القعدہ کی شب ۷۴۸ھ میں وفات پائی۔

---

❶ طبقات الشافعیة الکبری: 103/9

❷ البدایة والنهایة: 255/14

❸ فوات الوفیات لابن شاکر: 370/2

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں وہ پاک اور بزرگ و برتر ہے، اس کے اسماء وصفات پاکیزہ ہیں، عزت وجلالت اسی کی ہے، وہی ہدایت سے نوازتا ہے اور بے راہ بھی وہی کرتا ہے۔ صحت و بیماری اسی کے ہاتھ میں ہے۔ ہر چھوٹی بڑی چیز کا مالک ومختار وہی ہے۔ عزت وذلت بھی وہی دیتا ہے۔

اور رب تعالیٰ کی صلوۃ وسلام ہو ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر جو اہل حل وعقد کے سرتاج اسوہ اور قدوہ ہیں۔ آپ ﷺ نے رب ذوالجلال کی رسالت کو پہنچایا اور ذرا نہ اکتائے، آپ ﷺ لوگوں پر رب کی وحی عیاں کرنے کے لیے کمربستہ ہوئے اور انھیں نجات کا رستہ بتلایا۔

اور رب تعالیٰ کی صلوۃ وسلام ہو آپ ﷺ کی آل پر اور سب کے سب صحابہ رضی اللہ عنہم پر، بے حد صلوۃ وسلام۔

یہ علم نبوی کے ان عادل حاملین کے ناموں کا ایک تذکرہ ہے کہ جن کی طرف راویانِ حدیث کی توثیق وتضعیف میں رجوع کیا جاتا ہے اور انھی کے دامن علم سے صحیح اور کھوٹی حدیث کا علم حاصل ہوتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد لیتا ہوں، اسی پر اعتماد کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ)

پہلا طبقہ

(ا) ا/ا ع۔ ❶ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ❷

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی امت میں سب سے افضل، آپ ﷺ کے پہلے خلیفہ، غار ثور میں آپ ﷺ کے مونس وغم خوار، آپ ﷺ کے سب سے بڑے دوست، آپ ﷺ کے حق میں سب سے زیادہ شفیق ومہربان، آپ ﷺ کے سب سے زیادہ دور اندیش وزیر ومشیر، جناب عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان قرشی، تیمی ہیں۔ میں نے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب میں درمیانی ضخامت کی ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے۔

جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولیات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ آپ ہی وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے اخبار وروایات کے قبول میں از حد حزم واحتیاط سے کام لیا تھا۔ چنانچہ ابن شہاب، قبیصہ بن ذؤیب سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دادی نے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ترکہ کا مطالبہ کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ مجھے کتاب اللہ میں کہیں تیرا حصہ مذکور نہیں ملتا اور نہ مجھے اس بات کا علم ہے کہ حضرت رسالت مآب ﷺ نے تیرے لیے کوئی چیز مقرر فرمائی ہو۔ پھر آپ نے حاضرین مجلس سے اس بارے میں استفسار کیا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا: ''میں اس وقت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھا جب آپ ﷺ نے دادی کو چھٹا حصہ عطا فرمایا تھا۔''

اس پر جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''کیا (اس بات کی شہادت میں) آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے۔ چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے بھی ایسی ہی شہادت دی۔ تب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس دادی کو چھٹا حصہ دیے جانے کا فرمان جاری کیا۔

ابن ابی ملیکہ کی مراسیل میں منقول ہے کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے رحلت فرما جانے کے بعد لوگوں کو جمع کیا اور ارشاد فرمایا: تم لوگ نبی کریم ﷺ سے احادیث بیان کرتے ہو جن میں اختلاف بھی کرتے ہو، تو تمہارے

---

❶ یاد رہے کہ یہاں صحیح عدد سے مراد رقم مسلسل اور اوپر والے عدد سے مراد مذکورہ طبقہ کے راوی کا نمبر اور نیچے والے عدد سے مراد مذکورہ طبقہ کا نمبر ہے۔ نعیم

❷ تہذیب الکمال: 709/2، تہذیب التہذیب: 315/5(537)، تقریب التہذیب: 432/1(466)، خلاصۃ تہذیب الکمال: 78/2، الکاشف: 108/2، الجرح والتعدیل: 111/5، اسد الغابۃ: 309/3، التجرید: 313/1، الاصابۃ: 169/4، الاستیعاب: 3-4/54، 170، 243، 187/5، 250، 240/8، دیوان الاسلام: ت 66۔

بعد والے اس سے بھی زیادہ اختلاف کریں گے۔ سوتم نبی کریم ﷺ سے کوئی بات بھی روایت نہ کرو۔ پس تم لوگوں سے اگر کوئی سوال کرے تو کہہ دو کہ ہمارے اور تمھارے درمیان اللہ کی کتاب ہے۔ سوتم اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جانو۔"

یہ مرسل روایت بتلاتی ہے کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مراد اخبار و روایت میں تحقیق اور چھان بین کرنا اور خوب سوچ بچار کرنا ہے نہ کہ روایتِ حدیث کا دروازہ ہی بند کر دینا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب ایک دادی نے آپ سے اپنے ترکہ کے بارے میں سوال کیا اور آپ کو قرآن وسنت میں اس کا تذکرہ نہ ملا تو آپ نے دوسروں سے کس طرح اس مسئلہ کی تحقیق وجستجو کی۔ پھر جب ایک ثقہ راوی نے اس مسئلہ کو بیان بھی کر دیا، تب بھی آپ نے اس شہادت کو کافی نہ سمجھا یہاں تک کہ ایک اور ثقہ راوی سے اس کی تائید حاصل کر لی۔ آپ نے اس موقع پر خوارج کی طرح یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔

مجھے یونس نے زہری سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جنابِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک صاحب کو ایک حدیث بیان کی۔ ان صاحب نے آپ سے وہ حدیث دوبارہ سمجھنا چاہی تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ حدیث ویسی ہی ہے جیسی میں نے تجھے بیان کر دی۔ بھلا کون سی زمین مجھے پناہ دے گی جب میں وہ بات کہوں گا جو میں جانتا نہیں۔

ایک صحیح روایت میں ہے کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر لوگوں میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا: جھوٹ بولنے سے بچو۔ بے شک جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ میں لے جاتا ہے۔

علی بن عاصم، جو علم کا ایک برتن تھے، البتہ ان کا حافظہ خراب تھا، کہتے ہیں: ہمیں اسماعیل بن ابی خالد بن قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ میں نے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: "جھوٹ بولنے سے بچو کہ یہ ایمان کو دور کر دینے والا ہے۔" یہ سن کر میں نے دل میں سوچا کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بالکل ٹھیک فرما رہے ہیں۔ بے شک جھوٹ نفاق کی جڑ اور منافق کی علامت ہے۔

ایک مومن کی جبلت میں معاصی اور شہوانی گناہ تو پائے جا سکتے ہیں، مگر خیانت اور جھوٹ نہیں پایا جا سکتا۔ پھر بھلا ایک صادق وامین (صلوات اللہ علیہ وسلامہ) ذات کی بابت جھوٹ بولنے کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے (کیا ایسی ذات دروغ بیانی سے کام لے سکتی ہے) جو خود یہ ارشاد فرما رہی ہو کہ "بے شک مجھ پر جھوٹ بولنا میرے علاوہ پر جھوٹ بولنے جیسا نہیں۔ جس نے مجھ پر جھوٹ بولا اس کے لیے آگ کا ایک گھر بنا دیا جائے گا۔" [1] اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: "جس نے میرے بارے میں وہ بات کہی جو میں نے نہیں کہی۔ الحدیث" [2]

یہ وعید تو اس شخص کے بارے میں ہے جو گمانِ غالب کے ساتھ وہ بات کہے جو نبی کریم ﷺ نے ارشاد نہیں فرمائی۔ بھلا اس شخص کا حال کیسا ہوگا جو نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر جرأت و جسارت کرتے ہوئے قصد و ارادہ کے ساتھ جھوٹ

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب رقم: 34۔

[2] سنن ابن ماجہ: المقدمۃ، باب رقم: 4، مسند احمد: 221/2۔

بولے!!! جب کہ نبی کریم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے مجھ سے ایک حدیث بیان کی اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ دو جھوٹوں میں سے ایک ہے۔ ❶ (یعنی خود یا پھر وہ جس سے یہ حدیث روایت کر رہا ہے۔) انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تب پھر یہ کسی مصیبتِ عظمیٰ اور سنگین خطرے سے کم نہیں کہ آدمی ان لوگوں سے حدیث روایت کرے جو باطل اور ساقط و متہم احادیث روایت کریں، جن کے نقل کرنے والے بھی پرلے درجے کے جھوٹے ہوں۔ اس لیے ایک محدث کے ذمہ لازم ہے کہ وہ روایتِ حدیث میں از حد حزم و احتیاط سے کام لے اور وہ اپنی مرویات کی وضاحت کے لیے حاذق، ماہر، متورع اور اہل معرفت علماء سے مدد لے۔ تب آدمی اخبار و روایات کے ناقلین کی جرح و تعدیل کا ماہر اور پختہ عارف اس وقت بن سکتا ہے جب وہ احادیث کی تلاش و جستجو اور اس کے مذاکرے کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالے اور یہ شوق و عادت اسے راحت و آرام اور خوابِ غفلت سے بے نیاز کر دے اور وہ ہمہ وقت پوری تن دہی کے ساتھ اسی علم کی خدمت میں لگا ہو۔ مزید برآں یہ کہ وہ فہم، تقویٰ، تدین، عدل و انصاف، علماء کی مجالس میں حاضری، سوچ بچار اور اتقان و اذعان جیسی صفاتِ جمیلہ سے بھی آراستہ ہو۔ وگرنہ اس میدان میں قدم رکھنے کا شوق اس کے سوا اور کچھ نہیں۔

دع عنک الکتابة لست منها ولو سوّدتَ وجهک بالمداد

''اے بھائی! تو یہ خطاطی کی مشق رہنے دے، تو اس کا اہل نہیں۔ چاہے تو نے اس کوشش میں روشنائی سے اپنا چہرہ سیاہ ہی کیوں نہ کر لیا ہو۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ} [النحل:۴۳]

''سو اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لو۔''

سو اے مخاطب! اگر تجھے اپنے اندر صدق و فہم اور دین و ورع کی صفات کا ادراک ہے تو تو اس علم میں لگ، وگرنہ خود کو بے کار میں نہ تھکا اور اگر تجھ پر ہوائے نفس اور مذہب و رائے کی عصبیت کا تسلط ہے تب تو اللہ کی قسم! تو اس علم میں لگ کر ہرگز نہ تھک اور اگر تو جانتا ہے کہ تو اختلاط کا شکار، بے بصیرت اور اللہ کی حدود کو بے کار چھوڑنے والا ہے تو ہمیں خود سے راحت دے دے۔ بہت جلد کھوٹ عیاں ہو جائے گا، جعل سازی آشکارا ہو کر رہے گی اور برا فریب بالآخر فریب کاروں کو ہی گھیرتا ہے۔ سو میں نے تمھیں نصیحت کر دی ہے۔ اب علم حدیث محض شیخی بن کر رہ گیا ہے تو پھر حقیقی علم حدیث اور اس علم کے سچے اہل کہاں ہیں؟ اگر یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ اب یا تو ایسے لوگ کتابوں میں ملتے ہیں یا پھر منوں وزنی مٹی تلے دبے ہیں۔

ہاں ہاں! اس اُمت کے صادقین کے سرتاج، کاروانِ صدق و صفا کے میر و بدر جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی تو ہیں کہ قول کے ردو قبول اور بحث و تحقیق کا منتہی آپ ہی تو ہیں۔

امام حاکم نقل فرماتے ہیں کہ مجھے بکر بن محمد الصیرفی نے ''مرو'' میں اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں محمد بن موسیٰ البربری نے وہ

---

❶ مسند احمد: 113/1، 250/4، 252، 255

کہتے ہیں: ہمیں مفضل بن غسان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں علی بن صالح نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن نے ابراہیم بن عمر بن عبید اللہ التیمی سے نقل کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرے والد ماجد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو جمع کیا۔ ان کی تعداد پانچ سو تھی۔ ایک رات اُنھوں نے بڑی بے چینی سے کروٹیں بدل بدل کر گزاری۔ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے والد ماجد کی یہ بے قراری دیکھ کر بڑا غم ہوا۔ سو میں نے پوچھ لیا کہ کیا آپ کسی تکلیف سے بے چین ہیں یا آپ کو کوئی بات پہنچی ہے؟ پس جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: اے میری نورِ نظر! ذرا وہ احادیث تو لے آنا جو تیرے پاس ہیں۔ میں نے لا کر وہ احادیث پیش کر دیں۔ آپ نے آگ منگوا کر ان کو جلا دیا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے انھیں کیوں جلایا ہے؟ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا کہ میں اس حال میں وفات نہ پا جاؤں کہ یہ مجموعہ میرے پاس ہو اور ان میں اس آدمی کی احادیث بھی ہوں جسے میں نے امین اور قابل بھروسہ سمجھا ہو، حالانکہ وہ ایسا نہ ہو اور میں اس کی حدیث کو نقل کرنے والا بن جاؤں۔ یہ بات صحیح نہیں۔ واللہ اعلم۔

جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ۲۲ جمادی الآخرۃ ۱۳ھ میں وفات پائی۔ اس وقت عمر مبارک تریسٹھ برس تھی۔

(۲) ۱/ ۲ ع: امیر المومنین خلیفہ راشد سیدنا عمر بن خطاب ابو حفص العدوی الفاروق رضی اللہ عنہ [1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر، جن کے ذریعے رب تعالیٰ نے اسلام کو قوت بخشی اور بلاد و امصار کو فتح کیا۔ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ صادق، محدث اور ملہم من اللہ تھے جنھیں رب تعالیٰ درستی و راستی کا الہام فرمایا کرتے تھے۔ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہی کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔'' [2]

آپ کو دیکھ کر شیطان رستہ چھوڑ کر بھاگ جاتا تھا۔ رب تعالیٰ نے آپ کے ذریعے اسلام کو سربلند فرمایا اور آپ نے ہی سب سے پہلے اذان کو با آواز بلند کہلوایا۔

نافع بن ابی نعیم نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''رب تعالیٰ نے حق کو عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر جاری فرما دیا ہے۔''

اے میرے بھائی! اگر تو اس امام رضی اللہ عنہ کی پوری معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے تو میری کتاب "نعم السمر فی سیرۃ عمر" کا مطالعہ کر۔ بے شک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی مسلمان اور رافضی کے درمیان فارق اور فیصل ہے۔ اللہ کی قسم! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے صرف وہی شخص کینہ اور بغض رکھ سکتا ہے جو کج رو جاہل ہو یا پھر پرلے درجے کا گنہ گار رافضی ہو۔ کیا زمین و آسمان جناب ابو حفص کی کوئی نظیر پیش کر سکتے ہیں؟ چرخ نیلی گردوں کبھی جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے چہرے پر گھومانہ ہوگا۔ یہ

---

[1] تہذیب الکمال: 1006/2، تہذیب التہذیب: 441/7(725)، تقریب التہذیب: 54/2 خلاصۃ تہذیب الکمال: 268/2، الکاشف: 309/2، الثقات: 447/8۔

[2] الادب المفرد للبخاری: باب 109۔

آپ ہی ہیں جنھوں نے محدثین حضرات کے لیے نقل روایت میں تلاش وجستجو اور تحقیق وتمحیص کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ آپ کو اگر کسی خبر واحد میں شک لاحق ہو جاتا تھا تو اسے قبول کرنے سے گریز فرماتے تھے۔ چنانچہ جریری ابونضرہ سے اور وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک موقع پر) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے دروازے کے پیچھے سے جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تین مرتبہ سلام کیا۔ جب انھیں داخل ہونے کی اجازت نہ ملی تو لوٹ گئے۔ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انھیں بلوا بھیجا اور دریافت فرمایا کہ آپ لوٹ کیوں گئے تھے؟ تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جب تم میں سے کوئی تین مرتبہ سلام کرلے اور جواب نہ ملے تو وہ لوٹ جائے۔'' اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کو اس بات پر گواہ لانا ہوگا۔ وگرنہ میں آپ کو سزا دوں گا۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ ہم نے پوچھا: کیا بات ہے؟ اُنھوں نے ہمیں ساری بات بتلا دی۔ پھر پوچھا: کیا تم میں سے کسی نے یہ بات سن رکھی ہے؟ ہم نے کہا کہ یہ بات تو ہم سب نے سن رکھی ہے۔ چنانچہ ان حضرات نے ایک آدمی کو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا جس نے جا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے اس بات کی گواہی دی۔

دراصل جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی بات پر شہادت لے کر اسے اور زیادہ پختہ کرنا چاہتے تھے۔ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ دو ثقہ راویوں کی روایت اکیلے کی روایت سے زیادہ قوی اور راجح ہے۔ دوسرے اس میں ایک ہی حدیث کو کثرتِ طرق کے ساتھ روایت کرنے کی بھی نہایت بلیغ ترغیب ہے تاکہ ایک روایت ظن کے درجہ سے ترقی کر کے علم اور یقین کے درجہ تک پہنچ جائے۔ کیوں کہ اکیلے سے نسیان اور وہم کا صدور ممکن ہے۔ جبکہ دو ثقہ راویوں سے بہ یک وقت وہم ونسیان کا صدور ممکن نہیں جب تک کہ دونوں میں سے ایک، دوسرے کی مخالفت نہ کرتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس ڈر سے کہ کہیں کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بات کے روایت کرنے میں کسی خطا کا مرتکب نہ ہو بیٹھے آپ لوگوں کو اس بات کا حکم دیتے تھے کہ وہ احادیث کو کم روایت کیا کریں کہ مبادا نقل روایت کی کثرت انھیں حفظِ قرآن سے غافل نہ کردے۔

شعبہ وغیرہ نے بیان سے، اُنھوں نے شعبی سے، اُنھوں نے قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے جب ہمیں عراق روانہ کیا تو کچھ دور تک ہماری مشایعت کی۔ پھر فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میں نے تمہاری مشایعت کیوں کی ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہماری عزت افزائی کے لیے۔ اس پر آپ نے فرمایا: یہ بات تو ہے ہی، البتہ تم لوگ ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو قرآن میں خوب مشغول رہتے ہیں پس تم انھیں احادیث کے ذریعے مت روکنا کہ انھیں قرآن سے غافل کر دو۔ سو قرآن کو بے اعراب رکھنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کم روایت کرنا اور میں تمہارے ساتھ ہوں۔ چنانچہ جب قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے حدیث بیان کرنے کو عرض کیا تو اُنھوں نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے۔

دراوردی، محمد بن عمرو سے اور وہ ابوسلمہ سے نقل فرماتے ہیں کہ اُنھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی ایسے ہی حدیث روایت کیا کرتے تھے؟ اس پر اُنھوں نے فرمایا: اگر میں جناب عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسی طرح حدیث بیان کیا کرتا جس طرح تم لوگوں کو بیان کرتا ہوں تو وہ مجھے اپنے کوڑے سے مارتے۔

معن بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں مالک نے عبداللہ بن ادریس سے، اُنھوں نے شعبہ سے، اُنھوں نے سعد بن ابراہیم سے، اُنھوں نے اپنے والد سے نقل کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر تین حضرات، حضرت ابن مسعود، حضرت ابودرداء اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہم کو کثرت کے ساتھ حدیث روایت کرنے سے منع فرما دیا تھا۔

ابن علیہ، رجاء بن ابی سلمہ سے نقل فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول پہنچا ہے کہ دورِ فاروقی کی حدیثوں کو لازم پکڑو کیوں کہ جناب عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرنے کی بابت ڈرایا کرتے تھے۔

ہشام اپنے والد سے، وہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عورت کے حمل کے ساقط ہو جانے کے بارے میں مشورہ کیا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو بتلایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین کے ساقط کر دینے میں "غُرّہ" [1] کا فیصلہ فرمایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں ارشاد فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو اس بات پر ایک ایسا آدمی لے آؤ جو اس بات کو جانتا ہو۔ اس پر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس بات کی گواہی دی کہ جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فیصلہ فرمایا تھا۔

صفوان بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں محمد بن عمارہ نے عبداللہ بن ابی بکر سے نقل کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا مسجد کے قبلہ کی جانب ایک گھر تھا جس کی وجہ سے لوگوں کو راستے میں تنگی کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جناب عباس رضی اللہ عنہ کو وہ گھر بیچ دینے کی پیش کش کی، جو اُنھوں نے قبول نہ کی...... آگے طویل حدیث ہے جس میں عبداللہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے میرے والد سے فرمایا کہ اپنی بات پر گواہ لے آؤ۔ چنانچہ یہ لوگ نکلے۔ آگے چند انصاریوں سے ملاقات ہوگئی جنھوں نے بات سن کر یہ کہا کہ ہاں! ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سن رکھی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کی گواہی سن کر ارشاد فرمایا: یاد رکھو کہ میں تم لوگوں کو متہم نہیں سمجھتا تھا البتہ میں اس بات کی تحقیق چاہتا تھا۔

ابن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے میرے والد کے ساتھ چند لوگ دیکھے تو آپ نے ان پر کوڑا بلند کیا۔ اس پر میرے والد نے عرض کیا: دیکھیے! یہ آپ کیا کر رہے ہیں، اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ایسا کرنا آگے چلنے والے کے لیے فتنے کا اور پیچھے چلنے والے کے لیے ذلت کا سبب ہے۔

امیر المومنین خلیفہ راشد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ذی الحجہ کے آخری دنوں میں ۲۳ ھ میں شہادت پائی اور تقریباً ساٹھ برس کی عمر پائی۔ ایک قول پچاس کا بھی ہے۔ لیکن راجح قول یہ ہے کہ آپ نے بھی تریسٹھ برس عمر پائی تھی۔

---

[1] الغرہ من العبید: وہ غلام جس کی قیمت عشرِ دیت کے نصف کے برابر ہو۔ "التعریفات للجرجانی؛ اصطلاح: 1043، ص: 115۔ غرہ اصل میں عمدہ مال جیسے اونٹ اور گھوڑے وغیرہ کو کہتے ہیں جب کہ اصطلاحِ شرع میں غرہ جنین کے بدل کو کہتے ہیں کیوں کہ اس میں غلام کا دینا واجب ہوتا ہے۔ غرض جنین کو ساقط کرنے کی دیت کا نام غرہ ہے۔ دیکھیں: معدن الحقائق: 397/2۔ نسیم

(۳) ۱/ ۳ع: امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان ابو عمرو الاموی ذو النورین رضی اللہ عنہ ❶

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جن سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے، جنھوں نے پوری اُمت کو اختلاف کے بعد ایک مصحف پر جمع کیا۔ خراسان اور مغرب کی اقالیم تک سب سے پہلے آپ کے گورنر پہنچے تھے۔ بلاشبہ آپ کا شمار سابقین اولین میں ہوتا ہے جنھوں نے نماز کو قائم کیا، روزوں کی پابندی کی اور اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کیا۔ آپ کا شماران سعادت مند حضرات میں ہوتا ہے جنھیں خود زبانِ نبوت سے جنت کی بشارت ملی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دولختِ جگر سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں دیا۔ آپ کی عظمت وجلالت اور علم وفہم کے درجہ کا اندازصرف وہی شخص لگا سکتا ہے جو آپ کے جمع قرآن کے حکم کو اور اس وقت کی نزاکت کو بنظر امعان دیکھے گا۔ میں نے جناب امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب کو ایک مستقل کتاب میں بھی لکھا ہے۔ بلاشبہ آپ سابقین اولین، عشرہ مبشرہ بالجنہ اور حضرات خلفائے راشدین مہدیین میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پڑھنے والوں میں سے سب سے افضل ہیں۔ آپ کو حبشہ اور مدینہ دونوں کی طرف ہجرت کرنے کی سعادت بھی ملی۔ بے پناہ علم روایت کرکے اگلی نسلوں کو سپرد کیا۔ آپ سے علم حدیث کو روایت کرنے والوں میں آپ کے فرزندانِ ارجمند عمرو، ابان اور سعید کے علاوہ آپ کے آزاد کردہ غلام حمران، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ، حضرت احنف بن قیس، سعید بن مسیب، ابووائل، طارق بن شہاب، ابوعبدالرحمان السلمی، علقمہ بن قیس، مالک بن اوس بن حدثان اور ایک دنیا کے اسمائے گرامی آتے ہیں۔ آپ اہل بدر میں بھی شمار کیے جاتے ہیں کیوں کہ آپ کو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری کے لیے پیچھے رہ جانے کا حکم ارشاد فرمایا تھا۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے غنائم میں آپ کا حصہ بھی مقرر فرمایا اور آپ کو اہل بدر کے اجر کے ملنے کا مژدۂ جانفزا بھی سنایا۔ آپ کے دورِ خلافت کے اواخر میں فتنوں اور بغاوتوں نے سر اُٹھایا اور باغیوں اور بلوائیوں نے آپ کا محاصرہ کرکے آپ سے خلافت سے دست بردار ہوجانے کا مطالبہ کیا۔ اللہ ان سیاہ بختوں کا ستیاناس کرے کہ اُنھوں نے آپ جیسے صحابی رضی اللہ عنہ سے قتال کیا۔ لیکن آپ صبر کا دامن تھامے رہے اور خود کو اور اپنے جاں نثار خادموں، غلاموں اور رفیقوں کو روکے رکھا یہاں تک کہ جامِ شہادت نوش کرلیا، پر نہ لڑے اور نہ لڑنے دیا۔ آپ کو آپ کے گھر میں قرآنِ کریم کے کھلے مصحف کے سامنے، آپ کی زوجہ محترمہ سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں ان چالیس آدمیوں نے تلواروں کے گھاٹ اتار دیا جو آپ کے گھر کی دیواریں کود کر اندر گھس آئے تھے۔

آپ کو جمعہ کے دن اٹھارہ ذی الحجہ ۳۵ھ میں سودان بن حمران نے تلوار کے واروں سے شہید کیا۔ آپ کا دورِ خلافت بارہ سال تھا اور شہادت کے وقت عمر مبارک اسی سال سے زائد تھی۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت جان نثار اور مخلص ساتھیوں میں

---

❶ تهذيب التهذيب: 139/7(289)، تقريب التهذيب: 12/2، التاريخ الكبير للبخاري: 2082، الجرح والتعديل: 160/6، تاريخ الثقات: 1109، شذرات الذهب: 10/1، 25، 30، 33، 43، 45، نسب قريش: 110، جمهرة الانساب: 83، انساب الاشراف: 45،44، اسماء الصحابة الرواة: ت 28۔

سے تھے اور نبی کریم ﷺ کے انتقال کے بعد آپ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رفاقت کا حق ادا کر دیا۔ آپ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اٹھائیس برس بڑے تھے۔ آپ نے علم وعمل روزہ وتہجد، اتقان، جہاد فی سبیل اللہ اور صلہ رحمی جیسی عظیم صفات کو جمع کیا۔ اللہ ان رافضیوں کو رسوا کرے جو آپ جیسے خلیفہ راشد رضی اللہ عنہ پر زبانِ طعن دراز کرتے ہیں۔

ہشام بن یوسف الصنعانی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن بجیر نے نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ھانی سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تھے تو اس قدر روتے تھے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔

(۴) ۱/۴ع: امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب ابوالحسن الهاشمی رضی اللہ عنہ [1]

جناب سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امتِ محمدیہ کے قاضی اسلام کے شہسوار اور حضرت رسالت مآب محمد مصطفی ﷺ کے داماد ہیں۔ نابالغ بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے آپ ہی ہیں۔ آپ نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جہاد کرنے کا حق ادا کر دیا۔ آپ علم وعمل کے پرچم کو لے کر اُٹھے۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کو اپنی زبان مبارک سے جنت کی خوش خبری سنائی۔ اور ارشاد فرمایا: ''جس کا میں مولیٰ (دوست) ہوں علی بھی اس کے مولیٰ ہیں۔'' [2] اور یہ بھی ارشاد فرمایا: ''تم میرے نزدیک وہی درجہ رکھتے ہو جو ہارون کا موسیٰ کے نزدیک تھا، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' [3]

اور نبی کریم ﷺ نے آپ کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ''تم سے صرف وہی محبت کرے گا جو مومن ہوگا اور تم سے صرف وہی بغض رکھے گا جو منافق ہوگا۔'' [4]

آپ بے شمار فضائل ومناقب کے حامل ہیں، میں نے ان فضائل کو ایک مستقل کتاب میں جمع کر کے اس کتاب کو ''فتح المطالب فی مناقب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ'' کا نام دیا ہے۔

بلاشبہ آپ امام، عالم اور بے حد محقق تھے کہ کسی حدیث کو قسم کے بغیر قبول نہ فرماتے تھے۔ چنانچہ عثمان بن مغیرہ ثقفی، علی بن ربیعہ سے، وہ اسماء بن حکم فزاری سے بیان کرتے ہیں کہ اُنھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا: ''جب میں نبی

---

[1] تهذيب الكمال: 971/2، تهذيب التهذيب: 334/7(565)، تقريب التهذيب: 39/2، خلاصة تهذيب الكمال: 250/2، التاريخ الكبير للبخاري: 259/6، التاريخ الصغير للبخاري: 435/1، الجرح والتعديل: 191/6، اسد الغابة: 91/4، الرياض المستطابة، ص: 163، تاريخ بغداد: 133/1، الاصابة: 105/2، البداية والنهاية: 223/7، 324۔ شذرات الذهب: 49/1، تاريخ الخلفاء: 166، تجريد اسماء الصحابة: 392/1، الاستبصار: 390، حلية الاولياء: 87/2، طبقات ابن سعد: 137/9، اسماء الصحابة الرواة، ت: 10۔

[2] جامع الترمذي: كتاب المناقب، باب 19، سنن ابن ماجه: المقدمة، باب: 11۔

[3] صحيح البخاري: كتاب فضائل الصحابة، باب 9، جامع الترمذي: كتاب المناقب، باب: 20۔

[4] صحيح البخاري: كتاب فضائل الصحابة، باب 4، صحيح مسلم: كتاب الايمان، رقم الحديث: 129، 131۔

کریم ﷺ سے ایک حدیث سنتا تھا تو جو رب تعالیٰ چاہتے تھے مجھے اس حدیث سے فائدہ ہوتا تھا۔ لیکن اب جو مجھے نبی کریم ﷺ کی کوئی حدیث سناتا ہے تو میں اس سے قسم اٹھواتا ہوں۔ پس اگر تو وہ قسم کھالے تو میں اس کی تصدیق کر دیتا ہوں اور مجھے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے اور اُنھوں نے سچ فرمایا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے "جو مسلمان بندہ بھی کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے، پھر وہ وضو کرتا ہے اور دو رکعت نماز ادا کرتا ہے، پھر رب تعالیٰ سے مغفرت مانگتا ہے تو رب تعالیٰ اسے ضرور بخش دیتے ہیں۔" ❶

یہ حدیث مسعر، شریک، سفیان، ابوعوانہ اور قیس نے عثمان بن مغیرہ سے روایت کی ہے اور اس حدیث کی اسناد حسن ہے۔

میں نے ابوالفضل بن عساکر پر عبدالمعز بن محمد سے قراءت کی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں تمیم بن ابی سعید المقری نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوسعید محمد بن عبدالرحمان نے ۴۴۹ھ میں، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن محمد الحافظ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوجعفر محمد بن حسین نے کوفہ میں، وہ کہتے ہیں: ہمیں اسماعیل بن موسیٰ الفزاری نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عاصم بن حمید الحناط نے یا ان سے ایک آدمی نے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں: ہمیں ثابت بن ابی صفیہ ابوحمزہ الثمالی نے عبدالرحمان بن جندب سے، اُنھوں نے کمیل بن زیاد نخعی سے نقل کیا، وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب علی رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے جنگل کی طرف لے نکلے۔ جب ہم جنگل پہنچ گئے تو آپ ذرا دیر کو سانس لینے بیٹھ گئے۔ پھر ارشاد فرمایا: اے کمیل! یہ دل برتن ہیں اور سب سے بہتر برتن وہ ہے جو زیادہ محفوظ کرنے والا ہو، جو بات میں تم سے کر رہا ہوں، اسے یاد کرلو، لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں: (۱) عالم ربانی (۲) وہ عالم جو راہِ نجات کو سیکھنے اور اس پر چلنے والا ہو (۳) اور وہ ان پڑھ اجڈ بکریاں چرانے والے لوگ جو ہر پکارنے والے کے پیچھے چل پڑیں، جدھر کی ہوا چلے ادھر کو ہو لینے والے، نہ تو ان لوگوں نے علم کے نور سے روشنی حاصل کی اور نہ کسی مضبوط پناہ گاہ کو ہی پکڑا۔ علم مال سے بہتر ہے یہ تیری حفاظت کرے گا جب کہ مال کی حفاظت تو خود کرتا ہے۔ علم تو عمل کرنے سے بڑھتا ہے جب کہ مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے۔ عالم کی محبت ایسا قرض ہے جس کا بدلہ عالم کی زندگی پر عمل کرنے سے ملتا ہے اور یہ نیکی ہے البتہ اس کا ظہور مرنے کے بعد ہوتا ہے۔ جب کہ مال آدمی کے مرتے ہی ہاتھوں سے نکل جاتا ہے۔ کتنے خزانوں والے اپنی زندگیوں میں مالوں سے محروم ہو گئے اور کتنے مالوں والے مالوں کو چھوڑ گئے جب کہ علماء رہتی دنیا تک باقی رہیں گے۔ گو ان کے وجود نہ رہے لیکن ان کے آثار و امثال آج بھی دلوں میں موجود ہیں۔ پھر اپنے سینہ مبارک کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہاں ایک علم ہے کاش! مجھے اس کے اٹھانے والے ملتے اور جو ملے ہیں وہ قابلِ اطمینان نہیں وہ دین کو دنیا کے لیے استعمال کرتے ہیں اور اللہ کی محبتوں کو لے کر اللہ ہی کی کتاب کے خلاف چلتے ہیں اور اس کی نعمتوں سے اس کے بندوں پر غلبہ چاہتے ہیں یا ایسے لوگ ملے جو بے بصیرتی کے ساتھ اہل حق کی بات مانتے ہیں اور انھیں احیائے حق کی ذرا بصیرت نہیں۔ کسی شبہ کے عارض ہوتے ہی اُن کے دل میں شک پیدا ہونے لگتا ہے کہ نہ ادھر کے اور نہ ادھر کے یا پھر لذتوں کے رسیا اور

❶ سنن ابی داؤد: کتاب الوتر، باب: 26، جامع الترمذی: کتاب الصلوۃ، باب: 181۔

شہوتوں کے غلام ملے یا مال و دولت کے جمع کرنے کی حرص نے انھیں دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ یہ لوگ دین کی طرف بلانے والے نہیں، یہ چرنے والے جانوروں اور چوپایوں کے زیادہ مشابہ ہیں۔ یوں علم علم والوں کے مرنے سے ختم ہو جاتا ہے۔ اے اللہ! کیوں نہیں، یہ زمین کبھی بھی رب تعالیٰ کی حجت کو قائم کرنے والوں سے خالی نہ رہے گی تاکہ اللہ کی محبتیں اور اس کی نشانیاں بے کار نہ جائیں، یہاں تک کہ وہ ان محبتوں اور نشانیوں کو ان کے اہل تک پہنچا دیں اور انھیں اپنے جیسوں کے دلوں میں جاگزیں کر دیں۔ انھی لوگوں پر علم کی حقیقت وارد ہوتی ہے۔ یہ ایسے بدن ہوتے ہیں جن کی روحیں ملاء اعلیٰ میں اٹکی ہوتی ہیں۔ یہی لوگ رب تعالیٰ کے بلاد و امصار میں اس کے خلیفہ اور اس کے دین کے داعی ہیں۔ ارے ان لوگوں کے دیکھنے کا کس قدر اشتیاق ہے۔ پس جب تو چاہے تو میرے اور اپنے لیے رب تعالیٰ سے استغفار کرنا۔ اب اُٹھ کھڑے ہو۔"

یہ روایت ضرار بن صرد نے عاصم بن حمید سے روایت کی ہے۔ یہ روایت کمیل سے ایک اور طریق سے بھی مروی ہے جس کی اسناد نرم ہے، جس میں تین طبقات کی صفات پر تنبیہ کی گئی ہے: (۱) پختہ اور راسخ فی العلم عالم (۲) اس سے کم درجہ کا عالم (۳) اور علمۃ الناس جنھوں نے اپنے علم اور دین کو خلط ملط کر دیا ہوتا ہے۔ اس روایت میں ضرار بن صرد جو ایک غیر معتمد راوی ہے، ان الفاظ کے بعد کہ "انھی لوگوں پر علم کی حقیقت وارد ہوتی ہے" یہ مزید روایت کرتا ہے، "ان لوگوں نے اس چیز کو نرم سمجھا جسے ان عیش پرستوں نے سخت کٹھن و دشوار سمجھا اور یہ لوگ اس چیز سے مانوس ہوئے جس سے یہ جاہل لوگ وحشت کھاتے ہیں۔ یہ لوگ اس دنیا میں ایسے بدنوں کے ساتھ رہے جن کی روحیں ملاء اعلیٰ سے اٹکی تھیں۔ یہی لوگ زمین میں رب تعالیٰ کے خلیفہ اور اس کے دین کے داعی ہیں۔

سفیان اعمش سے، وہ ابراہیم تیمی سے، وہ اپنے والد سے اور وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ جناب علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ سے صرف قرآنِ کریم کو لکھا ہے اور جو اس صحیفہ میں ہے۔

شریک ابو اسحاق سے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے خزیمہ بن نصیر کو بیان کرتے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صفین میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ ان لوگوں کا ستیاناس کرے کہ اُنھوں نے کس سفید پٹی کو سیاہ کر دیا اور اُنھوں نے نبی کریم ﷺ کی کس حدیث کو برباد کر دیا۔

شعبہ عمارہ بن ابی حفصہ سے، وہ قیس بن عباد سے نقل فرماتے ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں علم و شرافت کی تلاش میں مدینہ منورہ داخل ہوا تو میں نے ایک صاحب کو دیکھا جو دو چادریں اوڑھے ہوئے تھے اور ان کی دو زلفیں تھیں، اُنھوں نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں؟ تو لوگوں نے بتلایا کہ یہ جناب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

زیاد بن خیثمہ ابو اسحاق سے، وہ عاصم بن ضمرہ سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ کیا میں تمھیں ایک کامل فقیہ کا پتا نہ دوں، یہ وہ شخص ہے جو لوگوں کو رب تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور نہ انھیں رب تعالیٰ کی نافرمانیوں پر جری کرے اور نہ انھیں رب تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے نڈر بنائے۔"

معروف بن خربوذ ابوطفیل سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''لوگوں کو وہی باتیں بیان کرو جن کو وہ پہچانتے ہیں اور جن باتوں سے وہ انجان ہیں انھیں رہنے دو، کیا تمھیں یہ بات پسند ہے کہ لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلائیں۔''

اس ارشاد میں امام علی رضی اللہ عنہ نے منکر روایت بیان کرنے پر لوگوں کی سرزنش فرمائی ہے اور اس بات کی ترغیب دی ہے کہ وہ مشہور احادیث کو بیان کیا کریں اور آپ کا یہ قول فضائل، عقائد اور رقائق کے باب میں واہی اور منکر احادیث کے بیان کرنے اور انھیں پھیلانے سے باز آنے کی بابت بہت بڑی اصل ہے اور صحیح اور منکر و واہی روایات میں فرق و امتیاز صرف رجال و رواۃ کے احوال اور ان کی معرفت میں مہارت حاصل کرنے سے ہی ممکن ہے۔ واللہ اعلم۔

امیر المومنین خلیفۂ راشد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سترہ رمضان المبارک ۶۰ ھ میں ساٹھ سال یا اس سے ایک دو سال کم یا زیادہ کی عمر پا کر شہادت پائی اور اس فانی دنیا سے انتقال فرما گئے۔ رضی اللہ عنہ

(۵) ۱/۵ ع۔ امام ربانی حضرت ابن مسعود، ابوحفص عبداللہ ابن اُم عبد الہذلی رضی اللہ عنہ [1]

آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمِ خاص اور مصاحب ہیں۔ سابقین اولین میں شمار ہونے کی فضیلت حاصل ہے۔ کبار اہل بدر میں جگہ پائی۔ جلیل القدر فقہاء و قراء میں سے ایک ہیں۔ آپ ان لوگوں میں سے تھے جو حدیث کے بیان کرنے میں زبردست تحقیق و تمحیص سے کام لیتے تھے۔ آپ حدیث روایت کرنے میں بے حد سختی کرتے اور الفاظ کے ضبط کرنے میں سستی اور غفلت سے کام لینے والے تلامذہ کو ڈانٹا کرتے تھے۔

آپ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے ستر سورتوں کو سن کر یاد کیا۔ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے سن لیا جب کہ آپ اس وقت دعا مانگ رہے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مانگو تجھے دیا جائے گا۔'' اور ارشاد فرمایا: ''جو یہ چاہے کہ وہ قرآنِ کریم کو اسی طرح ترو تازہ پڑھے جیسے وہ نازل ہوا ہے تو وہ قرآن کو ابن ام عبد کی قراءت پر پڑھے۔'' [2]

اسرائیل ابواسحاق سے، وہ عبدالرحمان بن یزید سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہمیں سیرت، رہنمائی اور صورت و ہیئت کے اعتبار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے قریبی

---

[1] تهذيب الكمال: 740/2، تهذيب التهذيب: 27/6(42)، تقريب التهذيب: 450/1(630)، خلاصة تهذيب الكمال: 99/2، الكاشف: 130/2، التاريخ الكبير للبخاری: 2/5، التاريخ الصغير للبخاری: 74,73,72,60/1، الجرح والتعديل: 149/5، الثقات: 208/3، اسد الغابة: 384/3، تجريد اسماء الصحابة: 334/1، الاصابة: 36/2، الاستيعاب: (3-4) 987، الوافی بالوفيات: 406/17، سير الاعلام: 461/1، الحلية: 375/1، طبقات ابن سعد: 122/9۔

[2] سنن ابن ماجه: المقدمة، باب: 11، مسند احمد: 38,26,7/1۔

صاحب اور خادم کے بارے میں بتلایے تاکہ ہم ان کے قول و فعل کو لیں اور ان سے احادیث کو سنیں۔ اُنھوں نے فرمایا کہ وہ تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے محفوظ لوگ جانتے ہیں کہ ان میں اللہ کے سب سے زیادہ قریب ابن ام عبد ہیں۔

ثوری ابو اسحاق سے اور وہ حارثہ بن مضرب سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خط پڑھ کر سنایا گیا جس میں یہ لکھا تھا: میں نے تمہاری طرف عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے۔ یہ دونوں بزرگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بڑے جلیل القدر اور اہل بدر میں سے ہیں۔ تم لوگ ان کی پیروی کرو اور ان کی سنو۔ میں نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بابت اپنے اوپر تم لوگوں کو ترجیح دی ہے۔

ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جناب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو نگاہ بھر کے دیکھا، وہ اس وقت کھڑے تھے، پھر فرمایا: ''علم سے بھرا ایک برتن ہیں۔'' جناب ابن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث بہت کم روایت کرتے تھے اور حدیث کے الفاظ میں بے حد احتیاط سے کام لیتے تھے۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں تقریباً ساٹھ سال کی عمر پا کر ۳۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کے تلامذہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کو بھی آپ پر فضیلت نہ دیا کرتے تھے۔

ابو شہاب عبدربہ الحناط، محمد بن واسع سے، وہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مختصر سا خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! اُٹھو۔'' چنانچہ اُنھوں نے اُٹھ کر خطبہ دیا پر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ سے کم تھا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے عمر! اُٹھو۔'' اُنھوں نے بھی اُٹھ کر خطبہ دیا جو جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطبہ سے بھی مختصر تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے فلاں! اُٹھو اور خطبہ دو۔'' اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابن ام عبد! اُٹھو اور خطبہ دو۔'' چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اُٹھے، پہلے رب تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: اے لوگو! بے شک! اللہ ہمارا رب ہے، اسلام ہمارا دین ہے اور اپنے ہاتھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اور یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہم اس پر راضی ہیں جس پر اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے راضی ہیں۔ السلام علیکم۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ''ابن ام عبد نے درستی کو پایا، ابن ام عبد نے سچ کہا۔'' یہ روایت منقطع ہے۔

شریک ابو العمیس سے، وہ مسلم البطین سے، وہ ابو عمرو شیبانی سے نقل فرماتے ہیں کہ میں ایک سال تک حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہا ہوں۔ میں نے انھیں دیکھا ہے کہ جب بھی وہ ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' فرماتے تھے تو ان کے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا اور اخیر میں یہ ارشاد فرماتے: یوں فرمایا، یا اسی جیسی بات یا اس کے قریب قریب، یا، یا............

یونس ابن شہاب سے، وہ عبید اللہ بن عبد اللہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اگر تم نے کسی قوم کی کوئی ایسی حدیث سنائی جو ان کی عقلوں تک نہ پہنچتی ہو تو تم نے انھیں فتنے میں ڈال دیا۔''

ابو الاحوص حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ "آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کر دے۔"

حماد بن سلمہ ایوب سے، وہ ابو قلابہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: علم کے اٹھائے جانے سے پہلے پہلے علم کا حاصل کرنا لازم ہے اور علم کا اُٹھایا جانا اہل علم کا دنیا سے اُٹھ جانا ہے۔ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ کب ان کی ضرورت پڑ جائے۔ تمھیں کچھ لوگ ملیں گے جو بزعم خویش تمھیں کتاب اللہ کی طرف بلا رہے ہوں گے حالانکہ اُنھوں نے کتاب اللہ کو اپنی پیٹھ پیچھے پھینک رکھا ہوتا ہے۔ تم پر علم حاصل کرنا لازم ہے اور بدعت سے بچو اور غلو و تکلف اور مبالغہ سے بچو اور شرافت کو لازم پکڑو۔

سفیان ابو اسحاق سے، وہ مرہ سے اور وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب تم علم حاصل کرنے کا ارادہ کرو تو قرآن کو پھیلاؤ کہ اس میں اولین و آخرین کا علم ہے۔

اعمش، عمارہ سے، وہ مالک بن حارث سے، وہ عبد الرحمان بن یزید سے اور وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ "سنت میں میانہ روی اختیار کرنا یہ بدعت میں خوب جان مارنے سے افضل ہے۔"

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سیرتِ مبارکہ کو نصف جلد میں ضبط کیا جا سکتا ہے۔ آپ کا شمار اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ آپ علم کا برتن اور ائمہ ہدیٰ میں سے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ سے قرآنِ کریم کی متعدد قراءتیں اور فتاویٰ بھی منقول ہیں جن میں آپ متفرد تھے۔ یہ قراءتیں اور فتاویٰ علم کی کتابوں میں آج تک محفوظ اور مذکور ہیں۔ البتہ یاد رہے کہ ہر امام کی بات کو لیا بھی جا سکتا ہے اور ترک بھی کیا جا سکتا ہے سوائے امام المتقین، الصادق المصدوق الامین المعصوم، سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ تب پھر ایک عالم دین پر کیوں نہ حیرت ہو جو اپنے دین کی ہر ہر بات میں ایک معین امام کی ہی تقلید کرتا ہو حالانکہ وہ یہ بھی جانتا ہو کہ بعض صحیح احادیث اس کے امام کے مذہب پر اعتراض بن کر وارد ہو رہی ہیں۔ پس نیکی پر لانے کی قوت صرف اللہ ہی سے ہے۔

(٦) ١/٦ع: حضرت ابی بن کعب بن قیس ابو المنذر الانصاری الخزرجی النجاری رضی اللہ عنہ [1]

آپ سید القراء اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں قرآن کے سب سے بڑے قاری ہیں۔ غزوہ بدر سمیت جملہ غزوات میں شرکت کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کو پڑھا اور سیکھا۔ آپ کثیر الاحادیث صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ آپ نے علم اور عمل کو اکٹھا کیا، آپ بے شمار فضائل و مناقب کے حامل تھے۔ خود حضرت ابو ایوب انصاری، حضرت ابن عباس، حضرت سوید بن غفلہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت نے آپ سے حدیث کو روایت کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابۃ: ت 33، تہذیب التہذیب: 187/1، تقریب التہذیب: 48/1، الاصابۃ: 16/1، الثقات: 5/3، تاریخ ابن معین: 1564، الجرح والتعدیل: 290/2، سیر اعلام النبلاء: 389/1، مشاہیر علماء الامصار: 12، تلقیح الفہوم: 364، اسماء الصحابۃ الرواۃ: 25۔

لوگوں نے آپ سے کتاب وسنت کو حاصل کیا۔ قد میانہ، رنگت گندمی اور سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔

ربیع بن انس ابو العالیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت کیجیے! آپ نے فرمایا: اللہ کی کتاب کو اپنا امام بنا اور اس کے حاکم و قاضی ہونے پر راضی ہو جا، یہی وہ کتاب ہے جو تمھارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے تم لوگوں میں چھوڑ گیا ہے۔ یہ قرآن سفارش کرنے والا، قابل اطاعت، گواہ اور غیر متہم ہے۔ اس میں تمھارا اور تم سے پہلے لوگوں کا ذکر، تمھارے جھگڑوں کا حکم اور فیصلہ اور تمھاری اور تمھارے بعد والوں کی خبریں مذکور ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی بے حد تکریم فرماتے اور ان سے ہیبت کھاتے تھے۔ بوقت ضرورت درپیش مسائل میں آپ سے فتویٰ بھی طلب کرتے۔ آپ کی وفات پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا: ''آج مسلمانوں کا سردار وفات پا گیا۔''

آپ نے ہیثم بن عدی وغیرہ کے ہاں مدینہ منورہ میں ۱۹ ھ کو وفات پائی۔ واقدی، محمد بن عبداللہ بن نمیر اور ذہلی وغیرہ حضرات نے آپ کا سنِ وفات ۲۲ ھ بتلایا ہے۔ [1] رضی اللہ عنہ

(۷) ۱/۷ ع: حضرت ابوذر غفاری جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ: [2]

آپ سابقین اولین میں سے ہیں، بعثت کے پانچویں سال اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی اور اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد مدینہ منورہ ہجرت کر آئے۔ آپ علم، زہد و تقویٰ، جہاد اور صدق و اخلاص کے سردار تھے۔ رنگ گندمی، بدن گٹھیلا اور داڑھی گھنی تھی۔

ابوداؤد کہتے ہیں: آپ بدر میں شریک نہ ہوئے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آپ کو قراء میں شمار کرتے تھے۔ علم میں جناب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہم پلہ تھے۔ چار سو دینار سالانہ وظیفہ ملتا تھا لیکن اپنے پاس ایک پائی بھی باقی نہ رکھتے تھے۔ حق بات برملا بیان کرتے، چاہے وہ کتنی ہی تلخ کیوں نہ ہوتی تھی۔ آپ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ، حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ، احنف بن قیس، ابو سالم جیشانی، سفیان بن ھانی، عبدالرحمان بن غنم، حضرت سعید بن مسیب اور متعدد قدماء تابعین نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ کے فضائل و مناقب مشہور اور زبانِ زد خلائق ہیں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''ابوذر سے زیادہ سچے پر نہ تو آسمان نے سایہ کیا ہے اور نہ زمین نے کسی ایسے کو اپنی پیٹھ پر اُٹھایا ہے۔'' [3]

ہمام قتادہ سے، وہ سعید بن ابی الحسن سے، وہ عبداللہ بن صامت سے اور وہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں وہ فرماتے ہیں: ''میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس بات کی وصیت فرمائی کہ جو بھی سونا یا چاندی یا لوہا ہے وہ اپنے مالک پر آگ

---

[1] جب کہ ایک قول 32ھ کا بھی۔

[2] تہذیب التہذیب: 90/12 رقم: 40، تقریب التہذیب: 420/2، صحیح قول یہی ہے کہ آپ کا نام جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ ہے۔

[3] جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب 35، سنن ابن ماجہ: المقدمہ: باب 11۔

کا انگارہ ہے یہاں تک کہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کردے۔"

بابلتی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں اوزاعی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے مرثد ابو کثیر نے اپنے والد سے اور اُنھوں نے حضرت ابو ذرغفاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ایک آدمی نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے عاملین نے ہم پر (صدقہ کی وصولی) زیادہ کردی ہے۔ آیا جتنا صدقہ اُنھوں نے ہم پر زیادہ کر دیا ہے اس قدر مال کو ہم ان سے چھپانہ لیا کریں۔ اس پر حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: نہیں، تم اپنا مال ان کے سامنے پیش کرو اور ساتھ ہی یہ کہہ دو کہ جو تمھارا حق ہے وہ تم لے لو اور جو تم لوگوں نے ناحق لیا ہے وہ واپس کردو۔ سو اس کے بعد وہ تم پر جو بھی زیادتی کریں گے وہ روزِ قیامت تیری میزانِ عمل میں تولی جائے گی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے سر پر ایک قریشی نوجوان کھڑا تھا۔ کہنے لگا: کیا امیر المومنین نے آپ کو فتویٰ دینے سے منع نہیں کیا تھا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کیا تم مجھ پر داروغہ ہو؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (اور اپنی گدی کی طرف کرتے ہوئے فرمایا) اگر تم یہاں تلوار بھی رکھ دو، پھر میں گمان کروں کہ اپنی گردن کے تن سے جدا ہونے سے پہلے پہلے میں ایک ایسی بات کر سکتا ہوں جو میں نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھی ہے تو میں اسے بیان کر کے رہوں گا۔"

میں کہتا ہوں کہ جناب ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ کی اس قوتِ حق گوئی اور بے باکی کی وجہ سے انھیں فتویٰ دینے سے روکا گیا تھا۔ آپ کتنے سالوں تک ربذہ میں گوشہ نشینی کی زندگی گزارتے رہے۔ یہاں تک کہ ۳۲ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ رضی اللہ عنہ

(۸) ۱/۸ ع: عالم ربانی حضرت معاذ بن جبل بن اوس ابو عبدالرحمان الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ: ❶

آپ عقبہ میں اس وقت شریک ہوئے جب آپ کی عمر اٹھارہ سال یا اس سے کم تھی۔ بدر اور دوسری تمام جنگوں میں شرکت کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کا شمار نہایت جلیل القدر فقیہ اور دانش مند صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا تھا۔

محمد بن سعد بیان کرتے ہیں: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ دراز قامت، سفید رنگت، خوبصورت دانتوں، موٹی موٹی آنکھوں، گھنی ابرؤوں اور گھنگریالے بالوں والے تھے۔

میں کہتا ہوں: آپ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اسلم رضی اللہ عنہ، اسود بن ہلال، اسود بن یزید، ابو مسلم خولانی، ابو وائل، ابو بحریہ السکونی، عبداللہ بن قیس الصنابحی، عبدالرحمان بن غنم، مالک بن یخامر، مسروق، قیس بن ابی حازم، یزید بن عمیرہ الزبیدی اور ایک جماعت نے حدیث کو روایت کیا ہے۔ ان میں سے بعض کی آپ سے روایت منقطع بھی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے ارشاد فرمایا: "اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔" اور ایک حدیث میں ارشاد ہے: "(روزِ قیامت) معاذ علماء سے ایک قدم آگے (آگے) آئے گا۔" اس

---

❶ تہذیب الکمال: 1338/3، تہذیب التہذیب: 186/10، (347)، تقریب التہذیب: 255/2، خلاصۃ تہذیب الکمال: 35/3، التاریخ الکبیر للبخاری: 359/7، التاریخ الصغیر للبخاری: 41/1، 47، 49، 52، 53، 54، 58، 66، 73، 157، 176، الثقات: 168/3، اسد الغابۃ: 194/5، تاریخ الاسلام: 105/3، شذرات الذہب: 30/1، 62، 63

حدیث کی اسناد مرسل ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ ”میری اُمت میں حلال وحرام کو جاننے والا سب سے بڑا عالم معاذ ہے۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم جناب معاذ رضی اللہ عنہ کو رب تعالیٰ کے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ جو امام، اللہ سے ڈرنے والے اور ایک طرف کو ہو رہنے والے تھے۔

شہر بن حوشب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر میں اپنے بعد معاذ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا گیا اور میرے رب نے مجھ سے اس بارے پوچھا تو میں عرض کردوں گا کہ میں نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: جب علماء اپنے رب کے روبرو پیش ہوں گے تو معاذ بن جبل ان سے ایک پتھر کی مسافت کی بقدر آگے ہوں گے۔“

ابومسلم خولانی بیان کرتے ہیں: ”میں حمص کی مسجد میں داخل ہوا تو وہاں تقریباً تیس عمر رسیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مجمع دیکھا جن میں ایک سرگیں آنکھوں اور چمکتے دانتوں والا نوجوان بھی تھا جو ساکت کھڑا تھا۔ میں نے کیا دیکھا کہ ان حضرات کو جب بھی کسی مسئلہ میں تردد ہوتا تو وہ اس نوجوان سے اس بارے میں پوچھتے۔ مجھے بتلایا گیا کہ یہی نوجوان جناب معاذ رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس اثر کو شہر بن حوشب نے ابن غنم سے اور اُنھوں نے عائذ اللہ بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ خلافتِ فاروقی کے اوائل میں مسجد میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک حلقہ جما ہوا تھا جس میں ایک کھلتی رنگت اور روشن چہرے والا شیریں گفتار نوجوان بیٹھا تھا جو ان سب سے جوان تھا۔ میں نے کیا دیکھا کہ ان لوگوں کو جب بھی کسی بات میں اشتباہ ہو جاتا تھا تو وہ اس نوجوان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ (اور وہ نوجوان جناب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے)۔

ایوب بن سیار، یعقوب بن زید سے اور وہ ابو بحریہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں حمص کی مسجد میں داخل ہوا۔ کیا دیکھا کہ ایک گھنگریالے بالوں والا نوجوان ہے، لوگ اس کے گرد جمع ہیں۔ جب بات کرتا ہے تو یوں گمان ہوتا تھا جیسے اس کے منہ سے نور نکل رہا ہو اور موتی جھڑ رہے ہوں۔ لوگوں نے بتلایا کہ یہ جناب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابوعبید "کتاب الاموال" میں بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن صالح نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں موسیٰ بن علی نے اپنے والد سے اور اُنھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ میں خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: جو قرآن سیکھنا چاہے وہ (حضرت) اُبی رضی اللہ عنہ کے پاس چلا جائے اور جو فرائض سیکھنا چاہے وہ (حضرت) زید رضی اللہ عنہ کے پاس چلا آئے اور جو فقہ سیکھنا چاہے وہ (حضرت) معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس چلا آئے اور جو مال کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہے وہ میرے پاس چلا آئے کہ رب تعالیٰ نے مجھے اس کے لیے خزانچی اور تقسیم کرنے والا بنایا ہے۔

صفوان بن عمرو، راشد بن سعد سے، وہ عاصم بن حمید السکونی سے نقل فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دور تک ان کی مشایعت کرنے ساتھ نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سواری کے نیچے پیدل

---

[1] طبقات الحفاظ: 6/24، تجدید اسماء الصحابۃ: 2/80، الاستیعاب: 3/1402، سیر الاعلام: 1/443، الحلیۃ: 1/228، طبقات ابن سعد: 9/184، اسماء الصحابۃ الرواۃ، ت: 27۔

چلتے رہے۔ پھر فرمایا: ''اے معاذ! قریب ہے کہ اس سال کے بعد میری تمھارے ساتھ ملاقات نہ ہو اور شاید تم میری مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزرو۔'' یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کے غم میں رو پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مت رو، رونا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔'' یہ روایت ابوالیمان نے صفوان سے سنی ہے۔

معمر زہری سے، وہ عبدالرحمان بن عبداللہ بن کعب سے، وہ اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں: جناب معاذ رضی اللہ عنہ بڑے فیاض، فراخ دل، خوبرو اور اپنی قوم کے افضل نوجوان تھے۔ بہت خرچ کرتے تھے۔ اس لیے ہاتھ میں مال رکتا نہ تھا۔ اس لیے مسلسل قرض لینے لگے حتیٰ کہ وہ قرض پورے مال کو محیط ہو گیا۔ اس پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قرض خواہوں سے اس بات کا مطالبہ کریں کہ وہ ان کا قرض معاف کر دیں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا سارا مال ان کے قرض میں بیچ دیا اور اب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہ گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب فتح مکہ کا سال آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں یمن کی ایک جماعت کی طرف امیر بنا کر بھیجا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان کے مالی نقصان کی کوئی تلافی کریں اور) ان کا حال درست کریں۔ الحدیث۔

ہمیں مسلم بن محمد وغیرہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں الکندی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شیبانی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں خطیب نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن عبداللہ بن ابان الھیتی نے چار سو چھ ہجری میں املا کروا کے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوالقاسم علی بن محمد بن موسیٰ الانباری نے، جن کا لقب ''حسنس'' ہے، وہ کہتے ہیں: ہمیں یحییٰ بن ابی طالب نے وہ کہتے ہیں: ہمیں ابونضر نے اشجعی سے، اُنھوں نے سفیان سے، اُنھوں نے حصین سے، اُنھوں نے ایک آدمی سے اور اُنھوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ افطار کرتے وقت یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَعَانَنِيْ فَصُمْتُ وَرَزَقَنِيْ فَاَفْطَرْتُ''

''سب تعریف اس اللہ کی ہے جس نے مجھے قوت دی تو میں نے روزہ رکھا اور اس نے مجھے روزی دی تو میں نے روزہ افطار کیا۔''

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ۱۸ھ میں اردن میں تقریباً ۳۵ سال کی عمر میں طاعون سے شہادت پائی۔ رضی اللہ عنہ

(۹) ۹/۱ ع: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مالک بن وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب، الامیر ابو اسحاق الزہری البدری العشری: [1]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وہ جلیل القدر صحابی رسول ہیں جنھوں نے اللہ کے راستے میں سب سے پہلا تیر چلایا۔ آپ

---

[1] تهذيب الكمال: 371/1، تهذيب التهذيب: 379/3، تقريب التهذيب: 289/1، الكاشف: 354/1، التاريخ الكبير للبخاري: 73/3، التاريخ الصغير للبخاري: 250,114,108,104,101,100,91,83,72,69,51,26/1، الجرح والتعديل: 93/4، اسد الغابة: 366/2، تجريد اسماء الصحابة: 218/1، الاستيعاب: 606/2، الاصابة: 73/3، طبقات ابن سعد: 80/9، الحلية: 368/1، سير الاعلام: 92/1 الوافي بالوفيات: 199/15، البداية والنهاية: 319/3، اسماء الصحابة الرواة: ت16۔

سے آپ کے بیٹوں عامر، محمد، مصعب اور ابراہیم نے اور حضرت عمرؓ، سیدہ عائشہ صدیقہؓ، حضرت قیس بن ابی حازم، سعید بن مسیب، علقمہ، ابوعثمان النہدی، مجاہد، ایمن المکی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ نے سترہ برس کی عمر میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپ کی قامت کوتاہ، بدن مضبوط، بال گھنگریالے، پورے جسم پر بال، رنگت گندمی اور ناک چپٹی تھی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ دراز قد تھے۔

نافع القاری حضرت سعدؓ کی اولاد سے اور وہ اپنے والد ماجد سے نقل فرماتے ہیں کہ ابھی میری مسیں بھی نہ بھیگی تھیں کہ میں مسلمان ہو گیا۔

ابن مسیبؒ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سعدؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں اسلام لے آنے میں سے تیسرا تھا اور میں چند راتوں تک ٹھہرا رہا (اور اپنے مسلمان ہو جانے کی کسی کو خبر نہ دی)۔

خود حضرت سعدؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ احد کے دن نبی کریم ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: ’’(اے سعد!) تیر پھینک، میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔‘‘

حضرت سعدؓ مستجاب الدعاء تھے۔ آپ بے پناہ فضائل و مناقب کے حامل، عظیم جہادی خدمات اور زبردست فتوحات والے صحابی رسول ہیں۔ آپ کی عزت اور مقام و مرتبہ اہل اسلام کے دلوں میں جاگزیں ہے۔

فتنہ کے دنوں میں آپ غیر جانبدار رہے اور سیدنا علیؓ یا سیدنا امیر معاویہؓ میں سے کسی کے بھی ساتھ ہو کر نہ لڑے تھے۔ جناب علیؓ بعد میں آپ کے اس رویہ پر رشک فرمایا کرتے تھے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی ایک منزل ہے جس پر سعدؓ اور ابن عمرؓ اترے تھے۔ اگر تو وہ گناہ تھا تو بہت چھوٹا تھا اور اگر وہ نیکی تھی تو بہت بڑی تھی۔

زہری بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سعدؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے ایک پرانا اونی جبہ منگوایا اور ارشاد فرمایا کہ مجھے اس جبے میں کفن دینا۔ میں نے بدر کے دن اسی جبہ کو پہن کر قتال کیا تھا اور میں نے اسی وقت کے لیے یہ جبہ اب تک چھپا رکھا تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کا ترکہ دو لاکھ پچاس ہزار درہم تھا۔ آپ نے عقیق میں بنوائے اپنے محل میں گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی جو آپ نے ۵۵ھ میں تعمیر کیا تھا۔ آپ کی میت کو لا کر جنۃ البقیع میں دفن کیا گیا۔

(۱۰) ۱/۱۰ ع: حضرت ابوموسیٰ اشعری، عبداللہ بن قیس بن سلیم بن حضار بن حربؓ: [1]

آپ نے نبی کریم ﷺ کی طرف ہجرت کی اور فتح خیبر کے زمانہ میں حضرت جعفرؓ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ نبی

---

[1] تہذیب الکمال: 724/2، تہذیب التہذیب: 362/5(625)، تقریب التہذیب: 441/1 (551) خلاصۃ تہذیب الکمال: 89/2، الکاشف: 119/2 التاریخ الکبیر للبخاری: 173,22/5، الجرح والتعدیل: 138/5، الثقات: 221/3، التجرید: 330/1، الاصابۃ: 211/4، الاستیعاب: (3-4) 679، الوافی بالوفیات: 407/17، سیر الاعلام: 380/2، اسماء الصحابۃ الرواۃ، ت: 13۔

کریم ﷺ نے آپ کو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کا والی بنا کر بھیجا۔ پھر خلافت فاروقی میں کوفہ اور بصرہ کے والی بھی رہے۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ زبردست عالم باعمل، نیکوکار اور کتاب اللہ کی بے حد تلاوت کرنے والے تھے۔ قرآن کریم کو خوبصورت آواز کے ساتھ پڑھنا آپ پر ختم تھا۔ آپ نے بڑا مبارک اور پاکیزہ علم روایت کیا اور قرآن کریم کی تعلیم دی۔ آپ سے طارق بن شہاب، سعید بن مسیب، اسود، ابو وائل، ابو عبدالرحمن السلمی، ربعی بن حراش، ابو عثمان النہدی اور بے شمار لوگوں نے حدیث کو روایت کیا ہے۔ آپ اہل بصرہ کے سب سے بڑے قاری اور فقیہ تھے۔

شعبہ وغیرہ سماک بن حرب سے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے عیاض الاشعری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: جب یہ آیت نازل ہوئی: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ} [المائدۃ: ۵۴]

''تو اللہ عنقریب ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے اور وہ اسے دوست رکھیں گے۔''

تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابو موسیٰ! وہ تیری قوم کے لوگ ہیں۔'' اور اپنے دست مبارک سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرمایا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی قراءت سن کر ارشاد فرمایا: ''انھیں داؤد علیہ السلام کی بانسریوں میں سے ایک بانسری دی گئی ہے۔'' [1]

ابو البختری بیان کرتے ہیں: ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جناب ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو اُنھوں نے ارشاد فرمایا ''وہ علم کے رنگ میں رنگ گئے پھر اسی رنگ کو لے کر نکلے۔''

ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسود کو یہ بیان کرتے سنا ہے کہ ''میں نے کوفہ میں جناب علی رضی اللہ عنہ اور جناب ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے زیادہ بڑا عالم نہیں دیکھا۔''

شعبی بیان کرتے ہیں: علم چھ بزرگوں سے لیا جاتا تھا: حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابی، حضرت ابن مسعود، حضرت زید اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم۔

اور شعبی کا یہ قول بھی ہے کہ اس اُمت کے قاضی چار بزرگ ہیں: (۱) سیدنا عمر (۲) سیدنا علی (۳) سیدنا زید (۴) اور سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم۔

صفوان بن سلیم بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں ان چار بزرگوں کے سوا اور کوئی فتویٰ نہ دیا کرتا تھا۔ (۱) حضرت عمر (۲) حضرت علی (۳) حضرت معاذ (۴) اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم۔

[1] صحیح البخاری۔ کتاب فضائل القرآن، باب رقم: 31، صحیح مسلم: کتاب المسافرین، رقم الحدیث: 236.

نہدی کا قول ہے کہ میں نے کسی طنبور یا جھانجھ [1] یا بانسری کی آواز نہیں سنی جو سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی آواز سے زیادہ خوبصورت ہو۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بڑے عابد و زاہد، شب زندہ دار، روزہ دار اور عظیم المرتبہ صحابیٔ رسول تھے۔ صحیح قول کے مطابق آپ نے ۴۴ھ میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ [2]

(۱۱) ۱/۱۱ع: امام ربانی حضرت ابو درداء عویمر بن زید الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ: [3]

آپ کے والد کے نام میں اختلاف ہے، ایک قول زیدی، ایک قول عبداللہ کا جب کہ ایک قول ثعلبہ کا بھی ہے۔ آپ اس اُمت کے حکیم کہلاتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ غزوۂ بدر کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ چنانچہ غزوہ احد میں شرکت کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔ اس دن آپ نے خوب دادِ شجاعت لی۔ آپ نے قرآن خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حفظ کیا تھا۔ آپ اہل شام کے عالم اور اہل دمشق کے قاری، فقیہ اور قاضی تھے۔

آپ نے متعدد احادیث روایت کی ہیں۔ آپ سے آپ کے بیٹے بلال، زوجہ ام درداء فقیہیہ، جبیر بن نفیر، علقمہ، سعید بن مسیب، خالد بن معدان، ابو ادریس خولانی اور متعدد حضرات نے حدیث روایت کی ہے۔ ہجرت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ میں اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ میں بھائی چارہ قائم فرمایا تھا۔

علاء بن مسیب عمرو بن مرہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک مہم پر روانہ فرمایا۔ میں تاجر بھی تھا۔ میں نے عبادت و تجارت دونوں کو جمع کرنا چاہا تو وہ جمع نہ ہوئیں۔ سو میں نے تجارت ترک کر دی اور عبادت کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ مسجد کے دروازے کے پاس ہی میری ایک دکان ہو، جس کی وجہ سے میری ایک نماز بھی قضا ہو اور مجھے روزانہ چالیس دیناروں کا نفع ہو جن کو میں روزانہ صدقہ بھی کر دوں۔'' اس پر کسی نے پوچھا: بھلا ایسی دکان آپ کو کیوں ناپسند ہے تو فرمایا: حساب کی سختی کی وجہ سے۔

شعبہ عمرو بن مرہ سے، وہ ایک شیخ سے اور وہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں: میں موت کو صرف اپنے رب سے ملاقات کے اشتیاق میں، فقر کو اپنے رب کے آگے تواضع کرنے کے لیے اور بیماری کو اس لیے پسند کرتا ہوں کہ یہ خطاؤں کی معافی کا ذریعہ ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ۳۲ھ میں وفات پائی۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] طنبور: ستار، ایک قسم کا باجا (القاموس الوحید ص: 1015) جانجھ: چنگ، پیتل کی دو پلیٹیں جو ایک دوسرے پر مار کر بجائی جاتی ہیں۔ (ایضاً ص: 944)۔ نسیم

[2] ایک قول 50ھ کا بھی ہے۔

[3] تہذیب التہذیب: 175/8(315)، التاریخ الکبیر للبخاری: 76/7، الثقات: 85/3، اسد الغابۃ: 218/4، تجرید اسماء الصحابۃ: 430/1، الاستیعاب: 1227/3، طبقات ابن سعد: 352/2۔

نے اس دارِ فانی سے انتقال فرمایا تو صرف چار آدمیوں نے قرآن کو جمع کر رکھا تھا، حضرت ابو درداء، حضرت معاذ بن جبل، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو زید رضی اللہ عنہم۔

قاسم بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنھیں علم سے نوازا گیا تھا۔

ابو حفص مسروق سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے علم کو ان حضرات پر منتہی ہوتے دیکھا ہے: حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت معاذ، حضرت ابو درداء اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔

ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے یزید بن معاویہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے: جناب ابو درداء رضی اللہ عنہ ان فقیہ علماء میں سے ہیں جو (کفر و نفاق کے) مرض سے شفا دیتے ہیں۔

لیث بن سعد فلاں سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد میں اس شان سے داخل ہوتے دیکھا ہے جیسے سلطان اپنے حشم و خدم کے ساتھ آتا ہے اور وہ لوگ آپ سے علم سیکھ رہے ہوتے تھے۔

(۱۲) ۱/ ۱۲ ع: الحبرُ ابو یوسف حضرت عبداللہ بن سلام بن حارث الاسرائیلی رضی اللہ عنہ: ❶

آپ انصار کے حلیف تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ ہجرت فرمانے کے موقع پر دولتِ اسلام کو اپنے دامن میں سمیٹ لینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اسلام لانے سے قبل آپ کا نام حصین تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جگہ آپ کا نام عبداللہ رکھ دیا۔ اور آپ کو جنت کی بشارت بھی سنائی۔ آپ ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۢ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ مِثۡلِهِۦ} [الاحقاف:۱۰]

"اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ اسی طرح کی ایک (کتاب کی) گواہی دے چکا ہے۔"

اور یہ آیت بھی نازل ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَمَنۡ عِندَهُۥ عِلۡمُ ٱلۡكِتَٰبِ} [الرعد:۴۳]

"(کہہ دو کہ میرے اور تمھارے درمیان اللہ) اور وہ شخص جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا علم ہے (گواہ کافی ہے)۔"

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اہل کتاب کے عالم اور اپنے زمانہ میں اہل مدینہ کے فاضل تھے۔ آپ نے متعدد احادیث روایت کی ہیں اور آپ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت زرارہ بن ابی اوفی قاضی بصرہ، ابو سلمہ بن عبدالرحمان، ابو سعید المقری، ابو بردہ بن ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، آپ کے دو بیٹوں یوسف اور محمد، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دو بیٹوں اور بے شمار لوگوں نے

---

❶ تهذيب الكمال: 64/2، تهذيب التهذيب: 239/5 (437)، تقريب التهذيب: 422/1 (370)، خلاصة تهذيب الكمال: 62/5، التاريخ الكبير للبخاري: 18/3، التاريخ الصغير للبخاري: 93،92،74،71/1 الجرح والتعديل: 388/5، اسد الغابة: 564/3، الاستيعاب: 921/3، الوافي بالوفيات: 198/17، الثقات: 228/3، اسماء الصحابة الرواة، ت: 315، نفقة الصديان: ت 245۔

حدیث روایت کی ہے۔

معاویہ بن صالح، ربیعہ بن یزید سے، وہ ابوادریس خولانی سے، وہ یزید بن عمیرہ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو عرض کیا گیا کہ ہمیں کوئی وصیت فرمائیے۔ اُنھوں نے فرمایا: علم اور ایمان دونوں اپنی اپنی جگہ موجود ہیں، جو انھیں تلاش کرے گا وہ انھیں ضرور پا لے گا۔ سوتم لوگ علم کو ابودرداء، سلمان، ابن مسعود اور عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہم) سے جو اسلام لے آئے تھے، تلاش کرو کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: ''عبداللہ بن سلام جنت میں جانے والے دس لوگوں میں سے دسویں ہیں۔'' یہ روایت امام ترمذی رحمہ اللہ نے بیان کی ہے۔

مالک، سالم ابونضر سے، وہ عامر بن سعد سے، وہ اپنے والد ماجد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے سوائے عبداللہ بن سلام کے کسی اور کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے نہیں سنا کہ وہ جنتی ہے۔'' انھی کے بارے میں قرآنِ کریم کی یہ آیت نازل ہوئی ہے: {وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيٓ إِسْرَآئِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ} یہ روایت متفق علیہ ہے۔

عاصم بن بہدلہ، مصعب سے، وہ اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اس رستے سے ایک جنتی آدمی داخل ہوگا۔'' پھر جناب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اس رستے سے داخل ہوئے۔

اور ایک اور طریق سے روایت ہے کہ جناب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ایک خواب دیکھا۔ آپ نے وہ خواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ارشاد فرمایا: تم اس حال میں وفات پاؤ گے کہ تم نے ایک مضبوط کڑا تھام رکھا ہوگا۔''

مصعب کے والد سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ لکڑیوں کا ایک گٹھا لادے گزرے۔ کسی نے کہا: کیا اللہ نے آپ کو اس سے غنی نہیں کر دیا؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں لیکن میں (نفس کے) تکبر کو توڑنا چاہتا ہوں۔

ابراہیم ابن ابی یحییٰ کہتے ہیں: ہمیں معاذ بن عبدالرحمان نے یوسف بن عبداللہ بن سلام سے، اُنھوں نے اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ اُنھوں نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں نے قرآن اور تورات دونوں کو پڑھا ہوا ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ایک رات قرآن اور ایک رات تورات پڑھا کرو۔'' اگر یہ روایت صحیح ہے تو اس سے تورات کے پڑھنے اور اس میں غور و تدبر کرنے کی رخصت ملتی ہے۔ حضرات محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی وفات ۴۳ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ رضی اللہ عنہ

(۱۳) ۱ / ۱۳ ع: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا [1] ام عبداللہ، حبیبۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنت خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا شمار ان فقہاء صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے کہ خود فقہاء صحابہ رضی اللہ عنہم بعض مسائل میں سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

---

[1] تہذیب التہذیب: 433/12، رقم: 2841، تقریب التہذیب: 606/2، اسماء الصحابۃ الرواۃ ت:40۔

کی طرف رجوع کیا کرتے تھے اور آپ سے تفقہ فی الدین حاصل کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بدر کے بعد ماہ شوال میں آپ سے شادی فرمائی۔ آپ کو آٹھ برس اور پانچ ماہ نبی کریم ﷺ کی صحبت ورفاقت میں رہنے کا عظیم ترین شرف حاصل ہوا۔ آپ نبی کریم ﷺ کی سب سے محبوب زوجہ تھیں۔

آپ کی عظیم ترین فضیلت ومنقبت میں سے یہ بات ہے کہ اہل افک کی تہمت سے براءت میں آپ کے بارے میں قرآن کریم میں مستقل آیات نازل ہوئیں۔ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پینسٹھ سال کی مبارک عمر پائی۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے اور مسروق، اسود، ابن مسیب، عروہ، قاسم، شعبی، عطاء، ابن ابی ملیکہ، مجاہد، عکرمہ، عمرۃ، معاذہ عدویہ، نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہما اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

قبیصہ بن ذؤیب سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں: سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سب سے بڑی عالمہ تھیں، اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ سے پوچھا کرتے تھے۔

ابو بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب کو جب بھی کسی حدیث کی بابت کوئی اشکال پیش آیا تو ہم نے سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو ہمیں آپ کے پاس اس کے بارے میں کوئی نہ کوئی علم ضرور ملا۔

میں کہتا ہوں: سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا علم کا بحر بے کنار تھیں۔ چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ طب جاننے والا کوئی نہیں دیکھا۔

علی بن مسہر بیان کرتے ہیں: ہمیں ہشام نے اپنے والد عروہ رحمہ اللہ سے نقل کیا۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ قرآن کا بڑا عالم، فرائض کو جاننے والا، حلال وحرام کا علم رکھنے والا، اشعار اور عربوں کی تاریخ وانساب کو جاننے والا کوئی نہیں دیکھا۔

ہشام اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک لاکھ کی خطیر رقم بھیجی، اللہ کی قسم! آفتاب ڈھلنے نہ پایا تھا کہ آپ نے وہ تمام رقم تقسیم فرمادی۔ آپ کی کنیز نے عرض کیا: اگر آپ اس رقم سے ہمارے لیے تھوڑا سا گوشت ہی خرید لیتیں تو کیا حرج تھا؟ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: (اللہ کی بندی!) تو نے مجھے یاد کیوں نہ دلایا؟ ہشام بن حسان نے یہ روایت ہشام بن عروہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

الثقات: 323/3، اسد الغابۃ: 188/7، اعلام النساء: 9/3، تنویر قلوب المسلمین: 116,54، السبط الثمین: 33، الدر المنثور: 280، الاستیعاب: 1881/4، الاصابۃ: 348/4، تجرید اسماء الصحابۃ: 286/2، الکاشف: 476/3، تہذیب الکمال: 1989/3، الخلاصۃ: 387/3، الحلیۃ: 43/2، تذکرہ: 27/1، شذرات الذہب: 61/1، طبقات ابن سعد: 39/8، معجم طبقات الحفاظ: 105، التاریخ الصغیر: 99/1، ازمنۃ التاریخ الاسلامی: 989، تلقیح فہوم اہل الاثر: 363,20۔

اور ابو معاویہ یہ روایت یوں بیان کرتے ہیں، ہمیں ہشام بن عروہ نے محمد بن منکدر سے اور اُنھوں نے امّ ذرہ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں مال سے بھری دو بوریاں بھیجی گئیں، امّ ذرہ کہتی ہیں: میرا خیال ہے کہ وہ ایک لاکھ اسی ہزار کی رقم تھی۔ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک طشت منگوایا۔ اس دن آپ کا روزہ بھی تھا اور بیٹھ گئیں۔ پھر شام گئے تک وہ رقم بانٹتی رہیں حتیٰ کہ ایک درہم بھی باقی نہ چھوڑا۔ پھر اپنی کنیز سے فرمایا: افطار کے لیے کچھ لے آؤ، وہ زیتون اور روٹی لے آئی۔ امّ ذرہ یہ دیکھ کر بول اُٹھیں: اگر آپ ایک درہم کا ہمارے لیے گوشت خرید لیتیں جس سے ہم افطار کر لیتیں؟ (تو کیا حرج تھا)۔ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے الزام نہ دو، اگر تم مجھے یاد دلا دیتی تو میں ضرور گوشت خرید لیتی۔

میں نے ابو اسحاق الاسدی پر قراءت کی، وہ کہتے ہیں: ہمیں یوسف الادمی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں احمد بن محمد التیمی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابو علی الاصبہانی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابو نعیم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابن خلاد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حارث نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں روح نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حاتم بن ابی مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابن ابی ملیکہ نے نقل کیا کہ انھیں عائشہ بنت ابی طلحہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں ایک جن مارا گیا۔ آپ کو خواب میں دکھایا گیا کہ اللہ کی قسم! وہ جن تو مسلمان تھا جسے آپ نے مار ڈالا۔ آپ نے فرمایا: اگر وہ مسلمان ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حرم میں داخل نہ ہوتا۔ اس پر کہا گیا: جب وہ آیا تھا تو آپ ستر میں تھیں۔ صبح کو آپ گھبرائی ہوئی اُٹھیں اور بارہ ہزار درہم اللہ کی راہ میں تقسیم فرمائے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ۵۷ یا ۵۸ھ میں انتقال فرمایا۔ میں نے سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب کو ایک مستقل کتاب میں بھی جمع کیا ہے۔

(۱۴) ۱/ ۱۴ ع: حضرت عمران بن حصین بن عبید بن خلف ابو نجید الخزاعی رضی اللہ عنہ: [1]

حضرت عمران رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے وقت اسلام لے آئے تھے۔ آپ سے متعدد احادیث منقول ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جن صحابہ رضی اللہ عنہم کو اہل بصرہ کی تعلیم کے لیے ان کا قاضی بنا کر بھیجا تھا، ان میں سے ایک آپ بھی تھے۔

زرارہ بن اوفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرات عمران کو ریشم پہنے دیکھا ہے۔ حسن بصری قسم اُٹھا کر کہا کرتے تھے کہ بصرہ میں حضرت عمران بن حصین سے زیادہ بہتر کوئی آدمی نہیں آیا۔

آپ سے زرارہ، حسن، محمد بن سیرین، زھدم الجرمی، عامر الشعبی، ابن بریدہ، مطرف بن عبداللہ بن شخیر، ابو رجاء

---

[1] تهذيب التهذيب: 8/126(219)، تقريب التهذيب: 2/82، الكاشف: 348، التاريخ الكبير للبخاري: 6/408، التاريخ الصغير للبخاري: 1/107، الجرح والتعديل: 6/296۔ الثقات: 3/287، الاستيعاب: 3/1208، اسد الغابة: 4/281، سير الاعلام: 2/508، طبقات ابن سعد: 1/1، مجمع الزوائد: 8/266، اسماء الصحابة الرواة: ت 21۔

العطاردی اور دوسرے جلیل القدر تابعین رحمہ اللہ نے حدیث روایت کی ہے، فرشتے آپ کو سلام کیا کرتے تھے، آپ نے ۵۲ھ میں انتقال فرمایا۔

آپ کو ناسور نکل آیا تھا، اس کی دوا کی غرض سے آپ نے داغ لگوائے، بعد میں فرمایا کرتے تھے کہ داغ لگوانے کے باوجود ہمیں اس بیماری سے شفا اور نجات نہیں ملی۔ ایک روایت میں ہے کہ داغ لگوانے کے بعد ایک مدت تک فرشتوں کے سلام کرنے کا سلسلہ بند ہو گیا، پھر دوبارہ جاری ہو گیا، کتب حدیث میں آپ کی متعدد احادیث مروی ہیں۔ آپ کا شمار بڑے دانش مند اور فاضل صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری، حضرت ابوبکرہ ثقفی، حضرت کعب بن عجرہ، حضرت معاویہ بن خدیج الامیر رضی اللہ عنہم اور آپ کا ایک ہی سال میں انتقال ہوا تھا اور یہ پانچوں صحابہ رضی اللہ عنہم جنگِ صفین سے علیحدہ رہے تھے۔ البتہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی بابت اختلاف ہے کہ وہ جنگِ صفین میں شریک ہوئے تھے یا نہیں۔

(۱۵) ۱/۱۵ع: حضرت زید بن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن النجار، ابوسعید، ابوخارجہ، الانصاری الخزرجی، المقری، الفرضی رضی اللہ عنہ: [1]

(آپ کی کنیت کی بابت دو اقوال ہیں، ابوسعید اور ابوخارجہ) آپ کا شمار کاتبین وحی میں ہوتا ہے۔ دورِ جاہلیت کی مشہور جنگ جنگِ بعاث میں آپ کے والد مارے گئے تھے۔ یہ جنگ ہجرت سے قبل اوس اور خزرج کے دو مشہور قبائل میں ہوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت فرمانے کے وقت جناب زید رضی اللہ عنہ گیارہ برس کے نوعمر لڑکے تھے۔ فطری ذکاوت و نجابت نے درِ اسلام پر لا کھڑا کیا اور دولت اسلام سے سرفراز ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہودیوں کی زبان سیکھنے کا حکم ارشاد فرمایا: آپ کی تحریر بے حد عمدہ تھی، اس لیے وحی لکھنے پر مامور کیے گئے۔ قرآن کریم حفظ کیا اور خوب حفظ کیا۔ علم فرائض میں زبردست مہارت حاصل کی۔ غزوہ خندق اور اس کے بعد کی جملہ اسلامی مہمات میں شرکت فرمائی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآنِ کریم کو جمع کرنے کی انتہائی نازک، اہم اور کٹھن ذمہ داری کا بار آپ ہی کے کندھوں پر ڈالا تھا۔ آپ نے اس کام کو بخوبی سرانجام دیا اور جمع قرآن میں زبردست تندہی، جانکاہی اور ان تھک محنت سے کام لیا۔ اسی لیے بعد میں اس اہم ترین کام کے لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نظر انتخاب بھی آپ ہی پر جا پڑی اور ذمہ داری کا یہ بار گراں ایک بار پھر آپ کے کندھوں پر ڈال دیا گیا۔ کیوں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ کے حفظ، دین، امانت اور حسن کتابت پر بے حد اعتماد تھا۔

ایک جماعت نے آپ پر قرآن پڑھا جن میں حضرت ابن عباس اور ابوعبدالرحمان السلمی رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر بزرگوں

---

[1] تہذیب التہذیب: 399/3، تقریب التہذیب: 272/1، خلاصۃ تہذیب الکمال: 350/1، التاریخ الکبیر للبخاری: 380/3، التاریخ الصغیر للبخاری: 34/1، 42، 46، 81، 101، 120، 173، 174، اسد الغابۃ: 287/2، تجرید اسماء الصحابۃ: 197/1، الاصابۃ: 592/2، الاستیعاب: 537/2، الوافی بالوفیات: 24/15، شذرات الذہب: 54/1، سیر اعلام: 426/2، البدایۃ والنہایۃ: 29/8، طبقات ابن سعد: 37/1، الثقات: 135/3، اسماء الصحابۃ الرواۃ، ت: 785۔

کے نام نامی آتے ہیں۔ آپ سے آپ کے بیٹے خارجہ نے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، مروان، عبید بن السباق، عطاء بن یسار، بشر بن سعید، حجر المدری، طاؤس، عروہ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج پر جاتے ہوئے مدینہ منورہ پر آپ ہی کو اپنا نائب بنا کر جایا کرتے تھے۔ آپ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ واقدی، یحییٰ بن بکیر، خلیفہ اور ابن نمیر کے قول کے مطابق آپ نے ۴۵ھ میں وفات پائی، جب کہ ایک قول ۵۴ھ کا اور ایک قول ۵۵ھ کا بھی ہے۔

جریر بن حازم بیان کرتے ہیں کہ مجھے قیس بن سعد نے مکحول سے بیان کیا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کے پاس ایک نبطی کو بلایا تاکہ وہ آپ کی سواری کو تھام کے رکھے، اس نے بات ماننے سے انکار کر دیا۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے غصہ میں آکر اسے ضرب لگا کر زخمی کر دیا۔ اس نبطی نے دربارِ فاروقی میں دادرسی کی دہائی دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ماجرا دریافت کیا۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے قصہ گوش گزار کر دیا کہ یوں میں نے اسے اپنی سواری پکڑنے کو کہا اور اس نے انکار کر دیا۔ میں ذرا تند مزاج آدمی ہوں۔ انکار سن کر طیش میں آگیا اور اسے ضرب لگا دی جس سے یہ زخمی ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹھو کہ تم سے قصاص لیا جائے گا۔ اس پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا آپ اپنے ایک غلام کی خاطر اپنے بھائی سے قصاص لیں گے؟ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قصاص لینے کا ارادہ ترک فرما دیا اور دیت کا فیصلہ فرمایا۔

خارجہ بن زید اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تھے تو اس وقت تک میں سترہ سورتیں یاد کر چکا تھا۔ جب میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سورتیں سنائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''اے زید! میرے لیے یہود کی زبان سیکھو کہ مجھے ان لوگوں پر بھروسا نہیں۔'' حضرت زید فرماتے ہیں: میں نے آدھے مہینہ میں ہی یہود کی زبان پر مہارت حاصل کر لی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرات انصار رضی اللہ عنہم میں سے چار آدمیوں نے پورا قرآن حفظ کیا تھا: (۱) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (۲) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (۳) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور (۴) حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ۔

خالد الحذاء کی حدیث میں ہے، وہ ابو قلابہ سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کرتے ہیں: میری اُمت میں فرائض کو سب سے زیادہ جاننے والے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔''

عاصم احول شعبی سے نقل فرماتے ہیں: حضرت زید بن ثابت دو باتوں میں سب لوگوں پر فوقیت لے گئے: (۱) علم فرائض میں (۲) اور قرآن میں۔''

مطرف شعبی سے اور وہ مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں فتویٰ دینے والے اصحاب یہ تھے: حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم۔

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فتویٰ، فرائض اور قراءت میں حضرت زید رضی اللہ عنہ پر کسی کو بھی ترجیح نہ دیتے تھے۔

حجاج بن ارطاۃ نافع سے نقل فرماتے ہیں کہ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو قضاء پر مقرر فرمایا اوران کا مشاہرہ بھی مقرر فرمایا۔

احمد العجلی بیان کرتے ہیں: فرض اور قراءت میں لوگ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے مذہب پر ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جناب زید راسخین فی العلم میں سے تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے احترام میں ان کے گھوڑے کی رکاب تھاما کرتے تھے۔

یحییٰ بن سعید انصاری بیان کرتے ہیں: حضرت زید رضی اللہ عنہ کے انتقال پر جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ کے ساتھ تعزیت فرمائی۔ آج اس اُمت کا ''حبر'' (زبردست عالم) فوت ہوگیا، شاید کہ رب تعالیٰ جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کا جانشین بنادے۔

علی بن رباح بیان کرتے ہیں: اگر کوئی آدمی حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کوئی بات پوچھتے ہوئے یہ کہتا: اللہ کی قسم! کیا یہ بات اسی طرح ہے؟ تو اگر تو وہ ''ہاں'' فرماتے تو یہ ان کی طرف سے فتویٰ ہوتا تھا۔ وگرنہ خاموش رہتے۔

(۱۶) ۱/۱۶ع: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ الدوسی الیمانی، الحافظ الفقیہ، صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالرحمن بن صخر رضی اللہ عنہ: [1]

صحیح اور مشہور قول کے مطابق آپ کا نام عبدالرحمان بن صخر ہی ہے۔ جاہلیت میں آپ کا نام عبدشمس تھا۔ خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میری یہ کنیت میرے والد نے رکھی تھی۔ ہوا یہ تھا کہ میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ اسی دوران مجھے ایک جنگلی بلی کے چند بچے ملے، میں انھیں لے کر گھر آ گیا۔ جب میرے والد نے ان کی آواز سنی اور انھیں دیکھا تو بے ساختہ یہ کہا: تو تو ''ابو ہر'' ہے۔ حالانکہ میرا نام عبدشمس تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فتح خیبر کے موقع پر ہجرت کر کے خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت ابی بن کعب اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم سے بے شمار احادیث سنیں۔ [2] اور خود آپ سے الاغر ابو مسلم، سعید بن مسیب، بشیر بن نہیک، حفص بن عاصم، حمید بن عبدالرحمن الزہری، حمید بن عبدالرحمان الحمیری، ابو صالح السمان، خلاس بن عمرو، سالم ابو الغیث، سعید المقبری اور ان کے والد ابو سعید، سعید بن مرجانہ، سلمان الاغر، ابو حازم سلمان الاشجعی، ابو یونس سلیم بن جبیر، سلیمان بن یسار، شہر بن حوشب، صالح مولی التوأمہ، ضمضم بن جوس، طاؤس، شعبی، ابو ادریس خولانی، ابو عثمان

---

[1] تہذیب الکمال: 795/2، تہذیب التہذیب: 199/6 (401)، تقریب التہذیب: 485/1 (981)، خلاصة تهذیب الکمال: 397/2، الکاشف: 169/2، الجرح والتعدیل: 246/5، اسد الغابة: 318/6، طبقات ابن سعد: 52/4، اسماء الصحابة الرواة: ت 1، نفقة الصدیان: ت 232، دیوان الاسلام، ت 2145۔

[2] اور خود حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ جن میں حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت انس، حضرت جابر اور حضرت واثلہ] کے اسمائے گرامی آتے ہیں جیسا کہ ''الاستیعاب'' میں مذکور ہے۔

نہدی، عبدالرحمن الاعرج، عراک بن مالک، عکرمہ، عروہ، عطا، مجاہد، ابن سیرین، محمد بن زیاد الجمحی، محمد بن کعب، موسیٰ بن وردان، نعیم المجمر، نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہ، ہمام بن منبہ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ علم کا برتن اور کبار ائمہ فتوی میں شمار ہوتے تھے۔ جب کہ زہد و عبادت، تواضع و انکساری اور رعب و جلال جیسی اعلیٰ صفات کے ساتھ بھی متصف تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرنے والوں کی تعداد آٹھ سو سے بھی زیادہ ہے۔

آپ کی رنگت گندمی، سینہ کشادہ، کندھے چوڑے اور سامنے کے دانت کھلے تھے۔ دو زلفیں رکھ رکھی تھیں جنھیں سرخ خضاب لگایا کرتے تھے۔ اصحابِ صفہ کے فقراء، فاقہ زدوں اور درویشوں میں سب سے نمایاں، ممتاز اور سرفہرست نام آپ ہی کا آتا ہے۔ البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال فرما جانے کے بعد آپ کے پاس مال و دولت کی کثرت ہوگئی اور اب پہلے کی سی فاقہ کشی اور تنگدستی نہ رہی تھی۔ لیکن مال و دولت کی فراوانی کے باوجود بڑے عبادت گزار اور ذاکر و شاغل تھے۔ مدینہ منورہ کے گورنر بھی رہے۔ مروان کے دورِ امارت میں بھی مدینہ کی گورنری آپ کے پاس رہی۔ آپ بازاروں میں جا کر بوجھ اُٹھاتے اور گزرتے ہوئے یہ کہتے جاتے تھے: لوگو! اپنے امیر کے لیے رستہ کشادہ کرو، جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بڑی ظرافت کے مالک تھے۔ رضی اللہ عنہ

ابوالقاسم بن نحاس بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوبکر بن ابی داؤد کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں سجستان میں تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی احادیث لکھ رہا ہوں جب کہ میرے سامنے خود آپ تشریف فرما ہیں۔ آپ کی داڑھی گھنی، رنگت گندمی اور بدن پر گاڑھے کپڑے ہیں۔ میں نے عرض کیا: مجھے آپ سے محبت ہے۔ اس پر جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں دنیا میں سب سے پہلا ''حدیث والا'' شخص ہوں۔

اسماعیل بن ابی خالد قیس سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں: جب میں خدمت نبوی میں حاضر ہوا تو رستے میں یہ شعر پڑھتا آ رہا تھا۔

یا لیلۃ من طولھا و عنائھا   علی انھا من دارۃ الکفر نَجَّتِ

''اے رات! اگرچہ تو بڑی لمبی اور کلفت و مشقت والی ہے، پر اس کے باوجود تو نے مجھے دار الکفر سے نجات دلا دی ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اسی دوران میرا ایک غلام بھاگ گیا تھا۔ جب میں نے خدمتِ نبوی میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت بھی کر لی کہ اتنے میں میرا غلام ادھر آ نکلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوہریرہ! وہ رہا تیرا غلام'' میں نے عرض کیا: یہ اللہ کی رضا کے لیے آزاد ہے اور آپ نے یہ فرما کر اس بھاگے غلام کو آزاد کر دیا۔

ایوب محمد سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی لختِ جگر سے فرمایا کرتے تھے: ''سونا نہ پہنا کر مجھے تجھ پر

آتشِ جہنم کا ڈر ہے۔

سلیم بن حیان اپنے والد سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے یتیمی میں پرورش پائی، مسکینی میں ہجرت کی اور میں ایک وقت کی روٹی کے بدلے غزوان کی بیٹی کی مزدوری کیا کرتا تھا۔ چنانچہ جب وہ اونٹوں پر سوار ہوتے تو میں ان کی شتربانی کرتا اور جب وہ کہیں پڑاؤ ڈالتے تو میں ان کے لیے لکڑیاں چنتا تھا۔ سو سب تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے دین کو زندہ رہنے کا ذریعہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو امام بنایا۔

زھری سالم سے نقل فرماتے ہیں کہ اُنھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: کچھ احرام والے لوگوں نے مجھ سے یہ مسئلہ پوچھا کہ اگر غیر محرم لوگ ہمیں شکار کا گوشت ہدیہ میں بھیجیں تو کیا ہم اسے کھا سکتے ہیں؟ تو میں نے بتلایا کہ ہاں وہ شکار کا گوشت کھا سکتے ہیں۔ بعد میں میری ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ میں نے انھیں سارا قصہ کہہ سنایا تو اُنھوں نے فرمایا کہ اگر تم اس کے علاوہ کسی اور بات کا فتویٰ دیتے تو میں تمھیں سزا دیتا۔

ابوبکر حنفی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن ابی یحییٰ نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن ابی ہند کو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کرتے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھے) ارشاد فرمایا: (اے ابوہریرہ!) ”تم مجھ سے مالِ غنیمت کا سوال کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا: میں آپ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ رب تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم عنایت فرمایا ہے، اس میں سے کچھ مجھے بھی سکھلا دیجیے!۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری چادر اتار کر میرے اور اپنے درمیان بچھا دی۔ میں اس چادر پر رینگتی جوؤں کو دیکھ رہا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے احادیث بیان فرمائیں، یہاں تک کہ جب میں نے ان سب احادیث کو یاد کر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ چادر اپنی طرف سمیٹ لو۔“ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر اس کے بعد میں ان احادیث کا ایک لفظ بھی نہ بھولا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سنائی تھیں۔“

خالد الحذاء عکرمہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں روزانہ بارہ ہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی توبہ واستغفار کرتا ہوں اور یہ میرے گناہوں کے بقدر ہے۔

زید بن حباب عبدالواحد بن موسیٰ سے نقل فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پوتے ابونعیم بن المحرر نے اپنے دادا جان سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دھاگا ہوتا تھا جس میں ایک ہزار گرہیں لگی تھیں، آپ روزانہ سونے سے پہلے اس دھاگے پر تسبیح ضرور پڑھتے تھے۔

قیس بن ابی حازم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں: جب غزوۂ خیبر کا قتال ہو چکا تو میں خدمتِ نبوی میں پہنچا تھا۔

ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں بھوک کی شدت سے قبر مبارک اور منبر کی درمیانی جگہ بے ہوش ہو کر گرا پڑا ہوتا تھا۔ لوگ مجھے دیوانہ سمجھ کر میرے سینے پر پیر رکھ دیتے تھے تو میں سر اُٹھا کر کہتا: ارے بھائی! مجھے وہ بات نہیں جو تم سمجھ رہے ہو۔ یہ تو بھوک ہے (جس کی شدت سے میں بے ہوش پڑا ہوں)۔

امام احمد اپنی مسند میں ابو کثیر السحیمی سے، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''اے اللہ! تو اپنے ان غلاموں، یعنی جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور آپ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کو اپنے مومن بندوں کے نزدیک محبوب بنادے اور مومنوں کو ان دونوں کے نزدیک محبوب بنادے۔''

ابونضری العبدی، الطفاوی سے نقل فرماتے ہیں: میں چھ ماہ تک مدینہ منورہ میں جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مہمان رہا۔ میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کو بھی جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ مستعدی سے مہمانوں کی خدمت اور مہمان نوازی کرتے نہیں دیکھا۔

ابن ابی ذئب، مقبری سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کے دو برتن یاد کیے ہیں۔ ان میں سے ایک کو تو میں نے لوگوں میں پھیلا دیا ہے، رہا دوسرا برتن تو اگر میں اسے پھیلاؤں تو (میری) یہ گردن کاٹ دی جائے۔

اعمش ابوصالح السمان سے نقل فرماتے ہیں: جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے سب سے زیادہ حافظہ (اور احادیث کو یاد کرنے) والے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ کے راویانِ حدیث میں سے احادیث کے سب سے بڑے حافظ تھے۔

کہمس عبداللہ بن شقیق سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے اپنے سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو یاد کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ (سنن ابی داؤد)

الطیالسی بیان کرتے ہیں: ہمیں عمران القطان نے بکر بن عبداللہ سے، اُنھوں نے ابو رافع سے اور اُنھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ آپ کی حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی، پھر حدیث و مسائل پر گفتگو رہی، آخر میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر ایسا کوئی آدمی نہیں دیکھا جو تورات نہ پڑھنے کے باوجود تورات کو خوب جانتا ہو۔

ہیثم، یعلی بن عطا سے، وہ ولید بن عبدالرحمان سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں: ''اے ابو ہریرہ! بے شک آپ ہم سب سے زیادہ خدمتِ رسالت میں رہنے والے اور ہم سب سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو جاننے والے ہیں۔''

حماد بن زید، عباس الجریری سے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عثمان نہدی کو یہ بیان کرتے سنا ہے کہ میں ایک ہفتہ تک جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مہمان رہا، میں نے کیا دیکھا، آپ، آپ کی بیوی اور آپ کے خادم نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا جس میں یہ تینوں حضرات باری باری رب تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک اپنی نماز سے فارغ ہو کر دوسرے کو اور دوسرا فارغ ہو کر تیسرے کو بیدار کر دیتا تھا۔

ہمیں ابراہیم بن یوسف نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابن رواحہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں السلفی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابن البسری نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں السکری نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں الصفار نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں الرمادی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں معمر نے محمد بن زیاد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا والی بنا کر بھیجا۔ بعد میں کسی ناراضی کی بنا آپ کو معزول کر کے مروان کو مدینہ کا والی بنا دیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد ہی مروان کی جگہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ مدینہ کا والی بنا دیا۔ آپ نے ایک حبشی غلام سے ارشاد فرمایا کہ تم دروازہ پر کھڑے رہو، جو مرضی آئے اسے نہ روکنا البتہ مروان کو مت آنے دینا۔ ایک مرتبہ وہ داخل ہونے میں کامیاب ہوگیا تو کہنے لگا: اب تو ہمیں دروازے پر ہی روک دیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو اس بات کا سب سے زیادہ مستحق ہے کہ تیرے روکے جانے پر انکار نہ کروں۔''

ایک جماعت کا قول ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ۵۸ ھ میں وفات پائی۔ جب کہ ایک قول ۵۹ ھ کا اور ایک قول ۵۷ ھ کا بھی ہے۔ رضی اللہ عنہ

(۱۷) ۱/۱۷ ع: حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب الامام، ابوعبدالرحمان العدوی المدنی الفقیہ رضی اللہ عنہما: [1]

آپ علم وعمل کی صف کے ایک نہایت بلند و برتر فرد ہیں۔ غزوۂ خندق میں شرکت نصیب ہوئی، بیعت رضوان کے سعادت مندوں میں داخل ہیں اور خلافت کے اہل لوگوں میں سے ایک تھے اور حکمین کے دن آپ اس منصب کے لیے معین کیے گئے تھے حالانکہ اس وقت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور فاتح عراق سیدنا سعد رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ صحابہ موجود تھے۔ آپ کے فضائل ومناقب شمار وقطار سے باہر ہیں۔ خود حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی تعریف فرمائی اور آپ کو نیکی جیسی عظیم صفت کے ساتھ موصوف قرار دیا۔

محمد بن اسماعیل الحمسی کہتے ہیں: ہمیں احمد بن یعقوب بن مسعودی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں اسحاق بن سعید بن عمرو القرشی نے اپنے والد سے اور انھوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حجاج خطبہ دے رہا تھا کہ آپ کھڑے ہوگئے اور نہایت جرأت کے ساتھ فرمایا: او اللہ کے دشمن! تو نے اللہ کے حرام کو حلال ٹھہرایا، بیت اللہ برباد کیا، اللہ کے ولیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ حجاج نے پوچھا: یہ صاحب کون ہیں؟ لوگوں نے بتلایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ کہنے لگا: اے بوڑھے! خاموش ہوجا، تیرا دماغ چل گیا ہے۔ پھر واپسی پر اپنے ایک درباری کو آپ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے ایک بھالا زہر میں بجھا کر آپ پر اس کا وار کر دیا۔ اس کے زخم سے آپ جاں بر نہ ہو سکے اور انتقال فرما گئے۔

[1] تہذیب الکمال: 713/2، تہذیب التہذیب: 328/5 (565)، تقریب التہذیب: 435/1 (491) خلاصۃ تہذیب الکمال: 81/2، الکاشف: 112/2، التاریخ الکبیر للبخاری: 2/5، التاریخ الصغیر للبخاری: 154/1، الجرح والتعدیل: 107/5، اسد الغابۃ: 340/3، تجرید اسماء الصحابۃ: 325/1، الاصابۃ: 181/4، الاستیعاب: (3-4) 950، الوافی بالوفیات: 262/13، طبقات ابن سعد: 120/9، سیر اعلام النبلاء: 203/3، اسماء الصحابۃ الرواۃ: ت 2۔

ایام مرض میں ایک دفعہ حجاج عیادت کرنے آیا۔ اس نے سلام کیا پر آپ نے کوئی جواب نہ دیا، اس نے بات کی پر آپ نے کچھ نہ کہا۔ امام بخاری نے یہ روایت مختصراً روایت کی ہے۔

زہری عبید اللہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: جناب عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول و فعل نیکی کی علامت بن گیا تھا۔ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ کعبہ میں داخل ہوئے اور سجدہ میں پڑ کر رب کے حضور صرف یہی کہتے رہے: ''مجھے امرِ خلافت میں قریش کی مزاحمت سے صرف تیرے خوف نے روک رکھا ہے۔''

جریر بن حازم، یعلی سے اور وہ نافع سے نقل فرماتے ہیں کہ ''تحکیم کے دنوں میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں ابن عمر کے سوا کسی اور کو خلافت کا اہل نہیں سمجھتا۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے آپ سے فرمایا: ''میں آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں کہ آپ کو ڈھیروں مال دے دیا جائے اور آپ اس شخص کے حق میں اس امر سے دست بردار ہو جائیں جو آپ سے زیادہ اس امر کا حریص ہو؟ آپ غصہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دامن پکڑ کر کہا: اے ابوعبدالرحمان! اُنھوں نے تو صرف یہی کہا ہے کہ آپ مجھے اس شرط پر مال دے دیں کہ میں آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اے عمرو! تیرا بھلا ہو! اُنھوں نے کہا: میں نے صرف آپ کو آزمانے کے لیے یہ بات کہی تھی۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مسلمانوں کی مرضی کے بغیر نہ تو میں اس امر پر مال لوں گا اور نہ دوں گا۔

یحییٰ الحمانی کہتے ہیں: ہمیں شریک نے سعید بن مسروق سے، اُنھوں نے منذر الثوری سے، اُنھوں نے ابن الحنفیہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس اُمت کے بڑے عالم تھے۔

قتادہ سعید بن مسیب سے نقل فرماتے ہیں: ''اگر میں کسی کے جنتی ہونے کی شہادت دیتا تو جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں دیتا۔''

سلام بن مسکین بیان کرتے ہیں: میں نے حسن بصری کو یہ فرماتے سنا ہے: لوگوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ لوگوں کے سردار اور ان کے سردار کے برخوردار ہیں، لوگ آپ پر راضی ہیں۔ باہر نکلیے اور انھیں بیعت کیجیے۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میری وجہ سے پچھنے لگوانے کے بقدر بھی خون نہ بہایا جائے گا۔

ابن عیینہ، عمر بن محمد بن زید سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے سنا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرماتے تھے تو رو پڑتے تھے اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مکانات کے پاس سے گزرتے ہوئے نظریں جھکا لیتے تھے اور سفیان ثوری نے کیا ہی عمدہ بات کہی ہے کہ اجتماعیت کے وقت جناب عمر رضی اللہ عنہ کی اور اختلاف و افتراق کے وقت جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کی جاتی ہے۔

ضحاک بن عثمان بن بکیر بن اشج، سلیمان بن یسار سے نقل فرماتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے خود کو جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان تقسیم کر لیا تھا۔ میں نے جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اکثر یہ کہتے سنا ہے: ''میں نہیں جانتا۔'' اور

جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما تو کسی کو جواب ہی نہ دیتے تھے۔ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے سنا ہے: ابن عمر رضی اللہ عنہما پر حیرت ہے لوگ ان کے پاس آتے ہیں کہ ان باتوں کا جواب حاصل کریں جن میں انھیں شک ہے۔ چنانچہ اگر تو اس بارے کوئی سنت ملتی تو وہ اسے بیان کر دیتے تھے وگرنہ اپنی رائے سے جواب دیتے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تھا تو ان پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی اور فرماتے تھے: بے شک آدمی اپنی باتوں سے ہی تو مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے۔

عتیق بن یعقوب بیان کرتے ہیں: میں نے مالک کو سنا، وہ فرماتے ہیں: مجھے ابن شہاب نے بیان فرمایا: جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے کے برابر کسی بات کو مت سمجھنا کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال فرما جانے کے بعد ساٹھ سال تک زندہ رہے پر آپ پر اور آپ کے اصحاب پر کسی قسم کی بات کا اندیشہ نہ کیا گیا۔

یحییٰ بن یحییٰ تمیمی بیان کرتے ہیں: میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے پوچھا: کیا یہ آپ کا ہی قول نہیں کہ میں نے حضرات مشائخ رحمہم اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کو لے لیا تو اس نے تلاش وجستجو میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ اُنھوں نے فرمایا: ہاں!

نافع بیان کرتے ہیں کہ جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار وافعال اور امور کو خوب تلاش فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی عقل پر اندیشہ کیا جانے لگا تھا۔

محمد بن سوقہ، ابوجعفر محمد بن علی سے نقل فرماتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث کو سن کر اس میں کمی زیادتی کرنے سے جتنا جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما ڈرا کرتے تھے اتنا کوئی دوسرا اصحابیِ رسول نہ ڈرتا تھا۔

حماد بن زید، ہشام بن حسان سے اور وہ محمد سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حجاج نے خطبہ دیتے ہوئے یہ کہا کہ ابن زبیر نے اللہ کے کلام کو بدل ڈالا ہے، یہ سنتے ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: یہ جھوٹ ہے نہ تو ابن زبیر اللہ کے کلام کو بدل سکتا ہے اور نہ تو۔ حجاج بولا: آپ بوڑھے اور سٹھیا گئے ہیں۔ بیٹھ جائیے! آپ نے فرمایا: ''یاد رکھ! اگر تو نے دوبارہ یہ بات کہی تو میں بھی دوبارہ تمھیں جھٹلاؤں گا۔''

عمران بن حدیر، ابومجلز سے نقل فرماتے ہیں: میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا۔ لوگ آپ سے مسائل پوچھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: مجھے رہنے دو، مجھے رہنے دو، میں اپنے سے زیادہ فقیہ کے ساتھ رہا ہوں۔ اگر مجھے اس بات کا علم ہوتا کہ میں ان کے بعد تک زندہ رہوں گا اور لوگ مجھ سے سیکھنے کے محتاج ہو جائیں گے تو میں تم لوگوں کے لیے ضرور سیکھتا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ۷۴ھ کے آغاز میں وفات پائی۔ [1] آپ ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی تھے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم میں سے ہر ایک کی طرف دنیا مائل ہوئی اور وہ بھی دنیا کی طرف مائل ہوا سوائے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے۔

---

[1] ایک قول 73ھ کا بھی ہے۔

(۱۸) ۱/۱۸ع: الامام، الحبر، عالم العصر، ابو العباس حضرت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب الهاشمی رضی اللہ عنہ: ❶

آپ نبی کریم ﷺ کے چچازاد اور خلفاء کے والد ماجد تھے۔ نبی کریم ﷺ کے رحلت فرمانے کے وقت آپ کی عمر تیرہ برس تھی۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کے لیے اس بات کی خصوصی دعا فرمائی تھی کہ رب تعالیٰ آپ کو دین میں سمجھ اور تفسیر کا علم عطا فرمائے۔

خالد الحذاء عکرمہ سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے حکمت کی دعا فرمائی۔

ابو عاصم بیان کرتے ہیں کہ ہمیں شبیب بن بشر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے گئے۔ جب آپ ﷺ لوٹے تو دیکھا کہ پانی کا ایک ڈھکا ہوا برتن رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ''یہ کس نے رکھا ہے؟'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: جی میں نے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اسے قرآن کی تفسیر کا علم عطا فرما۔''

اعمش، ابو الضحی سے وہ مسروق سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کے کیا خوب ترجمان ہیں۔ اگر وہ ہماری عمروں کو پاتے تو ہم میں سے کوئی ان کے ساتھ زندگی نہ گزارتا۔

اعمش، ابو وائل سے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حج کا امیر بنایا۔ چنانچہ ایک دن اُنھوں نے ایسا خطبہ دیا کہ اگر ترک اور روم کے لوگ اسے سن لیتے تو اسلام لے آتے۔ پھر آپ نے سورۂ نور کی قراءت کر کے اس کی تفسیر بیان کرنا شروع فرمائی۔

مدائنی، نعیم بن حفص سے بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر کہتے ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہمارے پاس بصرہ تشریف لائے، ہم نے دیکھا کہ قد و قامت، جسامت، علم و بیان اور جمال و کمال میں کوئی عرب ان جیسا نہ تھا۔

عبدالرزاق معمر سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے زیادہ تر علم ان تین اصحاب رسول ﷺ سے حاصل کیا تھا۔ حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم۔

ابو بکر بن عیاش، محمد بن عمرو سے، وہ ابو سلمہ سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں کہ اگر میں کسی آدمی کے بارے میں یہ سنتا کہ اس کے پاس ایک حدیث بھی ہے تو میں اس کے پاس جا کر اس کے دروازے پر بیٹھ جاتا اور اس کے نکلنے کا انتظار کرتا۔ یہاں تک کہ وہ آدمی باہر نکلتا تو میں اس سے وہ حدیث پوچھ لیتا۔ اگر میں چاہتا کہ انھیں دستک دے کر باہر

---

❶ تهذيب الكمال: 698/2، تهذيب التهذيب: 276/5(474)، تقريب التهذيب: 425/1(404)، خلاصة تهذيب الكمال: 69/2، الكاشف: 100/2، التاريخ الكبير للبخارى: 3/2، الجرح والتعديل: 116/5، الثقات: 207/3، اسد الغابة: 290/3، الحلية: 314/1، البداية والنهاية: 295/8، تجريد اسماء الصحابة: 320/1، الاصابة: 322/1، الاستيعاب: 933/3، طبقات ابن سعد: 118/9، 119، الوافى بالوفيات: 231/17، اسماء الصحابة الرواة: ت 5۔

بلوالوں تو میں ایسا بھی کرسکتا تھا۔

زائدہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عبدالرحمن بن عبداللہ بن اصبہانی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبداللہ بن شداد نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: اے ابن شداد! تمھیں اس قصہ پر حیرت نہیں؟ ہوا یہ ہے کہ میں قیلولہ کے لیے اپنے بستر پر لیٹ چکا تھا کہ خادم نے آکر بتلایا کہ دروازے پر ایک صاحب ہیں۔ اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ میں نے کہا انھیں کوئی ضرورت ہی لے آئی ہوگی۔ انھیں آنے دو، اس آدمی نے آکر یہ پوچھا کہ مجھے فلاں صاحب کے بارے میں کیوں نہیں بتلاتے؟ میں نے پوچھا: کون سے آدمی کے بارے میں؟ کہنے لگا "علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ" کے بارے میں کہ وہ کب مبعوث ہوں گے؟ میں نے کہا: جب سب لوگ قبروں سے اُٹھائے جائیں گے۔ اس آدمی نے کہا: میرا یہ گمان نہیں تھا کہ آپ بھی ان دوسرے بیوقوف لوگوں جیسی باتیں کریں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا: اس کو نکال دو ورنہ میں اسے سزا دوں گا۔

معمر، قتادہ سے اور وہ مطرف سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: گھڑی بھر کے لیے علم کا مذاکرہ رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ۶۸ ھ میں طائف میں وفات پائی، محمد بن الحنفیہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور یہ فرمایا: آج اس اُمت کا عالم ربانی وفات پا گیا۔ رضی اللہ عنہ

(۱۹) ۱/ ۱۹ ع: عالم ربانی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص القرشی السہمی رضی اللہ عنہ: [1]

آپ کی کنیت ابو محمد اور ابو عبدالرحمن ہے۔ آپ اور آپ کے والد، جو آپ سے عمر میں صرف گیارہ برس بڑے تھے دونوں نے مل کر فتح مکہ سے قبل ہجرت کی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو آپ کے والد پر برتری دیا کرتے تھے۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی بڑے روزہ دار، شب زندہ دار، کتاب اللہ کی تلاوت کرنے والے اور حصولِ علم کے بے حد حریص تھے۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ علم لکھا، جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کے وسیع علم کا اقرار کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو لکھ لیتے تھے جب کہ میں لکھا نہ کرتا تھا۔ آپ اپنے امور کا بے حد خیال رکھتے تھے۔

فتنہ کے ڈر سے اپنے والد کو شب بیداری پر ملامت کرتے تھے لیکن پھر خود بھی نافرمانی کے ڈر سے شب بیداری کو ترک نہ کرتے تھے۔

آپ نے جنگِ صفین میں شرکت تو کی مگر تلوار نہ چلائی۔ آپ کو ایک مرتبہ اہل کتاب کی چند کتابیں ملیں۔ آپ نے ان میں

---

[1] تہذیب الکمال: 716/2، تہذیب التہذیب: 337/5(575)، تقریب التہذیب: 436/1 (502)، خلاصۃ تہذیب الکمال: 83/2، الکاشف: 113/2، التاریخ الکبیر للبخاری: 5/5، التاریخ الصغیر للبخاری: 124/1، الجرح والتعدیل: 116/5، الثقات: 260/3، اسد الغابۃ: 349/3، تجرید اسماء الصحابۃ: 326/1، الاصابۃ: 192/4، الاستیعاب: (3-4) 956، الوافی بالوفیات: 380/17، طبقات ابن سعد: 120/9، الانساب: 317/7، سیر الاعلام: 79/3، اسماء الصحابۃ الرواۃ: ت9۔

نگاہِ تدبر ڈالی تو عجب غرائب سامنے آئے۔ آپ کے والد بے شمار مال چھوڑ گئے، آپ کے غلاموں اور خادموں کی گنتی شمار میں نہ آتی تھی۔ آپ کا طائف میں ''الوھط'' نامی ایک نخلستان تھا جس کی قیمت دس لاکھ درہم تھی، اہل مصر نے آپ سے بے شمار علم سیکھا۔

آپ نے 65ھ میں مصر میں فسطاط کے محاصرے کے دوران رات کو وفات پائی۔ لوگ مروان بن حکم اور ابن زبیر کے درمیان ہونے والی جنگ کی وجہ سے آپ کا جنازہ لے کر باہر نہ نکل سکے۔ اس لیے، آپ کو اپنے گھر میں دفن کر دیا گیا۔ رضی اللہ عنہ

آپ سے سعید بن مسیب، عکرمہ، ابو عبد الرحمن الحبلی، عروہ، وہب، ابن ابی ملیکہ ابو عمر اور آپ کے پوتے شعیب بن محمد نے حدیث روایت کی ہے۔

(۲۰) ۱/ ۲۰ ع: حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ❶

آپ زبردست فقیہ، علامہ، کتاب اللہ کے قاری، علم فرائض کے ماہر، فصیح و بلیغ، شیریں گفتار، شاعر اور بڑے مرتبہ والے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ابن یونس بیان کرتے ہیں کہ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کے اپنے دستِ مبارک سے لکھا قرآن کا نسخہ اب بھی موجود ہے۔ خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مصر کی امارت پر بھی سرفراز رہے۔ البتہ بعد میں آپ امارتِ مصر سے معزول کر دیے گئے اور ۴۷ھ میں آپ کو سمندری جہاد پر بھیج دیا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ سیاہ خضاب لگایا کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ سے کثرت کے ساتھ احادیث مروی ہیں جب کہ آپ سے جبیر بن نفیر، ابو عشانہ، حی بن یؤمن اور ابو قبیل حی بن ھانی المعافریان، بعجہ بن عبد اللہ الجہنی، سعید مقبری، ابو الخیر مرثد الیزنی، علی بن رباح اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ ابن یونس نے آپ کی تاریخ وفات ۵۸ھ رقم کی ہے۔ رضی اللہ عنہ ❷

(۲۱) ۱/ ۲۱ ع: الامام حضرت جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حرام۔ ابو عبد اللہ الانصاری الفقیہ رضی اللہ عنہ: ❸

آپ اپنے زمانہ میں مدینہ منورہ کے مفتی تھے۔ آپ ان ستر انصار میں شامل تھے جنھوں نے بیعتِ عقبہ ثانیہ میں اسلام

---

❶ تہذیب الکمال: 2/945، تہذیب التہذیب: 7/242 (439)، تقریب التہذیب: 2/27، خلاصۃ تہذیب الکمال: 2/236، الکاشف: 2/272، التاریخ الکبیر للبخاری: 6/430، التاریخ الصغیر للبخاری: 1/123، الجرح والتعدیل: 6/313، البدایۃ والنہایۃ: 5/337 شذرات الذہب: 64/1، در السحابۃ: 799، الثقات: 280/3، الریاض المستطابۃ: 220، اسد الغابۃ: 53/4، تجرید اسماء الصحابۃ: 384/1، الاصابۃ: 520/4، الاستیعاب: (3-4)1073، طبقات ابن سعد: 376/2، الحلیۃ: 8/2، سیر اعلام النبلاء: 467/2، اسماء الصحابۃ الرواۃ: ت60۔

❷ ایک قول 60ھ کا بھی ہے۔

❸ تہذیب الکمال: 179/1، تہذیب التہذیب: 42/2، تقریب التہذیب: 122/1، خلاصۃ تہذیب الکمال: 56/1، التاریخ الکبیر للبخاری: 207/2، التاریخ الصغیر للبخاری: 21/1، الجرح والتعدیل: 2019/2، اسد الغابۃ: 305/13، تجرید اسماء الصحابۃ: 73/1، الاستیعاب: 219/1، طبقات ابن سعد: 561/3، شذرات: 84/1، الوافی بالوفیات: 27/11، طبقات الحفاظ: 11، سیر الاعلام: 189/3، الثقات: 51/3، اسماء الصحابۃ الرواۃ، ت:6۔

قبول کیا تھا۔ آپ نے حضرت رسالت مآب ﷺ سے بے پناہ علم حاصل کیا۔ امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ حج کے دنوں میں آپ کی اپنی ایک الگ قربانی کی چھوٹی سی جگہ ہوتی تھی۔ آپ نے جنگِ بدر اور جنگِ احد میں شریک ہونا چاہا لیکن آپ کے والد ماجد نے ان دونوں مواقع پر آپ کو چھوٹی بہنوں کی دیکھ بھال کے لیے گھر رہنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ کو جنگِ خندق میں شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بیعتِ رضوان کے خوش نصیبوں میں آپ کا نام بھی جلی حروف میں آتا ہے۔ لمبی عمر پائی، خوب بوڑھے ہوئے اور اخیر عمر میں بینائی بھی جاتی رہی۔

حماد بن سلمہ ابوزبیر سے اور وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں: لیلۃ البعیر کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے پچیس مرتبہ میرے لیے استغفار کیا۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ بدر میں شریک ہوئے تھے۔

محمد بن عبید بیان کرتے ہیں کہ ہمیں اعمش نے ابوسفیان سے اور انھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن میں اپنے ساتھیوں کو کنویں سے پانی کے ڈول بھر بھر کر دیتا تھا۔'' یہ حدیث امام ابوداؤد نے ابومعاویہ الضریر کے طریق سے روایت کی ہے۔

ابن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس سال ملاقات ہوئی تھی جب وہ مکہ میں مقیم تھے۔

میں کہتا ہوں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سعید بن میناء، ابوزبیر، ابوسفیان طلحہ بن نافع، حسن بصری، سالم بن ابی الجعد، محمد بن منکدر اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے، آپ نے ۹۴ سال کی طویل عمر پا کر 78ھ میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ [1]

(۲۲) ۱/ ۲۲ ع: حضرت ابوسعید الخدری سعد بن مالک بن سنان الانصاری الخزرجی، المدنی رضی اللہ عنہ: [2]

آپ کا شمار علماء صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے، بیعتِ رضوان میں شریک ہوئے، بے شمار احادیث روایت کیں، ایک زمانہ تک فتویٰ بھی دیتے رہے، آپ کے والد ماجد غزوۂ احد کے شہیدوں میں سے ہیں، آپ نے 86 برس کی طویل عمر پائی۔ آپ سے حضرت ابن عمرو اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ حضرات تابعین میں سے عامر بن سعد، عمرو بن سلیم، نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابونضرہ العبدی، ابوسلمہ بن عبدالرحمان اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ 74ھ [3] کے اوائل میں ہی رحلت فرما گئے تھے۔ ایک روایت کے مطابق آپ اصحاب صفہ میں سے ایک تھے۔ صرف صحیحین میں آپ سے مروی احادیث کی تعداد تینتالیس ہے جن میں 16 احادیث میں امام بخاری رحمہ اللہ اور 52 احادیث میں امام مسلم

---

[1] آپ کی سن وفات کی بابت 73ھ اور 77ھ کے اقوال بھی ملتے ہیں۔

[2] تہذیب الکمال: 473/1، تہذیب التہذیب: 479/3، تقریب التہذیب: 389/1، خلاصۃ تہذیب الکمال: 371/1، الکاشف: 353/1، التاریخ الکبیر للبخاری: 44/4، التاریخ الصغیر للبخاری: 103/1، الجرح والتعدیل: 406/4، اسد الغابۃ: 365/2، طبقات ابن سعد: 80/9، سیر الاعلام: 168/3، الوافی بالوفیات: 200/15، البدایۃ والنہایۃ: 2/9، الثقات: 150/3۔

[3] آپ کی تاریخ وفات کی بابت یہ اقوال بھی ملتے ہیں: 63ھ، 65ھ اور 74ھ۔

منفرد ہیں۔ رضی اللہ عنہ

(۲۳)۱/ ۲۳ع: الامام حضرت انس بن مالک بن النضر بن ضمضم ابوحمزہ الانصاری النجاری، المدنی رضی اللہ عنہ: ❶

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ خادم جنھیں ایک طویل مدت تک صحبتِ نبوی اُٹھانے کی عظیم ترین سعادت نصیب ہوئی۔ چنانچہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت فرمانے کے بعد سے لے کر رحلت فرما جانے تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور حاضر باشی کو ترک نہ کیا۔ بے شمار احادیث روایت کیں، پھر آپ نے حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور حضرت اُبی رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث کولیا۔ جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طویل صحبت اُٹھائی۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے آخر میں وفات پا جانے والے صحابی رسول آپ ہی ہیں۔

آپ سے حسن، زہری، قتادہ، ثابت بنانی، حمید الطویل، سلیمان تیمی، یحییٰ بن سعید انصاری اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ آپ سے 80 احادیث ایسی روایت کرتے ہیں جن میں وہ منفرد ہیں اور امام مسلم رحمہ اللہ ستر احادیث روایت کرنے میں منفرد ہیں جب کہ متفق علیہ احادیث کی تعداد ایک سو اٹھائیس ہے۔

آپ نے 93ھ میں وفات پائی۔ یہ حمید الطویل، ابن علیہ، سعید الضبعی، ابونعیم، فلاس، قعنب، السری بن یحییٰ وغیرہ کا قول ہے۔ قتادہ، ہیثم بن عدی اور ابوعبید نے آپ کا سنِ وفات 91ھ بتلایا ہے اور معن بن عیسیٰ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اولاد سے آپ کا سن وفات 92ھ نقل کرتے ہیں۔ یہی واقدی رحمہ اللہ کا قول بھی ہے۔ جب کہ جریر بن حازم نے شعیب بن الحبحاب سے آپ کا سنِ وفات 90ھ نقل کیا ہے۔

وہ جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی احادیث کتبِ صحاح میں ہیں:

ان حضرات کے نام یہ ہیں:

''اسید بن حضیر الاشھلی البدری، براء بن عازب الانصاری الدوسی، بریدہ بن حصیب الاسلمی، نزیل مرو اور مرو کے عالم، بلال بن رباح التیمی موذن رسول، نزیل داریا، جابر بن سمرہ السوائی، جبیر بن مطعم القرشی النوفلی، جریر بن عبداللہ البجلی، حذیفہ بن یمان رازدارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ اکابر علماء صحابہ میں سے تھے۔ حکیم بن حزام الاسدی، ابوایوب خالد بن زید الانصاری، آپ اہل بدر میں سے ہیں، الامیر خالد بن ولید بن مغیرہ المخزومی، آپ کا لقب سیف اللہ ہے۔ خباب بن الارت، آپ سابقین اولین میں سے ہیں۔ رافع بن خدیج الانصاری، زبیر بن عوام بن خویلد القرشی الاسدی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد اور حواریؑ

---

❶ تہذیب الکمال: 122/1، تہذیب التہذیب: 376/1، تقریب التہذیب: 84/1، خلاصۃ تہذیب الکمال: 105/1، اسماء الصحابۃ الرواۃ: ت 3، التاریخ الکبیر للبخاری: 27/2، التاریخ الصغیر للبخاری: 245/1، الجرح والتعدیل: 1036/2، الثقات: 4/3، تجرید اسماء الصحابۃ: 31/1، اسد الغابۃ: 157/1، الاصابۃ: 126/1، شذرات: 100/1، معجم طبقات الحفاظ: 66، الوافی بالوفیات: 411/9، الاستیعاب: 109/1، طبقات ابن سعد: 399/1، سیر الاعلام: 395/3، البدایۃ والنہایۃ: 88/9۔

رسول ﷺ۔ زید بن ارقم الانصاری، آپ اہل بیعتِ رضوان میں سے ہیں۔ زید بن خالد الجہنی، ابوطلحہ زید بن سہل الانصاری، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ابوعبداللہ سلمان الفارسی۔ بڑے جلیل القدر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے بڑی عمر والے تھے۔ سلمہ بن اکوع۔ آپ بڑے بہادر تھے۔ سمرہ بن جندب الفزاری، سہل بن حنیف بدری، سہل بن سعد الساعدی، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے مدینہ منورہ میں سب سے آخر میں انھی کا انتقال ہوا تھا۔ شداد بن اوس الانصاری، ابوامامہ صدی بن عجلان الباہلی، صہیب بن سنان النمری، سابقین اولین میں سے ہیں، طلحہ بن عبید اللہ التیمی الشہید، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ امین الامہ حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن الجراح القرشی الفہری، عبادہ بن صامت الانصاری البدری، نبی کریم ﷺ کے نقیب۔ نبی کریم ﷺ کے چچا جناب عباس بن عبدالمطلب الہاشمی، عبداللہ بن ابی اوفی الاسلمی۔ کوفہ میں سب سے آخر میں آپ ہی نے وفات پائی۔ عبداللہ بن زبیر بن العوام الاسدی، عبداللہ بن مغفل المزنی، علماء بصرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ عبدالرحمان بن ابی بکر الصدیق التیمی، عبدالرحمان بن سمرہ القرشی العبشمی، عبدالرحمن بن عوف الزہری البدری، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ عتبان بن مالک السالمی، الانصاری، البدری، عدی بن حاتم الطائی، عقبہ بن عمرو ابومسعود البدری الانصاری، ابوالقیفطان عمار بن یاسر العبسی، سابقین اولین میں سے ہیں۔ عمر بن ابی سلمہ المخزومی، عمرو بن امیہ الضمری، عمرو بن العاص السہمی الامیر، عوف بن مالک اشجعی، قیس بن سعد بن عبادہ الخزرجی، نبی کریم ﷺ کے تلوار باز، کعب بن عجرہ الانصاری، کعب بن مالک السلمی شاعر رسول ﷺ۔ محمد بن مسلمہ الانصاری، مالک بن حویرث اللیثی، مسور بن مخرمہ بن نوفل الزہری، مسیب بن حزن المخزومی، معاویہ بن ابی سفیان الاموی، ابوسفیان الاموی، معقل بن یسار، مغیرہ بن شعبہ الثقفی نائب کوفہ، مقداد بن اسود الکندی، سابقین اولین میں سے ہیں۔ ابوبرزہ نضلہ بن عبید الاسلمی، نعمان بن بشیر بن سعد الانصاری، نعمان بن مقرن المزنی نفیع بن حارث ابوبکرہ الثقفی، واثلہ بن اسقع الکنانی، ابوجحیفہ وھب السوائی، ابواسید الساعدی۔ آپ کا نام مالک ہے۔ ابوحمید الساعدی، آپ کے نام میں دو اقوال ہیں۔ (۱) منذر اور (۲) عبدالرحمان، نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ابورافع القبطی، ابوشریح الخزاعی، ابوقتادہ الانصاری آپ کے نام میں بھی تین اقوال ہیں (۱) الحارث (۲) نعمان (۳) اور عمرو۔ ابولبابہ الانصاری۔ آپ کے نام میں دو اقوال ہیں (۱) عبدالمنذر (۲) اور رفاعہ۔ ابوواقد اللیثی الحارث۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کا نام عرف ہے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

حضرات صحابیات رضی اللہ عنہن

کتبِ صحاح میں جن حضرات صحابیات رضی اللہ عنہن کے اسمائے گرامی آتے ہیں، وہ یہ ہیں: اسماء بنتِ ابی بکر الصدیق، ام المومنین سیدہ جویریہ بنت الحارث المصطلقیہ، ام المومنین سیدہ حفصہ بنتِ عمر بن خطاب العدویہ، ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان الامویہ، ام المومنین سیدہ زینب بنتِ جحش الاسدیہ، زینب بنت ابی سلمہ المخزومیہ، سیدہ فاطمہ بنتِ رسول اللہ ﷺ الہاشمیہ، ام الفضل لبابہ بنت حارث الہلالیہ اور آپ کی بہن ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا، ام عطیہ الانصاریہ نسیبہ، ام المومنین سیدہ ام سلمہ ہند المخزومیہ، ام حرام بنت ملحان الانصاریہ اور آپ کی بہن ام سلیم۔ ام ھانی بنتِ ابی طالب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ۔ رضی اللہ عنہن

دوسرا طبقہ

اکابر تابعین رحمہم اللہ

(۲۴) ۲/ ۱ع: فقیہ عراق، الامام ابوشبل حضرت علقمہ بن قیس بن عبداللہ النخعی، الکوفی رحمہ اللہ: [1]

یہ ابراہیم نخعی کے ماموں اور اسود کے چچا ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں پیدا ہوئے تھے لیکن کفار سے جاملے تھے (بعد میں اسلام لے آئے) حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت ابن مسعود، حضرت علی اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن سیکھا اور آپ ہی سے تفقہ بھی حاصل کیا جو معزز ترین اور نہایت فقیہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ عبدالرحمن بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں جو بھی قراءت کرتا ہوں اور جو بھی علم رکھتا ہوں علقمہ وہ سب جانتے ہیں۔

قابوس بن ابی ظبیان بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد سے پوچھا: ''آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر علقمہ کے پاس کس لیے جاتے ہیں؟ تو انھوں نے بتلایا کہ میں نے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے کہ وہ علقمہ کے پاس آتے ہیں، سوال پوچھتے ہیں اور فتویٰ لیتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: علقمہ فقیہ، امام، ماہر، خوش الحان، نیکی اور تقویٰ و ورع کے مالک اور احادیث کے روایت کرنے میں ''ثبت'' تھے۔ صورت و سیرت، نشست و برخاست اور حرکات و سکنات میں جناب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بے حد مشابہ تھے۔ جناب علقمہ لنگڑے تھے۔ آپ سے ابراہیم، ابراہیم بن سوید نخعی، ابوالضحی مسلم بن صبیح، شعبی، قاسم بن مخیمرہ، یحییٰ بن وثاب اور ایک جماعت نے حدیث کو روایت کیا ہے، حضرت علقمہ رحمہ اللہ نے 62ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔ [2]

---

[1] تہذیب الکمال: 953/2، تہذیب التہذیب: 276/7 (484)، تقریب التہذیب: 31/2، خلاصۃ تہذیب الکمال: 241/2، الکاشف: 277/2، التاریخ الکبیر للبخاری: 41/7، التاریخ الصغیر للبخاری: 123/1، الجرح والتعدیل: 2258/6، تاریخ الثقات: 339، تاریخ بغداد: 696/12، شذرات: 586/1، الحلیۃ: 98/2، تراجم الاحبار: 63/3، البدایۃ والنہایۃ: 217/8، سیر الاعلام: 35/4، معرفۃ الثقات: 1273، النجوم: 157/1، الثقات: 207/5۔

[2] ایک قول 60ھ کا اور ایک قول 70ھ کا بھی ہے۔

فائدہ:

میں نے جناب علقمہ اور اسی طرح اور بھی متعدد حضرات متقدمین کے ترجمہ کے نقل کرنے میں قدرے سستی سے کام لیا ہے کیوں کہ ان حضرات کی روایات کتب ستہ میں مشہور ہیں اور ان حضرات کے ترجمہ میں طوالت سے گریز کی وجہ اس کے سوا اور کوئی نہیں کہ کتاب طویل نہ ہو جائے۔

بے شک درستی کی توفیق دینے والا اللہ ہی ہے اور کتب اُصول (رب تعالیٰ کے فضل سے) محفوظ ہیں۔

(۲۵) ۲/۲ م ۴: الفقیہ، العابد، الزاہد، ریحانۂ شام حضرت ابو مسلم الخولانی رحمہ اللہ: [1]

یہ وہی ابو مسلم خولانی ہیں جنھیں اسود عنسی نے آگ میں پھینک مارا تھا، پر یہ اس میں سے سلامت با کرامت نکل آئے تھے۔ شرحبیل بن مسلم نے یہ پورا واقعہ نقل کیا ہے۔ خلافتِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں ہجرت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور کبار صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ خود ان سے ابو ادریس خولانی، ابو العالیہ الریاحی، جبیر بن نفیر، عطاء، ابو قلابہ اور ایک جماعت نے حدیث روایت کی ہے۔ ابن معین وغیرہ انھیں ثقہ راوی قرار دیتے ہیں۔ جناب ابو مسلم بے شمار فضائل و مناقب کے مالک اور صاحب کرامات تھے۔ انھیں اس اُمت کا حکیم بھی کہا گیا ہے تقریباً 62ھ میں وفات پائی اور یہ یزید کا دورِ حکومت تھا۔ جیسا کہ ابن سعد وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ رحمہ اللہ

(۲۶) ۲/۳ ع: الامام ابو عائشہ جناب مسروق بن اجدع الھمدانی، الکوفی، الفقیہ رحمہ اللہ: [2]

جناب مسروق رحمہ اللہ کا شمار امت کے سربرآوردہ لوگوں میں ہوتا ہے۔ آپ کے والد اپنے زمانہ میں یمن کے سب سے ماہر گھڑسوار مانے جاتے تھے جب کہ مشہور پہلوان، جنگجو، بطلِ کرار عمرو بن معدیکرب آپ کے ماموں تھے۔ جناب مسروق نے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت معاذ اور حضرت ابی رضی اللہ عنہم سے حدیث حاصل کی اور خود آپ سے ابراہیم شعبی، ابو الضحیٰ، ابو اسحاق اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

شعبی سے روایت ہے کہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اپنا لے پالک بنایا ہوا تھا۔ شعبی ہی بیان کرتے ہیں کہ میں مسروق

---

[1] تہذیب: 235/12 (1068)، تقریب: 473/2، ریحانۃ الادب: 261/7، الکنی والاسماء: 112/2، سیر الاعلام: 18/4، الکنی للقمی: 158/1، در السحابۃ: 817، تہذیب الکمال: 1647، ذکر اسماء التابعین: 1463، التاریخ الکبیر: 83/9، فتاویٰ ابن تیمیہ: 213، معرفۃ الثقات للعجلی: 2253، 2254۔

[2] تہذیب الکمال: 1320/3، تہذیب التہذیب: 110/10، (205)، تقریب التہذیب: 242/5، خلاصۃ تہذیب الکمال: 21/3، الکاشف: 436/3، التاریخ الکبیر للبخاری: 35/8، التاریخ الصغیر للبخاری: 89/1، الجرح والتعدیل: 1820/8، الحلیۃ: 95/2، تراجم الاحبار: 30/3، نسیم الریاض: 4/3، الثقات: 456/5، طبقات ابن سعد: 113/4، سیر الاعلام: 63/4، تاریخ بغداد: 232/13، معرفۃ الثقات: 1709، طبقات الحفاظ: 14، تہذیب مستمر الاوہام: ب: 89، دیوان الاسلام، ت: 1810۔

سے زیادہ علم کے کسی طالب کو نہیں جانتا۔ مسروق شریح سے بڑے مفتی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مسائل فقہیہ میں شریح تو مسروق سے مشاورت کرتے تھے لیکن مسروق کو شریح سے مشاورت کرنے کی نوبت کبھی نہ آئی تھی۔

ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ اپنے حج کے سفر میں جناب مسروق سجدہ کی حالت میں ہی اپنی نیند پوری کر لیا کرتے تھے۔ حج سے واپسی تک جناب مسروق کا یہی دستور رہا۔

جناب مسروق کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ عبادت کی کثرت کی وجہ سے قدم سوج جایا کرتے تھے۔ ابن المدینی کا قول ہے کہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے کسی کو بھی مسروق پر مقدم نہیں کرتا۔ انھیں جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھنے کی سعادت بھی ملی تھی۔ مسروق رحمہ اللہ نے 63ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا تھا۔ رحمہ اللہ

(۲۷) ۲/ ۴ع: حضرت عبیدہ بن عمرو السلمانی المرادی الکوفی الفقیہ رحمہ اللہ: ❶

نہایت معزز اور جلیل القدر عالم، قریب تھا کہ صحابیت کے شرف سے سرفراز ہو جاتے، آپ نے فتح مکہ کے زمانہ میں یمن میں اسلام قبول کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث حاصل کی۔ شعبی بیان کرتے ہیں: موصوف قضاء میں شریح کے ہم پلہ تھے۔ عجلی کا قول ہے کہ عبیدہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اُن اصحاب میں سے تھے جو قاری اور مفتی تھے۔ ابن سیرین بیان کرتے ہیں: میں نے عبیدہ سے زیادہ پرہیز گار کوئی شخص نہیں دیکھا۔ کثیر الاحادیث تھے اور جن سلمان کی طرف منسوب ہو کر آپ سلمانی کہلاتے تھے وہ سلمان بن ناجیہ بن مراد ہیں۔ آپ سے ابن سیرین، شعبی، نخعی، سبیعی، عبداللہ بن سلمہ، مسلم بن حسان الاعرج وغیرہ حضرات نے حدیث روایت کی ہے۔ صحیح قول کے مطابق آپ نے 72ھ میں وفات پائی۔

(۲۸) ۲/ ۵ع: حضرت عبید بن عمیر بن قتادہ اللیثی ابو عاصم المکی رحمہ اللہ: ❷

آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے عطاء، ابن ابی ملیکہ، عمرو بن دینار، ابو زبیر، عبدالعزیز بن رفیع اور ایک جماعت نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ بڑے عالم، واعظ اور عظیم المرتبہ انسان تھے۔ آپ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ یا ان سے پہلے 74ھ ❸ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

---

❶ تہذیب الکمال: 898/2، تہذیب التہذیب: 84/7(185)، تقریب التہذیب: 547/1، خلاصۃ تہذیب الکمال: 207/2، الکاشف: 242/2، التاریخ الکبیر للبخاری: 82/6، التاریخ الصغیر للبخاری: 146/1، الجرح والتعدیل: 466/6، طبقات ابن سعد: 62/6، سیر الاعلام: 40/4، الثقات: 139/5، حضرت عبیدہ کے نام میں دو اقوال ہیں۔ (۱) عبیدہ بن قیس بن عمرو (۲) اور عبیدہ بن قیس بن مسلم۔

❷ تہذیب الکمال: 895/2، تہذیب التہذیب: 71/7(148)، تقریب التہذیب: 544/1، خلاصۃ تہذیب الکمال: 203/2، الکاشف: 239/2، التاریخ الکبیر للبخاری: 455/5، الجرح والتعدیل: 1896/5، طبقات ابن سعد: 456/5 البدایۃ والنہایۃ: 5/9، سیر الاعلام: 156/4، الثقات: 132/5۔

❸ ایک قول 68ھ کا بھی ہے۔

(۲۹) ۲/۶ع: الامام حضرت اسود بن یزید بن قیس ابوعمرو النخعی، الفقیہ، العابد، الزاہد رحمہ اللہ: ❶

آپ کوفہ کے عالم اور عالم کوفہ جناب علقمہ کے بھتیجے، ابراہیم نخعی کے ماموں، عبدالرحمان بن یزید کے بھائی اور اونچے درجے کے فقیہ تھے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور کبار صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیث حاصل کی، جب کہ آپ سے آپ کے بیٹے عبدالرحمان نے اور ابراہیم، ابواسحاق السبیعی اور متعدد لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ بڑے عبادت گزار اور کثرت کے ساتھ حج کرنے والے تھے۔

ابن علیہ، ابوحمزہ میمون سے روایت کرتے ہیں کہ اسود رحمہ اللہ نے اسی حج اور عمرے کیے۔ جن کو جمع نہ کیا، بلکہ ہر ایک کے لیے الگ الگ سفر کیا اور آپ کے بیٹے نے بھی ایسا ہی کیا۔

نضر بن اسماعیل ایک خبر دینے والے سے بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمان بن اسود روزانہ سات سو رکعات نفل نماز ادا کرتے تھے اور لوگوں کا یہ کہنا تھا کہ عبدالرحمان اپنے گھر والوں میں سب سے کم عبادت گزار تھے۔ لوگ اسود کو جنتی کہہ کر پکارتے تھے۔ 75ھ ❷ یا اس کے قریب قریب وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۳۰) ۲/۷۔۴: حضرت عبدالرحمن بن غنم الاشعری الفقیہ رحمہ اللہ: ❸

آپ اہل فلسطین کے شیخ اور شام کے فقیہ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی۔ جب کہ ابواسلام مطور، رجاء بن حیوۃ، مکحول، اسماعیل بن عبداللہ اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

ابومسہر غسانی کہتے ہیں: عبدالرحمان تابعین کے سردار ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ شام کے تابعین نے آپ ہی سے تفقہ حاصل کیا۔ بڑی شان والے، سچے اور عالم و فاضل تھے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ 78ھ ❹ میں وفات پائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی فقہی تعلیم کے لیے آپ کو شام روانہ فرمایا۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں پیدا ہو چکے تھے۔ آپ کے والد حضرت غنم رضی اللہ عنہ صحابیٔ رسول تھے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کو زیارتِ نبوی کا شرف حاصل ہے۔

---

❶ تہذیب الکمال: 112/1، تہذیب التہذیب: 342/1، تقریب التہذیب: 77/1، خلاصۃ تہذیب الکمال: 97/1، الکاشف: 132/1، التاریخ الکبیر للبخاری: 499/1، التاریخ الصغیر للبخاری: 146/1، الجرح والتعدیل: 291/2، الثقات: 31/4، الوافی بالوفیات: 256/9، طبقات الحفاظ: 12، شذرات: 82/1، سیر الاعلام: 50/4، الکنی للامام مسلم: 151، حلیۃ الاولیاء: 102/2، البدایۃ والنہایۃ: 11/9، نسیم الریاض: 126/2، اعیان الشیعۃ: 443/3، طبقات ابن سعد: 4/9۔

❷ ایک قول 74ھ کا بھی ہے۔

❸ تہذیب الکمال: 810/2، تہذیب التہذیب: 250/6(498)، تقریب التہذیب: 494/1(1077) الکاشف: 181/2، التاریخ الکبیر للبخاری: 247/5، الجرح والتعدیل: 1300/5، اسد الغابۃ: 486/3، تجرید اسماء الصحابۃ: 354/1، الثقات: 78/5۔

❹ ایک قول 98ھ کا بھی ہے۔

(۳۱) ۲/ ۸ م ۴: حضرت کثیر بن مرہ الحضرمی الحمصی رحمہ اللہ: ❶

آپ اہل حمص کے عالم اور فقیہ تھے۔ امام، عالم اور علم کے بے حد طالب تھے، ستر بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کو پایا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرات سے حدیث روایت کی۔ جب کہ آپ سے ابوالزاھریہ، خالد بن معدان، مکحول، سلیم بن عامر، عبدالرحمان بن جبیر اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان میں کوئی حرج نہیں۔ رحمہ اللہ

(۳۲) ۲/ ۹ م ۴: حضرت جبیر بن نفیر حضرمی الحمصی رحمہ اللہ: ❷

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرات سے حدیث روایت کی۔ آپ سے آپ کے بیٹے عبدالرحمان بن جبیر نے اور خالد بن معدان، مکحول، سلیم بن عامر اور دوسرے حضرات نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ کا شمار اجل علماء میں ہوتا ہے۔ صحیح بخاری کے سوا جملہ کتبِ احادیث میں آپ کی احادیث مروی ہیں اور اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ آپ ایک نرم راوی تھے، بلکہ بسا اوقات قدماء صحابہ رضی اللہ عنہم سے تدلیس کر جاتے تھے اور امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ دستور ہے کہ وہ کسی روایت کو تب ہی لیتے ہیں جب راوی اپنے شیخ سے ملاقات کی تصریح کرے۔ آپ نے 80ھ میں وفات پائی۔ ❸

(۳۳) ۲/ ۱۰ خ، د، ت، س: حضرت کعب الاحبار رحمہ اللہ: ❹

یہ علم کے بہت بڑے برتن جناب کعب بن مانع الحمیری اور اہل کتاب کے جلیل القدر علماء میں سے تھے، دورِ صدیقی میں اسلام قبول فرمایا اور دورِ فاروقی میں یمن سے مدینہ منورہ آئے۔ آپ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کتاب و سنت کو حاصل

---

❶ تہذیب الکمال: 1145/2، تہذیب التہذیب: 428/8، (766) تقریب التہذیب: 133/2، الکاشف: 7/3، التاریخ الکبیر للبخاری: 208/7، الجرح والتعدیل: 157/7، اسد الغابۃ: 461/4، تجرید اسماء الصحابۃ: 28/2، الاصابۃ: 638/5، تراجم الاحبار: 295/3، الثقات: 352/5۔

❷ تہذیب الکمال: 185/1، تہذیب التہذیب: 64/2، تقریب التہذیب: 126/1، الکاشف: 180/1، الثقات: 111/4، التاریخ الکبیر للبخاری: 223/2، الجرح والتعدیل: 2116/2، اسد الغابۃ: 24/1، تجرید اسماء الصحابۃ: 79/1، الاصابۃ: 463/1، الاستیعاب: 234/1، طبقات ابن سعد: 440/7، الوافی بالوفیات: 59/11، الحلیۃ: 133/5، البدایۃ والنہایۃ: 33/9، سیر الاعلام: 76/4۔

❸ ایک قول 75ھ کا بھی ہے۔

❹ تہذیب الکمال: 1147/3، تہذیب التہذیب: 438/8 (793)، تقریب التہذیب: 135/2، الکاشف: 9/3، التاریخ الصغیر للبخاری: 62/1، الجرح والتعدیل: 906/7، لسان المیزان: 488/4، تراجم الاحبار: 301/3، الثقات: 334/5، نسیم الریاض: 108/1، الحلیۃ: 364/5، طبقات ابن سعد: 163/9۔

کیا۔ خلافتِ عثمانی میں 34ھ یا 32ھ میں اس دار فانی کو الوداع کہا۔ تابعین کی ایک جماعت نے آپ سے مرسل روایات کو کیا ہے۔ صحیح بخاری میں آپ کی چند روایات موجود ہیں۔

(۳۴) ۲/ ۱۱ع: حضرت ابو زید اسلم العدوی رحمہ اللہ: ❶

جناب اسلم نے اپنے مولی حضرت عمر بن خطاب، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت معاذ اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم وغیرہ حضرات سے حدیث روایت کی ہے، آپ کا شمار کبار تابعین علماء میں ہوتا ہے۔ جناب اسلم حبشی غلام تھے جنھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے 11ھ میں حج کے موقع پر خریدا تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ "عین التمر" کے قیدیوں میں سے تھے۔ آپ سے آپ کے بیٹے زید بن اسلم نے اور نافع اور مسلم بن جندب نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ نے 80ھ ❷ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

(۳۵) ۲/ ۱۲ع: حضرت علقمہ بن وقاص اللیثی العتواری المدنی رحمہ اللہ: ❸

آپ کا شمار ثقہ اور جلیل القدر رواۃِ حدیث میں ہوتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث روایت کرتے ہیں جب کہ آپ سے آپ کے دو بیٹے عمرو، عبداللہ اور زہری محمد بن ابراہیم التیمی اور ابن ابی ملیکہ التیمی نے حدیث روایت کی ہے۔ ابن سعد نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ 80ھ کے بعد جان جان آفریں کو سپرد کی۔ رحمہ اللہ

(۳۶) ۲/ ۱۳ع: حضرت سوید بن غفلہ النخعی، الکوفی، المعمر رحمہ اللہ: ❹

آپ "عام الفیل" میں یا اس کے دو سال بعد پیدا ہوئے۔ بڑھاپے میں جا کر اسلام قبول کیا، جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے فارغ ہو چکے تھے۔ جنگِ یرموک میں شرکت کی سعادت ملی۔ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابی رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابراہیم نخعی، مسلمہ بن کہیل، عبدہ بن ابی لبابہ اور دیگر حضرات کے اسمائے گرامی آتے ہیں۔

---

❶ تهذيب التهذيب: 266/1، تقريب التهذيب: 64/1، الكاشف: 117/1، التاريخ الكبير للبخاری: 2/1، الجرح والتعديل: 306/2، الثقات: 45/4، الوافی بالوفيات: 51/9، سير الاعلام: 98/4، مشكوٰة المصابيح: 607/3، شذرات: 88/1، الكنیٰ للامام مسلم: 107، طبقات الحفاظ: 16، البداية والنهاية: 32/9، طبقات ابن سعد: 187۔

❷ ایک قول ستر ہجری کا بھی ہے۔

❸ تهذيب الكمال: 954/2، تهذيب التهذيب: 280/7(488)، تقريب التهذيب: 31/2، الكاشف: 278/2، التاريخ الكبير للبخاری: 40/7، الجرح والتعديل: 2259/6، الثقات: 209/5، معرفة الثقات: 1276۔

❹ تهذيب الكمال: 561/1، تهذيب التهذيب: 278/4، تقريب التهذيب: 341/1، الكاشف: 412/1، التاريخ الكبير للبخاری: 142/4، اسد الغابة: 250/1، الاستيعاب: 679، الوافی بالوفيات: 46/16، الحلية: 174/4، الثقات: 321/4۔

آپ ثقہ، جلیل القدر، عابد وزاہد، قناعت شعار اور بڑی شان والے تھے۔ نیت کا بے حد اخفا کرتے تھے۔ 81ھ [1] میں دارِ آخرت کی طرف رحلت فرمائی۔ رحمہ اللہ

(۳۷) ۲/ ۱۴ع: سیدہ ام درداء ھجمیہ وصابیہ حمیریہ [2] زوجہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ:

موصوفہ زبردست عالمہ، فاضلہ فقیہہ، عابدہ، زاہدہ اور نہایت حسین وجمیل تھیں، قدرت نے بے پناہ عقل سے نواز رکھا تھا۔ موصوفہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بے شمار احادیث روایت کی ہیں۔ جب کہ آپ سے مکحول، سالم بن ابی الجعد، زید بن اسلم، اسماعیل بن عبید اللہ، ابو حازم المدینی، عطاء الکیخارانی اور دیگر حضرات نے حدیث روایت کی ہے۔ موصوفہ نے 81ھ میں حج کیا۔ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا تو انکار کر دیا۔ رحمہا اللہ

(۳۸) ۲/ ۱۵ع: حضرت سعید بن مسیب الامام، شیخ الاسلام، فقیہ مدینہ ابو محمد المخزومی رحمہ اللہ: [3]

آپ اجل تابعین میں سے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال گزر جانے کے بعد پیدا ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خطبہ دیتے ہوئے بعض احادیث سنی ہیں۔ جب کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی۔ بڑے وسیع علم کے مالک، بڑے دیانت دار، حق گو، فقیہ نفس اور بڑی شرم وحیا والے تھے۔

اسامہ بن زید، نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! سعید بن مسیب مفتیانِ کرام میں سے ایک ہیں۔

امام احمد بن حنبل وغیرہ فرماتے ہیں: جناب سعید بن مسیب کی مرسل روایات صحیح کے درجہ میں ہیں۔ قتادہ کا قول ہے کہ میں نے سعید سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔ زھری اور مکحول وغیرہ سے بھی ایسا ہی ایک قول منقول ہے اور اس بات کے درست ہونے میں کوئی اشکال نہیں۔ علی بن المدینی کہتے ہیں: میں حضرات تابعین میں سے سعید سے زیادہ وسیع علم رکھنے والے کسی صاحب کو نہیں جانتا۔ میرے نزدیک وہ اجل تابعین میں سے ہیں۔ عجلی وغیرہ بیان کرتے ہیں: جناب سعید سلطان کے تحائف قبول نہ فرمایا کرتے تھے۔ خود آپ کے پاس زیتون کے تیل کی مد میں چار سو دینار تھے۔ سعد بن ابراہیم بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سعید بن مسیب کو یہ فرماتے سنا ہے: مجھ سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ اور جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کو جاننے والا کوئی نہیں۔

---

[1] ایک قول 80ھ کا اور ایک قول 82ھ کا بھی ہے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 130 سال تھی۔

[2] تقریب التہذیب: 617/2، الثقات: 517/5۔

[3] تہذیب الکمال: 504/1، تہذیب التہذیب: 84/4، خلاصۃ تہذیب الکمال: 390/1، الثقات: 273/4، التاریخ الکبیر للبخاری: 510/3، الجرح والتعدیل: 262/4، شذرات: 102/1، الحلیۃ: 161/2، طبقات ابن سعد: 82/9، البدایۃ والنہایۃ: 99/9، دیوان الاسلام: 1112، 2003۔

واقدی بیان کرتے ہیں: مجھے ہشام بن سعد نے بیان کیا کہ میں نے زھری کو بیان کرتے سنا کہ جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ جناب سعید نے کن لوگوں سے علم حاصل کیا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے۔ آپ کی اکثر مسند روایات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ آپ کو جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دامادی کا شرف بھی حاصل ہوا، لوگ کہتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کو سعید بن مسیب سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔

معمر، زھری سے نقل فرماتے ہیں کہ جناب سعید حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حسن بصری کو جب کسی مسئلہ میں اشکال ہوجاتا تھا تو وہ جناب سعید بن مسیب کو لکھ بھیجتے تھے۔

حماد بن زید، یزید بن حازم سے بیان کرتے ہیں کہ جناب سعید ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے۔ عبدالرحمان بن حرملہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود حضرت سعید کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ میں نے چالیس حج کیے ہیں۔

یوسف بن یعقوب الماجشون، مطلب بن سائب سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بازار میں حضرت سعید بن مسیب کے ساتھ بیٹھا تھا کہ اتنے میں بنی مروان کا ڈاکیا گزرا۔ آپ نے اس سے پوچھا: تم بنی مروان کے قاصد ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ نے پوچھا: تم نے بنی مروان کو کس حال میں چھوڑا؟ اس نے کہا: اچھی حالت میں۔ آپ نے فرمایا: تم نے انھیں اس حال میں چھوڑا کہ وہ لوگوں کو تو بھوکا رکھتے ہیں جب کہ کتوں کو پیٹ بھر کر کھلاتے ہیں۔ قاصد نے گردن اُٹھا کر دیکھا۔ اس پر میں اس قاصد کی طرف اُٹھا اور اسے چلتا کیا۔ پھر میں نے جنابِ سعید سے عرض کیا: اللہ آپ کو معاف کرے، آپ تو اپنا خون بہانے چلے تھے۔ آپ نے فرمایا: ارے نادان! خاموش رہ جب تک میں اللہ کے حقوق ادا کرتا رہوں گا، وہ مجھے کبھی بے آسرا نہ چھوڑے گا۔

مکحول ایک ضعیف طریق سے روایت کرتے ہیں کہ جب انھیں حضرت سعید رحمہ اللہ کی وفات کی خبر پہنچی تو کہنے لگے: آج لوگ بے آسرا ہوگئے۔ مالک بیان کرتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب فرماتے ہیں: میں صرف ایک حدیث کی خاطر کتنے دن اور کتنی راتیں چلتا رہتا تھا۔

مصعب بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے مصعب بن عثمان نے بیان کیا کہ جب مسلم بن عقبہ نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو عمرو بن عثمان اور مروان بن حکم نے گواہی دی کہ یہ تو دیوانے ہیں۔ اس پر آپ کو چھوڑ دیا گیا۔

ابو یونس القوی بیان کرتے ہیں: میں مسجد میں داخل ہوا تو کیا دیکھا کہ جناب سعید بن مسیب اکیلے بیٹھے ہیں۔ میں نے پوچھا: کیا بات ہے؟ تو لوگوں نے بتلایا کہ انھوں نے کسی دوسرے کو پاس بیٹھنے سے منع کر رکھا ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے آپ کی سیرت کو ایک مستقل کتاب میں جمع کیا ہے۔ آپ کے سن وفات میں متعدد اقوال ہیں۔ سب سے قوی قول 94ھ کا ہے جو ہیثم بن عدی، سعید بن عفیر اور ابن نمیر وغیرہ نے رقم کیا ہے۔ ضمرہ کے مطابق آپ کا سن

وفات 91 یا 92ھ ہے۔ ابن المدینی، ابن معین اور المدائنی نے 105ھ بیان کیا ہے اور بقول امام حاکم اکثر ائمہ حدیث کا یہی قول ہے۔ رحمہ اللہ

(۳۹) ۲/۱۶ع: حضرت ابو ادریس الخولانی، عائذ اللہ بن عبد اللہ الدمشقی، الفقیہ رحمہ اللہ: ❶

آپ اہل شام کے عالم ہیں جنھوں نے علم و عمل کو ایک قالب میں جمع کیا، سعید بن عبد العزیز نے جنگِ حنین کے سال کو آپ کا سالِ ولادت قرار دیا ہے۔ آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حدیث حاصل کی۔ ابن عبد البر بیان کرتے ہیں: ابو ادریس خولانی کا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے سماع صحیح ہے۔ آپ نے حضرت ابو درداء، حضرت ابو ذر، حضرت حذیفہ، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت عوف بن مالک، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ زہری، مکحول، ربیعہ القصیر، یحییٰ بن یحییٰ الغسانی، یونس بن میسرہ اور دیگر حضرات آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ آپ اہل دمشق کے واعظ و مبلغ قصہ گو اور ان کے قاضی تھے۔ امام ابو داؤد بیان فرماتے ہیں کہ جناب ابو ادریس کا حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔ مکحول کا قول ہے کہ میں ابو ادریس سے بڑے عالم کو نہیں جانتا۔ امام نسائی وغیرہ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ جب دُحیم کے سامنے آپ کا اور جبیر بن نفیر کا ذکر کیا گیا تو اُنھوں نے فرمایا کہ میرے نزدیک ابو ادریس مقدم ہیں۔ البتہ جناب جبیر کی اسناد اور احادیث کی وجہ سے انھیں بلند مرتبہ قرار دیا۔

زہری بیان کرتے ہیں: ابو ادریس شام کے فقہاء میں سے تھے۔ سعید بن عبد العزیز کا قول ہے: آپ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے بعد اہل شام کے عالم تھے۔ ابن جابر بیان کرتے ہیں کہ عبد الملک نے ابو ادریس کو قصہ گوئی کے منصب سے ہٹا دیا جب کہ قضاء کے عہدہ پر باقی رکھا۔ اس پر اُنھوں نے فرمایا: جس امر میں مجھے رغبت تھی، اس سے تو مجھے ہٹا دیا اور جس بات سے میں ڈرتا ہوں اس پر رہنے دیا۔ سیار اور ابن معین کا قول ہے کہ آپ نے 80ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۴۰) ۲/۱۷ع: الامام القدوہ حضرت زِرّ بن حبیش ابو مریم الاسدی الکوفی رحمہ اللہ: ❷

آپ نے ایک سو بیس سال کی طویل عمر پائی۔ حضرت عمر، حضرت ابی، حضرت عبد اللہ، حضرت علی اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم سے حدیث بیان کی، جب کہ آپ سے عاصم بن بہدلہ نے حدیث بیان کی ہے۔ عاصم نے آپ سے قرآن سیکھا اور آپ کی بے حد تعریف کی اور کہا کہ زِرّ سب سے زیادہ عربی جاننے والے ہیں، حتیٰ کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی آپ سے عربیت کی بابت

---

❶ تہذیب الکمال: 648/2، تہذیب التہذیب: 85/5(141)، تقریب التہذیب: 390/1 (75)، التاریخ الکبیر للبخاری: 83/7، الجرح والتعدیل: 200/7، الوافی بالوفیات: 595/16، سیر الاعلام: 272/4، الثقات: 277/5، دیوان الاسلام، ت: 69۔

❷ تہذیب الکمال: 428/1، تہذیب التہذیب: 321/3، تقریب التہذیب: 259/1، الکاشف: 321/1، التاریخ الکبیر للبخاری: 447/2، الجرح والتعدیل: 2817/3، الوافی بالوفیات: 190/14، الحلیۃ: 181/4، البدایۃ والنہایۃ: 66/9، الاستیعاب: 212/1، الاصابۃ: 577/1، الثقات: 269/4۔

پوچھ لیا کرتے تھے۔ آپ سے عبدہ بن ابی لبابہ، ابن ابی خالد، عدی بن ثابت، ابو اسحاق شیبانی، اعمش اور بے شمار دیگر لوگوں نے بھی حدیث روایت کی ہے۔ آپ نے 82ھ [1] میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۴۱) ۲/۱۸ خ، م، ت، س، ق: الامام، القدوہ الربیع بن خثیم ابو یزید الثوری الکوفی رحمہ اللہ: [2]

آپ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے اور تابعین میں سے عمرو بن میمون الازدی سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے شعبی، نخعی، ہلال بن یساف، بکر بن ماعز اور دیگر حضرات نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ قدیم الوفات تھے۔ ابن معین کا قول ہے کہ ان جیسوں کی پرسش نہیں ہوا کرتی۔

شعبی بیان کرتے ہیں: ربیع صداقت وراستی کی کان تھے، عبداللہ بن ربیع بن خثیم، ابوعبیدہ بن عبداللہ سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: جب ربیع بن خثیم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملنے جاتے تھے تو جب تک ان دونوں بزرگوں کی ملاقات ختم نہ ہو جاتی کسی دوسرے کو جانے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔

ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے ابو یزید! اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دیکھ لیتے تو تم سے محبت کرتے اور میں جب بھی تمہیں دیکھتا ہوں تو مجھے "مُخْبِتِيْنَ" یاد آجاتے ہیں۔ شعبی کا قول ہے کہ ربیع بن خثیم بڑے پرہیز گار تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ نے یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔ [3]

(۴۲) ۲/۱۹ ع: الامام حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی ابو عیسیٰ الانصاری، الکوفی الفقیہ رحمہ اللہ: [4]

آپ قاضی محمد کے والد ہیں۔ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ اپنے موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابو ذر غفاری اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے حدیث روایت کی ہے۔ خلافتِ فاروقی کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ ابن سیرین بیان کرتے ہیں: میں عبدالرحمان کے پاس بیٹھا تو کیا دیکھا کہ ان کے اصحاب ان کی یوں تعظیم کرتے ہیں جیسے وہ "خلیفہ" ہوں۔ ابو حصین سے روایت ہے کہ حجاج نے عبدالرحمن کو عہدۂ

---

[1] ایک قول 81ھ اور ایک قول 83ھ کا بھی ہے۔

[2] تہذیب الکمال: 403/1، تہذیب التہذیب: 242/3، خلاصۃ تہذیب الکمال: 318/1، الکاشف: 304/1، التاریخ الکبیر للبخاری: 269/3، الجرح والتعدیل: 2068/3، الحلیۃ: 105/2، نسیم الریاض: 107/2، الجمع بین رجال الصحیحین: 524/1، طبقات ابن سعد: 10/6، الوافی بالوفیات: 80/14، سیر الاعلام النبلاء: 258/4، الثقات: 224/4۔

[3] یعنی 61ھ یا 63ھ میں۔

[4] تہذیب الکمال: 813/2، تہذیب التہذیب: 260/6(515)، خلاصۃ تہذیب الکمال: 150/2، الکاشف: 183/1، التاریخ الکبیر للبخاری: 368/5، الجرح والتعدیل: 1924/5، میزان الاعتدال: 584/2، الثقات: 100/5، طبقات ابن سعد: 115/2۔

قضا پر مامور کیا تھا۔ پھر بعد میں معزول کر دیا اور مطالبہ کیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہیں۔ لیکن جب انھوں نے توریے سے کام لیا اور صاف صاف سب وشتم نہ کیا تو حجاج نے انھیں سزا بھی دی۔ پھر آپ نے ابن اشعث کے ساتھ خروج کیا اور 82ھ یا 83ھ میں ''دجیل'' کی رات ڈوب کر شہید ہو گئے۔ رحمہ اللہ

(۴۳) ۲/ ۲۰ ع: حضرت ابوعبدالرحمان عبداللہ بن حبیب بن ربیعہ السلمی الکوفی رحمہ اللہ: [1]

آپ کوفہ کے قاری اور عالم تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قرآن پڑھا اور ان حضرات رضی اللہ عنہم سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی۔ خلافت عثمانی میں قرآن پڑھانے کی خدمت پر مامور ہوئے اور مرتے دم تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ آپ نے 73ھ یا اس کے بعد وفات پائی۔ یہ بشر بن مروان کا دورِ امارت تھا جب وہ عراق کا حاکم تھا۔

آپ پر عاصم نے قرآن پڑھا اور ابراہیم نخعی، سعید بن جبیر، علقمہ بن مرثد، عطاء بن السائل اور اسماعیل بن عبدالرحمان السدی وغیرہ حضرات تابعین نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ آپ ثقہ اور بڑی شان والے تھے۔ رحمہ اللہ

(۴۴) ۲/ ۲۱ خ، س: القاضی ابوامیہ شریح بن حارث بن قیس الکندی الکوفی الفقیہ رحمہ اللہ: [2]

ایک قول یہ ہے کہ آپ کا نام شریح بن شرحبیل تھا۔ آپ ''مخضر مین'' [3] میں سے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بعد میں جناب علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا قاضی بنایا۔ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے۔ جب کہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں شعبی، نخعی، عبدالعزیز بن رفیع، محمد بن سیرین اور ایک جماعت کا نام آتا ہے۔ وفات سے ایک سال قبل آپ نے حجاج کو عہدۂ قضاء سے استعفاء دے دیا۔ ایک سو بیس سال کی طویل عمر پائی۔ یحییٰ بن معین نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ زبردست فقیہ، پائے کے شاعر اور بڑے ہنس مکھ تھے۔ 78ھ یا 80ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ [4]

---

[1] تهذيب الكمال: 674/2، تهذيب التهذيب: 183/5، (317)، تقريب التهذيب: 408/1 (250) خلاصة تهذيب الكمال: 48/2، الكاشف: 79/2، التاريخ الكبير للبخاري: 72/5، الجرح والتعديل: 164/5، طبقات ابن سعد: 119/6، سير الاعلام: 267/4، الوافي بالوفيات: 121/17، الثقات: 9/5، ديوان الاسلام، ت: 1461۔

[2] تهذيب الكمال: 577/2، تهذيب التهذيب: 326/4، تقريب التهذيب: 349/1، خلاصة تهذيب الكمال: 447/1، الكاشف: 9/2، التاريخ الكبير للبخاري: 228/4، الجرح والتعديل: 332/4، اسد الغابة: 517/2، تجريد اسماء الصحابة: 256/1، الاستيعاب: 701/2، الاصابة: 396/3، الوافي بالوفيات: 140/16، البداية والنهاية: 22/9، ديوان الاسلام: 1234، الثقات: 352/4، طبقات ابن سعد: 90/6۔

[3] مخضر مین: وہ لوگ جنھوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں کو دیکھا ہو۔ ''القاموس الوحید، ص: 450 لیکن اسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لے کر آئے ہوں۔ نسیم

[4] آپ کی تاریخ وفات میں اور بھی اقوال ہیں، جیسے: 79، 82، 85، 97 اور 99۔

(۴۵) ۲ / ۲۲ م ۴: ابو المقدام حضرت شریح بن ھانی المذحجی الکوفی رحمہ اللہ: ❶

آپ بھی مخضرمین میں سے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ جب کہ آپ سے آپ کے دو بیٹوں محمد اور مقدام نے اور شعبی، قاسم بن مخیمرہ، حبیب بن ابی ثابت اور یونس بن ابی اسحاق نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکروں کے امیروں میں سے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ ایک سو بیس سال کی طویل زندگی پائی۔ 78ھ ❷ میں بجستان میں شہید ہوئے۔ رحمہ اللہ

(۴۶) ۲ / ۲۳ ع: حضرت ابو وائل شقیق بن سلمہ الاسدی الکوفی رحمہ اللہ: ❸

آپ کوفہ کے عالم اور شیخ ہیں۔ مخضرمین میں سے تھے۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، سیدہ عائشہ صدیقہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اعمش، منصور، حصین اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں مسلمان ہو گئے تھے۔ محمد بن فضیل اپنے والد سے اور وہ شقیق سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے دو ماہ میں قرآن سیکھ لیا جو ان کے بے حد ذہین ہونے کی علامت ہے۔ ابراہیم کا قول ہے کہ میں ابو وائل کو ان لوگوں میں شمار کرتا ہوں جن کے ذریعے ہم سے بلائیں ٹلتی ہیں۔

عاصم بن بہدلہ شقیق سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جناب علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبوب ہیں۔ خود جناب ابو وائل شقیق سے روایت ہے کہ میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عاملِ صدقہ آیا تھا۔ آپ نے 82ھ ❹ میں وفات پائی تھی۔ رحمہ اللہ

(۴۷) ۲ / ۲۴ ع: ابو سعید حضرت قبیصہ بن ذؤیب الفقیہ الخزاعی، المدنی ثم الدمشقی رحمہ اللہ: ❺

آپ خلیفہ عبد الملک کے دورِ امارت کے آخر کے فقیہ ہیں۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہم اور ایک

---

❶ تہذیب الکمال: 579/2، تہذیب التہذیب: 330/4، تقریب التہذیب: 350/1۔

❷ اس کے علاوہ 93,87,82,80 اور 96ھ کے اقوال بھی ملتے ہیں۔

❸ تہذیب الکمال: 587/2، تہذیب التہذیب: 316/4، تقریب التہذیب: 354/1، الکاشف: 452/1، التاریخ الکبیر للبخاری: 245/4، التاریخ الصغیر للبخاری: 219/1، الجرح والتعدیل: 1613/4، الوافی بالوفیات: 172/16، طبقات ابن سعد: 101/6، سیر الاعلام: 161/4، الثقات: 354/4۔

❹ ایک قول ۹۹ھ کا بھی ہے۔

❺ تہذیب الکمال: 1119/2، تہذیب التہذیب: 346/8(628)، تقریب التہذیب: 122/2، خلاصۃ تہذیب الکمال: 349/2، الکاشف: 396/2، التاریخ الکبیر للبخاری: 174/7، التاریخ الصغیر للبخاری: 203/1 الجرح والتعدیل: 713/7، تاریخ الثقات: 388، تراجم الاحبار: 284/3، الثقات: 317/5، طبقات ابن سعد: 156/9، البدایۃ والنہایۃ: 73/9، سیر الاعلام: 282/4۔

جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں مکحول، زھری، رجاء، حیوۃ، ابوقلابہ اور دیگر اجل تابعین کے نام آتے ہیں۔

ابن لھیعہ زھری سے بیان کرتے ہیں کہ ابن ذؤیب اس اُمت کے علماء میں سے تھے۔ مکحول کا قول ہے کہ میں نے قبیصہ سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔ شعبی سے روایت ہے کہ قبیصہ لوگوں میں حضرت زید بن ثابت کی قضاء کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کو ولادت کے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا تاکہ نبی کریم ﷺ آپ کے لیے دعا فرمائیں۔ ابن ذؤیب رحمہ اللہ نے 86ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۴۸) ۲/ ۲۵ خ، م، ت، س، ق: حضرت صفوان بن محرز المازنی البصری رحمہ اللہ: ❶

آپ کا شمار عالم باعمل لوگوں میں ہوتا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرتے ہیں اور آپ سے ثابت بنانی، قتادہ، بکر المزنی، عاصم احول، جامع بن شداد اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ ابن سعد بیان کرتے ہیں: صفوان ثقہ اور فضل و ورع کے حامل ہیں۔ رحمہ اللہ ❷

(۴۹) ۲/ ۲۶ ع: الامام حضرت قیس بن ابی حازم ابوعبداللہ الاحمسی البجلی، الکوفی رحمہ اللہ: ❸

آپ کوفہ کے محدثین میں سے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی زیارت اور بیعت کے لیے گھر سے چلے، ابھی رستے میں ہی تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اس جہان سے ہمیشہ کے لیے پردہ فرما گئے۔ آپ نے حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، حضرت ابو عبیدہ، ابن مسعود اور کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے حدیث سنی ہے۔ آپ عثمانی تھے۔ آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں بیان بن بشر، اعمش، اسماعیل بن ابی خالد، مجاہد اور دیگر اکابر تابعین شامل ہیں۔ یحییٰ بن معین وغیرہ ائمہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔

ابن المدینی کا قول ہے کہ مجھے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا کہ قیس منکر حدیث والے تھے۔ پھر اُنھوں نے حوأب کے کتوں والی حدیث ذکر کی۔

---

❶ تہذیب الکمال: 611/2، تہذیب التہذیب: 430/4، تقریب التہذیب: 368/1، خلاصۃ تہذیب الکمال: 470/1، الکاشف: 30/2، التاریخ الکبیر للبخاری: 305/4، الجرح والتعدیل: 1853/4، الحلیۃ: 213/2، الوافی بالوفیات: 319/16، طبقات ابن سعد: 107/1/7، سیر الاعلام: 286/4، الثقات: 380/4۔

❷ آپ کی وفات 74ھ میں ہوئی۔

❸ تہذیب الکمال: 1132/2، تہذیب التہذیب: 386/8(689)، تقریب التہذیب: 127/2، خلاصۃ تہذیب الکمال: 355/2، الکاشف: 403/2، التاریخ الکبیر للبخاری: 145/7، الجرح والتعدیل: 579/7، میزان الاعتدال: 392/3، لسان المیزان: 343/7، تراجم الاحبار: 270/3، تاریخ بغداد: 452/12، الثقات: 307/5۔

میں کہتا ہوں کہ قیس کی حدیث اسلام کے جملہ دواوین میں معتبر اور قابل استدلال ہے۔ آپ نے 96ھ یا 80ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۵۰) ۲/۲۷ ع: حضرت ابو العالیہ رُفَیع بن مہران الریاحی، البصری المقری، الفقیہ رحمہ اللہ: ❶

آپ قبیلہ تمیم کی ایک ذیلی شاخ بنی ریاح کی ایک خاتون کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرات سے قرآن سیکھا اور حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت علی، سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے حدیث سنی اور قتادہ، خالد الحذاء، داؤد بن ابی ہند، عوف الاعرابی، ربیع بن انس، ابو عمرو بن العلاء اور متعدد تابعین نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

قتادہ آپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دس سال بعد قرآن پڑھ لیا تھا اور ابو خلدہ روایت کرتے کہ ابو العالیہ فرماتے ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھے تخت پر بٹھاتے تھے جبکہ قریش نیچے بیٹھے ہوتے تھے اور فرماتے تھے: علم یوں شریف کی عزت میں اضافہ کرتا ہے اور غلاموں کو تختوں پر بٹھاتا ہے۔

ابوبکر بن ابی داؤد کا قول ہے: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد ابو العالیہ اور پھر سعید بن جبیر سے زیادہ قرآن جاننے والا کوئی نہیں۔

ابو زرعہ اور ابو حاتم وغیرہ ائمہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ آپ نے 90ھ میں وفات پائی۔ جب کہ اصح قول 93ھ کا ہے۔ رحمہ اللہ ❷

(۵۱) ۲/۲۸ ع: الامام حضرت عروہ بن زبیر بن عوام ابو عبداللہ القرشی الاسدی المدنی رحمہ اللہ: ❶

آپ کا شمار مدینہ منورہ کے علماء میں ہوتا ہے۔ آپ نے چند احادیث اپنے والد ماجد سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہیں۔ ان کے علاوہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت اسامہ بن زید، حضرت سعید بن زید، حضرت حکیم بن ابی حزام، سیدہ

---

❶ تہذیب الکمال: 416/1، تہذیب التہذیب: 284/3، تقریب التہذیب: 252/1، خلاصۃ تہذیب الکمال: 330/1، الکاشف: 312/1، التاریخ الکبیر للبخاری: 326/3، الجرح والتعدیل: 2312/3، میزان الاعتدال: 54/2، لسان المیزان: 217/7، مقدمۃ فتح الباری: 402، الحلیۃ: 217/2، طبقات ابن سعد: 81/7، الوافی بالوفیات: 138/14، طبقات المحدثین بأصبهان: ت 21۔

❷ جب کہ ایک قول 106ھ کا اور ایک قول 111ھ کا بھی ہے۔

❶ تہذیب الکمال: 927/2، تہذیب التہذیب: 180/7 (351)، تقریب التہذیب: 19/2، خلاصۃ تہذیب الکمال: 226/2، الکاشف: 262/2، التاریخ الکبیر للبخاری: 31/7، التاریخ الصغیر للبخاری: 434/2، الجرح والتعدیل: 2208/6، البدایۃ والنہایۃ: 101/9، طبقات ابن سعد: 132/9، الحلیۃ: 176/2، سیر الاعلام: 441/4، دیوان الاسلام ت: 1404، الثقات: 194/5۔

عائشہ صدیقہ، حضرت ابوہریرہ اور بے شمار صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ آپ نے اپنی خالہ ماجدہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا سے بے پناہ تفقہ حاصل کیا۔ آپ سیرت کے عالم، حدیث کے حافظ اور ''ثبت'' تھے۔

آپ سے آپ کے بیٹوں ہشام، محمد، عثمان، یحییٰ اور عبداللہ نے اور پوتے عمر بن عبداللہ نے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ حضرات تابعین میں سے زھری، ابوزناد، ابن منکدر، صالح بن کیسان اور ان کے غلام ابوالاسود اور دیگر بے شمار لوگوں کے نام آتے ہیں۔

زھری کا قول ہے کہ میں نے انھیں علم کا ایک بحرِ ناپید کنار پایا ہے۔ آپ لوگوں کو اپنی احادیث کے ذریعے مانوس کرتے تھے۔ ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد ماجد سے حدیث کا جو ایک جز یاد کیا ہے، وہ ان کی احادیث کے ایک ہزار اجزاء میں سے ایک تھا۔ ہشام ہی بیان کرتے ہیں کہ والد ماجد ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے اور روزہ ہی کی حالت میں اس دارِ فانی سے کوچ فرمایا۔

ابن شوذب بیان کرتے ہیں کہ جناب عروہ روزانہ ایک چوتھائی قرآن مصحف دیکھ کر پڑھتے تھے اور وہی حصہ رات کو تہجد میں تلاوت فرماتے تھے۔ اس معمول میں صرف اس شب فرق آیا جس میں آپ کا پاؤں خارش کی بیماری کی وجہ سے کاٹا گیا تھا۔ چنانچہ اس شب آپ نے پاؤں پھیلا کر تہجد ادا کی تھی۔

آپ خلافتِ عثمانی میں پیدا ہوئے۔ شباب کا قول ہے کہ آپ خلافتِ فاروقی کے آخری زمانہ میں پیدا ہوئے اور 94ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔ [1]

(۵۲) ۲/۲۹ ع: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف الزھری المدنی الحافظ رحمہ اللہ: [2]

امام مالک کا قول ہے کہ آپ کی کنیت ہی آپ کا نام بھی ہے۔ ایک قول ''عبداللہ'' نام ہونے کا ہے۔ آپ نے چند احادیث اپنے والد ماجد حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے، جبکہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عثمان، حضرت ابوقتادہ، حضرت ابواسید، سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم اور متعدد حضرات سے حدیث روایت کی ہے۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں سالم ابونضر، سعد بن ابراہیم القاضی، ابوزناد، زھری، یحییٰ بن سعید، یحییٰ بن ابی کثیر، محمد بن عمرو اور بے شمار لوگوں کے نام آتے ہیں۔

---

[1] آپ کے سنِ وفات میں اور بھی اقوال ہیں جیسے 95ھ، 93ھ اور 99ھ۔

[2] تہذیب: 115/12 (537)، تقریب: 430/2، طبقات ابن سعد: 323/15، الوافی بالوفیات: 323/15، المغنی للھندی: 290، تہذیب الکمال: 1610، دیوان النسائی: 895، تاریخ الثقات للعجلی: 1960، معرفۃ الثقات للعجلی: 2163، المعین، رقم: 355، الزھد لوکیع، رقم: 122، طبقات الحفاظ: 23، المدخل الی الصحیح: 129، مسند ابن عباس: 879۔

آپ کا شمار اکابر ائمہ تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ بے پناہ علم کے مالک اور ثقہ عالم تھے۔ زھری بیان کرتے ہیں: میں نے چار آدمیوں کو علم کا سمندر پایا ہے: (۱) عروہ بن زبیر (۲) ابن مسیب (۳) ابوسلمہ (۴) اور عبید اللہ بن عبداللہ۔ رحمہم اللہ
میں کہتا ہوں کہ جناب ابوسلمہ فقیہ تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے علمی مناظرہ بھی کرتے تھے اور ان سے مراجعت بھی کرتے تھے۔ آپ نے 94ھ یا 104ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۵۳) ۲/۰۳ع: حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام بن مغیرہ القرشی، المخزومی، المدنی رحمہ اللہ ❶

آپ مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ میں سے ہیں۔ آپ کا نام محمد ہے، لیکن اصح قول یہ ہے کہ آپ کی کنیت ہی آپ کا نام ہے۔ آپ کے متعدد بھائی تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد اور حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابومسعود البدری، سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبدالرحمن بن مطیع رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے حکم بن عتیبہ، ان کے آزاد کردہ غلام سمی، زھری، عمرو بن دینار نے اور آپ کے بیٹوں عبداللہ، عبدالملک، عمر اور سلمہ نے اور بھتیجے قاسم بن محمد بن عبدالرحمن نے اور عبدالواحد بن ایمن کے علاوہ دیگر متعدد تابعین نے حدیث روایت کی ہے۔

جنگ جمل کے دن آپ کو اور عروہ کو کم سن قرار دے کر حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کے لشکر سے واپس بھیج دیا گیا۔ واقدی کا قول ہے کہ آپ ثقہ، حجت، فقیہ، امام، سخی اور کثیر الروایت تھے۔ آپ خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے تھے۔ بے حد نیکوکار، عابد وزاہد اور گریہ وزاری کرنے والے تھے۔ اس لیے آپ کو ''راہب قریش'' کہا جاتا تھا۔ ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ آپ نابینا تھے۔ آپ نے 94ھ میں وفات پائی جسے فقہاء کی وفات کا سال کہا جاتا ہے۔ آپ کی مروی احادیث جملہ کتب اسلامیہ میں موجود ہیں۔ رحمہ اللہ

(۵۴) ۲/۳۱ع: الامام حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیر ابوعبداللہ العامری، الحرشی، البصری رحمہ اللہ ❷

آپ علم وعمل کی ایک سربلندی چوٹی تھے۔ اسلام میں آپ کا بڑا رتبہ ہے، آپ کی قدر وجلالت اہل اسلام کے دلوں میں

---

❶ تہذیب: 30/12 (141)، تقریب: 398/2، التاریخ الکبیر: 9/9، الجمع بین الصحیحین: 231، الجرح والتعدیل: 336/9، طبقات ابن سعد: 382/2، سیر الاعلام: 416/4، تاریخ الثقات: 1911، معرفۃ الثقات: 2097، تہذیب الکمال: 1584، الکنی والاسماء: 65/2، تفسیر الطبری: 1/15، الثقات لابن حبان: 560/5، نسیم الریاض: 96/4۔

❷ تہذیب الکمال: 1335/3، تہذیب: 173/10 (324)، تقریب: 353/2، خلاصۃ تہذیب الکمال: 33/3، الکاشف: 150/3، التاریخ الکبیر: 396/7، التاریخ الصغیر: 319/1، الجرح والتعدیل: 1446/8، الحلیۃ: 198/2، معجم طبقات الحفاظ: 174، المعین، رقم: 237، تراجم الاحبار: 325/3، طبقات الحفاظ، رقم: 24، ثقات: 340/5، الانساب: 69/8، البدایۃ والنہایۃ: 69/9، تاریخ الثقات: 431، التمہید: 35/1، سیر الاعلام: 187/4، معرفۃ الثقات: 1738۔

جاگزیں ہے۔ آپ نے اپنے والد ماجد اور حضرت علی، حضرت عمار، حضرت عمران بن حصین، سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت عیاض بن حمار، حضرت عبداللہ بن مغفل اور متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے آپ کے بھائی ابوالعلاء یزید اور حمید بن ہلال، ثابت بن اسلم بنانی، سعید الجریری، قتادہ، غیلان بن جریر، محمد بن واسع اور بے شمار تابعین حدیث روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد اس کو روایت کر کے بیان کرتے ہیں کہ جناب مطرف نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے، آپ ثقہ تھے۔ فضل وورع اور عقل وادب کے مالک تھے۔

احمد عجلی کا قول ہے کہ ابن اشعث کے فتنہ سے بصرہ میں مطرف بن شخیر اور ابن سیرین کے سوا کوئی محفوظ نہ رہا اور کوفہ میں خیثمہ بن عبدالرحمان اور ابراہیم نخعی کے سوا کوئی نہ بچا۔

غیلان بن جریر آپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے آپ پر جھوٹ بولا تو اسی وقت دعا کی: اے اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے تو اسے موت دے دے۔ چنانچہ وہ آدمی اُسی وقت مر کر گر گیا۔

داود بن ابی ہند جناب مطرف سے بیان کرتے ہیں: آدمی کے لیے کود کر مرنا جائز نہیں۔ البتہ وہ محنت کوشش کرلے پھر اگر اسے کچھ ملتا ہے تو جان لے کہ اسے وہی ملا ہے جو اس کے مقدر میں لکھا ہے۔

ابوجعفر رازی، قتادہ سے اور وہ جناب مطرف سے نقل فرماتے ہیں کہ اس موت نے ناز ونعم والوں کی نعمتوں کو برباد کر دیا، سو تم ایسی نعمت مانگو جس میں موت نہ ہو (اور وہ جنت کی نعمتیں ہیں)

میں کہتا ہوں کہ مطرف سردار اور جلیل القدر تھے، نفیس اور قیمتی لباس زیب تن کرتے تھے، گھوڑے کی سواری بھی کرتے۔ اور سلطان کے پاس آمد ورفت بھی رکھ رکھی تھی۔ آپ نے 95ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۵۵) ۲/۲۳ع: الامام حضرت عمرو بن میمون ابوعبداللہ الاودی، المذحجی، الیمانی رحمہ اللہ: [1]

آپ نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی، دورِ صدیقی میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ جب کہ ابواسحاق، حصین، عبدہ بن ابی لبابہ اور محمد بن سوقہ وغیرہ حضرات تابعین نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ یحییٰ بن معین آپ کو ثقہ کہتے ہیں۔ ابواسحاق کا قول ہے کہ آپ نے سو بار حج اور عمرہ کیا۔ انھیں دیکھ کر ہی اللہ یاد آجایا کرتا تھا۔ ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ جب آپ تکبیر کہتے تو درودیوار لرز اُٹھتے تھے اور جب نماز میں قیام سے تھک جاتے تو کھونٹے کا سہارا لیتے۔

آپ نے 74ھ یا 75ھ میں وفات پائی۔ کتب احادیث میں آپ سے مروی احادیث کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 1052/2، تہذیب التہذیب: 109/8، (180)، تقریب: 80/2، خلاصۃ تہذیب الکمال: 297/2، الکاشف: 344/2، التاریخ الکبیر: 367/6، التاریخ الصغیر: 154/1، الجرح والتعدیل: 1422/6، الحلیۃ: 148/4، طبقات ابن سعد: 71/6، تاریخ الثقات: 371، المعین، رقم: 224، الثقات: 166/5، تراجم الاحبار: 577/2، معرفۃ الثقات: 1412، سیر الاعلام: 158/4۔

(۵۶) ۲/ ۳۳ع: حضرت عبدالرحمن بن مل ابوعثمان النہدی البصری رحمہ اللہ: [1]

آپ نے نبی کریم ﷺ کا مبارک عہد پایا۔ لیکن مدینہ منورہ کے لیے دورِ فاروقی میں کوچ کیا۔ آپ نے حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت اسامہ بن زید اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث کا سماع کیا ہے۔ جب کہ آپ سے قتادہ، خالد الحذاء، حمید، داؤد بن ابی ہند، سلیمان تیمی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ جنگ یرموک میں شرکت کی سعادت ملی۔ آپ نے جاہلیت میں دو حج بھی کر رکھے تھے۔ پھر اسلام قبول فرمایا اور نبی کریم ﷺ کے عامل صدقہ کے آنے پر ان کو صدقہ بھی دیا۔ آپ کو سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بارہ سال تک رہنے کا شرف بھی حاصل تھا۔

آپ بڑے اونچے درجے کے عالم، روزہ دار اور شب زندہ دار تھے۔ اتنی طویل نماز پڑھتے تھے کہ غشی طاری ہو جاتی۔ سلیمان تیمی کا قول ہے کہ میرا گمان ہے کہ آپ سے کبھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ آپ نے 100ھ یا اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۵۷) ۲/ ۳۴ع: حضرت ابورجاء عمران بن ملحان العطاردی، البصری رحمہ اللہ: [2]

آپ مخضرمین میں سے ہیں۔ اسی لیے آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے۔ فتح مکہ کے زمانے میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ البتہ نبی کریم ﷺ کے رخِ انور کی زیارت سے بہرہ یاب نہ ہو سکے۔ پھر سفر کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابوموسیٰ اشعری اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے قرآن سیکھا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا دور کیا جب کہ ابوالاشہب عطاردی وغیرہ نے آپ سے قرآن پڑھا۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ایوب، ابن عون، عوف، سلم بن زریر، جریر بن حازم، سعید بن ابی عروبہ، صخر بن جویریہ، مہدی بن میمون اور دیگر اجل تابعین کے اسماء گرامی شامل ہیں۔

جریر کا قول ہے کہ میں نے ابورجاء سے خون کے ذائقے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: خون میٹھا ہوتا ہے۔ ابوحارث کرمانی نے آپ کو ثقہ اور ابوسلمہ المنقری کے مشائخ میں شمار کیا ہے۔

ابوحارث ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابورجاء کو یہ بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو مراہقہ کی عمر میں دیکھا ہے اور میں نے عربوں سے بڑھ کر بے راہ کسی کو نہیں دیکھا کہ ایک سفید بکری (خرید) لاتے ہیں اور اس کی عبادت کرنے لگ جاتے ہیں۔

---

[1] تہذیب الکمال: 819/2، تہذیب التہذیب: 277/6، (546)، تقریب: 499/1 (1123) خلاصۃ تہذیب الکمال: 153/2، الکاشف: 187/2، التاریخ الصغیر: 235/1، الجرح والتعدیل: 1350/5، الثقات: 75/5۔

[2] تہذیب الکمال: 1059/2، تہذیب التہذیب: 140/8، تقریب التہذیب: 85/2، خلاصۃ تہذیب الکمال: 303/2، الکاشف: 310/2، الجرح والتعدیل: 1687/6، ثقات: 217/5، طبقات ابن سعد: 100/7، تراجم الاحبار: 117/3، سیر الاعلام: 253/4۔

کہتے ہیں کہ جناب ابو رجاء سر کے بالوں کو تو خضاب لگاتے تھے البتہ داڑھی کے بال نہ رنگتے تھے۔ ابن عربی کا قول ہے:
ابو رجاء بڑے بہادر، عبادت گزار، کثیر الصلوۃ اور بہت زیادہ تلاوت کرنے والے تھے۔

میں کہتا ہوں: ابو رجاء ثقہ، معزز اور عالم باعمل تھے۔ ایک سو بیس سال کی طویل عمر پائی۔ ابو الاشہب بیان کرتے ہیں کہ جناب ابو رجاء رمضان میں ہر دس دنوں میں ہمیں ایک قرآن ختم کراتے تھے۔ آپ نے 107ھ یا 108ھ یا 105ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۵۸) ۲/۵/۳ع: حضرت ابو سلیمان زید بن وہب الجہنی الکوفی رحمہ اللہ: [1]

بڑے درجے کے امام اور مخضرمین میں سے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رحلت فرما جانے کے چند دن کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابو ذر، حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے حدیث سنی، آپ سے حصین، عبدالعزیز بن رُفیع، اعمش، اسماعیل بن ابی خالد اور متعدد اکابر تابعین نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ ثقہ اور وسیع علم کے مالک تھے۔ فسوی نے آپ پر جو نقد کیا ہے وہ غیر معتبر ہے، کیوں کہ اصحاب صحاح نے ان سے استدلال کیا ہے۔ 84ھ کے قریب وفات پائی۔ رحمہ اللہ [2]

(۵۹) ۲/۶/۳ع: حضرت ابو امیہ معرور بن سوید الاسدی الکوفی رحمہ اللہ: [3]

طویل عمر پانے والے ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ موصوف کی عمر 120 سال بتلائی جاتی ہے۔ حضرت عمر، حضرت ابو ذر اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کرتے ہیں اور عاصم بن بہدلہ، اعمش، واصل الاحدب اور مغیرہ یشکری نے آپ سے حدیث روایت کی ہے، یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔

(۶۰) ۲/۷/۳ع: حضرت مرۃ بن شراحیل الہمدانی الکوفی رحمہ اللہ: [4]

آپ کو مرۃ الطیب اور مرۃ الخیر کہا جاتا تھا۔ زبردست عالم، مفسر، فقیہ اور عابد و زاہد تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر

---

[1] تہذیب الکمال: 457/1، تہذیب التہذیب: 427/3، تقریب: 277/1، خلاصۃ تہذیب الکمال: 355/1، الکاشف: 342/1، التاریخ الکبیر: 407/3، الجرح والتعدیل: 2600/3، میزان الاعتدال: 107/2، لسان المیزان: 224/7، اسد الغابۃ: 201/2، الاصابۃ: 649/2، الوافی بالوفیات: 41/15۔

[2] ایک قول 80ھ اور 96ھ کا بھی ہے۔

[3] تہذیب الکمال: 1352/3، تہذیب التہذیب: 230/10، (420)، تقریب: 263/2، الکاشف: 162/2، التاریخ الکبیر: 39/8، الجرح والتعدیل: 1895/8، المعین، رقم: 238، تراجم الاحبار: 467/3، ثقات: 457/5، طبقات الحفاظ: 25، سیر الاعلام: 174/4، معرفۃ الثقات: 1757۔

[4] تہذیب الکمال: 1315/3، تہذیب التہذیب: 88/10(158)، تقریب: 238/8، خلاصۃ تہذیب الکمال: 18/3، الکاشف: 131/3، التاریخ الکبیر: 5/8، الجرح والتعدیل: 1682/8، الحلیۃ: 161/4، تراجم الاحبار: 389/3، ☜

فاروق، حضرت ابوذر، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ جب کہ اسلم الکوفی، اسماعیل السدی، زبید الیمامی، عطاء بن سائب، اسماعیل بن ابی خالد، حصین بن عبدالرحمان اور دیگر تابعین حضرات نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ یحییٰ بن معین نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ کہتے ہیں کہ اتنی کثرت سے سجدے کرتے تھے کہ زمین آپ کی پیشانی کی کھال کو کھا گئی تھی۔ رب تعالیٰ نے تفسیر میں بے پناہ بصیرت سے نوازا تھا۔ 90ھ کی حدود میں وفات پائی، ❶ آپ کا شمار مخضرمین میں ہوتا ہے۔

(۶۱) ۲/۳۸ع: حضرت مالک بن اوس بن الحدثان ابوسعید النصری المدنی رحمہ اللہ: ❷

آپ مخضرمین میں سے ہیں۔ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ایک قول آپ کے صحابی ہونے کا بھی ہے۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کی۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن المنکدر، عکرمہ بن خالد، زھری اور اجل تابعین کی ایک جماعت شامل ہے۔ آپ کا شمار ''ثبت'' علماء اور عرب کے فصحاء میں ہوتا ہے جو فصاحت و بلاغت اور زبان و بیان میں مشہور تھے۔ بیت المقدس کی فتح میں شریک تھے۔ 92ھ میں وفات پائی۔

(۶۲) ۲/۳۹ع: حضرت ابوعمرو الشیبانی الکوفی رحمہ اللہ: ❸

آپ کا تعلق بنی شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ سے ہے اور نام سعد بن ایاس ہے۔ ابوعمرو فرماتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہمارے پاس پہنچا تھا تو میں ''کاظمہ'' میں اونٹ چرا رہا تھا اور فرماتے ہیں کہ قادسیہ کے دن میری عمر چالیس برس تھی۔ آپ حضرت علی، حضرت ابن مسعود اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے منصور، اعمش، ابن ابی خالد، سلیمان التیمی، ولید بن العیزار، ابومعاویہ عمرو بن عبداللہ نخعی اور متعدد تابعین نے حدیث روایت کی ہے۔ ایک سو بیس سال کی طویل عمر پائی۔

عاصم بیان کرتے ہیں: ابوعمرو الشیبانی مسجد اعظم میں قرآن پڑھا کرتے تھے۔ میں نے انھی سے قرآن پڑھا۔ ایک دن میں نے ایک سوال کر ڈالا تو مجھے ہوائے نفس کا پیرو قرار دے دیا۔ میں کہتا ہوں: ابوعمرو نے 98ھ میں وفات پائی ہے۔ ❹

المعین، رقم: 235، طبقات الحفاظ: 26، معجم طبقات الحفاظ: 172، طبقات ابن سعد: 116/6، البدایۃ والنہایۃ: 70/8، تاریخ الثقات: 424، سیر الاعلام: 74/4۔

❶ ایک قول 76ھ کا بھی ہے۔

❷ تہذیب الکمال: 1297/3، تہذیب التہذیب: 10/10(5)، تقریب: 223/2، خلاصۃ التہذیب: 3/3، الکاشف: 112/3، التاریخ الکبیر: 305/7، الجرح والتعدیل: 896/8، تراجم الاحبار: 4313، الثقات: 382/5، البدایۃ والنہایۃ: 84/9، سیر الاعلام: 171/4۔

❸ تہذیب الکمال: 470/1، تہذیب التہذیب: 468/3، تقریب: 286/1، خلاصۃ التہذیب: 368/1، الکاشف: 351/1، التاریخ الکبیر: 47/4، الجرح والتعدیل: 340/4، طبقات ابن سعد: 104/6، سیر الاعلام: 173/4۔

❹ اس کے علاوہ 95ھ، 96ھ اور 101ھ کے اقوال بھی ہیں۔

(۶۳) ۲/۴۰ع: حضرت ابو محیریز عبداللہ بن محیریز بن جنادہ ابن وہب جمحی القرشی المکی رحمہ اللہ: ❶

آپ بڑے جلیل القدر عالم تھے۔ بیت المقدس میں سکونت اختیار کر لی۔ حضرت عبادہ بن صامت، موذنِ رسول ﷺ حضرت ابو محذورہ، حضرت معاویہ، حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہم اور متعدد دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں مکحول، زھری، حسان بن عطیہ، ابراہیم بن ابی عبلہ اور دیگر جلیل القدر تابعین کے اسماء گرامی لیے جاتے ہیں۔ موصوف بڑے فضل وجلال والے تھے۔ حتیٰ کہ رجاء بن حیوۃ کہا کرتے تھے: اگر مدینہ کے لوگ ہم پر اپنے "عابد" جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما پر فخر کرتے ہیں تو ہمیں اپنے "عابد" ابو محیریز پر فخر ہے۔ اللہ کی قسم! میں ان کی زندگی کو زمین والوں کے لیے باعث بقاء سمجھتا تھا۔ اوزاعی سے منقول ہے کہ اگر کسی نے اقتداء ہی کرنی ہے تو ابو محیریز جیسے لوگوں کی اقتدا کرے۔ جناب ابو محیریز رحمہ اللہ سلیمان بن عبدالملک کے دورِ امارت تک بقیدِ حیات رہے اور تقریباً 99ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۶۴) ۲/۴۱ع: حضرت ابو رافع نفیع الصائغ المدنی رحمہ اللہ: ❷

آپ آلِ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ زمانۂ جاہلیت اور دورِ اسلام دونوں کو پایا۔ حضرت ابی بن کعب، حضرت عمر، حضرت ابو موسیٰ اشعری، کعب احبار رضی اللہ عنہم اور دیگر متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے حسن، ثابت البنانی، عطاء، ابن میمونہ، قتادہ، علی بن زید بن جدعان نے حدیث روایت کی ہے۔ احمد عجلی وغیرہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ دیگر حضرات نے آپ کے بارے میں خیر کے کلمات کہے ہیں۔ آپ نے جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وفات کے قریب قریب وفات پائی ہے۔ رحمہ اللہ

(۶۵) ۲/۴۲ع: حضرت ربعی بن خراش الغطفانی العبسی الکوفی رحمہ اللہ: ❸

آپ عالم باعمل تھے۔ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت حذیفہ، حضرت ابو موسیٰ سے اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے

---

❶ تہذیب الکمال: 739/2، تہذیب التہذیب: 22/6(31)، تقریب: 449/1(620)، خلاصۃ التہذیب: 98/2، الکاشف: 128/2، التاریخ الکبیر: 193/5، التاریخ الصغیر: 210/1، الجرح والتعدیل: 168/5، اسد الغابۃ: 378/3، تجرید اسماء الصحابۃ: 333/1، الاستیعاب: (3-4)983، الوافی بالوفیات: 599/17۔

❷ تہذیب الکمال: 1424/3، تہذیب التہذیب: 472/10(848) خلاصۃ التہذیب: 99/3، الکاشف: 209/3، الجرح والتعدیل: 2242/8، تاریخ الثقات: 452، التاریخ لابن معین: 610/3، معرفۃ الثقات: 1866، الجمع بین الصحیحین: 2075، سیر الاعلام: 414/4۔

❸ تہذیب الکمال: 401/1، تہذیب التہذیب: 236/3، تقریب: 243/1، خلاصۃ التہذیب: 317/1، الکاشف: 302/1، التاریخ الکبیر: 327/3، التاریخ الصغیر: 88/1، الجرح والتعدیل: 2307/3، تاریخ بغداد: 433/8، طبقات الحفاظ: 27، الحلیۃ: 367/4، البدایۃ والنہایۃ: 220/9، الوافی بالوفیات: 8/14، سیر الاعلام: 259/4، الثقات: 240/4۔

حدیث سنی۔ آپ ''جابیہ'' میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں منصور، عبدالملک بن عمیر، ابو مالک الاشجعی وغیرہ کے نام ذکر کیے جاتے ہیں۔ آپ نے کبھی جھوٹ نہ بولا تھا۔ آپ نے اپنے اوپر اس بات کی قسم اُٹھائی تھی کہ جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ آپ کا ٹھکانا جنت میں ہے یا جہنم میں، کبھی نہ ہنسیں گے۔ آپ کے ثقہ اور امین ہونے پر ائمہ کا اتفاق ہے اور آپ سب کے نزدیک قابل استدلال ہیں۔ 101ھ [1] میں راہی دار البقاء ہوئے۔ رحمہ اللہ

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ وہ مبارک اور فضیلت والا دور تھا جس میں بلاد وامصار میں اہل علم، ائمہ اجتہاد اور معرکۂ کارزار و جہاد کے بہادر اور مجاہدین کا شمار از حد دشوار تھا۔ اگر ایک طرف میدانِ قتال کے غازی تھے تو دوسری طرف میدانِ زہد و عبادت کے سردار، ابدال اور اوتاد تھے۔ اگر چہ ان میں سے متعدد افراد کا تذکرہ زیر قلم آ گیا ہے لیکن جن کا تذکرہ نوکِ قلم نہ کیا جاسکا وہ بھی بڑے جلیل القدر، عالم، فاضل اور عابد و زاہد تھے۔ یہ زمانہ اسلام کے غلبہ، سربلندی اور ترقی کا سنہرا ترین دور تھا۔ اسلام روئے زمین پر مستحکم ہو چکا تھا۔ نوے ہجری کے بعد دولتِ ولید میں بلاد ترک اور اقالیم اندلس فتح ہو چکے تھے اور اب ساری کی ساری اُمت ولید کے زیر فرمان تھی، بلکہ ولید کے بعض نائبین جیسے مشہور ظالم حجاج بن یوسف وہ کسی سلطانِ اعظم سے کم نہ تھے۔ یہی وہ دور تھا جب مسجد نبوی کو بے پناہ دولت خرچ کر کے از حد مزین و آراستہ کیا گیا اور مسجد نبوی کی زیب و زینت اور آبادکاری دیدنی تھی۔ جب کہ دوسری طرف چھ ہزار دینار سے بھی زیادہ کی خطیر لاگت سے جامع دمشق تعمیر کی گئی جو اسلامی فنِ تعمیر کا شاہکار تھی۔ یہ تو اس دور کا ایک عملی پہلو ہے۔ رہا خراج اور جزیہ تو وہ گننے میں نہ آتا تھا۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دورِ خلافت میں صرف قبطیوں کا سالانہ جزیہ ایک کروڑ بیس لاکھ دینار تھا۔ تب پھر روم اور فارس کا جزیہ کس قدر ہوگا؟!!!

خلافتِ بنی امیہ میں دولت و ثروت اور فوجوں اور لشکروں کی اس قدر کثرت تھی کہ اگر کوئی اموی خلیفہ چین کی آخری سرحد کی طرف بھی کوئی جہادی مہم بھیجنا چاہتا تو بھیج سکتا تھا۔ چنانچہ خلیفہ سلیمان کو ہی لے لیجیے جس نے خلافت سنبھالتے ہی قسطنطنیہ کی طرف بحری اور بری مہمیں روانہ کیں۔ غازیانِ اسلام نے اس شہر کا زبردست محاصرہ کر لیا جو بیس ماہ تک جاری رہا۔ اگر چہ وطن سے دوری کی بنا پر یہ فوجی مہم دولتِ اسلامیہ کو بڑی مہنگی پڑ رہی تھی اور مجاہدین کو بسا اوقات بھوک کا بھی سامنا کرنا پڑ جاتا تھا۔ لیکن اس سب کے باوجود کہتے ہیں کہ چھاؤنی کے عین وسط میں فوجوں کی رسد اور رومیوں کو جلانے کے لیے ایک بلند و بالا پہاڑ کی طرح غلے کا ڈھیر ہوتا تھا۔ لیکن عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے خلافت سنبھالتے ہی فوجیں واپس بلوا لیں اور اہل قسطنطنیہ سے صلح کر لی اور اُنھوں نے بھی سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی طاعت قبول کر لی۔ رضی اللہ عنہ

[1] ایک قول 100ھ کا اور ایک 104ھ کا بھی ہے۔

تیسرا طبقہ

''یہ حضرات تابعین عظام رحمہم اللہ کا وسطی طبقہ ہے جس کے سرخیل سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ تھے، اس مبارک طبقہ کا اکثر حصہ یزید اور ہشام کے ادوارِ خلافت میں گزرا ہے۔''

(۶۶) ۳/ا ع: شیخ الاسلام ابوسعید سیدنا حسن بن ابی الحسن یسار البصری رحمہ اللہ: [1]

آپ حضرت زید بن ثابت یا جمیل بن قطبہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ ''خیرہ'' سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ باندی تھیں، مدینہ منورہ کی فضاؤں میں پرورش پائی۔ خلافتِ عثمانی میں قرآنِ کریم یاد کر چکے تھے۔ آپ نے امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بارہا خطبہ ارشاد فرماتے سنا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن چودہ برس کے تھے۔ بلوغت کے بعد جہاد اور علم وعمل کو زندگی کا مقصد اور اوڑھنا، بچھونا بنالیا۔ آپ کا نام قطری بن فجاءۃ جیسے بہادروں کے ساتھ لیا جاتا تھا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں خراسان کے والی ربیع بن زیاد کے میر منشی رہے۔ آپ نے حضرت عثمان، حضرت عمران بن حصین، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت عبدالرحمن بن سمرہ، حضرت سمرہ بن جندب، حضرت جندب البجلی، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت ابوبکرہ، حضرت عمرو بن تغلب، حضرت جابر رضی اللہ عنہم اور دیگر متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کی ہے۔ اور آپ سے قتادہ، ایوب، ابن عون، یونس، خالد الحذاء، ہشام بن حسان، حمید الطویل، جریر بن حازم، شیبان النحوی، یزید بن ابراہیم تستری، مبارک بن فضالہ، ربیع بن صبیح، ابان بن یزید العطار، قرہ بن خالد اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن سعد بیان کرتے ہیں: حسن بصری جامع الصفات، عالم، بلند مرتبہ، ثقہ، حجت، مامون، بڑے عبادت گزار، بے پناہ علم کے مالک، زبردست فصیح وبلیغ، بے پناہ حسین وجمیل اور خوش منظر جوان تھے۔ آگے بیان کرتے ہیں: حسن بصری کی مرسل روایات حجت نہیں۔

میں کہتا ہوں: وہ مدلس تھے، لہٰذا ان کی "عن" کے ساتھ روایت ان رواۃ کی بابت ناقابل استدلال ہے جن سے ان کی ملاقات ثابت نہیں۔ البتہ بسا اوقات وہ ان رواۃ سے بھی تدلیس کر جاتے ہیں جن سے ان کی ملاقات ثابت ہوتی ہے اور وہ اپنے اور ان کے درمیان کے راوی کو ساقط کر دیتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

---

[1] تہذیب الکمال: 255/1، تہذیب التہذیب: 263/2، تقریب التہذیب: 165/1، خلاصۃ التہذیب: 210/1، الکاشف: 220/1، التاریخ الکبیر: 289/2، الجرح والتعدیل: 177/3، میزان الاعتدال: 483/1، لسان المیزان: 199/2، طبقات خلیفۃ: 1726، اخبار القضاۃ: 3/2، الحلیۃ: 131/2، طبقات ابن سعد: 49/9، سیر الاعلام: 563/4، الثقات: 122/4۔

البتہ اس سب کے باوجود جناب حسن بصری حافظ، علامہ، علم کا سمندر، فقیہ النفس، بے مثال، بلند مرتبہ، خوش بیان، بلیغ الوعظ اور بے شمار نیکیوں کے سردار اور سرخیل تھے۔ میں نے "الزخرف القصری" کے نام سے ایک مستقل میں جناب حسن بصری کے فضائل و مناقب اور احوال وواقعات کو جمع کیا ہے۔ جناب حسن بصری رحمہ اللہ نے 110ھ میں 88 برس کی عمر پاکر وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۶۷) ۲/۳ع: حضرت ابوالشعثاء جابر بن زید الازدی البصری رحمہ اللہ: ❶

آپ بڑے جلیل القدر عالم تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تلمیذ رشید اور ان کے صاحب کہلاتے تھے۔ چنانچہ آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث بھی روایت کی اور آپ سے قتادہ، ایوب، عمرو بن دینار اور بے شمار دیگر تابعین نے حدیث روایت کی ہے۔

عطاء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں: اگر اہل بصرہ جابر بن زید کے قول کو لے لیں تو ان کا قول انھیں کتاب اللہ کے علم سے کفایت کرے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے کہ تم لوگ مجھ سے سوال کرتے ہو حالانکہ تم میں جابر بن زید موجود ہیں۔

عمرو بن دینار کا قول ہے: میں نے جابر بن زید سے زیادہ فتویٰ جاننے والا کوئی نہیں دیکھا۔

ضحاک ضبی بیان کرتے ہیں: ایک موقع پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طواف کرتے ہوئے جابر بن زید سے ملاقات ہوگئی تو اُنھوں نے فرمایا: اے جابر! تم اہل بصرہ کے فقیہ ہو اور لوگ تم سے فتویٰ مانگتے ہیں۔ تو سنو! فتویٰ صرف قرآن کی ظاہری نصوص یا سنن متواترہ سے ہی دینا اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو خود بھی ہلاکت میں جا پڑو گے اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں ڈالو گے۔

ابوالحباب کا قول ہے: جب ابوشعثاء دفن کر دیے گئے تو قتادہ نے ان الفاظ کے ساتھ آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا: آج زمین (بصر) کا علم دفن کر دیا گیا۔ ابوالحباب سے یہ قول محمد بن سواء نے سنا ہے۔

ایاس بن معاویہ فرماتے ہیں: میں نے اہل بصرہ کو پایا ہے، ان کے مفتی جابر بن زید تھے۔ حماد بن زید بیان کرتے ہیں: کسی نے ایوب سے پوچھا: کیا آپ نے جابر بن زید دیکھ رکھا ہے؟ اُنھوں نے فرمایا: ہاں! وہ بڑے عقل مند تھے، بڑے عقل مند تھے اور جناب جابر کی فقہی بصیرت کو عجب حیرت سے بیان کرنے لگے۔

امام احمد رحمہ اللہ، امام فلاس رحمہ اللہ اور امام بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جناب جابر نے 93ھ میں وفات پائی۔ جبکہ واقدی اور

---

❶ تهذيب الكمال: 1/178، تهذيب التهذيب: 2/38، تقريب: 1/122، خلاصة التهذيب: 1/156، الكاشف: 1/176، التاريخ الكبير: 2/204، التاريخ الصغير: 1/157، الجرح والتعديل: 2/2032، الوافي بالوفيات: 11/32، طبقات ابن سعد: 7/179، الحلية: 3/85، طبقات الحفاظ: 28، البداية والنهاية: 9/93، سير الاعلام: 4/481، الثقات: 4/101۔

ابن سعد نے سن وفات 103ھ بیان کیا ہے۔

(۶۸) ۳/ ۳ع: حضرت ابوالخیر مرثد بن عبداللہ الیزنی المصری رحمہ اللہ: [1]

"یزن" یہ حمیر کا علاقہ ہے اسی کی طرف منسوب ہو کر "یزنی" کہلاتے ہیں۔ آپ اہل مصر کے مفتی اور فقیہ تھے۔

آپ حضرت ابوایوب انصاری، حضرت ابوبصرہ الغفاری، حضرت عقبہ بن عامر الجہنی، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم اور دیگر متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ آپ نے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے فقہ حاصل کی۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں عبدالرحمن بن شماسہ، جعفر بن ربیعہ اور زید بن ابی حبیب وغیرہ حضرات شامل ہیں۔

ابن یونس کا قول ہے: آپ اپنے زمانہ میں اہل مصر کے مفتی تھے۔ آپ نے نوے ہجری میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ رحمہ اللہ

(۶۹) ۳/ ۴ع: حضرت ابراہیم تیمی الکوفی رحمہ اللہ [2]

آپ کا پورا نام ابراہیم بن یزید بن شریک التیمی ہے۔ آپ کی کنیت ابواسماء ہے، تیم الرباب کے لقب سے مشہور تھے۔ عالم باعمل تھے، اپنے والد سے اور حضرت حارث بن سوید رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن میمون الاودی اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے بیان بن بشر، یونس بن عبید، اعمش اور متعدد تابعین نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ ثقہ تھے اور حجاج کے دستِ ستم کیش سے مارے گئے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ نے پس دیوارِ زنداں جاں جان آفریں کو دے دی تھی۔ اس وقت عمر چالیس برس بھی نہ تھی۔

اعمش کا قول ہے: میں نے جناب ابراہیم تیمی کو یہ فرماتے سنا ہے: بسا اوقات مجھ پر دو دو مہینے ایسے بھی گزر جاتے تھے کہ ان میں کچھ بھی چکھنے کو میسر نہ آیا ہوتا تھا۔ ہاں! تم سے یہ بات کوئی سننے نہ پائے۔

میں کہتا ہوں: ابراہیم تیمی کی روایات کچھ زیادہ نہیں ہیں البتہ جملہ اصحابِ کتب نے آپ کی روایات سے استدلال کیا ہے۔ آپ نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پہلے 92ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

---

[1] تہذیب الکمال: 67/1، تہذیب التہذیب: 82/10، تقریب: 236/2، خلاصۃ التہذیب: 17/3، الکاشف: 130/3، التاریخ الکبیر: 416/7، الجرح والتعدیل: 1380/8، میزان الاعتدال: 87/4، لسان المیزان: 381/7، تراجم الاحبار: 428/3، المغنی: 8614، معرفۃ الثقات: 1700۔

[2] تہذیب الکمال: 1/67، تہذیب التہذیب: 1/176، تقریب: 1/45، خلاصۃ التہذیب: 1/59، الکاشف: 1/96، التاریخ الکبیر: 1/334، الجرح والتعدیل: 2/145، میزان الاعتدال: 1/74، لسان المیزان: 7/171، طبقات الحفاظ: 29، شذرات الذہب: 1/100، سیر الاعلام: 5/60، الوافی بالوفیات: 6/168، طبقات ابن سعد: 6/199۔

(۷۰) ۳/ ۵ ع: فقیہ عراق ابوعمران جناب ابراہیم بن یزید بن قیس بن الاسود الکوفی النخعی رحمہ اللہ : ❶

آپ اپنے زمانہ کے فقیہ تھے۔ علقمہ، مسروق، اسود اور تابعین کی ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ نہایت کم سنی میں ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں شرف باریابی بھی حاصل ہوا۔

آپ سے حماد بن ابی سلیمان الفقیہ، سماک بن حرب، حکم بن عتیبہ، ابن عون، اعمش، منصور اور بے شمار لوگوں نے حدیث کو لیا، آپ کا شمار صاحب اخلاص علماء میں ہوتا تھا۔

مغیرہ بیان کرتے ہیں: ہم جناب ابراہیم سے یوں ڈرتے تھے جیسے حاکم سے ڈرتے ہیں۔ اعمش کا قول ہے: بسا اوقات میں جناب ابراہیم کو نماز پڑھتے دیکھتا، پھر وہ ہمارے پاس ذرا دیر کو یوں آتے جیسے بیمار ہوں۔ اعمش ہی بیان کرتے ہیں کہ جناب ابراہیم حدیث میں زبردست ماہر تھے، شہرت سے بھاگتے تھے، اسی لیے کسی ستون کی ٹیک لگا کر نہ بیٹھا کرتے تھے۔

شعبی جناب ابراہیم کی وفات کی خبر سن کر بے ساختہ کہہ اُٹھے: ابراہیم اپنے بعد اپنے جیسا کوئی نہ چھوڑ گئے۔

ابن عون بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم امراء کے پاس جا کر تحائف مانگا کرتے تھے۔ حسن بن عمرو الفقیمی کا قول ہے: جناب ابراہیم مرغابیاں خرید کر انھیں پالتے پوستے اور خوب موٹا کرتے۔ پھر انھیں وزراء وامراء کو تحفے میں دے دیتے۔

امام ابوحنیفہ حماد سے نقل فرماتے ہیں: میں نے جناب ابراہیم کو حجاج کے مرنے کی خبر دی تو سجدے میں گر گئے اور فرط مسرت سے رونے لگے۔

عبدالملک بن ابی سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر کو یہ فرماتے سنا: تم لوگ مجھ سے فتویٰ مانگتے ہو، حالانکہ تم میں ابراہیم نخعی موجود ہیں۔

جناب ابراہیم کی زوجہ محترمہ ھنیدہ کا بیان ہے: ابراہیم ایک دن روزہ رکھتے اور دوسرے دن ناغہ کرتے تھے۔ متعدد طرق سے مروی ہے کہ جناب ابراہیم تب ہی بولتے تھے جب ان سے کوئی علمی مسئلہ پوچھا جاتا تھا۔ ابن عون جناب ابراہیم سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ اکابر علماء اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ جب وہ کسی جگہ اکٹھے ہوں تو کوئی اپنی عمدہ بات کو پیش کرے (یعنی پہل دوسرے کریں)۔

آپ نے 95ھ کے آخر میں وفات پائی، عمر مبارک ابھی کہولت میں ہی تھی اور بڑھاپا نہ آنے پایا تھا۔ رحمہ اللہ

---

❶ تهذيب الكمال: 1/67، تهذيب التهذيب: 1/177، تقريب: 1/46، خلاصة التهذيب: 1/59، الكاشف: 1/96، التاريخ الكبير: 1/333، التاريخ الصغير: 1/210، الجرح والتعديل: 2/145، ميزان الاعتدال: 1/74، لسان الميزان: 7/171، الوافي بالوفيات: 6/196، سير الاعلام: 4/520، طبقات الحفاظ: 29، الحلية: 4/217، طبقات ابن سعد: 6/188، مجمع الزوائد: 7/139۔

(۷۱) ۳/۶ ع: جناب سیدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہ ابن امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، زین العابدین ابوالحسین الہاشمی، المدنی رضی اللہ عنہ ❶

آپ معرکۂ کربلا میں شریک تھے، پر بیمار تھے اسی لیے عمر بن سعد نے اپنے لشکریوں کو تاکید کے ساتھ کہا تھا کہ ان سے تعرض نہ کرنا۔ اس وقت بیس سے کچھ اوپر سالوں کے نوخیز نوجوان تھے۔ آپ اپنے والد ماجد ریحانۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور نوجوانِ جنت کے سردار اپنے چچا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ آپ نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت مسور رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور متعدد دیگر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ خود آپ سے آپ نے فرزندانِ ارجمند ابوجعفر محمد، زید، عمر اور عبداللہ نے اور زید بن اسلم، عاصم بن عمر، زھری، یحییٰ بن سعید ابوزناد اور دیگر بے شمار تابعین نے حدیث روایت کی ہے۔

زھری بیان کرتے ہیں: میں نے سیدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ البتہ آپ نے احادیث کم روایت کی ہیں۔ آپ اپنے اہل بیت میں سب سے افضل، سب سے زیادہ طاعت گزار اور خلیفہ عبدالملک کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔

ابوحازم الاعرج کا قول ہے: میں نے جناب زین العابدین سے افضل کوئی ہاشمی جوان نہیں دیکھا۔ ابن مسیب بیان کرتے ہیں: میں نے جناب زین العابدین سے زیادہ متورع کوئی نہیں دیکھا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ امام زین العابدین دن رات میں روزانہ ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے اور آپ کا یہ معمول مرتے دم تک باقی رہا۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ کی کثرتِ عبادت کی وجہ سے آپ کا نام "زین العابدین" پڑ گیا۔

فضیل بن غزوان امام زین العابدین رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ جو ایک بار ہنسا، اس نے منہ بھر علم باہر پھینک دیا۔ علماء نے آپ کا یہ قول روایت کیا ہے کہ جب بدن بیمار نہیں ہوتا تو وہ بدمست اور اِترانے لگتا ہے۔ آپ کے بارے میں یہ بھی مروی ہے کہ آپ کثرت کے ساتھ مخفی صدقہ کیا کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہ

آپ نے ربیع الاول 94ھ میں رب ذوالجلال کی جوارِ رحمت کی طرف ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کوچ کر لیا۔

(۷۲) ۳/۷ ع: ابوسلیمان حضرت یحییٰ بن یعمر القاضی العدوانی البصری الفقیہ رحمہ اللہ: ❷

ایک قول یہ ہے کہ آپ کی کنیت ابوعدی ہے۔ آپ مرو کے قاضی تھے۔ حضرت ابوذر، حضرت عمار، سیدہ عائشہ صدیقہ،

---

❶ تہذیب الکمال: 961/2، تہذیب التہذیب: 304/7(520)، تقریب: 35/2، خلاصۃ التہذیب: 245/2، الکاشف: 282/2، التاریخ الکبیر: 266/6، الجرح والتعدیل: 977/6، الحلیۃ: 133/3، طبقات ابن سعد: 156/5، البدایہ والنہایۃ: 103/9، سیر الاعلام: 386/4، ثلاثیات احمد: 648/2، شذرات: 104/1، طبقات الحفاظ: 30، نسیم الریاض: 472/3، تراجم الاحبار: 109/3، ثقات: 159/5۔

❷ تہذیب الکمال: 3/1526، تہذیب التہذیب: 11/305 (588)، تقریب: 2/361، خلاصۃ التہذیب: 3/164، ←

حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت ابوالاسود الدیلی رضی اللہ عنہم وغیرہ حضرات سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ آپ سے عبداللہ بن بریدہ، قتادہ، یحییٰ بن عقیل، عطاء خراسانی، سلیمان تیمی، اسحاق بن سوید العدوی نے حدیث روایت کی ہے۔

امام ابوداؤد اس بات کی تصریح کرتے ہیں کہ آپ کا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں کہ جب یحییٰ کا سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت نہیں تو بھلا سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پہلے کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے سماع کیونکر ثابت ہو سکتا ہے؟!!

کہتے ہیں کہ قرآنِ کریم پر سب سے پہلے نقطے رقم کرنے والے یحییٰ ہی تھے۔ آپ بڑے پائے کے فصیح و بلیغ عرب تھے۔ آپ نے جناب ابوالاسود سے عربیت سیکھی تھی۔ حجاج نے آپ کو جلاوطن کر دیا تو قتیبہ بن مسلم نے آپ کو قبول بھی کیا اور خراسان کا قاضی بھی بنا دیا۔ آپ قتیبہ کے نائب تھے۔ لیکن جب قتیبہ کو اس بات کی خبر پہنچی کہ آپ نے کچی پکی کھجور کی شراب پی ہے تو آپ کو قضاء کے عہدے سے معزول کر دیا۔ آپ کی حدیث اور وثاقت پر حضرات ائمہ محدثین کا اتفاق ہے۔

(۷۳) ۸/۳ع: حضرت سعید بن جبیر الوالبی الکوفی المقری الفقیہ رحمہ اللہ: ❶

آپ بنی والب کے آزاد کردہ غلام تھے۔ بڑے بلند رتبہ عالم دین سمجھے جاتے تھے۔ آپ کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عدی بن حاتم، حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے سماع ثابت ہے۔ جب کہ جعفر بن ابی مغیرہ، ابوبشر جعفر بن ایاس، ایوب الاعمش، عطاء بن سائب اور متعدد اکابر تابعین نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ اللہ حجاج کا ستیاناس کرے کہ اس نے آپ کے خونِ ناحق سے اپنے ہاتھ رنگے، یہ شعبان 95ھ کا دل فگار واقعہ ہے۔ زیادہ مشہور قول کے مطابق اس وقت آپ کی عمر 49 برس تھی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ نے پچاس سے کچھ زیادہ برس کی عمر پائی تھی۔

کہتے ہیں کہ جناب سعید کی رنگت سیاہ تھی۔ ایک حج کے موقع پر جب کوفہ کے لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کوئی مسئلہ پوچھا تو فرمایا: تم لوگ مجھ سے سوال کرتے ہو۔ کیا تم میں سعید بن جبیر موجود نہیں؟

الکاشف: 3/273، التاریخ الکبیر: 8/311، التاریخ الصغیر: 1/235، الجرح والتعدیل: 9/196، میزان الاعتدال: 4/415، لسان المیزان: 7/439، تراجم الاحبار: 4/251، الثقات: 5/524، التاریخ لابن معین: 3/666، البدایۃ والنہایۃ: 9/73، التمہید: 2/183، سیر الاعلام: 4/441، الاکمال: 7/433۔

❶ تہذیب الکمال: 479/1، تہذیب التہذیب: 11/4، تقریب: 292/1، خلاصۃ التہذیب: 374/1، الکاشف: 356/1، الثقات: 275/4، التاریخ الکبیر: 461/3، التاریخ الصغیر: 210/1، شذرات: 108/1، الوافی بالوفیات: 206/15، الحلیۃ: 272/4، طبقات ابن سعد: 81/9، البدایۃ والنہایۃ: 98/9، سیر الاعلام: 321/4، دیوان الاسلام، ت: 1097، تاریخ اصبہان: 711، طبقات اصبہان: 22۔

اشعث بن اسحاق کا قول ہے کہ جناب سعید بن جبیر کو "جهبذ العلماء" (ماہر ترین عالم) کے مؤقر لقب کے ساتھ یاد کیا جاتا تھا۔ حجاج نے آپ کو صرف اس لیے موت کے گھاٹ اتارا کیوں کہ آپ ابن الاشعث کے ساتھ مل کر حجاج کے خلاف لڑے تھے۔

اصبغ بن زید، قاسم بن ابی ایوب سے نقل فرماتے ہیں: جناب سعید بن جبیر شب کی ساعتوں اور خلوتوں میں اس قدر گریہ کرتے تھے کہ بینائی چندھیا گئی تھی۔ میں نے انھیں یہ آیت بیس بائیس بار پڑھتے سنا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ} [البقرة: ۲۸۱]

"اور اس دن سے ڈرو جب تم اللہ کے حضور لوٹ کر جاؤ گے۔"

کہتے ہیں کہ ایک رات آپ نے جوفِ کعبہ میں ایک ہی رکعت میں پورا قرآن پڑھ دیا۔ اسے حماد بن ابی سلیمان نے خود جناب سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے اور عبدالملک بن سلیمان آپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ہر دو راتوں میں ایک قرآن ختم کرتے تھے۔

سفیان ثوری عمر بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعید کو قتل کیا جانے لگا تو آپ نے اپنے بیٹے کو بلوایا اور رونے لگے۔ بیٹے نے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ 57 برس بعد اب تیرے باپ نے کیا جینا ہے؟ (یعنی میری عمر اب ستاون برس ہونے کو ہے اور مجھے قتل کر دینے کا پروانہ جاری کر دیا گیا ہے۔)

ابن عیینہ سالم بن ابی حفصہ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب حجاج نے قتل کر دینے کی غرض سے آپ کو بلوایا تو اس وقت دونوں میں جو مکالمہ ہوا وہ یہ ہے:

حجاج: تو (سعید بن جبیر کی بجائے) شقی بن کسیر ہے۔ (سعید خوش بخت کو جبکہ شقی بد بخت کو اور جبیر اسے کہتے ہیں جسے جوڑ کر درست کر دیا گیا ہو جبکہ کسیر سے مراد توڑا اور بگاڑا ہوا ہے)

سعید: میں تو سعید بن جبیر (ہی) ہوں (بھلا تیرے کہنے سے کیا ہونے والا ہے)۔

حجاج: میں تمھیں مار کر دم لوں گا۔

سعید: تب پھر میں ویسا ہی ہوں گا جیسا کہ میری ماں نے میرا نام رکھا ہے۔ (یعنی ناحق مارے جانے سے میں شہیدوں میں جاملوں گا اور شہید سے بڑھ کر سعید اور کون ہو سکتا ہے)، پھر فرمایا: اچھا مجھے دو رکعت نماز تو پڑھ لینے دو۔

حجاج: اس کا منہ نصاریٰ کے قبلہ کی طرف پھیر دو۔

سعید: "فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" (البقرة:115)

"تو جدھر تم رخ کرو ادھر اللہ کی ذات ہے۔"

پھر (فرمایا کہ) میں تم سے اسی بات سے پناہ مانگتا ہوں جس سے سیدہ مریم علیہا السلام نے پناہ مانگی تھی (جو یہ ہے):

{إِنِّيْ أَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا} [مریم: ۱۸]

"اگر تم پرہیزگار ہو تو میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔"

اسی واقعہ کو ہیثم حجاج کے آزاد کردہ غلام عقبہ سے یوں روایت کرتے ہیں، عقبہ بیان کرتے ہیں کہ جب جناب سعید بن جبیر کو حجاج کے سامنے لایا گیا تو حجاج نے کہنا شروع کیا: کیا میں نے تیرے ساتھ یہ اور یہ اور یہ (احسان) نہیں کیا؟ جناب سعید نے ہر بات کے جواب میں فرمایا: کیوں نہیں؟

حجاج: تو پھر کس بات نے تمھیں میری بغاوت پر ابھارا؟

سعید: ایک بیعت نے جو میں کر چکا تھا۔ اس پر حجاج نے طیش میں آ کر ہاتھ پر ہاتھ مارا پھر یہ کہا:

حجاج: امیر المؤمنین کی بیعت اولیٰ اور اسبق ہے۔ (یعنی نبھائے جانے کے زیادہ لائق اور پہلے ہے) اس کے بعد حجاج نے آپ کو قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔

کہتے ہیں کہ جناب سعید اپنے پاس کسی کو کسی کی غیبت نہ کرنے دیتے تھے۔

اسماعیل بن عبدالملک بیان کرتے ہیں: میں نے سعید بن جبیر کو محراب میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ آپ صبح کی نماز میں قنوت نہ پڑھتے تھے۔ سر پر عمامہ باندھتے تھے اور ایک بالشت کے بقدر شملہ پیٹھ پیچھے چھوڑ دیتے تھے۔

میمون بن مہران کا قول ہے کہ جناب سعید نے اس وقت وفات پائی جب روئے زمین کا ہر شخص ان کے علم کا محتاج تھا۔

فطر بن خلیفہ کہتے ہیں: میں نے جناب سعید بن جبیر کو اس وقت دیکھا جب آپ کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو چکے تھے، ابو معشر جناب سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: عید کے دن حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا۔ میں نے اس وقت زلفیں رکھ رکھی تھیں۔ اُنھوں نے فرمایا: اے نوجوان! آج جیسے دن میں امام کی نماز سے قبل کوئی نماز ادا نہیں کی جاتی۔

غیلانیات میں ہے کہ ہمیں محمد بن شداد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابو نعیم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبداللہ بن حبیب بن ابی ثابت نے سعید بن جبیر سے اور اُنھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: رب تعالیٰ نے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ وحی بھیجی کہ میں نے (حضرت) یحییٰ کے (قتل کے) بدلے ستر ہزار لوگوں کو ہلاک کیا تھا اور میں تیرے نواسے (کے قتل) کے بدلے بھی ستر ہزار اور ستر ہزار اور قتل کروں گا۔

یہ حدیث غریب ہے۔ امام مسلم نے مذکورہ عبداللہ سے احادیث کو روایت کیا ہے۔

(۷۴) ۳/۹ ع: امام ربانی ابو بکر محمد بن سیرین رحمہ اللہ: [1]

آپ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ کے والد جناب سیرین ''جرجرایا'' سے تھے۔ انس بن

---

[1] تہذیب الکمال: 3/1208، تہذیب التہذیب: 9/214، تقریب: 2/169، خلاصۃ التہذیب: 2/412، الکاشف: 3/51، التاریخ الکبیر: 1/90، التاریخ الصغیر: 2/443، الجرح والتعدیل: 7/1518، المعین: 327، تاریخ الثقات: 405، معجم طبقات الحفاظ، ص: 57، البدایۃ والنہایۃ: 9/267، الوافی بالوفیات: 3/146، طبقات ابن سعد: 7/140، نسیم الریاض: 2/408، تراجم الاحبار: 4/10، تاریخ بغداد: 5/331، معرفۃ الثقات، رقم: 1606۔

سیرین بیان کرتے ہیں کہ میرے بھائی محمد بن سرین خلافتِ عثمانی کے اختتام سے دو سال قبل پیدا ہوئے اور میں ان سے ایک سال بعد پیدا ہوا تھا۔ جناب محمد نے حضرت ابوہریرہ، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے حدیث سنی ہے۔ جب کہ آپ سے ایوب، ابن عون، قرہ بن خالد، ابو ہلال محمد بن سلیم، عوف، ہشام بن حسان، یونس، مہدی بن میمون، جریر بن حازم اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ فقیہ، امام، ثقہ، ثبت، خوابوں کی تعبیر میں علامہ، بے پناہ علم کے مالک اور زہد و ورع کے سرخیل تھے۔ آپ کی والدہ صفیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ باندی تھیں۔

مورق العجلی کا قول ہے: میں نے ابن سیرین سے زیادہ اپنے ورع میں فقیہ اور اپنے فقہ میں متورع کوئی نہیں دیکھا۔ ابوقلابہ بیان کرتے ہیں: بھلا اتنی عبادت کون کرسکتا ہے جتنی محمد بن سیرین کیا کرتے تھے؟ وہ تو چھری کی تیز دھار جیسی دھار پر چلتے ہیں۔

شعیب بن الحجاب کا قول ہے کہ مجھے شعبی نے بیان کیا: تم اس بہرے یعنی ابن سیرین کو لازم پکڑو۔ ابن عون بیان کرتے ہیں: میری آنکھوں نے ابن سیرین، قاسم اور رجاء بن حیوہ کا مثل نہیں دیکھا۔ ابوعوانہ بیان کرتے ہیں کہ جو بھی ابن سیرین کو دیکھتا تھا اسے اللہ یاد آجاتا تھا۔ امام سفیان ثوری زہیر الاقطع سے بیان کرتے ہیں: جب ابن سیرین موت کو یاد کرتے تھے تو ان کے بدن کا ایک ایک عضو گویا کہ مرجاتا تھا۔

یونس کا قول ہے کہ ابن سیرین بذلہ سنج اور خوش طبع انسان تھے۔ آپ نے امام حسن بصری کی وفات کے سو دن بعد شوال 110ھ میں وفات پائی۔ آپ حسن بصری رحمہ اللہ سے زیادہ ثبت تھے۔

(۷۵) ۳/۱۰ ع: الفقیہ، العلم ابوعبداللہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود الھذلی، المدنی الضریر رحمہ اللہ: [1]

آپ مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ میں سے ایک تھے۔ آپ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث حاصل کی۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں آپ کے ساتھی عراک بن مالک، زھری، صالح بن کیسان اور ابوزناد وغیرہ کے اسمائے گرامی آتے ہیں۔ فقہ و حدیث میں امام کے درجہ پر فائز ہونے کے ساتھ نہایت عمدہ شاعر بھی تھے۔ آپ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے استاذ اور اتالیق تھے۔ زھری بیان کرتے ہیں کہ عبیداللہ علم کا ایک سمندر تھے۔ محمد بن ضحاک حزامی امام مالک سے بیان کرتے ہیں کہ ابن شہاب عبیداللہ کے پاس آتے تھے۔ آپ کا شمار علماء میں ہوتا تھا۔ چنانچہ آپ ابن شہاب کو حدیث سناتے اور وہ آپ کے لیے کنویں سے پانی بھر کر لاتے تھے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 880/2، تہذیب التہذیب: 33/7، (50)، تقریب: 535/1، خلاصۃ التہذیب: 194/2، الکاشف: 228/2، التاریخ الکبیر: 385/5، التاریخ الصغیر: 2/1، الجرح والتعدیل: 1517/5، طبقات ابن سعد: 382/2، البدایۃ والنہایۃ: 177/9، سیر الاعلام: 475/4، الثقات: 63/5۔

جناب عبید اللہ خوب لمبی نماز ادا کرتے اور کسی کی خاطر نماز میں عجلت سے کام نہ لیتے۔ ایک مرتبہ امام زین العابدین ملنے آئے۔ کیا دیکھا کہ آپ تو نماز میں مشغول ہیں۔ آپ نے نماز میں خوب طوالت سے کام لیا حتیٰ کہ جناب زین العابدین رحمہ اللہ کو کافی انتظار کرنا پڑا۔ بعد میں دوست احباب نے اس پر سرزنش کی کہ آپ کے پاس نواسۂ رسول چل کر آیا اور آپ نے انھیں اس قدر انتظار کروایا۔ اس پر آپ نے فرمایا: اے اللہ! تو معاف فرما! جو یہ مرتبہ چاہتا ہے اسے ایسی مشقت اُٹھانی پڑے گی۔ صحیح قول کے مطابق آپ نے 98ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۷۶) ۳/۱۱ع: علامۃ التابعین حضرت ابوعمرو عامر بن شراحیل الشعبی، الھمدانی الکوفی رحمہ اللہ: ❶

آپ کا تعلق ہمدان کے ایک قبیلہ سے تھا۔ ایک قول کے مطابق آپ کی ولادت خلافتِ فاروقی میں ہوئی تھی۔ آپ امام، حافظ، فقیہ، متقن، ثبت اور ماہر فنون تھے۔ آپ فرماتے ہیں: میں نے کبھی اچھی بات میں بری بات ملا کر نہیں لکھی۔ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ بعض نے آپ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کو مرسل کہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ آپ نے عمران بن حصین، حضرت جریر بن عبداللہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عباس، سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت ابن عمر، حضرت عدی بن حاتم، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت فاطمہ بنتِ قیس رضی اللہ عنہم اور بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کی ہے۔ جبکہ آپ سے اسماعیل بن ابی خالد، اشعث بن سوار، داود بن ابی ہند، زکریا بن ابی زائدہ، مجاہد بن سعید، اعمش، ابوحنیفہ، ابن عون، یونس بن ابی اسحاق، السری بن یحییٰ اور متعدد تابعین نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے سب سے بڑے شیخ تھے۔ احمد عجلی کا قول ہے کہ شعبی کی مرسل روایت صحیح ہے کیوں کہ شعبی اسی روایت کو مرسل روایت کہتے ہیں جو صحیح ہو۔

واقدی کا قول ہے کہ شعبی کا تعلق "حمیر" سے تھا۔ جب کہ انھیں ہمدان کا باشندہ شمار کیا جاتا ہے۔ پس حمیر کا جو باشندہ کوفہ میں مقیم ہو گیا ہو اسے شعبی کہا جاتا ہے اور جو ان میں سے شام رہ پڑا ہو وہ شعبانی اور جو یمن رہ پڑا ہو اسے آلِ ذی شعبین کہا جاتا ہے۔ جب کہ مغرب میں سکونت اختیار کرنے والوں کو اشعوب کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ سب کے سب حسان بن عمرو بن شعبین کی اولاد ہیں۔ اس لیے علی بن حسان کی اولاد "الشعبی" کا قبیلہ ہیں جو ہمدانِ یمن کے جمہور میں داخل ہے۔

امام شعبی ایک بطن سے جڑواں پیدا ہوئے تھے اور بڑے کمزور تھے۔ خود شعبی بیان کرتے ہیں کہ مجھے رحمِ مادر میں بڑی تنگی رہی۔ آپ جنگِ جلولاء کے سال پیدا ہوئے۔ مختار ثقفی سے بھاگ کر مدینہ رہ پڑے۔ چند ماہ کی اسی اقامت کے دوران آپ نے جنابِ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث سنی اور حارث اعور سے حساب سیکھا، جنگِ جماجم میں اشعث کے ساتھ تھے۔ پھر حجاج سے معافی نامہ مل گیا اور کوفہ کی قضاء بھی آپ کے سپرد کی گئی۔

---

❶ تھذیب الکمال: 643/2، تھذیب التھذیب: 65/5، (110)، تقریب التھذیب: 387/1 (46)، خلاصۃ التھذیب: 22/2، الکاشف: 54/2، التاریخ الکبیر: 450/6، التاریخ الصغیر: 243/1، الجرح والتعدیل: 1802/6، الوافی بالوفیات: 587/16، الحلیۃ: 310/4، سیر الاعلام: 294/4، طبقات ابن سعد: 341/5، الثقات: 185/5۔

ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن محمد بن مرہ الشعبانی نے، وہ کہتے ہیں: مجھے شعبان کے اشیاخ نے بیان کیا جن میں محمد بن ابی امیہ بھی ہیں کہ ایک دفعہ یمن میں خوب بارش ہوئی کہ سیلاب کا سماں بن گیا اور سیلاب ایک جگہ کو یوں بہالے گیا کہ نیچے سے ایک کماندار چھت والی اونچی لمبی عمارت نکل آئی جس کا دروازہ پتھر کا تھا۔ جب دروازہ کا تالا توڑ کر اندر داخل ہوا گیا تو کیا دیکھا کہ اس میں ایک وسیع وعریض دربار ہے جس میں سونے کا ایک تخت بچھا ہے، اس تخت پر ایک لمبا چوڑا انسان براجمان ہے۔ ناپنے پر اس کی لمبائی چوڑائی بارہ بالشت نکلی۔ اس نے سونے کے تاروں سے کشیدہ ریشمی چادریں اوڑھ رکھی تھیں۔ اس کے پہلو میں سونے کی ایک لاٹھی رکھی تھی۔ جب کہ سر پر سرخ یاقوت کا تاج تھا۔ اس آدمی کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔ اور سر کے بالوں کی دو مینڈھیاں تھیں۔ اس کے پہلو میں ایک تختی رکھی تھی جس پر حمیری زبان میں یہ تحریر لکھی تھی۔

اے اللہ! تیرے نام سے شروع جو حمیر کا پروردگار ہے۔ میں حسان بن عمرو القبیل ہوں۔ کوئی قیل [1] نہیں مگر اللہ۔ میں امیدوں پر جیا اور وخزھید کے ایام کی وجہ سے مرگیا اور وخزھید کیا ہے؟ اس میں بارہ ہزار اقیال ہلاک ہوگئے۔ جن میں ہلاک ہونے والا آخری قیل میں تھا۔ میں جبل ذی شعبین آیا تا کہ وہ مجھے موت سے پناہ دے۔ تو اس پہاڑ نے مجھے موت سے یوں پناہ دی کہ میرے اردگرد ایک حفاظتی چار دیواری بنا دی۔ اس آدمی کے پہلو میں ایک تلوار بھی دھری تھی جس پر حمیری زبان میں یہ لکھا تھا۔ میں قَیل کی تلوار ہوں، میرے ذریعے بدلہ لیا جائے گا۔

شعبہ منصور بن عبدالرحمن سے اور وہ شعبی سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے۔ سعید بن عبدالعزیز مکحول سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے شعبی سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔ اسماعیل بن سالم شعبی سے بیان کرتے ہیں: میرا جو رشتہ دار بھی مقروض مرتا ہے، میں اس کی طرف سے اس کا قرض ادا کر دیتا ہوں اور میں نے اپنے کسی غلام کو کبھی نہیں مارا۔

ابوبکر بن عیاش، ابوحصین سے نقل فرماتے ہیں: میں نے شعبی سے زیادہ فقیہ ہرگز نہیں دیکھا۔ زائدہ مجاہد سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ابراہیم کے ساتھ تھا کہ سامنے سے جناب شعبی آگئے۔ ابراہیم ان کے استقبال کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر شعبی چل کر ابراہیم کی جگہ بیٹھے۔

سلیمان تیمی ابومجلز سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے شعبی سے زیادہ فقیہ کوئی نہیں دیکھا نہ تو وہ سعید بن مسیب ہیں نہ طاؤس، نہ عطاء نہ حسن اور نہ ابن سیرین۔

جریر بن ایوب بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے جناب شعبی سے پوچھا کہ کیا ولد زنا تین بروں میں سے تیسرا ہے؟ اُنھوں نے فرمایا کہ اگر بات یوں ہی ہوتی تو اس کی ماں کو اس وقت بھی رجم کر دیا جاتا جب وہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔

کیسانیہ کے ایک آدمی نے جب یہ کہا کہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ اپنے موالی پر بوجھ تھے تو جناب شعبی نے فرمایا: تیرا ناس ہو! جناب عثمان رضی اللہ عنہ اپنے موالی پر جود و کرم کرنے کی پاداش میں ہی تو قتل کیے گئے تھے۔

[1] قَیل: زمانہ جاہلیت میں ملوک یمن کا لقب تھا۔ جمع اَقیال۔ (القاموس الوحید، ص: 1369) نسیم

ابوبکر الہذلی بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابن سیرین نے وصیت فرمائی کہ شعبی کو لازم پکڑنا کہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثرت کے ہوتے ہوئے بھی لوگوں کو ان سے فتویٰ پوچھتے دیکھا ہے۔

ابن المدینی بیان کرتے ہیں کہ جناب شعبی سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ سارا علم کہاں سے ملا؟ تو فرمایا: سہاروں کو توڑنے، بلاد و امصار میں گھومنے پھرنے، پتھروں جیسا صبر کرنے اور کوے کی طرح پو پھٹتے ہی اپنے کاموں پر کمربستہ ہو جانے سے۔

ابن عیینہ کا قول ہے: علماء تو تین ہی ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے زمانہ میں، شعبی اپنے زمانہ میں اور ثوری اپنے زمانے میں۔

جعفر بن عون کا قول ہے کہ میں نے ابن ابی لیلیٰ کو شعبی اور ابراہیم کا ذکر آجانے پر یہ فرماتے سنا: رہے شعبی تو وہ آثار و روایات کے ماہر ہیں اور ابراہیم صاحب قیاس ہیں۔

عبدالملک بن عمیر بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما شعبی کے پاس سے گزرے، وہ اس وقت مغازی بیان کر رہے تھے۔ جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کی مغازی سن کر فرمایا: میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو ان مغازی کو مجھ سے بھی زیادہ یاد رکھنے اور جاننے والے ہیں۔

عیسیٰ الحناط کا قول ہے کہ شعبی بیان کرتے ہیں: یہ علم عقل و عبادت کو جمع کرنے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ پس اگر تو کوئی صاحب عقل ہو پر عبادت گزار نہ ہو تو کہتے ہیں کہ وہ اس علم کو نہ پا سکے گا اور اگر کوئی عابد و زاہد تو ہو پر عقل سے خالی ہو تو کہتے ہیں اس علم کو عقل والے ہی پاتے ہیں۔ پھر فرمایا: اور آج میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ اب اس علم کے پیچھے وہ لوگ پڑے ہیں جو عقل و عبادت دونوں سے خالی ہیں۔

حفص بن غیاث اعمش سے اور وہ شعبی سے بیان کرتے ہیں کہ بانس کے چھلکے سے جانور کو ذبح کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حفص کہتے ہیں: میں نے پوچھا: اے ابو محمد! آپ شعبی کے پاس کیوں نہیں جاتے؟ اُنھوں نے فرمایا: تیرا بھلا ہو، میں شعبی کے پاس کیونکر جاؤں، وہ مجھے دیکھ کر میرا مذاق اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا علماء کا حلیہ یوں ہوتا ہے؟ یہ تو کسی جولاہے کا حلیہ ہے۔ اور جب میں ابراہیم کے پاس جاتا ہوں تو وہ میرا اکرام کرتے ہیں اور مجھے اپنے قریب کرتے ہیں۔

خالد بن عبداللہ حصین سے اور وہ شعبی سے نقل فرماتے ہیں: اس اُمت میں جتنا جھوٹ جناب علی رضی اللہ عنہ پر بولا گیا ہے، اتنا جھوٹ اور کسی پر نہیں بولا گیا۔

اشعث، ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں: میں کوفہ آیا تو دیکھا کہ جناب شعبی کا ایک عظیم حلقہ لگتا ہے حالانکہ اس زمانہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی کثرت تھی۔

ہمیں عبیداللہ بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں داود بن یزید نے بیان کیا کہ میں نے شعبی کو یہ فرماتے سنا ہے: اللہ کی قسم! اگر میں ننانوے بار درستی کو پاؤں اور ایک بار خطا کر جاؤں تو لوگ میری اسی خطا کو پکڑیں گے۔

شعبی کا قول ہے کہ جو جناب عثمان رضی اللہ عنہ اور جناب علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے مجھے اس سے نفرت ہے۔ زکریا بن ابی زائدہ

بیان کرتے ہیں کہ شعبی جب ابوصالح کے پاس سے گزرتے تھے تو ان کا کان پکڑ کر فرماتے: قرآن کی تفسیر کرتے ہو اور قرآن پڑھتے ہو نہیں۔

ہشیم بن ابی عدی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں مجاہد نے شعبی سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: حضرات سلف صالحین حدیث کی کثرتِ روایت کو ناپسند فرماتے تھے۔ اگر میرے سامنے وہ بات پہلے آجاتی جو اب آئی ہے تو میں صرف وہی احادیث ہی بیان کرتا جن پر حضرات محدثین کا اجماع ہے۔

حاکم امام شعبی کے حالات میں فرماتے ہیں، ہمیں ابراہیم بن مضارب المقری نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن اسماعیل بن مہران نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالواحد بن مجدہ الحوطی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں بقیہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں سعید بن عبدالعزیز نے، وہ کہتے ہیں: مجھے ربیعہ بن یزید نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں عبدالملک کے دورِ خلافت میں دمشق میں جناب شعبی کے پاس بیٹھا تھا کہ اتنے میں ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے یہ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اپنے رب کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور نماز قائم کرو اور زکاۃ ادا کرو اور امراء کی طاعت کرو۔ اگر تو وہ طاعت خیر کی ہوئی تو اس کا اجر تمھیں ملے گا اور اگر وہ طاعت شر میں ہوئی تو اس کا گناہ ان امراء پر ہوگا اور تم اس گناہ سے بری ہوگے۔

امام شعبی نے اسی وقت فرمایا: یہ جھوٹ بول رہا ہے۔

شبابہ بن سوار بیان کرتے ہیں، ہمیں یزید بن عیاض اور متعدد لوگوں نے مجاہد سے اور اُنھوں نے شعبی سے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں: میں کوفہ کے فقہاء میں سے صرف جناب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب ہی کو جانتا ہوں۔ اس پر قیس الارقب نے کہا: تو کیا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب کو نہیں جانتے؟ فرمایا: ہاں! اس نے پوچھا: کیا آپ حارث اعور کو جانتے ہیں؟ فرمایا: میں نے ان سے فرائض کا حساب اور دادا کی میراث سیکھی ہے۔ میرے دل میں ان کی بابت اس وسوسہ کا ڈر پیدا ہونے لگا کہ جانے اُنھوں نے کس سے حساب اور فرائض کو سیکھا ہے۔

اس آدمی نے پوچھا: کیا آپ ابن صبوہ کو جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! نہ تو وہ فقیہ تھے اور نہ ان میں خیر تھی۔ اس نے پوچھا: کیا آپ صعصعہ بن صوحان کو جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! البتہ وہ واعظ و خطیب تو تھے پر فقیہ نہ تھے۔ اس نے پوچھا: کیا آپ رشید ہجری کو جانتے ہیں: فرمایا: ہاں! جب میں ہجریوں میں ٹھہرا ہوا تھا تو کسی نے مجھے کہا کہ کیا آپ ایسے شخص سے ملنا چاہتے ہیں جو امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہو؟ میں نے کہا: ضرور۔ تو وہ مجھے رشید ہجری کے پاس لے گیا۔ اس نے مجھے دیکھ کر ہاتھ کے اشارے سے پاس بلایا، پھر کہنے لگا: ''میں حج کے ارادے سے نکلا۔ جب حج کر چکا تو سوچا کہ کیوں نہ امیر المؤمنین کو بھی ملتا چلوں۔ چنانچہ میں چل کر مدینہ پہنچا اور باب علی رضی اللہ عنہ پر جا کر کہا کہ کوئی مجھے سید المسلمین سے ملوائے گا۔ اس نے سمجھا کہ میں جناب حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھ رہا ہوں تو کہنے لگا کہ وہ تو سو رہے ہیں، میں نے کہا: میری مراد جناب حسن رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ امیر المؤمنین، امام المتقین، قائد الغر المحجلین [1] ہیں۔ اس نے کہا: کیا وہ وفات نہیں پا گئے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! وہ زندہ

---

[1] غرالمحجلین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے وضو کے اعضاء روزِ قیامت چمک رہے ہوں گے۔ نیّم

ہیں اور اب بھی زندہ لوگوں کی طرح سانس لے رہے ہیں اور انھیں ایک بھاری چادر کی وجہ سے پسینہ آرہا ہے۔ اس پر اس آدمی نے کہا: اب جبکہ تم آلِ محمد کے راز کو جان ہی گئے تو جاؤ اندر جا کر انھیں سلام کرو اور پھر باہر نکل آنا۔ میں اندر امیر المومنین کے پاس داخل ہوا۔ اُنھوں نے آئندہ کی چند خبریں بتلائیں۔

یہ ساری گفتگو سن کر میں نے رشید سے کہا: اگر تو ان باتوں میں جھوٹا ہے تو تجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ ادھر اس سارے قصہ کی خبر زیاد کو پہنچ گئی۔ اس نے قاصد بھیج کر رشید کی زبان کٹوادی پھر سولی چڑھا دیا۔

سری بن اسماعیل شعبی سے بیان کرتے ہیں: میں واقعہ جلولاء کے سال یعنی 17ھ کو پیدا ہوا۔ عاصم احول شعبی سے بیان کرتے ہیں کہ وہ حسن بصری سے زیادہ حدیثوں والے اور ان سے دو سال بڑے تھے۔

ابن شبرمہ کا قول ہے کہ میں نے شعبی کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں نے آج تک صحیح بات میں غلط بات ملا کر نہیں لکھی۔ اور میرے سامنے جو آدمی بھی جو بات بھی بیان کرتا ہے وہ سنتے ہی مجھے یاد ہو جاتی ہے۔ اور مجھے اس بات کی تمنا نہیں ہوتی کہ وہ مجھ پر اپنی بات یا حدیث کو دہرائے اور میں اپنے علم میں سے اس قدر بھول گیا ہوں کہ اگر کوئی اتنے کو بھی یاد کرلے تو عالم کہلائے۔

نوح بن قیس، یونس بن مسلم سے، وہ وادع الراسی سے اور وہ شعبی سے نقل فرماتے ہیں: ''میں نے تم لوگوں کو سب سے کم جو چیز بیان کی ہے وہ شعر ہے۔ اگر میں چاہتا تو ایک ماہ تک تمھیں اشعار ہی سناتا رہتا اور کسی شعر کو دوبارہ نہ پڑھتا۔

ایک روایت میں یہ قول یونس اور وادع سے مروی ہے۔ اس قول کو ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں رقم کیا ہے۔ داود بن ابی ہند بیان کرتے ہیں: میں شعبی سے بڑے کسی عالم کے پاس کبھی نہیں بیٹھا۔ عاصم احول کا قول ہے: میں نے شعبی سے زیادہ کوفہ، بصرہ اور حجاز والوں کی حدیث کو جاننے والا کوئی نہیں دیکھا۔

اعمش سے مروی ہے کہ جناب شعبی فرماتے ہیں: تمھیں اس بھینگے پر حیرت نہیں ہوتی کہ رات کے اندھیرے میں مجھ سے فتوے پوچھتا ہے اور دن کی روشنی میں دوسروں کو بتلاتا پھرتا ہے۔ آپ کی مراد ابراہیم تھے۔

ابو شہاب الحناط صلت بن بہرام سے بیان کرتے ہیں: میں نے شعبی سے زیادہ ''لَا اَدْرِیْ'' کہتے کسی کو نہیں سنا۔ ابن عون بیان کرتے ہیں: جب شعبی کے سامنے کوئی امر پیش ہوتا تھا تو وہ گریز پا ہوتے اور ابراہیم اس پر خوب گفتگو کرتے شعبی کھلی طبیعت کے تھے، جب کہ ابراہیم گھٹی طبیعت کے تھے اور جب فتوی واقع ہو جاتا تھا تو شعبی گھٹ جاتے اور ابراہیم کھل اُٹھتے تھے۔

ابو نعیم بیان کرتے ہیں: ہمیں ابو الجابیہ الفراء نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ شعبی فرماتے ہیں: ہم فقہاء نہیں تھے ہم تو بس حدیث سن کر اسے روایت کر دیتے تھے۔ فقہاء تو وہ تھے جو علم پر عمل کرتے تھے۔

ابن عائشہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبدالملک نے شعبی کو شاہِ روم کے پاس قاصد بنا کر بھیجا۔ شاہ کا جواب پڑھ کر عبدالملک نے کہا: جانتے ہو شاہِ روم نے مجھے کیا جواب لکھ بھیجا ہے۔ اس نے لکھا ہے تیرے دین والوں پر حیرت ہے کہ کیسے ان لوگوں نے تیرے قاصد کو اپنا جاں نشین نہ بنایا۔ میں نے کہا: اس لیے کہ اس نے مجھے دیکھا تھا پر آپ کو نہ دیکھا تھا۔

یہ روایت ذکر کر کے اصمعی یہ مزید روایت کرتے ہیں: شاہِ روم دراصل مجھے بھڑکا کر تیرے قتل پر آمادہ کرنا چاہتا ہے۔
جب شاہِ روم کو یہ بات پہنچی تو اس نے برجستہ کہا: میری یہی تمنا تھی۔

جابر بن نوح الحمانی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں مجالد نے شعبی سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: حجاج آیا اور اس نے مجھ سے متعدد سوالات کیے۔ جب اس نے دیکھا کہ میں ان باتوں کو جانتا ہوں تو اس نے مجھے اپنی قوم کا منتظم اور پورے ہمدان کا سردار بنا دیا اور میرا وظیفہ بھی مقرر کر دیا۔ ابن اشعث کے دور تک میں حجاج کا منظورِ نظر رہا پھر کوفہ کے قراء نے آ کر کہا کہ آپ قراء کے سردار ہیں (اس لیے ہمارا ساتھ دیجیے!) غرض وہ مجھ پر اصرار کرتے رہے یہاں تک میں ان کے ساتھ نکلا اور دونوں فوجوں کی صفوں کے بیچ میں جا کھڑا ہو گیا اور حجاج کی برائیاں بیان کرنے لگا۔ جب حجاج کو اس بات کی خبر پہنچی تو کہنے لگا: کیا تم لوگوں کو اس خبیث شعبی پر حیرت نہیں۔ اللہ نے اگر مجھے قدرت دی تو میں اس پر زمین کو اونٹ کی کھال سے بھی زیادہ تنگ کر دوں گا۔ پھر کچھ دیر بعد ہی ہماری فوج کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ میں نے لوٹ کر گھر کا دروازہ بند کر لیا اور نو ماہ تک اندر ہی رہا۔ ادھر لوگوں نے خراسان سے مدد مانگی تو قتیبہ بن مسلم نے کھڑے ہو کر کہا کہ کوفہ کی مدد میں کروں گا اور اس کی تیاری شروع کر دی۔ پھر ایک منادی نے یہ اعلان کیا کہ جو بھی قتیبہ کے لشکر سے آ ملے گا اسے امن ہے۔ سو میرے غلام نے میرے لیے ایک گدھا خریدا اور زادِ راہ بھی دیا۔ میں روانہ ہو کر قتیبہ کے لشکر سے جا ملا اور فرغانہ پہنچنے تک اس کے ساتھ رہا۔ ایک دن قتیبہ دربار لگائے بیٹھا تھا۔ میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا: اے امیر! میرے پاس علم ہے۔ اس نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں تم سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ سے یہ نہ پوچھو۔ وہ سمجھ گیا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ اس نے ایک کتاب منگوا کر کہا کہ مسودہ لکھو۔ میں نے کہا: میں حاجت مند نہیں۔ پھر میں اسے املاء کروانے لگا یہاں تک کہ پوری کتاب "الفتح" لکھوا دی اور وہ دیکھتا رہا۔ اس نے مجھے ایک خچر پر سوار کیا اور میرے پاس ایک ریشمی چادر بھی بھیجی۔ قتیبہ نے میری خوب عزت افزائی کی۔ ایک رات میں اس کے پاس بیٹھا کھانا کھا رہا تھا کہ حجاج کے قاصد نے آ کر ایک پروانہ دیا۔ جس میں لکھا تھا کہ تیرا ساتھی عامر شعبی ہے۔ اگر یہ تمہارے ہاتھ سے نکل گیا تو میں تیرے ہاتھ پیر بھی کٹوا دوں گا اور تمہیں معزول بھی کر دوں گا۔'' قتیبہ نے میری طرف دیکھا اور کہا: مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ تم عامر شعبی ہو۔ تم جہاں جانا چاہو جا سکتے ہو۔ میں قسم کھا کر حجاج کو مطمئن کر لوں گا۔ میں نے کہا: میرے جیسا آدمی چھپا نہیں کرتا۔ قتیبہ نے جواب دیا: تم زیادہ بہتر جانتے ہو۔ پھر قتیبہ نے مجھے حجاج کے پاس بھیج دیا۔ جب میں ''واسط'' کے قریب پہنچا تو مجھے بیڑیاں ڈال دی گئیں۔ ابن ابی مسلم نے واسط پہنچنے پر میرا استقبال کیا اور کہا: اے ابوعمرو! میں تمہیں قتل ہونے سے بچانے کی پوری کوشش کروں گا۔ جب تم امیر کے پاس جانا تو یہ یہ اور یہ کہنا۔ جب میں حجاج کے پاس داخل ہوا تو اس نے کہا: ''نہ تو تمہیں مرحبا اور نہ خوش آمدید۔ تو میرے پاس اس حال میں آیا ہے کہ تو اپنی قوم کے شرفاء میں سے نہیں۔ میں نے تو تیرے ساتھ یہ یہ احسان کیے اور تو میرے خلاف بغاوت پر اتر آیا؟ میں چپ رہا۔ اس پر حجاج بولا: بات کر۔ میں نے کہا: اللہ امیر کا بھلا کرے۔ آپ نے جو کہا ٹھیک کہا۔ لیکن آپ کے بعد بے خوابی نے ہماری آنکھوں میں ڈیرے ڈال دیے اور خوف ہمارے آنگنوں میں اتر آیا۔ اس کے باوجود نہ تو ہم نیک اور متقی تھے اور نہ طاقتور نافرمان ہی تھے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ میرا

خون معاف کیا جائے اور میری توبہ قبول کی جائے۔اس پر حجاج نے کہا: ٹھیک ہے میں نے تمھیں معاف کر دیا۔

اصمعی بیان کرتے ہیں: جب شعبی کو حجاج کے پاس داخل کیا گیا تو حجاج نے کہا: اے شعبی! قریب آؤ۔ شعبی نے کہا: ہمارے گھر غمگین ہو گئے ہیں، آنکھوں میں بے خوابی اتر آئی ہے اور خوف نے ہمارے آنگنوں میں قدم جما لیے ہیں۔ہم نے جو کیا نہ تو اس میں نیکی کے ساتھ حق پر تھے اور نہ بدی کے ساتھ قوی تھے، اب تیرا نیکی کرنا اللہ ہی کے لیے ہے۔

ابن سعد کا قول ہے کہ جناب شعبی بڑے عرصے تک روپوش رہے اس دوران اُنھوں نے یزید بن ابی مسلم کے ساتھ خط و کتابت جاری رکھی کہ وہ حجاج کے سامنے آپ کی سفارش کرے۔

مالک بن مغول شعبی سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: میں جس وقت میں رویا نہ ہوں بعد میں اس وقت پر رونا آتا ہے۔

مجاہد وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ جناب شعبی سے ایک آدمی ملا، اس وقت آپ کے ساتھ ایک عورت بھی چل رہی تھی۔اس آدمی نے پوچھا: تم دونوں میں سے شعبی کون ہے؟ تو امام شعبی نے اس عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ۔

عامر بن یساف سے روایت ہے کہ جناب شعبی نے مجھے فرمایا: چلو اصحاب حدیث کے پاس چلتے ہیں۔سو ہم چلے۔رستے میں ایک شیخ ملے۔آپ نے ان سے پوچھا: آپ کیا کام کرتے ہیں؟ اُنھوں نے کہا: رفوگر ہوں۔آپ نے پوچھا: کیا ہمارے ایک ٹوٹے مٹکے کو رفو کر دو گے؟ وہ شیخ بولے: ہاں ہاں! اگر تم ریت کا دھاگا لے آؤ تو میں تمھارا ٹوٹا مٹکا رفو کر دیتا ہوں۔یہ جواب سن کر جناب شعبی ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گئے۔

عطاء بن سائب شعبی سے بیان کرتے ہیں کہ کسی پیغمبر کے بعد اس کی اُمت تب ہی بگڑتی ہے جب اس کے اہل باطل اہل حق پر غالب آجاتے ہیں۔

عبدالواحد بن زیاد، حسن بن عبدالرحمن سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب شعبی کو ان الفاظ کے ساتھ ایک نصرانی کو سلام کرتے دیکھا: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' جب ان سے اس بارے پوچھا گیا تو فرمایا: کیا وہ (اس دنیا میں) رب تعالیٰ کی رحمت کے زیر سایہ نہیں؟ اگر ایسی بات نہ ہوتی تو یہ تو ہلاک ہو جاتا اور مجاہد کی روایت میں ہے کہ امام شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا: کیا تم نے اس پر رب تعالیٰ کی لعنت کو دیکھ لیا ہے؟

ابوبکر الهذلی بیان کرتے ہیں کہ امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تمھارا کیا خیال ہے کہ کیا احنف اور ایک نابالغ بچے کے قتل کی دیت برابر ہے یا احنف کی دیت اس کی عقل اور حلم و بردباری کی وجہ سے زیادہ ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں، دونوں کی دیت ایک ہے۔قیاس کوئی چیز نہیں۔

مجاہد شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ یہ بازاری گنوار لوگ کیا خوب چیز ہیں کہ یہ سیلاب پر بند باندھ دیتے ہیں، آگ کو بجھا دیتے ہیں اور بڑے امراء کے خلاف ایک ہنگامہ کھڑا کر دیتے ہیں۔

جناب شعبی کا قول ہے کہ اے کاش! میں اپنے علم سے اس طرح خلاصی پالوں کہ برابر سرابر چھوٹ جاؤں، نہ تو میرا کوئی

نقصان ہو اور نہ مجھے کوئی نفع ہی ملے۔

اسحاق ازرق، اعمش سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے جناب شعبی سے ابلیس کی بیوی کا نام پوچھا۔ تو فرمایا: میں اس کی شادی میں شریک نہیں تھا۔

ابن عیینہ ابن شبرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب شعبی سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دینے کی نذر مان لی تھی (کہ اب وہ کیا کرے) آپ نے بے دھیانی میں کہا کہ یہ نذر کچھ بھی نہیں۔ میں نے بعد میں متوجہ کیا تو فرمایا وہ آدمی میرے پاس لے آؤ۔ اس کے آنے پر فرمایا: تیری نذر قیامت تک تیری گردن میں لٹکی رہے گی۔

ابن شبرمہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب شعبی رحمہ اللہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے کہ

میں بیس سال سے لوگوں سے احادیث سن رہا ہوں۔ میں نے اس دوران جس سے بھی حدیث سنی خود کو اس سے زیادہ جاننے والا پایا۔ ابن شبرمہ بیان کرتے ہیں: ابن ھبیرہ نے جناب شعبی کو قاضی بنایا اور ساتھ ہی اس بات کا بھی پابند کر دیا کہ آپ رات کو اس کے ساتھ باتیں کیا کریں گے آپ نے فرمایا: میں ایسا نہیں کر سکتا۔ آپ قضا اور شب کی قصہ گوئی میں سے کسی ایک بات کے لیے مجھے چن لیجیے!

عیسیٰ بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کا بیان ہے کہ میں نے جناب شعبی کو مسجد میں اشعار پڑھتے دیکھا، میں نے دیکھا کہ آپ نے سرخ چادر اوڑھ رکھی ہے جب کہ نیچے زرد رنگ کا ازار باندھا ہوا ہے۔

(۷۷) ۳/ ۱۲ ع: حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ العدوی، العمری، المدنی الفقیہ الحجۃ رحمہ اللہ: [1]

آپ کی کنیت کی بابت دو اقوال ہیں (۱) ابو عمر (۲) ابو عبداللہ۔ آپ علم وعمل، زہد و شرف اور عبادت و ریاضت کو جمع کرنے والے اکابر علماء میں سے ایک تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ، حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ اور جناب سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے حدیث سنی ہے۔

آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں عمرو بن دینار، زہری، عبید اللہ بن عمر، صالح بن کیسان، موسیٰ بن عقبہ، حنظلہ بن ابی سفیان اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔ آپ کا رنگ گہرا گندمی اور مزاج میں تلخی اور خشکی تھی اور بڑی جفاکشی کی زندگی گزارتے تھے۔ عاجزی اور تواضع کی بنا کر ادنیٰ لباس زیب تن فرماتے تھے۔ آپ اپنے اونٹ پر تارکول مل دیتے تھے۔

آپ کے فضائل ومحاسن بے شمار ہیں خود آپ کے والد ماجد رضی اللہ عنہ آپ پر بے حد تعجب فرماتے تھے اور فرط مسرت سے یہ شعر پڑھتے تھے:

---

[1] تہذیب الکمال: 1/460، تہذیب التہذیب: 3/436، تقریب: 1/280، خلاصۃ التہذیب: 1/361، الکاشف: 3/344، التاریخ الکبیر: 4/115، الجرح والتعدیل: 4/797، الوافی بالوفیات: 15/83، الحلیۃ: 2/193، البدایۃ والنہایۃ: 9/234، سیر الاعلام: 4/457۔

يَلُوْمُوْنَنِيْ فِيْ سَالِمٍ وَأَلُوْمُهُمْ
وَجِلْدَةُ بَيْنَ الْعَيْنِ وَالْأَنْفِ سَالِمُ

"لوگ سالم کے بارے میں مجھے ملامت کرتے ہیں جب کہ میں انھیں ملامت کرتا ہوں۔ سالم تو ایسے ہیں جیسے آنکھ اور ناک کے بیچ کی کھال ہوتی ہے۔"

امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اپنے زمانے میں زہد و فضل میں سالم سے زیادہ اکابر سلف صالحین سے مشابہت رکھنے والا اور کوئی نہ تھا۔

امام احمد اور امام اسحاق کا قول ہے: اسانید میں سب سے صحیح ترین طریق یہ ہے:
"الزهري عن سالم عن ابيه."

ایک قول یہ ہے کہ جناب سالم دو درہموں میں اپنے کپڑے خرید لیتے تھے۔ سلیمان بن عبدالملک نے پوچھا: آپ کیا کھاتے ہیں؟ تو فرمایا: روٹی اور زیتون اور جب کبھی گوشت ملے تو وہ بھی کھالیتا ہوں۔

میمون بن مہران کا قول ہے کہ جناب سالم کی سیرت بالکل اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ جیسی تھی، آپ بڑی پر مشقت زندگی گزارتے تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ بازار میں خرید و فروخت اور تجارت کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ سلیمان کے پاس پراگندہ اور خستہ کپڑوں میں تشریف لے گئے۔ اس پر بھی سلیمان نے آپ کو اپنے ساتھ تختِ خلافت پر بٹھایا۔ آپ نے 106ھ [1] میں بڑھاپے کی عمر میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۷۸) ۳/ ۱۳ع: حضرت ابوصالح السمان ذکوان المدنی رحمہ اللہ: [2]

آپ سیدہ جویریہ غطفانیہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ گھی اور زیتون کو فہ لا کر بیچا کرتے تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر باغیوں کی یلغار کے دن دارِ خلافت میں موجود تھے۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے علم سیکھا۔ جنابِ ابوہریرہ، سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی ہے۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں آپ کے فرزندِ ارجمند سہل اور اسی طرح اعمش، بھی، زید بن اسلم، بکیر بن اشج، یحییٰ بن سعید اور ایک جماعت شامل ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ آپ کا ذکر کرکے فرماتے ہیں:
ابوصالح السمان ثقہ ہیں ثقہ ہیں بڑے جلیل القدر اور سب سے ثقہ ہیں۔ اعمش کا قول ہے: میں نے جناب ابوصالح سے ایک ہزار احادیث سنی ہیں۔

---

[1] ایک قول 107ھ کا اور ایک 108ھ کا بھی ہے۔

[2] تهذيب التهذيب: 219/3، تقريب: 238/1، التاريخ الكبير: 260/3، الجرح والتعديل: 450/3، طبقات ابن سعد: 222/5، معجم طبقات الحفاظ: 88۔

میں کہتا ہوں کہ آپ نے 101ھ میں وفات پائی ہے۔ رحمہ اللہ

(۷۹) ۳/۱۴ع: حضرت ابو عبدالرحمن طاوس بن کیسان الیمانی، الجندی رحمہ اللہ: [1]

آپ کا شمار ''ابناء'' [2] میں ہوتا ہے۔ حضرت زید بن ثابت، سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت زید بن ارقم، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی۔ جب کہ آپ سے آپ کے بیٹے عبداللہ نے اور زہری، ابراہیم بن میسرہ، ابوزبیر المکی، عبداللہ بن ابی نجیح، حنظلہ بن ابی سفیان اور دیگر بے شمار تابعین نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ علم وعمل کے سردار تھے۔ عمرو بن دینار کا قول ہے: میں نے طاوس جیسا کوئی نہیں دیکھا اور قیس بن سعد کا قول ہے کہ طاوس کا ہم میں وہی مرتبہ تھا جو اہل بصرہ میں ابن سیرین کا تھا۔

عطاء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں: میں طاوس کو جنتی سمجھتا ہوں۔ نعمان بن زبیر الصنعانی بیان کرتے ہیں: امیر المؤمنین نے جنابِ طاوس کو سو دینار بھیجے جو انھوں نے قبول نہ فرمائے۔

ابراہیم بن میسرہ کا قول ہے: میں نے صرف طاوس کو دیکھا ہے کہ جن کے نزدیک شریف اور کم تر سب کا رتبہ ایک ہوتا تھا۔

میں کہتا ہوں: جنابِ طاوس اہل یمن کے شیخ، ان کے مفتی اور ان کے لیے باعثِ برکت تھے۔ بڑے جلیل القدر اور کثرت کے ساتھ حج کرنے والے تھے۔ چنانچہ حسن اتفاق سے یوم ترویہ [3] سے ایک دن قبل مکہ مکرمہ میں ہی 106ھ کو وفات پائی۔ خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ رحمہ اللہ

(۸۰) ۳/۱۵ع: امام ربانی، ابو محمد حضرت عطاء بن یسار المدنی الفقیہ الواعظ رحمہ اللہ: [4]

آپ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام اور سلیمان، عبداللہ اور عبدالملک جیسے فقہائے اسلام کے بھائی تھے۔

---

[1] تہذیب التہذیب: 8/5، (14)، تہذیب الکمال: 623/2، تقریب: 377/1(14)، خلاصۃ التہذیب: 15/2، الکاشف: 41/2، التاریخ الکبیر: 365/4، الجرح والتعدیل: 2203/4، سیر الاعلام: 38/5، الحلیۃ: 4/4، البدایۃ والنہایۃ: 235/9، الوافی بالوفیات: 412/16، الثقات: 391/4، دیوان الاسلام، ت: 1348۔

[2] اَبْنَاء: اہل فارس کی وہ اولاد جنھوں نے یمن میں عربوں میں شادیاں کیں اور وہیں رہائش اختیار کر لی۔ (القاموس الوحید، ص: 181، 182۔) نسیم

[3] یومِ ترویہ: ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ۔ اس دن کا یہ نام اس لیے ہے کہ حجاج اس تاریخ میں آئندہ کے لیے پانی لے لیتے ہیں اور سیرابی کا سامان کر لیتے ہیں۔ القاموس الوحید، ص: 689۔ نسیم

[4] تہذیب الکمال: 938/2، تہذیب التہذیب: 317/7(399)، تقریب: 23/2، خلاصۃ التہذیب: 232/2، الکاشف: 267/2، التاریخ الکبیر: 461/6، التاریخ الصغیر: 87/1، الجرح والتعدیل: 1867/1، میزان الاعتدال: 77/3، سیر الاعلام: 448/4، الاکمال: 313/1، العبر: 125/1، الثقات: 199/5، دیوان الاسلام، ت: 1411۔

آپ کو حضرت زید بن ثابت، حضرت ابو ایوب انصاری، سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور دیگر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کرنے کی سعادت ملی۔ جب کہ آپ سے زید بن اسلم، عمرو بن دینار، صفوان بن سلیم، ہلال بن ابی میمونہ اور شریک بن ابی نمر نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ ثقہ، بڑے جلیل القدر اور علم کا ایک برتن تھے۔ آپ نے 103ھ یا نوے سے کچھ اوپر سن میں وفات پائی۔

امام ابوداود کا قول ہے کہ آپ کا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی سماع ثابت ہے۔

سعید بن ابی مریم بیان کرتے ہیں کہ ہمیں محمد بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن ابی حرملہ نے عطاء بن یسار سے بیان کیا کہ مجھے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴾ [الرحمن:۴۶]

"اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے لیے دو باغ ہیں۔"

میں نے عرض کیا: چاہے اس نے زنا بھی کیا ہو، اور چاہے اس نے چوری بھی کی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہاں!" آگے پوری حدیث ہے۔ ہم نے یہ حدیث ابن زیاد القطان کی احادیث میں سے گیارھویں حدیث میں سنی ہے۔

(۸۱) ۱۶/۳ع: حضرت سلیمان بن یسار المدنی الفقیہ العلم رحمہ اللہ: ❶

آپ سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابن عباس، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں اور آپ سے عمرو بن دینار، زھری، سالم ابونضر، یحییٰ بن سعید، صالح بن کیسان اور دیگر اجل تابعین نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ کا شمار ائمہ مجتہدین میں ہوتا ہے۔ حسن بن محمد ابن الحنفیہ بیان کرتے ہیں: ہمارے نزدیک جناب سلیمان حضرت سعید بن مسیب سے زیادہ (فقیہ و) فہیم ہیں۔" کہتے ہیں کہ جب کوئی سعید بن مسیب سے مسئلہ پوچھنے آتا تھا تو وہ اس سائل کو جناب سلیمان بن یسار کی طرف بھیج دیا کرتے تھے۔

امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ سلیمان لوگوں کے علماء میں سے تھے۔ مصعب بن عثمان بیان کرتے ہیں: سلیمان بے حد خوبرو تھے۔ ایک مرتبہ ایک عورت ان سے ملنے گئی تو فریفتہ ہو بیٹھی۔ اس عورت کا یہ حال دیکھ کر جناب سلیمان وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

آپ کے سنِ وفات میں ایک قول 107ھ کا اور ایک قول 106ھ کا ہے۔ جب کہ دیگر اقوال بھی ملتے ہیں۔ رحمہ اللہ ❷

---

❶ تهذيب الكمال: 1/548، تهذيب التهذيب: 4/228، تقريب: 1/331، خلاصة التهذيب: 1/420، التاريخ الكبير: 4/41، التاريخ الصغير: 1/87، الجرح والتعديل: 4/149، الحلية: 2/190، البداية والنهاية: 9/244، سير الاعلام: 4/301، ديوان الاسلام: 1124، الثقات: 4/301۔

❷ جیسے 94ھ، 100ھ، 103ھ اور 109ھ۔

(۸۲) ۳/۷ اع: جناب خارجہ بن زید بن ثابت الانصاری المدنی رحمہ اللہ: ❶

آپ اکابر علماء میں سے ایک فقیہ و مجتہد تھے۔ البتہ آپ سے مروی احادیث کی تعداد کم ہے۔ اس لیے میں نے جناب خارجہ رحمہ اللہ کا ذکر حفاظِ حدیث میں نہیں کیا۔ رحمہ اللہ ❷

(۸۳) ۳/۱۸ اع: الامام المقری ابو الحجاج مجاہد بن جبر المخزومی، المکی رحمہ اللہ: ❸

آپ بنی مخزوم میں سے سائب بن ابی سائب مخزومی کے آزاد کردہ غلام تھے، مفسرین اور حفاظِ حدیث کی صف میں شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ نے حضرت سعد، سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ام ہانی، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی۔ ایک زمانہ تک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت کو لازم پکڑے رکھا۔ انھیں سے قرآن بھی پڑھا۔ آپ علم کا ایک برتن تھے۔ قتادہ، حکم بن قتیبہ، عمرو بن دینار، منصور، اعمش، ایوب، ابن عون اور عمر بن ذر جیسے تابعین نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

مجاہد فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے تین مرتبہ پورا قرآن پڑھا اور ہر ہر آیت پر رک کر یہ سوال کیا کہ یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی ہے؟ اور یہ آیت کیسی تھی؟ ابن کثیر، ابو عمرو بن علاء اور ابن محیص نے آپ سے قرآن پڑھا ہے۔ قتادہ کا قول ہے کہ اکابر علماء میں سے باقی رہ جانے والوں میں تفسیر کے سب سے بڑے عالم جناب مجاہد ہیں۔ ابن جریج بیان کرتے ہیں: مجھے جناب مجاہد سے (حدیث اور تفسیر وغیرہ کا) سننا اپنے گھر بار اور مال و منال سے زیادہ محبوب ہے۔

خصیف بیان کرتے ہیں: مجاہد تابعین میں تفسیر کے سب سے بڑے عالم تھے۔ ابراہیم بن مہاجر مجاہد رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: بسا اوقات جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما میرے لیے رکاب کو تھامتے تھے۔ ❹

اعمش کا قول ہے: جب میں مجاہد رحمہ اللہ کو چھوٹے موٹے اور میلے کپڑوں میں دیکھتا تو انھیں حقیر سمجھتا جیسے کوئی کسان ہو جس کا گدھا گم ہو گیا اور وہ اس بارے پریشان ہو۔ لیکن جب مجاہد کلام کرتے تھے تو جیسے منہ سے موتی جھڑتے تھے۔

حمید الاعرج بیان کرتے ہیں کہ مجاہد "والضحی" پڑھ کر تکبیر پڑھتے تھے۔ متعدد ائمہ کا قول ہے کہ مجاہد رحمہ اللہ نے 103ھ

---

❶ تہذیب التہذیب: 3/74، تقریب: 1/210، الکاشف: 1/265، التاریخ الکبیر: 3/204، التاریخ الصغیر: 1/42، الجرح والتعدیل: 3/374، اسد الغابۃ: 2/85، الاصابۃ: 2/223 تجرید اسماء الصحابۃ: 147/1، الطبقات الکبری: 524/3، سیر الاعلام: 437/4، الحلیۃ: 189/2، الاعلام: 293/2، الثقات: 211/4۔

❷ آپ نے 99ھ یا 100ھ میں وفات پائی۔

❸ تہذیب الکمال: 3/1305، تہذیب التہذیب: 10/42(68)، تقریب: 2/229، خلاصۃ التہذیب: 3/10، الکاشف: 3/120، التاریخ الکبیر: 7/411، الجرح والتعدیل: 8/1469، میزان الاعتدال: 3/439، لسان المیزان: 7/349، البدایۃ والنہایۃ: 9/224، مجمع الزوائد: 1/191، تراجم الاحبار: 3/336، نسیم الریاض: 1/142۔

❹ تہذیب التہذیب: 43/10 میں یہ عبارت ہے: بسا اوقات مجاہد جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے رکاب تھامتے تھے۔

میں وفات پائی ہے۔ ❶ واقدی ابن جریج کا قول نقل کرتے ہیں کہ مجاہد رحمہ اللہ نے تراسی سال کی عمر پائی تھی۔

محمد بن حمید بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن عبدالقدوس نے اعمش سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ مجاہد جب بھی کسی عجیب بیان کو سنتے تھے تو اسے دیکھنے چل پڑتے تھے۔ لہٰذا آپ بیر برھوت دیکھنے "حضر موت" گئے۔ بابل بھی گئے۔ آپ نے اس کے والی سے کہا کہ مجھے ہاروت اور ماروت دکھلاؤ۔ والی نے ایک جادوگر بلوا کر اسے کہا کہ انھیں لے جاؤ۔ اس یہودی جادوگر نے کہا، مگر شرط یہ ہے کہ یہ وہاں اللہ سے دعا نہ کریں گے۔ چنانچہ وہ جادوگر جناب مجاہد کو ایک قلعہ کے پاس لے گیا۔ اس نے ایک پتھر ہٹا کر کہا: میرا پاؤں پکڑ لو اور اندر چھلانگ لگا دی۔ جب دونوں تہ میں جا گرے تو کیا دیکھا کہ ہاروت اور ماروت دونوں سر کے بل لٹکے ہیں جیسے دو پہاڑ ہوں۔ انھیں دیکھ کر میرے منہ سے بے اختیار یہ الفاظ نکل گئے "جس اللہ نے تم دونوں کو پیدا کیا ہے بلاشبہ وہ اللہ ہر عیب سے پاک ہے۔" اس پر ان دونوں میں حرکت پیدا ہوئی جیسے دو پہاڑ لرز اُٹھے ہوں۔ یہ منظر دیکھ کر میں اور وہ یہودی دونوں غش کھا کر گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔ بعد میں وہ یہودی مجھ سے پہلے ہوش میں آ گیا اور کہنے لگا: ارے! تو نے تو خود کو بھی ہلاک کر ڈالا تھا اور مجھے بھی۔

(۸۴) ۳/۱۹ ع: حضرت ابو عبداللہ خالد بن معدان الکلاعی الحمصی رحمہ اللہ: ❷

آپ اپنے زمانے میں اپنے علاقہ کے نامور اور سر برآوردہ عالم سمجھے جاتے تھے۔ آپ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ، جناب مقدام بن معدیکرب، جبیر بن نفیر، کثیر بن مرہ اور دیگر متعدد احباب سے حدیث سنی۔ آپ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مرسل روایت بیان کیا کرتے تھے۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں بحیر بن سعد، ثور بن یزید، حریز بن عثمان، صفوان بن عمرو اور ان کی دختر نیک اختر عبدہ اور دیگر افراد شامل ہیں۔ صفوان کا قول ہے کہ میں نے جناب خالد بن معدان کو یہ فرماتے سنا ہے: میں نے ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ بحیر بیان کرتے ہیں: میں نے خالد سے زیادہ علم کو لازم پکڑنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ آپ کا علم ایک مصحف میں درج تھا جس کے کئی کاج اور گھنڈیاں تھیں۔

صفوان بیان کرتے ہیں: جب جناب خالد کا حلقہ بہت وسیع ہو جاتا تھا تو شہرت کے خوف سے وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ سفیان ثوری بیان کرتے ہیں: میں جناب خالد بن معدان پر کسی کو مقدم نہیں کرتا۔ ایک روایت میں ہے کہ جناب خالد روزانہ ستر ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے۔ خود جناب خالد کا قول ہے کہ اگر موت کی کوئی معلوم غایت ہوتی تو قوت کی زیادتی

❶ آپ کی تاریخ وفات میں 101ھ، 102ھ، 103ھ اور 104ھ کے اقوال بھی ملتے ہیں۔

❷ تہذیب الکمال: 363/1، تہذیب التہذیب: 118/3، تقریب: 218/1، خلاصۃ التہذیب: 284/1، الکاشف: 274/1، التاریخ الکبیر: 176/3، الجرح والتعدیل: 1584/3، نسیم الریاض: 323/3، الحلیۃ: 210/5، طبقات ابن سعد: 393/7، سیر الاعلام: 516/4، الثقات: 196/4۔

کے بغیر کوئی اس کی طرف مجھ سے سبقت نہ لے جاسکتا۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ جناب خالد کی وفات 104ھ میں ہوئی تھی۔ جب کہ ہیثم، مدائنی اور ایک جماعت نے سن وفات 103ھ بتلایا ہے۔ جناب خالد ثبت علماء میں سے تھے۔ البتہ تدلیس اور ارسال کرتے تھے۔ آپ کی مروی احادیث کتب ستہ میں مذکور ہیں۔ رحمہ اللہ

(۸۵) ۳/۲۰ ع: حضرت ابوقلابہ عبداللہ بن زید الجرمی، البصری رحمہ اللہ [1]

آپ کا شمار، سربرآوردہ اور جلیل القدر علماء میں ہوتا ہے۔ آپ نے حضرت سمرہ بن جندب، حضرت ثابت بن ضحاک، حضرت انس بن مالک النجاری، حضرت انس بن مالک الکعبی، حضرت زھدم بن مضرب، حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہم اور بے شمار صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی۔ آپ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ایک جماعت سے مرسل حدیث روایت کرتے ہیں۔ صحیح مسلم میں آپ کی سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرسل روایت موجود ہے۔ جب کہ آپ سے ایوب، حمید، یحییٰ بن ابی کثیر، خالد الحذاء، عاصم احول، داود بن ابی ہند اور دیگر تابعین نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ سے قاضی بننے کو کہا گیا تو روپوش ہو گئے اور جلاوطنی اختیار کر لی اور شام کے علاقہ "داریا" میں سکونت اختیار کر لی۔

حماد بن زید ایوب سے روایت کرتے ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب ابوقلابہ شام میں جب بیمار پڑ گئے تو سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ان کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ فرمایا: اے ابوقلابہ! مضبوط رہنا اور منافقوں کو ہم پر ہنسنے کا موقع نہ دینا۔

حماد کا قول ہے کہ ابوقلابہ نے شام میں وفات پائی اور اپنی کتابوں کے بارے میں ایوب سختیانی کے لیے وصیت کر گئے۔ وہ کتابیں ایک قافلہ پر لاد کر لائی گئیں تھیں۔

ابن علیہ بیان کرتے ہیں: ہمیں ایوب نے بیان کیا کہ جناب ابوقلابہ نے میرے لیے اپنی کتابوں کی وصیت کی تھی۔ میں وہ کتابیں شام سے لے کر آیا۔ ان کتابوں کو لانے کا صرف کرایہ تقریباً پندرہ درہم لگ گیا۔

ابوعبیدہ، شباب اور ابوسعید بن یونس کا قول ہے کہ جناب ابوقلابہ نے ۱۰۴ھ میں وفات پائی تھی۔ ہیثم بن عدی وغیرہ نے سن وفات 107ھ جب کہ ابن معین رحمہ اللہ نے سنِ وفات 106ھ یا 107ھ بتلایا ہے۔ رحمہ اللہ

مجھے عبدالمومن بن خالد الحافظ نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ ابوقلابہ ان مردانِ کار میں سے ہیں جن کی دینی اور جسمانی دونوں طرح آزمائش کی گئی۔ انھیں بصرہ کی قضا پیش ہوئی تو بھاگ کر شام چلے آئے۔ آپ نے عریش مصر میں 104ھ میں اس حال میں وفات پائی کہ آپ کی بینائی، ہاتھ اور پیر سب ضائع ہو چکے تھے۔ لیکن اس سب کے باوجود رب تعالیٰ کی ذات کے بے حد حامد وشاکر تھے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 684/2، تہذیب التہذیب: 224/5، (387)، تقریب: 417/1، (319)، خلاصۃ التہذیب: 58/2، الکاشف: 88/2، التاریخ الکبیر: 92/5، التاریخ الصغیر: 203/1، الجرح والتعدیل: 268/5، میزان الاعتدال: 425/2، لسان المیزان: 262/7، الوافی بالوفیات: 185/17، دیوان الاسلام، ت: 1677۔

(۸۶) ۳/۲۱ ع: حضرت ابو بردہ بن حضرت ابوموسیٰ اشعری الفقیہ رحمہ اللہ ❶

آپ کا شمار ائمہ اثبات میں ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے والد ماجد جناب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے اور حضرت علی، حضرت زبیر بن عوام، حضرت حذیفہ، حضرت ابن سلام، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے آپ کے بیٹے بلال الامیر، پوتے برید بن عبداللہ نے اور بکیر بن الاشج، ثابت بنانی، قتادہ، ابواسحاق شیبانی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ بڑے علامہ اور کثیر الحدیث تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کا نام عامر تھا۔ جناب شریح کے بعد کوفہ کی مسندِ قضا پر آپ ہی رونق افروز ہوئے تھے۔

الرویانی اپنی ''مسند'' میں بیان کرتے ہیں: ہمیں احمد بن اخی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں میرے چچا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن عیاش الکتبانی نے اپنے والد سے بیان کیا کہ جب یزید بن مہلب خراسان کا والی بنا تو اس نے کہا: مجھے نیکیوں میں کسی کامل شخص کے پاس لے جاؤ'' لوگوں نے ابن مہلب کو جناب ابو بردہ کا پتا دے دیا جب ابن مہلب نے آپ کو دیکھا تو ہر اعتبار سے فائق پایا اور جب گفتگو کی آپ کی معلومات، علم اور فہم وفراست کو آپ کے ظاہر سے بھی افضل پایا۔ چنانچہ ابن مہلب نے آپ کو بعض صوبوں کی امارت پیش کر دی جس کے قبول کرنے سے آپ نے انکار کر دیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ مجھے میرے والد ماجد نے بیان فرمایا کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''جو کسی امر کا والی بنا اور وہ جانتا بھی ہے کہ وہ اس امر کا اہل نہیں تو وہ جہنم میں اپنا ایک ٹھکانا بنا لے۔''

ابونعیم کا قول ہے: جناب ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے 104ھ میں وفات پائی۔ واقدی نے آپ کا سن وفات 103ھ بتلایا ہے۔ رحمہ اللہ

(۸۷) ۳/۲۲ ع: الحبر، العالم جناب ابوعبداللہ عکرمہ البربری ثم المدنی الہاشمی رحمہ اللہ: ❷

آپ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ حضرت ابن عباس، سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت ابوسعید خدری اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ آپ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ

---

❶ آپ کے نام نامی اسم گرامی کی بابت دو اقوال ہیں۔ (1) حارث (2) عامر۔
تہذیب: 18/12 (95)، تقریب: 394/2، تعجیل: 1597، تہذیب الکمال: 1579، الزہد لوکیع، رقم: 66، تفسیر الطبری: 129/1، طبقات ابن سعد: 136/1، کتاب الایمان الفہرس: 256/1۔

❷ تہذیب الکمال: 950/2، تہذیب التہذیب: 263/7 (475)، تقریب: 30/2، خلاصۃ التہذیب: 240/2، الکاشف: 276/2، التاریخ الکبیر: 49/7، الجرح والتعدیل: 41/7، میزان الاعتدال: 93/3، لسان المیزان: 308/7، المغنی: 4169، الحلیۃ: 326/3، الثقات: 229/5، تراجم الاحبار: 32/3، دیوان الاسلام: ت 1416، تاریخ اصبہان: 896۔

سے روایت سنن نسائی میں مذکور ہے کیوں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب جناب علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بصرہ کے والی بنے تھے تب عکرمہ کے آقا بنے تھے اور جناب عکرمہ سے روایت کرنے والوں میں، ایوب، ابوبشر، عاصم احول، ثور بن یزید، ثور بن زید، خالد الحذاء، داود بن ابی ہند، عقیل بن ابی خالد، عباد بن منصور، عبدالرحمن بن سلیمان ابن الغسیل وغیرہ کے اسمائے گرامی آتے ہیں۔ آپ جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حیات میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ جناب عکرمہ خود روایت کرتے ہیں کہ میں نے چالیس سال تک علم حاصل کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن وسنت کی تعلیم کے لیے میرے پیروں میں بیڑیاں ڈال کے رکھتے تھے۔

عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوشعثاء کو یہ بیان کرتے سنا: یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عکرمہ ہیں جو لوگوں کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

مغیرہ سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ کیا آپ اپنے سے بھی بڑے کسی عالم کو جانتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: ہاں! اور وہ عکرمہ ہیں۔

شعبی کا قول ہے کہ اب اللہ کی کتاب کو عکرمہ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں بچا۔ ایوب جناب عکرمہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ: میں بازار جا کر کسی کو جب بات کرتے سنتا ہوں تو اس کی گفتگو سے مجھ پر علم کے پچاس دروازے کھل جاتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جناب عکرمہ علم کا سمندر تھے۔ البتہ بعض علماء نے ان کے بارے میں یہ کلام کیا ہے کہ ان کی رائے خوارج کی ہم نوا تھی۔ اسی لیے امام مالک رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے ان سے روایت لینے سے گریز کیا ہے۔ مرہ بن خالد کا قول ہے کہ عکرمہ جب بصرہ آتے تھے تو جب تک بصرہ سے واپس نہ ہو جاتے تھے جناب حسن بصری تفسیر اور فتویٰ بیان کرنے سے رکے رہتے تھے۔ طاؤس بیان کرتے ہیں: اگر جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ یہ غلام اللہ سے ڈرتے اور بعض احادیث کے بیان سے رک جاتے تو ایک دنیا ان کی طرف رخ کرتی۔

جناب عکرمہ نے 107ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ[1]

(۸۸) ۳/۲۳ ع: الامام القدوہ ابوعبدالرحمن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق عتیق بن عثمان القرشی، التیمی، المدنی، الفقیہ رحمہ اللہ:[2]

آپ نے اپنی پھوپھو سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت ابن عباس، حضرت معاویہ، سیدہ فاطمہ بنت قیس، حضرت ابن عمر اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے حدیث سنی ہے۔ جب کہ آپ سے آپ کے بیٹے عبدالرحمن نے اور زہری، ابن

---

1. اس کے علاوہ 108ھ، 109ھ اور 110ھ کے اقوال بھی ہیں۔
2. تهذيب الكمال: 1115/2، تهذيب التهذيب: 333/8، (601)، تقريب: 120/2، خلاصة التهذيب: 346/2، الكاشف: 393/2، التاريخ الكبير: 157/7، الجرح والتعديل: 675/7، سير الاعلام: 53/5، تاريخ الثقات: 387، الحلية: 183/2، تراجم الاحبار: 266/3، طبقات ابن سعد: 344/5، ديوان الاسلام، ت: 1659۔

منکدر، ابن عون، ربیعۃ الرائے، افلح بن حمید، حنظلہ بن ابی سفیان، ایوب سختیانی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔
آپ کے والد بچپن میں ہی قتل ہو گئے تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنی پھوپھو سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پرورش پائی اور سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی دین میں تفقہ حاصل کیا۔ یحییٰ بن سعید انصاری کا قول ہے کہ ہمیں مدینہ میں ایسا کوئی آدمی نہ ملتا تھا جسے ہم قاسم پر فضیلت دے سکتے۔ ابن زیاد بیان کرتے ہیں: میں نے قاسم سے بڑا صاحب علم فقیہ نہیں دیکھا اور نہ ان سے زیادہ سنت کو جاننے والا ہی کوئی دیکھا ہے۔

ابن عیینہ بیان کرتے ہیں: قاسم اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔ ابن المدینی فرماتے ہیں: قاسم سے مروی احادیث کی تعداد دو سو ہے۔ ابن سعد کا قول ہے: قاسم، امام، فقیہ، ثقہ، بلند مرتبہ، متقی و پرہیز گار اور کثیر الحدیث شخص تھے۔

ایوب سختیانی بیان کرتے ہیں: میں نے قاسم سے افضل کوئی شخص نہیں دیکھا۔ اُنھوں نے ترکہ میں ایک لاکھ چھوڑا تھا جو حلال مال سے تھا۔

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر میرا اختیار ہوتا تو میں اپنے بعد بنی تیم کے اس کمزور نگاہ والے کو یعنی قاسم کو اپنا جانشین بناجاتا۔

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی بات ٹھیک تھی کیوں کہ سلیمان بن عبدالملک آپ کے بعد یزید بن عبدالملک کو ولی عہد بنانے کی وصیت کر گیا تھا۔

خلیفہ بن خیاط نے لکھا ہے کہ جناب قاسم رحمہ اللہ نے 106ھ کے آخر میں یا 107ھ کے اوائل میں وفات پائی تھی۔ ہیثم بن عدی اور ابن بکیر نے سنِ وفات 107ھ لکھا ہے۔ رحمہ اللہ [1]

(۸۹) ۳/ ۲۴ ع: الحافظ المقری ابوداود عبدالرحمن بن ھرمز المدنی الاعرج رحمہ اللہ: [2]

آپ ربیعہ بن حارث بن عبدالملک ہاشمی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ مصاحف لکھا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت عبداللہ بن بحینہ اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی۔ آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں زہری، ابوزناد، صالح بن کیسان، یحییٰ بن سعید، عبداللہ بن لھیعہ اور دیگر علماء شامل ہیں۔ آپ ثقہ، عالم اور مقری تھے۔ اخیر عمر میں اسکندریہ منتقل ہو گئے اور سرحدوں پر جہاد کرتے رہے۔ 117ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ [3]

---

[1] ایک قول 101ھ کا اور ایک قول 102ھ کا بھی ہے۔
[2] تہذیب: 823/2، تہذیب التہذیب: 290/6 (566)، تقریب: 501/1(1142)، خلاصۃ التہذیب: 156/2، الکاشف: 189/2، التاریخ الکبیر: 360/5، التاریخ الصغیر: 283/1، الجرح والتعدیل: 1408/5، طبقات ابن سعد: 209/5، الثقات: 107/5۔
[3] ایک قول 110ھ کا اور ایک 127ھ کا بھی ہے۔

(۹۰) ۳/۲۵ع: القدوہ، العلم ابو محمد عطاء بن ابی رباح اسلم القرشی المکی، الاسود رحمہ اللہ: ❶

آپ اہل مکہ کے مفتی، ان کے محدث اور ان کے آزاد کردہ غلام تھے۔ خلافتِ عثمانی میں یا خلافتِ فاروقی میں پیدا ہوئے اور یہی قول زیادہ مضبوط ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عباس، سیدہ ام سلمہ، حضرت ابوسعید خدری اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی۔ آپ سے ایوب، حسین المعلم، ابن جریج، ابن اسحاق، اوزاعی، ابوحنیفہ، ہمام بن یحییٰ، جریر بن حازم اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

جنابِ اسود فصیح اللسان، کثیر العلم اور عربوں میں پرورش پا کر جوان ہونے والے غیر عرب تھے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے عطاء سے زیادہ افضل کوئی نہیں دیکھا۔ ابن جریج کا قول ہے کہ بیس برس تک رات کو مسجد کے فرش پر ہی سوتے رہے تھے اور سب سے عمدہ نماز پڑھنے والے تھے۔ اوزاعی بیان کرتے ہیں: عطاء جس دن فوت ہوئے تھے اس دن وہ روئے زمین کے لوگوں کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب تھے۔ محمد بن عبداللہ الدیباج کا قول ہے: میں نے عطاء سے بہتر مفتی نہیں دیکھا۔ آپ کی مجلس اللہ کے ذکر کی مجلس ہوتی تھی جس میں ذرا سستی نہ آتی تھی اور اگر کوئی سوال کرتا تو بے حد عمدہ جواب دیتے تھے۔ اسماعیل بن امیہ بیان کرتے ہیں: عطاء بہت زیادہ خاموش رہتے تھے اور جب بولتے تو گمان ہوتا تھا کہ انھیں تائید ربانی حاصل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: اے اہل مکہ! تم لوگ میرے پاس جمع ہوتے ہو، حالانکہ تم میں عطا موجود ہیں۔ ثوری عمرو بن سعید سے اور وہ اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ تشریف لائے تو لوگوں نے علمی مسائل پوچھنے شروع کر دیے۔ آپ نے فرمایا: تم لوگ مسائل جمع کر کے میرے پاس لاتے ہو، حالانکہ تم میں عطاء موجود ہیں۔

ابوجعفر الباقر کا قول ہے: اب روئے زمین پر عطاء سے زیادہ مناسکِ حج کو جاننے والا اور کوئی نہیں رہا۔

میں کہتا ہوں کہ عطاء علم، زہد و ورع اور عبادت و گریہ میں بے شمار فضائل و مناقب کے مالک تھے۔ اصح قول کے مطابق رمضان 114ھ میں مکہ میں وفات پائی، ایک قول 115ھ کا بھی ہے۔

(۹۱) ۳/۲۶ع: الامام القدوہ ابو ایوب میمون بن مہران الرقی رحمہ اللہ: ❷

آپ اہل جزیرہ کے عالم تھے۔ کوفہ کی ایک عورت نے آپ کو آزاد کیا تھا۔ پرورش تو کوفہ میں پائی مگر جزیرہ میں سکونت

---

❶ تہذیب الکمال: 933/2، تہذیب التہذیب: 7/199 (384)، تقریب: 22/2، خلاصۃ التہذیب: 230/2، الکاشف: 265/2، التاریخ الکبیر: 463/6، میزان الاعتدال: 70/3، لسان المیزان: 305/7، الثقات: 198/5، دیوان الاسلام، ت: 1414۔

❷ تہذیب الکمال: 1397/3، تہذیب التہذیب: 390/10 (703)، تقریب: 292/2، خلاصۃ التہذیب: 74/3، التاریخ الکبیر: 338/7، الجرح والتعدیل: 1053/8، تاریخ الثقات: 445، تراجم الاحبار: 392/3، طبقات ابن سعد: 192/9، تاریخ اسماء الثقات: 1405، سیر الاعلام: 71/5۔

اختیار کرلی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے مرسل روایات بھی روایت کی ہیں۔ آپ سے ابو بشر، خصیف، جعفر بن برقان، حجاج بن ارطاۃ، سالم بن ابی المہاجر الاوزاعی، ابو ملیح الرقی، معقل بن عبید اللہ اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میمون عکرمہ سے زیادہ ثقہ ہیں۔ جعفر بن برقان جناب میمون سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس سے اُٹھ کر جانے لگا تو اُنھوں نے فرمایا: جب یہ اور اس جیسے لوگ زمین سے اُٹھ جائیں گے تو لوگ نادان رہ جائیں گے۔

سلیمان بن موسیٰ الفقیہ کا قول ہے: خلافتِ ہشام میں جن لوگوں کو علماء شمار کیا جاتا تھا، وہ یہ ہیں: حسن، مکحول، میمون بن مہران اور زہری۔

ابو ملیح بیان کرتے ہیں: میں نے میمون سے افضل کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

میں کہتا ہوں: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے آپ کو جزیرہ کے خراج اور قضا پر مقرر کیا تھا۔ آپ کے بیٹے عمرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے سنا ہے: میری تمنا ہے کہ میری اُنگلی یہاں سے یہاں تک کاٹ دی جائے، پر میں عمر بن عبدالعزیز کا یا کسی اور کا والی نہ بنوں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جناب میمون سترہ دنوں میں سترہ ہزار رکعات نماز پڑھا کرتے تھے۔ امام نسائی نے آپ کو ثقہ کہا ہے جناب میمون نے اسی سال کی عمر پا کر 117ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۹۲) ۳/۷/۲ع: الامام، العلم ابو عبداللہ نافع العدوی المدنی رحمہ اللہ [1]

آپ اپنے مولی حضرت ابن عمر، سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت ابوہریرہ، سیدہ ام سلمہ، حضرت رافع بن خدیج، حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں، ایوب، عبید اللہ بن عمر، ابن عون، ابن جریج، اوزاعی، امام مالک، عقیل بن خالد، لیث اور بے شمار لوگوں کے نام ذکر کیے جاتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ حضرات نے "مالك عن نافع عن ابن عمر" کو سب سے زیادہ صحیح سند قرار دیا ہے۔ عبید اللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے جناب نافع کو اہل مصر کا معلم بنا کر بھیجا تھا تاکہ آپ انھیں سنت کی تعلیم دیں۔ اصمعی العمری سے اور وہ نافع سے نقل فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر نے جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما کو میری بارہ ہزار قیمت پیش

---

[1] تهذيب الكمال: 1405/2، تهذيب التهذيب: 412/10(742)، تقريب: 296/2، خلاصة التهذيب: 89/3، التاريخ الكبير: 84/8، الجرح والتعديل: 2070/8، تاريخ الثقات: 447، تاريخ الاسلام: 10/5، نسيم الرياض، 64/3، تراجم الاحبار: 116/4، معرفة الثقات: 1838، معجم طبقات الحفاظ: 79۔

کی مگر اُنھوں نے قبول نہ کیا اور مجھے (اللہ کے لیے) آزاد کر دیا۔ امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ نافع اور سالم میں اختلاف ہو جائے تو میں ان دونوں پر کسی کو مقدم نہیں کرتا۔

ابن وہب بیان کرتے ہیں کہ مجھے امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: میں جناب نافع کے پاس اپنے لڑکپن میں ایک دوسرے لڑکے کے ساتھ آتا جاتا تھا۔ آپ ہمیں پاس بٹھاتے اور حدیث سناتے تھے۔ آپ نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اکیلے بیٹھے رہتے اس دوران کسی کو پاس جانے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔ جب آفتاب طلوع ہو جاتا تو اُٹھ کھڑے ہوتے۔ آپ نے جناب سالم رحمہ اللہ کی زندگی میں کبھی فتویٰ نہ دیا تھا۔ جناب نافع سیاہ چادر اوڑھا کرتے تھے اور اس کا ایک پلو اپنے منہ پر رکھتے تھے اور کسی سے بات نہیں کرتے تھے۔ آپ کوتاہ قامت تھے۔

اصبغ بن فرج بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن رجاء نے یونس بن یزید سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ نافع فرماتے ہیں: ''مجھے تمھارے زھری سے کون معاف رکھے گا کہ میرے پاس آتے ہیں۔ میں انھیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث سناتا ہوں، پھر وہ سالم کے پاس جا کر کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث آپ کے والد ماجد سے سنی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ٹھیک ہے پھر زھری اسی حدیث کو سالم کے واسطے سے بیان کرتے ہیں اور بیچ میں مجھے چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ حدیث کا متن میں نے سنایا ہوتا ہے۔

حماد بن زید، محمد بن سعد اور ایک جماعت کا قول ہے کہ جناب نافع نے 117ھ میں وفات پائی۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ نافع دیلمی کی زبان میں لکنت تھی اور اُنھوں نے 117ھ میں وفات پائی۔ [1] جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تیس سال خدمت کی۔ ابن عامر نے آپ کو میری قیمت میں تیس ہزار پیش کیے۔ تو فرمایا مجھے ڈر ہے کہ ابن عامر کے دراہم مجھے کسی فتنہ میں نہ ڈال دیں جاؤ تم آزاد ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ جناب نافع کی ایک ''کوکب الصبح''، نامی باندی تھی۔

(۹۳) ۲۸/۳ع: حافظ ابو عبداللہ وہب بن منبہ الصنعانی رحمہ اللہ: [2]

جناب وہب 34ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تھوڑی سی احادیث روایت کی ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت ابو سعید خدری اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم وغیرہ حضرات سے حدیث روایت کی ہے۔ آپ اہل کتاب کا کافی علم جانتے تھے۔ کیوں کہ آپ نے اہل کتاب کے علم اور کتابوں پر خوب توجہ دی تھی۔ صحیحین میں آپ کی اپنے بھائی ہمام سے مروی حدیث موجود ہے۔ جب کہ جناب ہمام کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کا نسخہ مشہور اور

---

[1] ایک قول 120ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

[2] تہذیب الکمال: 1480/3، تہذیب التہذیب: 166/11 (288)، تقریب: 339/2، خلاصۃ التہذیب: 138/3، دیوان الاسلام، ت: 2166، التاریخ الکبیر: 164/8، الجرح والتعدیل: 110/9، میزان الاعتدال: 383/4، لسان المیزان: 428/7، المشتبہ: 9، نسیم الریاض: 369/1، ضعفاء ابن الجوزی: 189/3۔

زبانِ زدخلائق ہے جس کا اکثر حصہ معمر کی روایت سے کتب صحاح میں مروی ہے۔ جناب ہمام نے طویل عمر پائی تھی اور 130ھ کے بعد تک زندہ رہے تھے۔

آپ سے آپ کے بھتیجے وھب بن عبدالصمد اور دیگر قرابت داروں کے علاوہ عمرو بن دینار، ابو موسیٰ اسرائیل، سماک بن فضل، عوف الاعرابی اور دیگر حضرات نے حدیث روایت کی ہے۔ جناب وہب ثقہ، وسیع العلم اور اپنے زمانے کے کعب احبار لگتے تھے۔

عجلی کا قول ہے: وہب ثقہ، تابعی اور صنعاء کے قاضی تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ کے والد جناب منبہ ھرات کے ان لوگوں میں سے تھے جنھیں کسریٰ نے یمن پر قبضہ کرنے بھیجا تھا۔ جناب منبہ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی اسلام لے آئے تھے۔

وہب خود بیان کرتے ہیں: لوگ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم ہیں اور کعب احبار رضی اللہ عنہ اپنے زمانے کے بڑے عالم ہیں۔ بھلا بتلاؤ تو کہ ان دونوں کے علم کو کس نے جمع کر رکھا ہے؟ جنابِ وہب کی اس سے مراد وہ خود تھے۔

مثنیٰ بن صباح کا قول ہے کہ جناب وہب نے بیس سال ایسے گزارے کہ عشاء اور فجر کے درمیان وضو کا اعادہ نہ کیا۔ تاریخ دمشق میں وہب کا طویل ترجمہ منقول ہے۔ آپ نے 114ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۹۴) ۳/۲۹ ع: الامام، شیخ الحرم جناب عبداللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ زھیر بن عبداللہ بن جدعان القرشی، التیمی، المکی الاحول رحمہ اللہ: [1]

آپ کی کنیت کے بارے میں دو اقوال ہیں: (۱) ابوبکر (۲) اور ابو محمد۔ آپ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مکہ کے قاضی اور حرم کے مؤذن تھے۔ آپ اپنے دادا، سیدہ عائشہ صدیقہ، سیدہ ام سلمہ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں اور آپ سے عمرو بن دینار، ایوب، ابن جریج، یزید بن ابراہیم، جریر بن حازم، نافع بن عمر الجمحی، ابو عامر الخزار، عبدالواحد بن ایمن، لیث بن سعد اور ان کے علاوہ بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

جناب ابن ابی ملیکہ امام، فقیہ، حجت، فصیح و بلیغ اور خوش الحان و خوش گفتار تھے۔ آپ کی وثاقت پر سب کا اجماع اور اتفاق ہے۔ ایوب آپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھے طائف کا قاضی بنا کر بھیجا تو میں (بعض مسائل کی توضیح کے لیے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کرتا تھا۔

---

[1] تہذیب الکمال: 1585، تہذیب التہذیب: 132/12 (146)، تقریب: 398/2، الجرح والتعدیل: 346/9۔

(۹۵) ۳/۰۳ع: الحافظ ابو سہل عبداللہ بن بریدہ بن الحصیب الاسلمی المروزی رحمہ اللہ: [1]

آپ مرو کے قاضی اور خراسان کے عالم تھے، آپ اپنے والد ماجد، سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت سمرہ بن جندب، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت ابوالاسود الدؤلی، حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہم سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت ہے اور آپ دورِ فاروقی میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں جریری، حسین المعلم، مقاتل ابن حیان، اجلح الکندی، کہمس ابن الحسن، معاویہ بن عبدالکریم الثقفی، مالک بن مغول، قاضی مرو حسین بن واقد اور بے شمار لوگوں کے نام شامل ہیں۔ آپ کی روایت سے استدلال کرنے پر سب کا اتفاق ہے سو سال کی عمر پا کر 115ھ [2] میں وفات پائی۔ آپ بے پناہ علم پھیلا کر عالم آخرت کو سدھارے تھے۔ رحمہ اللہ

چند اکابر تابعین عظام رحمہم اللہ کے اسمائے گرامی:

یہ وہ دور تھا جب دولتِ اسلامیہ میں اکابر اور جلیل القدر تابعین رحمہم اللہ کثرت کے ساتھ موجود تھے۔ ذیل میں چند ایک کے اسمائے گرامی نقل کیے جاتے ہیں۔

الاغر ابو مسلم الکوفی، آپ اصل میں مدنی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ انس ابن سیرین۔ یہ علمائے بصرہ میں سے ہیں۔ آپ کی ہمشیر حضرت حفصہ بنتِ سیرین، بسر بن سعید المدنی، بڑے نیک اور صالح تھے۔ بسر بن عبداللہ الحضرمی، اہل حمص کے ثقہ رواۃ میں شمار ہوتے ہیں۔ بشیر بن یسار المدنی انصار کے موالی میں سے ہیں، بکر بن عبداللہ المزنی البصری، آپ کا نام حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے ساتھ لیا جاتا ہے۔

البتہ آپ نے ان سے پہلے وفات پائی تھی۔ ابوصدیق بکر ابن عمرو الناجی۔ بصرہ کے ثقات میں سے ہیں۔ ابوزاہریہ حدیر بن کریب الشامی، ثقہ راوی ہیں۔ حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب المدنی، خارجہ بن زید بن ثابت۔ مدینہ کے فقہائے سبعہ میں سے ایک ہیں۔ ذر بن عبداللہ الھمدانی الکوفی، راشد بن سعد، حمص کے علماء میں سے ایک بلند نام۔ سالم بن ابی الجعد الاشجعی۔ بنو اشجع کے موالی میں سے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے خادم جناب سالم ابوالغیث۔ سعد بن عبیدہ الکوفی السلمی، سعید بن ابی سعید المقبری اور آپ کے والد ابوسعید مقبری۔ تابعین کے علماء میں سے ہیں۔ سعید بن مرجانہ المدنی، سعید بن ابی الہند المدنی، سعید بن یسار ابوالحباب المدنی، سلمان مولی عزہ ابوحازم الاشجعی الکوفی، سلیم بن عامر الخبائری حمصی، شداد ابوعمار الدمشقی مولی معاویہ رضی اللہ عنہ۔ شفی ابن ماتع الاصبحی، المصری، شریح بن عبید الحضرمی الحمصی، شہر بن حوشب الاشعری، ضحاک بن شراحیل مشرقی

---

[1] تہذیب الکمال: 42/2، تہذیب التہذیب: 157/5 (270)، تقریب: 403/1، (203)، خلاصۃ التہذیب: 42/2، التلویح الکبیر: 51/5، الجرح و التعدیل: 61/5، میزان الاعتدال: 369/2، لسان المیزان: 258/7، طبقات ابن سعد: 160/1/7، الوافی بالوفیات: 84/17۔

[2] ایک قول 105ھ اور ایک 125ھ کا بھی ہے۔

کوفی، ضحاک بن عزرب الاردنی، ضحاک بن مزاحم الخراسانی المفسر، ضمرہ بن حبیب الحمصی، طریف ابوتمیمہ الجیمی، طلحہ بن نافع ابو سفیان الکوفی، طلق بن حبیب البصری، عامر بن سعد بن ابی وقاص الزہری عامر بن سعد البجلی الکوفی، عباد بن تمیم المازنی المدنی، عبادہ بن نسی الکندی الاردنی، عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت الانصاری، عباس بن سہل بن سعد الساعدی، عبداللہ بن خباب الانصاری، ابورافع عبداللہ بن رافع مولی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، عبداللہ بن شقیق العقیلی، عبداللہ بن عامر الیحصبی آپ شام کے مقری ہیں۔ عبداللہ بن عبداللہ بن امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ العدوی، عبداللہ بن عبید بن عمیر اللیثی المکی، عبداللہ بن محیریز الجمحی، عبداللہ بن مرہ الخارفی الکوفی، عبداللہ بن معبد بن عباس الہاشمی، عبداللہ بن معبد الزمانی، عبداللہ بن نیار بن مکرم الاسلمی، عبداللہ بن یزید ابوعبدالرحمن الحبلی الفقیہ، عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن خطاب العدوی، عبدالرحمن بن اسود بن یزید النخعی، عبدالرحمن بن ابی بکرہ الثقفی، عبدالرحمن بن بیلمانی الضعیف محمد کے والد، عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر الحضرمی، عبدالرحمن بن جبیر المصری المؤذن، عبدالرحمن بن رافع التنوخی، قاضئ افریقہ۔ عبدالرحمن بن سابط الجمحی، عبدالرحمن بن شماسہ المھری، عبدالرحمن بن عائذ الثمالی الحمصی، عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک اوران کے چچا عبدالرحمن بن کعب۔ عبدالرحمن بن مطعم ابومنہال البنانی، عبدالرحمن بن ابی نعم البجلی الکوفی، عبدالرحمن بن ہلال العبسی، عبدالرحمن بن وعلہ المصری، عبدالرحمن بن یعقوب الحرقی، العلاء کے والد۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، عبیداللہ بن عبداللہ بن موہب التیمی، عبیداللہ بن مقسم بن جریج المدنی، عبید بن جبیر المدنی، عبید بن سباق الثقفی، عراک بن مالک الغفاری، عروہ بن مغیرہ الثقفی، عطاء بن میناء المدنی، عطاء بن یزید اللیثی، عطیہ بن سعد العوفی، عطیہ بن قیس الحمصی، عکرمہ بن خالد المخزومی، عکرمہ بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام، علقمہ بن وائل بن حجر الکندی، علی بن داؤد ابوالمتوکل الناجی، علی بن رباح اللخمی، علی بن عبداللہ بن عباس الہاشمی، علی بن عبداللہ البارقی، عمارہ بن عمیر التیمی الکوفی، عمر بن حکم بن ثوبان المدنی، عمر بن حکم بن رافع المدنی، عمر بن کثیر بن افلح مولی ابی ایوب، عمرو بن اوس الثقفی الطائفی، عمرو بن سلیم الزرقی، علمائے مدینہ میں سے ہیں۔ عمرو بن شرید بن سوید الطائفی، عمرو بن علقمہ بن وقاص اللیثی، عمرو بن مالک ابوعلی الجنبی بصری، عمرو بن مرثد ابواسماء الرحبی شامی، عمیر بن ھانی العنسی الدارانی، عیاض بن عبداللہ بن سعد العامری، العیزار بن حریث العبدی، قاسم بن مخیمرہ الفقیہ ابوعروہ الہمدانی، ابوالغادیہ قرعہ بن یحییٰ ابورشدین کریب العباسی، لقمان بن عامر الوصابی الحمصی، محمد بن جبیر بن مطعم النوفلی اوران کے بھائی نافع، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے صاحب محمد بن زیاد الجمحی، محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر العمری، آپ کی ساری اولاد عالم تھی، محمد بن سعد بن ابی وقاص الزہری، محمد بن عباد بن جعفر المخزومی۔ فقہائے مکہ میں سے ہیں۔ محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان المدنی، محمد بن عمرو بن عطا العامری المدنی، محمد بن کعب القرظی۔ مدینہ منورہ کے علماء میں ایک معروف نام۔ مسلم بن صبیح ابوالضحیٰ۔ کوفہ کے علماء میں سے ہیں۔ مسلم بن یسار الفقیہ ابوعبداللہ، مسیب بن رافع ابوالعلاء الکوفی الفقیہ۔ آپ نابینا تھے۔ مصدع ابویحییٰ المعرقب۔ مصعب بن سعد بن ابی وقاص، مطلب بن عبداللہ بن حنطب المخزومی المدنی، معاویہ بن قرہ ابوایاس المزنی، آپ بصرہ کے علماء میں سے شمار کیے جاتے ہیں۔ معبد بن سیرین، ابن سیرین کے ایک بھائی۔ معبد بن کعب بن مالک السلمی، ابن کعب کے ایک بھائی۔ ممطور ابوسلام الحبشی الاسود، علمائے شام میں سے

ہیں، منذر بن جریر بن عبداللہ البجلی۔ منذر بن مالک ابونضرہ العبدی، بصرہ کے علماء میں سے ہیں۔ ناقد ابومعبد الفقیہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ نصر بن عاصم اللیثی النحوی البصری، نضر بن انس بن مالک، بصرہ کے ایک عالم ہیں۔ نعمان بن سالم۔ ان کی حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت ہے، نعمان بن ابی عیاش الزرقی، نعیم بن عبداللہ المجمر المدنی، ہلال بن سیاف الاشجعی الکوفی، بنواشجع کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ واسع بن حبان ابن منقذ الانصاری، ولید بن عبدالرحمن الجرشی فقیہ حمص۔ ابومجلز لاحق بن حمید، علمائے بصرہ میں سے ہیں۔ یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب المدنی، یحییٰ بن عقیل الخزاعی، الفقیہ، نزیل مرو۔ یحییٰ بن عمارہ بن ابی الحسن المازنی المدنی، یحییٰ بن وثاب الاسدی المقری۔ آپ کوفہ کے مقری تھے۔ یحییٰ بن یعمر نزیل مرو، یزید بن اصم الفقیہ بن خالۃ ابن عباس۔ یزید بن عبداللہ بن شخیر، آپ مطرف ابو العلاء العامری کے بھائی ہیں۔ یزید مولی المنبعث مدنی۔ آپ حجت ہیں۔ یوسف بن مالک، علمائے مکہ میں سے ہیں۔ یونس بن جبیر ابوغلاب البصری الفقیہ۔ ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ العدوی، الفقیہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم قاضیٔ مدینہ۔ ابوبکر بن ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ، ابوالجوزاء الربعی۔ آپ کا نام اوس بن عبداللہ ہے۔

ابوحرب بن ابوالاسود الدیلی البصری۔ ابوالخیر مرثد بن عبداللہ الیزنی المصری الفقیہ۔ ابوزرعہ بن عمرو بن جریر البجلی الکوفی۔ ابوسائب مولی ہشام بن زہرہ المدنی، ابوالسفر الصمدانی، سعید بن یحمد، ابوسفیان مولی عبداللہ بن ابی احمد، ابوظبیان الجنبی حسین بن جندب۔ ابوالعالیہ البصری البراء۔ آپ کا نام زیاد اور لقب اُذَینہ ہے۔ ابوالعباس الشاعر السائب بن فروخ المکی، ابوعبداللہ الاغر سلیمان۔ ابوالملیح بن اسامہ الھذلی۔ آپ کے نام کے بارے میں دو اقوال ہیں: (۱) عامر (۲) اور زید۔ ابوالوداک الہمدانی جبر بن نوف، ابوالوضیٔ القیسی عباد بن نسیب۔ ابویونس مولی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سلیم بن جبیر، ابویونس مولی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، کتب سیرت و تاریخ میں ان کا نام نہیں ملتا۔ زینب بنت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہا، عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہا، عمرہ بنت عبدالرحمن الفقیہہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

چوتھا طبقہ

یہ حضرات تابعین عظام رحمہم اللہ کا تیسرا طبقہ ہے۔ اس طبقہ میں وہ لوگ ہیں جو یا تو حضرات تابعین میں سے آخری آخری لوگ ہیں یا پھر ان کے ساتھ وفات پانے والے لوگ ہیں۔ یہی وہ زمانہ ہے جب اکابر حفاظ حدیث کی کثرت تھی۔ رحمہم اللہ

(۹۶) ۴/۱ع: جناب مکحول ابوعبداللہ بن ابی مسلم الھذلی الفقیہ الحافظ رحمہ اللہ: [1]

آپ اہل شام کے عالم اور ہذیل کی ایک خاتون کے آزاد کردہ غلام تھے۔ خاندانی تعلق کابل سے تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کسریٰ کی اولاد میں سے تھے۔ دمشق میں ''سوق الاحد'' کی ایک جانب آپ کا گھر تھا۔ حدیث روایت کرتے ہوئے کثرت کے ساتھ ارسال بھی کرتے تھے اور حضرت ابی بن کعب، حضرت عبادہ بن صامت، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اور اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم سے تدلیس بھی کر جاتے تھے۔ حضرت ابوامامہ الباہلی، حضرات واثلہ بن اسقع، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم، محمود بن ربیع، عبدالرحمن بن غنم، ابوادریس خولانی، ابوسلام مطور اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ جب کہ آپ سے ایوب بن ابی موسیٰ العلاء بن حارث، زید بن واقد، ثور بن یزید، حجاج بن ارطاۃ، اوزاعی، سعید بن عبدالعزیز اور دیگر متعدد افراد نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن اسحاق کا قول ہے: میں نے مکحول کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں نے علم کی تلاش میں زمین چھان ماری ہے۔ ابووہب جناب مکحول سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: میں مصر میں آزاد ہوا۔ پہلے میں نے مصر کا سارا علم سمیٹا، پھر عراق اور پھر مدینے آیا اور ان دونوں شہروں کا علم بھی اپنی دانست میں اکٹھا کر لیا۔ پھر میں شام آیا تو شام کا چپہ چپہ چھان مارا۔

زھری بیان کرتے ہیں: علماء تو تین ہیں۔ پھر ان میں مکحول کا بھی نام لیتے ہیں۔ ابوحاتم کا قول ہے: میں شام میں مکحول سے بڑے کسی فقیہ کو نہیں جانتا۔ ابن زریر نے جناب مکحول کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کا غلام تھا۔ اُنھوں نے مصر میں مجھے ہذیل کی خاتون کو تحفہ میں دے دیا۔ جب میں مصر سے نکلا تو وہاں کے سارے علم کو سن چکا تھا اور میں نے شعبی جیسا عالم نہیں دیکھا۔

سعید بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ جناب مکحول کا قول ہے: میں نے اپنے سینے میں جو بھی رکھا ضرورت پڑنے پر اسے

---

[1] تهذيب الكمال: 1369/3، تهذيب التهذيب: 389/10 (509)، تقريب: 283/2، خلاصة التهذيب: 54/3، التاريخ الكبير: 21/8، الجرح والتعديل: 1867/8، ميزان الاعتدال: 177/4، لسان الميزان: 397/7، تراجم الاحبار: 367/3، المغني: 6407، معجم المؤلفين: 319/12، الانساب: 38/8۔

موجود پایا (یعنی جو بھی یاد کیا اسے کبھی بھولا نہیں)۔ اس کے بعد سعید بیان کرتے ہیں: مکحول زھری سے بڑے فقیہ تھے۔

سعید بن عبدالعزیز کا ہی قول ہے کہ جناب مکحول کو دس ہزار دیناروں کی ایک تھیلی دی گئی تھی۔ جناب مکحول ایک گھوڑے کی قیمت پچاس درہم دیتے تھے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کی زبان میں لکنت تھی اور آپ ''قاف'' کو ''کاف'' پڑھتے تھے۔ ابو مسہر اور ایک جماعت نے آپ کا سن وفات 113ھ بتلایا ہے۔ جب کہ ابونعیم اور دحیم نے 112ھ بتلایا۔ آپ کے سنِ وفات کی بابت اور بھی متعدد اقوال ہیں۔

(۹۷) ۴/۲ ع: جناب ابوبکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن حارث بن زھرہ بن کلاب القرشی الزھری المدنی الامام رحمہ اللہ: [1]

جناب ابن شہاب زھری حفاظِ حدیث میں سب سے بڑے عالم تھے۔ 50ھ میں پیدا ہوئے، حضرت ابن عمر، حضرت سہل بن سعد، حضرت انس بن مالک، محمود بن ربیع، سعید بن مسیب، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہم، صغار صحابہ رضی اللہ عنہم اور کبار تابعین سے حدیث روایت کرتے ہیں اور خود آپ سے، عقیل، یونس، زبیدی، صالح بن کیسان، معمر، شعیب بن ابی حمزہ، اوزاعی، لیث، مالک، ابن ابی ذئب، عمرو بن حارث، ابراہیم بن سعد، سفیان بن عیینہ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابوداود بیان کرتے ہیں: امام زہری کی احادیث کی تعداد دو ہزار دو سو ہے جن میں سے آدھی احادیث ''مسند'' ہیں۔ معمر کا قول ہے کہ امام زھری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دو حدیثیں سن رکھی ہیں۔ خود زھری بیان کرتے ہیں کہ میں آٹھ سال تک جناب سعید بن مسیب کی مجلس میں رہا ہوں۔ ابوزناد بیان کرتے ہیں: ہم جناب زھری کے ساتھ علماء کے پاس آتے جاتے تھے ان کے پاس تختیاں اور صحیفے ہوتے تھے، وہ ہر سنی بات کو ان میں لکھ لیتے تھے۔

ابوصالح لیث سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: میں نے زھری سے زیادہ جامع کوئی عالم نہیں دیکھا۔ وہ ترغیب کی ایسی احادیث بیان کرتے ہیں کہ تم کہہ اُٹھتے کہ اس سے بہتر کوئی حدیث نہیں اور جب عربوں اور انساب پر گفتگو کرتے تو بھی تم کہہ اُٹھتے کہ اس موضوع پر اس سے بہتر اور کوئی کلام نہیں۔ یہی حال ان کی کتاب وسنت پر گفتگو کا تھا۔

اسحاق المسیبی نافع سے بیان کرتے ہیں کہ اُنھوں نے جناب زھری سے قرآن پڑھا تھا۔ لیث جناب زھری کا قول نقل کرتے ہیں کہ کسی نے علم پر میری طرح صبر نہیں کیا اور نہ ہی علم کو میری طرح پھیلایا ہے۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اب زھری سے زیادہ سنتِ ماضیہ کو جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔ لیث زھری رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں: میرے دل نے

---

[1] تہذیب الکمال: 1269/3، تہذیب التہذیب: 445/9، تقریب: 207/2، خلاصۃ التہذیب: 457/2، التاریخ الکبیر: 220/1، الجرح والتعدیل: 318/8، میزان الاعتدال: 40/4، تراجم الاحبار: 13/4، طبقات ابن سعد: 126/4، نسیم الریاض: 401، الوافی بالوفیات: 24/5۔

یاد کی ہوئی کسی بات کو کبھی نہیں بھلایا۔ امام مالک بیان کرتے ہیں: ابن شہاب یوں باقی تھے کہ دنیا میں ان کی نظیر نہیں ملتی تھی۔
ایوب سختیانی بیان کرتے ہیں: میں نے زہری سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔ عمرو بن دینار کا قول ہے: درہم و دینار جس قدر زہری کے نزدیک بے قدر تھے اتنے بے قدر میں نے کسی اور کے نزدیک نہیں دیکھے۔ جیسے وہ زہری کے نزدیک مینگنیاں ہوں۔

لیث کا قول ہے: زہری سب سے زیادہ سخی تھے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ زہری بڑی شان والے اور فوجی تھے اور بالوں کو خضاب لگایا کرتے تھے۔

سعید بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں: ہشام نے جناب زہری کا سات ہزار دینار قرض ادا کیا تھا۔ زہری ہشام کی اولاد کے استاذ، مؤدب اور اتالیق تھے۔ اسی لیے آپ کی ہشام سے ہم نشینی رہتی تھی۔

میں کہتا ہوں کہ اسی ہجری کی دہائی میں زہری خلیفہ عبدالملک کے پاس گئے، وہ آپ کی علمی استعداد دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا، چنانچہ اس نے حسنِ سلوک کرتے ہوئے آپ کا قرض خود ادا کر دیا۔

ہشام بن عمار کہتے ہیں: ہمیں ولید بن مسلم نے سعید سے بیان کیا کہ ہشام نے جناب زہری سے اس بات کی درخواست کی کہ وہ ان کے بچوں کو تعلیم دیں تو آپ نے انھیں چار سو احادیث لکھوائیں۔ پھر باہر نکل کر فرمایا: اے حدیث والو! تم لوگ کہاں ہو؟ پھر وہ چار سو احادیث انھیں بھی لکھوا دیں۔ پھر ہشام سے تقریباً ایک ماہ بعد ملاقات ہوئی تو اس نے جناب زہری سے یہ کہا کہ وہ احادیث ضائع ہوگئی ہیں۔ آپ نے کاتب بلوا کر اسے وہ احادیث دوبارہ لکھوا دیں۔ جب ہشام نے ان احادیث کا گزشتہ احادیث سے موازنہ کیا تو دونوں کتابوں میں ایک حرف کا بھی فرق نہ تھا۔

جناب زہری کے بے مثال حافظہ کی ایک مثال یہ ہے کہ آپ نے صرف اسی راتوں میں پورا قرآن حفظ کر لیا تھا، یہ بات خود آپ سے آپ کے بھتیجے محمد بن عبداللہ نے نقل کی ہے۔ امام زہری فرماتے ہیں: میں نے کبھی کسی بات کے اعادہ کرنے کا مطالبہ نہیں کیا۔ (یعنی سنتے ہی یاد کر لیتے تھے)۔

بقیہ بیان کرتے ہیں: شعیب بن ابی حمزہ بیان کرتے ہیں کہ مکحول سے پوچھا گیا کہ آپ سب سے بڑے کس عالم سے ملے ہیں؟ اُنھوں نے فرمایا: زہری۔ جب دوبارہ یہی سوال کیا گیا کہ ان کے بعد کن سے ملے تو اس کے جواب میں بھی زہری ہی فرمایا۔

یحییٰ بن بکیر اپنی سند سے امام مالک سے بیان کرتے ہیں کہ جب ابن شہاب مدینہ آئے تو ربیعہ کا ہاتھ پکڑ کر ''بیت دیوان'' میں داخل ہو گئے۔ عصر کے وقت جب دونوں باہر نکلے تو جناب زہری کی زبان پر یہ الفاظ تھے: میرا گمان نہیں کہ مدینہ میں ربیعہ جیسا بھی کوئی عالم ہے۔ جب کہ ربیعہ کی زبان پر یہ کلمات تھے: میرا گمان نہیں کہ کوئی علم کے اس درجہ تک پہنچا ہو جس تک زہری پہنچے ہیں۔

عقیل ابن شہاب سے بیان کرتے ہیں: یہ بات نماز کی سنت میں سے ہے کہ پہلے بسم اللہ پڑھی جائے، پھر سورۂ فاتحہ، پھر بسم اللہ اور پھر کوئی سورت پڑھی جائے۔ زہری فرمایا کرتے تھے: مدینہ میں سب سے پہلے بسم اللہ کو سرًا پڑھنے والے عمرو بن

سعید بن عاص تھے۔

لیث بیان کرتے ہیں: جناب زھری شہد کا استعمال زیادہ کرتے تھے اور سیب بالکل نہیں کھاتے تھے۔

انس بن عیاض، عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن شہاب کو دیکھا کہ ان کے پاس ایک کتاب لائی جاتی۔ نہ تو وہ اسے خود پڑھتے اور نہ پڑھ کر سنائی جاتی۔ لانے والے یہ کہتے کہ ہم یہ روایات آپ سے لے لیں تو جناب زھری فرماتے: ہاں! چنانچہ وہ ان روایات کو لے لیتے جب کہ زھری نے ان کو دیکھا بھی نہ ہوتا تھا۔

بشر بن مفضل، عبدالرحمن بن اسحاق سے اور وہ زھری سے بیان کرتے ہیں: نہ تو میں نے کبھی کسی حدیث کو دہروایا اور نہ کسی حدیث میں کبھی مجھے شک ہوا، سوائے ایک حدیث کے، چنانچہ جب میں نے اپنے ساتھی سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو وہ ویسی ہی تھی جیسے میں نے یاد کی تھی۔

ابو قدامہ سرخسی یحییٰ بن سعید کا قول نقل کرتے ہیں: زھری کی مرسل روایت اوروں کی مرسل روایت سے زیادہ بری ہے۔ کیوں کہ زھری تو حافظ تھے، وہ راوی کا نام لینا چاہتے تو لے سکتے تھے۔ لامحالہ اُنھوں نے اسی کا نام ترک کیا ہوگا جس کا نام لینا جائز نہ ہوگا۔

ابو مسہر، یزید بن سمط کے واسطے سے قرہ بن حیوءیل کا قول نقل کرتے ہیں: زھری کی کوئی کتاب نہیں سوائے ایک کتاب کے جس میں ان کی قوم کے انساب کی تفصیل ہے۔

ابن وہب بیان کرتے ہیں کہ امام مالک کا قول ہے: ابن مسیب کا بھلا ہو کہ نہ تو وہ ہمارے لیے کوئی کتاب چھوڑ گئے اور نہ قاسم، نہ عروہ اور نہ ابن شہاب۔ میں نے جناب ابن شہاب سے پوچھا جب کہ میرا ارادہ اُن سے جھگڑنے کا تھا کہ آپ لکھتے نہیں؟ فرمایا: ہاں! میں نے پوچھا: کیا آپ حدیث کے بھول جانے کے اندیشہ سے پوچھتے بھی نہ تھے؟ فرمایا: نہیں۔

عبدالرزاق معمر کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ امام زھری فرماتے ہیں: میں چار ایسے قریشیوں کی مجلس میں بیٹھا ہوں جو علم کا سمندر تھے: (۱) سعید (۲) عروہ (۳) عبیداللہ (۴) اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن۔

ابن المدینی کا قول ہے: حجاز میں ثقات کے علم کا مدار زھری اور عمرو بن دینار پر ہے، بصرہ میں قتادہ اور یحییٰ بن ابی کثیر پر اور کوفہ میں ابو اسحاق اور اعمش پر، یعنی صحیح احادیث کا علم ان چھ سے باہر نہیں۔

محمد بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں: میں نے ولید بن محمد الموقری سے کہا کہ مجھے زھری کی صفات بیان کیجیے! تو فرمایا: زھری کوتاہ قامت، کمزور نگاہ اور لمبے بالوں والے تھے، فصاحت و بلاغت پر دسترس تھی۔ ایک دن میں نے ان سے کہا: اے ابوبکر! مجھے سوائے مقروض ہونے کے آپ میں اور کوئی عیب نظر نہیں آیا۔ فرمایا: مجھ پر چار ہزار دینار قرض ہے اور میرے پاس چار مال ہیں جن میں سے ہر مال چالیس ہزار دینار سے بہتر ہے اور میرا وارث صرف میرا پوتا ہے اور میری تمنا ہے کہ کوئی میرا وارث ہو۔

محمد بن عثمان التنوخی، سعید بن عبدالعزیز کا قول نقل کرتے ہیں: زھری اس حدیث کو بیان کرنے والے پر لعنت کرتے تھے: ''میں نے تمھیں (پہلے) نبیذ (پینے) سے منع کیا تھا سو (اب) پی لیا کرو۔'' اس پر میں نے سعید سے پوچھا کہ یہ حدیث تو عمرو بن شعیب بیان کرتے تھے تو سعید نے کہا: زھری کی مراد عمرو ہی تو ہوتے تھے۔

محمد بن میمون المکی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابن عیینہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں زھری کے پاس سے گزرا، وہ باب صفا کے پاس ایک ستون سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ میں ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ اُنھوں نے دریافت کیا: اے بچے! قرآن پڑھ رکھا ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ فرمایا: فرائض سیکھے ہیں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ فرمایا: حدیث بھی لکھی ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں اور میں نے ان کے سامنے ابواسحاق ہمدانی کا نام لیا۔

ابواسحاق استاذ اسماعیل مکی کے واسطے سے زھری کا قول نقل کرتے ہیں: جو اس بات سے خوش ہو کہ اسے حدیث یاد ہو جایا کرے تو وہ کشمش کھایا کرے۔

ایوب بن سوید، یونس بن یزید کے واسطے سے زھری کا قول نقل کرتے ہیں کہ مجھے قاسم بن محمد نے فرمایا: ''میں تمھیں علم کا شوقین دیکھتا ہوں کیا میں تمھیں علم کے ایک برتن کا پتہ نہ دوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ تو فرمایا: عمرہ بنت عبدالرحمن کو لازم پکڑو؛ کہ اُنھوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے زیر تربیت پرورش پائی ہے۔ چنانچہ جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھیں علم کا بحرِ ناپید کنار پایا۔

جناب زھری بیان کرتے ہیں: حدیث کا حافظ ہر چالیس برس میں ایک ہی پیدا ہوتا ہے۔ عبدالرزاق کا قول ہے کہ میں نے معمر کو یہ بیان کرتے سنا ہے: ہم سمجھتے تھے کہ ہم نے زھری سے زیادہ حدیثیں سیکھی ہوئی ہیں لیکن جب ولید بن یزید کے قتل کے بعد اس کے خزانے سے زھری سے سنی احادیث کے دفتر نکلے تو انھیں اونٹوں پر لادا گیا تھا۔

معمر زھری کا قول نقل کرتے ہیں کہ علم کے حصول سے افضل رب تعالیٰ کی کوئی عبادت نہیں۔

جناب زھری کے فضائل و مناقب کے استیعاب کے لیے چالیس ورق درکار ہیں۔ حافظ ابن عساکر نے آپ کا طویل ترجمہ نقل کیا ہے۔ مجھے جناب زھری کے عوالی سے ستر کے قریب حدیثیں ملی ہیں۔ امام زھری نے رمضان 124ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔ [1]

(۹۸) ۴/ ۳ع: الحافظ، الامام، عالم حرم ابومحمد جناب عمرو بن دینار الجمحی المکی الاثرم رحمہ اللہ: [2]

آپ بنی جمح کے آزاد کردہ غلام تھے۔ 46ھ کے قریب پیدا ہوئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما،

---

1. آپ کے سنِ وفات کی بابت 123ھ اور 125ھ کے اقوال بھی ہیں۔
2. تہذیب الکمال: 1031/2، تہذیب التہذیب: 28/8، تقریب: 69/2، خلاصۃ التہذیب: 284/2، التاریخ الکبیر: 328/6، الجرح والتعدیل: 8280/6، میزان الاعتدال: 260/3، البدایۃ والنہایۃ: 21/10، تاریخ الثقات: 363، ثقات: 167/5، سیر الاعلام: 311/5۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت بجالہ بن عبدہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، ابوشعثاء، طاؤس اور ایک جماعت سے حدیث سنی، جب کہ آپ سے شعبہ، ابن جریج، حمادین، سفیانین اور ورقاء سمیت بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

شعبہ بیان کرتے ہیں: میں نے عمرو بن دینار سے زیادہ حدیث میں ثبت کسی کو نہیں دیکھا۔ ابن عیینہ کا قول ہے کہ عمرو مسجد نہ چھوڑتے تھے۔ چنانچہ انھیں گدھے پر لاد کر لایا جاتا تھا۔ میں نے انھیں بیٹھے ہی دیکھا ہے۔ بڑے فقیہ تھے۔ موصوف بالمعنیٰ حدیث روایت کیا کرتے تھے اور حدیث لکھنے والے پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے تھے۔ اس لیے میں ان کی احادیث یاد کرلیا کرتا تھا۔

ابن مہدی کا قول ہے کہ مجھے شعبہ نے بیان کیا کہ میں نے عمرو جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ یحییٰ بن قطان اور احمد کا قول ہے: عمرو بن دینار قتادہ سے زیادہ ثبت ہیں۔ عبداللہ بن ابی نجیح بیان کرتے ہیں: میں نے عمرو سے زیادہ فقیہ کبھی نہیں دیکھا نہ عطاء کو اور نہ طاؤس اور نہ مجاہد کو۔ ابن عیینہ جناب عمرو کے ذکر پر تین بار ''ثقہ ثقہ ثقہ'' کہا کرتے تھے۔ آپ نے رات کے تین حصے کر رکھے تھے، ایک حصہ میں سوتے، ایک حصہ میں اپنی حدیث کا مطالعہ کرتے اور تیسرے حصہ میں نماز پڑھتے تھے۔

نعیم بن حماد ابن عیینہ سے روایت کرتے ہیں: ہمارے ہاں عمرو بن دینار سے زیادہ حافظ، عالم اور فقیہ کوئی نہ تھا۔ واقدی کا قول ہے کہ آپ کی عمر اسی برس تھی۔

میں کہتا ہوں: آپ نے 126ھ کے اول میں وفات پائی۔ [1] آپ کا شمار ان چار ائمہ میں ہوتا ہے جنھیں حافظ ابن مفضل نے طبقۂ اولیٰ میں شمار کیا ہے اور وہ زہری، عمرو بن دینار، قتادہ اور ابواسحاق السبیعی ہیں۔

مجھے حافظ ابوالفتح نے املاءً بیان کیا آگے وہ اپنی سند کے ساتھ ابن عیینہ سے اور وہ عمرو سے بیان کرتے ہیں کہ اُنھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ ''جب رب تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی:

{قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰٓ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ} [الانعام:٦٥]

''کہہ دو کہ وہ اس پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ تم پر اوپر کی طرف سے عذاب بھیجے۔''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! میں تیرے چہرے کی پناہ مانگتا ہوں۔''

جب آگے ارشاد ہوا:

{اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ}

''یا تمھارے پاؤں کے نیچے سے۔''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! میں تیرے چہرے کی پناہ مانگتا ہوں۔''

اور جب آگے ارشاد ہوا:

{اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ}

---

[1] ایک قول 125ھ کا بھی ہے۔

"یا تمھیں فرقہ فرقہ کر دے اور ایک کو دوسرے (سے لڑا کر آپس) کی لڑائی کا مزا چکھا دے۔"

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دونوں زیادہ ہلکی یا زیادہ آسان ہیں۔"

یہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے علی کے واسطہ سے سفیان بن عیینہ سے روایت کی ہے۔ [1]

(۹۹) ۴ / ۴۴ ع: حضرت ابو اسحاق عمرو بن عبد اللہ السبیعی الھمدانی الکوفی الحافظ رحمہ اللہ: [2]

آپ جلیل القدر علماء میں سے ایک تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا۔ حضرت زید بن ارقم، حضرت عبد اللہ بن عمرو، حضرت عدی بن حاتم، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہم، جناب مسروق اور متعدد اکابر صحابہ و تابعین سے حدیث روایت کرتے ہیں ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ نے تین سو مشائخ سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں اعمش، شعبہ، ثوری، اسرائیل، زھیر، ابو الاحوص، زائدہ، شریک، ابو بکر بن عیاش، سفیان بن عیینہ اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

آپ نے ابو عبد الرحمن السلمی اور اسود بن یزید پر قرآن پڑھا جب کہ حمزہ زیات نے آپ پر قرآن پڑھا۔ خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں غزوۂ روم کی شرکت سے بھی سرفراز ہوئے۔ خود ابو اسحاق بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تمھارے والد کی تنخواہ کتنی ہے؟ میں نے عرض کیا: تین سو۔ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اتنی ہی تنخواہ میری بھی مقرر فرما دی۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کا 38 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سماع ثابت ہے۔ ابو حاتم کا قول ہے کہ آپ ثقہ اور کثرتِ حدیث میں زھری کے مشابہ ہیں۔ جب کہ ابو اسحاق الشیبانی سے بڑے حافظِ حدیث بھی ہیں۔ فضیل بن غزوان کا قول ہے کہ ابو اسحاق ہر تین دن میں ایک قرآن ختم فرماتے تھے۔ بڑے شب بیدار، روزہ دار، گوشہ نشین اور علم کا برتن تھے۔ آپ کے مناقب بڑے قیمتی، عمدہ اور کثیر ہیں۔

احمد بن عبدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو داؤد طیالسی کو یہ بیان کرتے سنا ہے: "ہم نے حدیث کو چار لوگوں کے ہاں پایا ہے۔ (۱) زھری (۲) قتادہ (۳) ابو اسحاق (۴) اور اعمش۔ البتہ اختلافِ روایات کو ان میں سب سے زیادہ جاننے والے قتادہ تھے۔ جب کہ اسناد کا زیادہ علم زھری کے پاس، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کا زیادہ علم ابو اسحاق کے پاس تھا اور اعمش ان سب احادیث کے بڑے عالم تھے۔ جب کہ ہر ایک کے پاس دو دو ہزار احادیث تھیں۔

یحییٰ قطان کا قول ہے: ابو اسحاق نے 127ھ میں اس دن وفات پائی جب ضحاک بن قیس کوفہ میں داخل ہوئے تھے۔

---

[1] صحیح البخاری: کتاب الاعتصام، باب رقم: 11۔

[2] تہذیب الکمال: 1039/2، تہذیب التہذیب: 63/8 (100)، تقریب: 73/2، خلاصۃ التہذیب: 290/2، التاریخ الکبیر: 347/6، الجرح والتعدیل: 1347/6، میزان الاعتدال: 270/3، لسان المیزان: 326/7، الحلیۃ: 338/4، المغنی: 4671، طبقات ابن سعد: 313/6، تراجم الاحبار: 564، تاریخ الثقات: 366۔

ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے یہی تاریخ رقم کی ہے۔ ابونعیم کا قول 128ھ کا ہے۔ ❶ مغیرہ بیان کرتے ہیں: ابواسحاق کو دیکھ کر مجھے پہلے اسلاف یاد آجاتے تھے۔ احمد بن عمران الاخنسی اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ ابواسحاق فرماتے ہیں: گزشتہ چالیس برس سے میری آنکھوں نے رات کو سو کر نہیں دیکھا۔ ابن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ عون بن عبداللہ نے ابواسحاق سے پوچھا کہ آپ کا کیا بچا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: میں نماز کی ایک رکعت میں ہی سورۂ بقرہ پڑھ لیتا ہوں تو عون کہنے لگے: آپ کا شر جاتا رہا اور اب آپ کی صرف خیر باقی ہے۔ ابوالاحوص ابواسحاق کا قول بیان کرتے ہیں کہ اب میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں اس لیے اب مہینے کے صرف تین دن روزے رکھتا ہوں اور سوموار کے دن کا اور جمعرات کے دن کا روزہ بھی رکھتا ہوں اور حرمت والے مہینوں میں بھی روزے رکھتا ہوں۔

میرے پاس ابواسحاق کی عوالی کی متعدد احادیث ہیں جن میں سے ایک یہ ہے: ''احمد بن سلامہ وغیرہ عبدالمنعم بن کلیب سے اور وہ اپنی سند کے ساتھ ابواسحاق سے اور وہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نکلے۔ سو ہم نے حج کا احرام باندھا۔ جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے حج (کے احرام) کو عمرہ (کا احرام) بنالو۔'' لوگوں نے عرض کیا: ہم تو حج کا احرام باندھ چکے ہیں۔ اب اسے عمرہ کیسے بنالیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم لوگ وہ بات دیکھو جس کا میں تمھیں حکم دے رہا ہوں۔ سو تم وہی کرو'' پر لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات نہ مانی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں چل کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رخ انور پر غصہ کے آثار دیکھ کر فرمایا: جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کیا اللہ اس پر ناراض ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بھلا میں کیوں نہ ناراض ہوں کہ میں ایک بات کا حکم دیتا ہوں پر اس کی پیروی نہیں کی جاتی۔''

(۱۰۰) ۴/۵ع: جناب حبیب بن ابی ثابت الکوفی الفقیہ الحافظ رحمہ اللہ: ❷

آپ حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت ابوعبدالرحمن السلمی، ابووائل، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں اور آپ سے معمر، شعبہ، ثوری، ابوبکر بن عیاش اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ علی بن المدینی کا قول ہے کہ جناب حبیب کا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ آپ کا جناب عروہ سے سماع ثابت نہیں۔

دیگر ائمہ کا قول ہے کہ حبیب اور حماد بن ابی سلیمان دونوں اہل کوفہ کے فقیہ تھے۔ ابویحییٰ القتات بیان کرتے ہیں: میں

---

❶ جو ایک قول 126ھ کا، جب کہ ایک قول 129ھ کا بھی ہے۔

❷ تهذيب الكمال: 226/1، تهذيب التهذيب: 178/2، تقريب: 148/1، خلاصة التهذيب: 191/1، التاريخ الكبير: 313/2، الجرح والتعديل: 139/1، ميزان الاعتدال: 451/1، لسان الميزان: 193/7، طبقات ابن سعد: 323/6، رجال الصحيحين: 377، الوافي بالوفيات: 290/11، شذرات: 156/1۔

جناب حبیب کے ساتھ طائف گیا، یوں لگتا ہے کہ جیسے طائف والوں کے پاس کوئی پیغمبر چل کر آ گیا ہو۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور ایک جماعت کا قول ہے کہ آپ نے 119ھ میں وفات پائی۔ ایک قول 122ھ کا بھی ہے۔

(۱۰۱) ۴/۶/ع: الامام، المحدث، الثقہ، سعید بن ابی سعید کیسان ابوسعید المقبری المدنی رحمہ اللہ: ❶

آپ بنی لیث کے آزاد کردہ غلام تھے۔ حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت جابر، حضرت انس، سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت معاویہ، اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہم، ابوشریح الخزاعی اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی ہے۔ اور شریک بن ابی تمر کے ہاں مہمان ٹھہرتے تھے۔ اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں اسماعیل بن امیہ، ایوب بن موسیٰ، زید بن ابی انیسہ، یحییٰ بن سعید انصاری، عمرو بن ابی عمرو، ولید بن کثیر، عبدالحمید بن جعفر، ابن اسحاق، ابن ابی ذئب، ہشام بن سعد، مالک، لیث، محمد بن موسیٰ الظفری اور ایک دنیا شامل ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ اور ابن معین کا قول ہے: ان میں کوئی حرج نہیں۔ علی، ابن سعد، ابوزرعہ اور ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ ایک قول یہ ہے بھی ہے کہ بڑھاپے میں جا کر موت سے چار سال قبل انھیں اختلاط کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔ جملہ کتب صحاح میں آپ کی حدیث موجود ہے۔ ابوعبید بیان کرتے ہیں: آپ نے 125ھ میں وفات پائی۔ ایک قول 126ھ کا ہے اور دیگر اقوال بھی ہیں۔

(۱۰۲) ۴/۷/ع: الحافظ، الفقیہ، ابوعمرو الحکم بن عتیبہ الکندی، الکوفی رحمہ اللہ: ❷

آپ کوفہ کے شیخ اور اہل کندہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ابوجحیفہ السوائی، قاضی شریح، ابووائل، ابراہیم، عبدالرحمن بن ابی لیلی، سعید بن جبیر اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں، معمر، اوزاعی، حمزہ زیات، شعبہ، ابوعوانہ اور دیگر اکابر شامل ہیں۔

عبدہ بن ابی لبابہ کا قول ہے کہ کوفہ کی دونوں پہاڑیوں کے بیچ حکم سے بڑا فقیہ کوئی نہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابراہیم کی بابت سب سے ''ثبت'' حکم ہیں۔ خود جناب حکم فرماتے ہیں: میں ایک جنازہ میں شریک تھا۔ اس وقت میں کم سن تھا۔ دیکھا کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے وہ جنازہ پڑھایا ہے۔ ابن عیینہ بیان کرتے ہیں: کوفہ میں حکم اور حماد جیسا کوئی نہیں۔ عجلی کا قول ہے: حکم ثقہ، ثبت، فقیہ اور سنت پر پوری طرح عمل کرنے والے ہیں۔

---

❶ آپ کے نام کے بارے میں دو اقوال اور بھی ہیں: (۱) حبیب بن قیس (۲) حبیب بن ہند بن دینار
تہذیب الکمال: 1151/3، تہذیب التہذیب: 453/8(823)، تقریب: 137/2، خلاصۃ التہذیب: 370/2، التاریخ الکبیر: 234/7، الجرح والتعدیل: 296/7، نسیم الریاض: 294/3، الثقات: 340/5۔

❷ تہذیب الکمال: 312/1، تہذیب التہذیب: 432/2، تقریب: 192/1، خلاصۃ التہذیب: 245/2، التاریخ الکبیر: 332/2، الجرح والتعدیل: 567/3، میزان الاعتدال: 577/1، لسان المیزان: 336/2، طبقات ابن سعد: 226/6، الوافی بالوفیات: 111/13، شذرات: 151/1، سیر الاعلام: 208/5۔

مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ حکم جب مدینہ منورہ آتے تھے تو لوگ ان کے لیے نبی کریم ﷺ والا استون خالی کر دیتے تھے۔ آپ اس کے پیچھے نماز ادا کرتے۔ لیث بن ابی سلیم کا قول ہے کہ حکم شعبی سے بڑے فقیہ تھے۔ ابو اسرائیل الملائی مجاہد بن رومی کا قول نقل کرتے ہیں: میں جناب حکم کی فضیلت کا اس وقت قائل ہوا جب میں نے انھیں اپنی مسجد میں علم کے ایک مجمع میں دیکھا کہ لوگ ان کے علم کے محتاج تھے۔

آپ نے 115ھ یا 114ھ میں وفات پائی۔

(۱۰۳) ۴/۸ع: الامام رجاء بن حیوہ الکندی الشافعی رحمہ اللہ: ❶

آپ کی کنیت کے بارے میں دو اقوال ہیں (۱) ابونصر (۲) اور ابوالمقدام۔ اہل شام کے شیخ اور دولت امویہ کے بڑے آدمی تھے۔ حضرت معاویہ، حضرت ابن عمر، حضرت ابو امامہ، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت قبیصہ بن ذؤیب اور متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے ابن عون، ثور بن یزید، ابن عجلان اور متعدد تابعین نے حدیث روایت کی ہے۔

مطر الوراق کا قول ہے: میں نے شامیوں میں ان سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ مکحول بیان کرتے ہیں: رجاء اہل شام کے سید تھے جن کی عزت ان کے دلوں میں جاگزیں تھی۔ مسلمہ الامیر بیان کرتے ہیں کہ رجاء اور ان جیسے لوگوں کے ذریعے ہم مدد کیے جاتے ہیں۔ ابن سعد کا قول ہے: رجاء صاحب فضل، ثقہ اور کثیر العلم تھے۔ ابو اسامہ بیان کرتے ہیں: ابن عوف جب ان لوگوں کا ذکر کرتے تھے جو انھیں پسند تھے تو وہ رجاء کا ذکر کرتے تھے۔ ابن عون کا قول ہے: میں نے شام میں رجاء جیسا، عراق میں ابن سیرین جیسا اور حجاز میں قاسم جیسا شخص نہیں دیکھا۔

میں کہتا ہوں: یہ وہی رجاء ہیں جنھوں نے خلیفہ سلیمان کو اس بات کا مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنے بعد سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو خلیفہ بنا جائیں۔ آپ نے 112ھ میں بڑھاپے میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۱۰۴) ۴/۹ع: الامام امیر المؤمنین ابوحفص سیدنا عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم الاموی القرشی رحمہ اللہ: ❷

آپ یزید کے دورِ حکومت میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد کے مصر پر زمانۂ ولایت میں مصر میں پرورش پائی۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن جعفر، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن، سعید بن مسیب، عبید اللہ بن

---

❶ تہذیب الکمال: 410/1، تہذیب التہذیب: 265/3، تقریب: 248/1، خلاصۃ التہذیب: 323/1، التاریخ الکبیر: 312/3، الجرح والتعدیل: 2266/3، الوافی بالوفیات: 103/14، الجمع بین رجال الصحیحین: 544، طبقات ابن سعد: 335/5، الثقات: 237/4۔

❷ تہذیب الکمال: 1016/2، تہذیب الکمال: 475/7 (790)، تقریب: 59/2، خلاصۃ التہذیب: 274/2، التاریخ الکبیر: 174/6، الجرح والتعدیل: 663/1، ثقات: 151/5، طبقات الحفاظ: 46، تراجم الاحبار: 536/2، البدایۃ والنہایۃ: 192/9، الوافی بالوفیات: 506/22، شذرات: 119/1۔

عبداللہ بن عتبہ اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی ہے۔ آپ امام، فقیہ، مجتہد، سنن کے عارف، ثبت، بلند رتبہ، حجت، حافظ، رب تعالیٰ سے بے حد ڈرنے والے اور رب کے حضور بے پناہ گریہ وزاری کرنے والے تھے۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں آپ کے دو بیٹے عبداللہ اور عبدالعزیز بھی ہیں۔ ان کے علاوہ زھری، ایوب، حمید، ابراہیم بن ابی عبلہ، ابوبکر بن حزم، ابوسلمہ بن عبدالرحمن۔ ابن حزم اور ابوسلمہ آپ کے مشائخ میں سے بھی ہیں اور آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ رنگ سپید، چہرہ حسین، جاذبِ نظر، نازک اندام، خفیف البدن اور خوبصورت داڑھی تھی۔ بچپن میں ایک گھوڑے نے پیشانی پر لات ماری تھی جس کا اثر اخیر زندگی تک باقی رہا۔ اسی لیے آپ کا لقب ''اشج بنی امیہ'' پڑ گیا۔ اخیر عمر میں بڑھاپے نے جلدی ڈیرے ڈال دیے اور چالیس برس کی عمر پا کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ آپ کا عدل وانصاف اور زہد وورع ضرب المثل تھا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خلفائے راشدین پانچ ہیں: جناب ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، جناب عثمان غنی، جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اور جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ۔

سب سے پہلے ولید کے دورِ خلافت میں آپ مدینہ منورہ کے والی بنے۔ اپنے دورِ امارت میں آپ نے مسجد نبوی کی توسیع بھی کی اور اس کی تزیین وآرائش بھی کی۔ یہ وہ دور تھا جب آپ کے عدل وزہد کا کوئی خاص چرچا نہ تھا۔ لیکن خلیفہ بنتے ہی آپ میں مجددانہ صلاحیتیں اجاگر ہونے لگیں، رب تعالیٰ نے آپ کے قلب کو بالکل ہی پلٹ دیا اور اب آپ سیرت وعدل میں اپنے نانا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ دوسری طرف زہد میں آپ حسن بصری کے اور علم میں زھری کے ہم پلہ تھے۔ لیکن افسوس کہ آپ اپنے مشائخ سے پہلے ہی راہیٔ ملکِ عدم ہو گئے اور آپ کا قیمتی علم کماحقہ پھیل نہ سکا۔

ابوجعفر باقر کا قول ہے کہ جناب عمر بن عبدالعزیز بنی اُمیہ کے ''نجیب'' ہیں اور وہ روزِ قیامت اکیلے ایک اُمت کے برابر کھڑے ہوں گے۔

مجاہد بیان کرتے ہیں: ہم تو انھیں علم سکھانے آئے تھے پر جلد ہی خود ان سے علم سیکھنے لگے۔ میمون ابن مہران کا قول ہے: علماء جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے سامنے ''تلامذہ'' لگتے تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ کے خلیفہ بنتے ہی شعراء اور خطباء کو اموی دربار سے رختِ سفر باندھنا پڑا اور اب وہاں صرف فقہاء اور زھاد کی ہی چہل پہل تھی اور ان فقہاء کو بھی کہنا پڑا کہ بھلا ہم اس شخص سے جدا کیونکر ہو سکتے ہیں جس کے قول وفعل میں سرمو بھی تضاد نہیں۔

ابن اسحاق اسماعیل بن ابی حکیم سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے جنابِ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے: میں مدینہ سے اس حال میں نکلا کہ مجھ سے بڑا عالم کوئی نہ تھا لیکن جب میں شام پہنچا تو بھول گیا۔

ضمرہ بن ربیعہ سری بن یحییٰ سے اور وہ ریاح بن عبیدہ سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص کو جناب عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ ان کا ہاتھ تھامے چلتے دیکھا۔ میں نے جی میں کہا: یہ تو کوئی بے مروت آدمی لگتا ہے۔ نماز کے بعد میں نے جب ان صاحب کے بارے میں پوچھا تو جناب عمر نے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھا تھا؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! تو

فرمایا: تب تو تم کوئی نیک آدمی لگتے ہو۔ وہ میرے بھائی خضر تھے جو مجھے اس بات کی بشارت دینے آئے تھے کہ میں عنقریب خلیفہ بن کر عدل کروں گا۔

اس قصہ کو یعقوب فسوی نے اپنی تاریخ میں "عن محمد بن عبد العزیز عن ضمرۃ" کی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ اسناد عمدہ ہے۔

فرات بن سلیمان، میمون بن مہران سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے: "اگر میں تم لوگوں میں پچاس برس بھی رہتا تو بھی عدل پورا نہ کر پاتا۔ میں ایک بات کا ارادہ کرتا ہوں تو ڈرتا ہوں کہ لوگوں کے دل اسے ماننے سے انکار نہ کر دیں، سو میں دنیا کی طمع سے بچنے کے لیے اس کا ارادہ، ترک کر دیتا ہوں۔

معاویہ بن صالح سعید بن سوید سے بیان کرتے ہیں کہ جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ہمیں جمعہ پڑھا کر بیٹھ گئے اُنھوں نے جو قمیض پہن رکھی تھی اس کے گریبان میں پیوند لگا تھا۔ اس پر عرض کیا گیا کہ اللہ نے آپ کو مالی وسعت دے رکھی ہے کوئی حرج نہیں جو آپ اچھا لباس پہنیں۔

مالک بن دینار کا قول ہے کہ لوگ مجھے زاہد کہتے ہیں، زاہد تو عمر بن عبدالعزیز تھے کہ دنیا ان کے قدموں میں آئی پر اُنھوں نے دنیا کو ترک کر دیا۔

اسماعیل بن عیاش عمرو بن مہاجر کا قول نقل کرتے ہیں کہ جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا روزانہ کا خرچ صرف دو درہم تھا۔

مغیرہ ابن حکیم بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی زوجہ فاطمہ بنت عبدالملک بن مروان نے مجھ سے فرمایا کہ بھلا عمر سے زیادہ روزہ دار اور شب زندہ دار کون ہوسکتا ہے، میں نے عمر سے زیادہ رب تعالیٰ سے ڈر کر روتے کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ عشا کی نماز کے بعد مسجد میں ہاتھ بلند کیے بیٹھے دعا مانگتے اور روتے رہتے تھے اور اس گریہ وزاری میں آنکھ لگ جاتی تھی۔ پھر آنکھ کھلتی تو اسی طرح روتے اور دعا مانگتے رہتے یہاں تک کہ پھر نیند غالب آجاتی اور ساری رات اسی طرح روتے سوتے اور جاگتے گزار دیتے تھے۔

فاطمہ ہی سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں: خلیفہ بننے کے بعد کبھی غسل جنابت کی نوبت نہ آئی تھی۔ ہشام بن غاز مکحول سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: اگر میں اس بات کی قسم کھاؤں تو سچا ہوں گا کہ میں نے جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے زیادہ زاہد اور اللہ سے ڈرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

میں کہتا ہوں کہ جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے رشتہ داروں پر خوب سختی کی اور ان سے جملہ ناجائز جائیدادیں واگزار کرا کے یا تو مستحقین کو لوٹا دیں یا پھر بیت المال میں جمع کرا دیں۔ جس پر تنگ آکر ان رشتہ داروں نے آپ کو زہر دے دیا تھا۔ معروف بن مشکان مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مجھ سے پوچھا: لوگ میرے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے بتلایا کہ وہ آپ پر جادو کا اثر بتلاتے ہیں۔ فرمایا: مجھ پر جادو کا اثر نہیں پھر اپنے غلام کو بلا کر فرمایا: تیرا بھلا ہو مجھے زہر دینے پر تمھیں کس چیز نے ابھارا؟ غلام بولا: مجھے ایک ہزار دینار اور آزادی دینے کا لالچ دیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا:

وہ دینار لے آؤ۔ غلام وہ ہزار دینار لے آیا۔ وہ دینار تو آپ نے بیت المال میں بھجوا دیے اور غلام سے یہ فرمایا: کسی ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں تمھیں کوئی نہ دیکھے۔

ہشام حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ جب انھیں جناب عمر کی وفات کی خبر پہنچی تو فرمایا: سب سے بہتر انسان آج وفات پا گیا۔

میں کہتا ہوں کہ جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی سیرت ایک مستقل جلد کی متقاضی ہے۔ [1] آپ نے "دیر سمعان" میں وفات پائی۔ وہیں آپ کی قبر بھی ہے جس کی زیارت کے لیے لوگ آتے جاتے ہیں۔ آپ نے انتالیس سال چھ ماہ کی عمر پا کر رجب 101ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۱۰۵) ۴/ ۱۰ ع: الحافظ ابو عبداللہ عمرو بن مرہ المرادی ثم الجملی الکوفی رحمہ اللہ: [2]

آپ نابینا تھے۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب، عبدالرحمن بن ابی لیلی، مرۃ الطیب اور ان کے طبقہ کے علماء سے اور زید بن ابی انیسہ، مسعر، شعبہ، سفیان اور قیس بن ربیع سے حدیث سنی۔ آپ ثقہ، ثبت اور امام تھے۔ آپ سے تقریباً دو سو احادیث مروی ہیں۔ مسعر کا قول ہے: میں نے عمرو بن مرہ سے افضل کسی کو نہیں پایا۔ عبدالرحمن بن مہدی بیان کرتے ہیں: ابن مرہ کوفہ کے حفاظ حدیث میں سے تھے۔ قراد ابو نوح کا قول ہے کہ میں نے شعبہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں نے جب بھی ابن مرہ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے تو یہی گمان کیا ہے کہ اب یہ اپنی مغفرت کرا کر ہی لوٹیں گے۔ عبدالملک بن میسرہ نے ان کی تدفین کے دن فرمایا: میں انھیں روئے زمین کا سب سے بہتر انسان سمجھتا تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ ابن مرہ مرجیۂ کے قائل ہو گئے تھے اللہ ان کی بخشش فرمائے۔ البتہ ایک جماعت نے انھیں ثقہ بھی کہا ہے۔ آپ نے 116ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ [3]

(۱۰۶) ۶/ ۱۱م۔ الامام ابو عروہ القاسم بن مخیمرہ الہمدانی، الکوفی، تنزیل دمشق رحمہ اللہ: [4]

آپ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، علقمہ بن قیس، شریح بن ھانی اور ایک جماعت سے حدیث بیان کی ہے۔ جب کہ

---

[1] سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی سیرت پر بے شمار علماء نے نہایت عمدہ کتابیں لکھی ہیں جن میں سے ایک ڈاکٹر محمد الصلابی کی کتاب "سیرت عمر بن عبدالعزیز" بھی ہے۔ بندہ عاجز مترجم محمد آصف نسیم کے ترجمہ سے یہ کتاب "دار المعرفہ" لاہور سے طبع ہو چکی ہے۔

[2] تہذیب الکمال: 1050/2، تہذیب التہذیب: 102/8 (163)، تقریب: 78/2، خلاصۃ التہذیب: 296/2، التاریخ الکبیر: 368/6، الجرح والتعدیل: 1421/6، میزان الاعتدال: 288/3، لسان المیزان: 327/7، تراجم الاحبار: 573/2، معرفۃ الثقات: 1408، سیر الاعلام: 196/5۔

[3] ایک قول 118ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

[4] تہذیب الکمال: 1116/2، تہذیب التہذیب: 337/8 (608)، تقریب: 120/2، خلاصۃ التہذیب: 347/2، التاریخ الکبیر: 167/7، الجرح والتعدیل: 684/7، الثقات: 332/7، تراجم الاحبار: 272/3، الحلیۃ: 79/6، طبقات ابن سعد: 349/5۔

آپ سے حسان بن عطیہ، عمر بن ابی زائدہ، اوزاعی، عبدالرحمن بن یزید بن جابر، سعید بن عبدالعزیز اور دیگر بے شمار لوگ حدیث روایت کرتے ہیں۔

ابن معین وغیرہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے آپ سے حدیث روایت نہیں کی۔ آپ موذن تھے۔ آپ کا شمار باعمل علماء میں کیا جاتا ہے۔ بہت تھوڑے مال پر گزر بسر کر لیتے تھے۔ آپ کا قول ہے کہ میرے گھر میں اندیشہ کے قابل ایسی کوئی چیز نہیں کہ مجھے رات کو دروازہ بند کر کے سونا پڑتا ہو۔

سعید بن عبدالعزیز آپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس گیا تو انھوں نے میرا ستر دینار کا قرض بھی ادا کر دیا جب کہ سواری کو ایک خچر دے کر میری تنخواہ پچاس درہم بھی مقرر کر دی۔ اس پر میں نے کہا کہ جی آپ نے تو مجھے تجارت کرنے سے بے نیاز کر دیا۔ پھر عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مجھ سے ایک حدیث پوچھی تو میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! مجھے رہنے دیجیے! سعید بیان کرتے ہیں: گویا کہ انھوں نے اس طور پر حدیث سنانے کو پسند نہ کیا۔ ہیثم بن عدی کا قول ہے: ابن مخیمرہ نے 111ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ ❶

(۱۰۷) ۴/۱۲ ع: الحافظ، العلامہ ابو الخطاب قتادہ بن دعامہ بن قتادہ بن عزیز السدوسی البصری المفسر رحمہ اللہ: ❷

آپ مادر زاد نابینا تھے۔ حضرت عبداللہ بن سرجس، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب، معاذہ، ابو طفیل اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں جب کہ آپ سے مسعر، ابن ابی عروبہ، شیبان، شعبہ، معمر، ابان بن یزید، ابو عوانہ، حماد بن سلمہ اور متعدد لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

معمر بیان کرتے ہیں: قتادہ آٹھ دن تک سعید بن مسیب کے ہاں مہمان رہے۔ تیسرے دن ہی انھوں نے یہ کہہ دیا تھا: اے نابینا! یہاں سے چلتا ہو کہ تو نے تو مجھے خالی کر دیا ہے۔

قتادہ بیان کرتے ہیں: میں نے کبھی کسی محدث سے حدیث دہرانے کو نہیں کہا۔ میرے کانوں نے جو بھی سنا اسے میرے دل نے محفوظ کر دیا۔

ابن سیرین کا قول ہے کہ قتادہ سب سے بڑے حافظ تھے۔ معمر کا قول ہے کہ میں نے قتادہ کو یہ کہتے سنا ہے: میں نے قرآن کی ہر آیت کے بارے میں کوئی تفسیر ضرور سن رکھی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قتادہ تفسیر کے اور علماء کے اختلاف کے عالم ہیں۔ اس کے بعد جناب قتادہ کے حفظ و فقہ کی تعریف میں طویل کلام کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: تم کم ہی کسی کو پاؤ گے کہ اسے قتادہ پر ترجیح دے سکو۔

---

❶ ایک قول میں 100ھ میں وفات پانے کا بھی ذکر ہے۔

❷ تہذیب الکمال: 1121/2، تہذیب التہذیب: 351/8 (635)، تقریب التہذیب: 351/8(635)، خلاصۃ التہذیب: 350/2، الکاشف: 396/2، التاریخ الکبیر: 185/7، الجرح والتعدیل: 756/7، میزان الاعتدال: 385/3، لسان المیزان: 341/7، تراجم الاحبار: 264/3، سیر الاعلام: 269/5۔

ہمام بیان کرتے ہیں کہ میں نے قتادہ کو یہ فرماتے سنا ہے: میں نے بیس سال سے کبھی اپنی رائے سے فتویٰ نہیں دیا۔
سفیان ثوری کا قول ہے: کیا دنیا میں قتادہ کے مثل بھی کوئی ہے؟؟!!!!
معمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے زھری سے پوچھا: آپ کے نزدیک قتادہ اور مکحول میں سے بڑا عالم کون ہے؟ فرمایا: قتادہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہے: قتادہ اہل بصرہ کے سب سے بڑے حافظ تھے۔ جو بھی سنتے تھے ازبر کر لیتے تھے۔
چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا صحیفہ ان پر صرف ایک بار پڑھا گیا۔ اُنھوں نے سنتے ہی اسے یاد کرلیا۔
شعبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے قتادہ کو ستر حدیثیں سنائیں سوائے چار کے اُنھوں نے سب حدیثوں کے بارے میں یہ کہا کہ میں نے یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سن رکھی ہے۔
میں کہتا ہوں کہ قتادہ تدلیس میں معروف تھے۔ چنانچہ ابن معین کا قول ہے کہ قتادہ کا حضرت سعید بن جبیر اور مجاہد سے سماع ثابت نہیں۔ شعبہ کا قول ہے کہ قتادہ کا ابورافع سے سماع معروف نہیں۔
میں کہتا ہوں: قتادہ حدیث کے عالم اور حافظ ہونے کے ساتھ ساتھ عربیت، لغت، ایام عرب اور انساب کے زبردست ماہر تھے۔ ابوعمرو بن العلاء بیان کرتے ہیں: قتادہ سب سے بڑے نساب تھے۔ ابو ہلال غالب سے، وہ بکر سے، وہ عبداللہ سے بیان کرتے ہیں: جسے اس بات سے خوشی ہو کہ جن لوگوں کو ہم نے پایا ہے، وہ ان میں سے سب سے بڑے حافظ کو دیکھے تو وہ قتادہ کو دیکھ لے۔
صعق بن حزن اپنی سند کے ساتھ سعید بن مسیب کا یہ قول نقل کرتے ہیں: ہمارے پاس قتادہ سے بڑے حافظہ والا کوئی عراقی نہیں آیا۔
میں کہتا ہوں: قتادہ نے واسط میں 117ھ یا 118ھ میں ستاون سال کی عمر پا کر طاعون سے وفات پائی۔ قتادہ ''قدری'' تھے۔ ضمرہ ابن شوذب سے بیان کرتے ہیں کہ قتادہ جب تک قدر کا قول نہ کر لیتے تھے راضی نہ ہوتے تھے۔ ابن ابی عروبہ اور دستوائی کا قول ہے کہ قتادہ کہتے ہیں: سوائے گناہوں کے ہر شی تقدیر سے ہے۔
میں کہتا ہوں: اس ردی اعتقاد کے باوجود سب نے ان کی حدیث لی ہے۔ اللہ قتادہ سے چشم پوشی فرمائے۔

(۱۰۸) ۴/ ۱۳ع: الامام الثقہ ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی المدنی رحمہ اللہ: [1]

آپ حضرت ابوسعید خدری، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، علقمہ بن وقاص اور عیسیٰ بن طلحہ سے حدیث روایت کرتے ہیں اور یحییٰ بن سعید انصاری، ہشام بن عروہ، محمد بن عمرو، اوزاعی اور محمد بن اسحاق وغیرہ نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ آپ فقیہ، ثقہ، بڑے جلیل القدر اور ''نیتِ اعمال'' والی حدیث والے تھے۔ 120ھ میں وفات پائی۔ کتب ستہ میں آپ کی حدیث

---

[1] تہذیب الکمال: 1156/3، تہذیب التہذیب: 5/9، تقریب: 140/2، خلاصۃ التہذیب: 373/2، التاریخ الکبیر: 22/1، الجرح والتعدیل: 184/7، لسان المیزان: 351/7، تاریخ اسماء الثقات: 1193، تراجم الاحبار: 21/4، سیر الاعلام: 294/5۔

موجود ہے۔

(۱۰۹) ۴/۱۴ع: الامام الثبت ابوجعفر الباقر محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب الہاشمی، العلوی، المدنی رحمہ اللہ: ❶

آپ اُمتِ مسلمہ کے ایک نہایت جلیل القدر عالم ہیں۔ اپنے والد ماجد سے اور حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ بن جعفر اور متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرسل روایت بیان کرتے تھے۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں آپ کے فرزند ارجمند جعفر بن محمد اور ان کے علاوہ عمرو بن دینار، اعمش، اوزاعی، ابن جریج، قرہ بن خالد اور بے شمار لوگ ہیں۔ سنن نسائی میں آپ کی اپنے نانا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث موجود ہے۔ اسی طرح سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث بھی موجود ہے۔ اپنے زمانے میں بنی ہاشم کے سردار تھے "باقر" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ کیوں کہ باقر پھاڑنے اور چیرنے والے کو کہتے ہیں۔ چونکہ آپ نے علم کی تہ میں اتر کر اس کے مخفی پہلوؤں کو اجاگر کیا تھا اس لیے "باقر" کے مؤقر لقب سے مشہور ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ آپ دن رات میں ڈیڑھ سو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ امام نسائی وغیرہ نے آپ کو مدینہ کے فقہاء تابعین میں شمار کیا ہے۔ ابونعیم اور ایک جماعت نے آپ کا سنِ وفات 114ھ بتلایا ہے۔

ایک قول 117ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

(۱۱۰) ۴/۱۵ع: الامام الحجۃ، القدوہ، ابومحمد ثابت بن اسلم البنانی البصری رحمہ اللہ: ❷

آپ حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ بن مغفل المزنی، حضرت ابن زبیر، حضرت انس اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ آپ سے شعبہ، حماد بن سلمہ، ہمام بن یحییٰ، جعفر بن سلیمان، حماد بن زید اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن المدینی کا قول ہے کہ آپ سے مروی حدیثیں تقریباً دو سو پچاس ہیں۔ سلیمان بن مغیرہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے ثابت بنانی کو قیمتی، نفیس اور عمدہ لباس پہنے دیکھا ہے۔ آپ چادر لیتے اور عمامہ باندھتے تھے۔ غالب القطان بکر بن عبداللہ سے

---

❶ تهذيب الكمال: 1245/3، تهذيب التهذيب: 350/9، تقريب: 192/2، خلاصة التهذيب: 440/2، تعجيل المنفعة: 960، التاريخ الكبير: 183/1، الجرح والتعديل: 117/8، تاريخ الثقات: 410، نسيم الرياض: 234/1، تراجم الاحبار: 26/4، طبقات الحفاظ: 49، جامع التحصيل: 327۔

❷ تهذيب الكمال: 170/1، تهذيب التهذيب: 2/2، تقريب: 115/1، خلاصة التهذيب: 147/1، التاريخ الكبير: 159/2، الجرح والتعديل: 1805/2، ميزان الاعتدال: 362/1، لسان الميزان: 187/7، الحلية: 318/2، سير الاعلام: 220/5، الوافي بالوفيات: 461/10، طبقات ابن سعد: 478/1۔

روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: جو اپنے زمانے کے سب سے بڑے عبادت گزار کو دیکھنا چاہے وہ ثابت بنانی کو دیکھ لے۔ ہم نے ان سے بڑا عبادت گزار نہیں پایا اور جو اپنے زمانے کے سب سے بڑے حافظ کو دیکھنا چاہے وہ قتادہ کو دیکھ لے۔

روح شعبہ سے روایت کرتے ہیں کہ ثابت بنانی دن رات میں ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے اور ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے۔ حماد بن زید کا قول ہے: میں نے ثابت کو دیکھا ہے کہ وہ اتنا روتے تھے کہ ان کی پسلیاں دہری ہو جاتی تھیں۔ جعفر بن سلیمان بیان کرتے ہیں: ثابت اس قدر روتے تھے قریب تھا کہ ان کی بینائی چلی جاتی۔ جب ان سے اس بارے بات کی گئی تو فرمایا کہ اگر آنکھیں روئیں نہیں تو ان میں کوئی خیر نہیں اور آنکھوں کا علاج کرانے پر آمادہ نہ ہوئے۔ جناب ثابت بنانی نے اسی سال سے زیادہ کی عمر پا کر 123ھ یا 127ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۱۱۱) ۶/۱۶ع: الامام، الفقیہ ابو عبدالرحمن عبداللہ بن دینار العمری المدنی رحمہ اللہ: [1]

آپ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ سیدنا ابن عمر، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما، سلیمان بن یسار اور ابو صالح السمان سے حدیث روایت کرتے ہیں اور آپ سے موسیٰ بن عقبہ، شعبہ، مالک، سفیانین، ورقاء، اسماعیل بن جعفر اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ کی حدیث جملہ کتبِ صحاح میں موجود ہے۔ آپ نے 127ھ میں رحلت فرمائی۔

(۱۱۲) ۴/۱۷ع: الامام الفقیہ، الحجہ، ابو محمد حضرت عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ القرشی التیمی المدنی رحمہ اللہ: [2]

آپ نے اپنے والد ماجد سے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام اسلم اور محمد بن جعفر بن زبیر سے حدیث سنی ہے اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں شعبہ، سفیان، مالک، اوزاعی اور ابن عیینہ کے اسمائے گرامی آتے ہیں۔ آپ ثقہ، امام، متورع، جلیل القدر اور زبردست عالم تھے۔ ابن عیینہ کا قول ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھے اور جناب جعفر صادق کے ماموں تھے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حیاتِ مبارکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے 126ھ میں حوران میں اس وقت وفات پائی جب آپ ولید بن یزید کے پاس فتویٰ لینے گئے تھے۔ رحمہ اللہ

---

[1] تہذیب الکمال: 679/2، تہذیب التہذیب: 201/5، (349)، تقریب: 413/1 (284)، خلاصۃ التہذیب: 53/2، التاریخ الکبیر: 81/5، الجرح والتعدیل: 217/5، میزان الاعتدال: 417/2، الوافی بالوفیات: 162/17، طبقات الحفاظ: 50، سیر الاعلام: 253/5، الثقات: 10/5۔

[2] تہذیب الکمال: 811/2، تہذیب التہذیب: 254/6، تقریب: 495/5 (1080)، خلاصۃ التہذیب: 149/2، الکاشف: 181/2، الجرح والتعدیل: 1324/5، البدایۃ والنہایۃ: 21/10، الثقات: 62/7۔

(۱۱۳) ۴/ ۱۸ ع: الحافظ ابوزبیر جناب محمد بن مسلم بن تدرس المکی رحمہ اللہ القرشی الاسدی: ❶

آپ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ القرشی الاسدی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ کثیر الحدیث اور صدوق تھے۔ حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت جابر، حضرت ابو طفیل، حضرت سعید بن جبیر، سیدہ عائشہ صدیقہ اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ایوب، شعبہ، سفیان، حماد بن سلمہ، مالک، لیث اور بے شمار لوگوں کے نام شامل ہیں جن کا خاتمہ جناب سفیان بن عیینہ پر ہوتا ہے۔

یعلی بن عطاء کا قول ہے: ابوزبیر سب سے کامل عقل اور سب سے زیادہ حافظہ والے تھے۔ عطاء بن ابی رباح بیان کرتے ہیں: ہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس حدیث سنتے تھے۔ بعد میں جب مذاکرہ کرتے تو سب سے زیادہ احادیث جناب ابو زبیر کو یاد ہوتی تھیں۔ ابن معین اور نسائی نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ البتہ ابوزرعہ اور ابوحاتم ابوزبیر سے حجت نہیں پکڑتے۔

ایوب تو آپ کا نام یوں لیا کرتے تھے: ہمیں ابوزبیر، ابوزبیر، ابوزبیر نے بیان کیا۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں یعنی اس طرح وہ ابوزبیر کو ضعیف قرار دیتے تھے۔ متعدد ائمہ نے ان کے مدلس ہونے کی تصریح کی ہے۔ البتہ اگر وہ سماع کی تصریح کر دیں تو وہ روایت حجت ہوتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے دوسری روایت کے ساتھ ملا کر ان کی حدیث روایت کی ہے۔ صحیح مسلم میں ابوزبیر کی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث موجود ہے۔ لیکن میرا نہیں خیال کہ ان کی سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ثابت ہے۔ فلاس وغیرہ نے آپ کا سن وفات 128ھ بتلایا ہے۔ رحمہ اللہ ❷

(۱۱۴) ۴/ ۱۹ ع: الامام، شیخ الاسلام ابوعبداللہ محمد بن منکدر بن عبداللہ بن ھدیر القرشی، التیمی المدنی رحمہ اللہ ❸

آپ ابوبکر اور عمر کے بھائی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عباس، حضرت جابر، حضرت انس رضی اللہ عنہم، سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور ایک جماعت سے حدیث سنی، آپ سے آپ کے بیٹے منکدر نے اور شعبہ، معمر، روح بن القاسم، سفیانین، مالک اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن عیینہ کا قول ہے: محمد بن منکدر ''سچ'' اور صدق وصفا کی ''کان'' تھے۔ آپ کے پاس ابرار، اخیار اور نیکوکار لوگوں کا ہجوم رہتا تھا۔ حمیدی بیان کرتے ہیں: ابن منکدر حافظ تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن منکدر کا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

---

❶ تہذیب الکمال: 1267/3، تہذیب التہذیب: 440/9، تقریب: 207/2، خلاصۃ التہذیب: 456/2، الکاشف: 95/3، التاریخ الکبیر: 221/1، میزان الاعتدال: 37/4، لسان المیزان: 370/7، المعرفۃ والتاریخ: 22/2، تاریخ الاسلام: 152/5، اسعاف المبطأ: 213، المغنی: 598۔

❷ ایک قول 125ھ کا اور ایک 126ھ کا بھی ہے۔

❸ تہذیب الکمال: 1286/3، تہذیب التہذیب: 473/9، تقریب: 210/2، خلاصۃ التہذیب: 460/2، التاریخ الکبیر: 219/1، نسیم الریاض: 399/3، تراجم الاحبار: 20/4، المعین: 428، طبقات الحفاظ: 51، الثقات: 350/5، الحلیۃ: 146/3، الوافی بالوفیات: 78/5، سیر الاعلام: 353/5۔

سے سماع ثابت ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ آپ کو سید القراء کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ آپ کی وثاقت اور علم وعمل میں تقدم پر سب کا اجماع ہے۔ آپ عطاء کے طبقہ کے حفاظ میں سے ہیں، البتہ آپ کی وفات بعد میں ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ ایک رات تہجد میں بہت زیادہ روئے۔ دریافت کیے جانے پر فرمایا: میں یہ آیت تلاوت کر رہا تھا: (ارشاد باری تعالیٰ ہے):

{وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ} [الزمر:۴۷]

''اور ان پر اللہ کی طرف سے وہ امر ظاہر ہو جائے گا جس کا انھیں خیال بھی نہ تھا۔''

کہتے ہیں کہ وفات کے وقت بہت زیادہ رو رہے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اس آیت سے ڈر رہا ہوں کہ مبادا اللہ کی طرف سے وہ امر ظاہر ہو جس کی مجھے امید بھی نہ ہو۔

ابن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ جناب ابن منکدر کا ایک پڑوسی بیمار رہتا تھا۔ جب اس کی آواز تکلیف کی شدت سے بلند ہوتی تھی تو جناب ابن منکدر اونچی آواز سے حمد بیان کرنے لگتے تھے۔

ابن منکدر کا قول ہے کہ میرا نفس چالیس برس تک عبادت کی مشقت اُٹھاتا رہا پھر اس میں استقامت پیدا ہوگئی۔

امام ذہبی رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ امام مالک کا قول نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: ابن منکدر سید القراء تھے جو بھی ان سے حدیث کی بابت پوچھتا تو (فرطِ ہیبت سے) رونے لگ جاتے تھے۔ واقدی کا قول ہے کہ ابن منکدر رحمہ اللہ نے 130ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۱۱۵) ۲۰/۴ع: الامام ابونصر یحییٰ بن ابی کثیر الطائی الیمامی رحمہ اللہ: [1]

آپ بنی طے کے آزاد کردہ غلام اور بڑے جلیل القدر عالم تھے۔ صحیح مسلم میں آپ کی حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت موجود ہے۔ جب کہ صحیح نسائی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت مذکور ہے۔ البتہ وہ روایت مرسل ہے۔ آپ نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن، ابوقلابہ، عمران بن حطان، ہلال بن ابی میمونہ اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے فرزند ارجمند عبداللہ، عکرمہ بن عمار، معمر، ہشام دستوائی، اوزاعی، ہمام بن یحییٰ، ابان بن یزید، ایوب بن عتبہ اور بے شمار لوگوں کے نام شامل ہیں۔

شعبہ کا قول ہے: ابونصر زہری سے زیادہ بہتر احادیث والے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: جب کسی روایت میں زہری ابونصر سے اختلاف کر رہے ہوں تو معتبر قول ابونصر کا ہوگا۔ ابو حاتم فرماتے ہیں: ابونصر یحییٰ ثقہ اور امام ہیں اور صرف ثقہ سے ہی روایت کرتے ہیں۔ وہیب ایوب سختیانی کا قول نقل کرتے ہیں کہ اب روئے زمین پر ابونصر یحییٰ کا مثل باقی

---

[1] تهذيب التهذيب: 268/11 (539)، تقريب: 356/2، خلاصة التهذيب: 159/3، الكاشف: 266/3، التاريخ الكبير: 301/8، الجرح والتعديل: 599/9، ميزان الاعتدال: 402/4، لسان الميزان: 274/6، البداية والنهاية: 34/10، تاريخ اسماء الثقات: 1595، المغنى: 7036، تراجم الاحبار: 237/4، الانساب: 522/13۔

نہیں رہا۔ بنواُمیہ کی تحقیر کی پاداش میں سخت آزمائے گئے اور بے پناہ ظلم وتشدد بھی برداشت کیا۔ ایک جماعت نے آپ کا سن وفات 129ھ بتلایا ہے۔ ❶

ہمیں ابوالحسن العلوی نے اپنی سند کے ساتھ یحییٰ بن ابی کثیر سے، اُنھوں نے ابوسلمہ سے، اُنھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام میں (عالم بالا میں) جھگڑا ہوا۔ چنانچہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ ہی تو ہیں جنھوں نے لوگوں کو جنت سے نکالا اور انھیں تنگی میں ڈالا۔ اس پر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: اے موسیٰ! آپ وہی ہیں جن کو رب تعالیٰ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام کے لیے چنا۔ آپ مجھے ایک ایسی بات پر ملامت کررہے ہیں جو رب تعالیٰ نے میرے پیدا کرنے سے چالیس برس قبل ہی مجھ پر لکھ دی تھی یا (یہ فرمایا) میرے مقدر میں کر دی تھی، (یہ جھگڑا سنا کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یوں جناب آدم علیہ السلام جناب موسیٰ علیہ السلام پر حجت میں غالب آگئے۔ ❷

(۱۱۶) ۴/۲۱ع: امام کبیر ابورجاء یزید بن ابی حبیب، الازدی المصری الفقیہ رحمہ اللہ: ❸

آپ بنی ازد کے آزاد کردہ غلام تھے۔ عبداللہ بن حارث الزبیدی، ابوطفیل، سعید بن ابی ہند، عراک بن مالک اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ یہ سب قدماء تابعین ہیں۔ جب کہ آپ سے روایت کرنے والوں میں سعید بن ابی ایوب، حیوہ بن شریح، یحییٰ بن ایوب، محمد بن اسحاق، لیث اور بے حساب لوگوں کے نام آتے ہیں۔

ابوسعید، ابن یونس بیان کرتے ہیں: ابورجاء اہل مصر کے مفتی تھے۔ بڑے بردبار اور دانش وبینش کے مالک تھے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے مصر میں علم کا پرچم بلند کیا اور حلال وحرام اور مسائل فقہیہ کو بیان کیا۔ وگرنہ اس سے قبل اہل مصر صرف ترغیب، ملاحم اور فتن کی احادیث ہی سیکھتے سکھاتے تھے۔

لیث بن سعد کا قول ہے: ابورجاء ہمارے عالم اور ہمارے آقا ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں پیدا ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ ان تین لوگوں میں سے ایک تھے جن کے ذمہ جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے

---

❶ ایک قول 132ھ کا بھی ہے۔

❷ صحیح البخاری: کتاب التفسیر، سورہ رقم: 20، باب رقم: 3,1، صحیح مسلم: کتاب القدر، حدیث رقم: 15,13۔

❸ ابوحبیب کا نام سوید ہے۔

تہذیب الکمال: 1531/3، تہذیب التہذیب: 318/11 (614)، تقریب التہذیب: 363/2، خلاصۃ التہذیب: 167/3، التاریخ الکبیر: 324/8، الجرح والتعدیل: 1122/9، تاریخ الاسلام: 184/5، الثقات: 546/5، نسیم الریاض: 391/3، المعین: 445، تراجم الاحبار: 243/4، التمہید: 54/1، تراجم الاحبار: 243/4۔

مصر میں فتویٰ کا منصب سپرد فرمایا تھا۔ ابن لہیعہ کا قول ہے: جناب ابورجاء حبشی یعنی سیاہ فام اور ''نوبی'' [1] تھے، ۵۳ھ میں پیدا ہوئے، میں نے انھیں یہ کہتے سنا ہے: میرے والد ایک غوطہ خور تھے۔ میں نے مصر میں پرورش پائی ہے۔ وہ لوگ علوی یعنی شیعہ تھے، میں نے انھیں عثمانی یعنی سنی بنا دیا۔

لیث بیان کرتے ہیں: ہمیں ابن ابی جعفر اور یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا۔ یہ دونوں حضرات اپنے علاقوں کے جوہر تھے کہ جب بھی کوئی نیا خلیفہ آتا تھا تو یہ دونوں حضرات اس کی سب سے پہلے بیعت کرتے تھے۔

ابن لھیعہ کا قول ہے: یزید گویا کہ کوئلے کی طرح سیاہ تھے۔ ابن وہب بیان کرتے ہیں: میں نے عمرو بن حارث سے پوچھا کہ یزید اور ابن ابی جعفر میں سے افضل کون ہے؟ تو عمرو نے یہ عمدہ جواب دیا کہ اگر دونوں کی فضیلت کو ترازو کے دونوں پلڑوں میں رکھ دیا جائے تو کوئی بھی نہ جھکے۔

ابن لھیعہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ یزید بیمار پڑ گئے، مصر کے امیر حوثرہ بن سہل ان کی عیادت کو آئے تو یہ مسئلہ پوچھا: اے ابورجاء! اگر کسی کپڑے میں پسوؤں کا خون لگا ہو تو ان میں نماز پڑھنے کا حکم کیا ہے؟ ابورجاء نے یہ سن کر منہ پھیر لیا اور کوئی بات نہ کی۔ اس پر امیر مصر اُٹھ کھڑے ہوئے تب یزید نے ان کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور فرمایا: روزانہ نہ جانے کتنے لوگوں کا ناحق خون بہاتے ہو اور چلے ہو مجھ سے پسو کے خون کا مسئلہ پوچھنے۔

لیث یزید سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے ابن جز کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے:

''تم میں سے کوئی قبلہ رو ہو کر ہرگز پیشاب نہ کرے۔''

یزید کا قول ہے کہ میں کسی مسلمان بھائی کو اپنے اوپر دو بار ناراض ہونے کا موقع نہیں دیتا، بلکہ میں غور کرتا ہوں کہ اسے کس بات کی ناگواری ہے۔ سو میں وہ بات چھوڑ دیتا ہوں۔

ابو خالد سعید بن عفیر المرادی بیان کرتے ہیں کہ ''زبان بن عبدالعزیز'' نے جناب یزید کو پیغام بھیجا کہ میرے پاس تشریف لائیے تاکہ میں آپ سے کچھ علمی باتیں پوچھوں۔ آپ نے اسے یہ جواب بھجوایا کہ تمھارا میرے پاس آنا تیری زینت ہے جب کہ میرا تمھارے پاس آنا تیرے حق میں عیب ہے۔

ضمام بن اسماعیل بیان کرتے ہیں: جب لوگ جناب ابورجاء سے بہت زیادہ مسائل پوچھنے لگے تو وہ گھر میں گوشہ نشین ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: ابورجاء حجت اور حافظ حدیث تھے۔ آپ نے ۱۲۸ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

---

[1] نوبی: یہ ''النوبہ'' سے ہے۔ یہ لوگوں کی ایک نسل کو کہتے ہیں جس کی جمع ''نوب'' آتی ہے۔ ''نوبی'' اسی سے واحد ہے یہ مصر کے جنوبی حصہ میں واقع ایک قوم کا نام ہے۔ ان کا علاقہ ''بلاد النوبہ'' کہلاتا ہے۔ (القاموس الوحید، ص: 1722) نسیم

۱۱۷۔ ۴ / ۲۲ ع: الامام، الحافظ ابوبکر ایوب بن ابی تمیمہ کیسان السختیانی، البصری رحمہ اللہ: ❶

ایوب سختیانی، علماء کی دنیا کا ایک جلیل القدر نام ہے۔ آپ موالی میں سے تھے۔ عمرو بن سلمہ الجرمی، ابو العالیہ الریاحی، سعید بن جبیر، ابو قلابہ، عبداللہ بن شقیق، ابن سیرین اور متعدد جلیل القدر تابعین رحمہم اللہ سے حدیث سنی۔ اور آپ سے معمر، شعبہ، حمادین، سفیانین، معتمر بن سلیمان، ابن علیہ اور بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

ابن المدینی کا قول ہے: ایوب سختیانی کی آٹھ سو کے قریب حدیثیں ہیں۔ شعبہ بیان کرتے ہیں: ایوب علماء کے سردار تھے۔ ابن عیینہ بیان کرتے ہیں: میں ایوب جیسے آدمی سے نہیں ملا۔ حماد بن زید کا قول ہے: میں جتنے لوگوں کے پاس بھی بیٹھا ہوں، ان میں سب سے افضل اور سختی کے ساتھ سنت کی اتباع کرنے والے جناب ایوب ہیں۔

وہیب ابو عثمان الجعد سے بیان کرتے ہیں کہ اُنھوں نے حسن بصری کو یہ فرماتے سنا: ایوب اہل بصرہ کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ ابن عون کا قول ہے: جب محمد بن سیرین فوت ہوئے تھے تو ہم نے کہا: اب کون ہوگا؟ تو ہم نے بے ساختہ کہا: اب ایوب ہوں گے۔

ابن سعد بیان کرتے ہیں: ایوب ثقہ، حدیث میں ثبت، جامع العلوم والفنون، کثیر العلم، حجت اور عدل تھے۔

ابو حاتم کا قول ہے کہ: ایوب ثقہ ہیں ان جیسوں (کی جرح وتعدیل) کے بارے میں پوچھا نہیں جاتا۔ جریر الضبی اشعث سے بیان کرتے ہیں: ایوب نقاد اور ماہر علماء میں سے تھے۔ ہشام بن عروہ کا قول ہے: بصرہ میں ایوب جیسا کوئی نہیں آیا۔

اسحاق بن محمد الفروی نے امام مالک کو یہ فرماتے سنا: ہم ایوب کے پاس جاتے تھے۔ جب ہم ان کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث ذکر کرتے تو اتنا روتے تھے کہ ہمیں ان پر ترس آنے لگتا۔ ہشام بن حسان کا قول ہے کہ ایوب سختیانی نے چالیس حج کیے تھے۔

وہیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایوب کو یہ فرماتے سنا: جب روزِ محشر صالحین کا نام لیا جائے گا تو میں ان سے ایک طرف ہوں گا۔ حماد بن زید بیان کرتے ہیں: جناب ایوب یزید بن ولید کے دوست تھے۔ لیکن جب وہ خلیفہ بن گیا تو اُنھوں نے یہ دعا مانگی: اے اللہ! تو یزید کو میری یاد بھلا دے۔

ایوب فرمایا کرتے تھے: ''آدمی کو اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ اگر وہ زاہد ہے تو اپنے زہد کو لوگوں پر عذاب بنا کر مسلط نہ کرے۔'' ایوب اپنا زہد لوگوں سے چھپا کر رکھتے تھے۔

سعید بن عامر الضبعی، سلام سے نقل کرتے ہیں کہ ایوب ساری رات عبادت کرتے تھے لیکن اسے مخفی رکھتے تھے۔ چنانچہ صبح ہونے پر یوں آواز نکالتے تھے جیسے ابھی بیدار ہوئے ہوں۔

---

❶ تہذیب الکمال: 133/1، تہذیب التہذیب: 397/1، تقریب: 89/1، خلاصۃ التہذیب: 110/1، الکاشف: 145/1، التاریخ الکبیر: 409/1، الجرح والتعدیل: 257/2، طبقات الحفاظ: 52، شذرات: 181/1، الکنی للامام مسلم: 11، الوافی بالوفیات: 54/1، اعیان الشیعۃ: 525/3، تاریخ واسط: 163، 166۔

ابن مہدی حماد بن زید سے بیان کرتے ہیں کہ جناب ایوب سے جب یہ پوچھا گیا کہ آپ ''رائے'' کے قائل نہیں، تو میں نے جناب ایوب کو یہ فرماتے سنا: گدھے سے پوچھا گیا کہ آؤ ہم جگالی نہ کریں؟ تو اس نے کہا: میں باطل کو چبانا پسند نہیں کرتا۔

حماد کا قول ہے کہ میں نے ایوب سے زیادہ لوگوں کو مسکرا کر ملتے کسی اور کو نہیں دیکھا۔ ابن عقیل ''شمائل الزھاد'' میں اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ ابویعمر نے ''رے'' میں بیان کیا کہ ایک دفعہ ایوب مکہ کے رستے میں تھے۔ اتنے میں لوگوں کو بے حد پیاس لگ گئی اور انھیں ہلاک ہو جانے کا اندیشہ ہونے لگا۔ اس پر جناب ایوب نے فرمایا: کیا تم لوگ میرا پردہ رکھو گے؟ اُنھوں نے کہا: ہاں! تو اُنھوں نے پہلے ایک دائرہ کھینچا پھر دعا مانگی تو اس دائرے سے پانی پھوٹ نکلا، لوگوں نے خوب پیا اور اونٹوں کو پلایا۔ پھر آپ نے اس جگہ پر اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ پہلے جیسی ہوگئی۔ ابوربیع بیان کرتے ہیں: میں نے بصرہ لوٹ کر یہ قصہ حماد بن زید کو سنایا تو کہنے لگے کہ مجھے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا کہ وہ اس سفر میں جناب ایوب سختیانی کے ساتھ تھے۔

نضر بن کثیر السعدی، عبدالواحد بن زیاد سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: ایک موقع پر میں ایوب کے ساتھ تھا کہ مجھے بے حد پیاس لگی، یہ دیکھ کر ایوب نے فرمایا: کیا تم میرا پردہ رکھو گے؟ میں نے کہا: جی ہاں! اس پر اُنھوں نے چٹیل زمین پر اپنا پیر مارا تو وہاں سے پانی اُبلنے لگا، سو میں نے خود بھی جی بھر کر پیا اور ساتھ بھی لے لیا۔

جناب ایوب نے 63 برس کی عمر پا کر 131ھ میں طاعون سے وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔ [1]

(۱۱۸) ۴ / ۲۳ ع: الامام ابوعبداللہ زید بن اسلم العمری المدنی الفقیہ رحمہ اللہ: [2]

آپ اپنے مولیٰ حضرت ابن عمر سے اور حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت انس، عطاء بن یسار، علی بن حسین رضی اللہ عنہم اور متعدد اکابر تابعین سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ جب کہ آپ سے مالک، ہشام بن سعد، سفیانین، عبدالعزیز دراوردی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

مسجد نبوی میں آپ کا علمی حلقہ لگتا تھا۔ ابوحازم الاعرج بیان کرتے ہیں: ہم نے زید بن اسلم کی مجلس میں چالیس تک فقیہ دیکھے ہیں جو باہم بڑے ہم درد اور غم گسار تھے اور اپنے اپنے علم پر نہ تو نازاں تھے اور نہ کسی بات پر باہم اختلاف و نزاع کرتے تھے اور نہ کسی بے فائدہ بات پر جھگڑتے ہی تھے۔

ابوحازم ہی کا قول ہے: اللہ مجھے زید کی وفات والے دن جیسا دن نہ دکھائے، وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ دین دار تھے۔ اب ان جیسے محبوب دین والا کوئی نہیں رہا۔ چنانچہ جب ابوحازم کو جناب زید کی وفات کی خبر پہنچی تھی تو دم بخود رہ گئے اور اسی سرگشتہ حالت کی وجہ سے ان کے جنازے میں بھی شریک نہ ہو سکے۔

---

[1] ایک قول 125ھ کا بھی ہے۔

[2] تہذیب الکمال: 448/1، تہذیب التہذیب: 395/3، تقریب: 272/1، خلاصۃ التہذیب: 349/1، التاریخ الکبیر: 387/3، الجرح والتعدیل: 2509/3، میزان الاعتدال: 98/2، الثقات: 246/6۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جناب علی بن حسین رضی اللہ عنہ، زید بن اسلم کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ جب ان سے اس بارے بات کی گئی تو فرمایا: آدمی اسی کے پاس بیٹھتا ہے جس سے اسے اپنے دین میں نفع ملتا ہو۔

میں کہتا ہوں: زید کے تفسیری اقوال بھی ہیں جن کو ان کے فرزندِ ارجمند عبدالرحمن نے روایت کیا ہے: زید کا شمار علمائے ابرار واخیار میں ہوتا تھا۔ امام مالک ابن عجلان کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں زید بن اسلم جیسا کسی سے نہیں ڈرا۔ ابن معین کا قول ہے: زید نے نہ تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے اور نہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے۔ جناب زید نے 136ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۱۱۹) ۴/ ۲۴ع: حضرت ابوحازم سلمہ بن دینار المخزومی المدنی، الاعرج رحمہ اللہ ❶

آپ بنی مخزوم کے آزاد کردہ غلام، زبردست قادر الکلام، قصہ گو، واعظ اور عابد وزاہد تھے۔ اہل مدینہ کے عالم، قصہ گو اور شیخ کہلاتے تھے۔ آپ نے حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب، نعمان بن ابی عیاش، ابوصالح السمان اور متعدد اکابر تابعین سے حدیث سنی۔ جب کہ آپ سے مالک، سفیانین، حمادین، ابوضمرہ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اپنے زمانے میں ابوحازم کا مثل کوئی نہیں تھا۔ عبدالرحمن بن زید بن اسلم کا قول ہے کہ حکمت جس قدر جناب ابوحازم کے منہ کے قریب تھی اتنی کسی کے قریب نہ تھی۔ یعقوب بن عبدالرحمن جناب ابوحازم سے بیان کرتے ہیں: ہر وہ عمل جس کی وجہ سے تمھیں مرنا ناگوار لگے اسے چھوڑ دو، پھر جب بھی مرو کوئی نقصان نہیں۔

ابوغسان محمد بن مطرف جناب ابوحازم کا قول نقل کرتے ہیں کہ جب بھی بندہ اپنے اور اپنے رب کے درمیان کے معاملہ کو ٹھیک کر لیتا ہے تو رب تعالیٰ اس کے اور دوسرے بندوں کے درمیان معاملات کو بھی ٹھیک فرما دیتے ہیں اور جب بھی بندہ اپنے اور اپنے رب کے درمیان کے معاملہ کو بگاڑ دیتا ہے، تو رب تعالیٰ اس کے اور بندوں کے درمیان کے معاملات کو بگاڑ دیتا ہے۔ یاد رکھو کہ ایک سے نباہنا یہ سب سے نباہنے سے زیادہ آسان ہے۔

خلیفہ ہشام نے جناب ابوحازم سے پوچھا کہ اس حکومت وامارت سے نجات پانے کی صورت کیا ہے؟ تو فرمایا: بڑا آسان ہے۔ جو بھی لو حق کے ساتھ اور حلال کر کے لو اور جہاں بھی رکھو حق کے ساتھ رکھو۔ یہ جواب سن کر ہشام نے بے ساختہ کہا: یہ تو اسی کے لیے بہتر ہے جسے رب تعالیٰ کی تائید سے ہوائے نفس سے سلامتی ملی ہو اور وہ فقیہ نفس بھی ہو۔

امام ابوحازم کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ آپ ثقہ، فقیہ، ثبت، وسیع العلم اور جلیل القدر عالم تھے۔ آپ خود تو اہل فارس سے تھے جب کہ آپ کی والدہ روم کی تھیں۔ ایک جماعت نے آپ کی تاریخ وفات ۱۴۰ھ بتلائی ہے۔

❶ تھذیب الکمال: 523/1، تھذیب التھذیب: 143/4، تقریب: 316/1، خلاصۃ التھذیب: 402/1، التاریخ الکبیر: 78/4، الجرح والتعدیل: 701/4، نسیم الریاض: 64/2، طبقات ابن سعد: 424/5، الوافی بالوفیات: 319/15، سیر الاعلام: 96/6، الثقات: 316/4۔

(۱۲۰) ۴/ ۲۵ ع: الامام صفوان بن سلیم الزہری المدنی الفقیہ رحمہ اللہ: ❶

آپ کی کنیت کے بارے میں دو اقوال ہیں: (۱) ابو عبداللہ (۲) اور ابوالحارث۔ آپ بنی زھرہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔
حضرت ابن عمر، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت انس رضی اللہ عنہم، سعید بن مسیب، ان کے آزاد کردہ غلام حمید بن عبدالرحمن اور ایک جماعت سے حدیث سنی اور روایت کی۔ جب کہ آپ سے ابن جریج، مالک، سفیانین، ابراہیم بن سعد، ابوضمرہ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ ثقہ، حجت اور ہدایت کا پرچم تھے۔

ابوضمرہ بیان کرتے ہیں: میں نے صفوان کو دیکھا ہے۔ اگر انھیں یہ بھی کہا جاتا کہ کل قیامت قائم ہونے والی ہے تو ان کے عمل میں کوئی اضافہ نہ ہوتا (یعنی وہ ہر وقت اس قدر نیکیوں میں مصروف رہتے تھے کہ انسانی بساط کی حد تک ان میں مزید اضافہ کی گنجائش نہ تھی)۔

امام احمد فرماتے ہیں: وہ ثقہ اور رب تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں میں سے ایک تھے جن کے ذکر کے طفیل بارشیں مانگی جاتی تھیں۔

ابن عیینہ کا قول ہے: صفوان نے اس بات کی قسم اُٹھائی تھی کہ وہ مرتے دم تک زمین پر پیٹھ نہ لگائیں گے اس بات کو تیس برس بیت گئے چنانچہ جب موت آئی تو بیٹھے تھے۔ کہتے ہیں کہ سجدوں کی کثرت سے ان کی پیشانی میں ایک گڑھا پڑ گیا تھا۔

اسحاق فروی امام مالک سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: صفوان سردیوں میں چھت پر اور گرمیوں میں کمرے میں نماز پڑھتے تھے۔ آپ سردی گرمی سے بچا کرتے تھے اور طویل قیام کی وجہ سے قدم سوج جاتے اور گر پڑتے تھے۔ رحمہ اللہ

آپ کی وفات بالاتفاق 132ھ میں ہوئی۔ ❷

(۱۲۱) ۴/ ۲۶ ع: فقیہِ مدینہ ابوزناد عبداللہ بن ذکوان المدنی رحمہ اللہ: ❸

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن بھی بتلائی جاتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، اسعد بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اور سعید بن مسیب سے حدیث سنی۔ یہ عبدالرحمن الاعرج کی روایت ہے اور آپ سے مالک، شعیب بن ابی حمزہ، سفیانین، لیث اور دوسرے بے شمار لوگوں کے علاوہ خود آپ کے بیٹے عبدالرحمن نے بھی حدیث روایت کی ہے۔

---

❶ تہذیب الکمال: 608/2، تہذیب التہذیب: 425/4، تقریب: 368/1، خلاصۃ التہذیب: 469/1، التاریخ الکبیر: 307/4، الجرح والتعدیل: 1858/4، سیر الاعلام: 364/5، الوافی بالوفیات: 317/16، الحلیۃ: 158/3، الثقات: 468/6۔

❷ آپ کے سن وفات کی بابت 124ھ اور 132ھ کے اقوال بھی ملتے ہیں۔

❸ تہذیب الکمال: 679/2، تہذیب التہذیب: 203/5 (351)، تقریب: 413/1 (286)، خلاصۃ التہذیب: 53/2، الکاشف: 84/2، التاریخ الکبیر: 83/5، الجرح والتعدیل: 227/5، سیر الاعلام: 445/5، میزان الاعتدال: 417/2، لسان المیزان: 261/7، الثقات: 6/7۔

لیث بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب ابوزناد کے پیچھے فقہ، شعر اور دیگر فنون وعلوم کے تین سو طلباء کو چلتے دیکھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد ہی ابوزناد اکیلے رہ گئے اور وہ سب طلباء ربیعۃ الرائے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے: میں نے ربیعہ اور ابوزناد دونوں کو دیکھا ہے پر ابوزناد بڑے فقیہ تھے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوزناد ربیعہ سے بڑے عالم تھے اور سفیان انھیں ''امیر المؤمنین فی الحدیث'' کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔

مصعب زبیری کا قول ہے: ابوزناد مدینہ کے فقیہ تھے اور حساب کتاب جانتے تھے۔ آپ مدینہ کا حساب لے کر ہشام کے پاس جاتے تھے۔ ابوزناد جناب ربیعہ سے عناد رکھتے تھے اور ابراہیم بن منذر کے بقول ربیعہ کو کوڑے لگائے جانے کا سبب ابوزناد ہی تھے۔ بعد میں جب امیر ابوزناد کے خلاف ہوگیا تو ربیعہ نے ہی آپ کی سفارش کی تھی۔

میں کہتا ہوں: ایک جماعت نے ابوزناد کو ثقہ کہا ہے۔ آپ نے 130ھ یا 131ھ میں وفات پائی۔ مجھے ان کی عوالی میں ان کی احادیث ملی ہیں۔ رحمہ اللہ

(۱۲۲) ۴/ ۷ ۱۲ م ۴: العلاء بن عبدالرحمن: ❶

آپ اہل الحرقہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ کا شمار حفاظِ حدیث میں ہوتا ہے ''المجمع'' میں آپ کا ذکر موجود ہے۔

(۱۲۳) ۴/ ۲۸ ع: الامام ابوعمرو عبدالملک بن عمیر اللخمی الکوفی رحمہ اللہ: ❷

آپ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ اور بے شمار تابعین سے حدیث روایت کی ہے۔ اور آپ سے زائدہ، سفیانین، اسرائیل، عبیدہ بن حمید، زیاد البکائی اور دیگر حضرات نے حدیث کو روایت کیا ہے۔ شعبی کے بعد کوفہ کی مسندِ قضاء پر آپ ہی فائز ہوئے تھے۔ آپ کا شمار جلیل القدر اور بلند مرتبہ علماء میں ہوتا ہے۔ امام نسائی وغیرہ کا قول ہے: ان میں کوئی حرج نہیں۔ امام بخاری ومسلم رحمہ اللہ نے آپ سے حدیث لی ہے۔ ابو حاتم کا قول ہے: ابوعمرو حافظِ حدیث نہیں۔ ابن معین نے آپ میں اختلاط کا عارضہ بتلایا ہے۔

میں کہتا ہوں: انھیں اختلاط نہیں ہوا تھا۔ البتہ کبرسنی کی وجہ سے حافظہ متغیر ہوگیا تھا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے آپ کے ''غلطی'' کر جانے کی وجہ سے آپ کو ضعیف قرار دیا ہے۔ موصوف نے سو سال سے زیادہ کی عمر پائی تھی۔ آپ نے بالاتفاق 136ھ میں

---

❶ تہذیب الکمال: 1072/2، تہذیب التہذیب: 186/8 (335)، تقریب: 92/2، خلاصۃ التہذیب: 312/2، الکاشف: 361/2، التاریخ الکبیر: 508/6، میزان الاعتدال: 102/3، لسان المیزان: 308/7، المغنی: 4184، تراجم الاحبار: 121/3، ثقات: 248/5۔

❷ تہذیب الکمال: 858/2، تہذیب الکمال: 411/6 (568)، تقریب: 521/1 (1331)، خلاصۃ التہذیب: 178/2، التاریخ الکبیر: 426/5، الجرح والتعدیل: 1700/5، میزان الاعتدال: 660/2، لسان المیزان: 292/7، مقدمۃ الفتح: 422، الثقات: 116/5۔

وفات پائی ہے۔ میرے پاس ان کی ''عوالی'' موجود ہیں۔

(۱۲۴) ۴/ ۲۹ ع: حضرت سعد بن ابراہیم زہری رحمہ اللہ: ❶

(۱۲۵) ۴/ ۳۰ ع: الامام عبید اللہ بن ابی جعفر ابوبکر اللیثی المصری، المغربی الفقیہ القدوہ رحمہ اللہ: ❷

آپ اپنے والد ماجد کی طرف سے ''مغربی'' تھے۔ حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمن، الاعرج، حمزہ بن عبداللہ بن عمر، عطا بن ابی رباح اور ایک جماعتِ تابعین سے حدیث سنی۔ ابن یونس بیان کرتے ہیں: آپ عالم اور عابد وزاہد تھے۔ ۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ابوحاتم کا قول ہے: آپ ثقہ اور یزید بن ابی حبیب کے ہم رتبہ تھے۔ آپ سے حیوہ بن شریح، عمرو بن حارث، سعید بن ابی ایوب، لیث، ابن لہیعہ اور متعدد تابعین نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن سعد بیان کرتے ہیں: آپ اپنے زمانے کے ثقہ تھے۔ جناب عبید اللہ کا قول ہے کہ اگر کسی کو اپنا بولنا پسند ہو تو نہ بولے اور اگر اسے اپنا خاموش رہنا پسند ہو تو بات کرلے۔

سلیمان بن ابی داود کا قول ہے کہ میری آنکھوں نے اگر کوئی عالم اور عابد وزاہد دیکھا ہے تو وہ عبید اللہ بن ابی جعفر ہیں۔

ایک سو چھ یا ایک سو دو ہجری میں وفات پائی۔ ❸

(۱۲۶) ۴/ ۳۱ ع: جناب یزید، بن الہاد رحمہ اللہ، ❹ آپ کا ذکر "الممتع" میں موجود ہے۔

(۱۲۷) ۴/ ۳۲ ع: عوف، الاعرابی رحمہ اللہ۔ ❺ ان کا ذکر بھی "الممتع" میں موجود ہے۔

---

❶ تہذیب الکمال: 468/1، تہذیب التہذیب: 463/3، تقریب التہذیب: 286/1، خلاصۃ التہذیب: 367/1، التاریخ الکبیر: 51/4، الجرح والتعدیل: 342/4، الوافی بالوفیات: 148/15 آپ نے حسب اختلاف الاقوال 125ھ یا 126ھ یا 127ھ میں وفات پائی۔

❷ تہذیب الکمال: 875/2، تہذیب التہذیب: 5/7(10)، تقریب: 531/1، خلاصۃ التہذیب: 190/2، التاریخ الکبیر: 376/5، الجرح والتعدیل: 1478/5، میزان الاعتدال: 4/3۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کا نام عبید اللہ بن یسار ہے۔

❸ آپ کے سن وفات کی بابت اور بھی اقوال ملتے ہیں جیسے 132ھ، 135ھ اور 136ھ۔

❹ آپ کا پورا نام یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن الہاد ہے۔
دیکھیں: تہذیب الکمال: 1536/3، تہذیب التہذیب: 365/11 (710)، تقریب: 372/2، خلاصۃ التہذیب: 172/3، الکاشف: 281/3، التاریخ الکبیر: 344/8، الجرح والتعدیل: 1156/9، لسان المیزان: 441/7، الثقات: 542/5، تاریخ الثقات: 794۔

❺ آپ کا نام عوف بن ابی جمیلہ، کنیت ابوسہل یا ابوعبداللہ اور تاریخ وفات 146ھ یا 147ھ ہے۔
دیکھیں: تہذیب الکمال: 1065/2، تہذیب التہذیب: 166/8 (301)، تقریب: 89/2، خلاصۃ التہذیب: 308/2، التاریخ الکبیر: 58/7، لسان المیزان: 330/7، تراجم الاحبار: 116/3، نسیم الریاض: 444/2، الجرح والتعدیل: 71/7۔

(۱۲۸) ۴/ ۳۳م ۴: سہیل بن ابی صالح ❶، آپ کا شمار حفاظِ حدیث میں ہوتا ہے۔

(۱۲۹) ۴/ ۴ ۳ع: اشعث الحمرانی رحمہ اللہ: ❷ یہ بھی حافظِ حدیث ہیں۔

(۱۳۰) ۴/ ۵ ۳ع: شیخ الاسلام الحافظ ابوسعید یحییٰ بن سعید بن قیس بن عمرو الانصاری، النجاری المدنی رحمہ اللہ ❸

آپ مدینہ کے قاضی رہے پھر خلیفہ منصور کے قاضی القضاۃ بنے۔ حضرت انس، حضرت سائب بن یزید، حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہم، سعید بن مسیب، قاسم بن محمد اور متعدد اکابر تابعین سے حدیث روایت کرتے ہیں آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں شعبہ، مالک، سفیانین، حمادین، ابن مبارک یحییٰ القطان اور بے شمار لوگوں کا نام شامل ہے۔

ایوب سختیانی بیان کرتے ہیں: میں نے مدینہ میں یحییٰ بن سعید سے بڑا فقیہ نہیں چھوڑا۔ یحییٰ قطان کا قول ہے: یحییٰ، زھری پر مقدم ہیں۔ کیوں کہ زھری پھر مختلف فیہ راوی ہیں جب کہ یحییٰ غیر مختلف فیہ ہیں۔ ثوری آپ کو حفاظِ حدیث میں شمار کرتے ہیں۔ ابو حاتم کا قول ہے: یحییٰ ثقہ اور زھری کے ہم پلہ ہیں۔

ابن المدینی بیان کرتے ہیں: یحییٰ کی تقریباً تین سو احادیث ہیں۔ عجلی آپ کو ثقہ، فقیہ اور نیک قرار دیتے ہیں۔ ابن المدینی نے آپ کی کنیت ابونصر بتلائی ہے۔

ابراہیم الحزامی اپنی سند کے ساتھ سلیمان بن بلال سے بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ ایک مرتبہ برے حالات میں گھر گئے اور سخت مقروض ہوگئے اسی دوران منصور کا پروانہ آپہنچا جس میں عہدۂ قضا کی پیش کش تھی۔ جناب یحییٰ نے گھر والے میرے سپرد کیے اور عازمِ سفر ہوگئے۔ جاتے ہوئے فرمانے لگے: اللہ کی قسم! میں جا تو رہا ہوں پر جانتا کچھ بھی نہیں۔ عراق پہنچنے پر مجھے یہ خط لکھ بھیجا۔ ''اللہ کی قسم! میرے سامنے دو آدمی ایک جھگڑے کا فیصلہ لینے بیٹھے ہیں میں نے اس بارے کچھ نہیں سن رکھا۔ میرا یہ خط پہنچے تو اس بارے ربیعہ سے پوچھ کر لکھ بھیجنا اور یہ بات راز میں رہنے دینا۔''

سلیمان بن بلال بیان کرتے ہیں کہ جب یحییٰ روانہ ہونے لگے تو میں چند قدم ان کے ساتھ چلا۔ اتنے میں سامنے سے

---

❶ ایک قول یہ ہے کہ آپ کا نام سہیل بن ذکوان ہے۔ آپ ابوزید السمان ہیں۔ آپ مدنی اور زیات ہیں۔ سن وفات 138ھ ہے۔ دیکھیں: تهذيب الكمال: 558/1، تهذيب التهذيب: 263/4، تقريب: 338/1، خلاصة التهذيب: 429/1، التاريخ الكبير: 104/4، ميزان الاعتدال: 243/2، طبقات ابن سعد: 339/1۔

❷ آپ ابوہانی اشعث بن عبدالملک الحمرانی، البصری مولی حمران ہیں۔ 142ھ یا 146ھ میں وفات پائی۔ دیکھیں: تهذيب الكمال: 116/1، تهذيب التهذيب: 135/1، تقريب: 80/1، خلاصة التهذيب: 100/1، التاريخ الكبير: 431/1، الجرح والتعديل: 275/2، ميزان الاعتدال: 266/1، لسان الميزان: 179/1، الوافي بالوفيات: 275/9، شذرات: 217/1۔

❸ تهذيب الكمال: 1500/3، تهذيب التهذيب: 221/11 (360)، تقريب: 348/2، خلاصة التهذيب: 149/3، الجرح والتعديل: 260/9، ميزان الاعتدال: 308/4، تاريخ الاسلام: 149/6، تاريخ بغداد: 101/14، تراجم الاحبار: 227/4۔

ایک جنازہ آنکلا، جنازہ دیکھ کر میرا رنگ بدل گیا تو یحییٰ کہنے لگے: اے ابو محمد! تمھارا رنگ بدلا جا رہا ہے؟ میں نے کہا: میں تو آپ کے لیے نیک فال لے رہا ہوں۔ تو کہنے لگے: اگر تمھارا شگون سچا ہے تو میری بدحالی جاتی رہے گی۔ چنانچہ انھیں قضا سنبھالے ابھی دو ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ ان کا سارا قرض اتر گیا اور وہ آسودہ حال ہو گئے۔

جعفر بن عون یحییٰ بن سعید کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک قصہ گو کے پاس اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اُٹھاتے دیکھا ہے۔

حماد بن زید بیان کرتے ہیں کہ خود یحییٰ اپنا نسب یوں بیان کرتے تھے: میں یحییٰ بن سعید بن قیس بن عمرو بن سہل ہوں۔

عبداللہ بن بشر الطالقانی نے امام احمد رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے: یحییٰ بن سعید الانصاری اثبت الناس ہیں۔

علی بن مسہر نے سفیان کو یہ فرماتے سنا: میں نے تین حفاظِ حدیث کو پایا ہے۔ (۱) اسماعیل بن ابی خالد (۲) عبدالملک بن ابی سلیمان (۳) اور یحییٰ بن سعید انصاری۔

ایک موقع پر حماد بن ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں: میں نے یہ بات اپنے والد ماجد سے تو نہیں سن رکھی البتہ یہ بات میرے والد سے مجھے ایک عادل امین اور پسندیدہ شخص یحییٰ بن سعید نے بیان کی ہے۔

وہیب کا قول ہے کہ میں مدینہ آیا تو جس سے بھی ملا اس کی معروف اور منکر ہر قسم کی روایات تھیں سوائے مالک اور یحییٰ بن سعید کے۔

یحییٰ بن ایوب المقابری ابوعیسیٰ وغیرہ سے بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں کا میسب بن زہیر سے جھگڑا ہو گیا۔ وہ جھگڑا لے کر ابوجعفر کے قاضی جناب یحییٰ بن سعید کے پاس جا پہنچے۔ جناب یحییٰ نے پروانہ لکھ کر میسب کو بلوا بھیجا۔ لوگ وہ پروانہ لے کر میسب کے پاس پہنچے تو اُنھوں نے آنے سے انکار بھی کر دیا اور ان لوگوں کو سخت سست بھی کہا۔ لوگوں نے لوٹ کر سارا ماجرا گوش گزار کر دیا تو یحییٰ غصہ میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور میسب کی طرف چل پڑے، رستے میں دونوں کی ملاقات ہو گئی۔ میسب اس وقت اس شان سے تھے کہ ان کے آگے آگے دو سو کے قریب لٹھ بردار چل رہے تھے۔ یحییٰ کو دیکھتے ہی وہ لوگ دائیں بائیں ہو گئے اور انھیں رستہ دے دیا۔ جناب یحییٰ نے آگے بڑھ کر میسب کی تلوار کو حمائل سے پکڑ کر اسے زمین پر دے مارا اور اتر کر میسب کا گلا گھونٹنے لگے۔ پھر خلیفہ ابوجعفر منصور نے خود آکر جناب یحییٰ کے ہاتھ سے تلوار کی حمائل کو چھڑوایا۔

جریر بن عبدالحمید بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید سے زیادہ شریف اور عزت دار شیخ کوئی نہیں دیکھا۔ حماد بن زید بیان کرتے ہیں: یحییٰ اپنی مجلس میں اکثر یہ دعا پڑھتے تھے: "اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ "اے اللہ! سلامت رکھ، سلامت رکھ۔

خود یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ عبید اللہ بن عدی بن خیار اپنی مجلس میں یہ دعا پڑھتے تھے: اَللّٰھُمَّ سَلِّمْنَا وَسَلِّمِ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنَّا۔ "اے اللہ! تو ہمیں سلامت رکھ اور ایمان والوں کو ہم سے سلامت رکھ۔

یحییٰ بن بکیر لیث سے اور وہ یحییٰ سے بیان کرتے ہیں کہ علم والے وسعت والے ہوتے ہیں اور مفتیوں میں اختلاف رہا ہے اور رہے گا چنانچہ کوئی ایک چیز کو حلال بتلاتا ہے تو کوئی کسی کو حرام ٹھہراتا ہے اور یہ دونوں باتیں دونوں کے حق میں عیب نہیں۔

اور مسئلہ ان میں سے ایک پر پہاڑ کی طرح وارد ہوتا ہے لیکن جب اس مفتی پر اس مسئلہ کا دروازہ کھل جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ مسئلہ تو کس قدر آسان تھا۔

یعقوب بن کاسب بیان کرتے ہیں، مجھے بعض اہل علم نے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے مروان بن محمد کے دور امارت میں ایک اعلان کرنے والے کو یہ اعلان کرتے سنا کہ حاجیوں کو سوائے یحییٰ بن سعید، عبید اللہ بن عمر و اور مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے کوئی چوتھا فتویٰ نہ دے۔

سلیمان بن حرب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حماد بن زید کو یہ کہتے سنا: میرے پاس کسی کی کتاب نہیں، اگر ہوتی تو اس بات کی زیادہ خوشی ہوتی کہ وہ کتاب یحییٰ بن سعید انصاری کی ہو۔

امام حاکم فرماتے ہیں: میں نے ابوبکر بن داؤد الزاہد کو اپنی سند کے ساتھ یہ فرماتے سنا ہے کہ یزید بن ہارون یہ بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید سے تین ہزار احادیث یاد کی ہیں۔ پھر میں بیمار پڑ گیا تو آدھی احادیث بھول گیا۔ جناب یحییٰ نے "ھاشمیہ" میں 143ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۱۳۱) ۴/ ۳۶ع: الامام الحافظ ابو اسامہ زید بن ابی انیسہ الرہاوی رحمہ اللہ: [1]

آپ سعید مقبری، شہر بن حوشب، حکم، طلحہ بن مصرف، نعیم المجمر اور ایک جماعتِ تابعین سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ آپ نے منہال بن عمرو، نافع العمری، شرحبیل بن سعد اور عطاء بن ابی رباح سے بھی حدیث سنی ہے۔ آپ ابن عجلان اور مالک کے پاس ٹھہرا کرتے تھے۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابوحنیفہ، مالک، مسعر، عبید اللہ بن عمر، خالد بن ابی یزید اور ایک جماعت شامل ہے۔ آپ جوانی میں ہی وفات پا گئے تھے اور ابھی ادھیڑ عمر میں قدم بھی نہ رکھا تھا۔ اگر اور زندہ رہتے تو بڑی شان والے بنتے۔ صحاح ستہ میں آپ کی حدیث موجود ہے۔ 124ھ یا 125ھ میں الجزیرہ میں وفات پائی۔ اگرچہ آپ اوزاعی کے طبقہ کے حافظِ حدیث ہیں لیکن میں نے ان کے پہلے وفات پا جانے کی وجہ سے ان کا ذکر اوزاعی پر مقدم رکھا ہے۔ رحمہ اللہ

(۱۳۲) ۴/ ۳۷ع: الحافظ الفقیہ ابو سعید عبد الکریم بن مالک الجزری الحرانی رحمہ اللہ: [2]

آپ بنی امیہ کے موالی میں سے تھے۔ سعید بن مسیب، سعید بن جبیر، طاؤس، مقسم اور متعدد اکابر تابعین سے حدیث

---

[1] تہذیب الکمال: 448/1، تہذیب التہذیب: 397/3، تقریب: 272/1، خلاصۃ التہذیب: 349/1، التاریخ الکبیر: 388/3، الجرح والتعدیل: 556/3، میزان الاعتدال: 98/2، لسان المیزان: 223/7، الوافی بالوفیات: 42/15، طبقات ابن سعد: 484/7، الثقات: 315/6۔

[2] تہذیب الکمال: 848/2، تہذیب التہذیب: 383/6 (714)، تقریب: 516/1، خلاصۃ التہذیب: 173/2، الکاشف: 206/2، التاریخ الکبیر: 88/6، الجرح والتعدیل: 310/6، میزان الاعتدال: 645/2، لسان المیزان: 290/7، طبقات ابن سعد: 180/7۔

روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے معمر، سفیانین اور مالک وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔ امام نسائی وغیرہ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ اور انھیں حافظِ حدیث قرار دیا ہے۔ 127ھ میں وفات پائی۔

رہے ابوامیہ عبدالکریم بن ابی المخارق تو وہ بصری شیخ اور استاذ ہیں البتہ وہ حدیث میں قوی نہیں۔ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ، مجاہد اور سعید بن جبیر سے حدیث روایت کرتے ہیں، جب کہ ان سے سفیانین، حماد بن سلمہ اور مالک وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔ موصوف فقیہ تھے پر مرجئہ کے معتقد تھے۔ یہ ''مکی'' کے طبقہ سے ہیں۔ اس لیے میں نے فرق کرنے کے لیے ان کا ذکر جناب ابوسعید عبدالکریم کے ساتھ ہی کر دیا ہے۔

(۱۳۳) ۴ / ۳۸ع: الامام ابوالحسن علی بن زید بن جدعان التیمی، القرشی، البصری رحمہ اللہ: ❶

آپ اہل بصرہ کے عالم اور نابینا تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب، ابوعثمان نہدی، عروہ بن زبیر اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں شعبہ، قتادہ، سفیانین، حمادین، عبدالوارث اور اسماعیل بن علیہ جیسے اکابر اور جہابذہ کے نام آتے ہیں۔

آپ مادرزاد اندھے تھے، بڑے بلند پایہ عالم تھے۔ البتہ اعتقاد میں تشیع تھا۔ ابوزرعہ اور ابوحاتم نے انھیں غیر قوی قرار دیا ہے جب کہ امام احمد اور ابن معین ضعیف کہتے ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول ہے: صدوق ہیں پر کبھی کبھی موقوف روایت کو مرفوع بیان کر دیتے ہیں۔

منصور بن زاذان بیان کرتے ہیں کہ حسن بصری کی وفات پر ہم نے علی بن زید سے ان کی مسند سنبھال لینے کو کہا تھا۔

میں کہتا ہوں: شیخین رحمہما اللہ نے ان کی حدیث نہیں لی۔ البتہ امام مسلم نے دوسری روایت کے ساتھ ملا کر ان کی روایت کو ذکر کیا ہے۔ آپ نے ۱۲۹ھ یا ۱۳۱ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۱۳۴) ۴ / ۳۹ع: الامام منصور بن زاذان الثقفی، الواسطی رحمہ اللہ: ❷

آپ بنی ثقیف کے آزاد کردہ غلام اور بلند مرتبہ عالم تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ، ابوالعالیہ الریاحی، حسن، محمد، عطا اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ آپ سے شعبہ، ہشیم، ابوعوانہ، خلف بن خلیفہ اور دیگر لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ ثقہ، حجت، صالح، عبادت گزار اور بڑی شان والے تھے۔ ہشیم کا قول ہے کہ اگر انھیں یہ کہا جاتا کہ ملک الموت ان

---

❶ تہذیب الکمال: 967/2، تہذیب التہذیب: 322/7 (544)، تقریب: 37/2، خلاصۃ التہذیب: 248/2، التاریخ الکبیر: 275/6، میزان الاعتدال: 127/3، لسان المیزان: 311/7، نسیم الریاض: 359/3، المجروحین: 103/2، الانساب: 432/12، سیر الاعلام: 206/5۔

❷ تہذیب الکمال: 1374/3، تہذیب التہذیب: 306/10 (535)، تقریب: 275/2، خلاصۃ التہذیب: 759/8، الجرح والتعدیل: 57/8، الانساب: 71/12، طبقات الحفاظ: 58، المعین، رقم: 438، طبقات ابن سعد: 315/7، تاریخ اسماء الثقات: 1322۔

کے دروازے پر کھڑا ہے تو ان کے علم اور عمل میں کوئی اضافہ نہ ہوتا۔ آپ طلوعِ آفتاب سے نمازِ عصر تک نماز میں ہی مشغول رہتے تھے۔ پھر نمازِ مغرب تک تسبیح پڑھتے تھے۔

یحییٰ بن ابی کثیر شعبہ کے واسطہ سے ہشام بن حسان سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے مغرب اور عشاء کے درمیان جناب منصور کے پہلو میں نماز پڑھی تو کیا دیکھا کہ اُنھوں نے ایک رکعت میں ہی پورا قرآن پڑھ ڈالا، جبکہ دوسری رکعت میں سورۂ نحل تک تلاوت کی۔

مخلد بن حسین نے ہشام سے ایسی ہی ایک روایت نقل کی ہے۔ اس کی اسناد صحیح ہے۔ خلف بن خلیفہ منصور سے روایت کرتے ہیں کہ: حزن وملال اور غم واندوہ نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے۔ جب کہ غرور اور اِترانا برائیوں میں اضافہ کرتا ہے۔

عباد بن عوام کا قول ہے کہ میں منصور کے جنازہ میں شریک تھا تو میں نے دیکھا کہ یہود، مجوس اور نصاریٰ سب الگ الگ کھڑے تھے، ازدحام کی کثرت سے میرے ماموں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ (تو جب یہود، مجوس اور نصاریٰ اس قدر کثرت سے ان کے جنازے میں شریک تھے تو مسلمانوں کی کثرت کا عالم کیا ہوگا۔ نسیم)

میں کہتا ہوں: منصور کی کنیت ابو المغیرہ ہے اور آپ نے ۱۳۱ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ [1]

(۱۳۵) ۴/ ۴۰ ع: الامام، الحافظ، الحجہ، ابو عتاب منصور بن معتمر السلمی الکوفی رحمہ اللہ: [2]

بڑے بلند مرتبہ عالم تھے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کچھ یاد نہیں کیا۔ ابو وائل، ربعی بن حراش، ابراہیم، سعید بن جبیر، مجاہد، شعبی، ابو حازم الاشجعی اور ان کے طبقہ کے تابعین سے حدیث روایت کرتے ہیں اور ان سے شعبہ، شیبان، سفیانین، شریک، فضیل اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

شعبہ منصور سے حکایت کرتے ہیں کہ میں نے کبھی کوئی حدیث نہیں لکھی۔ ابن مہدی کا قول ہے کہ کوفہ میں منصور سے بڑا حافظِ حدیث کوئی نہ تھا۔ زائدہ بیان کرتے ہیں: منصور چالیس برس تک روزے رکھتے رہے جب کہ راتوں کو قیام کرتے تھے۔ آپ رات بھر اللہ کے شوق میں روتے رہتے، صبح ہوتے ہی آنکھوں میں سرمہ، سر میں تیل اور ہونٹوں پر چکنائی لگا لیتے۔ اس پر والدہ کہتیں، کیا تم نے کسی کو مارا ہے (جو منہ پر اتنی رونق ہے)۔ منصور کہتے: میں جانتا ہوں جو میرے نفس نے کیا ہے۔

امیر عراق یوسف بن عمر نے آپ کو کوفہ کا قاضی بنانا چاہا۔ آپ کے انکار پر آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ زائدہ کا بیان ہے کہ جب میں گیا تو منصور زنجیروں میں جکڑے تھے۔ پھر انھیں چھوڑ دیا گیا۔

احمد عجلی بیان کرتے ہیں: منصور کوفہ کے سب سے ثبت انسان تھے۔ آپ میں کسی کو اختلاف نہیں تھا۔ بڑے نیک اور

---

[1] ایک قول 129ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

[2] تہذیب الکمال: 1376/3، تہذیب التہذیب: 312/10 (546)، تقریب: 276/2، خلاصۃ التہذیب: 58/3، الکاشف: 177/3، التاریخ الکبیر: 346/7، تاریخ الاسلام: 305/5، التاریخ لابن معین: 439، طبقات الحفاظ: 59، نسیم الریاض: 128/1، تاریخ اسماء الثقات: 1317۔

عبادت گزار تھے۔ قاضی بننے پر مجبور کیے گئے تو دو ماہ تک یہ منصب سنبھالا۔ ایک قول یہ ہے کہ جناب میں قدرے تشیع تھا۔ گریہ وزاری کی کثرت سے نگاہیں چندھیا گئی تھیں۔

آپ کی وفات کے بعد محلے کی ایک لڑکی نے اپنے والد سے پوچھا کہ ابا جان! منصور کے گھر میں رات کو ایک ستون نظر آیا کرتا تھا اب اس کا کیا ہوا؟ والد نے بتلایا: بیٹا! وہ منصور تھے جو رات کو نماز پڑھا کرتے تھے اب اس دنیا میں نہیں رہے۔

ثوری بیان کرتے ہیں: اگر تم منصور کو نماز پڑھتے دیکھ لیتے تو گمان کرتے کہ یہ ابھی مر جائیں گے۔ ابن عیینہ کا قول ہے کہ میں نے منصور کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو بولے کہ قریب تھا کہ میں ایک پیغمبر جیسے عمل کے ساتھ رب کے حضور پیش ہوتا۔

میں کہتا ہوں: منصور نے ۱۳۲ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۱۳۶) ۴/ ۱۴۱ ع: الفقیہ الحافظ ابو ہشام مغیرہ بن مقسم الضبی، الکوفی رحمہ اللہ: [1]

آپ بنی ضبہ کے آزاد کردہ غلام اور مادر زاد نابینا تھے، حیرت انگیز ذہانت و ذکاوت کے مالک تھے۔ ابو وائل شعبی، ابراہیم نخعی، مجاہد اور دیگر تابعین سے حدیث روایت کرتے ہیں، جب کہ شعبہ، ثوری، زائدہ، اسرائیل، ابو عوانہ، جریر، ابن فضیل، ہشیم اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

شعبہ بیان کرتے ہیں: مغیرہ حماد بن ابی سلیمان سے بڑے حافظ تھے۔ جریر جناب مغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی بات میری سماعت سے ٹکرائی ہو اور میں اسے بھول گیا ہوں۔

امام احمد نے مغیرہ کی صرف ابراہیم سے روایت کو ضعیف کہا ہے اور فرماتے ہیں: مغیرہ ذہین و ذکی، حافظ حدیث اور صاحب سنہ ہیں۔

احمد عجلی کا قول ہے: مغیرہ ثقہ ہیں پر ابراہیم سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ پس جب وہ اُن سے وقف کرتے ہیں جن سے حدیث سنی ہے تو ان کے بارے میں بتلاتے ہیں۔ آپ ابراہیم کے فقہا اصحاب میں سے تھے۔ عثمانی تھے اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر بعض باتیں کر جاتے تھے۔ [2]

---

[1] تہذیب الکمال: 1363/3، تہذیب التہذیب: 269/10 (482)، تقریب: 270/2، خلاصۃ التہذیب: 81/3، الکاشف: 169/3، التاریخ الکبیر: 322/7، الجرح والتعدیل: 1030/8، میزان الاعتدال: 165/4، لسان المیزان: 396/7، تاریخ الاسلام: 302/5، التمہید: 158/1، سیر الاعلام: 10/6۔

[2] آپ نے 133ھ یا 136ھ میں وفات پائی۔

(۱۳۷) ۴/ ۴۲ع: الحافظ ابو ہذیل حصین بن عبدالرحمن السلمی الکوفی رحمہ اللہ: [1]

آپ منصور بن معتمر کے چچازاد تھے۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ، ابن ابی لیلی، ابووائل، زید بن وہب اور متعدد تابعین سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ جب کہ شعبہ، ثوری، ابوعوانہ، عبثر، علی بن عاصم اور دیگر حضرات تابعین نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ آپ ثقہ، حجت، حافظ اور عالی سند والے تھے۔ امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے: حصین ثقہ، مامون اور اکابر اصحاب حدیث میں سے ہیں۔ ترانوے سال کی عمر پا کر ۱۳۶ھ میں وفات پائی۔

(۱۳۸) ۴/ ۴۳ع: الامام الحجت، الحافظ ابو المنذر ہشام بن عروہ بن زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ القرشی الزبیری المدنی الفقیہ رحمہ اللہ: [2]

آپ اپنے چچا حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ، والد ماجد، زوجہ فاطمہ بنت منذر، ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے شعبہ، ایوب، مالک، سفیانین، حمادین، ابن نمیر، یحییٰ القطان، ابواسامہ، عبیداللہ بن موسیٰ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ خود ہشام بیان فرماتے ہیں کہ جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما نے میرے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور میرے لیے دعا فرمائی۔ وہیب کا قول ہے کہ: ہشام ہمارے پاس تشریف لائے تو وہ حسن بصری اور ابن سیرین جیسے تھے۔ ابن سعد بیان کرتے ہیں: ہشام ثقہ، ثبت، کثیر الحدیث اور حجت تھے۔ ابوحاتم رازی کا قول ہے: ہشام ثقہ اور حدیث میں امام تھے۔

محمود بن محمد الزاہد نے ہمیں 95ھ میں اپنی سند کے ساتھ جعفر بن عون سے بیان کیا، وہ ہشام بن عروہ سے، وہ اپنے والد ماجد سے، وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں، سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ایک آدمی نے خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! میری والدہ اچانک وفات پا گئی ہیں، میرا گمان ہے کہ اگر انھیں بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ (کی وصیت) ضرور کر جاتیں۔ آیا اگر میں اب ان کی طرف سے صدقہ کروں تو انھیں اجر ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں!''

یعقوب بن شیبہ بیان کرتے ہیں: ہشام ثقہ اور ثبت تھے۔ ان پر کسی بات کا انکار نہ کیا گیا۔ البتہ جب وہ عراق گئے اور روایت حدیث میں وسعت سے کام لیا تو اہل عراق نے ان پر انکار کیا۔ کیوں کہ پہلے وہ اپنے والد سے صرف وہی روایت کرتے تھے جو

---

[1] تہذیب الکمال: 298/1، تہذیب التہذیب: 381/2، تقریب: 182/1، خلاصۃ التہذیب: 234/1، الکاشف: 237/1، التاریخ الکبیر: 7/3، الجرح والتعدیل: 837/3، میزان الاعتدال: 551/1، لسان المیزان: 199/7، الوافی بالوفیات: 92/13، رقم: 86، طبقات ابن سعد: 236/6، سیر الاعلام: 422/5۔

[2] تہذیب الکمال: 115/3، تہذیب التہذیب: 48/11 (89)، تقریب: 319/2، خلاصۃ التہذیب: 115/3، الکاشف: 223/3، التاریخ الکبیر: 193/8، الجرح والتعدیل: 249/9، البدایۃ والنہایۃ: 103/10، تاریخ الثقات: 458، معجم طبقات الحفاظ: 182، تراجم الاحبار: 1514، تاریخ بغداد: 37/14۔

اُنھوں نے والد سے سن رکھا ہوتا تھا۔ پھر بعد میں سہل انگاری سے کام لینے لگے اور اپنے والد سے ارسال بھی کرنے لگے۔

عثمان دارمی بیان کرتے ہیں: میں نے ابن معین سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک ہشام اور زھری میں سے زیادہ محبوب کون تھے، تو اُنھوں نے کسی کو کسی پر فضیلت نہ دی۔

ائمہ محدثین کا قول ہے کہ ہشام نے بغداد میں اسی سال کی عمر پا کر ۱۴۶ھ [1] میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۱۳۹) ۴/ ۴۴ع: القدوہ، الحجت، الحافظ ابو عبداللہ یونس بن عبید العبدی البصری رحمہ اللہ: [2]

آپ بنو عبدہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حسن، ابن سیرین، عطا، ابراہیم التیمی، حمید بن ہلال، زیاد بن جبیر، نافع العمری اور متعدد اکابر تابعین سے حدیث سنی ہے۔ آپ سے شعبہ، حمادین، سفیانین، عبدالوارث، بشر بن مفضل، ہیثم اور ابن علیہ نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ بلند مرتبہ متورع ائمہ میں سے ایک تھے۔ آپ فرماتے تھے: میں نے کبھی کوئی بات نہیں لکھی (یعنی جو سنا یاد ہو گیا تب پھر لکھنے کی ضرورت کہاں باقی رہی)۔ ابو حاتم بیان کرتے ہیں: یونس سلیمان تیمی سے بڑے رتبہ والے تھے۔ سلیمان ان کے مرتبہ تک نہ پہنچے تھے۔ سعید بن عامر کا قول ہے: میں نے یونس سے افضل کوئی نہیں دیکھا، یہی اہل بصرہ کی رائے بھی ہے۔

حماد بن زید بیان کرتے ہیں: جب یونس بیمار پڑ گئے تو ایوب نے بے اختیار کہا: آپ کے بعد زندگی میں کوئی خیر نہیں۔

امیہ بن بسطام بیان کرتے ہیں: ایک عورت جناب یونس کے پاس ایک ریشمی جبہ بیچنے کے لیے لائی۔ آپ نے پوچھا: یہ کتنے کا ہے؟ بولی پانچ سو کا۔ آپ نے کہا: یہ زیادہ کا ہے۔ تو کہنے لگے: اچھا چھ سو کا۔ آپ نے پھر کہا: یہ اس سے بھی زیادہ کا ہے۔ یوں اس جبہ کی بولی بڑھاتے بڑھاتے آپ نے ایک ہزار کر دی۔

نضر بن شمیل بیان کرتے ہیں: یونس بن عبید ریشم فروش تھے۔ ایک مرتبہ ریشم مہنگا ہو گیا۔ آپ نے ایک آدمی سے تیس ہزار کا سامان خریدا۔ کچھ عرصہ بعد اس آدمی سے یہ کہا کہ کیا تمھیں معلوم تھا کہ یہ سامان فلاں فلاں شہر میں مہنگا ہو گیا تھا۔ اگر تمھیں معلوم ہوتا تو تم اتنے میں وہ سامان نہ بیچتے۔ پھر اسے مزید رقم عطا کی۔

ہشام بن حسان سے مروی ہے کہ میں نے یونس بن عبید کے سوا کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ علم کے ذریعے اللہ کی رضا چاہتا ہو۔

ہمیں احمد بن ہبۃ اللہ بن تاج نے اپنی سند کے ساتھ یونس سے، اُنھوں نے حسن سے، اُنھوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اللہ کسی بندے کو رعایا کا والی نہیں بناتا، پھر وہ اس حال میں مرجائے کہ وہ رعایا سے خیانت کرنے والا ہو، مگر یہ کہ اللہ اس پر جنت کو حرام کر دیتے ہیں۔'' اگرچہ یہ حدیث عمدہ اسناد والی ہے لیکن اصحاب کتب ستہ نے اس کو روایت نہیں کیا۔ اور مسند میں مذکورہ محمد امام ابن ماجہ کے مشائخ میں سے ہے۔

---

[1] ایک قول 145ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

[2] تہذیب الکمال: 1568/3، تہذیب التہذیب: 442/11 (855)، تقریب: 385/2، خلاصۃ التہذیب: 193/3، الکاشف: 304/3، تعجیل المنفعۃ: 1215، التاریخ الکبیر: 402/8، الجرح والتعدیل: 1020/9، الثقات: 647/7۔

معاذ بن معاذ کا قول ہے کہ میں نے ۱۳۹ھ میں جناب یونس بن عبید کا جنازہ پڑھا تھا۔ رحمہ اللہ

(۱۴۰) ۴/ ۵ ۴۴ ع: الامام ابومحمد داود بن ابی ہند البصری رحمہ اللہ: ❶

آپ امام اور ثبت ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی، ابوالعالیہ، سعید بن مسیب، ابوعثمان نہدی، شعبی اور عکرمہ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ جب کہ شعبہ، حمادین، ابن علیہ، یحییٰ القطان، یزید بن ہارون وغیرہ نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ آپ اہل بصرہ کے حافظ اور ان کے مفتی تھے۔ کتب ستہ میں آپ کی روایت موجود ہے۔ البتہ امام بخاری رحمہ اللہ نے آپ کی روایت بطور استشہاد کے ذکر کی ہے۔ یزید بن زریع کا قول ہے کہ داود اہل بصرہ کے مفتی تھے۔

یحییٰ بن فضل الخرقی سعید بن عامر الضبعی کے واسطہ سے داود بن ابی ہند کا قول نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: میں شام آیا تو میری ملاقات غیلان قدری سے ہوگئی۔ کہنے لگا: میں آپ سے چند مسائل پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا: تم پچاس سوال پوچھو پر میں تم سے صرف دو باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: پوچھو میں نے کہا: ''ابن آدم کو سب سے افضل کیا ملا ہے؟ اس نے کہا: عقل۔ میں نے دوسرا سوال پوچھا: اچھا اب یہ بتاؤ کہ عقل کیا ہے۔ کیا یہ کوئی مباح شی ہے کہ جس نے چاہا لے لی اور جس نے چاہا چھوڑ دی یا عقل بندوں میں تقسیم کی گئی ہے؟ یہ سوال سن کر وہ جواب دیے بنا ہی چل دیا۔ اس پر میں نے کہا: عقل مقسوم ہے۔ اسی طرح رب تعالیٰ نے ایمان اور ادیان کو بندوں میں تقسیم کیا ہے اور نیکی پر آنے کی قوت صرف اللہ ہی سے ہے۔

ابن عدی کا قول ہے: داود بن ابی ہند چالیس سال تک یوں روزے رکھتے رہے کہ گھر والوں کو اس بات کی کانوں کان خبر نہ ہوئی، وہ یوں کہ داؤد ریشم فروش تھے، وہ گھر والوں سے اپنا ناشتہ ساتھ لے جاتے جو رستے میں کسی پر صدقہ کر دیتے اور شام کو لوٹ کر روزہ کھولتے، جب کہ گھر والے اسے شام کا کھانا سمجھتے۔

ایک دن ہمیں فرمانے لگے: اے نوجوانو! میں تمھیں ایک بات بتلاتا ہوں، شاید اللہ تمھیں اس سے نفع دے، میں نوجوان تھا۔ بازار میں آتا جاتا تھا۔ جب میں لوٹتا تھا تو قسم کھاتا تھا کہ فلاں سے فلاں جگہ تک اللہ کا ذکر کرتا جاؤں گا۔ جب اس جگہ پہنچتا تو اگلی جگہ تک کے لیے ایسی ہی قسم اُٹھالیتا۔ یوں کرتے کرتے میں گھر پہنچتا تھا۔ (یعنی رستہ بھر میں اللہ کا ذکر کرتا رہتا تھا)۔

ایک قول یہ ہے کہ داؤد پچاس ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۴۰ھ کے آغاز میں ہی حج سے لوٹتے ہوئے وفات پا گئے تھے۔ ❷ آپ علم کے سردار تھے۔

میں نے اسحاق اسدی پر قراءت کی کہ ہمیں ابن خلیل نے بیان کیا اور وہ اپنی سند کے ساتھ ابونضرہ سے اور وہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''میری اُمت دو فرقوں میں بٹے

---

❶ تهذيب الكمال: 391/1، تهذيب التهذيب: 204/3، تقريب: 235/1، خلاصة التهذيب: 307/1، الكاشف: 292/1، التاريخ الكبير: 232/3، الجرح والتعديل: 1881/3، ميزان الاعتدال: 11/2، شذرات: 208/1، الوافي بالوفيات: 496/13، طبقات ابن سعد: 285/5، الجمع بين رجال الصحيحين: 515، الثقات: 278/6۔

❷ جب کہ ایک قول 139ھ کا اور ایک 141ھ کا بھی ہے۔

گی۔ ان دونوں میں سے ایک فرقہ طاعت سے نکل جائے گا تو دونوں میں سے پہلا فرقہ (جو حق پر ہوگا) اس طاعت سے نکل جانے والے فرقہ کو حق کے ساتھ قتل کر دے گا۔"

اس حدیث کو داود بن ابی ہند نے بھی ابونضرہ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

اور میں نے طاہر بن عبداللہ بن عمر الجمی پر مصر میں قراءت کی کہ تمھیں ابن خلیل اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ داود بن ابی ہند مکحول سے، وہ حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔ اور تم میں سے مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ ہے جس کے اخلاق سب سے برے ہیں۔ (اور یہ وہ لوگ ہیں) جو جھکی (باتونی، فضول گو) باچھیں موڑ موڑ کر باتیں کرنے والے (اور) بڑھا چڑھا کر بولنے والے ہیں۔" ❶

اس حدیث کو داود سے وہیب اور ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے رواۃ ثقہ ہیں البتہ اس کی اسناد میں مکحول اور ابوثعلبہ کے درمیان انقطاع ہے۔

(۱۴۱) ۴/۴۶ ع: الحافظ موسیٰ بن عقبہ الاسدی المدنی رحمہ اللہ: ❷

آپ آلِ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ حضرت ام خالد بنتِ خالد رضی اللہ عنہ سے (جو کہ صحابیہ رضی اللہ عنہا ہیں) اور عروہ، سالم، ابوسلمہ بن عبدالرحمن، اعرج اور تابعین کی ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں، "المغتزی" بھی لکھی۔ جب کہ آپ سے ابن جریج، مالک، ابن عیینہ، حاتم بن اسماعیل ابن مبارک، ابوضمرہ، محمد بن فلیح اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

واقدی بیان کرتے ہیں: موسیٰ مفتی اور فقیہ تھے۔ ابو حاتم آپ کو صالح کہتے ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ موسیٰ بن عقبہ کی مغازی کو لازم پکڑو کہ وہ ثقہ ہیں۔

میں نے "الجزہ" میں ابونصر الفارسی کے پاس موسیٰ کی مغازی دیکھی ہیں۔ موسیٰ نے ۱۴۱ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۱۴۲) ۴/۷ ع: الحافظ صالح بن کیسان رحمہ اللہ: ❸

علمائے مدینہ میں شمار ہوتے ہیں۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی اولاد کے استاذ، مؤدب اور اتالیق تھے۔ حضرت ابن

---

❶ جامع الترمذی: کتاب البر باب رقم: 71، مسند احمد: 369/2۔

❷ تہذیب الکمال: 1390/3، تہذیب التہذیب: 360/10 (638)، تقریب: 286/2، الکاشف: 186/3، التاریخ الکبیر: 292/7، الجرح والتعدیل: 693/8، نسیم الریاض: 99/4، التاریخ لابن معین: 594/3، تراجم الاحبار: 365/3، التمہید: 76/2، سیر الاعلام: 114/6، دیوان الاسلام: ت 1849۔

❸ تہذیب الکمال: 599/2، تہذیب التہذیب: 399/4، تقریب: 362/1، خلاصۃ التہذیب: 464/1، الکاشف: 23/2، التاریخ الکبیر: 288/4، الجرح والتعدیل: 1808/4، میزان الاعتدال: 299/2، لسان المیزان: 246/7، طبقات ابن سعد: 63/5، الوافی بالوفیات: 268/16۔

عمر رضی اللہ عنہما کی زیارت سے مشرف ضرور ہوئے پر ان سے حدیث سننے کا موقع نہ ملا۔ آپ عروہ بن زبیر، نافع، سالم، نافع مولی ابی قتادہ رضی اللہ عنہ، عبید اللہ بن عبد اللہ، زہری اور ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

زمانۂ طالب علمی میں زہری کے رفیق تھے۔ البتہ آپ نے ادھیڑ عمر میں جا کر علم حاصل کرنا شروع کیا تھا۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن جریج، مالک، سلیمان بن بلال، ابراہیم بن سعد اور سفیان بن عیینہ کے اسمائے گرامی ذکر کیے جاتے ہیں۔ البتہ ابن سعد نے آپ سے کثرت کے ساتھ حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد سے جب صالح کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا، واہ واہ۔ ایک قول یہ ہے کہ موصوف نے سو سال سے زیادہ کی عمر پائی۔ واقدی بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ۱۴۰ھ کے بعد وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۱۴۳) ۴/۸ ۴ ع: حضرت خالد الحذاء رحمہ اللہ: ❶

آپ حافظ اور ثبت ہیں۔ کنیت ابو المنازل اور پورا نام خالد بن مہران البصری ہے۔ بصرہ کے محدث تھے۔ یاد رہے کہ آپ "حذاء" (جوتے ساز) نہ تھے بلکہ ان کے پاس نشست و برخاست رکھتے تھے جس بنا پر حذاء مشہور ہو گئے۔

عبد اللہ بن شقیق، ابو عثمان نہدی، عکرمہ، عبد الرحمن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ، حفصہ بنت سیرین، محمد بن سیرین اور تابعین کی ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے آپ کے شیخ ابن سیرین نے شعبہ، بشر بن مفضل، ابو اسحاق فزاری، اسماعیل بن علیہ، سفیان بن عیینہ اور ایک جماعت کثیر نے حدیث روایت کی ہے۔ اس طبقہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے عبد الوہاب بن عطاء ہیں۔ امام احمد اور ابن معین نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔

اصحاب صحاح نے آپ سے حجت پکڑی ہے۔ جب کہ ابو حاتم کا قول ہے کہ آپ سے حجت نہ پکڑی جائے۔

میں کہتا ہوں: آپ نے ۱۴۱ھ یا ۱۴۲ھ میں وفات پائی ہے۔

(۱۴۴) ۴/۹ ۴ ع: الحافظ ابو عبد الرحمن عاصم بن سلیمان الاحول البصری رحمہ اللہ: ❷

آپ مدائن کے قاضی تھے۔ حضرت عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، شعبی، مالک، ابو العالیہ، معاذہ عدویہ اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ قتادہ، شعبہ، ابن مبارک، ابو معاویہ، یزید بن ہارون اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ ابن المدینی وغیرہ نے آپ کو ثقہ کہا۔ آپ حافظ اور کثیر الحدیث تھے آپ کے حافظہ میں قدرے خرابی تھی لیکن وہ مضر نہ تھی۔ ائمہ کی کتب میں آپ کی حدیث موجود ہے۔

---

❶ تہذیب الکمال: 365/1، تہذیب التہذیب: 120/3، تقریب: 219/1، خلاصۃ التہذیب: 284/1، التاریخ الکبیر: 173/3، میزان الاعتدال: 643/1، لسان المیزان: 209/7، الوافی بالوفیات: 360/13، سیر الاعلام: 190/6، الثقات: 353/6، تہذیب مستمر الاوہام: ب 112۔

❷ تہذیب التہذیب: 42/5(73)، تقریب التہذیب: 384/1(9)، التاریخ الکبیر: 485/6، الجرح والتعدیل: 343/6، میزان الاعتدال: 350/2، الثقات: 237/5۔

ہمیں عبدالحافظ بن بدران اور یوسف بن احمد نے اپنی سند کے ساتھ عاصم سے، اُنھوں نے ابوعثمان سے، اُنھوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی کو جان کنی کے عالم میں لایا گیا گویا کہ وہ سوکھا ہوا مشکیزہ تھیں تو انھیں دیکھ کر آپ کی نگاہیں اشکبار ہوگئیں، اس پر حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ بھی روتے ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو (ہمیں) رونے سے منع فرمایا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ (آنسو) تو رب تعالیٰ کی رحمت ہیں جن کو رب تعالیٰ نے اپنے بندوں کے قلوب میں رکھا ہے۔ بے شک رب تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر ہی رحم فرماتا ہے۔''

عاصم احول نے ۱۴۲ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ [1]

سفیان ثوری کا قول ہے: لوگوں میں حدیث کے حافظ چار ہیں (۱) اسماعیل بن ابی خالد (۲) عاصم احول (۳) یحییٰ بن سعید انصاری (۴) اور عبدالملک بن ابی سلیمان۔ جناب سفیان نے ان حضرات کے ساتھ امام اعمش رحمہ اللہ کو شامل نہیں کیا۔ ابو ربیع زہرانی محمد بن عباد سے اور وہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ بسا اوقات عاصم روزے سے ہوتے تھے چنانچہ وہ روزہ افطار کرکے عشاء کی نماز ادا کرتے پھر صبح تک نماز میں ہی رہتے۔

(۱۴۵) ۴/۵۰ ع: الامام، شیخ الاسلام الحافظ ابوالمعتمر سلیمان بن طرخان التیمی القیسی البصری رحمہ اللہ: [2]

آپ بنو قیس کے آزاد کردہ غلام تھے، اور تیمی نہ تھے بلکہ ان میں آکر آباد ہوگئے تھے۔ آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ، ابوعثمان نہدی، طاؤس، حسن اور متعدد اکابر تابعین سے حدیث سنی ہے۔ جبکہ آپ سے شعبہ، سفیانین، ابن المبارک، یزید بن ہارون، الانصاری، ہوذہ بن خلیفہ اور بے شمار لوگ حدیث روایت کرتے ہیں۔

شعبہ کا قول ہے: میں نے سلیمان تیمی سے زیادہ صادق نہیں دیکھا۔ حدیث نبوی بیان کرتے وقت آپ کا رنگ بدل جایا کرتا تھا۔

آپ کے بیٹے معتمر بیان کرتے ہیں: والد صاحب کا چالیس برس تک یہ معمول رہا کہ ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھتے تھے۔ اور فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کرتے تھے۔ آپ نے ستانوے برس کی عمر پائی۔

میں کہتا ہوں: سلیمان تیمی کی تقریباً دوسو احادیث ہیں، آپ بصرہ کے عالم اور عابد و زاہد تھے۔ یحییٰ قطان کا قول ہے: میں نے سلیمان تیمی سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا نہیں دیکھا۔ ابن مبارک سفیان سے نقل کرتے ہیں: بصرہ کے حفاظ حدیث تین ہیں (۱) سلیمان تیمی (۲) عاصم احول (۳) اور داود بن ابی ہند۔ البتہ عاصم ان میں سب سے بڑے حافظ تھے۔

---

[1] ایک قول ۱۴۱ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

[2] تہذیب الکمال: 540/1، تہذیب التہذیب: 201/4، تقریب: 326/1، خلاصۃ التہذیب: 414/1، الکاشف: 396/1، التاریخ الکبیر: 20/4، الجرح والتعدیل: 539/4، میزان الاعتدال: 212/2، لسان المیزان: 237/7، طبقات ابن سعد: 18/2/7، الوافی بالوفیات: 393/15۔

جریر بیان کرتے ہیں: سلیمان تیمی ہر گھڑی میں موقع پاتے ہی صدقہ کرتے تھے اور اگر صدقہ کرنے کو کچھ نہ ملتا تو اس گھڑی میں دو رکعت نماز ادا کر لیتے تھے۔

خالد بن حارث جناب سلیمان تیمی کا قول نقل کرتے ہیں کہ اگر تم نے ہر عالم کی رخصت کو یا ہر عالم کی لغزش کو لینا شروع کر دیا تو تم میں سارے کا سارا شر اکٹھا ہو جائے گا۔

سعید بن عامر ضبعی کا قول ہے: سلیمان تیمی ہر سجدہ میں ستر بار تسبیح پڑھتے تھے۔ حماد بن سلمہ کا بیان ہے کہ ہم جناب سلیمان تیمی کے پاس جب بھی کسی ایسی گھڑی میں گئے جس میں رب تعالیٰ کی طاعت کی جاتی ہے تو ہم نے انھیں اس گھڑی میں رب تعالیٰ کی طاعت کرتے ہی پایا ہے۔ ہماری رائے تھی کہ انھیں رب تعالیٰ کی نافرمانی کرنی آتی ہی نہیں۔

احمد بن ابراہیم دورقی، انصاری سے بیان کرتے ہیں: سلیمان عام طور پر عشاء کے وضو سے ہی صبح کی نماز ادا کرتے تھے۔ اور عصر کے بعد مغرب تک تسبیح پڑھنے کا اور ہمیشہ روزہ رکھنے کا معمول تھا۔

یحییٰ قطان کا قول ہے: سفیان ثوری بصریوں میں سے کسی کو بھی سلیمان تیمی پر مقدم نہ کرتے تھے۔

مردویہ عبدالصمد، فضیل بن عیاض کا قول نقل کرتے ہیں کہ کسی نے جناب سلیمان سے پوچھا: آپ تو آپ ہیں آپ جیسا کون ہے؟ اس پر آپ نے فرمایا: ایسا مت کہو: میں نہیں جانتا کہ میرا رب تعالیٰ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آئے اور میں رب تعالیٰ کو یہ فرماتے سنوں:

{وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ} [الزمر: ۴۷]

''اور ان پر اللہ کی طرف سے وہ امر ظاہر ہو جائے جس کا ان کو خیال بھی نہ تھا۔''

رقبہ بن مصقلہ بیان کرتے ہیں: میں نے خواب میں رب تعالیٰ کی زیارت کی تو رب تعالیٰ نے فرمایا: میری عزت کی قسم! میں سلیمان تیمی کے آخرت کے ٹھکانے کا اکرام کروں گا۔

سعید بن کزبری، سعید بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سلیمان بیمار پڑ گئے تو رونے لگے: سبب پوچھنے پر فرمایا: ''میں ایک مرتبہ ایک ''قدری'' کے پاس سے گزرا تو میں نے اسے اسلام کیا تھا سو مجھے اس کے محاسبہ کا ڈر ہے۔

ابو المکارم اصبہانی اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ مہدی بن ہلال بیان کرتے ہیں: میں ایک دفعہ جناب سلیمان تیمی کے پاس گیا تو وہاں حماد بن زید اور یزید بن زریع بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب سلیمان جب تک کسی کا امتحان نہ لیتے تھے اسے حدیث نہ بیان کرتے تھے۔ چنانچہ اس سے پوچھتے: کیا زنا تقدیر سے ہے؟ اگر تو وہ مخاطب ہاں میں جواب دیتا تو اس سے قسم اٹھواتے۔ پھر اگر وہ قسم اُٹھا لیتا تو اسے پانچ احادیث سنا دیتے۔

سلیمان تیمی نے ذی القعدہ ۱۴۳ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۱۴۶) ۴/۵۱ع: المحدث الفقیہ ابو عبیدہ بن ابی حمید تیرویہ حمید الطویل البصری رحمہ اللہ: ❶

آپ "اثر" کے مشائخ میں سے ایک ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن شقیق، حسن، عکرمہ، ابن ابی ملیکہ، بکر بن عبداللہ اور تابعین کی ایک جماعت سے حدیث سنی ہے اور آپ سے شعبہ، مالک، سفیان، حمادین، ابن علیہ، یحییٰ قطان، الانصاری اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

حماد بن سلمہ کا قول ہے کہ حمید نے ثابت بنانی کے سارے علم کو سنا بھی اور محفوظ بھی کیا حتیٰ کہ ثابت کے علم میں سے کچھ بھی باقی نہ چھوڑا۔ حمید عموماً جن احادیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ انھوں نے ثابت سے سنی ہوتی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ حمید نے متعدد احادیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع کی تصریح بھی کی ہے۔ اور ایک قول تو یہ بھی ہے کہ جناب حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیس سے کچھ زائد احادیث سنی بھی ہیں۔ البتہ باقی کی احادیث میں وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے میں تدلیس سے کام لیتے ہیں۔

اصمعی بیان کرتے ہیں: میں نے جناب حمید کو دیکھا ہے، وہ دراز قامت نہ تھے البتہ ان کے ہاتھ لمبے لمبے تھے۔ اس نام کی بابت ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کا ایک پستہ قامت حمید نامی پڑوسی تھا۔ اس بنا پر لوگوں نے آپ کو حمید الطویل کہنا شروع کر دیا تاکہ آپ میں اور اس کوتاہ قامت حمید میں فرق ہو جائے۔ آپ کی وفات نماز میں بحالت قیام اچانک واقع ہوگئی۔ رحمہ اللہ۔ یہ ۱۴۲ھ کے اخیر کی بات ہے۔ ❷

مجھے جناب حمید کی عوالی کی اجازت ملی ہے۔ معاذ بن معاذ بیان کرتے ہیں: حمید نماز کے دوران حالت قیام میں وفات پا گئے۔ لوگوں نے یہ بات ابن عون کو بتلائی اور وہ اسے حمید کے فضائل میں شمار کرنے لگے تو ابن عون فرمانے لگے: حمید اپنے آگے بھیجے اعمال کے محتاج تھے۔

یونس سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: اللہ ہم میں حمید جیسے لوگوں کی کثرت فرمائے۔

(۱۴۷) ۴/۵۲ع: الامام سلیمان بن فیروز ❸ الحافظ ابو اسحاق الشیبانی الکوفی رحمہ اللہ: ❹

آپ بنی شیبان کے آزاد کردہ غلام تھے۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن شداد رضی اللہ عنہ، حضرت زر بن

---

❶ تہذیب الکمال: 235/1، تہذیب التہذیب: 38/3، تقریب: 202/1، خلاصۃ التہذیب: 258/1، الکاشف: 256/1، الثقات: 148/4، التاریخ الکبیر: 348/2، الجرح والتعدیل: 961/3، میزان الاعتدال: 610/1، لسان المیزان: 205/7، الوافی بالوفیات: 39/13، الطبقات الکبریٰ: 333/7۔

❷ ایک قول 143ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

❸ ایک قول یہ ہے کہ آپ کا نام سلیمان بن عمرو ہے۔ اور ایک قول سلیمان بن ابی سلیمان کا بھی ملتا ہے۔

❹ تہذیب الکمال: 539/1، تہذیب التہذیب: 213/4، تقریب: 329/1، خلاصۃ التہذیب: 413/1، الکاشف: 395/1، التاریخ الکبیر: 16/5، الجرح والتعدیل: 592/4، سیر الاعلام: 193/6، الوافی بالوفیات: 418/15۔

حبیش رضی اللہ عنہ، شعبی، نخعی، عکرمہ اور تابعین کی ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ جب کہ آپ سے شعبہ، سفیان، جریر بن عبدالحمید، علی بن مسہر، ابن عیینہ، جعفر بن عون اور متعدد بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ کی وثاقت پر سب کا اتفاق ہے۔ خود آپ کے مشائخ میں سے ابو اسحاق سبیعی نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ فلاس کا قول ہے: آپ نے ۱۳۸ھ میں وفات پائی۔ ابو معاویہ نے سن وفات ۱۴۱ھ بتلایا ہے۔ ایک قول ۱۴۲ھ میں وفات پانے کا بھی۔ رحمہ اللہ

(۱۴۸) ۴/ ۵۳ ع: الامام الحافظ ابو عبداللہ اسماعیل بن ابی خالد البجلی الاحمسی، الکوفی رحمہ اللہ: ❶

آپ بنی احمس کے آزاد کردہ غلام اور جلیل القدر عالم تھے۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو جحیفہ السوائی رضی اللہ عنہ، طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ، قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ، عمرو بن حریث، زر بن حبیش اور متعدد لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں شعبہ، سفیانین، ابو اسامہ، یزید بن ہارون، ابن نمیر، یحییٰ قطان، یعلی بن عبید اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔ آپ حجت، کثیر الحدیث، ماہر، راسخ اور پختہ عالم تھے۔ آپ چکی چلاتے تھے۔

ابو اسحاق السبیعی کا قول ہے: اسماعیل علم کو پی گئے تھے۔ مجالد شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ ان اسماعیل نے علم کو لقمہ بنا کر نگل لیا ہوا ہے۔ ثوری کا قول ہے: لوگوں میں حدیث کے حفاظ تین ہیں پھر ان میں اسماعیل کو بھی شمار کیا۔

میں کہتا ہوں: ہمیں ان کی عوالی ملی ہیں۔ اسماعیل عالم باعمل تھے ۱۴۵ھ یا ۱۴۶ھ میں وفات پائی۔ آپ کی عوالی ''غیلانیات'' میں سے ہے جب کہ محمد بن عاصم کا جز اور الجابری کا جز بھی ہیں۔

(۱۴۹) ۴/ ۵۴ ع: شیخ الاسلام الحافظ، الثقہ ابو محمد سلیمان بن مہران الاعمش الاسدی الکاہلی الکوفی رحمہ اللہ: ❷

آپ بنی کاہل کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ کا خاندان بلادِ ''رے'' سے تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی اور ان سے حدیث بھی یاد کی۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، حضرت عکرمہ، حضرت ابو وائل، زر، ابی عمرو الشیبانی، معرور بن سوید، ابراہیم نخعی اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ اور آپ سے شعبہ، سفیانین، زائدہ، وکیع، عبیداللہ بن موسیٰ، یعلی بن عبید ابو نعیم اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن المدینی کے بقول آپ کی تقریباً تیرہ سو احادیث ہیں۔ ابن عیینہ بیان کرتے ہیں: اعمش کتاب اللہ کے سب سے بڑے قاری، حدیث کے سب سے بڑے حافظ اور فرائض کے سب سے بڑے عالم تھے۔

---

❶ تہذیب الکمال: 99/1، تہذیب التہذیب: 291/1، تقریب: 68/1، خلاصۃ التہذیب: 86/1، الکاشف: 122/1، التاریخ الکبیر: 35/1، الوافی بالوفیات: 115/9، شذرات: 216/1، سیر الاعلام: 176/6، الکنی للامام مسلم: 137، الثقات: 19/4، طبقات ابن سعد: 13/9۔

❷ تہذیب التہذیب: 222/4، تقریب: 331/1، التاریخ الکبیر: 37/4، الجرح والتعدیل: 630/4، میزان الاعتدال: 224/2، لسان المیزان: 238/7، الثقات: 302/4، الوافی بالوفیات: 429/15، سیر الاعلام: 262/6، دیوان الاسلام: 44۔

فلاس کا قول ہے: اعمش کے بے پناہ صدق و راستی کی وجہ سے انہیں ''مصحف'' کہا جانے لگا تھا۔ یحییٰ قطان بیان کرتے ہیں: اعمش اسلام کے ''علامہ'' تھے۔ حربی کا قول ہے: اعمش نے اپنے پیچھے اپنے سے زیادہ اللہ کا عبادت گزار نہیں چھوڑا۔ وکیع بیان کرتے ہیں: تقریباً ستر سال تک اعمش کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی تھی۔

امام اعمش کی سیرت طویل کلام کی متقاضی ہے، میں نے اپنی "التاریخ الکبیر" اور "طبقات القراء" میں سیرت اعمش پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ امام اعمش کی عوالی صحیح بخاری میں، ابن عرفہ اور ابن فرات کے جز میں اور غیلانیات میں مذکور ہے۔ امام اعمش علم نافع اور عمل صالح کے سرخیل اور سردار تھے۔ آپ نے ربیع الاول ۱۴۸ھ میں ستاسی سال کی عمر پا کر وفات پائی۔ رحمہ اللہ ❶

(۱۵۰) ۴/ ۵۵ع: الحافظ، الحجہ، ابومسعود سعید بن ایاس الجریری البصری رحمہ اللہ: ❷

آپ نے ابوطفیل عامر بن واثلہ، ابوعثمان نہدی، ابونضرہ، عبداللہ بن شقیق اور عبداللہ بن بریدہ وغیرہ حضرات سے حدیث روایت کی ہے۔ اور آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں شعبہ، ثوری، حمادین، ابن مبارک، بشر بن مفضل، ابن علیہ، ابواسامہ، یزید بن ہارون اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

امام احمد فرماتے ہیں: جریری اہل بصرہ کے محدث ہیں۔ ابوحاتم نے پوچھا: کیا جریری کو اختلاط لاحق ہوا تھا؟ تو امام احمد نے فرمایا: نہیں۔ البتہ وہ بوڑھے اور کمزور ضرور ہو گئے تھے۔ جب کہ ابن ابی عدی کا قول ہے: ہم اللہ کو نہ جھٹلائیں گے ہم نے جریری کو خود سنا انہیں اختلاط ہو گیا تھا۔

یزید بیان کرتے ہیں: میں ۱۴۲ھ میں بصرہ داخل ہوا تو میں نے جریری سے احادیث سنیں، ہمیں ان میں کوئی منکر بات نظر نہ آئی۔ میں کہتا ہوں: جریری نے ۱۴۴ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۱۵۱) ۴/ ۵۶ع: حافظِ کبیر عبدالملک بن ابی سلیمان عزرمی کوفی رحمہ اللہ: ❸

آپ حضرت انس رضی اللہ عنہ، سعید بن جبیر، عطاء بن ابی رباح اور ایک جماعت سے حدیث بیان کرتے ہیں اور جریر ضبی، اسحاق ازرق، حفص بن غیاث، یحییٰ قطان، ابن نمیر، عبدالرزاق اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ آپ کا

---

❶ ایک قول 147ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

❷ تقریب التہذیب: 291/1، الکاشف: 356/1، التاریخ الکبیر: 456/3، خلاصۃ التہذیب: 374/1، لسان المیزان: 227/7، سیر الاعلام: 153/6، الجرح والتعدیل: 1/4، میزان الاعتدال: 127/2، الوافی بالوفیات: 202/15، شذرات: 215/1۔

❸ تہذیب الکمال: 854/2، تہذیب التہذیب: 396/6(848)، تقریب: 519/1(1315)، خلاصۃ التہذیب: 177/2، الکاشف: 209/2، التاریخ الکبیر: 417/5، الجرح والتعدیل: 1719/5، میزان الاعتدال: 656/2، لسان المیزان: 291/7، سیر الاعلام: 107/6۔

شمار حفاظِ حدیث اور ثبت رواۃ میں ہوتا تھا۔

عبدالرحمن بن مہدی بیان کرتے ہیں: شعبہ عبدالملک کے حافظہ پر تعجب کیا کرتے تھے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبدالملک ثقہ ہیں۔ یہی قول امام نسائی کا بھی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے آپ سے حدیث ذکر نہیں کی البتہ استشہاد کیا ہے۔ آپ نے بڑھاپے میں جاکر ۱۴۵ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

ہمیں احمد بن عُبدالکریم الواسطی نے اپنی سند کے ساتھ یعلی بن عبید سے، اُنھوں نے عبدالملک بن ابی سلیمان سے، اُنھوں نے عطاء سے، اُنھوں نے حضرت زید بن خالد جھنی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔ اور ان میں نمازیں پڑھا کرو۔'' [1]

(۱۵۲) ۴/۷۵ ع: الامام، الحافظ، شیخ اہل بصرہ، ابوعبداللہ بن عون بن ارطبان المزنی البصری رحمہ اللہ: [2]

جناب ابن عون بنی مزن کے آزاد کردہ غلام تھے۔ سعید بن جبیر، ابو وائل، ابراہیم نخعی، عطا، مجاہد، شعبی، حسن، قاسم بن محمد اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں حماد بن زید، اسماعیل بن علیہ، اسحاق ازرق، یزید بن ہارون، ابو عاصم، الانصاری، مسلم بن ابراہیم اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

عبدالرحمن بن مہدی کا قول ہے: عراق میں ابن عون سے بڑا سنت کا عالم کوئی نہیں تھا۔ قرہ بیان کرتے ہیں: ہم جناب ابن سیرین کے زہد و ورع پر حیران ہوا کرتے تھے لیکن ابن عون نے ہمیں ابن سیرین بھی بھلا دیے۔ شعبہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایوب، ابن عون اور یونس جیسے لوگ نہیں دیکھے۔

ہشام بن حسان کا قول ہے: میری آنکھوں نے ابن عون کا مثل نہیں دیکھا۔ ابن مبارک بیان کرتے ہیں: میں نے ابن عون سے افضل نہیں دیکھا اور شعبہ کا تو عجیب قول ہے کہ میرے نزدیک ابن عون کا شک اوروں کے یقین سے زیادہ محبوب ہے۔

اوزاعی بیان کرتے ہیں: جب ابن عون اور سفیان اس دنیا سے اُٹھ جائیں گے تو پھر سب لوگ رتبہ میں ایک ہو جائیں گے ابن معین کا قول ہے: ابن عون ہر بات میں ثقہ ہیں۔ بکار السیرینی بیان کرتے ہیں: ابن عون ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھا کرتے تھے۔ میں مدتوں ان کے ساتھ رہا ہوں۔ موصوف کا بدن مہکتا تھا۔ نرم چادر اوڑھتے تھے اور ہر ہفتے ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ موصوف میدانِ جہاد کے بھی شہسوار تھے، گھڑ سواری محبوب تھی، ایک بار میدانِ کارزار میں ایک زبردست پہلوان کو للکارا اور پکارا اور جب ہاتھوں میں ہاتھ پڑے تو اسے خاک و خون میں نہلا دیا۔

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، رقم الباب: 96، سنن ابن ماجہ: کتاب الاقامۃ، باب: 186، مسند احمد: 367/2۔

[2] تہذیب الکمال: 719/2، تہذیب التہذیب: 346/5 (600)، تقریب: 439/1 (526)، خلاصۃ التہذیب: 86/2، الکاشف: 116/2، التاریخ الکبیر: 163/5، الجرح والتعدیل: 145/1، طبقات ابن سعد: 24/7، سیر الاعلام: 364/6، الوافی بالوفیات: 389/17۔

جب آپ کے ساتھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان کے ادب اور خشوع کا عالم یہ ہوتا تھا کہ جیسے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔

میں کہتا ہوں: جناب ابن عون کی عجب ہیبت وجلالت تھی جو لوگوں کے دلوں میں پیوست تھی۔ کیوں کہ آپ علم میں امام، عبادت وریاضت میں سردار، اپنے اوقات کے زبردست نگران اور عظیم المرتبہ تھے۔ ائمہ محدثین کی ایک جماعت کا قول ہے کہ آپ رجب ۱۵۱ھ میں رب تعالیٰ کے جوارِ رحمت میں جا بسے۔ رحمہ اللہ۔ ❶

ابن عون کی حدیث ابن طبرزذ اور کندی کے اصحاب کے لیے ''عالی'' تھی۔

(۱۵۳) ۴ / ۵۸ ع: الامام ابوعثمان ربیعہ بن ابی عبدالرحمن فروخ التیمی المدنی الفقیہ رحمہ اللہ: ❷

آپ آلِ منکدر کے آزاد کردہ غلام تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت سائب بن یزید، حنظلہ بن قیس، سعید بن مسیب اور قاسم بن محمد سے حدیث روایت کی ہے۔ اور آپ سے سفیان، مالک، اوزاعی، سلیمان بن بلال، اسماعیل بن جعفر، ابوضمرہ، انس بن عیاض اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ امام، حافظ، فقیہ، مجتہد اور رائے میں صاحب بصیرت تھے اس لیے ''ربیعۃ الرائے'' کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ تاریخ دمشق اور تاریخ بغداد میں آپ کے احوال وآثار مفصل درج ہیں۔ خطیب بیان کرتے ہیں: ربیعہ فقیہ، عالم اور فقہ وحدیث کے حافظ تھے۔ ابن وہب کا قول ہے: مجھے ابن زید نے بیان کیا کہ میں ایک مدت تک ربیعہ کے ساتھ رہا ہوں، دن رات نماز میں رہتے اور جب لوگوں کے پاس بیٹھتے تو نہایت عقل ودانش مندی کی باتیں کرتے تھے۔

لیث یحییٰ بن سعید کا قول نقل کرتے ہیں: میں نے ربیعہ سے زیادہ سمجھ دار کوئی نہیں دیکھا۔ معاذ بن معاذ کا قول ہے: میں نے سواء بن عبداللہ القاضی کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں نے ربیعۃ الرائے سے زیادہ علم والا نہیں دیکھا۔

میں نے پوچھا: کیا حسن اور ابن سیرین بھی نہیں؟ تو فرمایا: نہیں، نہ حسن اور نہ ابن سیرین۔

ابن وہب کا قول ہے: ربیعہ بے حد سخی تھے، اُنھوں نے اپنے ساتھیوں پر چالیس ہزار دینار خرچ کر ڈالے تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہے: ربیعہ ثقہ ہیں۔

ہمیں احمد بن محمد الحافظ اور ایک جماعت نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ ابوضمرہ ربیعہ سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں وفات پائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے ساٹھ برس گزر چکے تھے تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی مبارک کے بالوں میں گنتی کے دس سفید بال بھی نہ تھے۔

---

❶ ایک قول 150ھ کا بھی ہے۔

❷ تهذيب الكمال: 408/1، تهذيب التهذيب: 258/3، تقريب: 247/1، خلاصة التهذيب: 322/1، الكاشف: 307/1، التاريخ الكبير: 286/3، الجرح والتعديل: 2131/3، ميزان الاعتدال: 44/2، لسان الميزان: 215/2، تاریخ بغداد: 421/8، الثقات: 23/4۔

مصعب زبیری کا قول ہے کہ ربیعہ مدینہ میں صاحبِ فتویٰ تھے، لوگ آپ کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے ربیعہ ہی سے تو تفقہ حاصل کیا تھا۔

ابن ماجشون کہتے ہیں: میں نے ربیعہ سے بڑا سنت کا حافظ کوئی نہیں دیکھا۔ عبید اللہ بن عمر کا قول ہے کہ ہماری مشکلوں کو ربیعہ حل کر دیا کرتے تھے، وہ ہمارے عالم اور ہم سے افضل تھے۔

امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے: جب قاسم اور سالم رحلت فرما گئے تو ربیعہ مرجع الخلائق بن گئے۔ جب سفاح آیا اور اس نے جناب ربیعہ کو مال دینا چاہا تو اُنھوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ جب جناب ربیعہ سے ''استواء'' کی کیفیت پوچھی گئی تو فرمایا: استواء غیر مجہول ہے۔ اس کی کیفیت غیر معقول ہے۔ اللہ نے رسالت بھیجی ہے چنانچہ رسول کے ذمے تو صرف پہنچا دینا ہے اور ہمارے ذمے اس کی تصدیق ہے۔ جناب ربیعہ نے ۱۳۶ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

حفاظِ حدیث کے اسی طبقہ کے دوران ۱۳۲ھ میں خلافتِ اسلامیہ بنی امیہ سے بنی عباس کے ہاتھوں میں منتقل ہوئی۔ جس کے نتیجے میں بے پناہ خون ریزی ہوئی، ان خون آشام تلواروں نے خراسان، عراق، جزیرہ اور شام میں کتنے لوگوں کو نگل لیا؟ اللہ ہی جانتا ہے۔ یہ سب خراسانی لشکروں کا نامسعود فعل تھا۔ وہی اس سیاہ داستان کے اصل رقم کرنے والے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

اس زمانہ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ جانے والے چند حفاظ و محدثین کے نام درج ہیں:

محارب بن دثار القاضی، ایاس بن معاویہ بن قرہ المزنی القاضی، عاصم بن عمر بن قتادہ، عبداللہ بن کثیر ابو معبد الداری مقری رحمہ اللہ حرم، علقمہ بن مرثد الکوفی الفقیہ، قیس بن مسلم الجدلی، محمد بن یحییٰ ابن حبان المازنی، ربیعہ بن یزید القصیر۔ آپ علمائے شام میں سے ہیں۔ محمد بن واسع الزاہد، مالک بن دینار کاتب مصاحف، قاسم بن ابی بزہ المکی، ابو بشر جعفر بن ایاس الکوفی، زیاد بن علاقہ، ابن عیینہ سے ملنے والوں میں سب سے بڑی سند والے، جبلہ بن سحیم، ابراہیم بن محمد المنتشر الکوفی، ابراہیم بن میسرہ الطائفی، اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ، اسماعیل بن عبدالرحمن السدی الکوفی المفسر، اسماعیل بن عبید اللہ بن ابی المہاجر، اسود بن قیس الکوفی، اشعث بن ابی شعثاء المحاربی، ایاد بن لقیط السدوسی، ابو عمرو بن العلاء المازنی مقریٔ بصرہ۔ عاصم بن ابی النجود الاسدی مقریٔ کوفہ۔ ابو رویم نافع بن ابی نعیم مقریٔ مدینہ، حمزہ بن حبیب الزیات مقریٔ کوفہ۔ یحییٰ بن حارث الذماری مقری دمشق۔ دراج ابو السمح واعظِ مصر، سعد بن ابراہیم قاضیٔ مدینہ، ابو عمران جونی محدث بصرہ، ابو حصین عثمان بن عاصم الکوفی، بکیر بن عبداللہ بن اشج المدنی الفقیہ، ابو حمزہ ضبعی نصر بن عمران البصری، ابو التیاح یزید بن حمید عالم بصرہ۔ سمی مولی ابو بکر بن عبدالرحمن، عبداللہ بن ابو نجیح المفسر، عبداللہ بن طاؤس الیمانی اور ایوب بن موسیٰ الفقیہ وغیرہ۔ رحمہم اللہ

یہی وہ زمانہ ہے جس میں عمرو بن عبید العابد، واصل بن عطاء الغزال کا بصرہ میں ظہور ہوا اور اُنھوں نے لوگوں کو اعتزال کی دعوت دی اور ''قدر'' کا قول کیا (یعنی اسی زمانہ میں فرقہ معتزلہ اور قدریہ نے جنم لیا)۔ ادھر خراسان میں جہم بن صفوان ظاہر ہوا اور

اس نے لوگوں کو رب تعالیٰ کے معطل ہونے اور قرآن کے مخلوق ہونے کی دعوت دی۔ جب کہ ان کے بالمقابل مشہور مفسر جناب مقاتل بن سلیمان اُٹھے اور اُنھوں نے بڑی شد و مد کے ساتھ رب تعالیٰ کی صفات کا اثبات کیا۔ البتہ اس باب میں مبالغہ کرتے کرتے ''تجسیم'' کے عقیدہ تک جا پہنچے۔ چنانچہ حضرات تابعین عظام میں سے علماء کرام اُٹھے اور اُنھوں نے لوگوں کو ان سب بدعتیوں سے بچنے کی ترغیب دی۔ اور سنن کی تدوین، فروع کی تالیف اور عربیت کی تصنیف میں زبردست شرحیں لکھیں۔ پھر ہارون الرشید کے زمانہ میں تصنیف و تالیف کے اس سلسلہ میں بے پناہ کثرت ہوئی۔ متعدد لغات تالیف کی گئیں۔ اب علماء کے حافظے کم ہونے لگے تھے اس لیے کتابیں مدون کی گئیں اور انھی کتابوں پر انحصار کیا جانے لگا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس سے قبل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے ادوار میں یہ علم ان کے سینوں کے خزینوں میں تھا۔ رضی اللہ عنہم

پانچواں طبقہ

یہ پانچویں طبقہ کے حفاظِ حدیث کا ایک مختصر تذکرہ تھا۔ حق تو یہ تھا کہ اس طبقہ کے احوال کو ایک مستقل جلد میں لکھا جاتا البتہ یہاں ہم نے ان کے احوال کی طرف اشارہ کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے۔ یہ ستر سے کچھ اوپر ائمہ حفاظ کا تذکرہ ہے۔

(۱۵۴) ۵/ ۱ع: الامام الحافظ الثبت ابو عثمان عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ العدوی، المدنی رحمہ اللہ: ❶

آپ عبداللہ، عاصم اور ابوبکر کے بھائی ہیں۔ صحابیۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں ان کے علاوہ قاسم، سالم، عطاء، نافع، مقبری اور زہری وغیرہ سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں شعبہ، سفیانین، بشر بن مفضل، ابو اسامہ، یحییٰ قطان، عبدالوہاب ثقفی، عبدالرزاق اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ابن معین کا قول ہے کہ: "عبيد الله عن القاسم عن عائشة" کہ یہ سند سونے کے موتیوں سے پروئی ہوئی لڑی ہے۔ نسائی نے آپ کو ثقہ اور ثبت کہا ہے۔ دوسرے ائمہ نے آپ کو صالح، عابد، حجت اور کثیر العلم قرار دیا ہے۔ آپ ابن حسن کے فتنہ سے کنارہ کش رہے تھے۔

ابو حاتم بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا نافع کی روایات میں مالک، ایوب اور عبید اللہ میں سے کون زیادہ ثبت ہے؟ تو فرمایا: عبید اللہ کہ وہ ان میں زیادہ ثبت، زیادہ حافظ اور زیادہ روایت کرنے والے ہیں۔

احمد بن صالح کا قول ہے کہ: نافع کے بارے میں مجھے عبید اللہ مالک سے زیادہ محبوب ہیں۔ اور جب ابن معین سے ان دونوں بزرگوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: مجھے دونوں ہی محبوب ہیں۔ اور کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دی۔

میں کہتا ہوں: عبید اللہ، مالک، ثوری اور شعبہ، یہ سب ابن مفضل کے حفاظ کے دوسرے طبقہ کے لوگ ہیں۔

ہمیں ''ثقفیات'' میں اور ابن فرات، ابن عیینہ اور محمد بن عاصم کے اپنے اپنے جز میں عبید اللہ کی عالی سند کے ساتھ ایک حدیث ملی ہے۔

---

❶ تہذیب الکمال: 885/2، تہذیب التہذیب: 7/38 (71)، تقریب: 537/1، خلاصۃ التہذیب: 192/2، الکاشف: 231/2، التاریخ الکبیر: 378/5، الجرح والتعدیل: 1545/5، سیر الاعلام: 304/6، الثقات: 149/7۔

ہمیں ابراہیم بن احمد الحاسب نے طبرانی کے طریق سے ابو عاصم سے، اُنھوں نے عبید اللہ سے، اُنھوں نے نافع سے اور اُنھوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو زیادہ چھونا ناپسند فرماتے تھے۔

ہیثم بن عدی نے آپ کا سن وفات ۱۴۱ھ بتلایا ہے۔ آپ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۱۵۵) ۵ / ۲ ع: الحافظ، الحجۃ ابو خالد عقیل بن خالد بن عقیل الاموی الایلی رحمہ اللہ: [1]

آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھے۔ قاسم، سالم، عکرمہ، عراک بن مالک، عمرو بن شعیب وغیرہ سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ سب سے زیادہ زھری سے اور عمدہ سند والی احادیث روایت کی ہیں۔ آپ سے آپ کے بھتیجے سلامہ بن روح، یحییٰ بن ایوب، لیث، مفضل بن فضالہ، ابن لہیعہ نے اور اہل مصر اور زاہل زھری نے محمل میں کئی بار حدیث بیان کی ہے۔

آپ کے ساتھی یونس کا قول ہے: عقیل سے زیادہ زھری کی حدیثوں کا عالم کوئی نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عقیل یونس سے کم خطا کرتے ہیں۔ ابن معین نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ اسی طرح اور محدثین نے بھی آپ کو ثقہ کہا ہے اور اصحابِ صحاح نے آپ کی حدیث لی ہے۔ ۱۴۲ھ یا ۱۴۴ھ میں مصر میں اچانک وفات پائی۔ آپ کی احادیث کثیر بھی ہیں اور عام بھی ہیں۔

ہمیں عمر بن عبد المنعم نے اپنی سند کے ساتھ روح بن سلامہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں مجھے عقیل نے نافع سے، اُنھوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک صاع کو یا جو کے ایک صاع کو فطرانہ میں ادا فرمایا کرتے تھے۔

(۱۵۶) ۵ / ۳ ع: الحافظ، الثبت ابو یزید یونس بن یزید بن ابی النجاد الایلی رحمہ اللہ: [2]

آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے، عکرمہ، قاسم، سالم، زھری اور ایک جماعتِ تابعین سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ جب کہ آپ سے جریر بن حازم، اوزاعی، لیث، ابن وہب، عثمان بن عمر بن فارس اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

احمد بن صالح الحافظ المصری کا قول ہے کہ ہم زھری کے معاملے میں یونس پر کسی کو ترجیح نہیں دیتے۔ زھری جب ایلہ

---

[1] تہذیب الکمال: 948/2، تہذیب التہذیب: 255/7 (467)، تقریب: 92/2، التاریخ الکبیر: 94/7، لسان المیزان: 307/7، تاریخ الاسلام: 101/6، شذرات: 216/1، نسیم الریاض: 137/2، حسن المحاضرۃ: 345/1، سیر الاعلام: 301/6۔

[2] تہذیب الکمال: 1572/3، تہذیب التہذیب: 540/11 (769)، تقریب: 386/2، خلاصۃ التہذیب: 195/3، الکاشف: 305/3، التاریخ الکبیر: 406/8، الجرح والتعدیل: 1042/9، میزان الاعتدال: 484/4، لسان المیزان: 449/7، نسیم الریاض: 74/1، طبقات ابن سعد: 328/7۔

تشریف لاتے تھے تو یونس کے ہاں ٹھہرتے تھے۔ پھر انھیں اپنے ساتھ مدینہ لے جاتے۔ امام احمد فرماتے ہیں: یونس ثقہ ہیں۔
ابوسعید بن یونس کا قول ہے: یونس نے ۱۵۲ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔ ❶

میں کہتا ہوں: یونس کی احادیث بہت زیادہ ہیں۔

(۱۵۷) ۵/ ۴ع: الحافظ، حجت، المتقن، ابوالہذیل محمد بن ولید الزبیدی الحمصی، القاضی رحمہ اللہ: ❷

آپ اہل شام کے عالم ہیں، ازھر بن سعید الحرازی، راشد بن سعید المقرئی، مکحول، عمرو بن شعیب، زھری اور بے شمار تابعین سے حدیث روایت کرتے ہیں، آپ زھری کے اصحاب میں سب سے معزز، دانش مند اور ثبت تھے۔ اوزاعی یحییٰ بن حمزہ، محمد بن حرب، بقیہ بن ولید، منبہ بن عثمان اور دیگر حضرات آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

زھری کا قول ہے: ان صاحب نے میرے سینے کے علم کو سمیٹ لیا ہے۔ اوزاعی بیان کرتے ہیں کہ زھری کے علوم میں زبیدی سے زیادہ ثبت کوئی نہیں۔ ابوداود کا قول ہے: زبیدی کی حدیث میں کوئی خطا نہیں۔ خود زبیدی کا قول ہے کہ میں دس سال تک "رصافہ" میں زھری کے ساتھ رہا ہوں۔ ابن سعد بیان کرتے ہیں: زھری اہل شام کے فتویٰ اور حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ زبیدی ستر سال کی عمر پا کر محرم ۱۴۹ھ میں وفات پا گئے تھے۔ ❸

ہمیں یحییٰ بن ابی منصور نے اپنی سند کے ساتھ زبیدیؒ سے بیان کیا ہے، وہ نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جس نے شادی (یعنی ولیمہ) کی یا ایسی دعوت کی طرف بلایا تو اسے قبول کیا جائے۔"

امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ حدیث بقیہ کے طریق سے روایت کی ہے۔ ❹

(۱۵۸) ۵/ ۵ع: الحافظ، الامام، ابوعبداللہ ہشام بن حسان الازدی الفردوسی، البصری رحمہ اللہ: ❺

آپ بنی ازد کے آزاد کردہ غلام تھے۔ حسن، محمد، عکرمہ، حمید بن ہلال، حفصہ، عطاء اور متعدد تابعین سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ جب کہ آپ سے سفیانین، حمادین، روح بن عبادہ، ابوعاصم، مکی بن ابراہیم، عبدالرزاق اور بے شمار لوگوں نے

---

❶ تاریخ وفات کی بابت 159ھ اور 160ھ کے اقوال بھی پائے جاتے ہیں۔

❷ تہذیب الکمال: 1283/3، تہذیب التہذیب: 502/9، تقریب: 215/2، خلاصۃ التہذیب: 466/2، الکاشف: 105/3، التاریخ الکبیر: 254/1، الجرح والتعدیل: 494/8، الانساب: 264/6، تراجم الاحبار: 447/1، سیر الاعلام: 281/6، الوافی بالوفیات: 174/5۔

❸ ایک قول 146ھ میں ایک قول 147ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

❹ صحیح مسلم، کتاب النکاح، رقم الحدیث: 98، 101۔

❺ تہذیب الکمال: 1437/3، تہذیب التہذیب: 34/11 (75)، تقریب: 318/2، خلاصۃ التہذیب: 113/3، الکاشف: 221/3، التاریخ الصغیر: 85/2، الجرح والتعدیل: 229/9، میزان الاعتدال: 295/4، المغنی: 6745، تراجم الاحبار: 145/4، سیر الاعلام: 355/6۔

حدیث روایت کی ہے۔

ابن عیینہ بیان کرتے ہیں: ہشام ازدی حسن بصری کی حدیثوں کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے اور ابن سیرین کی احادیث کی بابت حماد بن سلمہ ان پر ترجیح نہ دیتے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ ہشام ازدی کی ایک ہزار احادیث تھیں۔

فلاس کا قول ہے: ازدی رونے دھونے اور زہد و عبادت کرنے والوں میں سے تھے۔ سواری، زادِ راہ سب دروازے پر جمع ہو جانے کے باوجود اپنی والدہ کی مشقت کی وجہ سے حج کو نہ جاتے تھے اور والدہ کی مشقت کو دیکھ کر بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ لیکن والدہ کی وفات کے بعد کوئی حج نہ چھوڑا۔ جمعہ کے سوا ہر دن کا روزہ رکھتے تھے اور جمعہ کا ناغہ بھی والدہ کی وجہ سے کرتے تھے۔ چنانچہ والدہ کی وفات کے بعد جمعہ کے دن کے روزہ کا ناغہ بھی ختم فرما دیا۔

حماد بن سلمہ کا قول ہے: ہشام کے چہرے سے ہی گریہ وزاری عیاں ہوتی تھی۔ ہشام کہا کرتے تھے: کاش میرے علم کا حساب برابر برابر ہو جائے، نہ نفع ہو اور نہ نقصان۔ مکی بن ابراہیم کا قول ہے: ہشام نے ماہ صفر کے اول میں ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ ❶

(۱۵۹) ۵/۶ ع: ہشام الدستوائی رحمہ اللہ: ❷

آپ حافظ اور حجت ہیں۔ آپ کا نام ابو بکر بن ابی عبداللہ سنبر الربعی البصری ہے۔ آلِ ربیع کے آزاد کردہ غلام تھے۔ تاجر پیشہ تھے اور اہواز کے ایک صوبہ ''دستواء'' سے درآمد شدہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے، اسی کی طرف منسوب ہو کر ''دستوائی'' کہلائے۔ آپ نے قتادہ، حماد بن ابی سلیمان، یحییٰ بن ابی کثیر، مطر الوراق اور تابعین کی ایک جماعت سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے محمد بن ابی عدی، عبدالرحمن بن مہدی، ابوداود، مسلم بن ابراہیم، ابوعمر الحوضی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

شعبہ بیان کرتے ہیں: میں صرف ہشام دستوائی ہی کے بارے میں یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ انھوں نے اللہ کی رضا کے لیے حدیث حاصل کی ہے۔ وہ قتادہ کی احادیث کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ ابوداود طیالسی کا قول ہے: ہشام دستوائی ''امیر المؤمنین فی الحدیث'' ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہشام دستوائی سے زیادہ ثبت کوئی نہیں۔ شاید ہی ان کا کوئی مثل پیدا ہو۔ شاذ بن فیاض کا قول ہے: ہشام دستوائی یادِ الٰہی میں اس قدر گریہ کرتے تھے کہ بینائی خراب ہو گئی۔ خود ہشام فرمایا کرتے تھے۔ اے کاش! ہمیں حدیث کی برکت سے نجات مل جائے۔ آپ کا یہ قول ہے کہ اس عالم پر مجھے حیرت ہوتی ہے جو ہنستا ہے۔ ابن سعد انھیں ثقہ اور حجت بتلاتے ہیں البتہ موصوف ''قدری'' تھے۔ ۱۵۳ھ یا ۱۵۴ھ میں وفات پائی۔

---

❶ ایک قول 146ھ کا اور ایک قول 147ھ کا بھی ہے۔

❷ تہذیب الکمال: 1440/3، تہذیب التہذیب: 43/11، تقریب: 149/1، خلاصۃ التہذیب: 222/3، التاریخ الصغیر: 116/2، الجرح والتعدیل: 240/9، لسان المیزان: 418/7، الثقات: 569/7۔

(۱۶۰) ۵/ ۷ ع: الحافظ ابو محمد حبیب بن شہید الازدی رحمہ اللہ: ❶

آپ نے حسن، محمد، ابن ابی ملیکہ اور ان کے طبقہ کے تابعین سے حدیث سنی ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت کی تھی۔ کیوں کہ آپ ۶۰ھ یا ۶۹ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے سب سے بڑے شیخ ابو عثمان نہدی تھے۔ اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں شعبہ، یزید بن زریع، روح، قریش ابن انس اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں: حبیب ثقہ اور ثبت ہیں اور ابن عون اور یونس کے قائم مقام ہیں۔ ابو اسامہ کا قول ہے: آپ سر برآوردہ لوگوں میں سے تھے۔ سو احادیث روایت کی ہیں۔ ضبعی نے آپ کا سن وفات ۱۴۵ھ بتلایا ہے۔

(۱۶۱) ۵/ ۸۔ ۴: الامام، القدوۃ ابو عبداللہ محمد بن عجلان المدنی رحمہ اللہ: ❷

آپ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، اپنے والد سے اور عکرمہ، محمد بن کعب، نافع، عمرو بن شعیب اور ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں اور آپ سے سفیانین، بکر بن مضر، بشر بن مفضل، عبداللہ بن ادریس، یحییٰ قطان، ابو عاصم اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ مفتی، فقیہ، عالم باعمل، درویش منش اور بڑے جلیل القدر تھے۔ مسجد نبوی میں آپ کا ایک حلقہ بھی لگتا تھا۔ ابن عیینہ وغیرہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ آپ کے حافظہ میں قدرے خرابی تھی۔

ابو حاتم ایک راوی کے واسطے سے ابن مبارک کا قول نقل کرتے ہیں: مدینہ میں ابن عجلان سے زیادہ اہل علم کے کوئی مشابہ نہ تھا۔ میں انھیں علماء میں ایک ''نگینہ'' کہا کرتا تھا۔ رحمہ اللہ۔

واقدی ابن عجلان کے فرزند ارجمند عبید اللہ سے نقل کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں: میرے والد اپنی والدہ کے پیٹ میں تین سال تک بصورت حمل رہے تھے۔ ولید بن مسلم بیان کرتے ہیں: میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے پوچھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ کون سی حدیث ہے جس میں ارشاد ہے کہ کوئی عورت دو سال سے زیادہ تکلے کے سائے برابر بھی حمل پیٹ میں نہیں رکھ سکتی۔ (یعنی حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے، اس سے زیادہ ایک گھڑی بھی نہیں گزرتی)۔ اس پر امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس کا قائل کون ہے؟ یہ رہی ہماری پڑوسن، عجلان کی بیوی (اور محمد بن عجلان کی ماں اور راوی عبید اللہ کی دادی)، بڑی نیک، پارسا اور راست باز خاتون تھیں۔ اس نے بارہ سال میں تین بچے جنے ہیں، ہر بچہ ولادت سے قبل چار سال تک حمل سے رہا تھا۔

---

❶ تہذیب الکمال: 150/1، تہذیب التہذیب: 185/2، تقریب: 149/1، خلاصۃ التہذیب: 193/1، الکاشف: 203/1، التاریخ الکبیر: 320/2، الجرح والتعدیل: 102/2، الوافی بالوفیات: 291/11، سیر النبلاء: 56/7، الثقات: 182/6۔

❷ تہذیب الکمال: 1242/3، تہذیب التہذیب: 341/9، تقریب: 190/2، خلاصۃ التہذیب: 438/2، الکاشف: 77/2، التاریخ الکبیر: 196/1، الجرح والتعدیل: 228/8، میزان الاعتدال: 102/3، لسان المیزان: 368/7، المغنی: 5816، نسیم الریاض: 434/4۔

سعید بن داود الزنبری بیان کرتے ہیں: مجھے محمد بن عجلان نے بیان کیا: میں اپنے والد کی حیات میں چار سال (حمل) میں (رہ کر) پیدا ہوا۔

ایک روایت میں ہے کہ ابن عجلان سے یہ لغزش ہوئی کہ اُنھوں نے محمد بن عبداللہ ابن حسن کے ساتھ خروج کیا لیکن جب ابن حسن کے قتل کے بعد والیٔ مدینہ جعفر بن سلیمان نے ابن عجلان کو کوڑوں کی سزا دینا چاہی تو کسی نے کہا: اللہ تیرا بھلا کرے! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر حسن بصری ایسا کرتے تو کیا آپ انھیں بھی ایسی ہی سزا دیتے؟ جعفر نے کہا: نہیں!۔ تو کہنے والے نے کہا: تب پھر ابن عجلان کا مدینہ میں وہی مرتبہ ہے جو حسن کا بصرہ میں ہے۔ اس پر جعفر نے ابن عجلان کو معاف کر دیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم نے ابن عجلان سے حدیث نہیں لی۔ آپ نے ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ ❶

(۱۶۲) ۹/۵ ع: الامام ابوعبداللہ جعفر بن محمد بن علی ابن الشہید الحسین رضی اللہ عنہ بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ الہاشمی العلوی، المدنی الصادق رحمہ اللہ: ❷

یہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ ہیں، سادات کے ایک سر برآوردہ چشم و چراغ اور جناب قاسم بن محمد کے نواسے ہیں سیدہ اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ جیسی جلیل القدر خاتون آپ کی نانی ہیں۔ اسی لیے امام جعفر صادق رحمہ اللہ یہ فرمایا کرتے تھے: ''مجھے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دوبار جنم دیا ہے۔'' ❸

آپ اپنے دادا جناب قاسم، والد ماجد جناب ابوجعفر الباقر، اور عبیداللہ بن ابی رافع، عروہ بن زبیر، عطاء، نافع اور متعدد اکابر سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے مالک، سفیانین، حاتم بن اسماعیل، یحییٰ قطان، ابو عاصم نبیل اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ تب بظاہر آپ نے حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کی زیارت کی تھی۔ امام شافعی اور ابن معین نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے جعفر بن محمد سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ ابو حاتم کا قول ہے: جعفر ثقہ ہیں۔ ان جیسوں کے بارے میں پوچھا نہیں جاتا۔ صالح بن ابی الاسود سے مروی ہے کہ میں نے جعفر بن محمد کو یہ فرماتے سنا ہے: ''اس سے پہلے تم لوگ مجھے کھو بیٹھو مجھ سے جو پوچھنا ہے، وہ پوچھ لو، کہ میرے بعد تمھیں کوئی میری جیسی باتیں

---

❶ ایک قول ۱۴۹ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

❷ تہذیب الکمال: 199/1، تہذیب التہذیب: 103/2، تقریب: 132/1، خلاصۃ التہذیب: 168/1، الکاشف: 186/1، التاریخ الکبیر: 198/2، الجرح والتعدیل: 1987/2، میزان الاعتدال: 414/1، لسان المیزان: 190/7، نسیم الریاض: 97/1، الوافی بالوفیات: 126/11۔

❸ اس لطیف جملہ میں ''بارہ اماموں'' کے قائل ان حضرات کے لیے تازیانہ عبرت ہے جو جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں لب کشائی کرتے ہوئے ذرا غور وفکر اور دریغ سے کام نہیں لیتے۔ اللھم اھدنا فیمن ہدیت۔ نسیم

نہ کرے گا۔"

ھیاج بن بسطام بیان کرتے ہیں: امام جعفر صادق دوسروں کو اس قدر کھلاتے تھے کہ خود گھر والوں کے لیے کچھ نہ بچتا تھا۔

میں کہتا ہوں: اس عظیم الشان "سید" کے مناقب "ہمہ گیر" اور "ہمہ پہلو" ہیں۔ آپ کے فضائل وشمائل کی بابت مروی سب سے عمدہ بات کو بیان کرتے ہوئے حفص بن غیاث فرماتے ہیں کہ میں نے جناب جعفر صادق رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے: مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شفاعت کی جس قدر توقع ہے اسی قدر مجھے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شفاعت کی توقع ہے۔ کیوں کہ انھوں نے مجھے دو بار جنم دیا ہے۔

آپ نے ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے سوا جملہ ائمہ محدثین نے آپ کی روایت لی ہے۔ مجھے جناب جعفر صادق کی عوالی "عن القطیعی عن الکجی، عن ابی عاصم عنه" کے طریق سے ملی ہے۔

صاحب "الحلیۃ" اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں سفیان نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں جناب جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے دخانی ریشمی جبہ اور ریشمی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ میں نے بے ساختہ عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ! یہ آپ کے باپ دادوں کا لباس نہیں۔ انھوں نے فرمایا: وہ لوگ بڑی تنگدستیوں میں رہتے تھے، جب کہ آج نعمتوں اور آسائشوں کی کثرت ہے۔ پھر جناب امام رحمہ اللہ نے ریشمی جبہ ہٹایا تو نیچے ایک اونی جبہ نکل آگیا۔ پھر فرمایا: اے ثوری! یہ اونی جبہ ہم نے اللہ کے لیے پہن رکھا ہے اور یہ ریشمی جبہ تم لوگوں کے لیے ہے۔ سو جو اللہ کے لیے ہے اسے ہم نے لوگوں کی نظروں سے چھپا رکھا ہے اور جو تم لوگوں کے لیے وہ ہم نے تم لوگوں پر عیاں کر رکھا ہے۔

منصور بن ابی مزاحم بیان کرتے ہیں، ہمیں عتبہ خثعمی نے بیان کیا کہ میں نے جناب جعفر کو یہ بیان کرتے سنا ہے: "دین میں جھگڑا کرنے سے بچو، کہ یہ بات دل کو الجھاتی ہے اور جی میں نفاق پیدا کرتی ہے۔"

ہمیں ابن قدامہ وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ ابو عاصم جناب جعفر صادق بن محمد باقر سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (ایک مرتبہ) فرمایا: میں نہیں جانتا کہ میں ان مجوس کے ساتھ کیا کروں؟ اس پر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اُٹھ کر بیان فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: "ان لوگوں کے ساتھ اہل کتاب والا سلوک کرو۔"

اس حدیث کی سند منقطع ہے۔

(۱۶۳) ۵/ ۱۰ ع: الامام الاعظم، فقیہ عراق ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطا التیمی الکوفی رحمہ اللہ: [1]

آپ کے دادا بنی تیم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کوفہ آمد پر ان کی

[1] تهذیب الکمال: 1415/3، تهذیب الکمال: 449/10 (817)، تقریب: 303/2، خلاصة التهذیب: 95/3، الکاشف: 205/3، التاریخ الکبیر: 81/8، الجرح والتعدیل: 2062/8، میزان الاعتدال: 265/4، الانساب: 122/4، تاریخ بغداد: 423/13۔

زیارت سے بارہا مشرف ہوئے۔ یہ بات ابن سعد نے سیف بن جابر سے بیان کی ہے کہ اُنھوں نے خود امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے:

آپ عطا، نافع، عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج، عدی بن ثابت، سلمہ بن کہیل، ابی جعفر محمد بن علی، قتادہ، عمرو بن دینار، ابو اسحاق اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ زفر بن ہذیل، داود طائی، قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن، اسد بن عمرو، حسن بن زیاد اللؤلؤی، نوح الجامع، ابو مطیع البلخی اور بے شمار اکابر فقہاء نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے تفقہ حاصل کیا اور خود آپ نے حماد بن ابی سلیمان وغیرہ حضرات سے تفقہ حاصل کیا۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں وکیع، یزید بن ہارون، سعد بن صلت، ابو عاصم، عبدالرزاق، عبید اللہ بن موسیٰ، ابونعیم، ابوعبدالرحمن المقری اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

آپ امام، متقی و پرہیز گار، عالم باعمل، عبادت گزار اور جلیل المرتبہ تھے۔ امراء و سلاطین کے تحفے ہرگز قبول نہ فرماتے، بلکہ تجارت کر کے خود کماتے تھے۔

ضرار بن صرد بیان کرتے ہیں: یزید بن ہارون سے پوچھا گیا کہ ثوری اور ابوحنیفہ میں سے بڑا فقیہ کون ہے؟ فرمایا: جناب ابوحنیفہ زیادہ بڑے فقیہ ہیں البتہ سفیان حدیث کے بڑے حافظ ہیں۔

ابن مبارک بیان فرماتے ہیں: ابوحنیفہ سب سے بڑے فقیہ ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لوگ فقہ میں جناب ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے محتاج ہیں۔ یزید کا قول ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہ سے زیادہ متورع اور زیادہ عقل مند کوئی نہیں دیکھا۔

احمد بن محمد بن قاسم بن محرز، یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ میں کوئی حرج نہیں، وہ مُتہم نہ تھے۔ یزید بن عمر بن ھبیرہ نے آپ کو عہدۂ قضا قبول نہ کرنے پر کوڑے مارے تھے، امام ابوداود فرماتے ہیں: جناب ابی حنیفہ امام تھے۔

بشر بن ولید جناب ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ چل رہا تھا کہ ایک آدمی انھیں دیکھ کر دوسرے سے یہ کہہ رہا تھا: ''یہ ہیں ابوحنیفہ جو رات کو نہیں سوتے۔'' اس پر آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! لوگ میرے بارے میں وہ بات نہیں کرتے جو میں کرتا نہیں۔'' جناب ابوحنیفہ ساری رات نماز، ذکر و دعا اور تضرع و ابتہال میں گزار دیتے تھے۔

میں کہتا ہوں: اس امام کے مناقب بے شمار ہیں میں نے ان کے فضائل و شمائل کو ایک مستقل جز میں جمع کیا ہے۔ آپ کی وفات حسرت آیات کا سانحہ رجب ۱۵۰ھ میں پیش آیا۔ رحمہ اللہ [1]

ہمیں ابن قدامہ نے اپنی سند کے ساتھ ابوعبدالرحمن المقری سے، وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے، وہ عطاء سے، وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ عطاء نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو ایک ہلکی قمیض میں نماز پڑھتے دیکھا، نہ تو آپ پر چادر تھی اور نہ تہبند

---

[1] آپ کے سنِ وفات کے بارے میں دو اور اقوال بھی ملتے ہیں: (۱) 151ھ کا (۲) 153ھ کا۔

تھا۔ عطا بیان فرماتے ہیں: جہاں تک میرا خیال ہے آپ نے اس طور پر یہ نماز ہمیں یہ بتلانے کے لیے پڑھی کہ ایک کپڑے میں بھی نماز ادا کرنا جائز ہے۔

(۱۶۴) ۵ / ۱۱ع: الامام، الحافظ، فقیہ حرم ابن جریج عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج الرومی الاموی، المکی، الفقیہ رحمہ اللہ: ❶

آپ کی کنیت کے بارے میں دو اقوال ہیں (۱) ابو الولید (۲) اور ابو خالد۔ آپ بنی امیہ کے موالی میں سے تھے۔ متعدد کتابیں نوکِ قلم کیں۔ بڑے رتبہ کے علماء میں شمار ہوتے تھے۔ آپ والد ماجد سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ چند احادیث مجاہد سے بھی روایت کی ہیں۔ جب کہ اکثر احادیث عطاء بن ابی رباح سے روایت کی ہیں۔ ان کے علاوہ میمون بن مہران، عمرو بن شعیب، نافع، زہری اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔

ستر ہجری کے چند سال بعد پیدا ہوئے۔ صغار صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ کو پایا، البتہ ان سے حدیث محفوظ کرنے کا موقع نہ مل سکا اور آپ سے سفیانین، مسلم بن خالد، ابن علیہ، حجاج بن محمد، ابو عاصم، روح، وکیع، عبدالرزاق اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: ابن جریج علم کا برتن تھے۔ ابن جریج اور ابن ابی عروہ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے سب سے پہلے کتابیں لکھیں۔ عبدالرزاق کا قول ہے: میں نے ابن جریج سے اچھی نماز پڑھتے کسی کو نہیں دیکھا۔ انھیں دیکھتے ہی محسوس ہو جاتا تھا کہ یہ اللہ سے ڈرنے والا ایک بندہ ہے۔

عطاء سے جب پوچھا گیا کہ ہم آپ کے بعد کس سے سوال کیا کریں؟ تو فرمایا: اس نوجوان سے اگر اللہ نے اسے ہمارے بعد زندگی دی تو۔ یعنی ابن جریج سے۔

میں کہتا ہوں: ابن جریج ثبت تھے، پر مدلس تھے۔ امام احمد فرماتے ہیں: ابن جریج کا یتیم کے مال کی زکوٰۃ کی بابت نہ تو عمرو بن شعیب سے سماع ثابت ہے اور نہ ابو زناد سے۔ یحییٰ قطان کا قول ہے: اگر ابن جریج مالک کے واسطہ کے بغیر نافع سے روایت کریں تو میرے نزدیک وہ روایت کچھ نہیں۔ جریر بیان کرتے ہیں: ابن جریج متعہ کے جواز کے قائل تھے۔ چنانچہ اُنھوں نے ستر عورتوں سے شادی کی تھی۔ ابن المدینی کا قول ہے کہ روئے زمین پر ابن جریج سے زیادہ عطا کے علوم کو جاننے والا کوئی نہیں۔

ابن جریج بیان کرتے ہیں: میں نے زہری سے سنا نہیں بلکہ اُنھوں نے مجھے ایک جز دیا تھا جو میں نے لکھ لیا تھا اور اُنھوں

---

❶ تہذیب الکمال: 855/2، تہذیب التہذیب: 402/6 (855)، تقریب: 520/1، خلاصۃ التہذیب: 178/2، الکاشف: 210/2، التاریخ الکبیر: 422/5، الجرح والتعدیل: 1687/5، میزان الاعتدال: 659/2، لسان المیزان: 292/7، سیر الاعلام: 325/6، الثقات: 93/7۔

نے مجھے اس کے روایت کرنے کی اجازت بھی دے دی تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ ابن جریج نے مجاہد سے قراءات کے دو حرف سنے ہیں۔ عبدالوہاب بن ہمام ابن جریج کا قول نقل کرتے ہیں: میں اٹھارہ سال تک عطا کے ساتھ رہا ہوں۔

واقدی کا قول ہے: ابن جریج نے یکم ذی الحجہ ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔ خالد بن نزار الایلی بیان کرتے ہیں: میں ۱۵۰ھ میں ابن جریج کی کتابوں کے لیے نکلا، جب پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ تو وفات پا چکے ہیں۔ مول بن اسماعیل کا قول ہے: ابن جریج نے ۱۵۰ھ میں موسم حج سے قبل وفات پائی ہے۔ مؤرخین کی ایک جماعت نے بھی یہی تاریخ وفات رقم کی ہے اور ابن المدینی کو اس قول میں وہم ہوا کہ ابن جریج کا سن وفات ۱۴۹ھ ہے۔ ابن جریج اپنی زندگی کے آخری ایام میں بصرہ چلے آئے تھے اور وہیں حدیث بیان کرنے لگے تھے۔ ابن معین فرماتے ہیں: ابن جریج رومی الاصل ہیں۔ آپ کی ولاء آل خالد بن اسید اموی کے پاس تھی۔ قطان کا قول ہے: ابن جریج نے مجاہد سے یہ حدیث سنی ہے: ''ان عورتوں کو ان کی عدت کے اوقات میں طلاق دو۔'' اور جس محرم نے چیونٹیاں ماری ہوں، اس کی بابت ابن جریج نے طاؤس کا یہ قول سنا ہے کہ: ''وہ ایک مٹھی بھر غلہ فدیہ میں دے گا۔''

ابن عاصم بیان کرتے ہیں: ابن جریج عابد و زاہد اور ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے۔ البتہ ہر ماہ صرف تین دن روزہ کا ناغہ فرماتے تھے۔ آپ کی زوجہ بھی بڑی عبادت گزار تھیں۔ ابن عبدالحکم کا قول ہے کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: ''ابن جریج نے ستر عورتوں سے متعہ کیا تھا حتیٰ کہ وہ جماع کرنے کی غرض سے ایک رات میں تلوں کے تیل کا حقنہ کراتے تھے جس کی قیمت ایک اوقیہ چاندی ہوتی تھی۔

عبدالرزاق بیان کرتے ہیں: ابن جریج سیاہ خضاب کا استعمال کرتے اور مشک و عنبر کی خوشبو لگاتے تھے۔ آپ قراء کے بادشاہ تھے۔ ایک دفعہ ہم ان کے ساتھ نکلے تو انھوں نے ایک سائل کو ایک دینار دے ڈالا۔ ابن قتیبہ کا قول ہے: آپ ۸۰ھ میں ہیضہ کی وبا کے سال مکہ میں پیدا ہوئے۔

(۱۶۵) ۵ / ۱۲ ع: الامام، العلم، کوفہ کے مفتی و قاضی ابو عبدالرحمن محمد بن ابی لیلیٰ الفقیہ المقری رحمہ اللہ: [1]

آپ اپنے بھائی عیسیٰ سے اور شعبہ، عطا، حکم، نافع، عمرو بن مرۃ اور ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ آپ کے والد ماجد اکابر تابعین میں سے تھے۔ البتہ آپ کو اپنے والد سے حدیث اخذ کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ اور آپ سے شعبہ، سفیانین، زائدہ، وکیع، خریبی، ابو نعیم اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

احمد بن یونس بیان کرتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ اہل دنیا کے سب سے بڑے فقیہ تھے۔ عجلی کا قول ہے: آپ فقیہ، صدوق، صاحب سنہ، قاری اور قرآن کے عالم تھے۔ آپ سے روایت حدیث جائز تھی۔ آپ نے حمزہ پر قراءت کی تھی۔

[1] تہذیب الکمال: 1231/3، تہذیب التہذیب: 301/9، تقریب: 184/2، خلاصۃ التہذیب: 430/2، الکاشف: 69/3، دیوان الاسلام، ت: 1796، التاریخ الکبیر: 162/1، الجرح والتعدیل: 1739/7، میزان الاعتدال: 87/3، لسان المیزان: 366/7، المعین، رقم: 433، جامع الرواۃ: 138/2، تراجم الاحبار: 12/4۔

ابوزرعہ بیان کرتے ہیں: وہ ایسے قوی راوی نہیں جیسا کہ ہونا چاہیے تھا۔ امام احمد نے آپ کو مضطرب حدیث والا قرار دیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن ابی لیلی کی حدیث "حسن" کے درجہ میں ہے البتہ صحت کے درجہ تک نہیں پہنچتی، کیوں کہ آپ ائمہ کے نزدیک "متقن" نہیں۔ آپ کے مناقب بے شمار ہیں۔ رمضان ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔

ابوحفص الابار آپ سے روایت کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں: میں عطاء کے پاس گیا تو اُنھوں نے مجھ سے سوالات شروع کیے، ان کے اصحاب کو یہ اچھا نہ لگا تو عطا نے فرمایا: تمھیں برا کیوں لگ رہا ہے، یہ مجھ سے بڑے عالم ہیں۔

(۱۶۶) ۵ / ۱۳ ام ۴: الامام ابوعبداللہ جعفر بن برقان الکلابی، الرقی رحمہ اللہ: [1]

آپ جزیرہ کے مفتی اور محدث اور بنی کلاب کے آزاد کردہ غلام تھے۔ یزید بن اصم، میمون بن مہران عطاء بن ابی رباح اور ابن شہاب سے حدیث روایت کی۔ اور آپ سے سفیانین، معمر، زھیر بن معاویہ، وکیع، کثیر بن ہشام، ابونعیم اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ثوری بیان کرتے ہیں: میں نے ابن برقان سے افضل کوئی شخص نہیں دیکھا۔ امام احمد فرماتے ہیں: ابن برقان نے زھری سے نہیں سنا اور خاص زھری کے باب میں ابن برقان نرم ہیں۔ نسائی وغیرہ کا قول ہے: ابن برقان میں کوئی حرج نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ امام بخاری نے ابن برقان سے حجت نہیں پکڑی۔ آپ ۱۵۴ ہجری کے آغاز میں ہی وفات پا گئے تھے۔ [2] رہا ان کا زھری کے معاملہ میں معمولی نرم ہونا تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ زھری کے پاس زیادہ نہیں رہے اور نہ زھری سے زیادہ روایت کرتے ہیں۔ البتہ ابن برقان بذاتِ خود صادق، راست گو، حافظ حدیث اور بڑی شان کے مالک تھے۔ آپ کی خبر قبول کرنا واجب ہے۔ رحمہ اللہ

ابن عون [3] بصرہ کے مشہور عالم، ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ البتہ ان کا تذکرہ یہاں ہونا چاہیے تھا۔

(۱۶۷) ۵ / ۱۴ ام ۴: الامام الحافظ ابوبکر محمد بن اسماعیل بن یسار المطلبی، المدنی رحمہ اللہ: [4]

آپ قیس بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف کے آزاد کردہ غلام تھے، "مغازی" کے مصنف اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی

---

[1] تہذیب الکمال: 192/2، تہذیب التہذیب: 84/1، تقریب التہذیب: 129/1، خلاصۃ التہذیب: 166/1، میزان الاعتدال: 403/1، لسان المیزان: 189/7، شذرات: 236/1، المغنی: 1135، طبقات ابن سعد: 400/6، الثقات: 136/6۔

[2] آپ کے سن وفات کی بابت دیگر اقوال یہ ہیں: 150ھ، 151ھ اور 160ھ۔

[3] دیکھیں، رقم: 152۔

[4] تہذیب الکمال: 1167/3، تہذیب التہذیب: 38/9، تقریب: 144/2، خلاصۃ التہذیب: 379/2، التاریخ الصغیر: 111/2، الجرح والتعدیل: 1087/7، میزان الاعتدال: 34/3، لسان المیزان: 73/5، الوافی بالوفیات: 188/2، طبقات ابن سعد: 67/7۔

زیارت سے مشرف ہیں۔ اپنے والد ماجد اور اپنے چچا موسیٰ سے اور فاطمہ بنتِ منذر، قاسم، عطاء، اعرج، محمد بن ابراہیم، تیمی، عمرو بن شعیب، نافع، ابوجعفر الباقر، زھری اور بے شمار اکابر تابعین سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے جریر بن حازم، حمادَین، ابراہیم بن سعد، زیاد بن عبداللہ البکائی، مسلمہ بن فضل الابرش، عبدالاعلیٰ الشامی، محمد بن مسلمہ الحرانی، یونس بن بکیر، یزید بن ہارون، احمد بن خالد الوہبی، یعلیٰ بن عبید اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

مغازی اور سیر کی معرفت میں آپ کا شمار بڑے علماء میں ہوتا تھا۔ آپ علم کا برتن تھے۔ البتہ آپ متفق رواۃ میں شمار نہ ہوتے تھے۔ اس لیے آپ کی حدیث صحت کے درجہ سے نیچے کی ہے۔ البتہ اپنی ذات میں آپ صدوق اور پسندیدہ ہیں۔

ابن معین بیان کرتے ہیں: محمد بن اسحاق نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور ابان بن عثمان سے حدیث کا سماع کیا ہے۔ ابن اسحاق ثقہ ضرور ہیں پر حجت نہیں۔ امام احمد نے انھیں ''حسن الحدیث'' قرار دیا ہے۔ ابن المدینی کا قول ہے: میرے نزدیک ان کی حدیث صحیح ہے۔ نسائی انھیں غیر قوی، دارقطنی غیر حجت جب کہ شعبہ انھیں امیر المؤمنین فی الحدیث کہتے ہیں۔

یزید بن ہارون کا قول ہے: اگر میرے بس میں ہوتا تو میں ابن اسحاق کو محدثین کا امیر بنا دیتا۔ امام مالک رحمہ اللہ کو ابن اسحاق سے قدرے رنجش تھی کیوں کہ انھیں ابن اسحاق کی یہ بات پہنچی تھی کہ مجھ پر مالک کے علم کو پیش کرو کیوں کہ میں ان کے علم کا طبیب ہوں۔ یہ سن کر امام مالک رحمہ اللہ نے غضب میں یہ فرمایا: ''ذرا اس دجال کو تو دیکھو۔''

ابن عیینہ کا قول ہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ ابن اسحاق کو متہم سمجھتا ہو۔ ایک قول ابن اسحاق کے ''قدری'' ہونے کا بھی ہے۔ ابن ابی عدی بیان کرتے ہیں: ابن اسحاق مرغوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔ البتہ مغازی اور ایام نبوی کی بابت مرجع آپ ہی تھے اور ان میں بھی بعض باتوں میں شذوذ کر جاتے تھے۔ رہے حلال وحرام کے مسائل تو ابن اسحاق ان میں حجت نہیں۔ اور نرے ''واھی'' راوی بھی نہیں، اس لیے ان کی روایت سے استشہاد درست ہے۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ ابن اسحاق نے ۱۵۱ھ میں وفات پائی جبکہ ایک قول ۱۵۲ھ کا بھی ہے۔ رحمہ اللہ [1]

ہمیں ایک جماعت نے جنھوں نے عمر بن طبرزد سے سنا، وہ اپنی سند کے ساتھ یزید سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں ہمیں ابن اسحاق نے سعید مقبری سے، اُنھوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے، اُنھوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر یا عصر کی نماز میں...... راویٔ حدیث یزید کو ظہر یا عصر کی نماز ہونے میں شک ہے...... ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نواسی سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کو اُٹھایا ہوا۔ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اُٹھائے رکھتے ہوئے ہی ہمیں نماز پڑھانی شروع فرما دی) چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کرنے کا ارادہ فرماتے تو انھیں فرش پر بٹھا دیتے پھر رکوع (اور سجدہ) فرماتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (دوبارہ) قیام میں جانے لگتے تو انھیں (پھر) اُٹھا لیتے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری نماز اسی طرح پڑھائی۔

---

[1] اور مزید یہ کہ 150ھ، 153ھ اور 144ھ میں وفات پانے کے اقوال بھی ملتے ہیں۔

(۱۶۸) ۵ / ۱۵ ام ۴: عالم خراسان الحافظ ابو بسطام مقاتل بن حیان البلخی الخراز رحمہ اللہ: ❶

آپ شعبی، عکرمہ، مجاہد، عبداللہ بن بریدہ، سالم بن عبداللہ، مسلم بن ہیصم، ضحاک اور ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ جب کہ آپ سے آپ کے ایک شیخ علقمہ بن مرثد اور بکیر بن معروف، ابراہیم بن ادہم، ابن مبارک محاربی، عیسیٰ غنجار اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ امام، صادق، عبادت گزار، نیک، بلند رتبہ، صاحب سنت اور متبع سنت تھے۔ ابو مسلم خراسانی کے ایام خروج میں کابل بھاگ گئے اور بے شمار لوگوں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ ابن معین اور ابوداود نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ ابوداود کہتے ہیں: ان میں کوئی حرج نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ آپ مشہور مفسر مقاتل بن سلیمان کے معاصر تھے "تجسیم" کا اعتقاد رکھنے کی وجہ سے متروک الحدیث تھے حالانکہ زبردست مفسر اور علم کا برتن تھے۔ ❷

(۱۶۹) ۵ / ۱۶ ع: جناب کہمس رحمہ اللہ ❸

ان کا مفصل تذکرہ میرے دوسرے نسخہ میں ہے۔

(۱۷۰) ۵ / ۱۷ ع: الحسین المعلم رحمہ اللہ: ❹

آپ حافظ اور حجت ہیں۔ پورا نام حسین بن ذکوان المکتب العوذی، البصری ہے۔ بنی عوذہ کے آزاد کردہ غلام اور ثقہ تھے۔ ابن بریدہ، عطا بن ابی رباح، عمرو بن شعیب، قتادہ، یحییٰ بن ابی کثیر اور ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ جب کہ آپ سے روایت کرنے والے بے شمار لوگوں میں ابراہیم بن طہمان، ابن مبارک، عبدالوارث، یحییٰ القطان، غندر، یزید بن زریع اور روح بن عبادہ شامل ہیں۔

---

❶ تهذيب الكمال: 1366/3، تهذيب التهذيب: 277/10 (500)، تقريب: 272/2، خلاصة التهذيب: 53/3، الكاشف: 171/3، التاريخ الكبير: 13/8، الجرح والتعديل: 1629/8، ميزان الاعتدال: 171/4، لسان الميزان: 397/7، تراجم الاحبار: 453/3، الانساب: 26/13۔

❷ آپ نے 150ھ سے قبل وفات پائی۔

❸ تهذيب الكمال: 1151/3، تهذيب التهذيب: 450/8 (816)، تقريب: 137/2، خلاصة التهذيب: 369/2، الكاشف: 11/3، التاريخ الكبير: 239/7، الجرح والتعديل: 972/7، ميزان الاعتدال: 451/3، لسان الميزان: 346/7، المغنى: 5113، الحلية: 211/6، آپ کا نام کہمس بن حسن تیمی بصری ہے۔ کنیت ابو الحسن یا ابوعبداللہ اور تاریخ وفات 149ھ یا 159ھ ہے۔

❹ تهذيب الكمال: 284/1، تقريب التهذيب: 175/1، خلاصة التهذيب: 232/1، الجرح والتعديل: 233/3، تاريخ خليفة: 424، طبقات خليفة: 220، مشاهير علماء الامصار: 154، طبقات ابن سعد: 31/7، الوافى بالوفيات: 366/12، الثقات: 206/6۔

ابو حاتم اور نسائی نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ میرا گمان ہے کہ آپ کا سن وفات ۱۴۰ھ کے چند سال بعد کا ہے۔ ❶ آپ نے ساٹھ سال سے زیادہ کی عمر پائی۔ بڑی قدر و منزلت کے مالک اور کثیر العلم تھے۔ رحمہ اللہ

(۱۷۱) ۵/ ۱۸ خ ۴: الحافظ، الثبت ابو خالد ثور بن یزید الکلاعی الحمصی، القدری رحمہ اللہ: ❷

آپ خالد بن معدان، عطاء، راشد بن سعد، رجاء بن حیوہ، عمرو بن شعیب، حبیب بن عبید اور متعدد علماء سے حدیث روایت کرتے ہیں اور آپ سے سفیان بن عیینہ، بقیہ، عیسیٰ بن یونس، یحییٰ قطان، ابو عاصم، عبدالرزاق اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

قطان کا قول ہے: میں نے ثور سے زیادہ ثقہ شامی نہیں دیکھا۔ ابو حاتم آپ کو صدوق اور حافظ کہتے ہیں وکیع آپ کو صحیح حدیث والا قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں: میں نے انھیں سب سے زیادہ عبادت گزار دیکھا ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں: قدری ہونے کی وجہ سے اہل حمص نے انھیں جلاوطن کر دیا تھا البتہ ان میں کوئی حرج نہیں۔ ابن سعد اور ایک جماعت ائمہ کا یہی قول ہے۔ ۱۵۳ھ میں وفات پائی۔ اور یحییٰ بن بکیر نے ۱۵۵ھ سن وفات بتلایا ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر ثور قدری نہ ہوتے تو بالاجماع ثقہ تھے۔

(۱۷۲) ۵/ ۱۹ ۴: بحیر بن سعد حمصی رحمہ اللہ: ❸

آپ حدیث کے حافظ ہیں، کنیت ابو خالد اور نسبت سحولی اور کلاعی ہے۔ آپ کا خالد بن معدان سے مروی ایک نسخہ ہے۔ کچھ روایات مکحول سے بھی ہیں۔ اور آپ سے معاویہ بن صالح، اسماعیل بن عیاش، بقیہ، محمد بن حرب اور محمد بن حمیر نے حدیث روایت کی ہے۔

محمد بن عوف امام احمد سے روایت کرتے ہیں: شام میں جریر سے زیادہ ثبت کوئی نہیں ہاں بحیر ہیں، دحیم اور نسائی نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ رحمہ اللہ ❹

(۱۷۳) ۵/ ۲۰ م ۴: الامام الفقیہ ابو عمرو معاویہ بن صالح الحضرمی، الحمصی رحمہ اللہ: ❺

آپ اندلس کے قاضی تھے۔ عبدالرحمن بن معاویہ کے ساتھ اندلس آئے۔ اخیر عمر میں حج کیا، شریح بن عبید، مکحول، زیاد

---

❶ آپ کی تاریخ وفات کی بابت دو اور اقوال بھی ہیں۔ (۱) 145ھ (۲) 150ھ۔

❷ تہذیب الکمال: 176/1، تہذیب التہذیب: 33/2، خلاصۃ التہذیب: 154/1، میزان الاعتدال: 974/1، لسان المیزان: 188/7، الوافی بالوفیات: 25/11، البدایۃ والنہایۃ: 111/10، سیر الاعلام: 433/6، الثقات: 129/6۔

❸ تہذیب الکمال: 138/1، تہذیب التہذیب: 421/1، تقریب: 93/1، خلاصۃ التہذیب: 142/1، الکاشف: 150/1، التاریخ الکبیر: 137/2، الجرح والتعدیل: 135/1، الثقات: 112/6۔

❹ آپ نے ۱۶۰ھ میں وفات پائی۔

❺ تہذیب الکمال: 1345/3، تہذیب التہذیب: 209/10 (389)، تقریب: 259/2، خلاصۃ التہذیب: 40/3،

بن ابی اسود، ابوزاھریہ، عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر ربیعۃ القصیر اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی۔ اور آپ سے روایت کرنے والوں میں لیث، ابن وہب، معن، ابن مہدی، اسد بن موسیٰ، ابوصالح الکاتب اور بے شمار لوگوں کے نام آتے ہیں جن کی آپ سے منیٰ میں ملاقات ہوئی۔

امام احمد آپ کو ثقہ کہتے ہیں۔ ابن عدی کا قول ہے کہ معاویہ میرے نزدیک صدوق ہے۔ میں کہتا ہوں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان سے حدیث نہیں لی، آپ نے ۱۵۸ھ میں حج پورا کرنے کے بعد وفات پائی۔ آپ علم کا برتن اور صدق کی کان تھے۔ رحمہ اللہ

(۱۷۴) ۵ / ۲۱ ع: الحافظ، المثبت حنظلہ بن ابی سفیان عبدالرحمن بن صفوان بن اُمیہ بن خلف الجمحی المکی رحمہ اللہ: ❶

آپ نے طاؤس، عکرمہ، مجاہد، نافع العمری، قاسم اور سالم سے حدیث روایت کی ہے۔ اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن مبارک، وکیع، المعافی بن عمران، مکی بن ابراہیم، ابوعاصم، ابن وہب اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

امام احمد فرماتے ہیں: حنظلہ ثقہ ہیں، ثقہ ہیں۔ احمد بن ابی مریم، ابن معین سے روایت کرتے ہیں: حنظلہ ثقہ اور حجت ہیں۔ ابن عدی کا قول ہے: حنظلہ کی اکثر روایات مستقیم ہیں۔ میں کہتا ہوں: حنظلہ ۱۵۱ھ تک بقید حیات رہے تھے۔

(۱۷۵) ۵ / ۲۲ خ ۴: الحافظ ابوعثمان حریز بن عثمان الرحبی، المشرقی، الحمصی رحمہ اللہ: ❷

حمص کے محدثین میں سے ہیں۔ آپ کا شمار صغار تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ حدیث میں متقن تھے۔ آپ نے عبداللہ بن بسر المازنی، خالد بن معدان، راشد بن سعد، عبدالرحمن بن میسرہ، حبیب بن عبید اور ایک جماعت سے حدیث سنی ہے، اور آپ سے حدیث سننے والوں میں بقیہ بن ولید، یحییٰ القطان، حجاج الاعور، ابوالیمان علی بن عیاش، آدم بن ابی عیاش، یحییٰ بن صالح، علی بن جعد اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔ آپ نے شام اور عراق میں حدیث بیان کی۔ آپ کی مرویات کی تعداد تقریباً دوسو ہے۔

ابوحاتم بیان کرتے ہیں: ان کی "رائے" کے بارے میں جو کہا جاتا ہے، میرے نزدیک وہ صحیح نہیں۔ میں شام میں ان

الکاشف: 157/3، التاریخ الکبیر: 335/7، الجرح والتعدیل: 1750/8، میزان الاعتدال: 135/4، الترغیب والتریب: 578/4، تراجم الاحبار: 346/3۔

❶ تہذیب الکمال: 343/1، تہذیب التہذیب: 59/3، تقریب: 206/1، خلاصۃ التہذیب: 263/1، الکاشف: 261/1، التاریخ الکبیر: 44/3، الجرح والتعدیل: 1071/3، لسان المیزان: 206/7، دائرۃ المعارف العلمیۃ: 73/17، سیر الاعلام: 336/6۔

❷ تہذیب الکمال: 245/1، تہذیب التہذیب: 237/2، تقریب التہذیب: 159/1، خلاصۃ التہذیب: 205/1، الکاشف: 214/1، الجرح والتعدیل: 289/3، میزان الاعتدال: 475/1، لسان المیزان: 195/7، ضعفاء ابن الجوزی: 197/1۔

سے زیادہ ثبت کسی کو نہیں جانتا۔

امام احمد بیان فرماتے ہیں: حریز ثقہ ہیں، ثقہ ہیں۔ ابوالیمان بیان کرتے ہیں: وہ ایک آدمی کو آڑے ہاتھوں لیتے تھے، پھر اسے ترک کر دیتے تھے۔

علی بن عیاش، حریز سے روایت کرتے ہیں: اُنھوں نے ایک آدمی سے یہ کہا:

ایسا کبھی نہ ہوگا کہ میں جناب علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کروں۔

میں کہتا ہوں: حریز کی عبداللہ بن بسر سے مروی حدیث "عالی" ہے جو غطریفی کے جز میں موجود ہے۔ جناب حریز نے ۱۶۲ یا ۱۶۳ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۱۷۶) ۵ / ۲۳ع: الامام الحافظ ابونضر سعید بن ابی عروبہ مہران العدوی البصری رحمہ اللہ: [1]

آپ بنی عدی کے آزاد کردہ غلام اور سربرآوردہ علماء میں سے تھے۔ حسن، ابن سیرین، ابونضرہ العبدی، ابورجاء العطاردی، نضر بن انس، قتادہ، مطر الوراق، اور بے شمار تابعین سے حدیث روایت کرتے ہیں اور آپ سے بشر بن مفضل، ابن علیہ، غندر، یحییٰ بن سعید، روح بن عبادہ، عبدالوہاب بن عطاء، سعید بن عامر الضبعی، ابو عاصم، الانصاری اور ایک خلق خدا نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن معین اور نسائی نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ بصرہ میں "ابواب" کو سب سے پہلے تصنیف کرنے والے آپ ہی ہیں۔ امام احمد کا قول ہے: ابونضر کی کوئی کتاب نہ تھی، وہ حافظہ سے احادیث بیان کرتے تھے۔ ابن معین بیان کرتے ہیں: قتادہ کی بابت ابو نضر سب سے زیادہ ثبت ہیں اور اس باب میں قتادہ اور شعبہ ان کے ساتھ ہیں۔ ابوعوانہ بیان کرتے ہیں: اس زمانہ میں ہمارے پاس ابونضر سعید سے زیادہ بڑا حافظِ حدیث کوئی نہ تھا۔

امام احمد فرماتے ہیں: سعید اور قتادہ دونوں "قدری" تھے۔ البتہ دوسروں سے اس بات کو چھپاتے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ سعید کا حافظہ وفات پانے سے دس سال قبل ہی بگڑ گیا تھا۔ آپ نے ۱۵۶ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ [2]

مجھے یحییٰ بن ابی منصور الفقیہ نے اپنی سند کے ساتھ انصاری سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے، اُنھوں نے حسن سے، اُنھوں نے احنف سے، اُنھوں نے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے بیان کیا۔ یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ "(بیوی کے رخصت ہو جانے کے بعد) جب دروازہ بند کر لیا جائے اور پردہ ڈال دیا جائے تو پورا مہر واجب ہو جاتا ہے (چاہے دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو) اور (طلاق یا وفات کی صورت میں اس کے بعد) عورت پر عدت بھی واجب ہو جاتی ہے۔

---

[1] تهذيب الكمال: 499/1، تهذيب التهذيب: 63/4، تقريب التهذيب: 302/1، خلاصة التهذيب: 386/1، شذرات: 539/1، الوافي بالوفيات: 263/15، لسان الميزان: 230/7، سير الاعلام: 413/6، ديوان الاسلام: 1113، الثقات: 360/6۔

[2] جب کہ 155ھ اور 157ھ میں وفات پانے کے اقوال بھی ہیں۔

(۱۷۷) ۵/ ۲۴ع: شیخ الاسلام ابوعمرو عبدالرحمن بن عمرو بن محمد الاوزاعی، الدمشقی، الحافظ رحمہ اللہ: ❶

امام اوزاعی رحمہ اللہ: ۸۶ھ میں پیدا ہوئے، عطاء بن ابی رباح، قاسم بن مخیمرہ، شداد ابوعمار، ربیعہ بن یزید، زہری، محمد، محمد بن ابراہیم التیمی، یحییٰ بن ابی کثیر اور متعدد اکابر تابعین سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ آپ نے جناب ابن سیرین کی مرض الوفات میں ان کی زیارت کی ہے اور ایک قول ان سے حدیث کے سماع کرنے کا بھی ہے۔ جب کہ آپ سے شعبہ، ابن مبارک، ولید بن مسلم، معقل بن زیاد، یحییٰ بن بن حمزہ، یحییٰ قطان، ابو عاصم، ابومغیرہ، محمد بن یوسف فریابی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

اخیر عمر میں بیروت میں سرحدوں پر رہ پڑے تھے اور وہاں جاں جان آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ کا خاندانی تعلق سندھ سے تھا۔ البتہ آپ کا خاندان سندھ کے قیدیوں میں سے تھا۔ ابوزرعہ دمشقی کا قول ہے: آپ کاتب بھی تھے اور مضمون نگاری بھی کرتے تھے۔ آپ کے رسائل بے حد اثر انگیز ہوتے تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ فقہ میں بے پناہ مہارت ہونے کے علاوہ ایک صفت اور ہنر ہے جس پر امام اوزاعی کو زبردست مہارت حاصل تھی۔

ولید بن مزید کا قول ہے: امام اوزاعی بعلبک میں پیدا ہوئے۔ یتیمی میں پرورش پائی، ماں نے نہایت تنگدستی میں پال پوس کر جوان کر دیا اور ایسی تربیت کی کہ ملوک و امراء بھی اپنی اولادوں کی ایسی تربیت نہ کر سکے۔ آپ کی حکیمانہ باتوں کو سننے والوں کو خود آپ سے ان کو سمجھنے کی ضرورت ہوتی تھی اور میں نے کبھی آپ کو قہقہہ مار کر ہنستے نہ دیکھا تھا۔ جب آخرت کا ذکر کرتے تو ہر نگاہ اشک بار اور ہر دل حزین و ملول ہو جاتا تھا۔

ایوب بن سوید کا قول ہے: امام اوزاعی ایک وفد کے ساتھ یمامہ کی طرف نکلے تو آپ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا: بصرہ جانے میں جلدی کرنا تاکہ حسن اور ابن سیرین سے ملاقات کر سکو۔ امام اوزاعی فرماتے ہیں: میں چلا، بصرہ پہنچ پر معلوم ہوا کہ حسن بصری تو وفات پا چکے ہیں۔ میں لوٹ کر ابن سیرین کے پاس پہنچا تو انھیں مرض الوفات میں پایا۔

معقل بیان کرتے ہیں: امام اوزاعی نے ستر ہزار مسائل کے جوابات دیے۔ اسماعیل بن عیاش کا قول ہے کہ میں نے ۱۴۰ھ میں لوگوں کو یہ کہتے سنا: آج اُمت کے عالم اوزاعی ہیں۔ خریبی بیان کرتے ہیں: اوزاعی اپنے زمانہ کے افضل ترین آدمی تھے۔

میں کہتا ہوں: اوزاعی اس لائق تھے کہ انھیں خلیفہ بنایا جاتا۔

ابواسحاق فزاری کا قول ہے: اگر اس اُمت کے لیے مجھے اختیار ملتا تو میں اوزاعی کو اس اُمت کے لیے اختیار کرتا۔ بشر بن منذر بیان کرتے ہیں: میں نے اوزاعی کو دیکھا ہے کہ وہ رب تعالیٰ کے خشوع سے گویا کہ نابینا ہو چلے تھے۔ ولید کا قول ہے:

---

❶ تہذیب الکمال: 807/2، تہذیب التہذیب: 238/6 (484)، تقریب التہذیب: 493/1 (1064)، خلاصۃ التہذیب: 146/2، الکاشف: 179/2، التاریخ الکبیر: 326/5، الجرح والتعدیل: 1257/5، طبقات ابن سعد: 488/7، البدایۃ والنہایۃ: 115/10۔

میں نے اوزاعی سے زیادہ عبادت میں مشقت اُٹھاتے کسی کو نہیں دیکھا۔ ابو مسہر بیان کرتے ہیں: اوزاعی قرآن، نماز اور گریہ و زاری کے ساتھ اپنی راتوں کو زندہ رکھتے تھے۔

ولید بن مزید بیان کرتے ہیں: میں نے اوزاعی کو یہ بیان کرتے سنا ہے: رب تعالیٰ جب کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتے ہیں تو ان پر اختلاف کا دروازہ کھول دیتے ہیں اور انھیں عمل سے روک دیتے ہیں۔

عمرو بن ابی سلمہ کا قول ہے کہ میں نے امام اوزاعی کو یہ فرماتے سنا ہے: میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ دو فرشتے ہیں، وہ مجھے رب کے حضور لے گئے اور رب تعالیٰ کے سامنے کھڑا کر دیا۔ پس رب تعالیٰ نے فرمایا: تو میرا بندہ عبدالرحمن ہے جو نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔ میں نے عرض کیا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! (جی ہاں!) پھر وہ دونوں فرشتے مجھے زمین پر واپس چھوڑ گئے۔

محمد بن کثیر مصیصی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام اوزاعی کو یہ فرماتے سنا ہے: ہم جب کہ تابعین کی کثرت تھی۔ یہ کہا کرتے تھے: ''رب تعالیٰ عرش کے اوپر ہے اور سنت میں رب تعالیٰ کی جن صفات کا ذکر آتا ہے ہم اس پر ایمان رکھتے تھے۔

امام حاکم فرماتے ہیں: امام اوزاعی اپنے زمانہ کے بالعموم، اہل شام کے بالخصوص امام تھے۔ ولید بن مزید کا قول ہے: امام اوزاعی بعلبک میں پیدا ہوئے، ''کرک'' میں پرورش پائی جو ''بقاع'' کی ایک بستی ہے۔ پھر آپ کی والدہ آپ کو لے کر بیروت چلی آئیں۔ میں نے امام اوزاعی کو یہ فرماتے سنا ہے: سلف صالحین کے آثار و افعال کو لازم پکڑو۔ چاہے لوگ تمھیں رد بھی کر دیں (تب بھی اسلاف کے طریقے کو پکڑے رہو) اور لوگوں کی آراء سے بچو، چاہے وہ کتنی ہی دل کش اور جاذب کیوں نہ ہوں، کیوں کہ بات واضح ہو کر رہے گی اور ثابت ہو جائے گا کہ صراطِ مستقیم پر تم ہی تھے۔

عامر بن یساف بیان کرتے ہیں: میں نے امام اوزاعی کو یہ فرماتے سنا ہے: جب تجھے نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث پہنچے تو اس کے علاوہ کو بیان کرنے سے بچ کیوں کہ نبی کریم ﷺ وہ بات رب تعالیٰ کی طرف سے بیان کرنے والے تھے۔

ابو اسحاق فزاری، اوزعی کا یہ قول نقل کرتے ہیں: پانچ باتیں ایسی ہیں جن پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین عظام رحمہم اللہ قائم تھے۔

(۱) جماعت کو لازم پکڑو (۲) سنت کی اتباع (۳) مساجد کو آباد کرنا (۴) قرآنِ کریم کی تلاوت (۵) اور جہاد فی سبیل اللہ۔

ابن شابور بیان کرتے ہیں: میں نے اوزاعی کو یہ بیان کرتے سنا ہے: ''جو آدمی علماء کے شاذ اور نادر اقوال کو لیتا ہے، وہ اسلام سے جلد نکل جاتا ہے۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ کا یہ قول بھی ہے: ''جو آدمی بھی بدعت کو اختیار کرتا ہے اس سے ورع و تقویٰ چھن جاتا ہے۔

ولید بن مزید بیان کرتے ہیں: میں نے امام اوزاعی کو یہ بیان کرتے سنا ہے: جو لوگ عبادت کے بغیر فقہ حاصل کرتے ہیں اور جو لوگ شبہات کی آڑ میں حرام باتوں کو حلال کرتے ہیں ان کے لیے ہلاکت ہے۔

محمد بن خلف بن مرزبان، محمد بن ہارون ابو نشیط سے، وہ فریابی سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام

سفیان، امام اوزاعی اور امام عباد بن کثیر مکہ میں اکٹھے ہو گئے تو جناب سفیان نے فرمایا: اے ابوعمرو! سفاح کے چچا عبداللہ بن علی سے تمھاری جو گفتگو ہوئی تھی ذرا ہمیں وہ تو سنانا۔ امام اوزاعی نے فرمایا: (ہوا یہ کہ) جب عبداللہ شام آیا اور بنو اُمیہ کو چن چن کر قتل کرنے لگا۔ ایک دن وہ اپنے تخت پر بیٹھا تھا اور اس نے اپنے اصحاب واحباب کو چار قسموں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ چنانچہ:

۱۔ ایک جماعت تلوار بردار تھی اور اُنھوں نے اپنی تلواروں کو بے نیام کر کے سونت رکھا تھا۔

۲۔ دوسری جماعت کے پاس موٹی پوستینیں اور تیز تلواریں تھیں۔

۳۔ تیسری جماعت کے پاس موٹے اور لمبے لٹھ تھے۔

۴۔ جب کہ چوتھی جماعت کے پاس موگریاں تھیں۔

پھر عبداللہ نے مجھے بلوا بھیجا، میں اس کے محل سرا کے دروازے پر پہنچا تو خدام نے مجھے عزت سے اتارا، دو آدمیوں نے میرے بازو پکڑے اور صفوں کے بیچ سے گزارتے مجھے عبداللہ کے سامنے ایسی جگہ لا کھڑا کر دیا جہاں سے میں اس کی آواز سن سکوں۔ مجھے دیکھ کر عبداللہ نے ان الفاظ کے ساتھ گفتگو کا آغاز کیا: کیا تم ہی عبدالرحمن بن عمرو الاوزاعی ہو؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! اللہ امیر کی اصلاح کرے۔ عبداللہ نے پوچھا: آپ بنو امیہ کے خونوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا: آپ کے اور بنی اُمیہ کے درمیان چند عہد تھے۔ مناسب تھا کہ آپ ان عہدوں کو پورا کرتے۔ وہ بولا: تیرا بھلا ہو! کیا تم نے مجھے ان کے ساتھ ملا دیا ہے۔ ہمارے درمیان کوئی عہد نہیں تھا۔ اس بات پر میرا جی متلانے لگا اور مجھے موت سے ناگواری ہونے لگی، تب میں نے رب کے حضور کھڑے ہونے کو یاد کیا تو ہمت کر کے یہ کہا: ''تم پر ان کے خون حرام تھے۔'' یہ سنتے ہی وہ بھڑک اُٹھا، اس کی رگیں پھولنے لگیں، آنکھیں سرخ ہو گئیں اور شدید غصہ میں بولا: تیرا بھلا ہو، وہ کیوں؟ میں نے کہا: وہ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''کسی مسلمان کا خون حلال نہیں سوائے تین میں سے ایک کے (۱) شادی شدہ ہو کر زنا کرنے والا (۲) جان کے بدلے جان (۳) اور اپنے دین کو ترک کر دینے والا۔ [1] عبداللہ نے کہا: کیا امرِ خلافت کا ہمارے لیے (طے) ہونا دین نہیں؟ میں نے پوچھا: بھلا وہ کیسے؟ تو بولا: کیا نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے (خلافت کی) وصیت نہیں فرمائی تھی؟ میں نے کہا: اگر یہ بات ہوتی تو جناب علی رضی اللہ عنہ ''تحکیم'' قائم نہ کرتے۔ یہ سن کر وہ لاجواب ہو گیا اور شدید غصہ میں بھر گیا اور میں اس بات کے لیے تیار ہو گیا کہ ابھی میرا سر تن سے جدا ہو کر اس کے سامنے پڑا ہو گا۔ لیکن اس نے ہاتھ کے اشارے سے یہ کہا کہ اسے باہر نکال دو۔ میں باہر نکلا اور چل دیا۔ ابھی میں کچھ دور ہی گیا تھا کہ پیچھے ایک گھڑ سوار آتا دکھائی دیا۔ میں سمجھ گیا کہ اسے میرا سر اتارنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ یہ خیال کرتے ہی میں اتر کر نماز میں لگ گیا۔ اس نے پاس آکر یہ کہا: امیر نے تمھارے لیے یہ اشرفیاں بھیجی ہیں اور انھیں پاس رکھ کر لوٹ گیا۔ میں نے نماز کے بعد ان کو لیا اور گھر میں قدم رکھنے سے پہلے پہلے انھیں مستحقین میں بانٹ چکا تھا۔

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب رقم:6، صحیح مسلم: کتاب القسامة، رقم الحدیث: 25، 26، سنن ابی داؤد: کتاب الحدود، باب رقم:1۔

ہمیں قاضی یعبد الواسع الشافعی نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن کثیر المصیصی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام اوزاعی کو یہ فرماتے سنا: ہم اور تابعین ابھی کثرت کے ساتھ تھے اور ہم سب اس بات کے قائل تھے کہ رب تعالیٰ عرش کے اوپر ہے اور ہم رب تعالیٰ کی ان تمام صفات پر ایمان رکھتے تھے جن کا ذکر احادیث میں آتا ہے۔'' اس روایت کی اسناد صحیح ہے۔

موسیٰ بن اعین بیان کرتے ہیں: امام اوزاعی فرماتے ہیں: پہلے ہم ہنسی مذاق کر لیتے تھے لیکن جب لوگ ہماری اقتداء کرنے لگے تو ہم تبسم کرتے ہوئے بھی ڈرتے تھے کہ شاید اب ہمارے لیے اس بات کی بھی گنجائش نہیں رہی۔

ابن قتیبہ عسقلانی، ولید بن ابی طلحہ سے بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے بقیہ کو یہ کہتے سنا کہ اُنھوں نے امام اوزاعی کو یہ فرماتے سنا: روزہ سفر میں سنت نہیں اور حضر میں بدعت نہیں۔

ایک دفعہ ولید بن مزید نے امام اوزاعی سے یہ مسئلہ پوچھا کہ اگر ایک آدمی کے پاس صرف ایک آدمی کے وضو کے بقدر پانی ہو اور اس کے ساتھ اس کا والد بھی شریکِ سفر ہو تو وہ کیا کرے؟ امام اوزاعی نے فرمایا: وہ اس پانی سے اپنے والد کو وضو کرنے دے کیوں کہ وہ اسی کے مال سے ہے۔

امام اوزاعی سے جب مذی اور اس کی کثرت کا حکم پوچھا گیا تو فرمایا: ایسا آدمی شرمگاہ کے سوراخ میں روئی دے دے اگر اس سے بھی کام نہ چلے تو روئی سے بھری ایک تھیلی شرمگاہ سے باندھ لے، پھر ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرے۔ ولید بیان کرتے ہیں: اور میں نے امام اوزاعی کو اس مسئلہ کی بابت یہ بھی فرماتے سنا ہے کہ آدمی مذی اور ودی کی وجہ سے اپنی شرمگاہ اور خصیتین کو دھولیا کرے۔

میں نے امام اوزاعی کو یہ بھی فرماتے سنا ہے کہ عمامے یہ عربوں کے (سروں کے) تاج ہیں اور فرماتے تھے کہ عمامے باندھا کرو، تمھارے حلم میں اضافہ ہوگا۔

ولید بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام اوزاعی کو دیکھا ہے کہ وہ عمامہ باندھتے تھے پر اس کا شملہ نہ چھوڑتے تھے۔ جب آپ سے نماز میں خضوع کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: نماز میں خضوع یہ نگاہ کا پست کرنا، بازوؤں کا جھکانا اور دل کا نرم کرنا ہے جو دراصل دل کا حزن وملال ہے۔

میں کہتا ہوں: شام اور اندلس کے لوگ ایک زمانہ تک امام اوزاعی کے مذہب کے پیروکار رہے۔ پھر امام اوزاعی کے مذہب کو جاننے والے مٹتے گئے اور امام اوزاعی کا اسی قدر مذہب باقی رہ گیا جس کا ذکر کتبِ اختلاف (یعنی فقہی کتابوں) میں ملتا ہے۔

عقبہ بن علقمہ البیروتی امام اوزاعی کی وفاتِ حسرت آیات کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: جناب اوزاعی ایک مرتبہ گھر کے حمام میں داخل ہوئے۔ بیوی نے گرمائش کے لیے کوئلوں کی ایک انگیٹھی بھی ساتھ کردی اور دروازہ بند کردیا اور گھر کے کاموں میں لگ گئی۔ اسے جنابِ اوزاعی کا دھیان نہ رہا۔ لیکن افسوس کہ انگیٹھی کے دھوئیں سے حمام بھر گیا اور جناب اوزاعی دم گھٹ کر زندگی کی بازی ہار گئے۔

عقبہ بیان کرتے ہیں کہ جب حمام میں داخل ہوا گیا تو جناب اوزاعی بازو پر سر رکھے قبلہ رو لیٹے تھے اور روح جسدِ عنصری سے پرواز کر چکی ہوئی تھی۔ ابومسہر کا قول ہے کہ زوجہ نے حمام کا دروازہ بلا ارادہ ہی بند کر دیا تھا جو جناب اوزاعی کی موت کا سبب بن گیا اس پر حضرت سعید بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے انھیں ایک غلام آزاد کرنے کا حکم دیا تھا۔

امام موصوف نے ترکہ میں صرف چھ دینار چھوڑے تھے اور وہ بھی ان کی تنخواہ سے بچ رہے تھے۔ امام موصوف دیوانِ ساحل میں میر منشی تھے۔

میں کہتا ہوں: ابوجعفر منصور جناب اوزاعی رحمہ اللہ کی بے حد تعظیم وتوقیر کیا کرتا تھا اور آپ کے وعظ وارشاد میں نصیحت و وصیت کو خوب کان دھر کے سنتا تھا۔ آپ نے دو صفر ۱۵۷ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ ❶

(۱۷۸) ۵/ ۲۵ ع: الامام الفقیہ ابوعتبہ عبدالرحمن بن یزید بن جابر الازدی، الدمشقی، الدارانی رحمہ اللہ: ❷

آپ نے ابوسلام ممطور، مکحول، ابوالاشعث صنعانی، عبداللہ بن عامر یحصبی، زہری اور متعدد اکابر تابعین سے حدیث حاصل کی ہے۔ منصور کے طلب کرنے پر اس کے پاس تشریف لے گئے۔ شام کے ائمہ میں بڑی قدر ومنزلت کے مالک تھے۔ ابن معین اور ابوحاتم نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔

ولید بن مسلم آپ کا یہ نہایت عمدہ قول نقل کرتے ہیں کہ ”علم اسی کا لکھو جس کی طلب حدیث کی حرص معروف ہو۔“ موصوف کی اکابر تابعین سے ملاقات ثابت ہے۔ البتہ میرا نہیں خیال کہ ان کی اصاغر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات ثابت ہو۔ ولید بن عبدالملک کے ایام میں اپنے والد ماجد کے ساتھ سفر کیے۔ آپ کی احادیث کتب ستہ میں مذکور ہیں۔

ابومسہر بیان کرتے ہیں: میں نے عبدالرحمن بن یزید کو دیکھا ہے۔ آپ نے ۱۵۳ھ میں وفات پائی۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن مبارک، ولید بن مسلم، محمد بن شعیب بن شابور، عمر بن عبدالواحد، حسین جعفی اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔ رحمہم اللہ

(۱۷۹) ۵/ ۲۶ ع: الامام، العلم، ابوامیہ عمرو بن حارث بن یعقوب الانصاری المصری الفقیہ المقری رحمہ اللہ: ❸

آپ کا شمار ائمہ محدثین میں ہوتا ہے۔ آپ قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ابویونس مولی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

---

❶ ایک قول 158ھ کا اور ایک 159ھ کا بھی ہے۔

❷ تہذیب الکمال: 825/2، تہذیب التہذیب: 297/6 (578)، تقریب: 502/1 (1153)، خلاصۃ التہذیب: 157/2، الکاشف: 191/2، التاریخ الکبیر: 365/5، الجرح والتعدیل: 1421/5، میزان الاعتدال: 598/2، لسان المیزان: 285/7، مقدمۃ الفتح: 419، الثقات: 81/7۔

❸ تہذیب الکمال: 1028/2، تہذیب التہذیب: 14/8 (22)، تقریب: 67/2، خلاصۃ التہذیب: 265/1، الکاشف: 263/1، التاریخ الکبیر: 120/2، الجرح والتعدیل: 307/3، سیر الاعلام: 404/6، الوافی بالوفیات: 331/13، طبقات الحفاظ: 82۔

ابن ابی ملیکہ، عمرو بن دینار، ابوعشانہ المعافری، قتادہ، یزید بن ابی حبیب اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے مالک، لیث، بکر بن مضر، ابن وہب اور دیگر حضرات نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ نے نوجوانی میں ہی فتویٰ دینا شروع کر دیا تھا۔ سعید بن ابی مریم اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: عمرو بن الحارث گھر سے باہر نکلتے تو لوگوں کو صف بستہ کھڑے دیکھتے، پھر وہ لوگ قرآن، حدیث، فقہ، شعر، عربیت اور حساب وانساب کی بابت سوالات کرتے چلے جاتے اور آپ فرداً فرداً ہر ایک کو تسلی بخش جواب دیتے جاتے۔ الامیر صالح بن علی نے آپ کو اپنے بیٹے فضل کی تعلیم و تربیت کے لیے مقرر کر رکھا تھا۔ اس بنا پر امیر کو آپ سے قدرے رنجش بھی رہی۔

ابو حاتم رازی بیان کرتے ہیں: عمرو بن حارث اپنے زمانے کے سب سے بڑے حافظ تھے، ان کی نظیر نہیں ملتی تھی۔ ابن وہب کا قول ہے: میں نے ان جیسا حافظِ حدیث نہیں دیکھا۔ اگر عمرو ہم میں زندہ رہتے تو ہمیں امام مالک کی ذرا احتیاج نہ ہوتی۔

ابن وہب کا یہ بھی قول ہے کہ ہم مصر میں عمرو اور لیث کی اقتداء کیا کرتے تھے۔ سعید بن عفیر بیان کرتے ہیں: عمرو بن حارث زبردست خطیب، بلیغ اور اشعار عرب پر کمال کی دسترس رکھتے تھے۔ امام نسائی فرماتے ہیں: عمرو بن حارث، ابن جریج سے بڑے حافظ تھے۔ لیث کا قول ہے: میں نے جناب عمرو کو دیکھا ہے آپ ایک دینار کا لباس پہنتے تھے۔ پھر تھوڑا زمانہ بھی نہ گزرا تھا کہ میں نے انھیں بیل دار اور ریشمی لباس گھسیٹ کر چلتے دیکھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احمد بن صالح کا قول ہے: مصر میں عمرو کے بعد لیث جیسا کوئی نہیں تھا۔ ابن وہب عبدالرحمن بن زید کا قول نقل کرتے ہیں کہ ربیعہ بیان کرتے ہیں: جب تک اہل مغرب میں یہ کوتاہ قامت یعنی عمرو بن حارث رہے گا مغرب میں فقہ موجود رہے گی۔

میں کہتا ہوں: مجھے "الخلعیات" میں عمرو کی متعدد عالی احادیث ملی ہیں۔ آپ نے شوال ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔ [1] آپ کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ چنانچہ ایک قول ۹۲ھ کا اور ایک قول ۹۴ھ کا ہے۔

(۱۸۰) ۵/ ۲۷ ع: الامام، القدوہ ابوزرعہ حیوہ بن شریح التجیبی، المصری رحمہ اللہ: [2]

آپ دیار مصریہ کے شیخ تھے۔ ربیعہ بن یزید القصیر، عقبہ بن مسلم، یزید بن ابی حبیب، ابو یونس، سلیم بن جبیر اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن مبارک، لیث، ابن وہب، ابوعاصم، ابوعبدالرحمن المقری، عبداللہ بن یحییٰ البرلسی، ہانی بن متوکل اسکندرانی اور دیگر متعدد حضرات کا نام شامل ہے۔

امام احمد وغیرہ رحمہ اللہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے، آپ بڑے جلیل القدر عالم تھے۔ ابن مبارک بیان کرتے ہیں: جناب حیوہ کی زیارت ان کے وصف بیان کرنے سے بڑی تھی۔ ابن وہب بیان کرتے ہیں: جناب حیوہ کا سالانہ وظیفہ ساٹھ دینار تھا اور وہ بھی

---

[1] اس کے علاوہ 147ھ، 149ھ، 150ھ کے بھی اقوال ہیں۔

[2] تہذیب الکمال: 346/1، تہذیب التہذیب: 69/3، تقریب التہذیب: 208/1، الکاشف: 265/1، التاریخ الکبیر: 120/3، الجرح والتعدیل: 307/3، الوافی بالوفیات: 331/13، طبقات الحفاظ: 82۔

لے کر گھر آنے تک مستحقین افراد میں تقسیم کر دیتے تھے۔ لیکن جب وظیفہ تقسیم کر چکنے کے بعد گھر پہنچتے تو اتنی ہی رقم اپنے تکیہ کے نیچے موجود پاتے۔ آپ کے چچا زاد کو اس بات کی خبر پہنچی تو ایک سال اس نے بھی ایسا ہی کیا۔ چنانچہ جیسے ہی وہ سالانہ وظیفہ تقسیم کر کے جلدی سے گھر پہنچا اور اپنا تکیہ الٹا تو نیچے کچھ بھی نہ پایا۔ اس نے جنابِ حیوہ سے اس بات کی شکایت کی۔ اس پر آپ نے فرمایا: میں اپنا مال اپنے رب کو یقین کے ساتھ دیتا ہوں، جب کہ تم نے ایسا تجربہ کرنے کے لیے کیا تھا۔

احمد بن سہل الاردنی، خالد بن الفزر سے بیان کرتے ہیں کہ جناب حیوہ بڑی گریہ وزاری کرنے والے تھے۔ ہاتھ بے حد تنگ رہتا تھا۔ اس لیے گھر میں فقر وفاقہ کے ڈیرے رہتے تھے۔ ایک بار وہ خلوت میں دعا مانگ رہے تھے جسے میں بیٹھا سن رہا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ کیا اچھا ہوتا کہ آپ آسودگی اور خوشحالی کی دعا بھی مانگ لیتے۔ اس پر اُنھوں نے پہلے اپنے دائیں بائیں دیکھا۔ کسی کو موجود نہ پا کر میری طرف چند کنکریاں پھینکیں اللہ کی قسم! وہ کنکریاں مجھ تک پہنچنے تک سونے کے ڈھیلے بن چکے تھے۔ میں نے اتنا خوبصورت سونا پہلے کبھی نہ دیکھا۔ پھر آپ نے فرمایا: اس دنیا میں کوئی خیر نہیں سوائے اس کے کہ وہ آخرت کے لیے ہو۔ پھر فرمایا: وہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس کے بندوں کے لیے کیا بہتر ہے۔

میں نے پوچھا: میں اس کا کیا کروں؟ تو فرمایا: اسے اپنے خرچ میں لے آؤ۔" اللہ کی قسم! میں اس سونے کو لوٹانے سے ہیبت کھا گیا۔

ہمیں ابن قدامہ نے اپنی سند کے ساتھ ابو عبدالرحمن المقری سے، اُنھوں نے حیوہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے عیاش بن عباس نے بیان کیا کہ انھیں ابونضر نے عامر بن سعد سے بیان کیا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ان کے والد سعد کو بیان کیا کہ ایک آدمی نے خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: وہ کیوں؟ اس نے عرض کیا: اس کی اولاد پر شفقت کرتے ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اگر تم اس لیے عزل کرتے ہو تو ایسا مت کرو کہ یہ بات فارس اور روم کے لوگوں کو نقصان نہیں دیتی۔"

ایک مرتبہ جناب حیوہ نے کسی امیر سے یہ فرمایا: "ہمارے خطہ کو اسلحہ سے خالی نہ کرنا کہ ہم قبطیوں کے بیچ میں رہتے ہیں۔ جانے وہ کب اپنا عہد توڑ دیں اور ہم ان رومیوں کے بیچ بھی رہتے ہیں جو نہ جانے کب ہمارے اوپر یورش کر دیں۔ پھر ہمارے ساتھ ساتھ بربری بھی رہتے ہیں، ان کے بغاوت برپا کر دینے کی بھی خبر نہیں اور ہمارے ساتھ حبشی بھی رہتے ہیں جن کے غدر وخیانت کی کوئی ضمانت نہیں۔

ابن وہب کا قول ہے: میں نے حیوہ سے زیادہ اپنے اعمال کا اخفاء کرتے کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ کا مستجاب الدعا ہونا معروف تھا۔ ہم آپ کی خدمت میں فقہ سیکھنے حاضر ہوا کرتے تھے اور آپ ہمیں دیکھ کر یہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ مجھے تمھارے بجائے چند ستون دے دے تو اچھا ہوتا کہ میں ان کے پیچھے کھڑا ہو کر نمازیں پڑھا کروں۔ پھر اُنھوں نے ایسا کیا بھی۔

جناب حیوہ نے صحیح قول کے مطابق ۱۵۸ھ میں وفات پائی۔ جب کہ ایک قول ۱۵۹ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔ [1]

---

[1] ان کے علاوہ ۱۵۳ھ، ۱۵۵ھ اور ۱۵۹ھ میں وفات پانے کے اقوال بھی ہیں۔

آپ کی حدیث "القطعیات" میں عالی سند کے ساتھ مذکور ہے۔

(۱۸۱)۵/ ۲۸م ۴: الامام ابوارطاۃ حجاج بن ارطاۃ الکوفی، النخعی رحمہ اللہ ❶

آپ عراق کے مفتی اور جلیل القدر عالم تھے۔ آپ نے شعبی سے ایک حدیث سنی ہے۔ ان کے علاوہ حکم، عطاء بن ابی رباح، عمرو بن شعیب اور ایک جماعت سے حدیث سنی ہے۔ جب کہ آپ سے حدیث سننے والوں میں سفیان، شعبہ، حماد بن زید، ابن مبارک، غندر، حفص بن غیاث، عبدالرزاق اور دیگر متعدد افراد کے نام شامل ہیں۔

آپ سے آپ کے شیخ منصور بن معتمر نے بھی حدیث روایت کی ہے۔ آپ نے سولہ سال کی عمر میں ہی فتویٰ دینا شروع کر دیا تھا۔ بصرہ کی مسندِ قضا پر بھی مامور کیے گئے۔ اگرچہ آپ کا علم پختہ تھا اور آپ علم کا برتن شمار ہوتے تھے لیکن حدیث کی روایت میں وثاقت اور اتقان کا وہ درجہ حاصل نہ تھا۔ مزید برآں یہ کہ تدلیس سے بھی کام لیتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے آپ کی کوئی روایت ذکر نہیں کی۔ جب کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے ایک اور روایت کے ساتھ ملا کر ان کی روایت کو ذکر فرمایا ہے۔ ابن ارطاۃ میں تکبر اور بڑائی پائی جاتی تھی۔ وہ خود بھی یہ فرمایا کرتے تھے کہ شرف وسیادت کی تمنا نے مجھے ہلاک کر ڈالا۔

یحییٰ بن سعید قطان بیان کرتے ہیں: میرے نزدیک ابن ارطاۃ اور ابن اسحاق ایک رتبہ کے ہیں۔ ابو حاتم کا قول ہے: ابن ارطاۃ صدوق ہیں پر ضعیف راویوں سے تدلیس کر جاتے ہیں۔ امام نسائی انھیں غیر قوی قرار دیتے ہیں۔ حماد بن زید کا قول ہے: ابن ارطاۃ سفیان ثوری سے سب سے زیادہ حدیث بیان کرتے تھے۔ احمد بن زہیر بیان کرتے ہیں: میں نے ابن معین کو یہ فرماتے سنا ہے: حجاج صدوق ہے پر قوی نہیں اور ابو حاتم کا یہ قول بھی ہے: جب ابن ارطاۃ "حَدَّثَنَا" کہہ کر حدیث بیان کرتے ہیں تب ان کے صادق ہونے میں شک نہ کیا جائے۔

امام ثوری بیان کرتے ہیں: اب حجاج سے زیادہ اس بات کو جاننے والا کوئی نہیں رہا کہ اس کے سر سے کیا نکل رہا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ حجاج کی تقریباً چھ سو احادیث ہیں۔

حماد بن زید، جریر بن حازم سے، وہ قیس بن سعد سے بیان کرتے ہیں، اور وہ حجاج بن ارطاۃ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ہم جتنا اللہ نے چاہا ٹھہرے پھر ہمارے پاس حجاج تشریف لائے۔

اس وقت وہ اکتیس سال کے تھے۔ میں نے ان کے گرد وہ ازدحام دیکھا جو حماد بن ابی سلیمان کے گرد بھی نہ دیکھا تھا۔ حماد بیان کرتے ہیں کہ میں ابن ارطاۃ کے پاس یونس بن عبید، مطر الوراق اور داؤد بن ابی ہند جیسے لوگوں کو بھی گھٹنے ٹیک کر یوں کہتے دیکھا ہے کہ اے ابن ارطاۃ! آپ فلاں مسئلہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں اور فلاں مسئلہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ حفص

---

❶ تهذيب الكمال: 232/1، تهذيب التهذيب: 196/2، تقريب التهذيب: 152/1، الكاشف: 205/1، التاريخ الكبير: 378/2، الجرح والتعديل: 273/3، ميزان الاعتدال: 458/1، لسان الميزان: 193/7، مجمع الزوائد: 27/2، شذرات: 229/1۔

بن غیاث بیان کرتے ہیں کہ میں نے حجاج کو یہ فرماتے سنا ہے کہ نہ تو میں کبھی کسی سے جھگڑا ہوں اور نہ جھگڑنے والوں کے پاس بیٹھتا ہی ہوں۔

ابن معین کا قول ہے کہ حجاج نے مکحول سے حدیث سنی ہے۔ عبداللہ بن ادریس خود ابن ارطاۃ سے ان کے مزاج کی اکڑ اور اتراہٹ کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے ابن ارطاۃ کو یہ کہتے سنا ہے: آدمی جب تک جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ترک نہیں کرتا اس کی مروت و مردانگی کامل نہیں ہوتی۔'' اس پر میں نے کہا: اللہ ایسی مروت کا ستیاناس کرے، یہ تو اللہ کے بندوں پر اترانا ہے۔

جریر کا قول ہے: میں نے حجاج کو سیاہ خضاب لگاتے دیکھا ہے۔ غالب گمان یہ ہے کہ ابن ارطاۃ نے ۱۴۹ھ میں وفات پائی۔ ❶

یحییٰ بن آدم بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابوشہاب عبدربہ بن نافع نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے شعبہ نے بیان کیا کہ حجاج بن ارطاۃ اور ابن اسحاق کو لازم پکڑو کہ یہ دونوں حدیث کے حافظ ہیں۔ مجھے ان کی عالی حدیث ملی ہے۔

(۱۸۲) ۲۹/۵ خ، م، د، س، ق: الحافظ روح بن قاسم تمیمی عنبری رحمہ اللہ: ❷

آپ نے قتادہ، ابن منکدر، عمرو بن دینار، منصور بن معتمر اور ابن طاؤس سے حدیث بیان کی ہے جب کہ آپ سے یزید بن زریع، محمد بن سواء، ابن علیہ اور عبدالوہاب بن عطاء حدیث روایت کرتے ہیں۔ ابو حاتم وغیرہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ امام ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بڑی عمر میں جا کر میں نے روح بن قاسم سے زیادہ حدیث کو یاد کرنے والا حدیث کا کوئی طالب علم نہیں دیکھا۔ رحمہ اللہ ❸

(۱۸۳) ۳۰/۵ ع: الامام، الحافظ، ابوسلمہ مسعر بن کدام الہلالی، الکوفی الاحول رحمہ اللہ: ❹

آپ کا شمار سر برآوردہ علماء میں ہوتا ہے۔ عدی بن ثابت، حکم بن عتیبہ، قتادہ، عمرو بن مرہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں اور آپ سے سفیان بن عیینہ، یحییٰ قطان، محمد بن بشر، یحییٰ بن آدم، ابونعیم، خلاد بن یحییٰ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

---

❶ ابن ارطاۃ کے سن وفات کی بابت اس کے علاوہ دیگر اقوال بھی ہیں جیسے 145ھ، 147ھ اور 149ھ۔

❶ تہذیب الکمال: 329/1، تہذیب التہذیب: 298/3، تقریب التہذیب: 254/1، الکاشف: 314/1، التاریخ الکبیر: 309/3، الجرح والتعدیل: 2224/3، سیر الاعلام: 404/6، الثقات: 305/6۔

❷ آپ کا سن وفات 241ھ ہے۔

❸ تہذیب الکمال: 1321/3، تہذیب التہذیب: 113/10 (209)، تقریب التہذیب: 243/2، الکاشف: 137/3، التاریخ الکبیر: 13/8، الجرح والتعدیل: 1685/8، میزان الاعتدال: 99/4، لسان المیزان: 384/7، تاریخ اسماء الثقات: 1324، تفسیر الطبری: 503/1، دیوان الاسلام: ت 1812۔

محمد بن بشر بیان کرتے ہیں: مسعر بن کدام کے پاس تقریباً ایک ہزار احادیث تھیں، میں نے سوائے دس احادیث کے وہ سب لکھی ہیں۔ یحییٰ قطان کا قول ہے: میں نے مسعر سے زیادہ ثبت راوی نہیں دیکھا۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ثقہ راوی وہ ہوتے ہیں جو شعبہ اور مسعر جیسے ہوں۔ وکیع رحمہ اللہ کا قول ہے: مسعر کا شک دوسروں کے یقین کے بمنزلہ ہے۔ حسن بن عمارہ بیان کرتے ہیں: جنت میں مسعر جیسے لوگ ہی داخل ہوں گے اور جنت میں جانے والے کم ہیں۔ ابن عیینہ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے ایک موقع پر امام اعمش سے عرض کیا کہ مسعر کو فلاں حدیث میں شک ہے، تو انھوں نے فرمایا: مسعر کا شک اوروں کے یقین جیسا ہے۔

خالد بن عمرو بیان کرتے ہیں: میں نے جناب مسعر کو دیکھا ہے گویا کہ ان کی پیشانی سجدوں کی کثرت سے لاٹھی کی مٹھی کی طرح ابھری ہوئی تھی۔ شعبہ فرماتے ہیں کہ ہم مسعر کے متقن ہونے کی وجہ سے انھیں ''مصحف'' کہہ کر پکارتے تھے۔ کوفیوں کے نزدیک جناب مسعر کا وہی درجہ ہے جو ابن عون کا بصریوں کے نزدیک ہے۔ خریبی بیان کرتے ہیں: سوائے مسعر کے سب پر نکتہ چینی کی گئی۔ محمد بن مسعر کا قول ہے: میرے والد ماجد جب تک آدھا قرآن پڑھ نہ لیتے تھے سوتے نہ تھے۔ ابن عیینہ بیان کرتے ہیں: میں نے جناب مسعر کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں چاہتا تھا کہ احادیث میرے سر پر آئینوں کی طرح ہوں اور میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اگر میں گر گیا تو یہ آئینے گر کر ٹوٹ جائیں گے۔

یعلی کا قول ہے: مسعر نے علم اور زہد و ورع دونوں کو اکٹھا کیا۔ حکم بن ہشام بیان کرتے ہیں: ہمیں جناب مسعر نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ ابو جعفر منصور نے مجھے کسی جگہ کی ولایت سونپنے کے لیے بلایا تو میں نے کہا کہ میرے گھر والے تو میرے بارے اس بات پر بھی راضی نہیں کہ میں دو درہم کی کوئی چیز خریدوں (یعنی وہ مجھے اتنی معمولی چیز کی خرید و فروخت کا بھی اہل نہیں سمجھتے) اور آپ مجھے والی بنانے چلے ہیں۔ اللہ آپ کا بھلا کرے، بے شک ہماری رشتہ داری اور حق ہے۔ اس پر منصور نے مسعر کو والی بنانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

ابن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ جناب مسعر نے ابو جعفر سے فرمایا: ہم تیرے ننھیالی بزرگ ہیں۔ آپ کا اشارہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ سیدہ ام فضل ہلالیہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا۔ اس پر ابو جعفر نے کہا: آپ نے میری سب سے محبوب دادی کے وسیلہ سے میرا قرب چاہا ہے۔ اگر سب لوگ آپ جیسے ہوتے تو میں ان کے ساتھ رستوں میں چلتا اور میں نے جناب مسعر کو یہ بھی بیان کرتے سنا ہے: جو مجھ سے بغض رکھتا ہے اللہ اسے محدث بنائے۔ آپ فرماتے تھے جو سرکہ اور سبزی پر صبر کر جائے اسے کوئی اپنا غلام نہیں بنا سکتا۔

معن کا قول ہے: میں نے جناب مسعر کو دیکھا ہے کہ آپ کی خیر میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا تھا۔ ابن معین بیان کرتے ہیں: جناب مسعر نے کسی حدیث کے لیے کوئی سفر نہیں کیا۔ ابن سعد کا قول ہے۔ جناب مسعر کی والدہ ماجدہ بے حد عبادت گزار تھیں۔ آپ ہر وقت ان کی خدمت میں لگے رہتے تھے۔ مسعر ''مرجی'' تھے۔ اسی لیے سفیان ثوری اور حسن بن صالح نے آپ کا جنازہ نہ پڑھا تھا۔

مجھے ابن قداہ اور ایک جماعت نے لکھ بھیجا، وہ حضرات اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ خلاد بن یحییٰ بیان نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں مسعر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا کہ اُنھوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو، جب ایک آدمی نے ان سے لقطہ کے بارے میں یہ پوچھا کہ کیا وہ اسے صدقہ کردے؟ یہ فرماتے سنا کہ چاہے تو خود صدقہ کردے یا کسی کو صدقہ کرنے کے لیے دے دے یا امام کے حوالے کردے۔

ابن مبارک وغیرہ جناب مسعر کے بارے میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

مَنْ كَانَ مُلْتَمِسًا جَلِيْسًا صَالِحًا فَلْيَأْتِ حَلْقَةَ مِسْعَرِ بْنِ كِدَامِ

فِيهَا السَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ وَأَهْلُهَا أَهْلُ الْعَفَافِ وَعِلْيَةُ الْأَقْوَامِ

"جو شخص کسی نیک مجلس کی تلاش میں ہو تو وہ جناب مسعر بن کدام کے حلقہ میں چلا آئے کہ اس میں سکینہ اور وقار ہے اور اس حلقہ والے پاک دامن اور قوموں کے اشراف ہیں۔"

(۱۸۴) ۵/۳۱ع: الامام، الحجت ابوعروہ معمر بن راشد ازدی بصری رحمہ اللہ:[1]

آپ بنو ازد کے آزاد کردہ غلام، ایک سربرآوردہ عالم اور اہل یمن کے عالم تھے۔ زہری، قتادہ، عمرو بن دینار، زیادہ بن علاقہ، یحییٰ بن ابی کثیر، محمد بن زیاد الجمحی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں سفیانین، ابن مبارک، غندر، ابن علیہ، یزید بن زریع، عبدالاعلی بن عبدالاعلی، ہشام بن یوسف، عبدالرزاق اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔ جب کہ آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے دو شیوخ ایوب اور ابواسحاق بھی شامل ہیں۔

امام احمد فرماتے ہیں: تم معمر کو جس کے ساتھ بھی ملاؤ گے تو معمر کو اس سے فائق ہی پاؤ گے۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے: معمر زہری کی بابت سب سے زیادہ اثبت ہیں۔ عبدالرزاق بیان کرتے ہیں: میں نے جناب معمر سے دس ہزار احادیث لکھی ہیں۔ عبدالواحد بن زیاد بیان کرتے ہیں: میں نے جناب معمر سے پوچھا کہ آپ نے ابن شہاب سے کیونکر حدیث سنی؟[2] تو فرمانے لگے: میں چٹیل میدان میں رہنے والی ایک قوم کا غلام تھا۔ اُنھوں نے مجھے ریشم بیچنے کے لیے بھیجا تو میں مدینہ چلا آیا۔ میں ایک محلے میں اترا، وہاں میں نے دیکھا کہ لوگ ایک شیخ کے گرد جمع ہو کر اپنا اپنا علم ان پر پیش کر رہے ہیں تو ان کے ساتھ ہو کر میں نے بھی اپنا علم ان پر پیش کر دیا۔

---

[1] تہذیب الکمال: 1355/3، تہذیب التہذیب: 243/10 (439)، تقریب التہذیب: 266/2، التاریخ الکبیر: 378/7، الجرح والتعدیل: 1165/8، میزان الاعتدال: 154/4، تاریخ الاسلام: 394/6، طبقات ابن سعد: 397/3، تراجم الاحبار: 255/3، نسیم الریاض: 74/1، الانساب: 506/12۔

[2] اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ جناب معمر سے نوجوانی میں ہی حدیث روایت کی جانے لگی تھی۔ چنانچہ "فتح الباری" میں حدیث قطع ید میں ہے کہ اس حدیث کو ابوعوانہ نے "سعید بن ابی عروبۃ عن معمر" کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے آخر میں ابوعوانہ یہ روایت کرتے ہیں: سعید بیان کرتے ہیں: ہمیں معمر نے بیان کیا اور ہم نے یہ حدیث معمر سے اس وقت روایت کی جس وقت وہ جوان تھے۔"

معمر خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس سال علم حاصل کرنا شروع کیا تھا جس سال جناب حسن نے رحلت فرمائی تھی۔ اور میں نے قتادہ سے چودہ سال کی عمر میں حدیث سنی ہے۔ اور اس زمانہ میں میں نے جناب قتادہ سے جو بھی سنا گویا کہ وہ میرے دل پر نقش ہے۔ اور میں جناب زھری کی خدمت میں "رصافہ" میں حاضر ہوا تھا۔

سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں: مجھے سعید بن ابی عروبہ نے کہا: ہم نے تمھارے معمر سے حدیث روایت کر کے اسے شرف و اعزاز بخشا ہے۔

ابن جریج بیان کرتے ہیں: معمر کو لازم پکڑو کہ اب ان کے زمانے میں ان سے بڑا کوئی عالم باقی نہیں رہا۔ عبدالرزاق کا قول ہے: معن بن زائدہ نے معمر کی طرف سونا بھیجا تو اُنھوں نے اس کو قبول نہ کیا البتہ یہ بات کسی کے علم میں نہ آنے دی۔

ابراہیم بن خالد اور ایک جماعت کا قول ہے کہ جناب معمر نے ۱۵۳ھ میں وفات پائی ہے۔ ابراہیم نے اس میں "ماہ رمضان" کی تصریح کا اضافہ بھی کیا ہے۔ جب کہ امام احمد اور یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ جناب معمر کا سن وفات ۱۵۴ھ ہے۔ لیکن اصح قول پہلا ہے۔ البتہ اس قدر بات متفق علیہ ہے کہ آپ کی زندگی ۱۶۰ھ تک نہ پہنچی تھی۔ سرزمین یمن پر حدیث کی کتاب لکھنے والے پہلے شخص آپ ہی تھے۔ رحمہ اللہ

(۱۸۵) ۵/ ۳۲ ع: الامام، الثبت، العابد شیخ وقت ابو الحارث محمد بن عبدالرحمن بن مغیرہ بن حارث بن ابی ذئب ہشام بن شعبہ بن عبدالملک بن ابی قیس بن عبدودّ القرشی، العامری، المدنی، الفقیہ رحمہ اللہ:[1]

آپ ابن ابی ذئب کی کنیت سے معروف ہوئے۔ عکرمہ، شعبہ بن دینار مولی ابن عباس، سعید مقبری، شرحبیل بن سعد، زھری، نافع العمری، صالح مولی التوأمہ اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی۔ اور آپ سے ابن مبارک، یحییٰ قطان، ابو نعیم، قعنبی، اسد بن موسیٰ، احمد بن یونس، علی بن جعد اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد بیان فرماتے ہیں: ابن ابی ذئب سعید بن مسیب کے مشابہ تھے اور جب امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا ابن ابی ذئب اپنے پیچھے اپنا کوئی مثل چھوڑ گئے ہیں تو فرمایا: نہیں اور فرمایا: وہ امام مالک رحمہ اللہ سے افضل تھے۔ البتہ امام مالک رحمہ اللہ لوگوں کی تعدیل اور تنقید کے باب میں ان سے زیادہ سخت تھے۔

واقدی کا قول ہے: ابن ابی ذئب ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ سب سے زیادہ متورع اور سب سے افضل تھے۔ اگرچہ لوگوں نے آپ کو "قدری" کہا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ آپ قدری نہ تھے، بلکہ آپ تو قدریوں کو برا جانتے تھے۔ ساری رات نماز، قیام، ذکر و عبادت اور جہد و محنت میں گزار دیتے حتیٰ کہ اگر انھیں یہ بھی کہہ دیا جاتا کہ کل قیامت برپا ہونے والی ہے تو ان

[1] تهذيب الكمال: 1232/2، تهذيب التهذيب: 303/9، تقريب التهذيب: 184/2، الكاشف: 69/3، التاريخ الكبير: 160/1، الجرح والتعديل: 1704/7، تاريخ بغداد: 296/2، تراجم الاحبار: 16/4، الثقات: 39/9، الوافي بالوفيات: 223/3، سير الاعلام: 139/7۔

کے اوقات میں مزید عبادت واجتہاد کی گنجائش نہ ہوتی تھی۔ ان کے بھائی نے مجھے بتلایا ہے کہ پہلے ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھتے تھے۔ بعد میں بلاناغہ روزے رکھنے لگے۔ درویشانہ اور پرمشقت زندگی گزارتے، رات کا کھانا زیتون کے ساتھ روٹی لگا کر ہوتا تھا۔ ایک قمیض اور دو چادروں میں گرمی سردی دونوں موسم بتا دیتے۔ حق بات کہنے اور اس پر ڈٹ جانے کے باب میں آپ کا شمار اہل علم میں ہوتا تھا۔ آپ کو اپنی احادیث ازبر ہوتی تھیں اس لیے احادیث کی کوئی کتاب نہ بنا رکھی تھی۔ نماز جمعہ کے لیے اوّل وقت ہی جامع مسجد پہنچ جاتے اور امام کے نکلنے تک نماز میں مشغول رہتے۔

میں نے انھیں دیکھا ہے کہ وہ ''صفا'' میں اپنی ددھیالی جائیداد کا کرایہ لینے آتے تھے۔ سفید بالوں کو رنگتے نہ تھے۔ جب ابن حسن نے خروج کیا تو گھر کی چوکھٹ کو لازم پکڑ لیا اور باہر نکلنا اور لوگوں کے ساتھ اختلاط بند کر دیا۔

واقدی بیان کرتے ہیں کہ امیر حسن بن زید جناب ابن ابی ذئب پر ماہانہ پانچ دینار خرچ کرتے تھے۔ جب جعفر بن سلیمان نے مدینہ کی ولایت وامارت سنبھالی تو آپ کی خدمت میں سو دینار بھیجے۔ آپ نے اس رقم میں سے دس دینار کی ایک کردی شال خریدی، پھر زندگی بھر وہی شال اوڑھتے رہے۔ حاکم وقت نے بغداد بلوایا۔ ایک مدت تک وہیں رہے۔ واپسی پر ایک ہزار دینار سے نوازے گئے، لیکن افسوس کہ اثنائے طریق میں کوفہ میں پیغامِ اجل آ پہنچا اور آپ نے جان جان آفریں کو سپرد کر دی۔

امام احمد فرماتے ہیں: ابن ابی ذئب حق پر استقامت اور زہد وورع میں امام مالک رحمہ اللہ سے فائق تھے۔ منصور کے دربار میں جا کر اسے حق کی فہمائش کرتے ہوئے ذرا نہ ڈرے اور ببانگ دہل فرمایا: اے ابوجعفر! ظلم نے تیرے دروازے پر ڈیرے ڈال دیے ہیں اور اے ابوجعفر!......... اے ابوجعفر!......... (اور نہ جانے کتنی وصیتیں اور نصیحتیں کر ڈالیں)۔

مصعب زبیری کا قول ہے: ابن ابی ذئب مدینہ کے فقیہ تھے۔ ابونعیم بیان کرتے ہیں: میں نے ابوجعفر کے حج والے سال حج کیا۔ اس حج میں جناب ابن ابی ذئب اور امام مالک رحمہ اللہ ابوجعفر کے ساتھ تھے۔ اسی دوران ابوجعفر نے جناب ابن ابی ذئب کو بلوایا اور انھیں دارالندوہ میں اپنے روبرو بیٹھایا اور پوچھا: آپ کی حسن بن زید کے بارے میں کیا رائے ہے؟ فرمایا: وہ عدل کی جستجو میں رہتا ہے۔ ابوجعفر نے دوسرا سوال کیا: اور میرے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے بلاتامل فرمایا: اس عمارت (یعنی کعبہ) کے رب کی قسم! آپ ظالم ہیں۔ یہ سنتے ہی ربیع نے اپنا ہاتھ تلوار کے دستہ پر رکھ دیا۔ ابوجعفر نے یہ دیکھ کر کہا: او کمینے! ہاتھ روک کے رکھ۔ پھر آپ کو تین سو دینار عطا کیے جانے کا حکم دیا۔

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حج کے موقعہ پر خلیفہ مہدی مسجد نبوی میں داخل ہوا تو سوائے ابن ابی ذئب کے جملہ حاضرین مہدی کے احترام میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ جب ان سے امیر المؤمنین کے لیے اُٹھ کھڑے ہونے کو کہا گیا تو فرمایا: لوگ صرف اللہ رب العالمین کے لیے ہی کھڑے ہوا کرتے ہیں۔ اس پر مہدی نے کہا: انھیں جانے دو کہ ان کی بات سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔

جناب ابن ابی ذئب نے ۱۵۹ھ میں وفات پائی ہے۔ ❶

(۱۸۶) ۵/ ۳۳ع: جناب امام مالک بن مغول رحمہ اللہ: ❷

آپ کا مفصل تذکرہ "الممتع" میں موجود ہے۔

(۱۸۷) ۵/ ۳۴ع: شیخ الاسلام، الحافظ ابو بسطام شعبہ بن حجاج بن ورد الازدی، العتکی رحمہ اللہ: ❸

آپ حدیث میں "حجت" اور بنوازد کے آزاد کردہ غلام تھے۔ بصرہ کی سکونت اختیار کر لی تھی، اس لیے بصرہ کے محدث کہلائے۔ حسن بصری سے متعدد مسائل سنے، ان کے علاوہ معاویہ بن قرہ، عمرو بن مرہ، حکم، سلمہ بن کہیل، انس بن سیرین، یحییٰ بن ابی کثیر، قتادہ اور بے شمار اکابر سے حدیث سنی اور آپ سے ایوب سختیانی اور ابن اسحاق نے حدیث روایت کی ہے جو آپ کے مشائخ میں سے ہیں۔ ان کے علاوہ سفیان ثوری، ابن مبارک، غندر، آدم، عفان بن مسلم، ابوداود، سلیمان بن حرب، علی بن جعد اور بے شمار لوگ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

ابن المدینی کا قول ہے: جناب شعبہ کی تقریباً دو ہزار احادیث ہیں۔ ثوری کہا کرتے تھے: شعبہ امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں حدیث جاننے والا کوئی نہ ہوتا۔ ابوبکر البکراوی کا قول ہے: میں نے شعبہ سے زیادہ رب تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ نہیں دیکھا۔ آپ نے عبادت میں اس قدر ریاضت کی کہ بدن کی کھال ہڈیوں پر سوکھ کر سیاہ ہو گئی تھی۔ حمزہ بن زیاد الطوسی بیان کرتے ہیں: میں نے جناب شعبہ کو دیکھ رکھا ہے، زبان میں ہکلا پن تھا اور عبادت کی کثرت سے کھال سوکھ کر سیاہ ہو چکی تھی۔ شعبہ فرمایا کرتے تھے: اگر میں تم لوگوں کو صرف ثقہ رواۃ سے ہی حدیث بیان کرتا ہوتا تو میں تم لوگوں کو تین آدمیوں سے بھی حدیث بیان نہ کرتا۔ عمر بن ہارون بیان کرتے ہیں: شعبہ ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے۔

ابو قطن کا قول ہے: میں نے جناب شعبہ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ رکوع کرتے تو گمان ہوتا تھا کہ شاید اُٹھنا بھول گئے ہیں اور سجدہ میں جاتے تو یوں لگتا تھا کہ اُٹھنا بھول گئے ہیں۔ یحییٰ قطان بیان کرتے ہیں: شعبہ بڑے نرم دل تھے حتیٰ الامکان سائل

---

❶ ایک قول ۱۵۸ھ میں اور ایک قول ۱۵۷ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

❷ آپ کا پورا نام ابو عبداللہ مالک بن مغول بن عاصم بن غزیہ بن حارثہ بن خدیج بن بجیلہ ہے۔ ۱۵۷ھ یا ۱۵۸ھ یا ۱۵۹ھ میں وفات پائی۔ دیکھیں: تہذیب الکمال: 1300/3، تہذیب التہذیب: 22/10 (35)، تقریب: 226/2، الکاشف: 6/3، التاریخ الکبیر: 314/7، الجرح والتعدیل: 961/8، تراجم الاحبار: 372/3، طبقات ابن سعد: 324/6، سیر الاعلام: 174/7، البدایۃ والنہایۃ: 131/10، الثقات: 419، تاریخ اسماء الثقات: 1327۔

❸ تہذیب الکمال: 581/2، تہذیب التہذیب: 338/3، تقریب: 351/1، الکاشف: 11/2، التاریخ الکبیر: 244/4، الجرح والتعدیل: 126/1، طبقات ابن سعد: 93/9، البدایۃ والنہایۃ: 132/10، الوافی بالوفیات: 155/16، دیوان الاسلام: 1233۔

کو خالی ہاتھ نہ بھیجتے تھے۔ ابوقطن ہی کا قول ہے کہ خاکستری رنگ کا لباس زیب تن کرتے تھے اور نماز کی کثرت کا نہ پوچھیے !!!!!

امام حاکم جناب شعبہ رحمہ اللہ کے حالات میں لکھتے ہیں: آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کی تھی اور تقریباً چار سو تابعین سے حدیث بھی سنی تھی۔ جب کہ حضرات تابعین میں سے سعد بن ابراہیم، منصور بن معتمر، اعمش، ایوب اور داود بن ابی ہند نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ ابوزید الھروی کا قول ہے کہ جناب شعبہ کا سن پیدائش ۸۲ھ ہے۔

ابوقتیبہ بیان کرتے ہیں: جب میں کوفہ گیا تو جناب سفیان ثوری نے ان الفاظ کے ساتھ جناب شعبہ کا حال پوچھا: ہمارے استاذ محترم شعبہ کیسے تھے؟

ابوقلابہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حماد بن زید نے بیان کیا کہ جب وہ جناب شعبہ سے حدیث بیان کرتے تھے تو ان الفاظ کے ساتھ بیان کرتے تھے: ''ہمیں ایک بڑے عالی شان شخص ''ابو بسطام شعبۃ الخیر'' نے بڑے بلند رتبہ لوگوں سے بیان کیا۔''

ابن المدینی کا قول ہے: جناب شعبہ کے وہ مشائخ جو کوفہ میں سفیان سے نہ مل پائے تھے، یہ ہیں: ''اسماعیل بن رجاء، عبید بن حسن، حکم، عدی بن ثابت، طلحہ بن مصرف، منہال بن عمرو، علی بن مدرک، سماک الحنفی، سعید بن ابی بردہ وغیرہ۔'' اس کے بعد ابن المدینی نے ایک جماعت کا نام لیا ہے۔

ابوالولید بیان کرتے ہیں: مجھے حماد بن زید نے بیان کیا کہ جب میرا شعبہ سے اختلاف ہو جائے تو میں ان کی بات کو لیتا ہوں کیوں کہ شعبہ حدیث کو بیس بار سن کر بھی مطمئن نہیں ہوتے، جب کہ میں صرف ایک بار سن کر بھی مطمئن ہو جاتا ہوں۔

ابوزید ھروی کا قول ہے: میں نے شعبہ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''مجھے آسمان سے گر کر مر جانا اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں روایتِ حدیث میں تدلیس کروں۔''

صالح الجزرہ، القواریری سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید کو جناب شعبہ سے یہ بیان کرتے سنا ہے: کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں کہ جن کی عقل ان کے ساتھ ہوتی ہے اور کچھ لوگ اپنی عقل گھر چھوڑ آتے ہیں اور کچھ لوگوں میں عقل ہوتی ہی نہیں۔ رہے وہ لوگ جن کی عقل ان کے ساتھ ہوتی ہے وہ بات کرنے سے پہلے خوب غور و تامل کرتے ہیں .... (آگے پورا قول ہے)۔

مکی بن ابراہیم بیان کرتے ہیں: جناب شعبہ سے ابن عون کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: وہ تو گھی اور شہد ہیں اور ابوبکر ہذلی کی بابت سوال پر فرمایا: چھوڑو، میں قے نہ کروں گا۔

عبدالرحمن بن یونس مستملی بیان کرتے ہیں: میں نے ابن عیینہ کو سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے شعبہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے: جو حدیث کی طلب میں لگ جائے گا وہ فقر و فاقہ کا شکار ہو کر رہے گا۔ (اور میرا یہ حال ہو گیا تھا کہ میں گھر کی چیزیں تک بیچنے پر مجبور ہو گیا حتیٰ کہ) میں نے اپنی والدہ کا ایک طشت سات دیناروں میں بیچا۔

صالح بن محمد جزرہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں سلیمان بن داود قزاز نے بیان کیا کہ میں نے ابوداود کو سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے جنابِ شعبہ سے سات ہزار احادیث سنی ہیں۔ اور غندر نے بھی سات ہزار احادیث سنی ہیں۔ سو میں نے غندر کو ایک ہزار غریب احادیث سنائیں اور اتنی ہی غریب احادیث اُنھوں نے مجھے سنائیں۔

اصمعی بیان کرتے ہیں: شعبہ ''حسن'' حدیث سن کر فرطِ مسرت سے ''اوہ'' کی آواز نکالتے تھے۔ جناب شعبہ اس حدیث کی عمدگی پر خوشی کا اظہار کرتے تھے۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شعبہ حدیث میں بصیرت کے باب میں مردوں میں ایک اونچی شان رکھتے تھے اور فردِ فرید تھے۔ ابوالولید طیالسی کا قول ہے: میں نے یحییٰ بن سعید سے پوچھا کہ کیا آپ نے شعبہ سے زیادہ عمدہ حدیث والے کسی شخص کو دیکھا ہے؟ یحییٰ نے کہا: نہیں۔ میں نے پوچھا: آپ شعبہ کی صحبت میں کتنا عرصہ رہے ہیں؟ تو کہا کہ بیس سال۔

صالح الجزری بیان کرتے ہیں: ہمیں علی بن جعد نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں میں نے شعبہ کو یہ کہتے سنا: مجھے ابواسحاق نے حارث بن ازمع سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ''ایک مرتبہ ہمدان کی کوڑی پر ایک مقتول کی لاش ملی۔'' (شعبہ فرماتے ہیں) میں نے ابواسحاق سے پوچھا: کیا آپ نے یہ بات خود حارث سے سنی ہے؟ تو اُنھوں نے بتلایا کہ مجھے یہ بات مجالد نے شعبی سے بیان کی ہے۔

خالد بن خداش بیان کرتے ہیں: مجھے جریر بن حازم کے بھتیجے حریش نے بیان کیا، وہ بیان کرتے ہیں: میں نے جناب شعبہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ: آپ نے اپنے کس عمل کو اپنے اوپر سب سے بھاری دیکھا؟ تو فرمایا: ''رجال میں چشم پوشی کو۔'' یونس بن بکیر بیان کرتے ہیں: میری یہ بات راز میں رکھنا کہ امیر المومنین فی الحدیث ابن اسحاق ہیں (نا کہ میں)۔

احمد بن سنان بیان کرتے ہیں: ہمیں عبدالرحمن بن مہدی نے بیان کیا کہ جناب شعبہ نے مجھے فرمایا: میں نے ابوزبیر سے سو احادیث یاد کر رکھی ہیں۔ میں نے عرض کیا: پر آپ ان کو بیان تو کرتے نہیں۔ فرمایا: میں ان کو بیان کرنا پسند نہیں کرتا۔

سلم بن قتیبہ جناب شعبہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ: اے میری قوم! جب بھی تم حدیث میں آگے بڑھو گے تو قرآن میں پیچھے رہ جاؤ گے۔ ابن المدینی کا قول ہے کہ شعبہ مشائخ کے اور سفیان ابواب کے بڑے حافظ ہیں۔

عبدان بن عثمان اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے جناب شعبہ کے گدھے، اس کی لگام اور کاٹھی کا تخمینہ لگایا تو وہ سب دس سے کچھ زیادہ دراہم کا نکلا۔ ابوداود طیالسی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ سلیمان بن مغیرہ روتے ہوئے جناب شعبہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: میرا گدھا مر گیا ہے، میں جمعہ ادا کرنے سے رہ گیا ہوں اور میرے روزمرہ کے کام بھی خلل کا شکار ہو گئے ہیں۔ آپ نے پوچھا: تیرا گدھا کتنے کا تھا؟ سلیمان بولے تین دینار کا تو فرمایا: اچھا میرے پاس صرف تین دینار ہی ہیں (وہ تم لے لو اور نیا گدھا خرید کر اپنے کاموں کو درست کرو) پھر کھڑے ہوئے اور وہ تین دینار لا کر سلیمان کو دے دیے۔

سلیمان بن ابوشیخ، صالح بن سلیمان سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: شعبہ واسط میں پیدا ہوئے کوفہ میں علم حاصل کیا، بیٹے کا نام سعد اور بھائیوں کے نام بشار اور حماد تھے۔ دونوں نقدیوں کا کاروبار کرتے تھے۔

شعبہ حدیث والوں سے کہا کرتے تھے: ''تمھارا بھلا ہو، بازار (کاروبار وغیرہ کرنے کے لیے) ضرور آیا جایا کرو کہ میں اپنے (روزمرہ کے اخراجات کے لیے اپنے) دو بھائیوں کا محتاج ہوں۔ سلیمان بیان کرتے ہیں: شعبہ نے خود کما کر کبھی ایک درہم بھی نہ کھایا تھا۔

علی بن جعد کا قول ہے: شعبہ دو مرتبہ بغداد آئے، میں نے ان دونوں دفعہ کے دوروں میں شعبہ سے حدیث لکھی۔

ابوالعباس سراج بیان کرتے ہیں، ہمیں محمد بن عمرو نے بیان کیا کہ میں نے اپنے اصحاب کو یہ بیان کرتے سنا ہے: ''خلیفہ مہدی نے جناب شعبہ کو تیس ہزار درہم ہدیہ بھیجے، تو اُنھوں نے وہ سب دراہم تقسیم کر دیے۔ پھر مہدی نے جناب شعبہ کو بصرہ میں ایک ہزار جریب کی جائیداد عطیہ کی۔ جناب شعبہ بصرہ گئے لیکن وہاں کی آب و ہوا انھیں پسند نہ آئی تو وہ جائیداد یوں ہی چھوڑ کر واپس چلے آئے۔

اصمعی بیان کرتے ہیں: تم کبھی کسی کو شعبہ سے زیادہ اشعار کا واقف نہ دیکھو گے۔ مجھے خود شعبہ نے بتلایا ہے کہ میں (مشہور شاعر) ''طرماح'' کے پاس رہتا تھا اور اس سے اشعار کے بارے میں پوچھتا رہتا تھا۔

ابوداؤد بیان کرتے ہیں: شعبہ فرماتے ہیں: اگر شعر نہ ہوتا تو میں شعبی کو تم لوگوں کے پاس لے آتا۔ شعبہ سے مروی ہے کہ قتادہ مجھ سے اشعار کے بارے میں پوچھا کرتے تھے تو میں کہتا تھا کہ میں آپ کو ایک شعر سنا دیتا ہوں، آپ مجھے اس کے بدلے ایک حدیث سنا دیجیے!

ابوزید انصاری کے پاس جب ایک دفعہ شعبہ کا ذکر آیا تو کہنے لگے: ارے یہ علماء تو جناب شعبہ کا ایک شعبہ ہی تو ہیں۔

ابوقطن بیان کرتے ہیں کہ جناب شعبہ نے مجھے فرمایا: مجھے حدیث سے زیادہ اور کسی بات سے ڈر نہیں لگتا جو مجھے جہنم میں داخل کرانے کا سبب بنے گی۔'' (یعنی حدیث کا معاملہ بے حد نازک ہے۔ اس کے بیان کرنے میں ذرا سی غفلت دخولِ نار کا باعث بن سکتی ہے۔ نسیم) ابوقطن شعبہ ہی سے بیان کرتے ہیں: کاش میں کسی حمام کا ایندھن ہوتا اور حدیث نہ جانتا ہوتا۔

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جناب شعبہ نے ۱۶۰ھ میں وفات پائی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ آپ نے ۱۶۰ھ کے آغاز میں وفات پائی تھی۔ رحمہ اللہ

(۱۸۸) ۵/۵ ۳ع: الامام، الفقیہ ابومحمد عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ الہذلی، المسعودی الکوفی رحمہ اللہ [1]

آپ نے ''المسعودی'' کی نسبت سے شہرت پائی۔ بلند مرتبہ عالم اور ابوالعمیس عتبہ کے بھائی تھے۔ عون بن عبداللہ، علی بن

[1] تہذیب الکمال: 798/2، تہذیب التہذیب: 210/6 (427)، تقریب: 457/1 (1008)، خلاصۃ التہذیب: 140/2، الکاشف: 171/2، التاریخ الکبیر: 314/5، الجرح والتعدیل: 250/5، میزان الاعتدال: 574/2، لسان المیزان: 282/7، مجمع الزوائد: 319/1۔

الاقمر، علقمہ بن مرثد، سعید بن ابی بردہ، زیاد بن علاقہ، عمرو بن مرہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ جب کہ آپ سے ابن مبارک، ابن عیینہ، عبدالرحمن بن مہدی، ابوالمغیرہ الحمصی، یزید بن ہارون، جعفر بن عون، ابوداود، ابونعیم المقبری، علی بن جعد اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ امورِ دولت میں شریک کار تھے۔ سیاہ قباء زیب تن کرتے جس کے بیچ میں ایک خنجر اڑستے تھے اور سر پر طویلہ باندھتے تھے۔ اس بنا پر بعض علماء نے آپ سے حدیث لینے میں توقف بھی کیا ہے۔ اخیر عمر میں حافظہ قدرے متغیر ہوگیا تھا۔ امام احمد، ابن معین اور ابن المدینی نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ علی کا قول ہے: عاصم بن بہدلہ اور سلمہ سے روایت کرنے میں جناب مسعودی خطا کر جاتے تھے۔ ابن نمیر کا قول ہے: ثقہ تھے البتہ اخیر عمر میں اختلاط لاحق ہوگیا تھا۔ امام نسائی فرماتے ہیں: مسعودی میں کوئی حرج نہیں۔ مسعر کا قول ہے: میں نے مسعودی سے زیادہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو (اور ان کے علوم کو) جاننے والا کوئی نہیں دیکھا۔ موت سے ایک یا دو سال قبل حافظہ متغیر ہوگیا تھا۔ شعبہ فرماتے ہیں: مسعودی صدوق ہے۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ جناب مسعودی نے ۱۶۰ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ[1]

(۱۸۹) ۵/۳۶ع: الحافظ ابوعبدالرحمن زیاد بن سعد الخراسانی ثم المکی رحمہ اللہ:[2]

آپ نے بعد میں یمن سکونت اختیار کر لی تھی۔ عمرو بن دینار، زهری اور عمرو بن مسلم الجندی سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے مالک، ابن عیینہ اور ابو معاویہ وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔ ادھیڑ عمر میں جا کر وفات پائی۔ امام نسائی فرماتے ہیں: زیاد ثقہ اور ثبت ہیں۔ ابن عیینہ کا قول ہے: زیاد زہری کی حدیث کے عالم تھے۔ رحمہ اللہ

(۱۹۰) ۵/۳۷ع: الحافظ قرہ بن خالد السدوسی، البصری رحمہ اللہ:[3]

آپ نے ابن سیرین، ابورجاء العطاردی، حسن بصری، یزید بن شخیر اور متعدد لوگوں سے حدیث روایت کی ہے، جب کہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں حرمی بن عمارہ، زید بن حباب، ابوعامر العقدی، یحییٰ قطان، بکر بن بکار، مسلم بن ابراہیم اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

یحییٰ قطان بیان کرتے ہیں: قرہ ہمارے شیوخ میں سب سے زیادہ ثبت تھے۔

---

[1] ایک قول 165ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

[2] تہذیب الکمال: 441/1، تہذیب التہذیب: 369/3، تقریب: 368/1، خلاصۃ التہذیب: 344/1، الکاشف: 331/1، التاریخ الکبیر: 258/3، الجرح والتعدیل: 2408/3، الوافی بالوفیات: 16/15، سیر الاعلام: 285/7، طبقات الحفاظ: 85۔

[3] تہذیب الکمال: 1128/2، تہذیب التہذیب: 371/8 (660)، تقریب: 125/2، الکاشف: 399/2، تعجیل المنفعۃ: 883، التاریخ الکبیر: 183/7، تاریخ اسماء الثقات: 1162، تراجم الاحبار: 263/3، البدایۃ والنہایۃ: 112/10، سیر الاعلام: 95/7۔

میں کہتا ہوں: قرہ نے ۱۵۴ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ [1]

ہمیں احمد بن ہبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ مسلم بن ابراہیم سے، وہ کہتے ہیں ہمیں قرہ بن خالد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں محمد بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اگر مجھ پر دس یہودی بھی ایمان لے آتے تو روئے زمین پر کوئی یہودی باقی نہ رہتا مگر یہ کہ وہ اسلام لے آتا۔'' [2]

اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے مسلم بن ابراہیم سے روایت کیا ہے۔، ہم نے اس کی سند کے عالی ہونے کی وجہ سے اس کی موافقت کی ہے۔

(۱۹۱) ۵/۳۸ع: الامام، الحافظ ابونضر جریر بن حازم الازدی البصری رحمہ اللہ: [3]

آپ بنوازد کے آزاد کردہ غلام، بصرہ کے محدث اور بلند رتبہ عالم دین تھے۔ ابورجاء العطاردی، حسن، ابن سیرین، طاؤس، عطا، ابن ابی ملیکہ، نافع اور حمید بن ہلال سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ جب کہ آپ سے آپ کے بیٹے وہب اور آپ کے شیخ ایوب سختیانی کے علاوہ، سفیانین، ابن وہب، شیبان بن فروخ، ابوالربیع الزہرانی، ابونصر التمار اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ اصحابِ کتب احادیث نے آپ کی احادیث سے استدلال کیا ہے۔

موسیٰ بن اسماعیل کا قول ہے: میں نے نہیں دیکھا کہ حماد بن سلمہ جتنی تعظیم جریر بن حازم کی کیا کرتے تھے، اتنی کسی اور کی نہیں کیا کرتے تھے۔

وہب بیان کرتے ہیں: شعبہ میرے والد (جریر) کے پاس آکر سوالات کیا کرتے تھے۔ وہب ہی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں: میں نے حسن بصری کی خدمت میں سات سال اس طرح گزارے ہیں کہ ایک دن بھی ناغہ نہ کیا۔

وہب یہ بھی بیان کرتے ہیں: میرے والد نے ابوعمرو بن العلا پر قراءت کی تو اُنھوں نے میرے والد سے فرمایا: آپ معد سے زیادہ فصیح ہیں۔ ابن مہدی کا قول ہے: جناب جریر کو وفات سے ایک سال قبل اختلاط کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔ بیٹوں نے یہ محسوس کرتے ہی والد کو چھپا دیا۔ چنانچہ بعد میں کسی کو ان کے اختلاط کے زمانہ میں کوئی حدیث سننے کا موقع نہ ملا۔

میں کہتا ہوں: جریر کی قتادہ سے مروی بعض احادیث میں نکارت ہے۔ آپ علم کا برتن تھے، البتہ دوسرے آپ سے زیادہ حدیث کے حافظ تھے۔ آپ نے ۱۷۰ھ میں اس وقت وفات پائی [4] جب عمر نے نوے کی دہائی میں قدم رکھ دیا تھا۔ کیوں کہ جریر خود بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت وہ پانچ برس کے تھے۔ اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ

---

[1] ایک قول 155ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

[2] صحیح البخاری: کتاب مناقب الانصار، رقم الباب: 52۔

[3] تہذیب الکمال: 187/1، تہذیب التہذیب: 79/2، تقریب: 127/1، الکاشف: 162/1، التاریخ الکبیر: 213/2، الجرح والتعدیل: 136/1، میزان الاعتدال: 392/1، لسان المیزان: 189/7، طبقات الحفاظ: 85، الوافی بالوفیات: 77/11، سیر الاعلام: 98/7، شذرات: 270/1، طبقات ابن سعد: 373/6، الثقات: 144/6۔

[4] ایک قول 167ھ کا اور ایک 175ھ کا بھی ہے۔

نے مکہ میں حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں شرکت کی تھی۔

ابن داسہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں مغیرہ بن محمد مہلبی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی ابن المدینی کو سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے وہب بن جریر کو اپنے والد سے بیان کرتے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ کو مکہ میں دیکھا ہے۔" اس پر میں نے پوچھا کہ پھر آپ نے حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے حدیث کیوں نہ سنی؟ فرمایا: اے میرے بیٹے! مجھے خانہ کعبہ کا ایک طواف اس سے زیادہ محبوب تھا۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جناب جریر صاحب سنۃ ہیں اور مجھے ہمام سے زیادہ محبوب ہیں۔ سلیمان بن حرب بیان کرتے ہیں: میں نے جناب جریر کو سنا ہے کہ آپ تدلیس کرنے کی برائی بیان کر رہے تھے اور فرمایا کہ مدلس یہ سمجھتا ہے کہ اس نے وہ بات بھی سن رکھی ہے جو درحقیقت اس نے سنی نہیں۔

ہمیں احمد بن اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ شیبان سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں جریر بن حازم نے عبدالملک بن عمیر سے، اُنھوں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں جابیہ میں خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:

"میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسن سلوک کرو، پھر ان کے بعد والوں کے ساتھ (بھی حسن سلوک کرو) الحدیث۔

(۱۹۲) ۵/۳۹ ع: الحافظ، الثقہ، ابو سعید یزید بن ابراہیم تستری البصری رحمہ اللہ: [1]

آپ حسن، ابن ابی ملیکہ، عطاء، ابو زبیر اور قتادہ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے وکیع، ابن مہدی، عفان، ابو الولید، قعنبی، ابو سلمہ المنقری، ہدبہ، شیبان اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ عفان آپ کی شان کو بے حد بڑھایا کرتے تھے۔ علی بن المدینی کا قول ہے: ابو سعید حسن اور ابن سیرین کی احادیث میں ثبت ہیں۔ ابن نافع کا قول ہے کہ آپ نے ۱۶۲ھ میں وفات پائی ہے۔ ایک قول ۱۶۱ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔ آپ کی حدیث بالاتفاق مقبول ہے۔

(۱۹۳) ۵/۴۰ د، ت، ق: امام کبیر، ابو فضالہ مبارک بن فضالہ القرشی العدوی، البصری رحمہ اللہ: [2]

آپ بنو عدی کے آزاد کردہ غلام اور بصرہ کے کبار علماء میں سے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے دیکھنے کا شرف

---

[1] تہذیب الکمال: 1529/3، تہذیب التہذیب: 311/11 (598)، تقریب: 361/2، الکاشف: 274/3، التاریخ الکبیر: 318/8، الجرح والتعدیل: 1057/9، میزان الاعتدال: 419/4، لسان المیزان: 439/7، تاریخ اسماء الثقات: 1571، المغنی: 7083، تراجم الاحبار: 241/4۔

[2] تہذیب الکمال: 1301/3، تہذیب التہذیب: 28/10، تقریب: 227/2، الکاشف: 118/3، التاریخ الکبیر: 436/7، الجرح والتعدیل: 1557/8، المغنی: 5164، تراجم الاحبار: 334/3، طبقات ابن سعد: 383/6، سیر الاعلام: 281/7، طبقات المحدثین باصبہان، ت: 54۔

حاصل ہے۔ حسن، بکر بن عبداللہ، محمد بن عبداللہ، محمد بن منکدر، ثابت اور متعدد اکابر سے حدیث روایت کرتے ہیں اور آپ سے وکیع، عفان، مسلم، سلیمان بن حرب، سعدویہ، ہدبہ، شیبان اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

یحییٰ قطان آپ کی تعریف کیا کرتے تھے۔ ابن معین آپ کو صالح قرار دیتے ہیں۔ ابوداود طیالسی کا قول ہے: مبارک سخت مدلس تھے۔ پس اگر تو وہ "حدثنا" کہہ کر حدیث روایت کریں تو ثبت ہیں۔ عفان ان کی شان بلند کرتے اور انھیں ثقہ کہا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ مبارک بڑے عبادت گزار تھے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی حسن سے روایت حجت ہے۔ خود مبارک بیان کرتے ہیں کہ میں نے حسن بصری کی مجلس میں تیرہ برس گزارے ہیں۔ ابو حاتم کا قول ہے: مبارک میرے نزدیک ربیع بن صبیح سے زیادہ محبوب ہیں۔ امام نسائی انھیں ضعیف کہتے ہیں جب کہ ابن عدی کا قول ہے کہ مجھے اُمید ہے کہ مبارک کی اکثر احادیث مستقیم ہیں۔

ایک جماعت نے جناب مبارک کا سن وفات ۱۶۴ھ بتلایا ہے۔ جب کہ ابن سعد ۱۶۵ھ بتلاتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: مبارک کی احادیث صحت کے درجہ کو نہیں پہنچتیں۔ اور نہ امام نسائی نے ان کی حدیث لی ہے۔ مجھے مخلص کے طریق سے ان کی ایک عالی حدیث ملی ہے۔

(۱۹۴) ۵/ ۱۴۱ع: الامام، الحجت، الحافظ ابو عبداللہ ہمام بن یحییٰ العوذی البصری رحمہ اللہ: [1]

آپ بنی عوذہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ حسن، عطاء، نافع، ابو جمرہ الضبعی، یحییٰ بن ابی کثیر اور متعدد افراد سے حدیث روایت کرتے ہیں اور آپ سے ابن مہدی، حبان، عفان، حجاج بن منہال، موسیٰ بن اسماعیل، ہدبہ اور شیبان بن فروخ نے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: ہمام اپنے سب مشائخ کی بابت ثبت ہیں۔ متعدد ائمہ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ بصرہ میں حدیث کا رکن یعنی اصل اور بنیاد تھے۔

ابو حاتم کا قول ہے: ہمام ثقہ تھے البتہ ان کے حافظہ میں قدرے خرابی تھی۔ تبوذکی بیان کرتے ہیں: میں نے جناب ہمام کو یہ فرماتے سنا ہے: میں نیکی کے ہر کام میں، اُمید ہے کہ رب کی رضا چاہتا ہوں سوائے اس حدیث (کے علم) کے (کہ اسے تو میں واقعی اللہ کی رضا کے لیے ہی سیکھتا ہوں)۔ آپ نے رمضان ۱۶۴ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

---

[1] تہذیب الکمال: 1449/3، تہذیب التہذیب: 67/11 (108)، تقریب: 321/2، الکاشف: 225/3، التاریخ الکبیر: 237/8، الجرح والتعدیل: 457/9، لسان المیزان: 420/7، البدایۃ والنہایۃ: 146/10، الضعفاء الکبیر: 367/4، المغنی: 6768، نسیم الریاض: 280/1، تراجم الاحبار: 153/4۔

(۱۹۵) ۵ / ۴۲ ع: الحافظ، الثقہ ابو یزید ابان بن یزید البصری العطار رحمہ اللہ: ❶

آپ نے حسن سے تھوڑی سی احادیث روایت کی ہیں۔ ان کے علاوہ ابو عمران الجونی، قتادہ، عمرو بن دینار، یحییٰ بن ابی کثیر اور بدیل بن میسرہ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے ابوداود، حبان، مسلم، عفان، موسیٰ التبوذکی، ہدبہ، شیبان بن فروخ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: ابان جملہ مشائخ کی احادیث میں ثبت تھے۔ ابن معین اور نسائی نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ عجلی بیان کرتے ہیں: ابان ثقہ ہیں۔ قدری تھے پر اس موضوع پر گفتگو سے گریز کرتے تھے۔ احمد بن زہیر کا قول ہے: ابن معین سے ابان اور ہمام کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: یحییٰ بن سعید ابان سے حدیث روایت کیا کرتے تھے اور ان کے نزدیک ابان ہمام سے زیادہ محبوب تھے۔ جب کہ مجھے ہمام زیادہ محبوب ہیں۔ ابو حاتم انھیں صالح الحدیث کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: مجھے ابان کی تاریخ وفات نہیں مل سکی۔ ❷

(۱۹۶) ۵ / ۴۳ م ۴: ہشام بن سعد المدنی۔ ❸ آپ کا ذکر "الممتع" میں محفوظ ہے۔

(۱۹۷) ۵ / ۴۴ م ۴: الامام، الحافظ، شیخ الاسلام ابو سلمہ حماد بن سلمہ بن دینار الربعی البصری، البزاز، البطائنی، النحوی، المحدث رحمہ اللہ: ❹

آپ بنی ربیعہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اپنے ماموں حمید الطویل سے، اور ابن ابی ملیکہ، ابو حمزہ الضبعی، محمد بن زیاد الجمحی، انس بن سیرین، ابو عمران الجونی، قتادہ، سماک بن حرب، ثابت بنانی اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی، جب کہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن مبارک، قطان، ابن مہدی، عفان، قعنبی، عبدالاعلی بن حماد، شیبان بن فروخ، ہدبہ اور خلق کثیر کے نام گنوائے جاتے ہیں۔

شعبہ بیان کرتے ہیں: حماد بن سلمہ مجھے عمار بن ابی عمار سے فائدہ پہنچاتے تھے۔ وہیب کا قول ہے: حماد بن سلمہ ہمارے

---

❶ تہذیب الکمال: 48/1، تہذیب التہذیب: 101/1، الجرح والتعدیل: 299/2، میزان الاعتدال: 16/1، لسان المیزان: 168/7، الوافی بالوفیات: 301/5، طبقات ابن سعد: 41/2/7۔

❷ ابان کا سن وفات 161ھ ہے جیسا کہ "موسوعة رجال الکتب التسعة" میں مذکور ہے۔

❸ آپ کی کنیت کے بارے میں دو اقوال ہیں (۱) ابو عباد (۲) اور ابو سعد۔ 160ھ یا اس سے قبل وفات پائی ہے۔ ان کے تعارف و ترجمہ کے لیے دیکھیں: تہذیب الکمال: 1440/3، التاریخ الکبیر: 200/8، میزان الاعتدال: 298/4، ضعفاء ابن الجوزی: 174/3، المغنی: 6748، الانساب: 236/11، سیر الاعلام: 344/7۔

❹ تہذیب الکمال: 325/1، تہذیب التہذیب: 11/3، الکاشف: 251/1، التاریخ الکبیر: 22/3، الجرح والتعدیل: 623/3، میزان الاعتدال: 590/1، طبقات ابن سعد: 53/9، مقدمة الفتح: 399، البدایة والنهایة: 150/10، الحلیة: 249/6، الوافی بالوفیات: 145/13۔

سردار اور ہمارے سب سے بڑے عالم ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حماد بن سلمہ ثابت بنانی کی احادیث کے سب سے بڑے عالم اور حمید کی احادیث میں سب سے زیادہ ثبت تھے۔ ابن معین بیان کرتے ہیں کہ حماد علی بن زید کی احادیث کو دوسروں سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ ابن المدینی کا قول ہے: یحییٰ بن ضریس کے پاس حماد کی روایت سے دس ہزار احادیث تھیں۔ کوسج، ابن معین سے روایت کرتے ہیں کہ حماد ثقہ ہیں۔ شہاب بن معمر کا قول ہے: حماد بن سلمہ کو ابدال میں سے شمار کیا جاتا تھا۔

میں کہتا ہوں: حماد، ابن ابی عروبہ کے ساتھ سب سے پہلے تصنیف کرنے والوں میں سے ہیں، آپ عربیت کے زبردست ماہر، فقیہ، فصاحت و بلاغت کے مالک، صاحب سنہ اور زبردست قادر الکلام تھے۔ مجھے ان کی عوالی کی احادیث ملی ہیں۔

عبدالرحمن بن مہدی کا قول ہے کہ اگر حماد سے یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ کل آپ مرنے والے ہیں تو وہ اپنے روزمرہ کے اعمال میں کسی بھی بات کا اضافہ نہ کر سکتے تھے۔ عفان کا قول ہے: میں نے حماد بن سلمہ سے زیادہ عبادت گزار تو دیکھا ہے لیکن ان سے زیادہ قرآن پڑھنے والا، اللہ کے لیے عمل کرنے والا اور نیکیوں پر مداومت کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

یونس المؤدب کا قول ہے: حماد بن مسلمہ نے نماز پڑھتے ہوئے وفات پائی تھی۔ اسحاق بن الطباع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حماد بن سلمہ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''جو غیر اللہ کے لیے حدیث طلب کرتا ہے وہ اللہ کے ساتھ کھلواڑ کر رہا ہے۔'' خود حماد بیان کرتے ہیں کہ میری نیت حدیث بیان کرنے کی نہیں تھی حتیٰ کہ ایوب نے مجھے خواب میں آ کر اس کام پر آمادہ کیا۔

عمرو بن عاصم بیان کرتے ہیں: میں نے جناب حماد سے دس ہزار سے زیادہ احادیث لکھی ہیں۔ کہتے ہیں کہ جناب ابن سلمہ نے ستر خواتین سے شادیاں کیں پر کسی سے اولاد نہ ہوئی۔ ابوداود کا قول ہے کہ جناب حماد کی سوائے قیس بن سعد کی کتاب کے کوئی کتاب نہ تھی۔

امام احمد فرماتے ہیں: جب میں کسی کو حماد پر حرف گیری کرتے دیکھتا ہوں تو میں اس کے اسلام کو متہم سمجھتا ہوں۔ امام حماد بن سلمہ کے فضائل و مناقب بے حد طویل ہیں جو ایک طویل شرح کے متقاضی ہیں۔ جناب حماد نے عید قربان کے بعد ۱۶۷ھ میں تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۱۹۸) ۵/۴۵/۵ ع: شیخ الاسلام، سید الحفاظ، الامام ابو عبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری الکوفی الفقیہ رحمہ اللہ: [1]

یاد رہے کہ ''یہ ثور'' کہ جس کی طرف منسوب ہو کر امام سفیان ''ثوری'' کہلاتے ہیں، مصر کا شہر ہے نا کہ ہمدان کا۔ آپ اپنے والد سے اور زید بن حارث، حبیب بن ابی ثابت، الاسود بن قیس، زیاد بن علاقہ، محارب بن دثار اور ان کے طبقہ کے

[1] تهذيب الكمال: 512/1، تهذيب التهذيب: 111/4، تقريب: 311/1، خلاصة التهذيب: 396/1، الكاشف: 378/1، التاريخ الكبير: 92/4، الجرح والتعديل: 972/4، ميزان الاعتدال: 169/2، لسان الميزان: 233/7، الوافی بالوفيات: 278/15، نسيم الرياض: 337/4، ديوان الاسلام: 1103، الثقات: 401/6۔

لوگوں سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ جب کہ آپ سے ابن مبارک، یحییٰ قطان، ابن وہب، وکیع، فریابی، قبیصہ، ابونعیم، محمد بن کثیر، احمد بن یونس یربوعی اور بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

شعبہ، ابن معین اور ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے جنابِ سفیان ثوری کو ''امیر المؤمنین فی الحدیث'' کے موقر لقب سے نوازا ہے۔ ابن مبارک کا قول ہے: میں نے ایک ہزار ایک سو مشائخ سے احادیث لکھی ہیں۔ میں نے ان میں سفیان ثوری سے افضل کسی کو نہیں پایا۔ شعبہ فرماتے ہیں: سفیان مجھ سے بڑے حافظ ہیں۔ ورقاء کا قول ہے: خود سفیان ثوری نے اپنا ثانی نہیں دیکھا۔ امام احمد فرماتے ہیں: میرے دل میں سفیان سے آگے کوئی جگہ نہیں پا سکا۔ قطان بیان کرتے ہیں: ''میں نے سفیان سے بڑا حافظِ حدیث نہیں دیکھا، میں نے ان سے جو مسئلہ یا جو حدیث بھی پوچھی ہے ان کے پاس اس بارے کوئی نہ کوئی علم ضرور تھا۔

عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ سفیان ثوری فرماتے ہیں: میرے دل نے کبھی کسی بات کو یاد کر کے مجھے دھوکا نہیں دیا (یعنی یاد کی بات کبھی نہیں بھولے۔ نسیمؔ) امام اوزاعی فرماتے ہیں: ''اب سفیان کے سوا کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہا کہ جس پر ساری اُمت کا صحت اور پسندیدہ ہونے پر اجماع ہو۔''

وکیع کا قول ہے: سفیان علم کا سمندر تھے۔ ابن مبارک بیان کرتے ہیں: ''میں روئے زمین پر سفیان سے بڑے کسی عالم کو نہیں جانتا۔'' قطان بیان کرتے ہیں: سفیان ہر اعتبار سے جناب مالک رحمہ اللہ پر فائق ہیں۔ ابواسامہ کا قول ہے کہ جو تجھے اس بات کی خبر دے کہ اس نے سفیان جیسا کوئی آدمی دیکھا ہے تو اس کی بات نہ ماننا۔

ابن ابی ذئب بیان کرتے ہیں: میں نے عراق میں تمہارے ثوری کے مشابہ کوئی شخص نہیں دیکھا۔ سفیان ثوری فرماتے ہیں: میری تمنا ہے کہ میں علم سے نجات پا جاؤں، نہ اس سے نفع اُٹھاؤں اور نہ اس کے بدلے کوئی سزا پاؤں اور مجھے حدیث سے زیادہ کسی بات سے ڈر نہیں۔

یحییٰ بن یمان کہتے ہیں: میں نے جناب سفیان کو یہ فرماتے سنا ہے: عالم دین کا طبیب ہے اور درہم دین کی بیماری ہے اور جب طبیب ہی بیمار کو اپنے طرف کھینچنے لگے تو وہ دوسروں کا کیا علاج کرے گا۔

خریبی بیان کرتے ہیں: میں نے جناب سفیان کو یہ فرماتے سنا ہے: لوگوں کے لیے حدیث سے زیادہ سود مند کوئی چیز نہیں۔ ابواسامہ بیان کرتے ہیں: میں نے جناب سفیان ثوری کو یہ فرماتے سنا ہے: حدیث کی طلب موت کی تیاری میں سے نہیں لیکن یہ ایک علت ہے جس میں لوگ لگ گئے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اللہ کی قسم! جناب سفیان نے بالکل سچ کہا ہے۔ طلب حدیث ''حدیث'' کے علاوہ ایک شی ہے چنانچہ طلب حدیث یہ ماہیتِ حدیث کی تحصیل سے زائد امور کا ایک عرفی نام ہے اور یہ زائد امور بے شمار ہیں۔ ذیل میں ان میں سے چند ایک کو ذکر کیا جاتا ہے، جیسے:

* علم کے اونچے رتبوں کی تمنا اور کوشش کرنا۔
* محدث کا کتب احادیث کے عمدہ نسخوں کی تحصیل میں لگنا۔

- اونچی سند کی جستجو میں رہنا۔
- مشائخ کی تعداد بڑھانا۔
- پرشکوہ القاب سے مسرور و شادکام ہونا۔
- تعریف و مدح کا خواہاں ہونا۔
- متفرد روایت کے حصول کے لیے طویل عمر کا متمنی ہونا وغیرہ وغیرہ نفسانی اغراض جو طلب حدیث کا لازمہ بن چکی ہیں نا کہ یہ کوئی ربانی یا دینی اعمال ہیں۔ لہٰذا جب کوئی آدمی ان آفات و بلیات سے بچ کر علم حدیث کی تحصیل میں لگے گا تو ان نفسانی اغراض سے خلاصی پاتے ہی نجات بھی پا لے گا۔ پھر جب آثار و اخبار اور حدیث و روایات کا علم ان نفسانی اغراض واثرات کی دخل اندازی اور اثر انگیزی سے پاک نہیں رہ گیا تو منطق، فلسفہ، جدل، پہلی یعنی جاہلیت کی قوموں کی حکمت جیسے علوم کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے جو ایمان کو سلب کر کے اور آدمی کو سرگشتہ و گم گشتہ کر کے اور شکوک و شبہات کی دلدل میں دھکیل کر اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ کی قسم! ان میں سے کوئی بھی علم، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے پاکیزہ علوم میں سے نہیں اور نہ یہ اوزاعی، ثوری، مالک، ابوحنیفہ، ابن ابی ذئب اور شعبہ کے علوم میں سے ہی ہیں۔

اور اللہ کی قسم! ان کو نہ تو ابن مبارک جانتے تھے، نہ ابو یوسف ہی جانتے تھے جن کا یہ قول مشہور اور زبانِ زد خلائق ہے کہ جس نے علم کلام کے ذریعے علم دین حاصل کرنا چاہا وہ زندیق بن کر رہے گا۔

ہاں ہاں! ان علوم کو وکیع، ابن مہدی، ابن وہب، شافعی، عفان، ابوعبید، ابن المدینی، احمد، ابوثور، مزنی، بخاری، اثرم، مسلم، نسائی، ابن خزیمہ، ابن سریج، ابن منذر اور ان جیسے حضرات رحمہم اللہ میں سے کوئی بھی تو نہ جانتا تھا۔ بلکہ ان پاکیزہ ہستیوں کے علوم قرآن، حدیث، فقہ اور نحو وغیرہ تھے۔

فریابی نے جناب سفیان ثوری کا یہ قول بھی سنا ہے کہ اگر نیت درست ہو تو طلب حدیث سے افضل کوئی عمل نہیں۔ فریابی نے جناب ثوری رحمہ اللہ کو یہ بھی فرماتے سنا ہے کہ اگر ہم حدیث کو اسی طرح بیان کرنا چاہیں جس طرح ہم نے اسے سنا ہے تو ہم تم لوگوں کو ایک حدیث بھی بیان نہ کر سکیں۔ فریابی ہی نے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کو یہ بھی فرماتے سنا ہے کہ میں مہدی کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے حج میں بارہ دینار خرچ کیے تھے اور ایک تم ہو کہ اتنا بے بہا خرچ کرتے ہو۔ یہ سن کر مہدی غصہ میں آ گیا اور کہنے لگا: تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمھارے جیسا بن جاؤں؟ میں نے کہا: اگر میرے جیسے نہیں بنتے تو نہ سہی اپنے سے کم تر حال والے ہی بن جاؤ۔

ضمرہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام مالک کو یہ فرماتے سنا ہے: پہلے عراق ہم پر درہم و دینار لٹاتا تھا، پھر یہی عراق ہم پر سفیان ثوری کو لٹانے لگا۔

میں کہتا ہوں: ابن جوزی نے امام سفیان ثوری کے فضائل و مناقب کو پوری ایک جلد میں مفصل ذکر کیا ہے، میں نے اس کا

اختصار کر کے اپنی تاریخ میں اس کا نہایت عمدہ خلاصہ ذکر کیا ہے۔

صالح جزرہ کا قول ہے: سفیان جناب مالک سے زیادہ حافظ اور زیادہ حدیثوں والے ہیں لیکن امام مالک رجال کی تعدیل وتنقیہ میں زیادہ سخت ہیں اور جناب سفیان شعبہ سے زیادہ بڑے حافظِ حدیث ہیں کہ آپ کی احادیث تیس ہزار تک ہیں جب کہ شعبہ کی احادیث کی تعداد دس ہزار ہے۔

جناب سفیان ۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے علم کی تحصیل وطلب میں لگ گئے کیوں کہ آپ کے والد ماجد کوفہ کے سربرآوردہ علماء میں سے تھے۔ مہدی سے روپوشی کی حالت میں بصرہ میں وفات پائی۔ کیوں کہ آپ حق گوئی میں اور برائیوں پر انکار میں بے حد سخت تھے۔ آپ نے شعبان ۱۶۱ھ میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ۔ حضرات مفسرین کی ایک جماعت نے یوں ہی بیان کیا ہے۔

الکائی اپنی ''السنۃ'' میں اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ شعیب بن حرب بیان کرتے ہیں: میں نے جناب سفیان ثوری سے عرض کیا کہ مجھے سنت کی بابت کوئی ایسی حدیث بیان کیجیے جس کی وجہ سے رب تعالیٰ مجھے نفع دے اور جب میں رب کے حضور جا کھڑا ہوں اور میرا رب مجھ سے اس کی پرسش کرے تو میں عرض کر دوں کہ اے میرے رب! یہ حدیث تو مجھے سفیان ثوری نے بیان کی ہے۔ سو میں تو نجات پا جاؤں اور مواخذہ ہو تو آپ کا ہو۔

اس پر جناب سفیان ثوری نے فرمایا: لکھو! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

''قرآن اللہ کا کلام ہے، غیر مخلوق ہے۔ اسی سے ظاہر ہوا ہے اور اسی کی طرف لوٹتا ہے جو اس کے سوا کسی اور بات کا قائل ہو تو وہ کافر ہے اور ایمان یہ قول، عمل اور نیت کا نام ہے۔ یہ گھٹتا بھی ہے اور بڑھتا بھی ہے اور تم حضرات شیخین (سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) کو مقدم جانو۔ یہاں تک کہ یہ فرمایا: ''اے شعیب جو تم نے اب تک لکھا ہے یہ تمھیں تب ہی نفع دے گا جب تم موزوں پر مسح کے قائل ہو گے اور بسم اللہ کو سراً پڑھنا جہراً پڑھنے سے افضل جانو گے اور تقدیر پر ایمان رکھو گے اور ہر نیک و بد کے پیچھے نماز کو جائز سمجھو گے اور یہ کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا اور سلطان ظالم ہو یا عادل اس کے پرچم تلے جمے رہو گے۔

میں نے عرض کیا: اے ابوعبداللہ! کیا یہ حکم ہر نماز کا ہے؟ تو فرمایا: نہیں صرف عیدین اور جمعہ کی نمازوں کا ہے کہ جو بھی ملے اس کے پیچھے ان نمازوں کو پڑھ لو۔ رہی باقی کی تمام نمازیں تو ان میں تمھیں اختیار ہے کہ چاہو تو صرف اسی کے پیچھے پڑھو جس پر تمھارا بھروسہ ہو اور تم جانتے ہو کہ وہ اہل سنت میں سے ہے۔ پس جب تم مرنے کے بعد رب کے حضور کھڑے ہو گے اور رب تعالیٰ تم سے اس بارے دریافت فرمائے تو عرض کر دینا کہ اے میرے رب! مجھے یہ بات سفیان نے سنائی ہے، پھر مجھے میرے رب کے حوالے کر کے بیچ سے ہٹ جانا۔''

یہ روایت جناب سفیان ثوری سے ثابت ہے اور اس روایت کے پہلے راوی شیخ المخلص ثقہ ہیں۔ رحمہ اللہ

(۱۹۹) ۵/ ۶ ۴ ع: الامام الحافظ فقیہ الامہ، شیخ الاسلام ابو عبداللہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عمر بن عمرو بن الحارث الاصبحی المدنی، الفقیہ رحمہ اللہ: [1]

آپ ''امام دار الہجرۃ'' کے مؤقر لقب کے ساتھ یاد کیے جاتے ہیں۔ اور وہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے بھائی عثمان بن عبید اللہ تیمی کے حلفاء ہیں۔ آپ نافع، مقبری، نعیم المجمر، زھری، عامر بن عبداللہ بن زبیر، ابن المنکدر، عبداللہ بن دینار اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ جب کہ آپ سے روایت کرنے والوں کا شمار از حد دشوار ہے، جن میں ابن مبارک، قطان، ابن مہدی، ابن وہب، ابن قاسم، قعنبی، عبداللہ بن یوسف، سعید بن منصور، یحییٰ بن یحییٰ اندلسی، یحییٰ بن بکیر، قتیبہ، ابو مصعب زبیری اور ان کے اصحاب کے خاتم ابو حذافہ سہمی جیسے جلیل القدر لوگوں کے اسمائے گرامی آتے ہیں۔

امام مالک کی ''اربعین'' جو مجھ تک متصل سند کے ساتھ ہے، اس کی اسناد میں، مجھ میں اور جناب مالک رحمہ اللہ کے درمیان صرف سات افراد کا واسطہ ہے۔ اور دو حدیثوں میں شیخ بہاء الدین بن الجمیزی اور امام مالک رحمہ اللہ کے درمیان پانچ رواۃ کا واسطہ ہے۔

جب عطاء بن ابی رباح مدینہ تشریف لے گئے تو امام مالک رحمہ اللہ نے ان کی زیارت کی۔ امام احمد کے فرزند عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے والد ماجد سے دریافت کیا کہ زھری کے اصحاب میں سب سے زیادہ ثبت کون ہے؟ تو فرمایا: مالک کہ وہ ہر بات میں سب سے زیادہ ثبت ہیں۔

عبدالرزاق اس حدیث کے بارے میں کہ ''عنقریب لوگ اونٹوں کے جگروں پر علم کی طلب میں (انھیں دوڑانے کے لیے) ضرب لگائیں پس وہ مدینہ کے ایک عالم سے زیادہ بڑا عالم کسی کو نہ پائیں گے۔'' [2] یہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا خیال تھا کہ وہ عالم جناب مالک ہیں۔ اور عبدالرحمن بن مہدی جناب مالک پر کسی کو بھی مقدم نہ کرتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب علماء کا ذکر کیا جائے تو امام مالک (ان میں) ''ستارہ'' ہیں۔ ابن مہدی کا قول ہے: مالک حکم اور حماد سے بڑے فقیہ ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول بھی ہے کہ اگر مالک اور ابن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز کا علم ختم ہو جاتا۔ ابن وہب بیان کرتے ہیں: اگر مالک اور لیث نہ ہوتے تو ہم بھٹک گئے ہوتے۔ شعبہ کا قول ہے: میں جناب نافع کی وفات کے ایک سال بعد مدینہ آیا تو کیا دیکھا کہ امام مالک کا ایک حلقہ لگتا ہے۔

ابو مصعب بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام مالک کو یہ فرماتے سنا: جب تک ستر لوگوں نے میرے بارے میں فتویٰ کی

---

[1] تہذیب الکمال: 1296/3، تہذیب التہذیب: 10/5 (3)، تقریب: 223/2، الکاشف: 112/3، التاریخ الکبیر: 310/7، الجرح والتعدیل: 11/1، سیر الاعلام: 48/8، تراجم الاحبار: 321/3، طبقات ابن سعد: 168/9، الحلیہ: 316/6، معجم الثقات: 180، نسیم الریاض: 12/2، البدایۃ والنہایۃ: 174/10، تاریخ اسماء الثقات: 1326، تہذیب مستمر الاوہام، ب: 98، دیوان الاسلام: ت 1799۔

[2] جامع الترمذی: کتاب العلم، باب 18، مسند احمد: 299/2۔

اہلیت کی شہادت نہ دے ڈالی، میں نے کوئی فتویٰ نہ دیا۔ اسحاق بن عیسیٰ جناب مالک رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ کیا جب بھی دوسرے سے زیادہ بحث وجدل کرنے والا کوئی آدمی ہمارے پاس آئے گا تو ہم اس کی بحث وجدل کی وجہ سے اس بات کو چھوڑ دیں گے جسے لے کر جناب جبرائیل علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اترتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: روئے زمین پر مؤطا امام مالک سے زیادہ درست کتاب کوئی نہیں۔ اشعب بیان کرتے ہیں: امام مالک جب عمامہ باندھتے تھے تو اس کا ایک بل تھوڑی کے نیچے سے بھی گزارتے تھے اور ان کے دونوں شملے کندھوں کے بیچ میں چھوڑ دیتے تھے۔

مصعب کا قول ہے: امام مالک عدن کا عمدہ لباس زیب تن فرماتے اور خوشبو بھی لگاتے تھے۔ قعنبی بیان کرتے ہیں: میں ابن عیینہ کے پاس بیٹھا تھا کہ امام مالک رحمہ اللہ کی وفات کی خبر آئی۔ یہ خبر سنتے ہی ابن عیینہ بے حد غمگین ہو گئے اور یہ فرمایا: امام مالک نے اپنے پیچھے زمین پر اپنا مثل نہ چھوڑا۔

عبدالرحمن بن واقد بیان کرتے ہیں: میں نے مدینہ میں امام مالک رحمہ اللہ کی چوکھٹ دیکھی ہے جیسے کسی امیر کا دروازہ ہو، ابن معین بیان کرتے ہیں کہ نافع کی احادیث کی بابت مالک مجھے ایوب اور عبیداللہ سے زیادہ محبوب ہیں۔ وہیب کا قول ہے: امام مالک حضرات محدثین کے امام ہیں۔ احمد بن خلیل فرماتے ہیں: میں نے اسحاق بن ابراہیم کو یہ بیان کرتے سنا ہے: ''جب کسی بات پر ثوری، مالک اور اوزاعی کی رائے ایک ہو جائے تو وہ سنت ہے چاہے اس میں نص نہ بھی وارد ہوئی ہو۔

امام احمد فرماتے ہیں: ہمیں سریج بن نعمان نے عبداللہ بن نافع سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ امام مالک فرماتے ہیں: ''اللہ آسمان میں ہے اور اس کا علم ہر جگہ ہے۔'' امام مالک رحمہ اللہ سے ایک صحیح روایت میں یہ بھی مروی ہے کہ ''استواء معلوم ہے، اس کی کیفیت مجہول ہے، اس پر ایمان لانا واجب ہے جب کہ اس بارے سوال کرنا بدعت ہے۔''

سعید بن ابی مریم، اشہب بن عبدالعزیز سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو امام مالک کے سامنے یوں دیکھا ہے جیسے بچہ اپنے باپ کے سامنے ہوتا ہے۔ [1]

میں کہتا ہوں: باوجودیکہ جناب ابو حنیفہ رحمہ اللہ، جناب مالک رحمہ اللہ سے عمر میں تیرہ سال بڑے تھے، پھر بھی یہ آپ کا حسن ادب اور تواضع تھی۔

اسماعیل قاضی بیان کرتے ہیں: ہمیں ابو مصعب نے بیان کیا کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''میں ابو جعفر منصور کے پاس گیا، وہ اپنے بستر پر بیٹھا تھا۔ اس دوران ایک بچہ ادھر آنکلا اور فوراً ہی لوٹ گیا۔ منصور نے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ بچہ کون ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ تو کہنے لگا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ آپ سے ہیبت کھا کر لوٹ گیا ہے۔ پھر ابو جعفر نے مجھ سے حلال اور حرام چیزوں کے بارے میں متعدد سوالات کیے۔ پھر مجھے کہنے لگا: اللہ کی قسم! آپ سب سے زیادہ عقل مند

---

[1] یہ بات خطا ہے جیسا کہ ظاہر ہے کیوں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وفات کے وقت اشہب پانچ سالہ بچے تھے اور اگر یہ سند صحیح ہو تو پھر درست یہ ہے کہ یہ قول امام ابو حنیفہ کے شاگرد رشید امام محمد بن حسن رحمہ اللہ کے بارے میں ہوگا۔ واللہ اعلم۔

اور سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ میں نے کہا: اے امیر المؤمنین اللہ کی قسم! ایسی بات نہیں۔ منصور نے کہا: نہیں بات یہی ہے البتہ آپ اخفاء کر رہے ہیں۔ اگر میں زندہ رہا تو آپ کی باتوں کو مصاحف کی طرح لکھوا کر آفاقِ عالم میں بھیجوں گا اور لوگوں کو ان کا پابند کروں گا۔''

ابن وہب بیان کرتے ہیں: امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ابن شہاب کو بے شمار ایسی احادیث بیان کرتے سنا ہے جو میں نے کبھی بیان نہیں کیں اور نہ کبھی بیان کروں گا۔

نصر بن علی الجھضمی بیان کرتے ہیں کہ مجھے سعید بن عروہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ جب خلیفہ مہدی مدینہ آیا تو اس نے امام مالک رحمہ اللہ کی خدمت میں دو یا تین ہزار دینار بھیجے۔ پھر ربیع نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ امیر المؤمنین آپ کو ''مدینۃ السلام'' ساتھ لے کر جانا چاہتے ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''لوگوں کے لیے مدینہ (سب شہروں سے) بہتر ہے اگر وہ جانتے ہوتے۔'' اور مال کی میرے نزدیک کوئی حیثیت نہیں۔

اسماعیل بن داود مخراقی نے امام مالک رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے ربیعہ کو یہ فرماتے سنا ہے: اس مقام کے رب کی قسم! میں نے کسی عراقی کو کامل عقل والا نہیں دیکھا اور میں نے امام مالک رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''عطاء بن ابی رباح حبشی اور کمزور عقل والے تھے۔'' ❶

ہمیں حاکم نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ معن بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں: امیر المؤمنین ہارون حج کے ارادہ سے مدینہ آئے، ان کے ساتھ امام ابو یوسف بھی تھے۔ امام مالک امیر المؤمنین کو ملنے گئے تو انھوں نے عزت و احترام کے ساتھ جگہ دی اور اپنے قریب کیا۔ پھر امام ابو یوسف نے متوجہ ہو کر آپ سے ایک مسئلہ دو بار پوچھا پر آپ نے دونوں بار جواب نہ دیا۔ اس پر امیر المؤمنین نے کہا: اے ابو عبداللہ! یہ ہمارے قاضی یعقوب ہیں جو آپ سے ایک بات پوچھ رہے ہیں۔ تب امام مالک رحمہ اللہ نے امام ابو یوسف کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''اے فلاں! جب تو مجھے اہل باطل کے لیے بیٹھا دیکھے تو چلے آنا، میں تمھیں ان کے ساتھ جواب دے دوں گا۔''

قتیبہ بیان کرتے ہیں: جب ہم امام مالک رحمہ اللہ کو ملنے جاتے تھے تو وہ عمدہ لباس زیب تن کر کے، سرمہ لگا کر خوشبو لگا کر اور آراستہ ہو کر نکلتے تھے۔ پھر مقام صدارت پر رونق افروز ہو کر دستی پنکھے منگواتے اور جملہ حاضرین مجلس کو ایک ایک پنکھا عنایت فرماتے۔

ابن سعد کا قول ہے: مجھے محمد بن عمر نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ نمازوں اور جنازوں میں شرکت کے لیے مسجد تشریف لاتے تھے، بیماروں کی عیادت کرتے، حقوق ادا کرتے اور مسجد میں بیٹھتے تھے۔ بعد میں آپ نے مسجد میں بیٹھنا ترک فرما دیا۔ چنانچہ آپ نماز ادا کر لینے کے بعد واپس چلے جاتے۔ پھر جنازوں میں شرکت بھی ختم فرما دی چنانچہ آپ اپنے اصحاب و احباب کی جنازہ کے بعد تعزیت کر لیتے۔ پھر بعد میں یہ سب بھی ترک کر دیا، پھر مسجد میں نماز اور جمعہ ادا فرمانا سب ہی

❶ اس حکایت میں نکارت ہے کیوں کہ اس حکایت کا راوی اسماعیل بن داود غیر ثقہ ہے۔

ترک فرما دیا۔ اب نماز وغیرہ گھر میں ہی ہوتی تھی۔ لوگ آپ کی بے حد تعظیم اور توقیر کرتے تھے، وہ آپ میں بے حد رغبت رکھتے تھے۔ جب کوئی آپ سے آپ کے اس رویے کی بابت سوال کرتا تو فرماتے: ہر آدمی اپنا عذر بیان پر قادر نہیں ہوا کرتا۔

آپ اپنے دولت خانہ پر ہی مجلس قائم فرماتے۔ خود ایک بچھونے پر تشریف فرما ہوتے جب کہ حاضرین مجلس کے لیے دائیں بائیں بچھونے ہوتے تھے۔ آپ کی مجلس علم وحلم اور متانت ووقار سے معمور ہوتی تھی۔ آپ بڑے بارعب اور معزز انسان تھے۔ کسی کو آپ کی مجلس میں جھگڑنے کی، کج بحثی کی اور آواز تک بلند کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

واردین وصادرین اگر کسی حدیث کی بابت کوئی سوال کرتے تو کوئی جواب عنایت نہ فرماتے۔ ہاں کسی حدیث کے بعد کسی حدیث کی بابت سوال ہوتا تو اس کا جواب عنایت فرما دیتے۔ بسا اوقات کسی کو قراءت کی بھی اجازت مرحمت فرما دیتے، آپ کا ایک حبیب نامی کاتب بھی ہوتا تھا جو آپ کی کتابیں لکھتا تھا اور سب کو پڑھ کر سناتا تھا۔ حاضرین میں کسی کو قریب ہو کر کتاب میں جھانکنے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔ اور نہ امام موصوف کے ہیبت وجلال کی وجہ سے کسی کو کسی سوال کی ہمت ہی ہوتی تھی۔ البتہ اگر حبیب کوئی خطا کر جاتا تو اس کی اصلاح فرما دیتے تھے۔

مطرف بن عبداللہ کا قول ہے: میں نے امام مالک کو یہ فرماتے سنا ہے: باطل کے قریب ہونا ہلاکت ہے، باطل قول کرنا حق سے دور ہونا ہے، اگر آپ کے دین اور اس کی مروت میں بگاڑ آ جائے تو پھر دنیا کی کسی چیز میں کوئی خیر نہیں چاہے وہ جتنی بھی زیادہ ہو جائے۔

حرملہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابن وہب نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ امام مالک نے مجھے ارشاد فرمایا: علم گھٹتا ہے، بڑھتا نہیں اور انبیاء علیہم السلام اور آسمانی کتابوں کے بعد یہ گھٹتا ہی رہے گا۔

عبداللہ بن یوسف بیان کرتے ہیں: میں نے امام مالک رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے: میں نے اپنے شہر کے فقہاء کو عمدہ لباس پہنتے ہی دیکھا ہے۔

مصعب بن زبیری بیان کرتے ہیں: خلیفہ ہارون نے جناب امام مالک رحمہ اللہ سے اس بات کی درخواست کی آپ اس کے بیٹوں کو شاہی محل میں آ کر پڑھائیں۔ آپ نے فرمایا: اب تو ایک زمانہ بیت گیا کہ میں نے کسی پر کوئی حدیث پڑھی ہو، ہاں مجھے پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ ہارون نے کہا: اچھا پھر عوام کو پاس سے اُٹھا دیجیے کہ میں آپ پر حدیث کی قراءت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: جب کسی خاص کے لیے عام کو روک دیا جاتا ہے تو وہ خاص بھی مستفید نہیں ہو پاتا۔ پھر آپ نے معن بن عیسیٰ کو حکم دیا تو اُنھوں نے قراءت کی۔

امام مالک رحمہ اللہ کے بھانجے اسماعیل بن ابی اویس بیان کرتے ہیں کہ میرے ماموں جناب مالک رحمہ اللہ، اس وقت تک فتویٰ نہ دیتے تھے جب تک "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" نہ کہہ لیتے تھے۔

اسماعیل قاضی کا بیان ہے کہ میں نے ابومصعب کو یہ بیان کرتے سنا ہے: امام مالک رحمہ اللہ پچیس برس تک جماعت میں شریک نہ ہوئے۔ جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: اس لیے کہ مبادا کوئی منکر دیکھ بیٹھوں اور اسے بدل ڈالنا پڑے۔ یہ بات

ابوبکر شافعی نے اسماعیل سے سنی ہے۔

مطرف بیان کرتے ہیں: امام مالک رحمہ اللہ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ لوگ میرے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: دوست تو تعریف کرتے ہیں البتہ دشمن آپ پر چھینٹے اڑاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: لوگ یوں ہی رہیں گے۔ البتہ ہم اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں کہ سب کی زبانیں ایک ہو جائیں۔ (یعنی سب ہی زبانِ طعن دراز کرنے لگیں)

ابن وہب بیان کرتے ہیں: میں نے ۱۴۸ھ میں حج کیا تھا اس وقت ایک پکارنے والا پکار کر یہ اعلان کر رہا تھا کہ سوائے مالک اور عبدالعزیز الماجشون کے کوئی فتوی نہ دے۔

اسحاق بن موسیٰ بیان کرتے ہیں: ہمیں معن نے بیان کیا کہ امام مالک احادیث نبویہ کے پڑھنے میں یا اور تا میں بے حد احتیاط فرمایا کرتے تھے۔

میں نے پورا ایک جز امام مالک رحمہ اللہ کے ترجمہ میں سپردِ قلم کیا ہے اور اپنی "التاریخ الکبیر" میں امام موصوف پر مفصل کلام کیا ہے۔

رب تعالیٰ نے امام موصوف میں ایسے ایسے فضائل و مناقب کو جمع فرما دیا تھا کہ جہاں تک میں جانتا ہوں کسی اور میں یہ فضائل و مناقب جمع نہیں ہوئے۔ ذیل میں انھیں اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

* لمبی عمر
* علو روایت
* رساذہن
* پختہ عقل
* عمدہ رائے
* فہم و بصیرت
* وسیع علم
* آپ کے حجت اور صحیح الروایت ہونے پر ائمہ محدثین کا اتفاق
* آپ کے دین، عدالت اور اتباع سنت پر سب کا اجماع
* فقہ و فتاویٰ میں تقدم
* آپ کے وضع کردہ قواعد فقہیہ کی صحت و درستی۔ (وغیر ذلک)

امام مالک رحمہ اللہ نے چھیاسی برس کی طویل عمر پائی، ایک قول یہ ہے کہ سن پیدائش ۹۶ھ ہے۔ امام ابوداود بیان کرتے ہیں: آپ ۹۲ھ میں پیدا ہوئے۔ یحییٰ بن بکیر کا قول ہے کہ میں نے خود امام مالک رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے: میں ۹۳ھ میں پیدا ہوا۔ یہی سب سے صحیح قول ہے۔ جب کہ وفات کی بابت ابومصعب اور ابن وہب کا قول ہے کہ آپ نے دس ربیع الاول کو

وفات پائی۔

ابن سحون کہتے ہیں: آپ ربیع الاول کی گیارہ تاریخ کو فوت ہوئے۔ ابن ابی اویس نے چودہ ربیع الاول کی تاریخ ذکر کی ہے جب کہ مصعب زبیری نے ماہ صفر ذکر کیا ہے۔ البتہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ سن وفات ۱۷۹ھ ہے۔ رحمہ اللہ

(۲۰۰) ۵/۷/۴۷ع: الامام، الحافظ ابو سعید ابراہیم بن طہمان الھروی ثم نیشاپوری رحمہ اللہ: ❶

خراسان کے سربرآوردہ علماء میں شمار ہوتے ہیں، سماک بن حرب، عمرو بن دینار، محمد بن زیاد جمحی، ابو جمرہ، ثابت بنانی، ابواسحاق اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے ابن مبارک، حفص بن عبداللہ، معن بن عیسیٰ، خالد بن بزار الایلی، محمد بن سنان العوقی، ابو حذیفہ النہدی اور سعید بن یزید القراء نے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ کے مشائخ میں سے صفوان بن سلیم اور امام ابو حنیفہ نے بھی آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

اسحاق بن راہویہ بیان کرتے ہیں: ابراہیم صحیح حدیث والے تھے۔ خراسان میں ان سے زیادہ احادیث والا کوئی نہ تھا۔ ابو حاتم کا قول ہے: ابراہیم ثقہ پر مرجی تھے۔ امام احمد فرماتے ہیں: ابراہیم مرجی اور جہمیہ پر بے حد شدید تھے۔ ابوزرعہ کا قول ہے: ایک دفعہ میں امام احمد کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ آپ بیماری کی بنا پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اتنے میں ابن طہمان کا ذکر آگیا تو فرمانے لگے کہ مناسب نہیں کہ صلحاء کا ذکر آئے اور پھر ٹیک لگائے بیٹھے رہیں۔

خطیب بیان کرتے ہیں کہ کہتے ہیں کہ ابراہیم بیت المال میں ملازم تھے۔ خوب سخاوت کرتے تھے۔ ایک دن خلیفہ نے کوئی مسئلہ پوچھ لیا تو فرمایا: میں اس کا جواب نہیں جانتا۔ خلیفہ نے کہا: ہر مہینہ اتنی اتنی تنخواہ لیتے ہو اور ایک مسئلہ تک بتا نہیں سکتے۔ اس پر جناب ابراہیم نے فرمایا: میں اس کام کی تنخواہ لیتا ہوں جسے بخوبی سرانجام بھی دیتا ہوں، اگر اس کام کی تنخواہ لیتا ہوتا جس پر مجھے مہارت نہ ہوتی تو اب تک بیت المال فنا ہو چکا ہوتا۔ خلیفہ یہ جواب سن کر دنگ رہ گیا۔ میرا گمان ہے کہ وہ خلیفہ ''مہدی'' تھا۔

ابراہیم اخیر عمر میں مکہ رہ پڑے تھے۔ آپ نے ۱۶۳ھ میں وفات پائی۔ ❷ مجھے آپ کی عوالی کی ''اجازت'' ملی ہے۔

(۲۰۱) ۵/۸/۴۸ع: الامام، الحافظ ابو یوسف اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق السبیعی الکوفی رحمہ اللہ: ❸

آپ نے اپنے دادا سے حدیث سنی اور ان کی حدیث کو عمدہ اور مضبوط کیا۔ ان کے علاوہ زیادہ بن علاقہ، سماک بن حرب،

---

❶ تہذیب الکمال: 56/1، تہذیب التہذیب: 129/1، تقریب التہذیب: 36/1، خلاصۃ التہذیب: 471/1، التاریخ الکبیر: 294/1، الجرح والتعدیل: 370/2، میزان الاعتدال: 19/1، لسان المیزان: 169/7، تاریخ بغداد: 105/6، الوافی بالوفیات: 23/6۔

❷ آپ کے سن وفات کے بارے میں دو اقوال اور بھی ہیں۔ (۱) 158ھ (۲) اور 168ھ۔

❸ تہذیب الکمال: 92/1، تہذیب التہذیب: 261/1، تقریب: 64/1، الکاشف: 116/1، تعجیل الثقات: 79/6، التاریخ الکبیر: 56/2، میزان الاعتدال: 208/1، الوافی بالوفیات: 11/8، سیر الاعلام: 355/7، تاریخ بغداد: 20/7، نسیم الریاض: 65/3، طبقات ابن سعد: 260/6۔

منصور بن معتمر اور ایک جماعت سے حدیث سنی ہے۔ اور آپ سے عبدالرحمن بن مہدی، ابونعیم، محمد بن یوسف فریابی، عبداللہ بن رجاء الغدانی، احمد بن یونس، علی بن جعد اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ حافظ، حجت، صالح، بڑے عاجزی وزاری والے اور علم کا برتن تھے۔ جن علماء نے آپ کو نرم قرار دیا ہے ان کے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔ کیوں کہ حضرات شیخین رحمہما اللہ (امام بخاری وامام مسلم) نے آپ سے حدیث لی ہے۔ آپ نے ۱۶۲ھ یا ۱۶۱ھ میں وفات پائی۔

ہمیں الفخر علی نے اپنی سند کے ساتھ علی بن جعد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں اسرائیل نے ابواسحاق سے، اُنھوں نے معدیکرب سے، اُنھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: ان لوگوں کی پیروی نہ کرو جو باتیں کرتے ہیں اور بے کار کے کام کرتے ہیں۔

عیسیٰ بن یونس بیان کرتے ہیں: مجھے میرے بھائی اسرائیل نے بیان کیا: ''میں ابواسحاق کی احادیث کو یوں یاد کرتا تھا جیسے قرآن کی کسی سورت کو یاد کرتا تھا۔'' یحییٰ بن معین کا قول ہے: اسرائیل ثقہ ہیں۔ ابن المدینی بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید کا قول ہے کہ: اسرائیل، ابوبکر بن عیاش سے فائق ہیں۔

یحییٰ سے پوچھا گیا کہ اسرائیل، ابراہیم بن مہاجر سے تین سو احادیث اور ابویحییٰ قتات سے تین سو احادیث روایت کرتے ہیں۔ تو یحییٰ نے کہا: جو روایات اسرائیل سے مروی نہیں وہ ان دونوں سے مروی ہیں۔

ہمیں ابن قدامہ وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن صالح العجلی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اسرائیل نے ابواسحاق سے، اُنھوں نے عبدالرحمن بن یزید سے، اُنھوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ آیت پڑھائی۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے):

{انی انا الرزاق ذو القوۃ المتین} [1]

''بے شک میں ہی تو ہوں جو رزق دینے والا، زور آور اور مضبوط ہے۔''

اسرائیل علماء عاملین میں سے تھے۔ شقیق بلخی سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں: میں نے خشوع اسرائیل سے سیکھا ہے کہ ان کے فکرِ آخرت میں استغراق کا عالم یہ ہوتا تھا کہ ہم ان کے اردگرد بیٹھے ہوتے تھے پر انھیں دائیں بائیں کے لوگوں کی خبر تک نہ ہوتی تھی۔ یہیں سے میں نے جانا کہ یہ ایک نیک آدمی ہیں۔

(۲۰۲) ۵/۹ع: الامام، الحجت، ابوالصلت زائدہ بن قدامہ الثقفی الکوفی رحمہ اللہ: [2]

آپ زیاد بن علاقہ، عبدالملک بن عمیر، سماک، منصور، موسیٰ بن ابی عائشہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت

---

[1] یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے۔ جبکہ مشہور قراءت یہ ہے: "ان اللہ هو الرزاق ذو القوۃ المتین" (الذاریات: ۵۸) ''بے شک اللہ ہی تو رزق دینے والا، زور آور اور مضبوط ہے۔''

[2] تہذیب الکمال: 421/1، تہذیب التہذیب: 306/3، تقریب: 256/1، خلاصۃ التہذیب: 332/1، التاریخ الکبیر: ط

کرتے ہیں۔ اور آپ سے ابن عیینہ، حسین جعفی ، ابن مہدی، معاویہ بن عمرو، ابونعیم، طلق بن غنام، ابوحذیفہ نہدی، احمد بن یونس اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

حدیث میں اتقان کی بابت آپ شعبہ کی نظیر تھے لیکن میں نے ان کے علاقہ کے علاوہ دوسرے لوگوں سے ان کا تذکرہ نہیں سنا۔ ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں: زائدہ کسی بدعتی کو حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ ابواسامہ کا قول ہے: زائدہ سب سے سچے اور سب سے نیک تھے۔ ابوحاتم رازی بیان کرتے ہیں: زائدہ ثقہ اور صاحب سنت ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ زائدہ نے سرزمین روم میں جنگی محاذ پر وفات پائی تھی۔ آپ نے ۱۶۱ھ کے اوائل میں بڑھاپے کی عمر میں رحلت فرمائی۔ امام احمد فرماتے ہیں: جناب وکیع حافظہ میں کسی کو بھی زائدہ پر ترجیح نہ دیتے تھے۔ ابن طبرزد کے اصحاب کے پاس ان کی عوالی ہے۔

میں نے احمد بن ہبۃ اللہ پر قراءت کی کہ تمھیں ابوروح عبدالمعز بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ احمد بن عبداللہ بن یونس سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں زائدہ نے عبدالملک بن عمیر سے، اُنھوں نے ابن ابی لیلی سے اُنھوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

''ایک آدمی نے خدمتِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی کسی غیر عورت سے ملا اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو ایک آدمی اپنی بیوی سے کرتا ہے البتہ اس نے اس عورت کے ساتھ جماع نہیں کیا۔ (تو ایسے آدمی کا حکم کیا ہے)۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پس رب تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

{واقم الصلوۃ طرفی النہار} [ہود: ۱۱۴]

''اور دن کے دونوں سروں (یعنی صبح اور شام کے اوقات میں) نماز پڑھا کر۔''

پس آپ ﷺ نے اس آدمی سے فرمایا: ''وضو کر اور نماز پڑھ۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ بات خاص اس شخص کے لیے ہے یا سب لوگوں کے لیے عام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب لوگوں کے لیے'' یا (یہ فرمایا کہ) ''مسلمانوں کے لیے عام ہے۔''

(۲۰۳) ۵ / ۵۰ م ۴: الامام، القدوۃ ابوعبداللہ الحسن بن صالح بن حی الہمدانی، الکوفی، الفقیہ رحمہ اللہ: [1]

آپ بڑے عابد و زاہد اور شب زندہ دار آدمی تھے۔ اسرائیل کی طرح ۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ سلمہ بن کہیل، عبداللہ بن دینار، منصور بن معتمر، اسماعیل بن عبدالرحمن السدی، سماک بن حرب اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی۔ آپ اور

432/3، الجرح والتعدیل: 2777/3، نسیم الریاض: 423/3، الوافی بالوفیات: 169/14، البدایۃ والنہایۃ: 134/10، سیر الاعلام: 375/7، طبقات ابن سعد: 623/6، الثقات: 339/6۔

[1] تہذیب الکمال: 264/1، تہذیب التہذیب: 285/2، التاریخ الکبیر: 295/2، میزان الاعتدال: 498/1، الوافی بالوفیات: 59/12، سیر الاعلام: 361/7، البدایۃ والنہایۃ: 150/10، الثقات: 164/6۔

مشہور محدث علی دونوں جڑواں بھائی ہیں اور صالح بن صالح بن حیان بن شفی الثوری کے بیٹے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ "حی" نہیں بلکہ "حیان" ہے۔ آپ کے والد کے نام ونسب کی بابت دو اقوال اور بھی ہیں:

۱۔ ایک یہ کہ ان کا نام "صالح بن صالح بن مسلم بن حیان ہے۔

۲۔ اور دوسرا یہ کہ ان کا نام "صالح بن صالح بن حی بن مسلم" ہے۔

آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں وکیع، یحییٰ بن آدم، محمد بن فضیل، عبید اللہ بن موسیٰ، ابونعیم، قبیصہ، احمد بن یونس، علی بن جعد اور دیگر بے شمار لوگوں کے نام آتے ہیں۔

ابونعیم بیان کرتے ہیں: میں نے آٹھ سو محدثین سے حدیث لکھی ہے۔ میں نے حسن بن صالح سے افضل کوئی نہیں دیکھا۔ ابوحاتم کا قول ہے: حسن ثقہ، حافظ اور متقن ہیں۔ امام احمد انھیں ثقہ قرار دیتے ہیں۔ جناب وکیع بیان کرتے ہیں کہ حسن، ان کی والدہ ماجدہ اور بھائی نے عبادت کے لیے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ والدہ کے انتقال کے بعد دونوں بھائیوں نے رات کو باہم آدھوں آدھ بانٹ لیا۔ لیکن پھر جب آپ کے بھائی علی کا بھی انتقال ہو گیا تو اب حسن ہی ساری رات عبادت کرتے رہتے تھے۔

ابوسلیمان دارانی کا قول ہے: میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس پر حسن بن صالح سے زیادہ خوف الٰہی طاری ہوتا ہو، ایک رات نماز میں "عم یتساءلون" کی تلاوت شروع کی تو غش کھا کر گر پڑے اور فجر تک بھی اسے پورا نہ کر سکے۔

خود حسن بیان کرتے ہیں: بسا اوقات اس حال میں دن چڑھتا تھا کہ ڈھیلا بھی پاس نہ ہوتا تھا۔ لیکن گویا کہ ساری دنیا ہی میرے سامنے سمٹی آئی کھڑی ہوتی تھی۔

ایک دفعہ فرمایا: شیطان بندے کے سامنے خیر کے ننانوے دروازے کھولتا ہے اور اس کا مقصد ان میں سے ایک ایسے دروازے تک لے جانا ہوتا ہے جو دراصل شر کا دروازہ ہوتا ہے۔

عباس، ابن معین کا قول نقل کرتے ہیں کہ اوزاعی اور حسن بن صالح کی رائے لکھی جائے گی۔ ابوزرعہ بیان کرتے ہیں کہ جناب حسن بن صالح زہد و عبادت اور فقہ و اتقان کا حسین مجموعہ تھے اور وکیع تو حسن کو سعید بن جبیر سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔

ابونعیم کا قول ہے: زہد و ورع اور قوت و اتقان تو حسن ثوری کے ساتھ ہی تھی۔ میں نے ہر ایک کو کسی نہ کسی بات میں خطا کرتے دیکھا ہے سوائے حسن بن صالح کے۔ ابن عدی بیان کرتے ہیں: میں نے حسن کی کوئی حدیث نہیں دیکھی جو "منکر" ہو اور مقدار سے متجاوز ہو۔

میں کہتا ہوں: جناب حسن کے بھائی "علی" ادھیڑ عمر میں ۱۵۴ھ میں فوت ہوئے اور ابھی روایت کرنے کی نوبت نہ آئی تھی۔ امام احمد رحمہ اللہ نے علی کی تاریخ وفات یہی ذکر کی۔ جب کہ ابونعیم نے سنِ وفات ۱۶۷ھ بتلایا ہے۔

میں کہتا ہوں: جناب حسن میں اس قدر جلالت و امامت ہونے کے بعد بھی خارجیت کا عنصر موجود تھا۔ خریبی بیان کرتے ہیں: حسن نے جمعہ ادا کرنا ترک کر دیا تھا۔ جس کا قصہ یہ ہوا کہ ایک رات ایک خارجی سے مناظرہ ہو گیا۔ شب بھر کی گفتگو کا نتیجہ یہ نکلا

کہ جناب حسن نے اہل اسلام کے ساتھ جمعہ ادا کرنا ترک کر دیا اور خارجیوں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں پر تلوار اُٹھالی۔

میری علی بن جعد تک سند کے ساتھ علی بن جعد بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حسن بن صالح نے عبید اللہ بن دینار سے، اُنھوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر بھی اور پیدل چل کر بھی قباء کی زیارت کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔''

ہمیں ابن قدامہ اور ابن البخاری نے اپنی سند کے ساتھ ابونعیم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں حسن بن صالح نے موسیٰ جہنی سے، اُنھوں نے فاطمہ بنتِ علی سے، اُنھوں نے حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد فرمایا: ''تمھارا میرے نزدیک وہی رتبہ ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا البتہ بات یہ ہے کہ اب میرے بعد کوئی (نیا) نبی نہیں۔'' [1]

(۲۰۴) ۵/۵۱ع: الامام، الحافظ، الحجت، ابومعاویہ شیبان بن عبدالرحمن تمیمی نحوی رحمہ اللہ: [2]

آپ بنی تمیم کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھے، کوفہ سکونت اختیار کرلی تھی، امیر داود بن علی کی اولاد کے استاذ و مؤدب تھے۔ آپ کی ''النحوی'' نسبت کی بابت علماء نے دو اقوال ذکر کیے ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ آپ قبیلہ ازد کی شاخ ''نحو بن شمس'' کی طرف منسوب ہو کر نحوی کہلاتے ہیں۔ (۲) جب کہ دوسرا قول علم نحو میں کمال دست گاہ ہونے کی بنا پر ''نحوی'' کہلانے کا ہے۔

میں کہتا ہوں: آپ نے حسن بصری رحمہ اللہ سے تھوڑی سی احادیث روایت کی ہیں۔ ان کے علاوہ قتادہ، حکم، ہلال الوزان، یحییٰ بن ابی کثیر، زیاد بن علاقہ اور منصور بن معتمر وغیرہ حضرات سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں امام ابوحنیفہ، حسن بن موسیٰ الاشیب، حسین المروذی، عبید اللہ بن موسیٰ، یونس بن محمد المؤدب، آدم بن ابی ایاس، علی بن جعد اور ایک جماعت کا نام آتا ہے۔

ابن معین وغیرہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں: شیبان اپنے سب مشائخ میں ثبت ہیں۔ یعقوب سدوسی کا قول ہے: شیبان قراءات وحروف کے ماہر تھے اور یہی مہارت ان کی شہرت کا سبب تھی۔ میں کہتا ہوں: شیبان نے قراءِ سبعہ میں سے عاصم سے قراءت حاصل کی ہے۔

ہمیں عبدالحافظ اور ابن العالیہ نے اپنی سند کے ساتھ شعبہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں شیبان نے قتادہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت

---

[1] صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب رقم: 9، جامع الترمذی: کتاب المناقب باب رقم: 20، سنن ابن ماجہ: المقدمۃ، باب رقم: 11۔

[2] تہذیب الکمال: 591/2، تہذیب التہذیب: 373/4، تقریب: 16/4، خلاصۃ التہذیب: 454/1، التاریخ الکبیر: 154/4، میزان الاعتدال: 285/2، لسان المیزان: 244/7، طبقات ابن سعد: 322/7، الوافی بالوفیات: 200/16، سیر الاعلام: 406/7۔

عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں، میں نے ان حضرات میں سے کسی کو بھی بسم اللہ جہراً پڑھتے نہیں سنا۔"

جناب شیبان نے اسی سال سے زیادہ کی عمر پا کر ۱۶۴ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۲۰۵) ۵ / ۵۲ م ۴: الامام فقیہ اہل دمشق ابو محمد سعید بن عبدالعزیز التنوخی، الدمشقی رحمہ اللہ: ❶

آپ نے ابن عامر سے قرآن پڑھا، حج کی سعادت سے سرفراز ہوئے، عطاء بن ابی رباح سے مسائل دینیہ سیکھے اور پوچھے، مکحول، نافع، ربیعہ بن یزید، زہری، قتادہ، بلال بن سعد اور متعدد اکابر سے حدیث سنی۔ اور آپ سے ابن مبارک، ابن مہدی، عبدالرزاق، یحییٰ الوحاظی، ابو عاصم، ابو المغیرہ الحمصی، ابو مسہر الغسانی، ابو نصر التمار، یحییٰ بن بشر الجریری اور دیگر بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

۹۰ھ میں پیدا ہوئے، خود جناب سعید فرمایا کرتے تھے: میں نے کبھی کوئی حدیث نہیں لکھی۔ یعنی سب احادیث سن کر حافظہ کی قوت سے از بر تھیں اور لکھ کر محفوظ کرنے کی نوبت نہ آتی تھی اور آپ لکھی کتابوں سے بھی علم حاصل نہ کیا کرتے تھے۔

یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں: سعید حجت ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شام میں سعید سے زیادہ صحیح احادیث والا کوئی نہیں۔ امام حاکم بیان فرماتے ہیں: فقہ اور علو سند میں اہل شام کے نزدیک جناب سعید کی وہی اہمیت تھی جو جناب مالک رحمہ اللہ کی اہل حجاز کے نزدیک تھی۔

ابو نصر الفرادیسی کا قول ہے: میں جناب سعید کے نماز کے دوران چٹائی پر گرنے والے آنسوؤں کی آواز سنا کرتا تھا۔ مروان بن محمد جناب سعید کا قول نقل کرتے ہیں کہ "میں جب بھی نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو جہنم کو میرے سامنے کر دیا جاتا ہے۔"

ولید بیان کرتے ہیں کہ جناب سعید رات بھر نماز میں مشغول رہتے تھے۔ ابو مسہر کا قول ہے: میں تو بس جناب سعید پر ہی بس کر جایا کرتا تھا۔ سو مجھے ان کے ہوتے ہوئے کسی کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ میں نے جناب سعید کو یہ فرماتے سنا ہے: اس زندگی میں کوئی خیر نہیں سوائے اس کے کہ فکر و تدبر والی خاموشی ہو یا پھر علم و عرفان کا بولنا ہو۔

ولید بن مزید بیان کرتے ہیں: جب کبھی امام اوزاعی سے جناب سعید کے ہوتے ہوئے کوئی سوال پوچھا جاتا تھا تو وہ برملا فرما دیتے تھے: "ابو محمد سے پوچھو۔" ابو مسہر کا یہ قول بھی ہے کہ جناب سعید جب تک لا حول ولا قوۃ پڑھ نہ لیتے تھے اس وقت تک کسی مسئلہ کا جواب نہ دیتے تھے۔ پھر فرماتے: یہ میری رائے ہے جو غلط بھی ہو سکتی ہے اور صحیح بھی۔

محمد بن مبارک الصوری بیان کرتے ہیں: میں نے سعید کو دیکھا ہے کہ جماعت رہ جانے پر رویا کرتے تھے۔ ولید بن مزید کا قول ہے: جب جناب سعید سے پوچھا گیا کہ "کفاف" (بقدر گزران روزی) کیا ہے؟ تو فرمایا: ایک دن بھوکا رہنا اور ایک دن پیٹ بھر کر کھانا۔ ابو مسہر کا قول ہے: میں نے جناب سعید کو یہ فرماتے سنا ہے: "میں نہیں جانتا" یہ آدھا علم ہے۔ میں نے

---

❶ تهذيب الكمال: 385/1، تهذيب التهذيب: 59/4، تقريب: 301/1، الكاشف: 366/1، التاريخ الكبير: 497/3، الجرح والتعديل: 184/4، ميزان الاعتدال: 149/2، شذرات: 163/6، الوافى بالوفيات: 139/15، سير الاعلام: 32/8، الثقات: 369/6۔

ایک آدمی کو سنا، وہ جناب سعید کو یہ دعا دے رہا تھا: اللہ آپ کو لمبی عمر دے تو فرمایا: ''نہیں بلکہ (یہ دعا کرو کہ) اللہ مجھے اپنی رحمت کے جوار میں جلد بلالے۔''

میں کہتا ہوں: امام بخاری رحمہ اللہ نے ان سے حدیث نہیں لی اور خود آپ کی احادیث زیادہ نہیں ہیں۔ ولید بن مسلم، ابومسہر اور ایک جماعت نے آپ کی تاریخ وفات ۱۶۷ھ بتلائی ہے۔ جب کہ ایک قول ۱۶۳ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

ہمیں احمد بن سلامہ نے ابوالفضل عبدالرحیم کاغذی سے کتابۃً سے بیان کیا ہے، وہ اپنی سند کے ساتھ یحییٰ بن صالح سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں سعید بن عبدالعزیز نے، اسماعیل بن عبید اللہ سے، اُنھوں نے قیس بن حارث سے، اُنھوں نے صنابحی سے، اُنھوں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: میں نے تمھارے اس امیر سے زیادہ کسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

(۲۰۶) ۵ / ۵۳ع: الامام، الحافظ، الثبت ابوسعید سلیمان بن مغیرہ القیسی البصری رحمہ اللہ: [1]

آپ بنوقیس کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ابن سیرین، حسن بصری، حمید بن ہلال، ثابت بنانی اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن مبارک، قطان، ابن مہدی، ابوسلمہ، اسد بن موسیٰ، قعنبی، شیبان بن فروخ اور بے شمار لوگوں کے نام شمار کیے جاتے ہیں۔

یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں: سلیمان ثقہ ہیں ثقہ ہیں۔ جب ابن علیہ سے بصرہ کے حفاظ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: سلیمان بن مغیرہ ہیں۔ ابونوح قراد بیان کرتے ہیں: میں نے شعبہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے: سلیمان بن مغیرہ اہل بصرہ کے سردار ہیں۔ خریبی کا قول ہے: میں نے سلیمان سے افضل کوئی بصری نہیں دیکھا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے جناب سلیمان کے ذکر پر فرمایا: وہ ثبت ہیں، ثبت ہیں۔ سلیمان بن حرب کا قول ہے: ''ہمیں سلیمان بن مغیرہ نے بیان کیا، جو عادل، امین، مامون اور پسندیدہ ہیں۔'' عفان بیان کرتے ہیں: ''سلیمان سرخ خضاب لگایا کرتے تھے۔''

میں کہتا ہوں: جناب سلیمان نے ۱۵۶ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ [2]

میری علی بن جعد تک سند کے ساتھ علی بن جعد بیان کرتے ہیں، ہمیں سلیمان بن مغیرہ نے ثابت سے، اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

''آج میں تم لوگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور کی باتوں میں سے سوائے تمھارے ''لا الہ الا اللہ'' کے قول کے اور کسی بات کو نہیں جانتا۔ ہم نے عرض کیا: اے ابوحمزہ! اور نماز؟ فرمایا: تم لوگ غروب آفتاب پر جا کر (عصر کی) نماز پڑھتے ہو۔

---

[1] تہذیب الکمال: 546/1، تہذیب التہذیب: 220/4، تقریب: 330/1، خلاصۃ التہذیب: 419/1، التاریخ الکبیر: 38/4، الجرح والتعدیل: 143/1، الثقات: 390/6، الوافی بالوفیات: 429/15، طبقات ابن سعد: 163/6، البدایۃ والنہایۃ: 147/10۔

[2] ایک قول 165ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

کیا نبی کریم ﷺ کی نماز یہی تھی۔"

(۲۰۷) ۵/ ۵۴ع: الامام، الحجت، المتقن ابو بشر شعیب بن ابی حمزہ الاموی، الحمصی، الکاتب رحمہ اللہ: ❶

آپ بنو اُمیہ کے آزاد کردہ غلام تھے، نافع، ابن منکدر، زھری، عبدالوہاب بن بخت، عکرمہ بن خالد اور ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ ضبط تحریر کے ماہر تھے، خط بے حد عمدہ تھا۔ آپ نے خلیفہ ہشام کے لیے زھری کی املاء کے ساتھ بہت ساری احادیث لکھیں۔

ابوزرعہ دمشقی بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے: میں نے شعیب بن ابی حمزہ کی کتابیں دیکھی ہیں، وہ بے حد مضبوط اور عمدہ ہیں۔ آگے امام احمد رحمہ اللہ شعیب کا ذکر بڑے بلند الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں: میں نے مکہ تک زھری کی رفاقت کی ہے۔ میں اور وہ دونوں قرآن کریم پڑھتے پڑھاتے رہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: شعیب عقیل اور یونس سے فائق اور زبیدی کے مثل ہیں۔ ان سے حدیث میں غلطی کا صدور بہت کم ہوتا تھا۔

علی بن عیاش حمصی کا قول ہے: ہمارے نزدیک شعیب بڑے لوگوں میں سے تھے، وہ حدیث کے معاملہ بے حد بخیل تھے۔ اور بڑے عبادت گزار تھے۔

میں کہتا ہوں: آپ سے آپ کے بیٹے بشر نے اور بقیہ بن ولید، ولید بن مسلم، علی بن عیاش، ابوالیمان اور بے شمار دوسرے لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ کی حدیث صحاح ستہ میں مروی ہے۔

ہمیں ایک جماعت نے اپنی سند کے ساتھ علی بن عیاش سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں شعیب بن ابی حمزہ نے محمد بن منکدر سے، اُنھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کا دو میں سے آخری امر "مما مست النار" سے وضو نہ کرنے کا تھا۔"

(۲۰۸) ۵/ ۵۵ ع: الامام، العلم ابو عبداللہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ التیمی المدنی الفقیہ الماجشون رحمہ اللہ: ❷

آپ آلِ ھدیر کے آزاد کردہ غلام ہیں جو بنو تیم سے تھے۔ زھری، عبداللہ بن دینار، سعد بن ابراہیم وہب بن کیسان،

---

❶ تہذیب الکمال: 585/2، تہذیب التہذیب: 351/4، تقریب: 352/1، الکاشف: 12/2، التاریخ الکبیر: 222/4، الجرح والتعدیل: 1508/4، سیر الاعلام: 187/7، الوافی بالوفیات: 160/16، طبقات ابن سعد: 171/7، الثقات: 438/6۔

❷ تہذیب الکمال: 837/2، تہذیب التہذیب: 343/6(660)، تقریب: 510/1(1231)، الکاشف: 199/2، التاریخ الکبیر: 13/6، الجرح والتعدیل: 1082/5، میزان الاعتدال: 629/2، طبقات ابن سعد: 313/5، سیر الاعلام: 309/7۔

عبدالرحمن بن قاسم اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی ہے، جب کہ آپ سے عبدالرحمن بن مہدی، ابونعیم، حجاج بن منہال، عبدالعزیز بن عبداللہ الاویسی، علی بن جعد، یحییٰ بن بکیر، احمد بن یونس اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ علماء ربانی میں سے تھے۔ ایک مرتبہ جہم کے کلام پر نظر پڑی تو دیکھتے ہی یہ فرمایا: یہ کلام ایک بے بنیاد عمارت اور بے معنی وصف ہے۔ ابن وہب بیان کرتے ہیں: میں نے حج کے موقع پر ایک منادی کو یہ اعلان کرتے سنا کہ سوائے مالک کے اور عبدالعزیز بن ابی سلمہ کے اور کوئی فتویٰ نہ دے۔

عبدالملک بن عبدالعزیز الفقیہ بیان کرتے ہیں کہ مہدی نے انھیں دس ہزار دینار کے بدلے ''اجازت'' حدیث دی۔ احمد بن کامل بیان کرتے ہیں: جناب ماجشون کی لکھی کتابیں تھیں جنھیں ابن وہب نے آپ سے روایت کیا ہے۔ یحییٰ بن معین آپ کو ثقہ کہتے ہیں: ابوالولید الطیالسی کا قول ہے کہ ماجشون وزارت کے اہل تھے۔ احمد بن ابی خیثمہ بیان کرتے ہیں: ماجشون اصبہانی تھے، مدینہ فروکش ہوئے تو وہیں کے ہو رہے۔ ''سکۃ الماجشون'' آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔ لوگوں سے ملتے تو فرماتے کہ میں جونی ہوں جونی ہوں۔ یعنی آپ کے والد ''جونی'' تھے۔

جناب عبدالعزیز نے ۱۶۴ھ میں وفات پائی۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کی کنیت ''ابوالاصبغ'' تھی۔ آپ سے ابوجہم نے ایک حدیث سنی، پر اس کی اسناد ضبط نہ کی اور یہ آپ سے مروی روایات میں سے سب سے اعلیٰ حدیث ہے۔

میری علی بن جعد تک اسناد کے ساتھ علی بن جعد بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عبدالعزیز بن عبداللہ نے ابن شہاب سے، اُنھوں نے محمود بن لبید سے، اُنھوں نے عباد بن تمیم سے، اُنھوں نے اپنے چچا سے بیان کیا کہ:

''اُنھوں نے نبی کریم ﷺ کو چت لیٹے دیکھا، پھر آپ ﷺ نے ایک پاؤں مبارک کو کھڑا کر کے دوسرے کو اس پر رکھ دیا۔''

اس حدیث کو امام مالک اور امام ابن عیینہ دونوں نے ابن شہاب کے واسطہ سے عباد سے بیان کیا ہے لیکن دونوں نے بیچ کے راوی محمود بن لبید کو ذکر نہیں کیا۔

(۲۰۹) ۵/۵۶ ع: الامام المحدث ابویحییٰ فلیح بن سلیمان العدوی، المدنی رحمہ اللہ: [1]

آپ بنی عدی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کا نام عبدالملک تھا۔ نعیم المجمر، نافع مولیٰ بن عمر رضی اللہ عنہ، زہری، عباس بن سہل الساعدی رضی اللہ عنہ، سعید بن حارث، عبدہ بن ابی لبابہ رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے ابوداؤد طیالسی، سریج بن نعمان، یحییٰ بن صالح الوحاظی، سعید بن منصور، ابوربیع الزهرانی، محمد بن جعفر

[1] تہذیب الکمال: 1106/2، تہذیب التہذیب: 303/8 (551)، تقریب: 114/2، الکاشف: 387/2، التاریخ الکبیر: 133/7، الجرح والتعدیل: 479/7، تاریخ اسماء الثقات: 1142، المغنی: 4969، تراجم الاحبار: 238/3، طبقات ابن سعد: 285/5، نسیم الریاض: 146/1، سیر الاعلام: 351/7۔

الورکانی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند "محمد" بھی آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں شامل ہیں۔

آپ صادق، عالم اور صاحب حدیث تھے۔ البتہ "متین" نہ تھے۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں: ان میں کوئی حرج نہیں۔ حضرات شیخین رحمہما اللہ نے ان سے روایت لی ہے۔ البتہ یحییٰ بن معین آپ کو غیر ثقہ کہتے ہیں۔ ایک بار ضعیف بھی کہا ہے اور ایک بار یہ بھی کہا کہ ان صاحب کی حدیث جائز نہیں ہے۔ ابو داود، فرماتے ہیں: فلیح غیر حجت ہیں امام نسائی فرماتے: فلیح غیر قوی ہیں۔

میں کہتا ہوں: فلیح نے ۱۶۸ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ آپ کی حدیث حسن کے رتبہ میں ہے۔

(۲۱۰) ۵/۵۷ع: الامام، الشیخ، الحافظ ابو الحارث لیث بن سعد الفہمی، الاصبہانی رحمہ اللہ: [2]

آپ دیارِ مصر کے شیخ، عالم اور رئیس تھے۔ آپ کا خاندان مصر سے تھا۔ بنی فہم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ عطاء بن ابی رباح، نافع العمری، ابن ابی ملیکہ، سعید مقبری، زہری، ابوزبیر مکی، مشرح بن ھاعان، ابوقبیل المعافری، یزید بن ابی حبیب، جعفر بن ربیعہ اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور تو اور آپ نے اپنے تلامذہ تک سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے شیخ محمد بن عجلان اور ان کے علاوہ ابن وہب سعید بن ابی مریم اور ان کے کاتب عبداللہ بن صالح، اور یحییٰ بن بکیر، یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری، یحییٰ بن یحییٰ قرطبی، قتیبہ بن سعید، محمد بن رمح، عیسیٰ بن حماد، ابوجہم باہلی اور بے شمار لوگوں کے نام آتے ہیں۔

آپ نے ۱۱۳ھ میں انیس برس کی عمر میں حج کیا، وہاں آپ نے اکابر محدثین سے ملاقاتیں کیں۔ آپ دیارِ مصر کے بڑے اور ان کے معزز ترین عالم تھے حتیٰ کہ مصر کا نائب اور قاضی آپ کے اشارۂ ابرو کے آگے سر تسلیم خم کیے ہوتا تھا۔ لہٰذا اگر کبھی آپ کو کسی کی بابت کوئی شک یا تردد ہوتا تھا تو خلیفہ کو خط لکھ کر اسے معزول کروا دیتے تھے۔ خلیفہ منصور نے آپ پر دولت کی نیابت وزارت کو پیش کیا تو قبول کرنے سے انکار فرما دیا۔ امام شافعی رحمہ اللہ آپ کو نہ پانے کا بے حد افسوس کیا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ لیث مالک سے بڑے فقیہ تھے لیکن لیث کے اصحاب نے آپ کے علم وفقہ کو قائم کرنے کا اہتمام نہ کیا اور ایک بار فرمایا: لیث امام مالک سے زیادہ آثار کی پیروی کرنے والے تھے۔ یحییٰ بن بکیر کا قول ہے: لیث مالک سے بڑے فقیہ ہیں لیکن قسمت نے امام مالک کی یاوری کی۔ ابن وہب بیان کرتے ہیں: اگر لیث اور مالک نہ ہوتے تو ہم سیدھی راہ سے بھٹک گئے ہوتے۔

---

[2] تہذیب الکمال: 1152/3، تہذیب التہذیب: 459/8، تقریب: 138/2، الکاشف: 13/3، التاریخ الکبیر: 246/7، الجرح والتعدیل: 1015/7، میزان الاعتدال: 423/3، لسان المیزان: 347/7، سیر الاعلام: 136/8، تراجم الاحبار: 307/7، تاریخ بغداد: 13/3، نسیم الریاض: 127/2، دیون الاسلام: ت 1775، طبقات المحدثین باصبہان: ت 56۔

محمد بن رمح کا قول ہے: جناب لیث کی سالانہ آمدنی اسی ہزار دینار تھی۔ اس کے باوجود کبھی ان پر زکاۃ فرض ہونے کی نوبت نہ آئی تھی۔

میں کہتا ہوں: جناب لیث بڑے سخی تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے امام مالک کو ہزار دینار بھیجے اور ایک مرتبہ عصفر خوشبو کے کئی بوجھ بھیجے اور جب ابن لہیعہ کا گھر جل کر خاک ہو گیا تو انھیں نیا گھر بنانے کے لیے ایک ہزار دینار ہدیہ کیے۔ ایک مرتبہ منصور بن عمار الواعظ کو بھی ہزار دینار دیے۔

ایک مرتبہ ایک عورت چھوٹی رکابی لے کر شہد مانگنے آئی تو اسے شہد کا پورا کنستر عطا فرمایا۔ یحییٰ بن بکیر بیان کرتے ہیں کہ خود جناب لیث نے فرمایا: ایک مرتبہ ابوجعفر نے مجھ سے ولایت مصر سنبھالنے کو کہا تو میں نے یہ کہہ کر عذر کر دیا کہ میں کمزور ہوں کیوں کہ میں موالی میں سے ہوں۔ اس پر ابوجعفر نے کہا: میرے ہوتے ہوئے آپ کمزور نہیں ہو سکتے، البتہ آپ کی نیت اس عہدہ کو قبول کرنے سے کمزور پڑ گئی ہے۔

خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ ہارون الرشید نے آپ سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ میں اس بات کی قسم اُٹھا چکا ہوں کہ میرے لیے دو جنتیں ہوں گی (تو اب میری قسم کا کیا ہوگا) اس پر جناب لیث نے ہارون سے تین مرتبہ اس بات کی قسم لی کہ کیا وہ اللہ سے ڈرتا ہے۔ جب ہارون نے قسمیں اُٹھالیں تو فرمایا: رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ} [الرحمٰن: ۴۶]

''اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لیے دو باغ ہیں۔''

اس قصہ کے راوی ابوالحسن بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ ہارون نے آپ کو مصر میں بے شمار جاگیریں عطا کیں۔

یحییٰ بن بکیر کا قول ہے: جب لیث عراق آئے تو مہدی نے اپنے وزیر یعقوب سے کہا: ان شیخ کو لازم پکڑو، مجھے اس بات کی تحقیق ہے کہ اب ان سے بڑا عالم کوئی باقی نہیں رہا۔

عبدالملک بن یحییٰ بن بکیر اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: میں نے لیث سے زیادہ کامل شخص نہیں دیکھا۔ لیث فقیہ النفس تھے، قرآن، قراءات اور نحو بہت عمدہ جانتے تھے، شعر اور حدیث کے حافظ تھے۔ مسائل پر بہت عمدہ گفتگو کرتے تھے۔ غرض یحییٰ نے امام موصوف کی دس کے قریب صفات شمار کرنے کے بعد یہ فرمایا کہ میں نے لیث کا مثل نہیں دیکھا۔

ابوعبداللہ البوشنجی بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن بکیر کو یہ بیان کرتے سنا ہے: مجھے سعید بن ابی ایوب سے بیان کیا گیا ہے، وہ فرماتے ہیں: اگر مالک اور لیث دونوں یکجا ہو جاتے تو امام مالک جناب لیث کے سامنے بے زبان ہو جاتے اور لیث جناب مالک کو جس کو چاہتے بیچ دیتے۔

ابوطاہر بن سرح ابن وہب کا قول نقل کرتے ہیں کہ اگر مالک اور لیث نہ ہوتے تو میں تو ہلاک ہو جاتا۔ میرا گمان تھا کہ جناب لیث نبی کریم ﷺ کے ہر ارشاد پر عمل کیا کرتے تھے۔ حرملہ نے ابن وہب کو یہ بیان کرتے سنا ہے: لیث جناب مالک کو ہر سال سو دینار بھیجا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ امام مالک نے لکھ بھیجا کہ میں مقروض ہوں تو انھیں پانچ سو دینار بھیجے۔

اثرم امام احمد رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ ان مصریوں میں لیث سے زیادہ ثبت کوئی نہیں، نہ عمرو بن حارث اور نہ کوئی اور۔
ایک مرتبہ سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہ ہم نے شعبہ کے گدھے، اس کی کاٹھی اور لگام کی قیمت کا اندازہ کیا تو وہ دس سے بیس درہم تک نکلی۔ اس پر محمد بن معاویہ نیشاپوری بولے۔ ایک دن امام مالک نکلے، ہم نے ان کے لباس، سواری اور انگوٹھی کی قیمت کا تخمینہ لگایا تو وہ اٹھارہ ہزار سے بیس ہزار درہم تک کی نکلیں۔

امام لیث کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ آپ امام، حجت اور کثیر التصانیف تھے۔ آپ کے اور ابو العباس شحنہ کے درمیان چھ رواۃ کا واسطہ ہے۔ بلاشبہ یہ بڑی عالی سند ہے۔ آپ نے نصف شعبان جمعہ کی رات ۱۷۵ھ میں اکیاسی سال کی عمر پا کر وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۲۱۱) ۵/۵۸ د، ت، ق: الحافظ ابو محمد قیس بن ربیع الاسدی الکوفی رحمہ اللہ: [1]

آپ ضعیف ہونے کے باوجود سر برآوردہ علماء میں سے ہیں۔ عمرو بن مرہ، حبیب بن ابی ثابت، علقمہ بن مرثد، زیاد بن علاقہ، محارب بن دثار اور ان کے طبقہ کے کوفیوں سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ آپ نے علم حدیث کے لیے اسفار کیے تھے اور آپ سے سفیان اور شعبہ نے حدیث روایت کی ہے۔ یہ دونوں حضرات خود آپ کے طبقہ کے ہیں۔ ان کے علاوہ اسحاق سلولی، عاصم بن علی، محمد بن بکار بن الریان، علی بن جعد، یحییٰ الحمانی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

شعبہ آپ کی تعریف کیا کرتے تھے۔ عفان آپ کو ثقہ کہتے ہیں، یعقوب بن شیبۃ کا قول ہے: قیس ہمارے سب اصحاب کے نزدیک صدوق ہیں اور ان کی کتاب صالح ہے۔ البتہ آپ کا حافظہ بے حد خراب تھا اس لیے امام احمد نے آپ کو نرم کہا ہے اور ابن معین کہتے ہیں: قیس کچھ بھی نہیں۔ امام نسائی انھیں متروک کہتے ہیں۔ البتہ ابن عدی انھیں قوی کہتے ہیں اور کہتے ہیں: ان میں کوئی حرج نہیں اور ان کی اکثر روایات مستقیم ہیں اور ان کے بارے وہی قول معتبر ہے جو شعبہ کا ہے۔

ابو الولید قیس بن ربیع کے جنازہ میں شریک ہو کر بیان کرتے ہیں کہ قیس نے اپنے بعد کوئی مثل نہیں چھوڑا۔ محمد بن عبید طنافسی بیان کرتے ہیں: بغیر ثوری کے قیس ہمارے نزدیک کچھ بھی نہیں۔ ایک مرتبہ کچھ عرصہ کے لیے ولایت و امارت ملی تو ایک آدمی پر حد جاری کر کے اسے مار دیا۔ لوگوں کے پوچھنے پر کہنے لگے: اس کا وقت آ گیا تھا۔ موصوف اپنے دورِ ولایت میں عورتوں کو سزا دینے کے لیے انھیں ان کے پستانوں سے باندھ کر لٹکا دیا کرتے تھے اور اس پر مستزاد یہ کہ ان پر بھڑیں چھوڑ دیتے تھے۔

ابو الولید کا قول ہے: میں نے قیس سے چھ ہزار احادیث لکھی ہیں۔

میں کہتا ہوں: قیس علم کا برتن تھے لیکن ان کی ظلم و ستم کی خو کی بنا پر ائمہ محدثین نے ان میں کلام کیا ہے۔ موصوف نے ۱۶۷ھ یا ۱۶۸ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

---

[1] تہذیب الکمال: 1132/2، تہذیب التہذیب: 391/8 (696)، تقریب: 128/2، خلاصۃ التہذیب: 356/2، التاریخ الکبیر: 156/7، میزان الاعتدال: 393/3، المغنی: 5062، سیر الاعلام: 41/8۔

(۲۱۲) ۵/۵۹ع: الامام ابو العباس یحییٰ بن ایوب غافقی مصری رحمہ اللہ: [1]

آپ اہل مصر کے فقیہ اور ان کے مفتی تھے۔ آپ نے ابو قبیل حی بن ھانی، یزید بن ابی حبیب، بکیر بن الاشج، جعفر بن ربیعہ، ربیعۃ الرائے، حمید الطویل اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن وہب، زید بن حباب، ابو عبدالرحمن المقری، سعید بن ابی مریم، سعید بن عفیر اور ایک خلق خدا شامل ہے۔ حتیٰ کہ آپ کے شیخ ابن جریج نے بھی آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

ابن عدی بیان کرتے ہیں: یحییٰ مصر کے فقہاء اور علماء میں سے ہیں۔ وہ مصر کے قاضی بھی رہے ہیں۔ میرے نزدیک غافقی صدوق ہیں۔ ابن یونس بیان کرتے ہیں: آپ شام، مصر، عراق اور حرمین شریفین کے علماء سے حدیث حاصل کرنے والوں میں سے ایک تھے۔

ابن معین کا قول ہے: غافقی صالح الحدیث ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غافقی کا حافظہ خراب تھا۔ میں کہتا ہوں کہ یحییٰ غافقی کی حدیث کتب ستہ میں مذکور ہے۔ البتہ موصوف کی متعدد احادیث منکر بھی ہیں۔ سعید بن عفیر وغیرہ نے آپ کا سن وفات ۱۶۸ھ بتلایا ہے۔ رحمہ اللہ

(۲۱۳) ۵/۶۰ع: الامام، الحافظ، المجود، شیخ عراق ابو اسماعیل حماد بن زید بن درہم الازدی البصری رحمہ اللہ: [2]

آپ بنو ازد کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھے۔ موصوف نابینا تھے اور آپ کے دادا سجستان کے قیدیوں میں سے آلِ جریر بن حازم کے آزاد کردہ غلام تھے۔

آپ نے ابو عمران الجونی، محمد بن زیاد، ابو جمرہ ضبعی، انس بن سیرین، عمرو بن دینار، ثابت بنانی اور دیگر بے شمار اکابر سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں عبدالرحمن بن مہدی، مسدد، قواریری، محمد بن ابی بکر المقدمی، علی بن المدینی، احمد بن مقدام اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ابن مہدی بیان کرتے ہیں: حماد کے زمانہ میں لوگوں کے امام چار تھے، ثوری، مالک، اوزاعی اور حماد بن زید۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے: حماد سے زیادہ ثبت کوئی نہیں۔ یحییٰ بن یحییٰ بیان کرتے ہیں: میں نے حماد سے بڑا حافظ کوئی شیخ نہیں دیکھا۔ امام احمد فرماتے ہیں: حماد دین والوں میں مسلمانوں کے امام ہیں حماد بن زید مجھے حماد بن سلمہ سے زیادہ محبوب ہیں۔

---

[1] تہذیب الکمال: 1490/3، تہذیب التہذیب: 186/11 (315)، تقریب: 343/2، الکاشف: 143/3، التاریخ الکبیر: 260/8، الجرح والتعدیل: 542/9، میزان الاعتدال: 362/4، ضعفاء ابن الجوزی: 191/3۔

[2] تہذیب الکمال: 324/1، تہذیب التہذیب: 9/3، تقریب: 197/1، خلاصۃ التہذیب: 251/1، الکاشف: 251/1، الجرح والتعدیل: 617/3، التاریخ الکبیر: 25/3، طبقات ابن سعد: 53/9، سیر الاعلام: 456/7، البدایۃ والنہایۃ: 174/1۔

ابن مہدی کا قول ہے: میں نے حماد سے زیادہ اعلیٰ سنت والا کوئی نہیں دیکھا اور یہ بھی ابن مہدی ہی کا قول ہے: میں نے حماد اور مالک اور سفیان سے بڑا عالم کوئی نہیں دیکھا۔ اور نہ بصرہ میں حماد سے بڑا کوئی فقیہ دیکھا ہے۔

گیارھویں جز کی حدیث ابی سہل قطان میں ہمارا اسماع ثابت ہے کہ ابو سہل بیان کرتے ہیں: ہمیں حسن بن علی العمری نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں میں نے حسن بصری کے صاحب سلیمان بن ایوب کو سنا، وہ کہتے ہیں: میں نے ابن مہدی کو یہ کہتے سنا کہ: میں نے حماد سے بڑا عالم نہیں دیکھا کہ نہ تو وہ سفیان ہیں اور نہ مالک۔

ابو عاصم بیان کرتے ہیں: حماد انتقال کر گئے، میں نے اسلام میں ہیبت وجلال اور سنجیدگی و وقار میں ان کی نظیر نہیں دیکھی اور میرا گمان ہے کہ ابو عاصم نے یہ بھی کہا تھا: میں نے ان سے حدیث سنی ہے۔ یزید بن زریع کا قول ہے: حماد مسلمانوں کے سردار ہیں۔ ابو حاتم بن حبان بیان کرتے ہیں: حماد مادر زاد نابینا تھے، انھیں اپنی سب کی سب احادیث زبانی یاد تھیں۔ محمد بن مصفی کا قول ہے: میں نے بقیہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں نے عراق میں حماد بن زید کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔ امام ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شعبہ کے بعد بصرہ کا "مرد میداں" یہ نیلی آنکھوں والا (یعنی نابینا) ہے۔ یعنی حماد بن زید۔ امام وکیع فرماتے ہیں: ہم حماد بن زید کو صرف مسعر کے مشابہ قرار دیا کرتے تھے۔ سلیمان بن حرب کا قول ہے: حماد کی کوئی کتاب نہ تھی سوائے یحییٰ بن سعید کی کتاب کے۔

ابن طباع کا قول ہے: میں نے حماد بن زید سے بڑا عقل مند اور دانا و بینا کوئی نہیں دیکھا۔ ابن فراش بیان کرتے ہیں: حماد نے کبھی کسی حدیث میں کوئی خطا نہ کی تھی۔ عجلی بیان کرتے ہیں: حماد کی چار ہزار احادیث تھیں جو انھیں ازبر تھیں اور ان کی کوئی کتاب نہ تھی۔

حماد ۹۸ ھ میں پیدا ہوئے اور رمضان ۱۷۹ھ میں انتقال کر گئے۔ رحمہ اللہ

ابو حاتم رازی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں سلیمان بن حرب نے بیان کیا وہ کہتے ہیں میں نے حماد بن زید کو یہ بیان کرتے سنا: بے شک یہ آتش پرست مجوسی اس بات پر بارگاہِ الٰہی سے دھتکارے جائیں گے کہ "آسمانوں میں کوئی الٰہ نہیں۔ ابراہیم بن سعید جوہری بیان کرتے ہیں: میں نے ابو اسامہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں جب حماد بن زید کو دیکھا کرتا تھا تو جی میں یہ کہا کرتا تھا: ان کی تادیب تو کسریٰ نے کی ہے جب کہ ان میں تفقہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بدولت آیا ہے۔

(۲۱۴) ۵/۶۱ ع: الامام، المحدث شیخ خراسان ابو حمزہ محمد بن میمون السکری المروزی رحمہ اللہ: [1]

آپ نے زیادہ بن علاقہ، ابو اسحاق، عبدالملک بن عمیر، منصور بن معتمر اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی۔ اور آپ

---

[1] تہذیب الکمال: 1280/2، تہذیب التہذیب: 486/9، تقریب التہذیب: 212/2، خلاصۃ التہذیب: 463/2، الکاشف: 102/3، التاریخ الکبیر: 234/1، الجرح والتعدیل: 338/8، میزان الاعتدال: 54/4، تاریخ بغداد: 266/3، للعین، رقم: 610، تراجم الاحبار: 87/4، الانساب: 156/7، طبقات الحفاظ: 97، تاریخ اسماء الثقات: 1219، سیر الاعلام: 385/7۔

سے ابن مبارک، عبدان بن عثمان، نعیم بن حماد اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

جناب ابوحمزہ ثقہ، ثبت، معزز، فراخ دست، سخی، شیریں گفتار اور کریم النفس تھے۔ بے مثال شیریں گفتگو کی وجہ سے ''السکری'' کے لقب سے معروف ہوئے۔ یحییٰ بن معین نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ ابوحمزہ نور بیان کرتے ہیں: تیس سال گزر گئے ہیں کہ میں نے کبھی مہمان کے بغیر پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا۔ عباس بن مصعب کا قول ہے: ابوحمزہ مستجاب الدعاء تھے۔ ۱۶۷ھ یا ۱۶۸ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

میں کہتا ہوں: ابوحمزہ کی حدیث صحیح بخاری میں ''عالی'' سند کے ساتھ مروی ہے اور ''اجازت'' کے ساتھ بھی مروی ہے۔

(۲۱۵) ۵ / ۶۲ ع: الامام، الحجت، شیخ السنۃ ابو بشر ورقاء بن عمر بن کلیب الیشکری الکوفی رحمہ اللہ: ❶

آپ نے مدائن میں سکونت اختیار کر لی تھی، عمرو بن دینار، محمد بن منکدر، ابواسحاق، عبیداللہ بن یزید المکی، منصور بن معتمر اور متعدد اکابر سے حدیث روایت کی، جب کہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں اسحاق ازرق، شبابہ، ابوداود، قبیصہ، ابوعبدالرحمن المقری، ابوغسان نہدی، فریابی اور علی بن جعد جیسے محدثین کے اسمائے گرامی گنوائے جاتے ہیں۔

امام احمد فرماتے ہیں: ورقاء ثقہ اور صاحب سنت ہیں۔ ابوداود بیان کرتے ہیں: مجھے شعبہ نے بیان کیا کہ ''ورقاء کو لازم پکڑو کہ ان کا مثل ڈھونڈنے نکلو گے تو ناکام لوٹو گے۔'' ابوداؤد سجستانی فرماتے ہیں: ورقاء صاحب سنت ہیں البتہ ''ارجاء'' کا عقیدہ رکھتے تھے۔ یحییٰ قطان نے ورقاء میں نرمی ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ابومنذر اسماعیل بن عمر کا قول ہے: ہم ورقاء کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب وہ جان جان آفریں کے سپرد کر رہے تھے تو اُنھوں نے تکبیر کہنا اور کلمہ پڑھنا اور اللہ کا ذکر کرنا شروع کر دیا۔ پھر جب لوگ زیادہ ہو گئے تو اپنے برخوردار سے فرمایا: میری طرف سے اب تم سلام کا جوب دیتے رہو کہ اب اس حال میں مجھے میرے رب سے مشغول نہ کرو۔

جناب ورقاء نے ۱۶۰ھ کے چند سال بعد یعنی ساٹھ کی دہائی میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۲۱۶) ۵ / ۶۳ ع: الحافظ نافع بن عمر القرشی المکی رحمہ اللہ: ❷

موصوف اپنے زمانہ میں مکہ کے محدث تھے۔ ابن ابی ملیکہ، سعید بن ابی ہند اور عمرو بن دینار سے حدیث سنی۔ اور آپ سے یحییٰ بن سعید، ابن مہدی، خلاد بن یحییٰ، سعید بن ابی مریم، محرز بن سلمہ، داود بن عمرو الضبی اور دوسرے لوگوں نے حدیث

---

❶ تہذیب الکمال: 1460/3، تہذیب التہذیب: 113/11 (200)، تقریب: 330/2، خلاصۃ التہذیب: 139/3، الکاشف: 235/3، التاریخ الکبیر: 188/8، الجرح والتعدیل: 216/9، میزان الاعتدال: 332/4، المغنی: 6831، تراجم الاحبار: 205/4، سیر الاعلام: 419/7، تاریخ بغداد: 484/13۔

❷ تہذیب الکمال: 1404/3، تہذیب التہذیب: 409/1 (736)، تقریب: 296/2، الکاشف: 197/3، التاریخ الکبیر: 86/8، الجرح والتعدیل: 2088/8، میزان الاعتدال: 241/4، المغنی: 6584، تراجم الاحبار: 133/4، تاریخ اسماء الثقات: 1472، التمہید: 186/1۔

روایت کی ہے۔

عبدالرحمن بن مہدی بیان کرتے ہیں: نافع قرشی سب سے اثبت تھے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نافع ثقہ ہیں ثقہ ہیں۔ محمد بن سعید کا قول ہے کہ نافع نے ۱۶۹ھ میں مکہ میں وفات پائی ہے۔ رحمہ اللہ ❶

ہمیں احمد بن ہبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ داود بن عمرو سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں نافع بن عمر نے ابن ابی ملیکہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں میرے سینے اور میرے گلے کے درمیان (سر رکھے ہونے کی حالت میں) وفات پائی۔''

اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے "عن سعید بن ابی مریم عن نافع" کے طریق سے روایت کیا ہے۔

(۲۱۷) ۵ / ۶۴ ع: الحافظ، الثبت، ابو مخارق جویریہ بن اسماء بن عبید الضبعی رحمہ اللہ: ❷

ابو حاتم بیان کرتے ہیں: جنھوں نے انھیں (ابو مخارق کی بجائے) ابو مخراق کہا ہے، انھوں نے خطا کی ہے۔ آپ بصری، امام اور محدث ہیں۔ اپنے والد سے اور نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہ ابن شہاب، عبداللہ بن یزید مولی المنبعث، اپنے رفیق امام مالک سے اور ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ جب کہ آپ سے آپ کے بھتیجے عبداللہ بن محمد ابن اسماء نے اور ابو سلمہ تبوذکی، حیان بن ہلال، حجاج بن منہال، مسدد اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں یحییٰ قطان بھی شامل ہیں۔ امام احمد نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ ابن معین کا قول ہے: ان میں کوئی حرج نہیں۔ آپ نے ۱۷۳ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۲۱۸)۔ ۵ / ۶۵ م ۴: القاضی ابو عبداللہ شریک بن عبداللہ، النخعی، الکوفی رحمہ اللہ: ❸

آپ کا شمار سربرآوردہ ائمہ محدثین میں ہوتا تھا۔ آپ نے ابو صخرہ جامع بن شداد، جامع بن ابی راشد، سلمہ بن کہیل، ابو اسحاق، زیاد بن علاقہ، سماک بن حرب اور متعدد اکابر سے حدیث روایت کی۔ اور آپ سے آپ کے دو مشائخ ابان بن تغلب اور محمد بن اسحاق نے، جب کہ متاخرین میں سے قتیبہ، علی بن حجر، اسحاق بن ابی اسرائیل، ابوبکر بن ابی شیبہ اور ان کے بھائی عثمان بن ابی شیبہ نے اور ہناد بن السری نے اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

---

❶ ایک قول 169ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

❷ تہذیب الکمال: 209/1، تہذیب التہذیب: 124/2، تقریب: 136/1، خلاصۃ التہذیب: 174/1، الکاشف: 190/1، التاریخ الکبیر: 20/9، الجرح والتعدیل: 2206/2، الوافی بالوفیات: 227/11، سیر الاعلام: 317/7، الثقات: 153/6، العبر: 256/1، شذرات: 269/1، تاریخ الفسوی: 103/3۔

❸ تہذیب الکمال: 580/2، تہذیب التہذیب: 333/4، تقریب: 351/1، الکاشف: 10/2، التاریخ الکبیر: 237/4، الجرح والتعدیل: 2206/2، الوافی بالوفیات: 48/16، سیر الاعلام: 178/8، الثقات: 444/6، میزان الاعتدال: 270/2، لسان المیزان: 242/7۔

اسحاق ازرق بیان کرتے ہیں کہ اُنھوں نے جناب شریک بن عبداللہ سے نو ہزار احادیث حاصل کی ہیں۔ ابن مبارک کا قول ہے: شریک اپنے شہر کے لوگوں کی حدیث کو سفیان سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں: شریک میں کوئی حرج نہیں۔ عیسیٰ بن یونس بیان کرتے ہیں: میں نے شریک سے زیادہ اپنے علم میں متورع کوئی نہیں دیکھا۔ ابو اسحاق جوزجانی کا قول ہے: شریک کا حافظہ خراب تھا۔

میں کہتا ہوں: شریک امام، فقیہ، محدث، کثیر الحدیث اور حسن حدیث والے تھے، البتہ اتقان فی الحدیث میں حماد بن زید جیسے نہ تھے۔ امام بخاری نے ان کی حدیث سے استشہاد کیا ہے اور امام مسلم ان کی حدیث کو متابع بنا کر لائے ہیں۔ یحییٰ بن معین نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ ذی العقدہ ۱۷۷ھ میں بیاسی سال کی عمر پا کر وفات پائی۔ رحمہ اللہ

مجھے شریک کو عوالی ملی ہیں۔ اور شریک کی مروی احادیث ''حسن'' میں داخل ہیں۔

(۲۱۹) ۵/ ۶۶ ع: الحافظ، الحجت، محدثِ الجزیرہ، ابو خیثمہ زہیر بن معاویہ بن خدیج الجعفی الکوفی رحمہ اللہ: ❶

آپ الرحیل اور حدیج کے بھائی ہیں۔ اسود بن قیس، ابو اسحاق، سماک بن حرب، حمید الطویل، ابو زبیر زیاد بن علاقہ اور ان کے طبقہ سے حدیث روایت کی۔ جب کہ آپ سے ابوداود، حسن بن موسیٰ الاشیب، ابونعیم، ابوجعفر النفیلی، احمد بن یونس، یحییٰ بن یحییٰ تمیمی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ کا شمار علمائے حدیث میں ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک طالب حدیث کو وصیت کرتے ہوئے امام ابن عیینہ نے فرمایا: زہیر بن معاویہ کو لازم پکڑو کہ کوفہ میں کوئی ان کا مثل نہیں۔ معاذ بن معاذ کا قول ہے: اللہ کی قسم! سفیان ثوری میرے نزدیک زہیر سے زیادہ ثبت نہیں تھے۔ شعیب بن حرب زہیر اور شعبہ کی ایک حدیث ذکر کرنے کے بعد بیان کرتے ہیں: میرے نزدیک زہیر شعبہ جیسے بیس لوگوں سے بھی بڑے حافظِ حدیث ہیں۔

امام احمد فرماتے ہیں: زہیر علم کی کان ہیں۔ ابو حاتم رازی کا قول ہے: ہمارے نزدیک زہیر ہر بات میں اسرائیل سے زیادہ محبوب ہیں، سوائے ابو اسحاق کی حدیث کے۔ ابو حاتم سے پوچھا گیا: اور زائدہ اور زہیر؟ تو فرمایا: زہیر میں اتقان فی الحدیث زیادہ ہے۔ اور وہ صاحب سنت ہیں۔ البتہ ابو اسحاق سے ان کا سماع متاخر ہے۔ ابوزرعہ بیان کرتے ہیں: زہیر نے ابو اسحاق سے اختلاط لاحق ہونے کے بعد حدیث سنی۔ البتہ زہیر ثقہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابو اسحاق کو کبھی اختلاط کا عارضہ لاحق نہیں ہوا۔ تب پھر ابوزرعہ کی مراد حافظہ میں معمولی تغیر اور کمی کا آجانا ہے۔

حمید بن عبدالرحمن الرواسی کا قول ہے: زہیر جب کسی شیخ سے ایک حدیث کو دو مرتبہ سن لیتے تھے تو اس پر ''فَرَغْتُ'' (یعنی میں یہ حدیث سن کر اور لکھ کر فارغ ہو گیا) لکھ دیا کرتے تھے۔

---

❶ تهذيب الكمال: 436/1، تهذيب التهذيب: 351/3، تقريب: 265/1، الكاشف: 327/1، التاريخ الكبير: 427/3، الجرح والتعديل: 2674/3، ميزان الاعتدال: 82/2، لسان الميزان: 221/7، مجمع الزوائد: 109/2، الجمع بين رجال الصحيحين: 598، طبقات ابن سعد: 335/7، الوافي بالوفيات: 226/14، سير الاعلام: 181/8۔

کہتے ہیں کہ: جناب زہیر ۱۶۴ھ میں ''الجزیرہ'' فروکش ہوئے، جب کہ ۱۶۲ھ میں انھیں فالج ہو چکا تھا۔ نفیلی نے یہی نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں جناب زہیر نے ۱۷۳ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ ❶

(۲۲۰) ۵/ ۶۷ ع: الحافظ، المفتی ابوایوب سلیمان بن بلال التیمی المدنی رحمہ اللہ: ❷

ایک قول یہ ہے کہ آپ کی کنیت ابومحمد ہے۔ آپ آل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ عبداللہ بن دینار، زید بن اسلم، خیثم بن عراک، ابوحازم، الاعرج، ربیعۃ الرائے، ابوطوالہ، سہیل بن ابی صالح اور متعدد اکابر سے حدیث روایت کی۔ اور آپ سے آپ کے فرزند ارجمند ایوب نے اور قعنبی، خالد بن مخلد، سعید بن ابی مریم، ابوبکر عبدالحمید بن ابی اویس، سعید بن عفیر، لوین، اسماعیل بن ابی اویس، یحییٰ بن یحییٰ تمیمی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن سعد بیان کرتے ہیں: سلیمان تیمی بربری، خوبرو، خوش منظر، ثقہ اور عاقل تھے۔ مدینہ منورہ میں فتویٰ دینے کی سعادت سے سرفراز تھے۔ مدینہ کے خراج پر بھی مامور رہے۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے۔ سلیمان تیمی ثقہ اور صالح ہیں۔

ہمیں احمد بن اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ ہمیں لوین نے، وہ کہتے ہیں ہمیں سلیمان بن بلال نے، ابووجزہ سے، اُنھوں نے حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بیٹے! ❸ قریب ہو اور داہنے ہاتھ سے کھا اور اپنے آگے سے کھا۔''

یہ حدیث امام ابوداود نے لوین سے روایت کی ہے۔ ❹

جنابِ سلیمان بن بلال کا سن وفات ۱۷۲ھ ہے۔ ❺ رحمہ اللہ تعالیٰ

(۲۲۱) ۵/ ۶۸ ۴: الفقیہ، صاحبِ مغازی ابومعشر نجیح بن عبدالرحمن السندی، المدنی رحمہ اللہ: ❻

آپ بنی مخزوم کی ایک خاتون کے غلام تھے، آپ نے اس خاتون سے عقدِ مکاتبت کیا اور اسے عقدِ کتابت کی رقم بھی ادا

---

❶ آپ کے سن وفات کی بابت ایک قول ۱۷۲ھ کا اور ایک قول ۱۷۷ھ کا بھی ہے۔

❷ تہذیب الکمال: 532/1، تہذیب التہذیب: 174/5، تقریب: 322/1، الکاشف: 391/1، التاریخ الکبیر: 3/4، الجرح والتعدیل: 460/4، الوافی بالوفیات: 355/15، سیر الاعلام: 425/7، الثقات: 388/6۔

❸ عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوتیلی اولاد تھے۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ''اے میرے بیٹے!'' کہہ کر پکارا۔ نسیم

❹ سنن ابی داود: کتاب الاطعمة، باب رقم: 19۔

❺ اور ایک قول 176ھ کا اور ایک قول 177ھ کا بھی ہے۔

❻ تہذیب الکمال: 1407/3، تہذیب التہذیب: 419/10، تقریب: 298/2، الکاشف: 199/3، التاریخ الکبیر: 114/8، الجرح والتعدیل: 2263/8، لسان المیزان: 409/7، معجم المؤلفین: 83/13، لسان المیزان: 409/7، العبر: 258/1، تاریخ بغداد: 427/13۔

کر دی۔ وہ یوں کہ ام موسیٰ بنت منصور نے آپ کی عقدِ کتابت کی رقم ادا کر کے آپ کی ولاء خرید لی، اگر چہ آپ کے حافظہ میں قدرے خرابی تھے لیکن اس کے باوجود آپ علم کا برتن تھے۔ حضرت ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ، موسیٰ بن یسار، نافع، ابن منکدر، محمد بن قیس اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی۔ امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ نے جامع ترمذی میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ جناب ابو معشر نے حضرت سعید بن مسیب کو نہیں پایا۔ میرا گمان ہے کہ یہ سعید مقبری ہیں۔ کیوں کہ ابو معشر ان سے بہت زیادہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں آپ کے فرزند محمد اور عبدالرزاق، ابو نعیم، محمد بن بکار، منصور بن ابی مزاحم اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔ ابن معین بیان کرتے ہیں: ابو معشر قوی نہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں: ابو معشر کو مغازی پر بصیرت حاصل تھی، وہ صدوق ضرور تھے لیکن اسناد کو درست بیان نہ کرتے تھے۔ ابو نعیم کا قول ہے: ابو معشر سندھ والے اور ہکلے تھے۔ یعنی وہ کعب کو "قعب" کہا کرتے تھے۔ ابوزرعہ انھیں صدوق کہتے ہیں جب کہ نسائی انھیں غیر قوی قرار ہیں۔

میں کہتا ہوں: امام نسائی نے ان سے حجت پکڑی ہے۔ البتہ حضرات شیخین نے ان سے روایت نہیں لی۔ ابو معشر سفید رنگ، نیلی آنکھوں والے اور تیز شنوائی والے تھے۔ خلیفہ مہدی انھیں اپنے ساتھ عراق لے گیا اور انھیں ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا۔ خلیفہ مہدی نے انھیں کہا: ان دنوں آپ ہمارے پاس ہیں ذرا ہمارے آس پاس کے لوگوں کو فقہ تو سکھا دیجیے۔

جناب ابو معشر نے رمضان ۱۷۰ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

یاد رہے کہ شریک حدیث میں جناب معشر سے زیادہ قوی ہیں۔

(ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کا نام عبدالرحمن بن ولید بن ہلال ہے)

(۲۲۲) ۵/۶۹ ع: الحافظ، الثبت، الامام ابوبکر وہیب بن خالد بن عجلان الباہلی البصری الکرابیسی رحمہ اللہ: [1]

آپ بنی باہل کے آزاد کردہ غلام تھے۔ منصور بن معتمر، ایوب، عبداللہ بن طاؤس، سہل بن ابی صالح اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے اسماعیل بن علیہ، عفان، مسلم بن ابراہیم، عارم، ہدبہ بن خالد اور دوسرے لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن مہدی بیان کرتے ہیں: وہیب اپنے اصحاب میں حدیث اور رجال پر سب سے زیادہ بصیرت رکھتے تھے۔ ابو حاتم بیان کرتے ہیں: ایک قول یہ ہے کہ شعبہ کے بعد ابوبکر باہلی سے زیادہ رجال کا عالم کوئی نہیں تھا۔ محمد بن سعید بیان کرتے ہیں: وہیب جب قید میں ڈالے گئے تو ان کی بینائی جاتی رہی۔ آپ ثقہ اور حجت تھے۔ چنانچہ بصارت چلے جانے کے بعد اپنے حافظہ سے احادیث کی املاء کرواتے تھے۔ ابن سعد فرماتے ہیں: ابوبکر باہلی ابو عوانہ سے بڑے حافظ حدیث تھے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 1483/3، تہذیب التہذیب: 169/11(290)، تقریب: 339/2، الکاشف: 246/3، التاریخ الکبیر: 177/8، الجرح والتعدیل: 158/9، معجم الثقات: 127، المعین: 628، تراجم الاحبار: 188/4، التمہید: 64/2، سیر الاعلام: 223/8، العبر: 246/1، معرفۃ الثقات: 1958۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو بکر نے صرف اٹھاون برس کی زندگی پائی تھی۔

امام بخاری رحمہ اللہ احمد بن رجاء الهروی سے روایت کرتے ہیں کہ جناب وہیب نے ۱۶۵ھ میں وفات پائی۔ علم وفقہ میں موصوف حماد بن زید کی نظیر تھے۔ رحمہ اللہ

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ ہمیں عبدالاعلیٰ بن حماد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں وہیب نے سہیل سے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جب تم میں سے ایک کھانا کھا چکے تو (اس کے بعد ہاتھ دھونے یا پونچھنے سے پہلے) اپنی انگلیاں چاٹ لے کیوں کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کس کھانے میں برکت ہے۔''

اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے "عن محمد بن حاتم عن بھز، عن وھیب بن خالد" کے طریق سے روایت کیا ہے۔ ❶

(۲۲۳) ۵/۰۷ع: الحافظ، الثقہ ابوعوانہ الوضاح بن خالد الواسطی، البزاز رحمہ اللہ: ❷

آپ یزید بن عطاء الیشکری کے آزاد کردہ غلام تھے۔ حسن بصری اور ابن سیرین کی زیارت نصیب ہوئی۔ قتادہ، حکم بن عتیبہ، زیاد بن علاقہ، ابوبشر، سماک اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے مشائخ سے خوب روایت کیا اور بہت عمدہ روایت کیا۔ جب کہ آپ سے حبان بن ہلال، عفان، سعید بن منصور، مسدد، محمد بن ابی بکر المقدمی، قتیبہ، شیبان بن فروخ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

عفان بیان کرتے ہیں: ہمارے نزدیک ابوعوانہ شعبہ سے زیادہ صحیح حدیث والے ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں: ان کی کتاب (یعنی لکھی حدیث) تو صحیح ہے لیکن جب اپنے حافظہ سے حدیث بیان کرتے ہیں تو بسا اوقات وہم کا شکار ہو جاتے ہیں۔ عفان بیان کرتے ہیں: ابوعوانہ بہت زیادہ تحریر ضبط کرنے والے اور نقطے لگانے والے تھے۔ یحییٰ قطان کا قول ہے: ابوعوانہ کی حدیث شعبہ اور سفیان کی حدیث کے بے حد مشابہ تھی۔ عفان بیان کرتے ہیں: ہمیں شعبہ نے بیان کیا: اگر ابوعوانہ تمھیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کریں تو ان کی تصدیق کرو۔ تمام کا قول ہے: میں نے ابن معین کو یہ بیان کرتے سنا ہے: ابوعوانہ قراءت کیا کرتے تھے، لکھتے نہ تھے۔ عباس، ابن معین کا قول نقل کرتے ہیں: ابوعوانہ اُمی تھے، اس لیے ایک کاتب کی مدد سے احادیث لکھا کرتے تھے جو آپ کی قراءت کی احادیث کو لکھتا جاتا تھا۔

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الاشربة، رقم الحديث: 129، 130۔

❷ تهذيب الكمال: 1461/3، تهذيب التهذيب: 116/11 (204)، تقريب: 331/2، الكاشف: 235/3، الجرح والتعديل: 173/9، ميزان الاعتدال: 334/4، معجم طبقات الحفاظ: 184، رجال الصحيحين: 2125، التمهيد: 54/8، تراجم الاحبار: 184/4، سير الاعلام: 116/8۔

حجاج بن محمد بیان کرتے ہیں: مجھے شعبہ نے یہ وصیت فرمائی کہ ابوعوانہ کو لازم پکڑو۔ جعفر بن ابی عثمان کا قول ہے: ابن معین سے پوچھا گیا کہ اہل بصرہ کے لیے سفیان کے مثل کون ہے؟ تو فرمایا: شعبہ، پھر پوچھا گیا کہ ان کے لیے زائدہ کے مثل کون ہے؟ تو فرمایا: ابوعوانہ، پھر پوچھا گیا: ان کے لیے زہیر بن معاویہ کے مثل کون ہے؟ تو فرمایا: وہیب۔

ابن مہدی کا قول ہے کہ ابوعوانہ اور ہشام۔ یہ دونوں ابن ابی عروبہ اور ہمام جیسے ہیں۔ یحییٰ بن سعید کا قول ہے: مجھے ابو عوانہ کی کتاب شعبہ کے حفظ سے زیادہ محبوب ہے۔ امام احمد، ابن المدینی کا قول نقل کرتے ہیں: ابوعوانہ قتادہ کی احادیث کی بابت ضعیف تھے۔ ان کی کتاب ضائع ہوگئی تھی۔ اس لیے وہ سعید سے احادیث یاد کیا کرتے تھے۔ جن میں اُنھوں نے متعدد غریب احادیث بھی نقل کی ہیں۔

یعقوب بن شیبہ کا قول ہے: ابوعوانہ مغیرہ کی احادیث کی بابت سب سے زیادہ ثبت ہیں، البتہ قتادہ کی احادیث میں آپ ایسے نہ تھے۔ عبیداللہ العبسی کا قول ہے کہ: شعبہ نے ابوعوانہ سے کہا: آپ کی کتاب تو صالح ہے لیکن آپ کا حافظہ کسی چیز کے برابر بھی نہیں۔ آپ نے کس کے ساتھ ہوکر حدیث کو حاصل کیا تھا؟ تو ابوعوانہ نے فرمایا: منذر صیرفی کے ساتھ ہوکر۔ اس پر شعبہ نے فرمایا: تیرے ساتھ یہ منذر نے کیا ہے۔

جناب ابوعوانہ نے ربیع الاول ۱۷۶ھ میں بصرہ میں وفات آئی۔ رحمہ اللہ

ہمیں عبدالحافظ بن بدران اور یوسف بن احمد دونوں نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ خلف بن ہشام بیان کرتے ہیں، ہمیں ابوعوانہ نے عمر بن ابی سلمہ سے، اُنھوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے، اُنھوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ:

''سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حیض کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک لحاف میں سوجایا کرتی تھیں جب کہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ایک کپڑا ہوتا تھا۔''

(۲۲۴) ۵/ ۱۷ د، ت، ق: امامِ کبیر، دیارِ مصریہ کے قاضی و عالم و محدث ابوعبدالرحمن عبداللہ بن لہیعہ بن عقبہ بن فرعان الحضرمی المصری رحمہ اللہ: ❶

آپ عطاء بن ابی رباح، عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج، عمرو بن شعیب، مشرح بن ھاعان، ابویونس مولی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، یزید بن ابی حبیب، ابوالاسود، عروہ اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ لیکن آپ اس قدر وسعت علمی کے حامل ہونے کے باوجود بھی متقن نہ تھے۔ اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن مبارک، ابن وہب، ابوعبدالرحمن المقری اور ایک جماعت شامل ہے جنھوں نے آپ سے وہم کی کثرت لاحق ہونے سے قبل اور آپ کی کتابوں کے جل جانے سے قبل

❶ تہذیب الکمال: 727/2، تہذیب التہذیب: 373/5(648)، تقریب: 444/1، الکاشف: 122/2، الجرح والتعدیل: 145/5، میزان الاعتدال: 475/2، لسان المیزان: 268/7، طبقات ابن سعد: 204/7، دیوان الاسلام، ت: 1797۔

آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ لہٰذا ان مذکورہ محدثین کی ابن لہیعہ سے مروی حدیث زیادہ قوی ہے اور بعض کی صحیح بھی ہے، جب کہ بعض کی مروی حدیث صحت کے درجہ تک ترقی نہیں کرتی، ان کے علاوہ ابو صالح الکاتب، قتیبہ بن سعید، یحییٰ بن بکیر، محمد بن رمح، کامل بن طلحہ وغیرہ نے بھی آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

آپ سے حدیث روایت کرنے والے متقدمین علماء میں امام اوزاعی، عمرو بن حارث، سفیان اور شعبہ جیسے اکابر کے اسماء گرامی بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

ہمیں احمد بن ربیع نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ قتیبہ بیان کرتے ہیں، ہمیں ابن لہیعہ نے یزید بن ابی حبیب سے اُنھوں نے ابو عمران اسلم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''آدمی پر ایسا وقت بھی آتا ہے کہ اس کی کھال (یعنی بدن) میں سوئی کے برابر نفاق بھی نہیں ہوتا۔ اور اس پر ایسا وقت بھی آتا ہے کہ اس کی کھال (یعنی بدن) میں سوئی کے برابر ایمان کی جگہ بھی نہیں ہوتی۔''

امام احمد فرماتے ہیں: بھلا مصر میں حدیث کی کثرت، ضبط اور اتقان میں ابن لہیعہ جیسا کون ہو سکتا ہے۔ مجھے اسحاق بن موسیٰ نے بیان کیا کہ ۱۶۴ھ میں ان کی ملاقات ابن لہیعہ سے ہوئی تھی جب کہ ان کی کتابیں ۱۶۹ھ میں نذرِ آتش ہوئی تھیں۔

البتہ سعید بن مریم یہ کہا کرتے تھے کہ ابن لہیعہ کی کتابیں نذرِ آتش نہ ہوئی تھیں۔ اور وہ ابن لہیعہ کو ضعیف بھی کہا کرتے تھے۔

امام ابوداود فرماتے ہیں: کہ میں نے امام احمد کو یہ فرماتے سنا ہے: مصر کے محدث تو ابن لہیعہ ہی تھے۔ احمد بن صالح کا قول ہے: ابن لہیعہ صحیح کتاب والے اور علم کے طالب تھے۔

زید بن حباب سفیان ثوری کا قول نقل کرتے ہیں: ابن لہیعہ کے پاس اصول ہیں جب کہ ہمارے پاس فروع ہیں۔ عثمان بن صالح بیان کرتے ہیں: ابن لہیعہ کا گھر اور کتابیں دونوں جل کر راکھ ہو گئے البتہ ان کے ''اصول'' سلامت رہے۔ (یعنی کتب حدیث کے اصولی نسخے سلامت رہے) چنانچہ میں نے عمارہ بن غزیہ کی کتاب کو ابن لہیعہ کی اصل سے لکھا تھا۔

یحییٰ قطان اور ایک جماعت انھیں ضعیف کہتی ہے۔ اور ابن معین کا قول ہے کہ ابن لہیعہ قوی نہیں ہے۔

جب ابوزرعہ سے ابن لہیعہ اور قدماء کے ان سے سماع کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ان کا اول اور آخر دونوں برابر ہیں۔ البتہ ابن مبارک اور ابن وہب دونوں ابن لہیعہ کے اصول کی اتباع کرتے تھے۔

قتیبہ بیان کرتے ہیں: جب ابن لہیعہ کی کتابیں جل گئیں تو اگلے ہی دن جناب لیث نے انھیں ایک ہزار دینار بھجوائے۔ میں نے جناب لیث کو ابن لہیعہ کی وفات پر یہ فرماتے سنا: اُنھوں نے اپنے پیچھے اپنا مثل نہیں چھوڑا۔

میں کہتا ہوں: ابن لہیعہ ۱۵۵ھ میں مصر کے قاضی بنائے گئے۔ آپ نو ماہ تک اس عہدے پر فائز رہے۔ منصور نے ان دنوں آپ کا مشاہرہ تیس دینار کیا ہوا تھا۔ مجھے ابن لہیعہ کی عوالی ملی ہیں۔ ابن یونس کا قول ہے: ابن لہیعہ ۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۵ ربیع الاول ۱۷۴ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

میں کہتا ہوں: ابن لہیعہ کی احادیث متابعات میں تو ذکر کی جاتی ہیں، البتہ انھیں بطور حجت کے پیش نہیں کیا جاتا۔

(۲۲۵) ۵ / ۷۲ د، س: الامام، علامہ، قاضئ کوفہ جناب ابو عبداللہ قاسم بن معن ❶ بن عبدالرحمن بن صاحب رسول ﷺ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہذلی، مسعودی کوفی رحمہ اللہ: ❷

آپ کا شمار کوفہ کے سر برآوردہ علماء میں ہوتا ہے۔ آپ مشہور محدث جناب ابو عبیدہ بن معن کے بھائی تھے۔ حصین بن عبدالرحمن، عبدالملک بن عمیر، منصور بن معتمر، ہشام بن عروہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی، جب کہ آپ سے عبدالرحمن بن مہدی، ابونعیم، عبداللہ بن ولید العدنی، ابوغسان النہدی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: جناب قاسم عہدۂ قضا کی تنخواہ نہ لیتے تھے، ابوحاتم بیان کرتے ہیں: قاسم ثقہ ہیں اور سب سے زیادہ حدیث روایت کرنے والے، سب سے زیادہ اشعار بیان کرنے والے اور عربیت اور فقہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔

میں کہتا ہوں: جناب قاسم کا سن وفات ۱۷۵ھ ہے، امام نسائی نے ان سے روایت ذکر کی ہے۔

(۲۲۶) ۵ / ۷۳ ع: الامام، المحدث، الصادق، العابد ابوعبدالملک بکر بن مضر المصری رحمہ اللہ: ❸

آپ ۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے، ابوقبیل المعافری، یزید ابن الهاد، جعفر بن ربیعہ، ابن عجلان اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی۔ اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں آپ فرزند اسحاق کے علاوہ ابن وہب، عبدالرحمن بن قاسم، قتیبہ بن سعید اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔ آپ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے موالی میں سے تھے۔

حارث بن مسکین بیان کرتے ہیں: ابن قاسم اہل فسطاط میں سے کسی کو بھی بکر بن مضر پر ترجیح نہ دیا کرتے تھے۔ میں نے انھیں بچپن میں دیکھ رکھا ہے۔ مجھے ان کے بیٹے اسحاق نے بیان کیا ہے کہ میرے والد ماجد کبھی غالیچہ پر نہ بیٹھا کرتے تھے، طویل حزن کرتے، زبان کی بے حد حفاظت کرتے اور آنے جانے والے محدثین کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے کہ زہد و ورع سیکھو۔ امام بکر بن مضر نے عرفہ کی صبح ۱۷۴ھ میں وفات پائی۔ موصوف ثقہ اور حجت تھے۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ قتیبہ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ ہمیں بکر نے عمرو بن حارث سے، اُنھوں نے بکیر سے، اُنھوں نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام یزید سے، اُنھوں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بیان

---

❶ ایک قول یہ ہے کہ یہ لفظ ''معین'' ہے۔

❷ تهذيب الكمال: 117/2، تهذيب التهذيب: 338/8، تقريب: 120/2، الكاشف: 394/2، التاريخ الكبير: 170/7، الجرح والتعديل: 687/7، معرفة الثقات: 1502۔ تاريخ اسماء الثقات: 1153، تراجم الاحبار: 281/3، سير الاعلام: 190/8۔

❸ تهذيب الكمال: 136/1، تهذيب التهذيب: 487/1، تقريب: 107/1، التاريخ الكبير: 295/2، الجرح والتعديل: 1529/2، طبقات ابن سعد: 205/7، رجال الصحيحين: 222، الوافي بالوفيات: 218/10، سير الاعلام: 195/8، مشاهير علماء الامصار: ت 1534، العبر: 265/1، شذرات: 284/1۔

کیا، وہ فرماتے ہیں:

جب یہ آیت نازل ہوئی: (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

{وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ} [البقرۃ:۱۸۴]

''اور جولوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن رکھیں نہیں) وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلا دیں۔''

تو ہم میں سے جو چاہتا وہ روزہ نہ رکھتا اور اس کا فدیہ دے دیتا، یہاں تک کہ اس کے بعد والی آیت نے نازل ہو کر اس آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا۔

اس حدیث کو ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے قتیبہ سے روایت کیا ہے سوائے امام ابن ماجہ کے، سو ہم نے اس حدیث کی سند کے عالی ہونے کی وجہ سے اس کی موافقت کی ہے۔

(۲۲۷) ۵/ ۴۷ م ۴: الامام ابو سلیمان جعفر بن سلیمان الضبعی البصری رحمہ اللہ: ❶

موصوف حضرات شیعہ کے ثقہ امام اور ان کے زاہدین میں سے ہیں۔ ثابت بنانی، ابو عمران الجونی، یزید الرشک، مالک بن دینار، جعد بن ابی عثمان اور ائمہ محدثین کی ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ جب کہ ان سے سیار بن حاتم اور عبدالرزاق نے حدیث روایت کی ہے۔ عبدالرزاق نے ان سے تشیع کی بدعت کو لیا۔ ان کے علاوہ ابو سلیمان سے حدیث روایت کرنے والوں میں قتیبہ بن سعید، بشر بن ہلال الصواف، اسحاق بن ابی اسرائیل، مسدد، محمد بن سلیمان لوین اور دیگر لوگ شامل ہیں۔

ابن معین نے ابو سلیمان کو ثقہ اور ثابت بنانی کے راویوں میں شمار کیا ہے۔ ابن سعد نے بے حد عمدہ بات کہی ہے کہ ابو سلیمان ثقہ ہیں پر ان میں ضعف ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے سوا محدثین کی ایک جماعت نے ان سے حدیث لی ہے۔ موصوف نے ۱۷۸ھ میں وفات پائی۔

(۲۲۸) ۵/ ۷۵ ع: الامام، الحافظ، مفتی الجزیرہ، ابو وہب عبید اللہ بن عمرو الرقی رحمہ اللہ: ❷

جناب ابو وہب نے زید بن انیسہ، عبدالملک بن عمرو، ایوب سختیانی، عبدالکریم بن مالک اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں عبداللہ بن جعفر الرقی، العلاء بن ہلال ابو توبہ الحلبی، علی بن حجر، عبدالجبار بن عاصم، محمد بن سلیمان لوین اور بے شمار لوگوں کے نام شمار کیے جاتے ہیں۔

---

❶ تہذیب الکمال: 196/1، تہذیب التہذیب: 95/2، تقریب التہذیب: 131/1، الکاشف: 167/1، التاریخ الکبیر: 192/2، الجرح والتعدیل: 481/1، میزان الاعتدال: 408/1، لسان المیزان: 190/7، ضعفاء ابن الجوزی: 171/1، طبقات خلیفہ: 224، تاریخ الفسوی: 169/1، العبر: 271/1۔

❷ تہذیب الکمال: 887/2، تہذیب التہذیب: 42/7، تقریب: 537/1، الکاشف: 232/2، التاریخ الکبیر: 392/5، الجرح والتعدیل: 1551/5، سیر الاعلام: 310/8، الثقات: 149/7۔

محمد بن سعد بیان کرتے ہیں: ابو وہب ثقہ ہیں البتہ بسا اوقات خطا کر جاتے ہیں۔ اپنے زمانہ میں کسی کو ان کے فتویٰ سے اختلاف کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ آپ ۱۰۱ھ میں پیدا ہوئے اور سن وفات ۱۸۶ھ ہے۔

ہمیں عبدالحافظ بن بدران اور یوسف الحجار نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ عبدالجبار بن عاصم کہتے ہیں، ہمیں عبید اللہ بن عمرو نے زید بن ابی انیسہ سے، اُنھوں نے عدی بن ثابت سے، اُنھوں نے ابو حازم الاشجعی سے، اُنھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس نے گھر سے ہی وضو کیا پھر اللہ کے گھروں میں سے ایک گھر کی طرف چلا تا کہ اللہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ کو ادا کرے تو دو قدموں میں سے ہر پہلا قدم اس کی ایک خطا کو معاف کرے گا اور دوسرا قدم ایک درجہ کو بلند کرے گا۔"

یہ حدیث صحیح غریب اور مفرد احادیث میں سے ہے اسے صرف امام مسلم [1] نے اپنے شیخ سے، اُنھوں نے زکریا بن عدی سے اور اُنھوں نے عبید اللہ سے روایت کیا ہے۔ گویا کہ امام عبید اللہ اس حدیث کو زید بن ابی انیسہ سے رویت کرنے میں متفرد ہیں۔ یہ حدیث دو اعتبار سے عالی ہے۔

(۲۲۹) ۵/۶/۷ ع: الحافظ، الصدوق ابو غسان محمد بن مطرف المدنی رحمہ اللہ: [2]

موصوف ابو غسان نے محمد بن منکدر، حسان بن عطیہ، صفوان بن سلیم اور ابو حازم الاعرج سے حدیث روایت کی ہے۔ اور آپ سے سفیان ثوری آپ سے مقدم ہونے کے باوجود حدیث روایت کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ ابن وہب، آدم بن ابی ایاس علی بن عیاش الحمصی، سعید بن ابی مریم، علی بن جعد اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

جب آپ بغداد خلیفہ مہدی کے پاس تشریف لائے تو اس نے آپ کا بے حد اکرام و احترام کیا۔ امام احمد آپ کو ثقہ کہتے ہیں۔ آپ ۱۷۰ھ سے پہلے وفات پا گئے تھے۔

ہمیں ابن قدامہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ علی بن عیاش کہتے ہیں، ہمیں محمد بن مطرف نے زید بن اسلم سے اُنھوں نے عطاء بن یسار سے، اُنھوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "ہر کھال کی پاکی اسے دباغت دے دینا ہے۔"

---

1. صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: 282۔
2. تهذيب الكمال: 1273/3، تهذيب التهذيب: 461/9، تقريب: 208/2، خلاصة التهذيب: 458/2، الكاشف: 98/3، التاريخ الكبير: 236/1، الجرح والتعديل: 431/8، ميزان الاعتدال: 430/4، تراجم الاحبار: 45/4، تاريخ بغداد: 295/3، الوافى بالوفيات: 34/5، التمهيد: 307/2۔

(۲۳۰) ۵/۷۷ ع: الحافظ معاویہ بن سلام بن ابی سلام ممطور الحبشی، الشافی رحمہ اللہ: ❷

آپ اپنے والد سے، اپنے بھائی زید بن سلام سے اور زھری، یحییٰ بن ابی کثیر اور دیگر بے شمار ائمہ محدثین سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے یحییٰ بن حسان التنیسی، یحییٰ بن صالح الوحاظی، یحییٰ بن یحییٰ تمیمی، ابو مسعر الغسانی، یحییٰ بن بشر الحریری اور مروان بن محمد الطاطری نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ کے اصحاب میں سب سے آخر میں رہ جانے والے ابو توبہ ربیع بن نافع ہیں۔

جناب معاویہ حمص میں رہتے تھے، پھر دمشق فروکش ہو گئے۔ امام نسائی وغیرہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ ابن معین بیان کرتے ہیں: میں انھیں اہل شام کا محدث شمار کرتا ہوں۔

میں کہتا ہوں: جناب معاویہ ۱۷۰ھ تک زندہ رہے۔ اسی زمانہ میں ان کی ملاقات یحییٰ بن یحییٰ اور ابو توبہ سے ہوئی تھی۔

(۲۳۱) ۵/۷۸ ع: الحافظ ابو یحییٰ مہدی بن میمون الازدی، المعولی، البصری رحمہ اللہ: ❶

آپ بنی معول کے آزاد کردہ غلام تھے۔ محمد ابن سیرین، ابو رجاء العطاردی، غیلان بن جریر، ابو الوازع، جابر بن عمرو الراسی، حسن بصری، واصل الاحدب اور واصل مولی ابن عیینہ سے حدیث روایت کی۔ شعیب بن حبحاب سے قرآن سیکھا پڑھا اور یاد کیا۔ اور آپ سے یحییٰ قطان، ابن مہدی، عارم، ابو الولید، ابو سلمہ المنقری، ہدبہ بن خالد، مسدد، عبداللہ بن محمد بن اسماء اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ ہشام بن حسان آپ سے بڑے تھے اس کے باوجود اُنھوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ امام احمد نے آپ کو ثقہ کہا ہے اور اس سے پہلے شعبہ نے بھی آپ کو ثقہ کہا ہے۔ ابن سعد کے بقول آپ کردی تھے۔ ۱۷۲ھ میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں: یعقوب حضرمی نے آپ پر حدیث قراءت کی اور "سنن" کے جملہ مجموعوں میں آپ کی حدیث مروی ہے۔
ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ سعید بن منصور کہتے ہیں، ہمیں مہدی بن میمون نے ابو الوازع سے بیان کیا وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو عربوں کے محلہ (یعنی قبیلہ) کی طرف (دعوت دینے کے لیے) بھیجا، تو ان لوگوں نے قاصدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سب وشتم بھی کیا اور اُن پر دست درازی بھی کی۔ اُنھوں نے لوٹ کر سارا ماجرا خدمتِ نبوی

---

❷ تہذیب الکمال: 1344/3، تہذیب التہذیب: 28/10، خلاصۃ التہذیب: 40/3، الکاشف: 157/3، التاریخ الکبیر: 335/7، الجرح والتعدیل: 1752/8، تراجم الاحبار: 406/3، سیر الاعلام: 397/7، العبر: 469/1، طبقات ابن سعد: 412/6، معرفۃ الثقات: 1744۔

❶ تہذیب الکمال: 1380/2، تہذیب التہذیب: 326/1، تقریب: 279/2، الکاشف: 179/3، التاریخ الکبیر: 425/7، الجرح والتعدیل: 1547/8، العبر: 262/1، تراجم الاحبار: 353/3، الانساب: 331/12، تاریخ اسماء الثقات: 1376، سیر الاعلام: 10/8، رجال الصحیحین: 2022۔

میں گوش گزار کر دیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم اہل عمان کے پاس جاتے تو نہ تو وہ تم پر سب وشتم کرتے اور نہ تمھیں مارتے۔''

اس طبقہ کے زمانہ کے چند مشاہیر:

یہ وہ زمانہ تھا جب اسلام اور اہل اسلام عزت وشوکت کی اوجِ ثریا کو چھور ہے تھے۔ چہار سو علم کے چرچے اور اس کی بہتات تھی۔ جہاد کے پرچم لہرا رہے تھے، سنتوں کا دور دورہ تھا، بدعات کو سر چھپانے کی جگہ نہیں ملتی تھی۔ سربکف ہو کر حق بولنے والے شمار میں نہ آتے تھے۔ زہد وعبادت کا غلغلہ تھا۔ عوام خوش حال تھے ملکی ترقی، آسودگی اور امن کی کثرت تھی، محمدی لشکروں کا احاطہ نگاہوں کی بساط سے نکلا جاتا تھا۔ جن کا سلسلہ مغرب اور جزیرۂ اندلس کے آخر سے لے کر ہند اور حبشہ تک اور مملکتِ خطا تک پھیلا ہوا تھا۔ اس زمانہ کے خلفاء ابو جعفر منصور جیسے تھے۔ بھلا ابو جعفر جیسا کون ہو سکتا ہے؟ مانا کہ وہ ظالم تھا، لیکن اس کے باوجود جرأت وشجاعت، حزم واحتیاط اور صبر وثبات کا پیکر تھا، علم، عقل اور فہم وبصیرت قابل رشک تھی، بے پناہ رعب وہیبت کے باوجود علم وادب کی مجالس قائم کرتا اور خود بھی ان میں شریک ہوتا تھا۔

ابو جعفر کے بعد اس کا بیٹا مہدی مسندِ خلافت پر براجمان ہوا، جو دوسخاء اور محاسن ومکارم کی کثرت کے ساتھ ساتھ زندیقوں، بے دینوں اور ملحدوں کا قلع قمع کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔

پھر خلیفہ ہارون الرشید خلافت سنبھالتا ہے جو شوقِ جہاد، رغبتِ حج اور حکومت وسلطنت کی عظمت وشوکت میں اپنے والد کا سچا جانشین ثابت ہوا۔ اگرچہ موصوف لہو ولعب کا دلدادہ تھا لیکن اس کے باوجود حرماتِ دین کی تعظیم وتنفیذ کے آگے سراپا تسلیم ورضا ہوتا تھا۔ علم وفقہ کی محفلوں میں بے حد پابندی کے ساتھ شریک ہوتا تھا۔ موصوف کی سنن نبویہ سے محبت کا اور ثاقب وصواب علمی رائے کا عرب وعجم میں چرچا تھا۔

اس سنہرے اور مبارک اسلامی دور پر اگر ایک طائرانہ نگاہ بھی ڈالی جائے تو ہمیں عباد وصلحاء میں جناب ابراہیم بن ادہم، داود طائی اور سفیان ثوری جیسے علم وعمل کے آفتاب نظر آتے ہیں، علم نحو کے افق پر عیسیٰ بن عمر، خلیل بن احمد، حماد بن سلمہ اور ان جیسے بے شمار ستارے دمکتے نظر آتے ہیں۔ اور اگر علم قراءت کے آسمان پر نگاہ ڈالیں تو حمزہ بن حبیب، ابو عمرو بن العلاء، نافع بن ابی نعیم، شبل بن عباد، شیخ یعقوب سلام الطویل جیسے ماہتاب درخشندہ دکھائی دیتے ہیں۔ شعر وادب کے میدان میں مروان بن ابی حفصہ اور بشار بن برد جیسے بے شمار گلہائے رنگا رنگ عالم اسلام کی زینت ورونق میں اضافہ کر رہے تھے۔ جب کہ فقہ واجتہاد کی دنیا میں امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام اوزاعی جیسے فلک بوس کوہساروں نے پورے عالم اسلام پر اپنے علم واجتہاد کی چھاؤں کر رکھی تھی۔

بہر حال میں نے اختصار اور تخفیف کی غرض سے اس دور کے صرف ۷۸ فقہاء ومحدثین کے ذکر پر اقتصار کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

چھٹا طبقہ

اس طبقہ میں اناسی حفاظِ حدیث کا تذکرہ ہے۔ ❶

(۲۳۲) ٦/ ا ع: الامام، القدوہ، شیخ الاسلام ابوعلی فضیل بن عیاض تمیمی، یربوعی، مروزی رحمہ اللہ: ❷

آپ منصور بن معتمر، بیان بن بشر، ابان بن ابی عیاش، ابو ہارون العبدی، حصین بن عبد الرحمن، عطاء بن سائب اور کوفہ میں ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے ابن مبارک، یحییٰ قطان، قعنبی، شافعی، اسد بن موسیٰ، قتیبہ، بشر الحافی، مسدد، یحییٰ بن یحییٰ تمیمی، احمد بن مقدام اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ نے مکہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ امامِ ربانی، بڑے ثابت قدم، ثقہ، عبادت گزار اور بلند مرتبہ شخص تھے۔

ہمیں عبدالحافظ بن بدران نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ ہمیں محمد بن زنبور نے، وہ کہتے ہیں ہمیں فضیل بن عیاض نے اعمش سے، انھوں نے سفیان سے، انھوں نے جابر سے، انھوں نے سیدہ ام مبشر رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، وہ فرماتی ہیں:

''میں اپنے نخلستان میں تھی کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ان درختوں کو کس نے بویا ہے، کسی مسلمان نے یا کسی کافر نے؟ میں نے عرض کیا: ایک مسلمان نے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان بھی کسی درخت کو بوتا ہے یا کوئی کھیتی کاشت کرتا ہے، پھر اس سے کوئی انسان یا درندہ یا پرندہ کچھ کھاتا ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ ہوگا۔''

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ ❸

ابن مبارک بیان کرتے ہیں: اب روئے زمین پر فضیل سے افضل کوئی باقی نہیں رہا۔

ابراہیم بن شماس وغیرہ کا قول ہے: فضیل سمرقند میں پیدا ہوئے اور ''ابیورد'' میں پرورش پائی۔ جب کہ ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ فضیل خراسان میں پیدا ہوئے، کوفہ میں حدیث سنی، پھر عبادت میں لگ گئے اور مکہ میں رہ پڑے۔ فضیل ثقہ، معزز، عالم و فاصل، عابد و زاہد اور کثیر الحدیث تھے۔ امام نسائی آپ کو ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔

---

❶ اس طبقہ میں دراصل 81 حفاظ کا تذکرہ ہے۔ گویا کہ امام ذہبی رحمہ اللہ کے نزدیک ان میں سے دو کا شمار حفاظ حدیث میں نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

❷ تهذيب الكمال: 1103/2، تهذيب التهذيب: 294/8 (538)، تقريب: 13/2، الكاشف: 386/2، التاريخ الكبير: 123/7، الجرح والتعديل: 416/7، ميزان الاعتدال: 361/3، تراجم الاحبار: 251/3، طبقات ابن سعد: 363/7، البداية والنهاية: 199/10، شذرات: 316/1، سير الاعلام: 421/8۔

❸ صحيح مسلم، كتاب المساقاة، رقم الحديث: 7، 10، 12۔

عبدالرحمن بن مہدی بیان کرتے ہیں: فضیل صالح تھے لیکن حافظ حدیث نہ تھے۔ ہارون الرشید کا قول ہے: میں نے علماء میں امام مالک سے زیادہ بارعب اور فضیل سے زیادہ متورع کوئی نہیں دیکھا۔

شریک کا قول ہے: ہر قوم کے لیے ہر زمانہ میں ایک حجت ضرور ہوگا۔ چنانچہ فضیل اپنے زمانہ کے لوگوں کے لیے حجت تھے۔ ابراہیم بن اشعث بیان کرتے ہیں: میں نے ابن عیینہ کو دیکھا ہے کہ اُنھوں نے جناب فضیل کے ہاتھوں کو دو مرتبہ بوسہ دیا۔ عبدالصمد مردویہ کا قول ہے: میں نے جناب فضیل کو یہ بیان کرتے سنا ہے: جو بدعتی کے پاس بیٹھے گا اسے حکمت نصیب نہ ہوگی۔

کہتے ہیں کہ جناب فضیل، ابن مبارک کا ہدیہ قبول فرماتے تھے اور آپ انھیں اس کا بدلہ بھی دیتے تھے۔ البتہ جناب فضیل دولت و مملکت کے ہدیے اور عطیے قبول نہ فرماتے تھے۔ عبداللہ بن خبیق جناب فضیل کا قول نقل کرتے ہیں: ان قراء سے دور رہو کہ اگر یہ تم سے محبت کریں گے تو تمھاری غیر واقعی باتوں پر تعریف کریں گے اور اگر یہ تم سے بغض پر اتر آئے تو ناکردہ امور پر بھی تمھارے خلاف گواہی دیں گے اور وہ گواہی قبول بھی کر لی جائے گی۔

ایک قول کے مطابق جناب فضیل نے عاشوراء کے دن ۱۸۷ھ کو اسّی سال سے زیادہ کی عمر پا کر وفات پائی۔ رحمہ اللہ

امام فضیل کی ''عالی'' حدیث ''الحفار'' کے جز میں مروی ہے۔

(۲۲۳) ۶/ ۲ ق: الفقیہ، المحدث ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ اسلمی، مدنی رحمہ اللہ: [1]

آپ کا شمار سربرآوردہ علماء میں ہوتا ہے۔ زہری، ابن منکدر، صفوان بن سلیم، صالح مولی التوأمہ اور بے شمار اکابر سے حدیث روایت کرتے ہی، اور آپ سے امام شافعی، آپ کے شیخ ابن جریج، ابراہیم بن موسیٰ السدی، حسن بن عرفہ اور ایک جماعت نے حدیث روایت کی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ جناب ابواسحاق سے تدلیس کرتے ہوئے یوں روایت کیا کرتے تھے: مجھے اس نے بیان کیا جو میرے نزدیک متہم نہیں۔ [2]

میں کہتا ہوں: ابن ابی یحییٰ واضعین حدیث کے جیسے نہ تھے، وہ تو علم کا ایک برتن تھے۔ علم حدیث میں ان کی بڑی خدمات ہیں۔ البتہ ائمہ محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک ابن ابی یحییٰ ضعیف راوی ہیں۔ اور اگر امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی ابن ابی یحییٰ ثقہ ہوتے تو امام صاحب ان کے نام کی تصریح کرتے اور انھیں صراحۃً ثقہ بھی کہتے جیسا کہ ایک اور راوی کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مجھے ایک ثقہ نے خبر دی ہے۔'' البتہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ابواسحاق کذب کے ساتھ متہم نہ تھے جیسا کہ بعض دوسروں نے جناب ابواسحاق کو متہم بالکذب کہا ہے۔ (جو درست نہیں)

---

[1] تہذیب التہذیب: 158/1، تقریب: 42/1، الجرح والتعدیل: 125/2، میزان الاعتدال: 57/1، شذرات: 306/1، الوافی بالوفیات: 165/6، ضعفاء ابن الجوزی: 51/1۔

[2] دیکھا جائے تو یہ تدلیس نہیں البتہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ ابواسحاق کا ذکر کنایہ سے کرتے تھے۔

امام شافعی بیان فرماتے ہیں: ابواسحاق ''قدری'' تھے۔ ابو ہمام السکونی کا قول ہے: میں نے ابواسحاق کو سنا کہ وہ بعض اسلاف کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ یحییٰ قطان بیان کرتے ہیں: میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے ابواسحاق کے بارے میں پوچھا کہ آیا وہ حدیث میں ثقہ ہیں یا نہیں؟ تو انھوں نے نفی میں جواب دیا اور فرمایا: نہ وہ دین میں ثقہ ہیں اور نہ حدیث میں۔

امام احمد فرماتے ہیں: ابواسحاق ''جہمی'' بھی ہیں اور ''قدری'' بھی، سراپا فتنہ ہیں۔ لوگوں نے ان کی حدیث کو ترک کر دیا ہوا ہے۔ ابن معین اور ابوداود انھیں رافضی اور کذاب قرار دیتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابواسحاق قدری اور جہمی ہیں، ابن مبارک اور لوگوں نے ان کی حدیث ترک کر دی تھی۔

ابن عدی کا قول ہے: مجھے ابواسحاق کی کوئی منکر حدیث نہیں ملی۔ البتہ جو شیوخ روایتِ حدیث میں چشم پوشی سے کام لیتے تھے، ان سے منکر احادیث بھی روایت کر دیتے تھے اور خود ابواسحاق سے اکابر نے روایت کی ہے اور ابواسحاق کی مؤطا، امام مالک کی مؤطا سے چند در چند ہے۔

میں کہتا ہوں: جناب ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ نے ۱۸۴ھ میں وفات پائی۔ [1] ان کے دادا ابویحییٰ کا نام ''سمعان'' تھا۔

ہمیں احمد بن عبدالمنعم نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ ابوعبداللہ الشافعی فرماتے ہیں، ہمیں ابراہیم بن محمد نے، وہ کہتے ہیں مجھے صالح مولی التوأمہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھ کر نماز کو شروع فرماتے تھے۔

(۲۳۴) ۶/ ۴۳: الامام الحافظ ابومحمد عبدالرحمن بن ابی زناد المدنی رحمہ اللہ: [2]

آپ نے اپنے والد سے اور عمرو بن ابی عمرو، سہیل بن ابی صالح، ہشام بن عروہ اور ان کے طبقہ کے ائمہ محدثین سے حدیث سنی ہے اور آپ احمد بن یونس، سعید بن منصور، علی بن حجر، ھناد بن السری اور بے شمار لوگ حدیث روایت کرتے ہیں۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں آپ کے شیخ جناب ابن جریج بھی شامل ہیں۔

ابن معین بیان کرتے ہیں: ہشام بن عروہ کی احادیث میں عبدالرحمن سب سے زیادہ ثبت ہیں۔ ابن سعد کا قول ہے: عبدالرحمن مفتی اور فقیہ تھے۔ ابن مہدی انھیں ضعیف کہتے ہیں۔ جب کہ امام نسائی اور اصحاب سنن نے ان سے حجت پکڑی ہے۔

ابوعمرو الدانی کا قول ہے: عبدالرحمن نے ابوجعفر القاری سے قراءت حاصل کی۔

میں کہتا ہوں: عبدالرحمن نے ۱۷۴ھ میں بغداد میں وفات پائی، آپ علم کا برتن تھے لیکن ہشام بن عروہ کی احادیث کی بابت حجت ہونے کے باوجود احادیث میں اتنے زیادہ ثبت نہ تھے۔ یعقوب السدوسی بیان کرتے ہیں: میں نے جناب ابن المدینی کو یہ بیان کرتے سنا ہے: عبدالرحمن کی مدینہ کی احادیث تو ''مقارب'' (صحیح کے قریب قریب ہیں) البتہ ان کی عراق میں

---

[1] ایک قول 191ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

[2] تہذیب الکمال: 786/2، تقریب: 479/1 (936)، الکاشف: 164/2، التاریخ الکبیر: 315/5، الجرح والتعدیل: 1201/5، میزان الاعتدال: 575/2، طبقات ابن سعد: 307/5۔

مروی احادیث میں اضطراب ہے۔

صالح بن محمد الجزرہ کا قول ہے: عبدالرحمن نے اپنے والد سے متعدد ایسی باتیں روایت کی ہیں جو کسی اور نہیں روایت نہیں کیں۔ عبدالرحمن کی اپنے والد سے "السبعة الفقهاء" کتاب کی رویات کی بابت کلام کرتے ہوئے امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس کتاب سے ہم کہاں تھے؟" (یعنی ہم تو اس کتاب کو جانتے تک نہیں)۔

ہمیں ابرقوھی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ داود بن عمرو بیان کرتے ہیں ہمیں عبدالرحمن بن ابی زناد نے ہشام بن عروہ سے، انھوں نے اپنے والد سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

"جب عقبہ میں انصار کے ستر افراد کا وفد نبی کریم ﷺ سے بیعت کرنے آیا تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا دست مبارک تھام کر انصار سے نبی کریم ﷺ کی بیعت لی اور ان پر (نبی کریم ﷺ کی نصرت و اعانت کی) شرط رکھی۔ اللہ کی قسم! یہ بیعت اسلام کے بالکل آغاز اور اول میں تھی کہ جب ابھی تک ایک آدمی بھی اللہ کی عبادت علانیہ نہ کرتا تھا۔"

(۲۳۵) ۶/۴: حافظِ کبیر، محدث مصر، نزیل بغداد، ابو معاویہ ہشیم بن بشیر بن ابی حازم قاسم بن دینار الواسطی رحمہ اللہ: [1]

آپ نے زھری، عمرو بن دینار، منصور بن زاذان، حصین بن عبدالرحمن، ابو بشر، ایوب سختیانی، اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی اور علم حدیث پر اس قدر توجہ دی کہ اپنے معاصرین واقران پر سبقت لے گئے۔ شعبہ، یحییٰ قطان، عبدالرحمن، احمد بن حنبل، قتیبہ، زیاد بن ایوب، یعقوب دورقی، حسن بن عرفہ اور بے شمار لوگ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

آپ کا سن پیدائش ۱۰۴ھ بیان کیا جاتا ہے۔ عمرو بن عون بیان کرتے ہیں: جناب ہشیم نے مکہ میں ایام حج میں زھری، ابو زبیر اور عمرو سے حدیث سنی۔ یعقوب دورقی کا قول ہے: ہشیم کے پاس بیس ہزار احادیث تھیں۔ وہب بن جریر بیان کرتے ہیں: میں نے جناب شعبہ سے دریافت کیا کہ ہم ہشیم سے احادیث کو لکھ لیا کریں؟ فرمایا: ہاں! چاہے وہ تمھیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث بیان کریں تو ان کی تصدیق کرو۔

امام احمد فرماتے ہیں: میں چار سال تک جناب ہشیم کے ساتھ رہا ہوں، اس طویل عرصہ میں ان کی ہیبت کے مارے ان سے صرف دو مرتبہ سوال کرنے کی ہی جرأت ہوئی۔ موصوف حدیث بیان کرنے کے دوران کثرت کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے اور آواز کو کھینچ کر اور بلند کر کے لا الہ الا اللہ پڑھا کرتے تھے۔ ابن مہدی کا قول ہے: ہشیم ثوری سے بڑے حدیث کے حافظ تھے۔

[1] تہذیب الکمال: 1446/3، تہذیب التہذیب: 59/11 (100)، تقریب: 320/2، الکاشف: 224/3، التاریخ الکبیر: 242/8، الجرح والتعدیل: 486/9، میزان الاعتدال: 306/4، تاریخ بغداد: 85/14، طبقات ابن سعد: 315/7، تاریخ اسماء الثقات: 1542، التمہید: 31/1، سیر الاعلام: 287/8۔

یزید بن ہارون بیان کرتے ہیں: میں نے سفیان کے سوا کسی کو بھی ہشیم سے بڑا حافظ حدیث نہیں دیکھا۔

میں کہتا ہوں: اس بات میں کوئی نزاع و اختلاف نہیں کہ ہشیم حافظ حدیث اور ثقہ رواۃ میں سے تھے البتہ تدلیس بہت زیادہ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اُنھوں نے ایک ایسی جماعت سے بھی حدیث روایت کی ہے جن سے سنا تک نہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہشیم نے یزید بن ابی زیاد، عاصم بن کلیب، ابوخلدہ اور علی بن جدعان سے حدیث نہیں سنی، اس کے بعد امام احمد نے ائمہ محدثین کی ایک جماعت کا نام لیا ہے جن سے ہشیم کا سماع ثابت ہے۔

حماد بن زید سے مروی ہے: میں نے حضرات محدثین میں ہشیم سے زیادہ معزز کوئی نہیں دیکھا۔ ابو حاتم سے جب ہشیم کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنھوں نے فرمایا: ان کی صداقت و امانت اور صلاح و دیانت کا مت پوچھو۔ عبداللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں: زمانے نے سب کے حافظے متغیر کر دیے پر ہشیم کے حافظہ کو متغیر نہ کیا۔

جناب ہشیم نے ۱۸۳ھ میں وفات پائی۔ آپ کی عالی حدیث ابن عرفہ کے جز میں مذکور ہے۔

(۲۳۶) ۶/ ۵ ع: الحافظ ابو الاحوص سلام بن سلیم الحنفی الکوفی رحمہ اللہ: [1]

آپ بنی حنیفہ کے آزاد کردہ غلام اور ثقہ رواۃ و محدثین میں سے تھے۔ آپ نے زیادہ بن علاقہ، سماک بن حرب، منصور بن معتمر، آدم بن علی، ابو اسحاق اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی۔ اور آپ سے مسدّد، قتیبہ، خلف بن ہشام، ابو بکر بن ابی شیبہ، ان کے بھائی عثمان بن ابی شیبہ، ہناد بن السری اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ نے سلیم المقری کے ماموں حمزہ سے قرآن پڑھا۔

ابن معین کا قول ہے: سلام ثقہ اور متقن ہیں۔ عجلی بیان کرتے ہیں: سلام صاحب سنت اور متبع سنت ہیں۔ جب آپ کا گھر محدثین سے بھر جاتا تھا تو اپنے بیٹے سے فرماتے کہ جسے دیکھو کہ وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب و شتم کر رہا ہے اسے باہر نکال دو۔ آپ کے پاس تقریباً چار ہزار احادیث تھیں۔

میں کہتا ہوں: سلام زہد و عبادت اور علم و فضل کے ساتھ موصوف و مشہور تھے۔ آپ نے ۱۷۹ھ میں وفات پائی۔ اسی سال امام مالک اور جناب حماد بن زید بھی داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے تھے۔ میں نے سلام کا ذکر ان دونوں بزرگوں سے متاخر اس لیے کیا ہے کیوں کہ آپ ان دونوں بزرگوں سے تھوڑے کم سن تھے۔ پھر میرے لیے ہر طبقہ کو دو طبقوں میں تقسیم کرنا بھی ضروری تھا۔ کہ اگر طبقات کی تقسیم میں مبالغہ سے کام لیا جاتا تو ہر طبقہ تین یا اس سے بھی زیادہ طبقات میں تقسیم ہوتا چلا جاتا۔ ہمیں "المخلصیات" میں ابو الاحوص کی عالی حدیث ملی ہے۔

ہمیں ابن بدران نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ لوین بیان کرتے ہیں ہمیں ابو الاحوص نے ابو اسحاق سے، اُنھوں نے

---

[1] تهذيب الكمال 562/1، تهذيب التهذيب : 282/4، تقريب : 342/1، خلاصة التهذيب: 423/1، الكاشف: 413/1، التاريخ الكبير: 135/4، الجرح والتعديل: 1121/4، ميزان الاعتدال: 176/2، لسان الميزان : 234/7، الوافی بالوفيات: 59/16، سير الاعلام: 211/8، الثقات: 418/6۔

برید بن ابی مریم سے، انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جو اللہ سے تین بار جنت مانگتا ہے تو جنت عرض کرنے لگتی ہے، اے میرے اللہ! اسے جنت میں داخل فرما دے۔ اور جو اللہ سے جہنم سے پناہ مانگتا ہے تو جہنم عرض کرتی ہے: اے اللہ! اسے جہنم سے پناہ عطا فرما۔'' [1]

اس حدیث کو امام ترمذی اور امام نسائی نے ابوالاحوص کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور لفظ ''برید'' یہ ایک نقطہ والی باء کے ساتھ ہے۔

(۲۳۷) ۶/۶ ع: الامام، العالم، ابواسحاق اسماعیل (بن جعفر) بن ابی کثیر الانصاری، المقری المدنی رحمہ اللہ: [2]

آپ انصار کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھے، آپ کا شمار، ثقہ رواۃ ومحدثین میں ہوتا تھا۔ عبداللہ بن دینار، العلاء بن عبدالرحمن، ابوطوالہ، ربیعۃ الرائے اور ان کے طبقہ کے محدثین سے حدیث روایت کی۔ شیبہ بن نصاح اور پھر نافع سے قرآن پڑھا۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں محمد بن سلام البیکندی، قتیبہ بن سعید، علی بن حجر، ابراہیم بن عبداللہ الھروی، ابوہمام السکونی، محمد بن زنبور ابوعمرو الدوری اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

بغداد میں سکونت اختیار کر لی اور علی بن مہدی کی تادیب وتربیت پر مقرر ہوئے۔ ابن معین بیان کرتے ہیں: اسماعیل ثقہ اور مامون ہیں۔

میں کہتا ہوں: امام کسائی اور امام سلیمان بن داود الہاشمی اور امام الدوری کی قراءت انھیں سے حاصل کی گئی ہے۔ آپ نے ۱۸۰ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔ میرے پاس ان کی حدیث کا ایک عالی جز موجود ہے۔

میں نے ابوالمعالی القراضی پر متعدد بار قراءت کی ہے کہ تمھیں فتح بن عبداللہ نے بغداد میں اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ قتیبہ بیان کرتے ہی، ہمیں اسماعیل بن جعفر نے ابوسہیل نافع بن مالک سے، انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''منافق کی نشانیاں تین ہیں۔ (۱) جب بات کرے گا تو جھوٹ بولے گا (۲) اور جب وعدہ کرے گا تو اس کی خلاف ورزی کرے گا (۳) اور جب اس کے پاس کوئی امانت رکھوائی جائے گی تو وہ (اس میں) خیانت کرے گا۔'' [3]

اس حدیث کو امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے قتیبہ سے روایت کیا ہے۔

---

[1] سنن ابن ماجه: كتاب الزهد، باب رقم: 39، جامع الترمذى: كتاب الجنة، باب رقم: 27، سنن النسائى: كتاب الاستعاذة، باب رقم: 56۔

[2] تهذيب الكمال: 98/1، تهذيب التهذيب: 287/1، تقريب: 68/1، الكاشف: 121/1، التاريخ الكبير: 349/1، الجرح والتعديل: 162/2، الكنى للامام مسلم: 81، البداية والنهاية: 175/10، سير الاعلام: 228/8، شذرات: 293/1، تاريخ بغداد: 218/6، یاد رہے کہ قوسین کے درمیان کی عبارت بعض مصادر میں موجود اور مذکور ہے۔

[3] صحيح البخارى: كتاب الايمان، باب رقم 24، صحيح مسلم: كتاب الايمان، حديث رقم: 106، 108، جامع الترمذى: كتاب الايمان، باب رقم: 14۔

(۲۳۸) ۶/۷ ع: الامام، الحجت، القدوہ، قاضیٔ مصر ابو معاویہ مفضل بن فضالہ القتبانی، المصری رحمہ اللہ: ❶

جناب مفضل نے یزید بن ابی حبیب، عیاش بن عباس القتبانی، عقیل بن خالد الایلی اور ائمہ محدثین کی ایک جماعت سے حدیث روایت کی ہے۔ اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں کاتب لیث ابو صالح، زکریا بن یحییٰ، محمد بن رمح، یزید بن موہب الرملی اور دیگر بے شمار لوگوں کے نام ذکر کیے جاتے ہیں۔

ابن معین بیان کرتے ہیں: مفضل ثقہ ہیں۔ ابوداود کا قول ہے: مفضل مستجاب الدعا تھے۔ لہیعہ بن عیسیٰ کا قول ہے: مفضل نے اس بات کی دعا مانگی تھی کہ ان کے جی سے امید و آرزو اور خواہش و اُمنگ جاتی رہے، تو ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور قریب تھا کہ ان کی عقل ضائع ہو جاتی، چنانچہ اُنھوں نے رب تعالیٰ سے دعا مانگی تو اُمید لوٹ آئی۔ مفضل نے ۱۸۱ھ میں ۷۴ سال کی عمر پا کر وفات پائی۔ رحمہ اللہ

ہمیں مسلم بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ زکریا بن یحییٰ القضاعی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں مفضل بن فضالہ نے وہ کہتے ہیں مجھے یحییٰ بن ایوب نے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد سے، انھوں نے ابن شہاب سے، اُنھوں نے سالم سے، اُنھوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور اُنھوں نے ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جو طلوعِ فجر سے قبل اپنا روزہ نہیں رکھتا، اس کا کوئی روزہ نہیں۔'' ❷

ابن لہیعہ نے ابن ابی بکر سے اس حدیث کو روایت کرنے میں ایوب کی متابعت کی ہے۔ اربابِ سنن نے اس حدیث کو دونوں کے طریق سے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: اصح قول یہ ہے کہ یہ نافع کی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو عبیداللہ بن عمر وغیرہ نے زہری سے روایت کیا ہے اور زہری اسے مرفوع بیان نہیں کرتے۔

(۲۳۹) ۶/۸ ع: الامام الحافظ ابو اسحاق ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ الزہری المدنی رحمہ اللہ: ❸

آپ نے اپنے والد سے حدیث سنی جو مدینہ کے قاضی تھے، ان کے علاوہ زہری، صفوان بن سلیم، یزید بن عبداللہ بن

---

❶ تہذیب الکمال: 1365/7، تہذیب التہذیب: 273/10 (491)، تقریب: 271/2، الکاشف: 170/3، التاریخ الکبیر: 405/7، میزان الاعتدال: 170/4، لسان المیزان: 396/7، الجرح والتعدیل: 1461/7، تراجم الاحبار: 379/3، الانساب: 338/10، المغنی: 6398، البدایۃ والنہایۃ: 179/10۔

❷ سنن النسائی: کتاب الصیام، باب رقم: 68، سنن الدارمی: کتاب الصوم، باب رقم: 10۔

❸ تہذیب الکمال: 54/1، تہذیب التہذیب: 121/1، تقریب: 35/1، الکاشف: 80/1، التاریخ الکبیر: 288/1، الجرح والتعدیل: 101/2، میزان الاعتدال: 33/1، لسان المیزان: 169/7، الوافی بالوفیات: 352/5، شذرات: 252/1، تاریخ بغداد: 81/6، سیر الاعلام: 304/8۔

الھاد، صالح بن کیسان، ابن اسحاق اور ائمہ کی ایک جماعت سے حدیث سنی ہے۔ اور آپ سے آپ کے دو بیٹوں یعقوب اور سعد نے اور ان کے علاوہ امام احمد، منصور بن ابی مزاحم، حسین بن یسار الحرانی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

مدینہ کے قاضی رہے، پچھتر برس کی عمر پائی اور شعبہ اور لیث بن سعد جیسے کبار محدثین نے بھی آپ سے حدیث روایت کی۔ ابراہیم بن حمزہ الزبیری بیان کرتے ہیں: ابراہیم بن سعد کے پاس بنتِ اسحاق کے واسطہ سے مروی سترہ ہزار احادیث تھیں جو احکام سے متعلقہ تھیں البتہ ان میں مغازی کا بیان نہیں تھا۔ ہاں مغازی کی روایت کو ابراہیم سے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ جملہ کتب اسلام میں جناب ابراہیم کی مرویات کو لیا گیا ہے۔ مجھے ان کی ایک عالی حدیث ملی ہے۔

جناب ابراہیم نے ۱۸۳ھ یا ۱۸۴ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ ❶

ہمیں یوسف بن احمد اور ابن بدران دونوں نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ عبداللہ بن عمران العابدی بیان کرتے ہیں، ہمیں ابراہیم بن سعد نے زھری سے، اُنھوں نے ابن مسیب سے، اُنھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''رب تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے تم میں سے اُس ایک سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو ہلاکت آفریں سرزمین میں (یعنی کسی جنگل بیابان میں) اپنی گم شدہ سواری کو پاکر خوش ہوتا ہے جہاں وہ پیاس کے مارے مرنے کے قریب ہوگیا ہوتا ہے۔'' ❷

(۲۴۰) ۶/۴۹: الامام، محدثِ شام ابوعتبہ اسماعیل بن عیاش العنسی، الحمصی رحمہ اللہ: ❸

آپ کا شمار بلند پایہ محدثین اور سربرآوردہ علماء میں ہوتا ہے۔ شرحبیل بن مسلم، محمد بن زیاد الالہانی، ابوطوالہ عبداللہ بن عبدالرحمن، بحیر بن سعد، تمیم بن عطیہ، سہیل بن ابی صالح اور ان کے طبقہ کے محدثین سے حدیث روایت کی اور آپ سے ابومسہر، ابوالیمان، محمد بن بکار بن ریان، داود بن عمرو الضبی، حسن بن عرفہ، عثمان بن ابی شیبہ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ متقدمین محدثین میں سے آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں اعمش وغیرہ شامل ہیں۔

خلیفہ منصور کے پاس گئے تو اس نے آپ کو ''کپڑوں'' کا خزانچی مقرر کر دیا۔ جناب ابوعتبہ بڑے معزز، باوقار، سخی اور باعمل علماء میں سے تھے۔ ابوالیمان بیان کرتے ہیں: اسماعیل ابوعتبہ ہمارے پڑوسی تھے، موصوف شب بھر عبادت میں مشغول رہتے، بسااوقات نماز میں لمبی قراءت شروع کر دیتے، پھر اچانک نماز ختم کر دیتے، پھر لوٹ کر دوبارہ نماز میں لگ جاتے۔ میں

❶ آپ کے سن وفات کی بابت ۱۸۲ھ یا ۱۸۵ھ میں وفات پانے کے اقوال بھی ہیں۔

❷ صحیح البخاری: کتاب الدعوات، باب رقم: 3، صحیح مسلم: کتاب التوبۃ، رقم الحدیث: 1، 8۔

❸ تہذیب الکمال: 106/1، تقریب: 73/1، الکاشف: 127/1، التاریخ الکبیر: 369/2، الجرح والتعدیل: 191/2، میزان الاعتدال: 240/1، الوافی بالوفیات: 184/9، مجمع الزوائد: 212/2، تاریخ بغداد: 221/6، شذرات الذہب: 294/1، سیر الاعلام: 312/8۔

نے ایک مرتبہ اس کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے کہ: کبھی عین نماز میں کسی باب سے متعلقہ کوئی حدیث یاد آجاتی ہے تو میں نماز قطع کر کے اس پر ایک حاشیہ رقم کر آتا ہوں۔

یحییٰ الوحاظی کا قول ہے: میں نے اسماعیل سے بڑے دل والا نہیں دیکھا۔ ملنے جاتے تو دنبہ ذبح کرنے اور حلوہ تیار کرنے سے کم پر راضی نہ ہوتے تھے۔ میں کہتا ہوں: اسماعیل علم کا برتن تھے لیکن حدیث میں متقن نہ تھے۔ کیوں کہ انھوں نے دوسرے شہر سے حدیث سنی تھی، گویا کہ وہ اپنے حافظہ پر اعتماد کرتے تھے۔ اس لیے حجازیوں وغیرہ کی حدیث میں ان سے خلل واقع ہوا ہے۔ اسماعیل بھینگے اور اندھے تھے۔ فلاس اور ابن معین کا قول ہے: اسماعیل شامیوں سے روایت کرنے میں ثقہ ہیں۔ یزید بن ہارون بیان کرتے ہیں: میں نے کسی شامی یا عراقی کو اسماعیل بن عیاش سے بڑا حافظِ حدیث نہیں دیکھا۔ میں نہیں جانتا کہ ثوری کیا ہیں۔

ابو احمد بن عدی کا قول ہے: خاص شامیوں سے روایت میں اسماعیل حجت ہیں۔ یزید بن ہارون بیان کرتے ہیں: میں شعبہ سے ملنے گیا تو وہ فرج بن فضالہ سے اسماعیل بن عیاش کی احادیث سن رہے تھے۔ داود بن عمرو الضبی کا قول ہے: اسماعیل ہمیں اپنے حافظہ سے احادیث بیان کیا کرتے تھے۔ میں نے کبھی ان کے پاس کوئی کتاب نہ دیکھی تھی۔ عبداللہ بن احمد نے داؤد سے پوچھا کہ کیا اسماعیل کو دس ہزار احادیث یاد تھیں؟ تو داؤد نے بتلایا کہ انھیں دس ہزار اور دس ہزار احادیث یاد تھیں۔ امام احمد فرماتے ہیں: اسماعیل وکیع کے مثل ہیں۔ فسوی کا قول ہے: میں نے حضرات محدثین کو یہ بیان کرتے سنا ہے: شام کا علم اسماعیل بن عیاش اور ولید بن مسلم کے پاس ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسماعیل کی غیر شامیوں سے حدیث محل نظر ہے۔ امام نسائی وغیرہ اسماعیل کو ضعیف کہتے ہیں۔ حالانکہ امام نسائی نے ان سے حجت بھی پکڑی ہے۔ اصح قول کے مطابق جناب اسماعیل نے ۱۸۲ھ میں وفات پائی ہے۔ جب کہ ایک قول ۱۸۱ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔ آپ کے سن ولادت کی بابت ایک قول ۱۰۶ھ کا ہے۔

ہمیں احمد بن ابی الخیر وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ حسن بن عرفہ بیان کرتے ہیں، ہمیں اسماعیل بن عیاش نے بحیر بن سعید سے، انھوں نے خالد بن معدان سے، انھوں نے کثیر بن مرہ سے اور انھوں نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے:

''قرآن کریم کو جہراً پڑھنے والا، کھلے بندوں صدقہ کرنے والے جیسا ہے اور قرآن کریم کو سِرًّا پڑھنے والا چھپ کر صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔'' [1]

اس حدیث کو امام ترمذی نے ابن عرفہ سے بیان کیا ہے۔

[1] جامع الترمذی: کتاب ثواب القرآن، باب: 20۔

(۲۴۱) ۶/ ۱۰، د، ق: الامام، الفقیہ، شیخ الحرم، ابو خالد مسلم بن خالد المخزومی المکی رحمہ اللہ: ❶

آپ بنی مخزوم کے آزاد کردہ غلام اور ''زنجی'' (یعنی زنگی) کے نام سے مشہور تھے۔ ابن ابی ملیکہ ابن شہاب، عمرو بن دینار، زید بن اسلم، ہشام بن عروہ اور ان کے طبقہ کے ائمہ محدثین سے حدیث روایت کی۔ ایک مدت تک ابن جریج کی صحبت کو لازم پکڑے رکھا۔ ان سے فقہ حاصل کی۔ افتاء کی اہلیت سے سرفراز ہوئے اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

حروف کے علم کو عبداللہ بن کثیر سے حاصل کیا، جنھوں نے امام شافعی کو فتویٰ دینے کی اجازت دی تھی۔ آپ سے امام شافعی رحمہ اللہ، مروان طاطری، حمیدی، مسدد، حکم بن موسیٰ، ابراہیم بن موسیٰ الحافظ، ہشام بن عمار اور دوسرے بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ازرقی بیان کرتے ہیں: مسلم بن خالد فقیہ، عبادت گزار اور ہمیشہ روزہ سے رہنے والے تھے۔ ابن معین کا قول ہے: ان میں کوئی حرج نہیں۔ ابن عدی کا قول ہے: مسلم ''حسن'' حدیث والے ہیں میں اُمید کرتا ہوں کہ ان میں کوئی حرج نہیں۔ ابوداود انھیں ضعیف الحدیث قرار دیتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ان کی احادیث منکر ہیں۔ ابو حاتم کا قول ہے کہ ان سے حجت نہ پکڑی جائے گی۔ ابن حربی انھیں فقیہ مکہ قرار دیتے ہیں۔ سوید کا قول ہے کہ سیاہ رنگت کی وجہ سے ''زنجی'' یعنی زنگی نام پڑ گیا تھا۔ جب کہ ابن سعد وغیرہ کا قول ہے: آپ کی رنگت سرخی مائل سفید تھی لیکن لوگوں نے ضد میں آکر آپ کا لقب ''زنجی'' رکھ دیا تھا۔

میں کہتا ہوں: جناب مسلم بن خالد زنگی نے اسی سال کی عمر پا کر ۱۸۰ھ میں وفات پائی تھی۔ رحمہ اللہ

ہمیں ابو الحسین یونینی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ امام شافعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مسلم بن خالد، ابن جریج سے وہ ثوری سے، وہ مالک سے، وہ یزید بن قسیط سے، وہ ابن مسیب سے، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ان دونوں خلفاء نے سر کی ہڈی اور اس کے گوشت کے درمیان کی جھلی پر جنایت کرنے میں موضحہ زخم کی جنایت کی دیت کے نصف کا فیصلہ صادر فرمایا تھا۔

(۲۴۲) ۶/ ۱۱ ع: الحافظ، الحجت، محدثِ بصرہ ابو معاویہ یزید بن زریع البصری العیشی رحمہ اللہ: ❷

آپ نے ایوب سختیانی، خالد الحذاء، حبیب المعلم، حسین المعلم، یونس، جریری اور روح بن قاسم سے حدیث روایت کی۔

❶ تہذیب الکمال: 1325/3، تہذیب التہذیب: 128/10 (228)، تقریب: 245/2، الکاشف: 140/3، التاریخ الکبیر: 260/7، الجرح والتعدیل: 800/8، میزان الاعتدال: 102/4، الترغیب والترہیب: 578/4، البدایۃ والنہایۃ: 177/10، تاریخ اسماء الثقات: 1394، تراجم الاحبار: 395/3، المغنی: 6206، ضعفاء ابن الجوزی: 117/3۔

❷ تہذیب الکمال: 1533/3، تہذیب التہذیب: 325/11 (626)، تقریب: 364/2، الکاشف: 277/3، التاریخ الکبیر: 335/8، الجرح والتعدیل: 263/9، میزان الاعتدال: 420/4، نسیم الریاض: 131/2۔

اور آپ سے ابن المدینی، امیہ بن بسطام، محمد بن منہال الضریر، حجاج کے بھائی محمد بن منہال، احمد بن مقدام، نصر بن علی جہضمی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: یزید بصرہ کے "پھول" تھے اور کیا ہی متقن اور کیا ہی حافظ تھے۔ ابو حاتم کا قول ہے: یزید ثقہ ہیں۔ ابو عوانہ بیان کرتے ہیں: میں نے یزید کی چالیس برس تک صحبت اُٹھائی ہے۔ اور ہر سال ان میں پہلے سے زیادہ خیر پائی۔ بشر حافی کا قول ہے: یزید متقن اور حافظ تھے۔

میں نہیں جانتا کہ میں نے کبھی ان کا مثل دیکھا ہے یا ان جیسی صحیح حدیث دیکھی یا سنی ہے۔ یحییٰ بن سعید قطان بیان کرتے ہیں: یہاں یزید سے زیادہ ثبت کوئی نہیں۔ نصر بن علی بیان کرتے ہیں: میں نے یزید کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ رب تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو فرمایا: میں جنت میں داخل ہو گیا ہوں۔

میں نے پوچھا: کس عمل کی برکت سے؟ تو فرمایا: نماز کی کثرت کی برکت سے۔

یزید نے اکاسی برس کی عمر پا کر ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔ [1] آپ کے والد اُبُلّہ کے والی تھے۔

میں نے اسماعیل بن عبدالرحمن المقدسی پر قراءت کی کہ تمھیں امام ابو محمد بن قدامہ نے ۶۱۱ھ میں اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ ابو الاشعث بیان کرتے ہیں، ہمیں یزید بن زریع نے عبدالرحمن بن اسحاق سے، اُنھوں نے ابو عبیدہ بن محمد سے، اُنھوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے قابل کاشت زمین کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا اور ہم کھالیوں کے کناروں کی گھاس والی زمین کو کرایہ پر دے دیا کرتے تھے۔"

(۲۴۳) ۶/ ۱۲ع: الحافظ، الثبت، ابو عبیدہ عبدالوارث بن سعید العنبری، التنوری، البصری: رحمہ اللہ [2]

آپ بنو عنبر کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ایوب سختیانی، یزید الرشک، جعد ابو عثمان، شعیب بن حبحاب، ایوب بن موسیٰ اور ایک جماعت محدثین سے حدیث روایت کی۔ اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں مسدد، قتیبہ، بشر بن ہلال، حمید بن مسعدہ اور بے شمار لوگوں کے ساتھ ساتھ آپ کے فرزند ارجمند عبدالصمد بھی شامل ہیں۔ بڑی شان کے امام اور محدث تھے البتہ صاحب بدعت بھی تھے۔

ابو عمرو بن علاء بیان کرتے ہیں کہ محمود بن غیلان بیان کرتے ہیں کہ ابو داود سے پوچھا گیا کہ آپ عبدالوارث سے حدیث کیوں نہیں بیان کرتے؟ تو اُنھوں نے فرمایا کہ میں تمھیں ان لوگوں سے حدیث بیان کرتا ہوں جن کا یہ گمان ہے کہ عمرو بن عبید کی زندگی کا ایک دن ایوب، یونس اور ابن عون کی پوری زندگی سے زیادہ بڑا ہے۔

---

[1] اس کے علاوہ 183ھ میں اور 186ھ میں وفات پانے کے اقوال بھی ملتے ہیں۔

[2] تہذیب الکمال: 868/2، تہذیب التہذیب: 441/6(923)، تقریب: 527/1(1334)، الکاشف: 219/2، التاریخ الکبیر: 118/6، الجرح والتعدیل: 386/6، میزان الاعتدال: 677/2، البدایۃ والنہایۃ: 176/10، طبقات ابن سعد: 307/7، سیر الاعلام: 300/8، الثقات: 140/7۔

حسن بن ربیع بیان کرتے ہیں: ہم عبدالوارث سے حدیث سنتے تھے لیکن نماز کھڑی ہونے پر اٹھ کر چلے جاتے تھے اوران کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے۔

ابن مبارک سے پوچھا گیا کہ آپ نے عبدالوارث سے حدیث کیوں بیان کی ہے جب کہ عمرو بن عبید کو چھوڑ دیا ہے؟ تو اُنھوں نے فرمایا کہ عمرو بدعت کے داعی تھے۔

ابو عمر الجرمی بیان کرتے ہیں: میں نے عبدالوارث سے بڑا فصیح و بلیغ فقیہ نہیں دیکھا۔ البتہ حماد بن سلمہ عبدالوارث سے بڑے فصیح تھے۔

میں کہتا ہوں کہ ائمہ محدثین میں سے کسی نے بھی عبدالوارث کے اتقان اور دین کی وجہ سے انھیں نہ چھوڑا تھا۔ چنانچہ اُنھوں نے عبدالوارث کی بدعت کو اسی کے حوالے کر دیا تھا۔ عبدالوارث ۱۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور محرم ۱۸۰ھ میں وفات پائی۔

ہمیں عبدالحافظ اور یوسف دونوں نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ بشر بن ہلال بیان کرتے ہیں، ہمیں عبدالوارث نے یونس سے، اُنھوں نے حسن سے، اُنھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''دینار کا بندہ ملعون ہے اور درہم کا بندہ ملعون ہے۔'' [1]

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے بشر الصواف سے روایت کیا ہے اور ہم نے اس حدیث کے عالی ہونے کی وجہ سے اس کی موافقت کی ہے۔

(۲۴۴) ۶/ ۱۳ع: الامام، الفقیہ، ابو بشر عبدالواحد بن زیاد العبدی البصری رحمہ اللہ: [2]

ایک قول یہ ہے کہ آپ کی کنیت ابو عبیدہ تھی اور آپ بنی عبیدہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ کلیب بن وائل، حبیب بن ابی عمرہ، عاصم احول، عمارہ بن قعقاع، اعمش، مختار بن فلفل اور متعدد ائمہ محدثین سے حدیث روایت کی اور آپ سے ابوداود، عفان، مسدد، عبید اللہ القواریری، یحییٰ بن یحییٰ، قتیبہ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد وغیرہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے، جب کہ ابن حبان کا قول ہے کہ عبدالواحد کچھ بھی نہیں۔

میں کہتا ہوں: عبدالواحد عالم اور صاحب حدیث تھے۔ اگرچہ انھیں وہم ہوتے تھے لیکن ان کی حدیث سے کتب احادیث میں دلیل پکڑی گئی ہے۔ فلاس وغیرہ نے عبدالواحد کا سن وفات ۱۸۶ھ اور امام احمد رحمہ اللہ نے ۱۸۷ ہجری بتلایا ہے۔

ہمیں احمد بن ہبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ ابراہیم بن حجاج السامی بیان کرتے ہیں، ہمیں عبدالواحد بن زیاد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عاصم احول نے حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

[1] جامع الترمذی: کتاب الزہد، رقم الباب: 42۔

[2] تہذیب الکمال: 865/2، تہذیب التہذیب: 434/6 (912)، تقریب: 526/1 (1382)، التاریخ الکبیر: 59/6، الجرح والتعدیل: 108/6، میزان الاعتدال: 682/2، لسان المیزان: 294/7، سیر الاعلام: 7/9، طبقات ابن سعد: 388/6، الثقات: 123/7۔

زیارت کی اور آپ ﷺ کے ساتھ گوشت اور روٹی کھائی یا یہ فرمایا کہ ثرید کھائی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اور تمھاری بھی۔'' میں نے حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''کیا نبی کریم ﷺ نے آپ کے لیے مغفرت کی دعا مانگی تھی؟ تو انھوں نے فرمایا: ہاں! اور تمہارے لیے بھی مغفرت کی دعا مانگی ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

{وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ} [محمد: ۱۹]

''اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے بھی۔''

(۲۴۵) ۶/۱۴ع: الحافظ، الثقہ، ابوزبید عبثر بن قاسم زبیدی، کوفی رحمہ اللہ: ❶

آپ نے حصین بن عبدالرحمن، مطرف بن طریف، مغیرہ الضبی، العلاء بن مسیب، اشعث بن سوار اور متعدد ائمہ محدثین سے حدیث روایت کی۔ اور آپ سے خلف بن ہشام، احمد بن ابراہیم الموصلی، قتیبہ بن سعید، ہناد بن السری ابوحصین عبداللہ بن احمد یربوعی اور دیگر محدثین نے حدیث روایت کی ہے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے آپ کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: ابوزبید ثقہ ہیں، ثقہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابوزبید نے ۱۷۸ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

ہمیں ابوالفضل احمد بن ھبۃ اللہ بن احمد الدمشقی نے ۶۹۲ھ میں اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ ابوحصین بن احمد بن عبداللہ بن یونس بیان کرتے ہیں، ہمیں عبثر بن قاسم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حصین نے شعبی سے، انھوں نے محمد بن صیفی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عاشوراء کے دن ارشاد فرمایا:

''کیا تم میں سے کسی نے آج کے دن (طلوع فجر کے بعد کچھ) کھایا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: (اے اللہ کے رسول!) ہم میں سے کوئی تو روزے سے ہے۔ اور کسی نے روزہ نہیں رکھا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے آج کے باقی کے دن کو پورا کرو اور دوسروں کو بھی پیغام بھیج دو کہ وہ اپنے باقی کے دن کو پورا کریں۔''

یہ حدیث امام نسائی رحمہ اللہ نے ابوحصین سے روایت کی ہے اور ہم نے اس کی موافقت کی ہے۔

(۲۴۶) ۶/۱۵ع: الحافظ، الامام، ابومحمد خالد بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن یزید المزنی، الواسطی الطحان رحمہ اللہ: ❷

آپ بنی مزن کے آزاد کردہ غلام تھے، آپ کی کنیت کی بابت دو اقوال ہیں: (۱) ابوالہیثم (۲) اور دوسرا ابومحمد، آپ نے

❶ تہذیب الکمال: 262/2، تہذیب التہذیب: 136/5 (236)، تقریب: 400/1 (169)، الکاشف: 70/2، التاریخ الکبیر: 94/7، الجرح والتعدیل: 344/7، الوافی بالوفیات: 271/16، الثقات: 207/7۔

❷ تہذیب الکمال: 357/1، تہذیب التہذیب: 100/3، تقریب: 215/1، الکاشف: 270/1، التاریخ الکبیر: 160/3، الجرح والتعدیل: 1536/3، سیر الاعلام: 277/8، شذرات: 292/1، تاریخ بغداد: 294/8۔

حصین بن عبدالرحمن، سہیل بن ابی صالح، الجریری، عبدالملک بن ابی سلیمان، یونس بن عبید، خالد الحذاء سے حدیث روایت کی۔ جب کہ آپ سے آپ کے بیٹے محمد نے اور عمرو بن عون، سعید بن منصور، مسدد، اسحاق ابن شاہین اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ عالم، صالح، رب تعالیٰ سے بے حد ڈرنے والے اور ازحد طاعت گزار تھے۔

امام احمد فرماتے ہیں: خالد ثقہ اور اپنے دین میں بے حد صالح تھے۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اُنھوں نے تین یا چار بار اپنی جان کو اللہ کے آگے بیچ دیا تھا۔ چنانچہ اُنھوں نے تین یا چار بار اپنے وزن کے برابر چاندی اللہ کی راہ میں صدقہ کی تھی۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ ''خالد الفراء'' کے نام سے مشہور تھے، اسحاق ازرق بیان کرتے ہیں: میں خالد سے افضل کسی سے نہیں ملا۔

ابراہیم بن ہاشم بیان کرتے ہیں: بشر حافی جنابِ خالد سے بے حد متاثر تھے، ان کی تعظیم و توقیر کرتے اور ان کے مذہب کی تعریف کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں: جناب خالد بڑے مالدار اور نیکی کا حکم کرنے والے تھے۔ اسحاق ازرق سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کی سفیان ثوری سے ملاقات ہوئی ہے؟ تو اُنھوں نے فرمایا: ہاں! لیکن وہ اپنے آپ میں مشغول رہتے تھے جب کہ خالد بن عبداللہ عوام میں گھل مل کر رہنے والے تھے۔

ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خالد ثقہ اور حافظ حدیث ہیں۔ خلیفہ اور ابن سعد کا قول ہے: جناب خالد کا سن وفات ۱۷۹ھ ہے۔ رحمہ اللہ [1]

مجھے خالد کی عوالی میں یہ حدیث ملی ہے کہ ہمیں ابرقوھی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ ہمیں عبدالاعلی بن حماد نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمیں خالد بن عبداللہ نے سہیل سے، اُنھوں نے عبداللہ بن دینار سے، اُنھوں نے ابو صالح سے، اُنھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''اسلام کے ساٹھ سے کچھ اوپر یا (راوی کو شک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ) ستر سے کچھ اوپر دروازے ہیں، جن میں سب سے افضل دروازہ "لا الہ الا اللہ" کا ہے اور سب سے ادنیٰ دروازہ رستے سے کسی تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا ہے اور حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے۔'' [2]

---

[1] ایک قول 178ھ میں اور ایک قول 177ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 58، صحیح البخاری: کتاب الهبة، باب: 35.

(۲۴۷) ۶/۱۶ع: الامام، الصدوق، ابو معاویہ عباد بن عباد بن حبیب بن مہلب بن ابی صفرہ العتکی، الازدی، المہلبی، البصری رحمہ اللہ: [1]

آپ ابو جمرہ الضبعی، ہشام بن عروہ، عاصم احول اور ائمہ محدثین کی ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے امام احمد، قتیبہ، مسدد، یحییٰ بن معین، احمد بن منیع، حسن بن عرفہ اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

جناب عباد بن عباد بڑے معزز، جلیل القدر، ثقہ، شریف اور صاحب دانش و بینش تھے۔ البتہ ابن سعد کے بقول آپ حدیث میں قوی نہ تھے۔

میں کہتا ہوں: جناب عباد نے بارہ رجب ۱۸۱ھ میں وفات پائی۔ [2] ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے آپ سے حجت پکڑی ہے۔ یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں: عباد ثقہ ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ عباد حماد بن عوام سے زیادہ ثقہ اور زیادہ حدیثوں والے ہیں۔ ابن سعد کا قول ہے: عباد ثقہ ہیں البتہ بسا اوقات روایتِ حدیث میں خطا کر جاتے ہیں۔ جناب عباد نے بغداد میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔ یعقوب بن شیبہ کا قول ہے: عباد صدوق اور ثقہ ہیں۔

ہمیں ۲ ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے ابن کلیب سے بیان کیا، وہ اپنی سند کے ساتھ ابن عرفہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں ہمیں عباد بن عباد نے مجالد سے، اُنھوں نے شعبی سے، اُنھوں نے مسروق سے، اُنھوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ انصار کی ایک خاتون میرے پاس آئی۔ اس نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک دیکھ لیا جو دہری کی ہوئی ایک عباء تھی۔ تو اس نے لوٹ کر میری طرف اون بھرا ایک بستر بھیجا۔ پس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ: ''یہ کیا ہے؟'' اس پر میں نے سارا ماجرا خدمتِ اقدس میں گوش گزار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اسے واپس کر دو۔'' پر میں نے اسے واپس نہ کیا۔ مجھے اس بستر کا اپنے گھر میں ہونا اچھا لگا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین بار (واپس کرنے کو) ارشاد فرمایا: پھر فرمایا: اے عائشہ! اللہ کی قسم! اگر میں چاہوں تو رب تعالیٰ سونے اور چاندی کے پہاڑوں کو میرے ساتھ چلا دے۔'' (لیکن مجھے دنیا اور اس کی عیش و نعمت سے کوئی سروکار نہیں)۔

یہ حدیث بے حد غریب ہے اور مذکورہ حدیث کا راوی مجالد حجت نہیں ہے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 651/2، تہذیب التہذیب: 95/5 (161)، تقریب: 392/1 (95)، الکاشف: 61/2، التاریخ الکبیر: 40/6، الجرح والتعدیل: 423/6، میزان الاعتدال: 367/2، لسان المیزان: 356/7، مقدمۃ الفتح: 412، الوافی بالوفیات: 613/16، سیر الاعلام: 294/8، الثقات: 161/7۔

[2] ایک قول 179ھ میں اور ایک قول 180ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

(۲۴۸) ۶/ ۱۷ ع: الامام، المحدث، ابو سہل عباد بن عوام الواسطی رحمہ اللہ: ❶

آپ نے ابو مالک اشجعی، عبداللہ بن ابی نجیح، الجریری، ابو اسحاق شیبانی، ابن عون اور ان کے طبقہ کے ائمہ محدثین سے حدیث روایت کی۔ اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں امام احمد رحمہ اللہ، عمرو الناقد، زیاد بن ایوب، حسن بن عرفہ، علی بن مسلم الطوسی اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

امام ابوداؤد وغیرہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے، ابن سعد بیان کرتے ہیں: موصوف ہر بات میں بڑے جلیل القدر آدمی تھے۔ البتہ اعتقاد میں تشیع رکھتے تھے اسی لیے ایک عرصہ تک ہارون الرشید نے آپ کو قید میں ڈالے رکھا تھا۔ پھر آزاد کر دیا۔ تب آپ نے بغداد میں سکونت اختیار کرلی۔ ابن عرفہ بیان کرتے ہیں: وکیع نے مجھ سے عباد بن عوام کے بارے میں پوچھا، پھر خود ہی یہ کہا کہ تمھارے پاس عباد جیسا کوئی نہیں۔

میں کہتا ہوں: موصوف کے سن وفات کی بابت اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ آپ ۱۸۰ھ کی دہائی میں فوت ہوئے تھے البتہ سال کی تعیین میں متعدد اقوال ملتے ہیں۔ چنانچہ ۱۸۳ھ، ۱۸۵، ۱۸۶ھ اور ۱۸۷ھ میں وفات پانے کے اقوال روایت کیے گئے ہیں۔

ائمہ محدثین کا ان سے حجت پکڑنے میں اتفاق ہے، میرے اور موصوف کے درمیان چھ واسطے ہیں۔

ہمیں ابن بدران نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ محمد بن ابی سمینہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عباد بن عوام نے حجاج سے، انھوں نے قتادہ سے، انھوں نے زرارہ سے، انھوں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر نماز ادا فرماتے تھے جن کی پہلی رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلی" کی، دوسری رکعت میں "قل یا ایھا الکافرون" کی اور تیسری رکعت میں "قل ھو اللہ احد" کی قراءت فرماتے تھے۔"

(۲۴۹) ۶/ ۱۸ ع: العلامہ، الحافظ، شیخ الاسلام ابو محمد سفیان بن عیینہ بن میمون الہلالی، الکوفی رحمہ اللہ: ❷

آپ حرم کے محدث اور ضحاک بن مزاحم کے بھائی محمد بن مزاحم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے، کم سنی میں ہی علم کی طلب و جستجو میں لگ گئے۔ عمرو بن دینار، زہری، زیاد بن علاقہ، ابو اسحاق، اسود بن قیس، زید بن اسلم، عبداللہ بن دینار، منصور بن معتمر، عبدالرحمن بن قاسم اور دیگر متعدد ائمہ محدثین سے حدیث کی۔ جب کہ آپ سے اعمش اور ابن جریج نے

---

❶ تهذيب الكمال: 652/2، تهذيب التهذيب: 99/5 (168)، تقريب: 393/1 (103)، خلاصة التهذيب: 30/2، الكاشف: 62/2، التاريخ الكبير: 41/6۔

❷ تهذيب الكمال: 514/1، تهذيب التهذيب: 117/4، تقريب: 312/1، الكاشف: 379/1، التاريخ الكبير: 94/4، الجرح والتعديل: 973/4، ميزان الاعتدال: 170/2، طبقات ابن سعد: 83/9، البداية والنهاية: 205/1، الوافى بالوفيات: 281/15، سير الاعلام: 454/8، ديوان الاعلام: 11/4، الثقات: 403/6۔

حدیث روایت کی ہے جو آپ کے مشائخ میں سے ہیں، ان کے علاوہ ابن مبارک، ابن مہدی، امام شافعی، امام احمد رحمہ اللہ، ابن معین، اسحاق بن راھویہ، احمد بن صالح، ابن نمیر، ابوخیثمہ، فلاس، زعفرانی، یونس بن عبدالاعلیٰ، سعدان بن نصر، علی بن حرب، محمد بن عیسیٰ بن حبان المدائنی، زکریا بن یحییٰ المروزی، احمد بن سنان الرملی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

کہتے ہیں کہ ابن عیینہ کے زمانے میں بے شمار لوگ صرف آپ سے ملاقات کرنے کے لیے حج کا سفر کیا کرتے تھے اسی لیے ایام حج میں آپ پر لوگوں کا بے پناہ ہجوم رہتا تھا۔

آپ امام، حجت، حافظ حدیث، وسیع العلم اور بڑے جلیل القدر تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا مشہور قول ہے کہ اگر امام مالک رحمہ اللہ اور امام سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو اہل حجاز کا علم ختم ہو گیا ہوتا۔ اور یہ بھی فرمایا: میں نے احکام کی جملہ احادیث کو امام مالک رحمہ اللہ کے پاس پایا سوائے تیس احادیث کے کہ وہ سب کی سب مجھے ابن عیینہ کے پاس ملیں سوائے چھ احادیث کے۔

عبدالرحمن بن مہدی بیان کرتے ہیں: سفیان بن عیینہ اہل حجاز کی احادیث کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے: سفیان بن عیینہ حماد بن زید سے بڑے حافظِ حدیث ہیں۔ حرملہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے: میں نے جس قدر آلۂ علم سفیان میں دیکھا ہے، کسی اور میں نہیں دیکھا۔ میں نے سفیان سے زیادہ فتویٰ دینے سے گریز کرتے کسی اور کو نہیں دیکھا۔ اور نہ میں نے ان سے زیادہ بہتر کسی کو حدیث کی تفسیر بیان کرتے ہی دیکھا ہے۔

ابن وہب کا قول ہے: میں ابن عیینہ سے بڑا مفسر نہیں جانتا۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے سفیان سے بڑا سنن کا عالم کوئی نہیں دیکھا۔ ابن المدینی کا قول ہے: زہری کے اصحاب میں سے ابن عیینہ سے بڑا متقن کوئی نہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن عیینہ یمن میں معن بن زائدہ کے پاس تشریف لے گئے اور انھیں وعظ بھی فرمایا لیکن بعد میں ان کے کسی تحفے ہدیے کو قبول نہ کیا۔ عجلی بیان کرتے ہیں: ابن عیینہ حدیث میں ثبت تھے۔ ابن عیینہ کی احادیث سات ہزار کے قریب تھیں۔ ابن عیینہ کی کتابیں نہیں تھیں۔

بہز بن اسد کا قول ہے: میں نے ابن عیینہ کا مثل نہیں دیکھا اور نہ شعبہ کا مثل ہی دیکھا ہے۔ ابن معین بیان کرتے ہیں: عمرو بن دینار کی احادیث میں ابن عیینہ سب سے زیادہ ثبت ہیں۔ ابن مہدی بیان کرتے ہیں: ابن عیینہ کو قرآن اور حدیث کی جو معرفت حاصل ہے وہ سفیان ثوری کو بھی حاصل نہیں۔

علی بن حرب کا قول ہے: کاش! میں ابن عیینہ کی حدیث بیان کرتے وقت کی اداؤں میں سے ایک ادا ہوتا۔

حامد بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابن عیینہ کو یہ فرماتے سنا ہے: میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ میرے سارے دانت گر گئے ہیں۔ میں نے جب جناب زہری کو اپنا یہ خواب سنایا تو انھوں نے اس کی یہ تعبیر بتلائی کہ تمھارے سب دانت گر جائیں گے پر تم پھر بھی زندہ رہو گے (یعنی بڑی لمبی عمر پاؤ گے)۔ چنانچہ پھر واقعی ایسا ہی ہوا کہ میرے سب دانت (وقت کے ساتھ ساتھ) گر گئے اور میں پھر بھی زندہ رہا اور اللہ نے میرے ہر دشمن کو محدث بنا دیا۔

ابو مسلم مستملی بیان کرتے ہیں: میں نے سفیان کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے جناب عمرو بن دینار کو سنا، وہ فرما رہے تھے کہ جناب نوح علیہ السلام اپنی قوم میں نہ ٹھہرے تھے۔

علی بن جعد کا قول ہے: میں نے جناب سفیان بن عیینہ کو یہ فرماتے سنا: جسے عقل میں زیادتی دی جاتی ہے، اس کی روزی میں کمی کر دی جاتی ہے۔

امام ابن عیینہ کا قول ہے: زہد یہ صبر کرنا اور موت کی تاک میں رہنا ہے۔ اور جب تیرا علم تمھیں نفع نہ دے تو سمجھو کہ وہ تمھیں نقصان دے رہا ہے۔

جناب ابن عیینہ کے حفظ وامانت کی وجہ سے حضرات ائمہ محدثین کا ان کی احادیث سے حجت پکڑنے پر اتفاق ہے۔ آپ نے ستر حج کیے۔ تدلیس کرتے تھے لیکن ثقہ رواۃ سے کرتے تھے۔ جمادی الآخرۃ ۱۹۸ھ میں جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ سبط السلفی کے پاس ان کی چند عوالی موجود ہیں۔

ہمیں محمد بن مکی القرشی نے اور محمد الحافظ اور محمد بن بیان نے بعلبک میں، اور اسماعیل بن عبدالرحمن نے دمشق میں اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ یونس بن عبدالاعلی بیان کرتے ہیں: ہمیں سفیان بن عیینہ نے مجالد سے اور ایک اور شخص سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو، جب کہ وہ کوفہ کے امیر تھے، یہ فرماتے سنا کہ: ''میرے والد ماجد حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک غلام ہدیہ میں دیا۔ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ماجرا گوش گزار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو (اسی طرح کا ایک ایک غلام ہدیہ میں) دیا ہے؟ اُنھوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں سوائے حق بات کے اور کسی بات پر گواہ نہ بنوں گا۔''

یہی حدیث ابن عیینہ تک ایک اور اسناد کے ساتھ بھی مروی ہے جس میں ابن مکی کا ذکر نہیں، چنانچہ ابن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے زہری نے حمید بن عبدالرحمن اور محمد بن نعمان سے بیان کیا، وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ میرے والد ماجد رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک غلام ہدیہ میں دیا۔ آگے گزشتہ کی طرح حدیث ہے۔ البتہ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ: (میرے والد کا نفی میں جواب سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا) ''تب پھر (اس سے بھی وہ غلام) واپس لے لو۔''

(۲۵۰) ۶/۱۹ خ ۴: الامام، القدوہ، شیخ الاسلام ابوبکر بن عیاش الکوفی، المقری، الاسدی، الحناط رحمہ اللہ: [1]

آپ واصل الاحدب کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ کے نام کے بارے میں متعدد اقوال ہیں، اصح قول یہ ہے کہ آپ کی کنیت ہی آپ کا نام ہے، ائمہ ثقات کی ایک جماعت نے اس کو راجح قرار دیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کا نام شعبہ اور کنیت

[1] تہذیب: 34/12، تقریب: 39/2، الوافی بالوفیات: 241/10، طبقات ابن سعد: 269/6، العبر: 311/1، شذرات الذہب: 334/1، تفسیر الطبری: 98/7، نسیم الریاض: 410/3، الجرح والتعدیل: 348/9، تاریخ بغداد: 381/14، الجمع بین الصحیحین: 2317۔

ابو بکر ہے۔ یہ حسین بن عبدالاول اور ابو ہشام رفاعی کا قول ہے۔ ان کا بیان ہے کہ جب ہم نے جناب ابو بکر سے ان کے نام کے بارے میں دریافت کیا تو اُنھوں نے اپنا نام شعبہ بتلایا۔ امام نسائی کے نزدیک آپ کا نام ''محمد'' ہے۔

آپ نے عاصم پر تین بار قرآن پڑھا، جب کہ کسائی، یحییٰ علیمی، ابو یوسف الاعشی اور ایک جماعت نے آپ پر قرآن پڑھا۔ آپ نے اسماعیل السدی، عثمان بن عاصم، ابو اسحاق السبیعی، عبدالملک بن عمیر اور بے شمار ائمہ محدثین سے حدیث سنی، آپ کے قدیم مشائخ میں جناب صالح مولی عمرو بن حریث بھی ہیں جنھوں نے آپ کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی۔ جب کہ آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں ابن مبارک، ابوداود، طیالسی، احمد بن حنبل، ابو کریب، ابن نمیر، حسن بن عرفہ، احمد بن عبدالجبار العطاردی اور بے شمار لوگوں کے نام گنوائے جاتے ہیں۔

ہمیں احمد بن عبدالحمید اور اسماعیل بن عمیرہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ احمد بن عبدالجبار بیان کرتے ہیں، ہمیں ابو بکر بن عیاش نے ابو اسحاق سے، اُنھوں نے ابو احوص سے، اُنھوں نے اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پرانے (اور بوسیدہ) کپڑے پہنے دیکھا تو استفسار فرمایا: ''کیا تمھارے پاس مال ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے آپ کو نعمت میں رکھو جیسے رب تعالیٰ نے تمھیں نعمت میں رکھا ہے۔'' میں نے عرض کیا: (اے اللہ کے رسول!) ایک آدمی میرے پاس سے گزرتا ہے تو میں اس کی مہمان نوازی کرتا ہوں، پھر میں اس کے پاس سے گزروں تو وہ میری مہمان نوازی نہیں کرتا۔ آیا میں ایسے آدمی کی مہمان نوازی کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں!'' یہ حدیث صحیح ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: ابو بکر بسا اوقات غلطی کر جاتے تھے۔ البتہ وہ صاحب قرآن اور صاحب خبر (واثر) ہیں ابن ملوک کا قول ہے: ''میں نے ابو بکر بن عیاش سے زیادہ تیزی کے ساتھ سنت کی طرف جانے والا کوئی نہیں دیکھا۔

عثمان بن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے کہ ایک مرتبہ ہارون الرشید نے جناب ابو بکر کو چھ ہزار دینار کا ہدیہ بھیجا۔ یعقوب بن شیبہ کا قول ہے: ابو بکر نیکی میں مشہور تھے اور آپ کو علوم میں مہارت و دستگاہ حاصل تھی، فقہ اور اخبار و آثار کے علم پر عبور تھا پر آپ کی حدیث میں اضطراب تھا۔

ابوداود کا قول ہے: ابو بکر ثقہ ہیں۔ یزید بن ہارون بیان کرتے ہیں: ابو بکر نیکو کار اور عالم و فاضل آدمی تھے۔ چالیس برس تک زمین پر پیٹھ نہ لگائی۔ یحییٰ حمانی بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابو بکر نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں رات کو چاہِ زمزم کے پاس گیا تو میں نے وہاں سے شہد اور دودھ کا ایک ڈول پیا۔

ابو ہشام الرفاعی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو بکر بن عیاش کو یہ فرماتے سنا ہے کہ: مخلوق چار قسم پر ہے (۱) معذور (۲) مخبور [1]

---

[1] مخبور: یہ خُبُرت سے ہے جس کا معنی آزمانا اور تجربہ کرنا ہے۔ یعنی بنی آدم کو آزمایا اور ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔ (دیکھیں: القاموس الوحید، ص: 404) نسیم

(۳) مجبور اور (۴) مثبور۔ ❶ پس معذور تو چوپائے اور بہائم ہیں، مخبور بنی آدم ہیں، مجبور فرشتے ہیں اور مثبور ابلیس ہے۔

ایوب اصبہانی جناب ابوبکر بن عیاش کا قول نقل کرتے ہیں کہ: اس امر میں (یعنی علم حدیث میں لگنا) آسان ہے لیکن اس امر سے اللہ کی طرف نکلنا سخت اور شدید ہے۔

ابوبکر ۹۶ھ میں پیدا ہوئے اور جمادی الاولیٰ ۱۹۳ھ میں وفات پائی۔ یحییٰ حمانی بیان کرتے ہیں: جب جناب ابوبکر پر جان کنی کی کیفیت طاری ہوئی تو ان کی بہن رونے لگی۔ اس پر جناب ابوبکر نے فرمایا: کیوں روتی ہو؟ ذرا گھر کے اس گوشے کو دیکھو، میں نے وہاں اٹھارہ ہزار بار قرآن کریم کو ختم کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ابن عبدالدائم اور ابوبکر بن عیاش کے درمیان پانچ رجال ہیں۔

(۲۵۱) ۶/ ۲۰ ع: الامام، الحافظ، ثقہ، محدثِ بصرہ ابومحمد معتمر بن سلیمان التیمی، البصری رحمہ اللہ: ❷

آپ اپنے والد سے اور عبدالملک بن عمیر، منصور بن معتمر، حمید، ایوب سختیانی، رکین بن ربیع، لیث بن ابی سلیم، عمرو بن دینار القہرمان اور متعدد ائمہ محدثین سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ جب کہ آپ سے امام احمد رحمہ اللہ، اسحاق، ابن معین، ابو حفص فلاس، خلیفہ بن خیاط، ابوکریب، حسن بن عرفہ، یعقوب الدورقی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ ۱۰۶ھ میں پیدا ہوئے، ثقہ تھے، عبادت اور اتقان فی الحدیث سے موصوف تھے، زہد و ورع کو لازم پکڑا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ قرہ بن خالد کہتے ہیں: ہمارے نزدیک وہی معتمر معتبر ہے جو ابن سلیمان تیمی ہے۔

سعید بن عیسیٰ الکریزی بیان کرتے ہیں: معتمر نے اس دن وفات پائی جس دن زبان اللطیقی قتل ہوا تھا۔ اس پر لوگ کہنے لگے کہ آج کے دن جہاں سب سے زیادہ عبادت گزار بندہ واصل بحق ہوا ہے، وہیں شریر ترین انسان بھی قتل ہو کر کیفر کردار کو پہنچا ہے۔ جناب معتمر نے صفر ۱۸۷ھ میں وفات پائی۔ ❸ آپ کی عالی روایت ابن عرفہ کے جز میں مروی ہے۔

ہمیں احمد بن مؤید نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں کہ ہمیں معتمر نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے فضیل بن میسرہ پر ابی حریز کے واسطہ سے قراءت کی، انھوں نے عکرمہ سے اور انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

• ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی عورت اپنی پھوپھی یا خالہ پر نکاح کرے۔“ (یعنی پھوپھی اور بھتیجی کو اور خالہ اور بھانجی کو ایک نکاح میں جمع نہ کیا جائے) اور فرمایا: اگر تم عورتوں نے ایسا کیا تو تم نے قطع رحمی کی۔“

---

❶ مثبور: ہلاکت میں پڑنے والا۔ (القاموس الوحید، ص: 211۔ نسیم)

❷ تہذیب الکمال: 1351/3، تہذیب التہذیب: 227/10 (415)، تقریب: 263/2، الکاشف: 161/3، التاریخ الکبیر: 49/8، الجرح والتعدیل: 1846/8، میزان الاعتدال: 142/4، لسان المیزان: 393/7، تراجم الاحبار: 327/3، سیر الاعلام: 477/8، الانساب: 124/3، المعین: رقم 717، معجم المؤلفین: 304/12۔

❸ ایک روایت 180ھ میں وفات پانے کی بھی ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے سعید بن ابی عروبۃ کے طریق سے قاضیٔ سجستان ابی حریز عبداللہ بن حسین سے روایت کیا ہے۔

(۲۵۲)۶/۲۱ع: الحافظ، الثبت، المتقن، الفقیہ ابوسعید یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ الہمدانی الوداعی الکوفی، صاحب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ: [1]

آپ بنی وادع کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اپنے والد سے اور عاصم احول، داود بن ابی ہند، ہشام بن عروہ، عبیداللہ بن عمرو، لیث بن ابی سلیم اور ابو مالک اشجعی سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے امام احمد، ابراہیم بن موسیٰ الفراء، ابوکریب، زیاد بن ایوب، یعقوب بن ابراہیم، حسن بن عرفہ اور دیگر حضرات نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ امام اور صاحب تصانیف تھے۔ ابن المدینی کا قول ہے: کوفہ میں جناب سفیان ثوری کے بعد یحییٰ بن زکریا سے زیادہ ثبت کوئی نہ تھا۔ اور یہ بھی فرمایا: اپنے زمانہ میں علم کا منتہی یحییٰ بن زکریا ہی تھے۔ عمرو الناقد بیان کرتے ہیں: میں نے سفیان بن عیینہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے: ہمارے پاس آنے والوں میں سے کوئی بھی ابن مبارک اور یحییٰ بن زکریا کے مشابہ نہ تھا۔

یحییٰ قطان کا قول ہے: کوفہ میں مجھ پر جس کی مخالفت سب سے زیادہ بھاری پڑی تھی وہ جناب یحییٰ بن زکریا تھے۔ یحییٰ مدائن کے قاضی بھی بنے، وہیں تریسٹھ سال کی عمر پا کر ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔ جب کہ ایک قول ۱۸۳ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

ابن معین تک اسناد کے ساتھ، ابن معین بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یحییٰ بن ابی زائدہ نے مجالد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رطب کھجوروں سے زکوۃ لی جائے گی۔''

(۲۵۳)۶/۲۲ع: الفقیہ، الامام ابوتمام عبدالعزیز بن ابی حازم سلمہ بن دینار المدنی رحمہ اللہ: [2]

آپ اپنے والد سے اور زید بن اسلم، سہیل، العلاء بن عبدالرحمن، یزید بن الهاد، موسیٰ بن عقبہ اور متعدد ائمہ محدثین سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے حمیدی، ابومصعب، علی بن حجر، عمرو الناقد، یعقوب الدورقی، یحییٰ بن اکثم اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 1496/2، تہذیب التہذیب: 208/11 (349)، تقریب: 347/2، الکاشف: 255/3، التاریخ الکبیر: 273/8، الجرح والتعدیل: 609/9، میزان الاعتدال: 374/4، لسان المیزان: 431/7، المغنی: 6963، تراجم الاحبار: 256/4، الانساب: 428/13، تاریخ بغداد: 114/4۔

[2] تہذیب الکمال: 835/2، تہذیب التہذیب: 333/6 (441)، تقریب: 507/1 (1212)، الکاشف: 197/2، التاریخ الکبیر: 25/6، الجرح والتعدیل: 1787/5۔ میزان الاعتدال: 626/2، لسان المیزان: 288/7، طبقات ابن سعد: 442/5، سیر الاعلام: 363/8، الثقات: 117/7۔

عبدالعزیز فقیہ اور بلند مرتبہ عالم تھے۔ ابن معین انھیں صدوق قرار دیتے ہیں۔ مصعب زبیری کا قول ہے: سلیمان بن بلال نے اپنی کتابوں کی آپ کے لیے وصیت کی تھی۔ یہ کتابیں عبدالعزیز کے پاس رہیں۔ اسی دوران ان پر بعض چوہوں نے پیشاب کر دیا تو جو عبارت صاف ہوتی عبدالعزیز اس کو تو بیان کر دیتے اور جو عبارت چوہوں کے پیشاب سے مدہم ہو گئی ہوتی اس کو چھوڑ دیتے تھے۔

امام احمد فرماتے ہیں: مدینہ میں جناب مالک رحمہ اللہ کے بعد ابن ابی حازم سے بڑا فقیہ اور کوئی نہ تھا۔ ابو حاتم بیان کرتے ہیں: "ابن ابی حازم" دراوردی سے بھی بڑے فقیہ تھے۔ متعدد ائمہ نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے اور ان کی احادیث سے حجت پکڑی ہے، جن میں کتب صحاح کے مؤلفین بھی شامل ہیں۔ احمد بن ابی خیثمہ بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین کو یہ بیان کرتے سنا ہے کہ: ابن ابی حازم اپنے والد کی احادیث کے باب میں ثقہ نہیں ہیں۔

میں کہتا ہوں: نہیں، بلکہ وہ اپنے والد کی احادیث میں بھی ثقہ اور حجت ہیں۔ البتہ دوسروں کی احادیث میں بسا اوقات زیادہ قوی اور زیادہ ثبت ثابت ہوتے ہیں۔

ابن سعد کے مطابق ابن ابی حازم ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۴ھ [1] میں بحالت سجدہ داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ رحمہ اللہ۔

ہمیں ابن قواس نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ عبدالرحمن بن یونس بیان کرتے ہیں، ہمیں ابن ابی حازم نے اپنے والد سے، اُنھوں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "بیع غرر" سے منع فرمایا۔

(۲۵۴) ۶/ ۲۳ ع: الامام، المحدث، ابو محمد عبدالعزیز بن محمد بن عبید الجہنی، المدنی، الدراوردی رحمہ اللہ: [2]

آپ بنی جہم کے آزاد کردہ غلام تھے اور "دراورد" یہ خراسان کی ایک بستی ہے جس کی طرف منسوب ہو کر آپ دراوردی کہلاتے ہیں۔ آپ نے صفوان بن سلیم، یزید بن الہاد، ابو طوالہ، ثور بن زید، سہیل بن ابی صالح اور متعدد ائمہ محدثین سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں سفیان اور شعبہ جیسے اکابر بھی شامل ہیں جو آپ سے متقدم ہیں۔ ان کے علاوہ اسحاق بن راھویہ، علی بن خشرم، احمد بن عبدہ الضبی، یعقوب الدورقی، ابو حذافہ السہمی اور بے شمار لوگ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

ابن معین بیان کرتے ہیں: دراوردی میرے نزدیک فلیح سے زیادہ ثبت ہیں۔ ابو زرعہ کا قول ہے: ان کا حافظہ خراب تھا۔ معن بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں: دراوردی اس قابل تھے کہ انھیں "امیر المؤمنین فی الحدیث" قرار دیا جاتا۔

میں کہتا ہوں: ایک جماعت نے ان کی روایت لی ہے۔ البتہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کی روایت کو دوسری روایت کے

---

[1] ایک قول 180ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

[2] تہذیب الکمال: 842/2، تہذیب التہذیب: 353/1 (677)، تقریب: 512/1 (1248)، التاریخ الکبیر: 25/6، الجرح والتعدیل: 395/5، میزان الاعتدال: 633/2، لسان المیزان: 289/7، طبقات ابن سعد: 424/5، مقدمۃ الفتح: 420، سیر الاعلام: 366/8۔

ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے۔ جناب دراوردی نے ۱۸۷ھ میں وفات پائی۔

ہمیں احمد بن اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ احمد بن اسماعیل المدنی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں دراوردی نے العلاء بن عبدالرحمن سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے (۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جس سے نفع اُٹھایا جاتا ہو (۳) وہ نیک اولاد جو (مرنے کے بعد) اس کے لیے دعا گو رہے۔''

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے "ابن وهب عن سليمان بن بلال، عن العلاء" کے طریق سے روایت کیا ہے۔ [1]

(۲۵۵) ۶/ ۲۴ع: الحافظ، الثقہ، ابوعبدالصمد عبدالعزیز بن عبدالصمد العمی، البصری رحمہ اللہ: [2]

آپ ابوعمران الجونی، مطر الوراق، منصور بن معتمر، حصین بن عبدالرحمن وغیرہ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے امام احمد، اسحاق بن راھویہ، زیاد بن یحییٰ الحسانی، بندار، عمرو بن علی الفلاس، حسن بن عرفہ اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

عبیداللہ القواریری (ایک حدیث کی سند بیان کرتے ہوئے) کہتے ہیں: ہمیں عبدالعزیز العمی نے بیان کیا، اور وہ حدیث کے حافظ تھے۔ امام احمد فرماتے ہیں: عبدالعزیز ثقہ ہیں۔ فلاس بیان کرتے ہیں: میں نے عبدالرحمن کو جناب عبدالعزیز کی وفات کے دن یہ بیان کرتے سنا ہے: ''گزشتہ تیس سالوں سے تمھارا ان جیسا کوئی شیخ فوت نہیں ہوا۔''

میں کہتا ہوں: عبدالعزیز نے ۱۸۷ھ میں وفات پائی۔ [3] آپ کی حدیث "جزء البعث" کی عوالی میں سے ہے۔

ہمیں احمد بن اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ محمد بن بشار اور نصر بن علی دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابوالصمد العمی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوعمران الجونی نے ابوبکر بن عبداللہ بن قیس سے، اُنھوں نے اپنے والد ماجد (حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ) سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''دو جنتیں ایسی ہیں کہ وہ (ساری کی ساری) سونے کی بنی ہیں (چنانچہ) ان کے برتن اور ان کی ہر چیز سونے کی ہے اور دو جنتیں ایسی ہیں کہ وہ (ساری کی ساری) چاندی کی بنی ہیں (چنانچہ) ان کے برتن اور ان کی ہر چیز چاندی کی ہے اور جنتِ عدن میں لوگوں کے اور ان کے اپنے رب کی طرف دیکھنے کے درمیان سوائے کبریائی کی چادر کے جو رب تعالیٰ کے چہرے پر ہوگی اور کچھ نہ ہوگا۔''

---

[1] سنن ابی داؤد: کتاب الوصایا، رقم الباب: 14۔

[2] تہذیب الکمال: 840/2، تہذیب التہذیب: 346/6 (663)، تقریب: 510/1 (1235)، الکاشف: 200/2، التاریخ الکبیر: 26/6، الجرح والتعدیل: 1809/5، سیر الاعلام: 369/8، طبقات الحفاظ: 8115، تاریخ الثقات: 305۔

[3] ایک قول 189ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے بندار اور نصر سے روایت کیا ہے جب کہ امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے صرف بندار سے روایت کیا ہے۔ [1]

(۲۵۶) ۶/ ۲۵ ع: الحافظ، الصدوق، ابوبکر عبدالسلام بن حرب النهدی، البصری ثم الکوفی الملائی رحمہ اللہ: [2]

آپ پلنگ کی چادروں کی تجارت میں ابونعیم کے شریک ہونے کی بنا پر الملائی کہلائے۔ ایوب سختیانی، عطاء بن سائب، خالد الحذاء، اسحاق بن ابی فروہ، لیث ابن ابی سلیم اور متعدد ائمہ محدثین سے حدیث سنی، جب کہ آپ سے ابوبکر بن ابی شیبہ، ھناد، ابوسعید، الاشج، حسن بن عرفہ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ مدارِ سند، حافظِ حدیث اور معمر تھے۔ دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہی پیدا ہو گئے تھے۔ ابوحاتم الرازی بیان کرتے ہیں ابونعیم الوفا نے آپ سے حدیث لکھی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ آپ کو ثقہ اور حافظ قرار دیتے ہیں۔ خطیب کا بیان ہے کہ آپ سے ابواسحاق نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ نے ۱۸۷ھ میں چھہتر سال کی عمر پا کر وفات پائی۔ رحمہ اللہ [3]

یعقوب بن شیبہ کا قول ہے: عبدالسلام ثقہ ہیں البتہ ان کی حدیث میں نرمی ہے۔ ابن معین بیان کرتے ہیں: عبدالسلام ثقہ ہیں اور کوفی انھیں ثقہ قرار دیتے ہیں۔ القواریری کا قول ہے: میں عبدالسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی حدیث سنائیے کہ میں بصرہ میں اجنبی نو وارد ہوں، اس پر عبدالسلام کہنے لگے: گویا کہ تم یہ کہہ رہے ہو کہ تم آسمان سے اترے ہو۔ اور میں پھر بھی تمھیں حدیث نہیں سنا رہا۔ ابن المدینی بیان کرتے ہیں: عبدالسلام سال بھر میں ایک مرتبہ ایک عام مجلس لگایا کرتے تھے۔

(۲۵۷) ۶/ ۲۶ ع: الحافظ، الحجت، ابوعبداللہ جریر بن عبدالحمید الضبی الکوفی رحمہ اللہ: [4]

آپ ''رے'' کے محدث تھے، ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے، منصور بن معتمر، حصین بن عبدالرحمن، بیان بن بشر، سہیل اعمش اور

---

[1] صحیح مسلم: کتاب الایمان، رقم الحدیث: 296، جامع الترمذی: کتاب الجنۃ، باب 3، سنن ابن ماجہ: المقدمۃ، باب رقم: 13، صحیح البخاری: کتاب التوحید، باب رقم: 24۔

[2] الملائی: المِلَاء: یہ المُلَاءَۃ کی جمع ہے۔ یہ بیڈ شیٹ اور پلنگ کی چادر کو کہتے ہیں دیکھیں القاموس الوحید، ص: 1575، انھی چادروں کے کاروبار کی طرف منسوب ہو کر ''الملائی'' کہلائے۔ نسیم

دیکھیں: تہذیب الکمال: 830/2، تہذیب التہذیب: 316/6 (611)، تقریب: 505/1 (1186)، الکاشف: 194/2، التاریخ الکبیر: 66/6، الجرح والتعدیل: 246/5، میزان الاعتدال: 615/2، لسان المیزان: 287/7، الثقات: 128/7، مقدمۃ الفتح: 420، البدایۃ والنہایۃ: 199/10، سیر الاعلام: 335/8۔

[3] ایک قول یہ ہے کہ آپ کی عمر 96 سال تھی۔ ایک قول 186ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

[4] تہذیب الکمال: 189/1، تہذیب التہذیب: 75/2، تقریب: 127/1، الکاشف: 182/1، التاریخ الکبیر: 214/2، الجرح والتعدیل: 505/1، میزان الاعتدال: 394/1، لسان المیزان: 102/2، طبقات الحفاظ: 116، طبقات ابن سعد: 354/7، البدایۃ والنہایۃ: 201/10، سیر الاعلام: 9/9۔

متعدد ائمہ محدثین سے حدیث روایت کی ہے۔ آپ نے حمزہ پر قرآن پڑھا۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن المدینی، اسحاق، قتیبہ، یوسف بن موسیٰ القطان، امام احمد، علی بن حجر، عثمان بن ابی شیبہ، محمد بن حمید اور بے شمار لوگوں کے نام شمار کیے جاتے ہیں۔

آپ کی وثاقت، حفظ اور علمی وسعت کی بنا پر حضرات محدثین رختِ سفر باندھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ابن معین بیان کرتے ہیں کہ میں نے جریر بن عبدالحمید کو یہ فرماتے سنا ہے: مجھ پر کوفہ میں دو ہزار درہم پیش کیے گئے، جو اہل کوفہ دوسرے قراء کے ساتھ مجھے بھی دینا چاہتے تھے، پر میں نے ان دراہم کو لینے سے انکار کر دیا۔ پھر بعد میں ان کے پاس جو ماحضر تھا اس کو مانگنے کے لیے ان کے پاس جا پہنچا۔

ابن معین بیان کرتے ہیں: جریر نے محض پانچ سال حدیث کا علم حاصل کیا تھا۔ جریر نے ۱۸۸ھ میں ''رے'' میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔ آپ کی عالی حدیث ابن عرفہ کے جز میں موجود ہے۔

(۲۵۸) ۶/ ۲۷ ع: الحافظ، الصدوق، ابو خالد الاحمر سلیمان بن حیان الازدی، الکوفی رحمہ اللہ: ❶

آپ کا سن ولادت ۱۱۴ھ ہے۔ سلیمان تیمی، لیث بن ابی سلیم، ہشام بن عروہ، حمید الطویل اور متعدد ائمہ محدثین سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے امام احمد، ابن نمیر، ابو کریب، ابو سعید الاشج، یوسف بن موسیٰ القطان، اسحاق بن راھویہ، ھناد بن السری، حمید بن الربیع اور ایک جماعت حدیث روایت کرتی ہے۔

ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ ابو حاتم آپ کو صدوق کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: اگرچہ آپ مشاہیر محدثین میں سے ہیں لیکن دوسرے محدثین آپ سے زیادہ ثبت ہیں۔ آپ نے ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ ❷

ہمیں عبدالخالق القاضی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ ہارون بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابو خالد الاحمر نے سعید بن طارق سے، انھوں نے ربعی سے، انھوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''نیکی کا ہر کام صدقہ ہے، اور بے شک رب تعالیٰ ہر صانع کا اور اس کی صفت کا بنانے والا ہے اور یہ کہ اہل جاہلیت نے نبوت کے کلام میں جس آخری بات کو لیا ہے وہ یہ ہے: جب تو حیا نہ کرے تو جو چاہے کر۔'' ❸

---

❶ تہذیب الکمال: 534/1، تہذیب التہذیب: 181/4، تقریب: 323/1، الکاشف: 392/1، التاریخ الکبیر: 8/4، الجرح والتعدیل: 473/4، میزان الاعتدال: 200/2، لسان المیزان: 237/7، طبقات ابن سعد: 39/16، مقدمۃ الفتح: 407، سیر الاعلام: 19/9۔

❷ ایک قول 190ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

❸ صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، رقم الباب: 54، سنن ابن ماجہ: کتاب الزہد، باب رقم: 17، المؤطا للامام مالک، کتاب السفر، حدیث رقم: 46۔

(۲۵۹) ۶/۲۸ع: الامام، الحجت، شیخ الاسلام ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسماء الفزاری، الکوفی رحمہ اللہ: ❶

آپ مصیصہ کی سرحدوں پر مقرر تھے، عبدالملک بن عمیر، عطاء بن سائب، سہیل بن ابی صالح، عبیداللہ بن عمر اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی۔ اور آپ سے عبداللہ بن مبارک، عبداللہ بن عون الخراز، محمد بن عبدالرحمن بن سہم، محمد بن سلام بیکندی، علی بن بکار المصیصی نے اور آپ کے چچا زاد مروان بن معاویہ الفزاری نے حدیث روایت کی ہے جو آپ کے اصحاب کے خاتم ہیں۔ امام اوزاعی نے ایک مرتبہ ابواسحاق فزاری سے حدیث روایت کرتے ہوئے یوں فرمایا: مجھے صادق و مصدوق جناب ابواسحاق فزاری نے بیان کیا۔

ابن معین بیان کرتے ہیں: فزاری ثقہ ہیں ثقہ ہیں۔ فضیل بن عیاض کا قول ہے: بسا اوقات مجھے مصیصہ جانے کا بے حد اشتیاق ہوتا تھا۔ سرحدوں پر پہرہ دینے کی فضیلت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لیے تاکہ میری ابواسحاق سے ملاقات ہو جائے۔

ابومسعر بیان کرتے ہیں: ابواسحاق دمشق آئے تو لوگ ان سے حدیث سننے کے لیے ان کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا: باہر جا کر لوگوں میں اس بات کا اعلان کر دو کہ جو ''قدریہ'' فرقہ کا اعتقاد رکھتا ہے، وہ ہماری مجلس میں حاضر نہ ہو۔ اور جو فلاں فلاں کا ہم اعتقاد ہے، وہ بھی یہاں نہ آئے، اور جو سلطانِ وقت کے پاس آمد و رفت رکھتا ہو، وہ بھی ہماری مجلس میں نہ آئے۔ پس میں نے باہر نکل کر لوگوں کو یہ سب باتیں بتلا دیں۔

محمد بن سعد بیان کرتے ہیں: ابواسحاق فزاری ثقہ، صاحب سنت اور میدانِ جہاد کے غازی تھے۔ ابوحاتم کا قول ہے: اسلام میں بے حد دولت مند، ثقہ اور مامون تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہارون الرشید نے ایک زندیق کو قتل کرنے کے لیے گرفتار کیا اور یہ کہا: تم نے ایک ہزار احادیث کیوں گھڑی ہیں؟ اس پر وہ زندیق کہنے لگا: او اللہ کے دشمن! تو ابن اسحاق فزاری اور ابن مبارک سے کہاں رہ گیا جو احادیث کو چھان کر ان کے حرف حرف کا پتا لگا لیتے ہیں (بھلا ان کے ہوتے ہوئے میری احادیث میں یہ جعل سازی باقی رہ سکتی ہے)۔

ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں: ابواسحاق فزاری اس حال میں فوت ہوئے کہ اس وقت روئے زمین پر ان سے افضل کوئی نہ تھا۔ عطاء الخفاف کا قول ہے: میں امام اوزاعی کی خدمت میں حاضر تھا۔ انھوں نے جناب ابواسحاق فزاری کو خط لکھنا چاہا تو اپنے کاتب سے فرمایا: پہلے ان کا نام لکھو، ❷ اللہ کی قسم! وہ مجھ سے بہتر ہیں۔''

علی بن بکار بیان کرتے ہیں: میں ابن عون سے ملا ہوں، ان کے بعد میں نے ابواسحاق فزاری سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔

---

❶ تہذیب الکمال: 61/1، تہذیب التہذیب: 151/1، تقریب: 41/1، الکاشف: 89/1، التاریخ الکبیر: 321/1، الجرح والتعدیل: 402/2، الوافی بالوفیات: 104/6، سیر الاعلام: 539/8، طبقات ابن سعد: 2/7، طبقات الحفاظ: 117۔

❷ خط لکھنے کا قدیم زمانے سے دستور یہی ہے کہ پہلے کاتب کا اور پھر مکتوب الیہ کا نام لکھا جاتا ہے۔ لیکن امام اوزاعی رحمہ اللہ نے جناب ابواسحاق فزاری کی فضیلت اور [illegible] گی کی بنا پر پہلے ان کا نام لکھنے کو فرمایا حالانکہ وہ مکتوب الیہ تھے۔ واللہ اعلم۔ نسیم

ابن مہدی کا قول ہے: جب تم کسی شامی کو دیکھو کہ وہ امام اوزاعی رحمہ اللہ سے اور جناب ابواسحاق فزاری سے محبت رکھتا ہے تو اس کی طرف سے مطمئن ہو جاؤ۔

ابن عیینہ بیان کرتے ہیں: مجھے ابواسحاق فزاری نے بیان کیا کہ میں ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید کے پاس گیا تو انھوں نے مجھے یہ کہا: اے ابواسحاق آپ بڑی قدر ومنزلت اور عزت وشرف والے ہیں۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! یہ بات آخرت میں میرے کسی کام نہ آئے گی۔

ابواسامہ کا قول ہے کہ میں نے جناب فضیل بن عیاض کو یہ فرماتے سنا ہے: میں نے خواب میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں خالی جگہ دیکھی تو وہاں بیٹھنے لگا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ابواسحاق فزاری کی جگہ ہے۔ ابواسحاق فزاری نے ۱۸۵ھ یا ۱۸۶ھ میں وفات پائی۔

ہمیں احمد بن اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ زید بن سعید بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابواسحاق فزاری نے اعمش سے، انھوں نے مجاہد سے اور انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جس نے کسی مومن کو خوش کیا، اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا تو اس نے اللہ کے ہاں ایک عہد لے لیا اور جس نے اللہ کے ہاں ایک عہد لے لیا اسے جہنم کی آگ کبھی نہ چھوئے گی۔''

یہ حدیث غریب اور منکر ہے۔ البتہ مردود نہیں۔ ابواسحاق اور زید نے اس حدیث سے آفت کا تحمل نہیں کیا باوجودیکہ انھوں نے جو حدیث ذکر کی ہے وہ ضعیف ہے۔

(۲۶۰) ۶/۲۹ ع: الامام، الحافظ، العلامہ، شیخ الاسلام، فخر المجاہدین، قدوۃ الزاہدین، ابوعبدالرحمن عبداللہ بن مبارک بن واضح الحنظلی، المروزی رحمہ اللہ: ❶

آپ آل حنظلہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ والد کی طرف سے ترکی اور والدہ کی طرف سے خوارزمی تھے۔ پیشہ تجارت تھا کثرت سے اسفار کرتے، نہایت عمدہ اور مفید کتابوں کے مصنف تھے۔ حصول علم اور شوقِ جہاد میں دور دراز کے سفر کیے۔ ۱۱۸ھ یا ۱۱۹ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ساری زندگی حج، جہاد اور تجارت کے سفروں میں فنا کر دی۔ سلیمان تیمی، عاصم احول، حمید الطویل، ربیع بن انس، ہشام بن عروہ، الجریری، اسماعیل بن ابی خالد، خالد الحذاء، برید بن عبداللہ بن ابی بردہ اور ان کے علاوہ بے شمار ائمہ محدثین سے حدیث سنی۔ حتیٰ کہ اپنے اصاغر سے بھی حدیث سنی۔ آپ نے علم کو فقہ، غزوات، زہد اور رقائق وغیرہ کے ابواب میں مدوّن کیا۔

---

❶ تہذیب الکمال: 730/2، تہذیب التہذیب: 382/5 (657)، تقریب: 445/1 (583)، الکاشف: 123/2، التاریخ الکبیر: 212/5، الجرح والتعدیل: 838/5، حلیۃ الاولیاء: 162/8، طبقات ابن سعد: 121/9، البدایۃ والنہایۃ: 177/10، سیر الاعلام: 378/8، الوافی بالوفیات: 419/17۔

آپ سے احادیث روایت کرنے والے لوگ کسی اعداد وشمار میں نہیں آتے۔ جن میں اطراف واکناف اور بلاد واقالیم کے بے شمار لوگوں کے نام آتے ہیں کیوں کہ امام موصوف نوجوانی سے ہی علمی سفروں کے رسیا تھے۔ (جانے کہاں کہاں پہنچے اور ہر اقلیم کے لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی)۔

آپ سے حدیث روایت کرنے والے مشاہیر میں ابن مہدی، ابن معین، حبان بن موسیٰ، ابوبکر بن ابی شیبہ، ان کے بھائی عثمان اور احمد بن منیع، احمد بن جمیل المروزی، حسن بن عیسیٰ بن ماسرجس، حسین بن حسن المروزی اور حسن بن عرفہ کے نام شمار کیے جاتے ہیں۔ میرے پاس متعدد طرق سے ابن مبارک کی عالی حدیث موجود ہے۔ جب کہ اجازۃً میرے اور جناب ابن مبارک کے درمیان چھ واسطے ہیں۔ اللہ کی قسم! مجھے جناب ابن مبارک سے اللہ کی رضا کے لیے محبت ہے اور مجھے آپ کے ساتھ محبت میں دنیا وآخرت کی خیر کی توقع ہے کیوں کہ رب تعالیٰ نے آپ کو تقویٰ، عبادت، اخلاص، جہاد، وسعتِ علم، اتقان، ہمدردی وغم گساری، پامردی، جرأت وشجاعت اور دیگر بے شمار صفاتِ حمیدہ وجلیلہ سے نواز رکھا تھا۔

ابن مہدی بیان کرتے ہیں: ائمہ تو چار ہی ہیں (۱) مالک (۲) ثوری (۳) حماد بن زید (۴) اور ابن مبارک۔ ابن مہدی جناب ابن مبارک کو ثوری پر بھی فضیلت دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ان سے حدیث روایت کرتے ہوئے فرمایا: ''ہمیں ابن مبارک نے بیان کیا اور وہ علم وہنر میں یکتا ویگانہ تھے۔

امام احمد فرماتے ہیں: جناب ابن مبارک کے زمانہ میں ان سے بڑا علم کا طلب گار اور کوئی نہ تھا۔ اور شعیب بن حرب تو یہاں تک کہتے ہیں کہ خود جناب ابن مبارک کبھی اپنے جیسے سے نہ ملے تھے۔ شعبہ کا قول ہے: ہمارے پاس جناب ابن مبارک جیسا کوئی نہیں آیا۔

ابن اسحاق فزاری بیان کرتے ہیں: ابن مبارک امام المسلمین ہیں۔ ابن معین بیان کرتے ہیں: ابن مبارک ثقہ اور محقق آدمی تھے۔ اور جن کتابوں سے اُنھوں نے احادیث بیان کیں، ان میں تقریباً بیس ہزار احادیث مرقوم تھیں۔ یحییٰ بن آدم کا قول ہے: مجھے جب بھی دقیق مسائل کی جستجو ہوئی تو ابن مبارک کی کتابوں نے مجھے ہرگز بھی مایوس نہ کیا۔

اسماعیل بن عیاش کا قول ہے: روئے زمین پر ابن مبارک کا کوئی مثل موجود نہیں۔ عباس بن مصعب بیان کرتے ہیں: ابن مبارک حدیث، فقہ، عربیت، تاریخ، شجاعت، جود وسخا اور سب جماعتوں کا آپ سے محبت کرنا کہ آپ ان گوناں گوں صفات کا پیکر اور مجموعہ تھے۔ ابو اسامہ بیان کرتے ہیں: میں نے چہاردانگِ عالم میں ابنؔ مبارک سے زیادہ علم کا طلب گار کوئی نہیں دیکھا۔ شعیب بن حرب کا قول ہے: اگر میں اس بات کے حصول کے لیے اپنی پوری جان بھی ماردوں کہ میں ابن مبارک کے جیسے تین دن اور رات گزاردوں تو ایسا نہ کرسکوں۔

ابو اسامہ آپ کو ''امیر المؤمنین فی الحدیث'' کے موقر لقب کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ حسن بن عیسیٰ بن ماسرجس بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ امام ابن مبارک کے اصحاب کی ایک جماعت اکٹھی ہوکر باہم گفتگو کرنے لگی کہ ذرا جناب ابن مبارک کی صفات اور شمائل وخصائل کو تو گنا جائے۔ چنانچہ وہ کہنے لگے: موصوف نے علم، فقہ، ادب، نحو، لغت، زہد، شجاعت، شعر، فصاحت

و بلاغت، شب بیداری، عبادت و ریاضت، حج، جہاد و غزوہ، شہسواری، سپہ گری، ترکِ لایعنی، عدل و انصاف اور اپنے اصحاب سے کم اختلاف کرنے جیسی متعدد متنوع صفات کو اپنی ذات میں جمع کر رکھا تھا۔

عباس بن مصعب اپنی ''تاریخ'' میں ابراہیم بن اسحاق کے واسطہ سے جناب ابن مبارک کا یہ قول نقل کرتے ہیں: میں نے چار ہزار مشائخ سے حدیث حاصل کی ہے۔ اور ان میں سے ایک ہزار مشائخ سے حدیث روایت کی ہے اس کے بعد عباس بیان کرتے ہیں: مجھے جناب ابن مبارک کے آٹھ سو مشائخ کی روایات ملی ہیں۔

عبدان بیان کرتے ہیں: ابن مبارک فرماتے ہیں: جب آدمی کے محاسن و فضائل غالب ہوں تو اس کی برائیوں کا تذکرہ بھی نہیں کیا جاتا اور جب آدمی کی برائیاں اس کی خوبیوں پر غالب آجائیں تو اس کی خوبیاں سننے میں بھی نہیں آتیں۔

نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں: میں نے جناب عبداللہ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ میرے والد نے ایک دفعہ مجھ سے کہا کہ اگر تیری کتابیں میرے ہاتھ لگ گئیں تو میں انھیں جلا کر خاکستر کردوں گا۔ اس پر میں نے عرض کیا: مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑنے والا۔ وہ سب کی سب کتابیں میرے سینے کے دفینے میں محفوظ ہیں۔

علی بن حسن بن شقیق بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک سرد رات کو میں جناب ابن مبارک کے ساتھ مسجد جانے کے لیے اُٹھا۔ آپ نے گھر کے دروازہ پر ہی مجھ سے ایک حدیث کا مذاکرہ شروع کیا، ہم دونوں اس مذاکرے میں اس قدر مشغول ہو گئے کہ کب رات بیت گئی اس کی خبر تک نہ ہوئی۔ خیال اس وقت آیا جب مؤذن نے آکر فجر کی اذان دی۔

احمد بن ابی الحواری بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک ہاشمی جناب ابن مبارک سے حدیث سننے آیا۔ پر آپ نے انھیں حدیث بیان نہ کی۔ اس پر ان ہاشمی صاحب نے اپنے غلام سے کہا کہ اُٹھو، چلو چلتے ہیں۔ جب وہ اپنی سواری پر سوار ہونے لگے تو جناب ابن مبارک دوڑے آئے اور ان کی رکاب تھام لی تاکہ وہ اس پر پیر رکھ کر سوار ہو جائیں۔ یہ دیکھ کر وہ ہاشمی گویا ہوئے: اے ابو عبدالرحمن! یہ کیا بات ہوئی کہ آپ ہمیں حدیث تو بیان کرتے نہیں اور سواری کی رکاب تھامنے چلے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں خود کو آکر تو آپ کے آگے ذلیل کر سکتا ہوں لیکن حدیث کو آپ کے آگے ذلیل نہیں کر سکتا۔

مسیب بن واضح بیان کرتے ہیں: جب کسی نے ابن مبارک سے یہ پوچھا کہ ہم کس سے حدیث لیا کریں؟ تو میں نے انھیں یہ جواب دیتے سنا: جس نے اللہ کے لیے علم حاصل کیا ہو اور وہ اپنی اسناد میں شدید ہو۔ چنانچہ بسا اوقات آدمی خود تو ثقہ ہوتا ہے لیکن غیر ثقہ سے بھی حدیث کو بیان کر دیتا ہے۔ اور بسا اوقات ایک غیر ثقہ آدمی کسی ثقہ سے حدیث بیان کر رہا ہوتا ہے۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ حدیث ثقہ کی ثقہ سے روایت کے واسطہ سے حاصل کی جائے۔

ایک مرتبہ جب ابن معین کے سامنے جناب ابن مبارک کا ذکر آیا تو فرمایا: ''ابن مبارک سادات مسلمین میں سے ایک سید ہیں۔'' محمد بن عون بیان کرتے ہیں: میں نے فضیل کو یہ بیان کرتے سنا ہے: اس گھر کے رب کی قسم! میری آنکھوں نے ابن مبارک کا مثل نہیں دیکھا۔ نعیم بن حماد کا قول ہے: میں نے ابن مبارک کو کبھی 'حدثنا' کہتے نہیں سنا۔ گویا کہ ان کے نزدیک ہماری خبر سنی ہوئی تھی اور جب وہ حدیث پڑھتے تھے تو کوئی ان پر ایک حرف بھی رد نہ کرتا تھا۔

بشر بن السری کا قول ہے کہ ابن مہدی بیان کرتے ہیں: ہمارے نزدیک ابن مبارک علوم وفنون میں ثوری سے بھی زیادہ ماہر اور واقف تھے۔ عثمان دارمی نعیم بن حماد کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

میں نے ابن مبارک سے زیادہ دانش منداور ان سے زیادہ جفاکش کوئی نہیں دیکھا۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں: ''ایک مرتبہ جناب ابن مبارک مکہ تشریف لائے، میں ان دنوں وہیں تھا۔ جب وہ جانے لگے تو سفیان بن عیینہ اور فضیل بن عیاض ان کی مشایعت کے لیے ساتھ نکلے اور انھیں الوداع کہا۔ اور ساتھ ہی یہ کلماتِ تحسین بھی کہے۔ چنانچہ دونوں میں سے ایک نے کہا: یہ اہل مشرق کے فقیہ ہیں اور دوسرے نے کہا: اور اہل مغرب کے بھی فقیہ ہیں۔

عبدان بن عثمان بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ جناب ابن مبارک نے امام اعمش کا اور لوگوں نے ان سے جو علوم حاصل کیے تھے ان کا ذکر فرمایا، پھر فرمایا: لیکن ایک مرتبہ میں اسماعیل بن خالد کے پاس انھیں الوداع کہنے آیا۔ اس وقت لوگ ان کے گرد جمع تھے تو انھوں نے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا: میں تمھارے لیے کھڑا ہوں۔

نعیم بن حماد کا قول ہے: جناب ابن مبارک جب ''کتاب الزہد'' کی قراءت کرتے تھے تو یوں ہو جاتے تھے جیسے کوئی ذبح کیا گیا بیل ہو، اور سکتہ میں آکر بات نہ کرسکتے تھے۔

عمر بن علی العین زربی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابراہیم بن نوح الموصلی نے بیان کیا کہ جب ہارون الرشید "عین زربہ" آیا تو انھوں نے جناب ابن مبارک کو طلب کیا۔ ابوسلیمان کہتے ہیں کہ مجھے اس بات کا خیال آیا کہ ابن مبارک تو خراسانی ہیں۔ ان سے اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ مبادا امیر المومنین کے آگے کسی ناگوار بات کو کر بیٹھیں اور امیر المؤمنین ان کی گردن ماردینے کا حکم صادر کردیں۔ یوں میں امیر المومنین کی بھی ہلاکت کا سبب بن جاؤں گا۔ اور ابن مبارک کی بھی اور خود اپنی جان کی ہلاکت کا بھی سبب بن جاؤں گا۔ چنانچہ میں ابن مبارک کو نہ بلوایا۔ امیر المومنین نے دوبارہ کہا تو میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! ابن مبارک ایک اجڈ گنوار اور اکھڑ مزاج آدمی ہے۔ (جسے سلطانی آداب کا سلیقہ نہیں۔ اس لیے ایسے شخص کو دربار خلافت میں بلوانا مناسب نہیں)۔ اس پر ہارون الرشید نے انھیں بلوانے کا ارادہ ترک کردیا۔ اتنے میں تین دن بعد جناب ابن مبارک روپوشی ختم کرکے باہر نکل آئے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا: ''میں نے خود سے موت کی بابت پوچھا تو وہ مرنے کو تیار نہ ہوا اس لیے میں روپوش ہوگیا لیکن جب میرا نفس بخوشی موت کے لیے تیار ہوگیا تو میں بھی ظاہر ہوگیا۔''

ابو وہب مروزی بیان کرتے ہیں: میں نے جناب ابن مبارک سے تکبر کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: تکبر یہ لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔ پھر میں نے عجب اور خود پسندی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: یہ تمھارا یہ گمان کرنا ہے کہ جو خوبیاں تم میں ہیں وہ اوروں میں نہیں۔

عبدہ بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ ابن مبارک کا قول ہے: خوبصورت لونڈی کو آزاد کرنا یہ مال وزر کا ضیاع ہے۔ (اور خود اسے بھی ضائع کرنا ہے)۔

حاکم اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ حسن بن محمد حماد المروزی العطار بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابن

مبارک نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: میں سفیان ثوری کی عیادت کے لیے گیا اور پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا ہے؟ کہنے لگے: بیمار ہوں، دوادارو چل رہی ہے اور سخت تکلیف میں ہوں۔ میں نے کہا: ایک پیاز لاؤ۔ میں نے پیاز کو دو ٹکڑے کر کے کہا اب اسے سونگھیے۔ اُنھوں نے سونگھا تو چھینک آئی۔ اس پر اُنھوں نے بے ساختہ ''الحمد للہ رب العالمین'' کہا اور ساتھ ہی طبیعت پرسکون ہوگئی اور طبیعت کا غم اور گرانی جاتی رہی۔ اس پر سفیان ثوری فرطِ مسرت سے کہنے لگے: بھئی واہ! ان مبارک تو فقیہ بھی ہیں اور طبیب بھی ہیں۔

(قارئین کرام!) اس سردار کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں تاریخ دمشق، تاریخ نیشاپور، حلیۃ الاولیاء اور تاریخ خطیب میں ان کو مفصل ذکر کیا گیا ہے۔

احمد بن عبداللہ بن یونس بیان کرتے ہیں: میں نے جناب مبارک کو قرآن پڑھتے سنا، پھر فرمایا: جو اس بات کا قائل ہے کہ قرآن مخلوق ہے تو اس نے اللہ رب العظیم کا کفر کیا۔ جناب ابن مبارک نے ''ہیت'' میں رمضان المبارک ۱۸۱ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔ یاد رہے کہ ابن مبارک، یحییٰ قطان، ابن مہدی اور ابن وہب کہ یہ چاروں ابن مفضل کی "الاربعین" کے طبقہ ثالثہ کے لوگ شمار کیے جاتے ہیں۔

ہمیں ابوالمعالی المقری نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ سعید بن یعقوب الطالقانی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابن مبارک نے اوزاعی سے، اُنھوں نے ہارون بن رئاب سے بیان کیا کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمانے لگے: فلاں فلاں قریشی کو تلاش کرو کہ اُنھوں نے جب میری بیٹی کا رشتہ مانگا تو میں نے انھیں کوئی بری بھلی بات کہہ دی تھی اور میں نفاق کے ایک تہائی کو لے کر اپنے رب کے ساتھ نہیں ملنا چاہتا سو میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی بیٹی ان صاحب کے نکاح میں دے دی۔

(۲۶۱) ۶/ ۳۰ ع: الامام، القدوۃ، الحافظ ابو عمرو عیسیٰ بن یونس بن امام ابو اسحاق عمرو بن عبداللہ السبیعی، الکوفی رحمہ اللہ: [1]

آپ مقامِ حدث پر سرحدوں کی حفاظت کے لیے رہ پڑے تھے۔ اپنے دادا کو دیکھا پر حدیث سننے کی سعادت اپنے والد ماجد سے ملی۔ ان کے علاوہ ہشام بن عروہ، حسین المعلم، اعمش، اسماعیل بن ابی خالد، سعید الجریری، مجاہد، زکویا ابن ابی زائدہ، عمر مولی غفرہ، اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ اور آپ سے حماد بن سلمہ نے آپ سے مقدم ہونے کے باوجود حدیث بیان کی ہے۔ ان کے علاوہ ان وہب، اسحاق بن راھویہ مسدد، ابراہیم بن موسیٰ الفراء، ابن المدینی، ابوبکر ابن ابی شیبہ، سفیان بن وکیع، علی بن حجر، علی بن خشرم، نصر بن علی، حسن بن عرفہ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

[1] تہذیب الکمال: 1086/2، تہذیب التہذیب: 237/8 (439)، تقریب: 103/2، الکاشف: 372/2، التاریخ الکبیر: 406/6، الجرح والتعدیل: 1618/6، میزان الاعتدال: 328/3، لسان المیزان: 333/7، تراجم الاحبار: 9/3، البدایۃ والنہایۃ: 201/10، تاریخ بغداد 152/11، تاریخ الثقات: 38۔

ابن المدینی سے جب عیسیٰ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: واہ واہ، وہ تو ثقہ اور مامون ہیں۔ احمد بن داود الحداد بیان کرتے ہیں: میں نے جناب عیسیٰ بن یونس کو یہ بیان کرتے سنا ہے: جب میں اپنے ہم عمروں میں سے کسی کو اپنے زیادہ علم نحو کا ماہر دیکھتا ہوں کہ جس سے میرے جی میں اس کی بابت کوئی نخوت آجاتی ہے تو میں اسے ترک کر دیتا ہوں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں: ہمیں یہ کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن یونس ایک سال جہاد میں مشغول رہتے اور ایک سال حج کے سفر پر رہتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ جہاد کے کسی کام ہی بغداد گئے تو امیر بغداد نے آپ کی خدمت میں مال پیش کیا جسے قبول کرنے سے آپ نے انکار کر دیا۔

احمد بن جناب بیان کرتے ہیں: جناب عیسیٰ نے ۴۵ غزوے لڑے اور ۴۵ ہی حج بھی کیے۔ وزیر جعفر بن یحییٰ برمکی کا قول ہے: میں نے قراء میں عیسیٰ بن یونس کا مثل نہیں دیکھا۔ کہتے ہیں کہ انھوں نے ایک مرتبہ ایک لاکھ دراہم کا ہدیہ بھی رد کر دیا تھا۔ اللہ کی قسم! (میں ایسا نہ بنوں گا کہ) اہل علم یہ باتیں کرتے رہیں کہ میں سنت بیان کرنے کے عوض مال کھاتا ہوں۔ محمد بن سعید بیان کرتے ہیں: عیسیٰ ثقہ اور ثبت تھے۔ ولید بن مسلم کا قول ہے: اوزاعی کی بابت مجھے کسی کی مخالفت کی پروا نہیں سوائے سوائے عیسیٰ بن یونس کے کہ میں نے انھیں دیکھا ہے کہ ان کا اخذِ حدیث محکم ہے: بے شک عیسیٰ باقی کے علمائے عرب سے اور ابواسحاق فزاری اور مخلد بن حسین سے افضل ہیں۔

محمد بن عبید الطنافسی بیان کرتے ہیں: اے حدیث والو! تم عیسیٰ بن یونس جیسے کیوں نہیں بنتے۔ عیسیٰ جب اعمش کے پاس جاتے تھے تو لوگ عیسیٰ کی صورت و سیرت کو دیکھتے رہ جاتے تھے۔ وکیع کا قول ہے: یہ شخص علم پر غالب آگیا ہے۔ محمد بن عبداللہ بن عمار کا قول ہے: عیسیٰ حجت ہیں اور اپنے بھائی اسرائیل سے زیادہ ثبت ہیں۔ ابوزرعہ بیان کرتے ہیں: عیسیٰ حدیث کے حافظ ہیں۔ ابن معین کا قول ہے: میں نے عیسیٰ کو ایک روئی بھری عباء اور دو سرخ موزے پہنے دیکھا۔ انھوں نے یہ دونوں چیزیں جہاد کے لیے پہن رکھی تھیں۔

محمد بن داؤد بیان کرتے ہیں کہ میں نے عیسیٰ بن یونس کو یہ بیان کرتے سنا ہے: ہمیں اعمش نے گردنوں کے مار دینے کی بابت چالیس احادیث ایسی سنائیں جن میں محمد بن اسحاق کے سوا کوئی میرے شریک نہیں۔ اور بسا اوقات اعمش پوچھ لیتے تھے کہ: اے محمد بن اسحاق! تمھارے ساتھ کون ہے؟ تو وہ کہتے کہ عیسیٰ۔ اس پر اعمش فرماتے کہ اندر آجاؤ اور دروازہ بند کر لو اور جناب اعمش مجھ سے ''فتن'' کے بارے میں احادیث پوچھتے تھے۔

لیعقوب بن شیبہ بیان کرتے ہیں: میں نے ابراہیم بن ہاشم کو سنا، وہ کہتے ہیں: میں نے بشر بن حارث کو سنا، وہ کہتے ہیں کہ جناب عیسیٰ بن یونس کو میرا خط پسند تھا، وہ ایک ورق لیتے، اسے پڑھتے اور ایسے لوگوں کے نسخہ سے کچھ لکھتے جو ان کی حدیث میں سے نہ ہوتے تھے۔ بشر کہتے ہیں: گویا کہ وہ لوگ جب دیکھتے کہ جناب عیسیٰ میرا اس قدر اکرام و احترام کر رہے ہیں تو وہ ان کی حدیث میں خود کو داخل کر لیتے۔ سو جناب عیسیٰ مجھ پر وہ نسخہ پڑھتے اور ان احادیث پر نشان لگاتے جاتے تھے جس کا مجھے بے حد غم تھا۔ اس پر انھوں نے فرمایا کہ تم غم نہ کرو اگر کوئی ''واؤ'' بھی ہوئی تو وہ لوگ اسے میری احادیث میں

داخل نہیں کر سکتے۔

عبداللہ بن احمد بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد ماجد امام احمد سے عیسیٰ بن یونس کے بارے میں دریافت کیا تو فرمانے لگے: بھلا عیسیٰ جیسے آدمی (کی وثاقت) کے بارے میں بھی پوچھا جاتا ہے؟!!!

محمد بن منذر الکندی بیان کرتے ہیں کہ جس سال ہارون الرشید نے حج کیا تھا۔ اس سال ابن ادریس نے ہمیں حدیث کی اجازت دی۔ چنانچہ حج کے بعد ہارون الرشید کوفہ میں داخل ہوئے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے کہا کہ: کوفہ کے محدثین سے کہو کہ وہ ہمارے پاس آکر حدیث بیان کریں۔ پس سوائے عیسیٰ بن یونس اور عبداللہ بن ادریس کے سب کے سب محدثین حاضر ہو گئے۔ اس پر امین اور مامون سوار ہو کر خود ابن ادریس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابن ادریس نے ان دونوں کو سو حدیثیں بیان کی۔ پھر مامون نے عرض کیا کہ اے چچا جان! اگر اجازت ہو تو میں ان احادیث کو اپنے حافظہ سے دہرا دوں؟ ابن ادریس نے اس بات کی اجازت دے دی۔ جب مامون نے وہ سو کی سو احادیث دہرا دیں تو وہ مامون کے حافظہ پر بے حد حیران ہوئے۔ پھر یہ دونوں بھائی وہاں سے اُٹھ کر جناب عیسیٰ بن یونس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُنھوں نے بھی ان دونوں بھائیوں کو احادیث بیان کیں۔ پھر مامون نے دس ہزار پیش کیے تو جناب عیسیٰ نے وہ رقم لینے سے انکار کر دیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا: میں اس کے بدلے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پیوں گا۔

امام احمد رحمہ اللہ اور ایک جماعتِ محدثین کا قول ہے کہ عیسیٰ بن یونس کا سن وفات ۱۸۷ھ ہے۔ اور ایک جماعت نے ۱۸۸ھ بتلایا ہے۔ جب کہ اور اقوال بھی ملتے ہیں۔ آپ کی سب سے عالی سند والی حدیث ابن عرفہ کے جز میں مرقوم ہے۔ میں نے احمد بن ھبۃ اللہ پر عبدالمعز بن محمد کے واسطہ سے قراءت کی۔ وہ اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ احمد بن جناب کہتے ہیں کہ مجھے عیسیٰ بن یونس نے ہشام بن عروہ سے، اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"بڑھاپے (کے آثار) کو (خضاب وغیرہ کے ذریعے) بدل ڈالو، البتہ یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو۔"

اس حدیث کو امام نسائی نے عثمان بن خرزاذ سے اور اُنھوں نے احمد بن جناب سے روایت کیا ہے۔ [1] پس یہ حدیث ہمارے لیے دو درجہ عالی بن کر واقع ہوئی ہے۔

(۲۶۲) ۶/۳۱ع: الامام، القدوہ، الحجت، ابو محمد عبداللہ بن ادریس الاودی الکوفی رحمہ اللہ: [2]

آپ کا شمار سر بر آوردہ علماء میں ہوتا ہے، آپ اپنے والد سے، اور سہیل بن ابی صالح، حصین بن عبدالرحمن ابو اسحاق

---

[1] سنن النسائی: کتاب الزینۃ، رقم الباب: 14۔

[2] تہذیب الکمال: 665/2، تہذیب التہذیب: 144/5 (248)، تقریب: 401/1 (181)، الکاشف: 71/2، التاریخ الکبیر: 47/5، الجرح والتعدیل: 44/5، البدایۃ والنہایۃ: 208/1، سیر الاعلام: 42/9، الوافی بالوفیات: 64/17، طبقات ابن سعد: 231/6، الثقات: 59/7۔

شیبانی، ہشام بن عروہ، اعمش، جریج اور متعدد ائمہ محدثین سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے امام مالک، ابن مبارک، اسحاق، یحییٰ، ابن شیبہ کے دونوں بیٹوں، حسن بن عرفہ، ابوکریب، احمد بن عبدالجبار العطاردی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ہارون الرشید نے آپ پر قضا کو پیش کیا تو آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بشر حافی کا قول ہے کہ فرات کا پانی پی کر بچنے والا سوائے ابن ادریس کے اور کوئی نہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں: ابن ادریس یکتائے روزگار اور فرید دوراں تھے۔

یعقوب بن شیبہ بیان کرتے ہیں: ابن ادریس عابد و زاہد اور عالم و فاضل آدمی تھے۔ وہ اپنے اکثر فتاویٰ اور مذاہب میں اہل مدینہ کے مذہب پر چلتے تھے جب کہ کوفیوں کی مخالفت کرتے تھے۔ ابن ادریس امام مالک رحمہ اللہ کے گہرے دوست تھے۔ چنانچہ مؤطا کی روایات کی بابت ایک قول یہ بھی ہے مشہور ہے کہ جہاں کہیں امام مالک یہ فرماتے ہیں کہ "مجھے یہ بات علی سے پہنچی ہے" وہ اُنھوں نے ابن ادریس سے سنی ہوئی تھی۔

ابو حاتم بیان کرتے ہیں: ابن ادریس مسلمانوں کے ایک امام اور حجت ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ کوفہ میں ان سے بڑا عبادت گزار کوئی نہ تھا۔ حسن بن عرفہ کا قول ہے: میں نے کوفہ میں ابن ادریس سے افضل کوئی نہیں دیکھا۔ اسحاق بن ابراہیم امام کسائی سے روایت کریت ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ: ہارون الرشید نے مجھ سے پوچھا کہ لوگوں میں سب سے بڑا قاری کون ہے؟ تو میں نے کہا: ابن ادریس، پھر حسین جعفی۔

ابن عمار کا قول ہے: ابن ادریس کلام میں لحن کرنے والے کو حدیث نہیں بیان کیا کرتے تھے۔ الدانی بیان کرتے ہیں: کہ ابن ادریس نے اعمش اور نافع بن ابی نعیم پر قرآن کی قراءت کی ہے۔ ابوخیثمہ کا قول ہے کہ میں نے جناب ابن ادریس کو یہ اشعار پڑھتے سنا ہے: ع

كُلُّ شَرَابٍ مُسْكِرٌ كَثِيْرُهُ
فَإِنَّهُ مُحَرَّمٌ يَسِيْرُهُ
إِنِّيْ لَكُمْ مِنْ شُرْبِهِ نَذِيْرُهُ

"ہر وہ مشروب جس کی زیادہ مقدار نشہ لانے والی ہو، پس اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ٹھہرے گی اور میں تم لوگوں کو اس کے پینے سے ڈرانے والا ہوں۔"

ابوبکر بن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں: میں نے ابن ادریس کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں نے ابوالحوراء کی ایک حدیث لکھی۔ پس مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا کہ مبادا یہ لفظ "ابوالجوزاء" نہ سمجھا جانے لگے تو میں نے (دونوں لفظوں میں فرق کرنے کے لیے) ابوالحوراء کے نیچے "حُوْرٌ عِيْنٌ" (الواقعہ: ۲۲) کے کلمات لکھ دیے۔

میں کہتا ہوں: یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ ابھی تک حروف ھجاء کی شکلیں متعین اور ظاہر نہ ہوئی تھیں۔ حسن بن ربیع بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میری موجودگی میں وہ خط پڑھا جانے لگا جو خلیفہ ہارون الرشید نے جناب ابن ادریس کو لکھا تھا۔ جس

کے کے ابتدائی کلمات یہ تھے: اللہ کے بندے ہارون کی طرف سے عبداللہ بن ادریس کی جانب، بس اس قدر عبارت سنتے ہی جناب ابن ادریس چلائے اور بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ یہ ظہر کے بعد کا وقت تھا۔ ہم عصر کے وقت گئے تو وہ اسی حال میں تھے۔ چنانچہ مغرب کے وقت ہم نے ان پر پانی گرایا تو وہ ہوش میں آئے۔ جب طبیعت بحال ہوئی تو انا للہ پڑھی اور یہ فرمایا: خلیفہ کو میرا تعارف اتنی حد تک ہو گیا کہ اُنھوں نے مجھے خط بھی لکھ ڈالا۔ یہ میرے کس گناہ کی پاداش ہے (جو نوبت یہاں تک آن پہنچی)۔

ایک شیخ سے مروی ہے اور وہ وکیع سے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابن ادریس نے قاضی بننے سے انکار کر دیا اور ہارون رشید سے یہ کہا کہ میں اس منصب کے لائق نہیں۔ اس پر ہارون نے کہا: میری تمنا ہے کہ اب میں آپ کو کبھی نہ دیکھوں۔ تو جناب ابن ادریس نے بھی برجستہ کہا کہ یہی تمنا میری بھی ہے۔ اس گفتگو کے بعد ابن ادریس دربار سے چلے گئے۔ بعد میں قضا کا یہ عہدہ حفص بن غیاث نے سنبھال لیا۔ پھر ہارون نے جناب ابن ادریس کی طرف پانچ ہزار دینار بھیجے۔ آپ نے قاصد سے چیخ کر فرمایا: یہاں سے چلے جاؤ۔ ہارون نے اس واقعہ کے بعد پیغام بھیجا کہ نہ تو آپ نے ہمارا اکرام کیا اور نہ ہمارا ہدیہ ہی قبول کیا۔ اب اگر میرے دونوں بیٹے آپ کے پاس آئیں تو انھیں حدیث ضرور بیان کر دیجیے گا۔ ابن ادریس نے جواب کہلوا بھیجا کہ اوروں کے ساتھ آئے تو حدیث پڑھا دوں گا اور اس بات کی قسم اُٹھالی کہ حفص سے کبھی بات نہ کروں گا۔ پھر مرتے دم تک اپنی اس قسم پر قائم رہے۔

اشج بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابن ادریس نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ مجھے اعمش نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں تمھیں ایک مہینہ حدیث نہ پڑھاؤں گا۔ تو میں نے قسم کھا کر یہ جواب دیا کہ میں سال بھر آپ کے پاس نہ آؤں گا۔ سال بعد جب میں ان کے پاس گیا تو فرمانے لگے: کیا ابن ادریس ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! تو فرمانے لگے: میں چاہتا ہوں کہ ایک عربی میں تلخی اور کڑواہٹ ہونی چاہیے۔

حسین بن عمرو العنقزی بیان کرتے ہیں: کہتے ہیں کہ جب ابن ادریس کے مرنے کا وقت آیا تو ان کی بیٹی رونے لگی۔ ابن ادریس کہنے لگے: (اے بیٹی!) مت رو، میں نے اس گھر میں چار ہزار مرتبہ قرآن کریم کو ختم کیا ہے۔ ابن ادریس ۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور ذی الحجہ ۱۹۲ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ [1]

ہمیں احمد بن سلامہ وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ حسن بن عرفہ کہتے ہیں ہمیں ابن ادریس نے ابن ابی خالد سے اُنھوں نے ابو سبرہ نخعی سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ: ایک آدمی یمن سے چلا، ابھی وہ رستے میں ہی تھا کہ اس کی سواری کا گدھا مر گیا۔ پس اس نے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی، پھر یہ دعا مانگی: ''اے اللہ! میں بت پرستی چھوڑ کر تیری راہ میں مجاہد بن کر اور تیری رضا حاصل کرنے کے لیے نکلا ہوں بے شک مردوں کو تو ہی زندہ کرے گا اور قبروں سے مردوں کو بھی تو ہی اُٹھا کھڑا

[1] ایک قول 191ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

کرے گا۔ آج تو مجھے کسی کا زیر بارِ منت احسان نہ کر۔ میں تجھ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ تو میرے لیے میرے گدھے کو دوبارہ زندہ اُٹھا کر کھڑا کر دے۔'' یہ دعا مانگنا تھی کہ وہ مردہ گدھا کان جھاڑتے ہوئے زندہ ہو کر اُٹھ کھڑا ہو گیا۔

(۲۶۳) ۶/ ۲/ ۳۲م ۴: الامام، الحجت، کاتب اوزاعی ابوعبداللہ ھقل [1] بن زیاد الدمشقی رحمہ اللہ: [2]

آپ نے امام اوزاعی، ہشام بن حسان، المثنی بن صباح، طلحہ بن عمرو المکی اور جریر بن عثمان سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابومسہر، کاتب لیث ابوصالح، علی بن حجر، سلیمان ابن بنت شرحبیل اور ہشام بن عمار وغیرہ اکابر کے نام لیے جاتے ہیں۔ اور لیث بن سعد جیسے قدماء نے بھی آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں: شام میں ھقل سے زیادہ ثقہ راوی اور کوئی نہیں تھا۔ مروان الطاطری کا قول ہے: ھقل اوزاعی کے علوم، ان کی مجلس اور ان کے فتاویٰ کے سب سے بڑے عالم تھے۔ ابومسہر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ھقل نے ۱۷۹ھ میں وفات پائی ہے۔

ہمیں محمد بن عثمان التنوخی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ ہشام بن عمار ھقل بن زیاد سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں اوزاعی نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، اُنھوں نے ابوسلمہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں مجھے حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو اور حاجت کا پانی لے کر حاضر ہوا کرتا تھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) مجھے ارشاد فرمایا: ''مانگو'' (کیا مانگتے ہو) میں نے کہا کہ میں جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت مانگتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس کے علاوہ کچھ اور۔'' میں نے عرض کیا: جی بس یہی! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''پھر تم سجدوں کی کثرت سے اپنی بابت میری مدد کرو۔''

(۲۶۴) ۶/ ۳۳ع: الفقیہ، الحافظ، ہیثم بن حمید الغسانی، الدمشقی رحمہ اللہ: [3]

آپ غسانیوں کے آزاد کردہ غلام تھے۔ یحییٰ بن حارث الذماری، ثور بن یزید، العلاء بن حارث، مطعم بن مقدام، داود بن ابی ہند، زید بن واقد اور ائمہ محدثین کی ایک جماعت سے حدیث روایت کی اور آپ سے ابومسہر، ابوتوبہ بن نافع الحلبی، عبداللہ بن یوسف شیخ تنیس، حکم بن موسیٰ، محمد بن عائذ، علی بن حجر، اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

---

[1] ایک قول یہ ہے کہ ھقل آپ کا لقب تھا اور نام محمد یا عبداللہ تھا۔

[2] تہذیب الکمال: 1448/2، تہذیب التہذیب: 64/11(103)، تقریب: 321/2، الکاشف: 225/3، التاریخ الکبیر: 248/8، الجرح والتعدیل: 520/4، طبقات ابن سعد: 351/7، تراجم الاحبار: 177/4، تاریخ ابن معین: 622/3، تاریخ اسماء الثقات: 1551، سیر الاعلام: 370/8، التمہید: 407/6۔

[3] تہذیب الکمال: 1455/3، تہذیب التہذیب: 92/11(154)، تقریب: 326/2، الکاشف: 230/3، التاریخ الکبیر: 215/8، الجرح والتعدیل: 334/9، میزان الاعتدال: 321/4، لسان المیزان: 422/7، سیر الاعلام: 353/8، معجم طبقات الحفاظ: 183، المغنی: 6798، مجمع الزوائد: 165/2۔

دحیم بیان کرتے ہیں: موصوف بقول مکحول کے اولین و آخرین کے علوم کے سب سے بڑے عالم تھے۔ ابو داؤد کا قول ہے کہ موصوف ثقہ تھے، پر قدری تھے۔ امام نسائی بیان کرتے ہیں: ان میں کوئی حرج نہیں۔

ہمیں ابو المعالی القرافی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ محمد بن عائذ دمشقی کہتے ہیں ہمیں ہیثم بن حمید نے، وہ کہتے ہیں ہمیں وضین بن عطاء نے یزید بن مرثد سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ: ایک مجلس میں دجال کا ذکر چھڑ گیا۔ اس مجلس میں جناب ابو درداء رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ اتنے میں نوف بکالی کہنے لگے: مجھے دجال سے بھی زیادہ ایک بات کا اپنے اوپر ڈر ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے استفسار فرمایا: وہ کیا بات ہے؟ نوف بولے: میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میرا ایمان (کسی قول یا فعل کی وجہ سے) سلب ہو جائے اور مجھے اس کی خبر تک نہ ہو (کہ یہ بات دجال کے فتنہ سے بھی اشد ہے)۔ اس پر حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیری ماں تجھے گم کرے کیا روئے زمین پر ایسے سو آدمی بھی ہیں جو اس بات سے ڈرتے ہوں جس سے تم ڈرتے ہو"۔ آگے پوری حدیث ہے۔

(۲۶۵) ۶/ ۴ ۳م ۴: الحافظ الصدوق ابوزکریا یحییٰ بن یمان العجلی الکوفی رحمہ اللہ: [1]

آپ نے ہشام بن عروہ، اسماعیل بن ابی خالد، منہال بن خلیفہ اور سفیان ثوری سے حدیث روایت کی۔ حمزہ پر قرآن پڑھا۔ آپ کا شمار عبادت گزار علماء میں ہوتا تھا۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں آپ کے بیٹے داود کے علاوہ بشر بن حارث، ابو کریب، سفیان بن وکیع، حسن بن عرفہ، علی بن حرب اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ابن المدینی بیان کرتے ہیں: یحییٰ بن یمان صدوق ہیں لیکن فالج کے عارضہ کی وجہ سے حافظہ میں تغیر آ گیا تھا۔ وکیع کا قول ہے: ہمارے اصحاب میں یحییٰ بن یمان سے بڑا حافظِ حدیث کوئی نہ تھا۔ وہ ایک ہی مجلس میں پانچ سو تک احادیث یاد کر لیتے تھے، پھر بعد میں بھول بھی جاتے تھے۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر بیان کرتے ہیں: موصوف کا حافظہ بھی بڑا تیز تھا اور بڑی تیزی کے ساتھ بھولتے بھی تھے۔ امام احمد فرماتے ہیں: یحییٰ بن یمان حجت نہیں ہیں۔

میں کہتا ہوں: ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے ان سے حدیث لی ہے، سوائے امام بخاری رحمہ اللہ کے۔ ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔ [2]

---

[1] تہذیب الکمال: 1527/3، تہذیب التہذیب: 306/11 (589)، تقریب: 361/2، الکاشف: 273/2، التاریخ الکبیر: 313/8، الجرح والتعدیل: 830/9، میزان الاعتدال: 416/4، لسان المیزان: 439/7، تاریخ بغداد: 120/14، تاریخ اسماء الثقات: 1606، الکامل: 2691/7، المغنی: 7075، دیوان الضعفاء: 632، تراجم الاحبار: 312/4، ضعفاء ابن الجوزی: 206/3۔

[2] ایک قول 188ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

ہمیں احمد بن عبدالرحمن اور ایک جماعت نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ علی بن حرب الطائی کہتے ہیں ہمیں یحییٰ بن یمان نے سفیان سے، اُنھوں نے عبداللہ بن دینار سے اور اُنھوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے حجر تک (طواف کے پہلے تین چکروں میں) رمل کیا تھا۔"

اور ہمیں یحییٰ بن یمان نے سفیان سے، اُنھوں نے عبیداللہ سے، اُنھوں نے نافع سے اور اُنھوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسی ہی حدیث مرفوع بیان کی ہے۔

(۲۶۶) ۶/۳۵ ع: الامام، البارع، دمشق کے قاضی اور عالم ابوعبدالرحمن یحییٰ بن حمزہ الحضرمی البتلاھی، الدمشقی رحمہ اللہ: ❶

آپ نے عروہ بن رویم، عمرو بن مہاجر، محمد بن ولید الزبیدی، یزید بن ابی مریم، اوزاعی اور متعدد ائمہ محدثین سے حدیث روایت کی۔ جب کہ ابومسہر غسانی، محمد بن عائذ، حکم بن موسیٰ، ہشام بن عمار، علی بن حجر اور دوسرے بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

دحیم بیان کرتے ہیں: یحییٰ ثقہ اور عالم ہیں اور مجھے ان کی علی بن یزید سے ملاقات میں کوئی شک نہیں۔ ابوحاتم کا قول ہے: یحییٰ بن حمزہ صدوق ہیں۔ موصوف نے اسی برس کی عمر پائی تھی۔ امام احمد فرماتے ہیں: ان میں کوئی حرج نہیں۔

میں کہتا ہوں: موصوف تقریباً تیس سال تک عہدہ قضاء پر فائز رہے تھے۔ آپ کی احادیث صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ ۱۸۳ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

(۲۶۷) ۶/۳۶ خ، د، س: الامام، القدوہ، الحافظ، شیخ الجزیرہ، ابومسعود المعافی بن عمران الازدی الموصلی رحمہ اللہ: ❷

آپ نے ثور بن یزید، جعفر بن برقان، ہشام بن حسان، حنظلہ بن ابی سفیان، ابن جریج، سعید بن ابی عروبہ، اوزاعی اور بے شمار ائمہ محدثین سے حدیث سنی اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں بشر حافی، محمد بن جعفر الورکانی، ابراہیم بن عبداللہ الھروی، محمد بن عبداللہ بن عمار، عبداللہ بن ابی خداش اور دیگر بے شمار لوگوں کے نام شمار کیے جاتے ہیں۔

---

❶ تہذیب الکمال: 1494/3، تہذیب التہذیب: 200/11 (339)، تقریب: 346/2، الکاشف: 253/3، التاریخ الکبیر: 268/8، الجرح والتعدیل: 580/9، میزان الاعتدال: 369/4، لسان المیزان: 430/7، معجم طبقات الحفاظ: 186، تراجم الاحبار: 332/4، المغنی: 6952۔

❷ تہذیب التہذیب: 199/10 (372)، تقریب: 258/2، التاریخ الکبیر: 60/8، الجرح والتعدیل: 399/8، ثقات: 527/7۔

ابن معین آپ کو ثقہ، جب کہ ابن سعد ثقہ، فاضل، نیکوکار اور صاحب سنت کہتے ہیں۔ ابن مبارک آپ کا ذکر ان الفاظ کے ساتھ کیا کرتے تھے: ''مجھے فلاں نیک آدمی'' نے بیان کیا۔ احمد بن یونس بیان کرتے ہیں: میں نے سفیان ثوری کو ''معافی'' کا ذکر آنے پر یہ کہتے سنا ہے: وہ تو علماء کے یاقوت ہیں۔ ابن عمار کا قول ہے: میں کسی کو معافی سے افضل نہیں دیکھا۔

میں کہتا ہوں: ابوزکریا محمد بن یزید الازدی نے اپنی تاریخ میں موصوف کا ترجمہ بیس سے زیادہ اوراق میں رقم کیا ہے۔ اور لکھتے ہیں: معافی نے ایام وسنین، زہد، ادب، اور فتن کے موضوعات پر متعدد کتابیں لکھی ہیں۔

بشر بن حارث الحافی ایک موقع پر امام اوزاعی کا قول نقل کرتے ہیں جب کہ ان کے پاس المعافی، ابن مبارک اور موسیٰ بن ایمن بیٹھے ہوئے تھے، فرمایا: یہ حضرات لوگوں کے امام ہیں لیکن میں المعافی الموصلی پر کسی کو مقدم نہیں کرتا۔ بشر بیان کرتے ہیں: معافی احادیث اور مسائل کو یاد کرتے تھے، موصوف کے نزدیک خوشی اور غم دونوں احوال یکساں تھے۔

خوارج نے آپ کے بیٹے قتل کر ڈالے، لیکن آپ اس اندوہ ناک واقعہ سے ذرا بھی دل گرفتہ اور رنجیدہ نہ ہوئے، بلکہ اپنے اصحاب واحباب کو اکٹھا کر کے انھیں کھانا کھلایا اور بعد میں یہ فرمایا: اللہ تم لوگوں کو (میرے) فلاں اور فلاں (دو بیٹوں) میں اجر سے نوازے۔

بشر ہی بیان کرتے ہیں: موصوف بے شمار دولت اور لمبی چوڑی جاگیر کے مالک تھے۔ جب اس کی سالانہ پیداوار اُٹھتی تو اس میں سے اپنے اصحاب کو بقدر کفایت غلہ بھیجتے تھے جن کی تعداد چونتیس تھی۔

کسی نے جناب بشر حافی سے پوچھ لیا کہ آپ کو المعافی سے عشق کی حد تک تعلق ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو فرمایا: بھلا میں المعافی سے کیوں نہ عشق کروں کہ میں نے جناب سفیان کو یہ کہتے سنا ہے کہ المعافی علماء کے یاقوت ہیں۔ ابن عمار نے آپ کا سن وفات ۱۸۵ھ بتلایا ہے۔ اور بعض نے ۱۸۴ھ کہا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ موصوف نے ساٹھ سال یا اس سے کم زیادہ عمر پائی تھی۔

میں نے علی بن احمد الہاشمی پر قراءت کی کہ ہمیں محمد بن احمد نے بغداد میں اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ محمد بن ابی سمینہ کہتے ہیں کہ ہمیں المعافی بن عمران نے صالح بن ابی الاخضر سے، اُنھوں نے زہری سے، اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ایک ہی شب میں سب ازواجِ مطہرات کے پاس سے ہو کر آتے تھے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کا پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء پر ڈالتا تھا۔

(۲۶۸) ۶/ ۷/ ۳ع: الحافظ، الامام، المتقن ابوعوف حمید بن عبدالرحمن بن حمید بن عبدالرحمن الرواسی الکوفی رحمہ اللہ [1]

آپ مشہور محدث جناب ابراہیم بن حمید کے بھتیجے تھے۔ آپ نے اپنے والد سے اور ہشام بن عروہ، اعمش، سلمہ بن عبط، ابن ابی خالد، ابن ابی لیلی، حماد بن زید اور زہیر بن معاویہ جیسے ائمہ محدثین سے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے احمد، یحییٰ

---

[1] تہذیب الکمال: 337/1، تہذیب التہذیب: 44/3، تقریب: 203/1، الکاشف: 256/1، التاریخ الکبیر: 346/2، الجرح والتعدیل: 225/3، رجال الصحیحین: 3044، الوافی بالوفیات: 200/13، الثقات: 194/6۔

بن یحییٰ، قتیبہ، ابوشیبہ کے دونوں بیٹوں، ابوخیثمہ، علی بن حرب اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی۔

امام احمد رحمہ اللہ آپ کی تعریف کرتے تھے اور ابن معین ثقہ کہتے تھے۔ ابوبکر بن ابی شیبہ کا بیان ہے: میں نے ان جیسا کم ہی دیکھا ہے۔ ابن نمیر کا قول ہے: موصوف نے ۱۹۰ھ میں وفات پائی۔ جب کہ ابن حبان کے بقول آپ نے ۱۹۲ھ کے آخر میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۲۶۹) ۶/۸/۳م۴: الامام، الحافظ، محدث شام ابو یحمد بقیہ بن ولید الکلاعی الحمیری، الیھثمی، الحمصی رحمہ اللہ: ❶

آپ نے محمد بن زیاد الالہانی، زبیدی، بحیر بن سعد، عبید اللہ بن عمر، ثور بن یزید اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی حتیٰ کہ آپ نے اسحاق بن راھویہ سے بھی حدیث روایت کی ہے۔ اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں اوزاعی، شعبہ، حمادین، نعیم بن حماد، داؤد بن رشید، علی بن حجر، عمرو بن عثمان، ابوالتقی الیزنی، محمد بن مصفی، ابوعتبہ احمد بن فرج اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

یحییٰ بن معین اور ابوزرعہ وغیرہ حضرات کا قول ہے کہ جب بقیہ کسی ثقہ سے روایت کریں تو وہ حجت ہے۔ ابن مبارک کا قول ہے: مجھے بقیہ نے اس بارے تھکا دیا کہ وہ کنیتوں کے نام اور ناموں کی کنیتیں گنواتے تھے (اور میں ان کو گن گن کر تھک جاتا تھا)۔

میں کہتا ہوں بقیہ اسماء سے متعلق بہت زیادہ تدلیس کرتے تھے۔ پھر ضعفاء اور عوام سے بھی تدلیس کرتے تھے چنانچہ اپنے اور ابن جریج کے درمیان کسی ضعیف راوی یا عوامی آدمی کا نام ساقط کر دیتے تھے اور زندہ مردہ سب سے روایت کر جاتے تھے۔
ابوحاتم بیان کرتے ہیں: میں نے ابومسہر سے بقیہ کی حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: بقیہ کی احادیث سے بچو، ان سے کنارہ کش رہو، وہ غیر صاف احادیث ہیں۔

امام نسائی فرماتے ہیں: جب بقیہ "حَدَّثَنَا" اور "أَخْبَرَنَا" کہہ کر حدیث بیان کریں تو ثقہ ہیں۔ البتہ جب وہ "عَنْ فُلَانٍ" کہہ کر حدیث بیان کریں تو اس کو نہ لیا جائے۔ کیوں کہ خود انھیں بھی اس بات کا کوئی علم نہیں ہوتا کہ انھوں نے وہ حدیث کس سے لی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہارون الرشید نے بقیہ کی کتابیں لکھیں اور انھیں یہ کہا کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔

میں کہتا ہوں: بقیہ شیخ، وسیع العلم، بے حد عقل مند، زیرک، تیز طبع اور غیرت مند تھے۔ حجاج بن شاعر کا قول ہے کہ لوگوں نے جب سفیان بن عیینہ سے نمک کی بابت حدیث سے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ: یہ تو بقیہ بن ولید بیان کرتے ہیں جو بڑے حیرت انگیز آدمی ہیں۔ ابوالتقی بیان کرتے ہیں: میں نے بقیہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ مجھے منگل کے دن پر بے حد رحم آتا ہے کہ اس دن کوئی روزہ نہیں رکھتا۔

---

❶ تہذیب الکمال: 155/1، تہذیب التہذیب: 473/1، تقریب: 105/1، الکاشف: 160/1، التاریخ الکبیر: 150/2، الجرح والتعدیل: 135/1، میزان الاعتدال: 331/1، لسان المیزان: 185/7، البدایۃ والنھایۃ: 237/10، ضعفاء ابن الجوزی: 146/1، طبقات الحفاظ: 120۔

ابن معین بیان کرتے ہیں کہ بقیہ جب شعبہ کے پاس آتے تھے تو شعبہ ان کا بے حد اکرام واعزاز کرتے تھے۔ جناب بقیہ نے اوزاعی سے تفقہ حاصل کیا۔ امام مسلم نے متابع کے طور پر ان کی ایک حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کی کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ موصوف نے ۱۹۷ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ ❶

ہمیں محمد بن حازم نے اور ایک جماعت نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں ابوالقاسم بن مصری نے بیان کیا۔ (دوسری سند): ہمیں احمد بن عبدالرحمن العلوی اور احمد بن الہادی نے بیان کیا، وہ دونوں اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ ابوعتبہ الحجازی کہتے ہیں ہمیں بقیہ نے، وہ کہتے ہیں مجھے ضحاک بن حمزہ نے قتادہ سے، اُنھوں نے عبدالرحمن بن جبیر سے، اُنھوں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ:

''ایک عورت نے آکر اپنے خاوند کی شکایت کی کہ اس نے اس کی باندی کے ساتھ زنا کرلیا ہے تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تم دونوں میں وہ فیصلہ کروں گا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ (وہ یہ کہ) اگر تو نے اس باندی کو اپنے خاوند کے لیے حلال کردیا تھا تو ہم اسے سو کوڑے ماریں گے اور اگر تو نے اس باندی کو اپنے خاوند کے لیے حلال نہ کیا تھا تو ہم اسے رجم کریں گے۔''

اس حدیث کو ضحاک نے روایت کیا ہے باوجودیکہ ابن حبان نے انھیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(۲۷۰) ۶/۳۹ع: الامام، الحافظ، ابوالحسن علی بن مسہر القرشی الکوفی رحمہ اللہ: ❷

آپ قریش کے آزاد کردہ غلام اور موصل کے قاضی تھے۔ داود بن ابی ہند، اسماعیل بن خالد، ابو مالک الاشجعی، زکریا بن ابی زائدہ اور عاصم احول سے حدیث روایت کی۔ یہ کوفیوں اور بصریوں کا طبقہ ہے اور آپ سے بشر بن آدم، سوید بن سعید، ابوشیبہ کے دونوں بیٹوں نے اور علی بن حجر، ہناد بن السری اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: علی بن مسہر حدیث میں ابومعاویہ سے زیادہ ثبت ہیں۔ احمد عجلی کا قول ہے: موصوف ثقہ اور ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے حدیث اور فقہ دونوں کو جمع کیا تھا۔ عباس یحییٰ سے نقل کرتے ہیں کہ: ابن مسہر ثبت تھے۔ آرمینیہ کے قاضی بھی رہے۔ ابن نمیر بیان کرتے ہیں: ابن مسہر کو ان کی کتابوں پر دفن کیا گیا تھا ابن معین بیان کرتے ہیں: موصوف کی آرمینیہ میں آنکھیں دکھنے لگیں تو ان سے پہلے کے ایک قاضی نے ایک سرمہ بیچنے والے سے کہا کہ اگر تم انھیں کوئی ایسا سرمہ دے دو کہ جس سے ان کی بینائی چلی جائے تو میں تمھیں مالا مال کردوں گا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، جس سے ابن مسہر کی بینائی جاتی رہی اور وہ آرمینیہ سے نابینا ہو کر کوفہ لوٹے۔ موصوف نے ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

---

❶ ایک قول 198ھ میں اور ایک قول 177ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

❷ تهذيب الكمال: 257/2، تهذيب التهذيب: 383/7 (623)، تقريب: 44/2، الكاشف: 295/2، التاريخ الكبير: 297/6، الجرح والتعديل: 119/6، تاريخ اسماء الثقات: 763، اللباب: 308/2، الانساب: 168/9، سير الاعلام: 426/8، تراجم الاحبار: 75/3، الوافي بالوفيات: 196/22۔

ہمیں عبدالحافظ بن بدران اور یوسف الحجار دونوں نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہیں، ہمیں علی بن مسہر نے سعد بن طارق سے، اُنھوں نے ربعی سے، اُنھوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"بے شک میرا حوض ایلہ اور عدن سے بھی زیادہ دوری والا ہے (یعنی ان سے بھی زیادہ لمبا چوڑا ہے) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں اور وہ حوض (یعنی اس کا پانی) دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اور میں اس پر (بعض) لوگوں کو یوں پرے دھکیلوں گا جیسے آدمی اپنے حوض سے اجنبی اونٹوں کو پرے دھکیلتا ہے۔" عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن ہمیں پہچان لیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس دن تم لوگ میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ تمھارے ہاتھ اور پیر وضو کے آثار سے چمک رہے ہوں گے (اور) یہ بات تمہارے سوا کسی کے لیے بھی نہ ہوگی۔"

اس حدیث کو امام مسلم اور امام ابن ماجہ [1] نے عثمان بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے اور ہم نے ان دونوں کی موافقت کی ہے۔

(۲۷۱) ۶/۶۰ ع: الحافظ عبدالرحیم بن سلیمان المروزی ثم الکوفی رحمہ اللہ: [2]

آپ کا شمار مصنفین اور ثبت محدثین میں ہوتا ہے۔ ہشام بن عروہ اور عاصم احول سے حدیث روایت کی اور آپ سے ابوبکر بن ابی شیبہ اور ہناد بن السری حدیث روایت کرتے ہیں آپ نے ۱۸۷ھ میں وفات پائی۔

(۲۷۲) ۶/۶۱ ع: الامام، الحجت، ابوحفص عمر بن علی بن عطاء بن مقدم المقدمی البصری رحمہ اللہ: [3]

آپ بنی ثقیف کے آزاد کردہ غلام، عاصم اور محمد کے والد اور محمد بن ابی بکر المقدمی کے چچا ہیں۔ ہشام بن عروہ، اسماعیل بن ابی خالد، ابوحازم المدنی اور خالد الحذاء سے حدیث روایت کی اور آپ سے خلیفہ بن خیاط، احمد بن عبدہ، فلاس، بندار، ابوالاشعث العجلی اور دیگر لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الطهارة، رقم الحدیث: 34، 39۔ سنن ابن ماجه: کتاب الطهارة، رقم الباب: 6۔

[2] تهذیب التهذیب: 306/6 (600)، تقریب: 504/1 (1175)، التاریخ الکبیر: 102/6، الجرح والتعدیل: 1602/5، معجم طبقات الحفاظ، ص: 112، تاریخ الثقات: 302، طبقات الحفاظ: 121، رجال الصحیحین: 1224۔

[3] تهذیب الکمال: 1020/2، تهذیب التهذیب: 485/7، تقریب: 61/2، الکاشف: 319/2، التاریخ الکبیر: 180/6، الجرح والتعدیل: 678/6، میزان الاعتدال: 214/3، لسان المیزان: 320/7، المغنی: 4514، المعین: 688، العبر: 306/1، تراجم الاحبار: 546/2، التمهید: 91/6، سیر الاعلام: 13/8۔

ابن معین بیان کرتے ہیں: ابوحفص میں کوئی حرج نہیں۔ ابن سعد کا قول ہے: ثقہ ہیں، پر بڑے سخت مدلس بھی ہیں۔ چنانچہ میں نے انھیں ایک حدیث یوں بیان کرتے سنا ہے: اور ہمیں بیان کیا اتنا کہہ کر وہ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئے۔ پھر بعد میں یہ کہا: ''ہشام بن عروہ نے۔''

میں کہتا ہوں: ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے ان سے حجت پکڑی ہے اور ان کی تدلیس کا احتمال بھی کیا ہے۔ موصوف نے جمادی الاولیٰ ۱۹۰ھ میں وفات پائی۔

ہمیں ابوالحسن العلوی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ یحییٰ بن حسن بن داؤد المنکدری کہتے ہیں ہمیں عمر بن علی المقدمی نے، وہ کہتے ہیں ابن اسحاق نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں میں نے ابوسعید الخطمی کو سنا کہ ابن سعد کہتے ہیں: ابوسعید یہ شرحبیل بن سعید ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور جابر بن صخر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں کو اپنے پیچھے کھڑا کیا۔

(۲۷۳)۶/ ۴۲ع: الامام، العلامہ، عراقیوں کے فقیہ قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری الکوفی، صاحبِ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما: [1]

آپ نے ہشام بن عروہ، ابواسحاق الشیبانی، عطاء بن سائب اور ان کے طبقہ کے ائمہ محدثین سے حدیث سنی۔ جب کہ آپ سے حدیث سننے والوں میں امام محمد بن حسن الفقیہ، امام احمد، بشر بن ولید، یحییٰ بن معین، علی بن جعد، علی بن مسلم الطوسی، عمرو بن ابی عمرو اور بے شمار لوگوں کے نام ذکر کیے جاتے ہیں۔

حصولِ علم کے شوق میں ہی پرورش پائی۔ آپ کے والد ایک غریب اور تنگدست آدمی تھے۔ اس لیے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سو سو دراہم دے کر ان کا خیال رکھتے اور ان کی ضروریات پوری کرتے تھے۔

المزنی بیان کرتے ہیں: ابو یوسف حدیث کی خاطر لوگوں کے سب سے زیادہ پیچھے پیچھے رہنے والے تھے۔ یحییٰ بن یحییٰ تمیمی کا قول ہے: میں نے وفات کے وقت جناب ابو یوسف رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا: ''میں نے جو بھی فتوے دیے ان سب سے رجوع کر لیا سوائے ان کے جو کتاب وسنت کے موافق تھے۔'' اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ''سوائے ان فتاویٰ کے جو قرآن میں ہیں اور جن پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

ابواسحاق ابراہیم بن ابی داؤد البرلسی، ابن معین کا قول نقل کرتے ہیں: اصحابِ رائے میں سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے زیادہ حدیث والا اور زیادہ ثبت اور کوئی نہیں۔'' علی بن جعد بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابو یوسف کو یہ فرماتے سنا ہے: جو آدمی اس بات کا قائل ہے کہ میرا ایمان حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ایمان جیسا ہے تو وہ بدعتی ہے۔''

---

[1] تہذیب التہذیب: 380/11 (741)، تقریب: 374/2، الکاشف: 290/3، التاریخ الکبیر: 397/8، الجرح والتعدیل: 843/9، تاریخ الثقات: 484، الانساب: 91/2، الضعفاء الکبیر: 438/4، المعین: 743، الکامل: 2604/7، نسیم الریاض: 562/4، تراجم الاحبار: 233/4، ضعفاء ابن الجوزی: 215/3۔

بشر بن ولید بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے: جو غرائب الحدیث کا طالب ہو وہ جھوٹا ہے۔ اور جو علم کیمیاء کے ذریعے مال کے حصول میں لگتا ہے وہ تنگدست ہو جاتا ہے۔ اور جو علم کلام کے ذریعے دین حاصل کرنا چاہے وہ زندیق بنتا ہے۔

عباس، ابن معین سے روایت کرتے ہیں کہ وہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ کرتے تھے: ابو یوسف حدیث اور سنت والے ہیں۔ ابن سماعہ کا قول ہے: امام ابو یوسف رحمہ اللہ قاضی بننے کے بعد بھی بلا ناغہ دو سو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ امام احمد فرماتے ہیں: ابو یوسف علم حدیث میں مصنف تھے۔ فلاس کا قول ہے ابو یوسف صدوق تھے پر کثرت کے ساتھ غلطی کر جاتے تھے۔

امام موصوف نے ربیع الآخر ۱۸۲ھ [1] میں انہتر سال کی عمر پا کر وفات پائی۔ موصوف کے علم و سیادت سے متعلق بے شمار واقعات ہیں، میں نے ایک مستقل کتاب میں ان کے اور ان کے ساتھی امام محمد بن حسن رحمہ اللہ کے واقعات کو ذکر کیا ہے۔ امام ابو یوسف کے سب سے بڑے شیخ حصین بن عبدالرحمن ہیں جب کہ آپ کی عبداللہ بن دینار سے ملاقات ثابت نہیں۔ کیوں کہ دونوں کے درمیان میں ایک صاحب واسطہ ہیں۔

ہمیں احمد بن اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ اسحاق بن ابی اسرائیل کہتے ہیں ہمیں قاضی ابو یوسف نے، وہ کہتے ہیں ہمیں امام ابو حنیفہ نے علقمہ بن مرثد سے، انھوں نے سلمان بن بریدہ سے، انھوں نے اپنے والد ماجد حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

"جناب ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر (اپنے) زنا (کرنے) کا اقرار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رد فرما دیا، پھر انھوں نے دوبارہ اقرار بالزنا کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رد فرما دیا، پھر انھوں نے سہ بارہ زنا کا اقرار کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی رد فرما دیا۔ پس جب انھوں نے چوتھی بار زنا کا اقرار کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قوم سے ان کے بارے میں دریافت فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے ان کی عقل میں کوئی خرابی دیکھی ہے؟ انھوں نے عرض کیا: نہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تو انھیں ایک کم پتھروں والی جگہ پر رجم کیا جانے لگا۔ لیکن جب انھیں کافی دیر تک موت نہ آئی تو وہ بھاگ کر ایک زیادہ پتھروں والی زمین کی طرف نکل گئے۔ لوگوں نے ان کا پیچھا کرنا (اور ان پر سنگ باری کرنا) جاری رکھا یہاں تک کہ انھیں مار ڈالا۔ پھر لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کا سارا ماجرا گوش گزار کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے دفن کی اور ان کی نمازِ جنازہ ادا کرنے کی اجازت طلب کی، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مرحمت فرما دی اور ارشاد فرمایا: "بے شک انھوں نے ایسی توبہ کی تھی کہ اگر ایسی توبہ لوگوں کی ایک جماعت بھی کرتی تو ان سے قبول کی جاتی۔"

اس حدیث کی اسناد متصل اور عالی ہے۔

---

[1] ایک قول 208ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

(۲۷۴) ۶ / ۴۳ / ۳ ع: الحافظ، الثبت، محدثِ کوفہ ابومعاویہ محمد بن حازم الکوفی رحمہ اللہ: ❶

آپ مادرزاد نابینا تھے۔ ہشام بن عروہ، اعمش، لیث بن ابی سلیم، ابواسحاق الشیبانی، اسماعیل بن ابی خالد اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی۔ اور آپ سے امام احمد، ابن معین، ابوخیثمہ، حسن بن عرفہ، ہناد، سعدان بن نصر، حسن بن محمد الزعفرانی، احمد بن عبدالجبار اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ ۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ابونعیم بیان کرتے ہیں: میں نے اعمش کو سنا کہ وہ جناب ابومعاویہ سے یہ کہہ رہے تھے: تم نے اپنی عقل کی تھیلی کا منہ باندھ رکھا ہے۔ (یعنی تم بے حد عقل مند ہو اور تمھاری عقل میں کوئی خلل نہیں آتا۔)

کہتے ہیں کہ شعبہ جب ابومعاویہ کی موجودگی میں اعمش کی کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو ان سے مراجعت کرتے ہوئے یہ کہتے تھے: کیا یہ حدیث اس طرح نہیں؟ کیا یہ اسی طرح نہیں؟ ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ ابومعاویہ بیس برس تک اعمش کے ساتھ رہے تھے۔

امام احمد فرماتے ہیں: ابومعاویہ سے جب اعمش کی حدیث کے بارے میں پوچھا جاتا تو کہتے تھے کہ میرے منہ میں کڑواہٹ آگئی ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ابومعاویہ قرآن کے حافظ تھے البتہ اعمش کے علاوہ کی حدیث میں اضطراب کا شکار رہتے تھے۔

علی بن المدینی کا قول ہے: میں نے ابومعاویہ کے واسطہ سے جناب اعمش کی ایک ہزار پانچ سو احادیث لکھی ہیں۔ جریر بیان کرتے ہیں: جب ہم لوگ جناب اعمش سے حدیث پڑھ کر نکلتے تھے تو ہم میں سے ابومعاویہ سے زیادہ ان احادیث کو یاد کرنے والا کوئی نہ ہوتا تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ ہارون الرشید جناب ابومعاویہ کا بے حد اکرام و احترام کیا کرتا تھا۔ احمد بن داود الحرانی بیان کرتے ہیں: میں نے ابومعاویہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے کہ: ''بڑے بڑے صاحب عقل و بصیرت جناب اعمش کے سامنے میرے محتاج اور دست نگر ہوتے تھے۔''

داؤد الحرانی ہی سے مروی ہے کہ جناب ابومعاویہ فرماتے ہیں: میں نے ان ائمہ محدثین کو دیکھا کہ وہ سب کے سب میرے دروازے پر آتے تھے تو میں انھیں وہ احادیث لکھواتا تھا جو انھوں نے جناب اعمش سے خود سنی ہوتی تھیں۔

احمد بن حسن السکری کا قول ہے کہ: اعمش کی احادیث کے سب سے بڑے عارف ابومعاویہ تھے اور ان کے بعد ثوری تھے۔ اور ثوری کے بعد شعبہ تھے۔

میں کہتا ہوں: ابومعاویہ ''ارجاء'' کے قائل تھے۔ ایک جماعت کے بقول موصوف نے ۱۹۵ھ میں اور ایک قول کے مطابق

---

❶ تہذیب الکمال: 1192/3، تہذیب التہذیب: 1371/9، تقریب: 157/2، الکاشف: 37/3، التاریخ الکبیر: 74/1، الجرح و التعدیل: 1360/7، میزان الاعتدال: 533/3، لسان المیزان: 356/7، تاریخ بغداد: 342/5، طبقات ابن سعد: 392/6، نسیم الریاض: 125/2، الوافی بالوفیات: 34/3، سیر الاعلام: 73/9، معرفۃ الثقات: 1589۔

۱۹۴ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔ مجھے جناب ابو معاویہ رحمہ اللہ کی متعدد عالی احادیث ملی ہیں۔

(۲۷۵) ۶/ ۴۴ع: الحافظ، المحدث، الثقہ ابوعبداللہ مروان بن معاویہ بن حارث بن اسماء بن خارجہ بن حصن الفزاری، الکوفی رحمہ اللہ: ❶

آپ نے پہلے مکہ میں سکونت اختیار کی، پھر دمشق میں رہ پڑے۔ آپ نے عاصم احول، حمید الطویل، ابو مالک سعد بن طارق، اسماعیل بن ابی خالد، موسیٰ الجھنی، محمد بن سوقہ اور متعدد ائمہ محدثین سے حدیث بیان کی اور آپ سے امام احمد، اسحاق، ابوخیثمہ، حسین بن حریث، دحیم، ابو کریب، حسن بن عرفہ، محمد بن ہشام بن خلاس النمیری اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ایک مرتبہ امام احمد نے موصوف کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: مروان ثبت اور حافظ ہیں اور انھیں اپنی ساری احادیث یاد تھیں۔ ابن المدینی بیان کرتے ہیں: مروان معروف محدثین سے حدیث روایت کرنے میں ثقہ ہیں۔ ابن معین کا قول ہے: مروان رستوں سے شیوخ کی احادیث کو چنتے جاتے تھے۔

کہتے ہیں کہ موصوف مکہ میں دس ذی الحجہ ۱۹۳ھ میں اچانک وفات پا گئے۔ عبدالمنعم الفراوی کی "الاربعین" میں آپ کی اعلیٰ احادیث مروی ہیں۔

موصوف بے حد تنگدست اور مفلوک الحال انسان تھے۔ لوگ اکثر ان کی مدد امداد کرتے رہتے تھے۔

(۲۷۶) ۶/ ۴۵خ، د، ت، ق: الحافظ، الامام ابوعمرو، مروان بن شجاع الجزری الحرانی رحمہ اللہ: ❷

آپ بنی اُمیہ کے آزاد کردہ غلام تھے، حرانی تھے، پر بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی، آپ امام خصیف کے علوم کے عالم تھے، آپ نے جناب خصیف، ابراہیم بن ابی عبلہ، اور سالم الافطس سے حدیث روایت کی، اور آپ سے امام احمد، سریج بن یونس، احمد بن منیع، ابوعبید، یعقوب الدورقی، حسن بن عرفہ اور متعدد لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن معین وغیرہ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ ابن سعد کا قول ہے: ابوعمرو جناب خصیف کی روایات کے راوی تھے، خلیفہ کا قول ہے کہ ابوعمرو نے ۱۸۴ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔ ابن عرفہ وغیرہ کے جز میں موصوف کی عوالی موجود ہیں۔

---

❶ تہذیب الکمال: 1317/3، تہذیب التہذیب: 97/10 (177)، التاریخ الکبیر: 372/7، الجرح والتعدیل: 1246/8، میزان الاعتدال: 93/4، لسان المیزان: 383/7، تراجم الاحبار: 411/3۔

❷ تہذیب الکمال: 1316، تہذیب التہذیب: 94/10 (173)، تقریب: 239/2، الکاشف: 132/3، التاریخ الکبیر: 372/7، الجرح والتعدیل: 1249/8، میزان الاعتدال: 91/4، لسان المیزان: 383/7، المغنی: 6166، سیر الاعلام: 34/9، ضعفاء ابن الجوزی: 114/3۔

(۲۷۷) ۶/۶/۴ع: المحدث، العالم، ابو محمد عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ القرشی، السامی، البصری رحمہ اللہ: ❶

آپ حمید الطویل، جریری، یونس بن عبید، داؤد بن ابی ہند اور متعدد ائمہ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے اسحاق بن راھویہ، ابوبکر بن ابی شیبہ، عمرو بن علی الفلاس، نصر بن علی، بندار اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

موصوف کی حدیث صحاح ستہ میں مذکور ہے۔ متعدد ائمہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ البتہ ابن سعد آپ کو غیر قوی کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابو محمد نے شعبان ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔ آپ کی مروی بعض احادیث منکر بھی ہیں۔

(۲۷۸) ۶/۷/۴ع: الحافظ، الامام، الحجت، ابوعبداللہ الفضل بن موسیٰ المروزی، السینانی رحمہ اللہ: ❷

آپ کا شمار ائمہ خراسان میں ہوتا ہے۔ سینان یہ ''مرو'' کی ایک بستی ہے جس کی طرف منسوب ہو کر آپ سینانی کہلاتے ہیں۔ حصول حدیث کے لیے متعدد علمی اسفار کیے، ہشام بن عروہ، خثیم بن عراک، اسماعیل بن ابی خالد، معمر، حسین المعلم اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث حاصل کی۔ جب کہ اسحاق بن راھویہ، علی بن حجر، یحییٰ بن اکثم، ابوعمار حسین بن حریث، علی بن خشرم، محمود بن غیلان، محمود بن آدم اور متعدد لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

ابونعیم کا قول ہے: فضل یہ ابن مبارک سے زیادہ ثبت ہیں۔ وکیع بیان کرتے ہیں۔ میں انھیں جانتا ہوں یہ ثقہ اور صاحب سنت ہیں۔ علی بن خشرم کا قول ہے کہ میں نے جناب سینانی کو یہ بیان کرتے سنا ہے: مرو میں ہمارا ایک عامل تھا۔ انھیں بہت زیادہ بھول جانے کی بیماری تھی، ایک دن کہنے لگا کہ: میرے لیے ایک غلام خریدو اور میرے سامنے اس کا نام رکھو تا کہ میں اسے بھولوں نہیں۔ چنانچہ خدام نے ایسا کر دیا، خریدنے کے بعد عامل نے پوچھا کہ تم لوگوں نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ خدام نے کہا کہ ''واقد''۔ کہنے لگا: تم لوگوں نے اس کا ایسا نام کیوں نہیں رکھا کہ میں اسے کبھی نہ بھولتا، اے فرقد! اُٹھو! (یعنی وہ عامل اسی مجلس میں اس غلام کا نام بھول گیا تھا)۔

اسحاق بن راھویہ کا قول ہے: میں نے اپنے نزدیک فضل بن موسیٰ اور یحییٰ بن یحییٰ سے زیادہ ثقہ کسی راوی سے حدیث نہیں لکھی۔

جناب فضل ۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے اور آپ نے گیارہ ربیع الاول ۱۹۲ھ میں وفات پائی۔ ❸ اسی رات خراسان میں شیر

---

❶ تہذیب الکمال: 760/2، تہذیب التہذیب: 96/6 (199)، تقریب: 465/1 (784)، الکاشف: 146/2، التاریخ الکبیر: 73/6، الجرح والتعدیل: 147/6، میزان الاعتدال: 531/2، لسان المیزان: 274/7، سیر الاعلام: 242/9، الثقات: 130/7۔

❷ تہذیب الکمال: 1101/2، تہذیب التہذیب: 286/8 (525)، تقریب: 111/2، 112، الکاشف: 384/2، التاریخ الکبیر: 117/7، الجرح والتعدیل: 390/7، میزان الاعتدال: 360/3، لسان المیزان: 336/7، البدایۃ والنہایۃ: 206/10، تراجم الاحبار: 247/3، الثقات: 319/7۔

❸ ایک قول 191ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

گھس آیا تھا۔ مجھے آپ کی عوالی محمود بن غیلان کی روایت سے دستیاب ہوئی ہیں۔

(۲۷۹) ۶/۸/۴۸ ع: الامام، الحافظ، ابو عمر حفص بن غیاث النخعی، الکوفی رحمہ اللہ: ❶

آپ پہلے بغداد کے قاضی رہے پھر کوفہ کے قاضی بنے۔ آپ نے اپنے دادا طلق بن معاویہ سے، اور عاصم احول لیث بن ابی سلیم، ہشام بن عروہ، عبید اللہ بن عمر اور متعدد ائمہ محدثین سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں عمر بن حفص اور امام احمد، اسحاق، ابن المدینی، ابن معین، ابوشیبہ کے دونوں بیٹوں، عمرو الناقد، یعقوب الدورقی، حسن بن عرفہ، احمد العطاردی اور بے شمار لوگوں کے نام شمار کیے جاتے ہیں۔

موصوف ۱۱۷ھ میں پیدا ہوئے، یحییٰ قطان بیان کرتے ہیں: اعمش کے اصحاب میں حفص سب سے زیادہ ثقہ ہیں۔ سجادہ کا قول ہے: کہا جاتا تھا کہ قضاء کا منصب حفص بن غیاث پر ختم ہے۔ خود جناب حفص بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! میں اس وقت تک قاضی نہ بنا۔ یہاں تک کہ میرے لیے مردار کھانا حلال ہوگیا۔ چنانچہ جب وفات ہوئی تو نو سو دراہم کے مقروض تھے۔

ابن معین بیان کرتے ہیں: جناب حفص نے کوفہ اور بغداد میں جتنی بھی احادیث بیان کی ہیں، وہ سب اپنے حافظہ سے بیان کی ہیں۔ موصوف کی کوئی کتاب نہ تھی۔ لوگوں نے آپ سے تین یا چار ہزار احادیث لکھی ہیں۔ ابو جعفر المسندی کا قول ہے: حفص سب سے بڑے سخی عرب تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ جو میرے گھر کا کھانا نہ کھائے گا، میں اسے حدیث بیان نہ کروں گا۔ اور ان کی دعوتِ عام کے دن ہر کس و ناکس اس میں شریک ہوتا تھا۔ آپ نے ۱۹۴ھ کے اخیر میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ ❷

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حفص کے سامنے کے دانت دیکھے تو ان پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا۔

(۲۸۰) ۶/۹/۴۹ ع: الامام، العلم، سید الحفاظ، ابوسعید یحییٰ بن سعید بن فروخ تمیمی، بصری القطان رحمہ اللہ: ❸

آپ بنوتمیم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ہشام بن عروہ، عطاء بن سائب، حسین المعلم، خیثم بن عراک، حمید الطویل، سلیمان تیمی، یحییٰ بن سعید الانصاری، اعمش اور ان کے طبقہ کے لوگوں کے علاوہ دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث سنی، اور آپ سے ابن مہدی، عفان، مسدد، احمد، اسحاق، یحییٰ، علی، فلاس، بندار، اسحاق الکوسج، محمد بن شداد المسمعی اور

---

❶ تہذیب الکمال: 306/1، تہذیب التہذیب: 415/2، تقریب: 189/1، الکاشف: 243/1، الجرح والتعدیل: 803/3، میزان الاعتدال: 567/1، لسان المیزان: 201/7، البدایۃ والنہایۃ: 238/10، نسیم الریاض: 478/4، الوافی بالوفیات: 98/13، تاریخ بغداد: 188/8، سیر الاعلام: 22/9، الثقات: 20/6۔

❷ ایک قول 195ھ یا 196ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

❸ تہذیب الکمال: 1498/3، تہذیب التہذیب: 516/11(358)، تقریب: 348/2، الکاشف: 256/3، التاریخ الکبیر: 276/8، الجرح والتعدیل: 624/9، میزان الاعتدال: 380/4، طبقات ابن سعد: 47/7، الانساب: 449/10، تراجم الاحبار: 244/4، سیر الاعلام: 175/9، دیوان الاسلام: ت: 2205۔

دیگر متعدد لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: میں نے اپنی آنکھوں سے یحییٰ بن سعید القطان جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

ابن معین بیان کرتے ہیں: مجھے عبدالرحمن نے بیان کیا کہ تو اپنی آنکھوں سے یحییٰ قطان جیسا آدمی نہ دیکھے گا۔ ابن المدینی کا قول ہے کہ میں نے کسی کو یحییٰ بن سعید سے بڑا علم رجال کا عالم نہیں دیکھا۔ بندار بیان کرتے ہیں: وہ اپنے زمانہ کے لوگوں کے امام تھے۔ ابن عمار کا قول ہے کہ جب میں یحییٰ بن سعید کی طرف دیکھتا تھا تو یہ گمان کرتا تھا کہ شاید یہ کچھ نہیں جانتے کیوں کہ ان کا ظاہری حلیہ تاجروں جیسا تھا۔ لیکن جب وہ بات کرتے تھے تو بڑے بڑے فقہاء بھی ان کے آگے خاموش ہو جاتے تھے۔ احمد بن محمد بن یحییٰ بیان کرتے ہیں: میرے دادا نہ تو مزاح کرتے تھے اور نہ ہنستے ہی تھے بس صرف مسکراتے تھے۔ اور حمام میں بھی نہ جاتے تھے اور بالوں کو خضاب لگایا کرتے تھے۔

ابن معین بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ قطان نے بیس برس تک رات بھر عبادت کی اور ہر شب میں ایک قرآن ختم کیا۔ بندار کا قول ہے: میں بیس برس تک یحییٰ قطان کے پاس آتا جاتا رہا ہوں، میرا نہیں گمان کہ اُنھوں نے کبھی رب تعالیٰ کی نافرمانی کا کوئی کام کیا ہو۔ محمد بن ابی صفوان کا قول ہے: یحییٰ قطان کا نفقہ گندم، جو اور کھجور ہوتی تھی۔ یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں: یحییٰ بن سعید نے چالیس برس تک مسجد میں زوال کا وقت کبھی فوت نہ ہونے دیا تھا۔ امام احمد فرماتے ہیں: میں نے (روایتِ حدیث میں) یحییٰ بن سعید سے کم خطا کرتے کسی کو نہیں دیکھا۔

عجلی کا قول ہے: یحییٰ قطان بڑی صاف حدیثوں والے تھے۔ سوائے ثقہ کے کسی سے حدیث روایت نہ کرتے تھے۔ ابو قدامہ سرخسی بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں نے جتنے علماء کو بھی پایا ہے، وہ سب اس بات کے قائل تھے کہ ایمان یہ قول اور عمل دونوں کا نام ہے اور وہ جہمیہ کے کفر کے اور جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ اور جناب عمر رضی اللہ عنہ کی تفضیل کے قائل تھے۔"

ابن معین بیان کرتے ہیں: جب یحییٰ قطان کے پاس قرآن کی تلاوت کی جاتی تھی تو منہ کے بل زمین پر گر جاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ میں بیت الخلاء میں کبھی ستر کے بغیر داخل نہیں ہوا۔

ابن معین بیان کرتے ہیں کہ: یحییٰ قطان بڑے کمزور دل کے مالک تھے ایک دن ان کے ایک پڑوسی نے انھیں برا بھلا کہا تو فرطِ جذبات سے رونے لگے اور کہنے لگے کہ یہ سچ کہتا ہے۔ بھلا میں کون ہوتا ہوں؟ اور میں کیا ہوں؟ ابن معین کہتے ہیں کہ یحییٰ کے پاس ایک تسبیح ہوتی تھی جسے وہ ہر وقت پڑھتے رہتے تھے۔

ابن مہدی بیان کرتے ہیں: ایک دن شعبہ کے پاس لوگوں کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہوگیا تو انھوں نے کسی کو حکم بنانے کو کہا۔ اس پر شعبہ کہنے لگے کہ میں اس احول۔ یعنی یحییٰ بن سعید۔ کو حکم بنانے پر تیار ہوں۔ اتنے میں جناب یحییٰ تشریف لے آئے تو اُنھوں نے ساری بات سن کر شعبہ کے خلاف فیصلہ دیا۔ اس پر وہ بولے: اے احول! بھلا تیرے نقد (اور جانچ پرکھ) کا متحمل کون ہو سکتا ہے۔

ابن سعد کا قول ہے: یحییٰ ثقہ، حجت، مامون اور بلند مرتبہ محدث تھے۔ شاذ ی بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ قطان کہا کرتے تھے کہ: جو اس بات کا قائل ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ "قل ھو اللہ احد" (الاخلاص: ۱) یہ مخلوق ہے تو وہ زندیق ہے۔
ابن المدینی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم جناب یحییٰ قطان کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں کسی نے سورۂ دخان کی تلاوت کی۔ اسے سنتے ہی یحییٰ غش کھا کر گر پڑے۔

امام نسائی فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ کے رب تعالیٰ کی طرف سے "امین" لوگ مالک، شعبہ اور یحییٰ قطان ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں: احادیث کی چھان بین اور تلاش و تحقیق یحییٰ قطان پر ختم ہے۔ یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں کہ میں نے یحییٰ قطان کو یہ کہتے سنا ہے: نہ تو کسی کا میرے ساتھ عقد ہے اور نہ ولاء ہی ہے۔ ابن مہدی کا قول ہے: ایک دفعہ سفیان نے مجھے کہا کہ: کسی کو میرے پاس علمی مذاکرہ کے لیے لے آؤ۔ تو میں ان کے پاس یحییٰ کو لے گیا۔ جب سفیان مذاکرہ کر کے نکلے تو مجھے فرمایا: اے عبدالرحمن! میں نے تمھیں کسی انسان کو لے آنے کو کہا تھا پر تم ایک جن کو لے آئے ہو۔" یعنی ان کے حافظہ سے دنگ رہ گئے تھے۔

امام احمد فرماتے ہیں: یحییٰ قطان سب سے ثبت ہیں: میں نے ان جیسے کسی محدث سے حدیث نہیں لکھی۔ عفان بیان کرتے ہیں کہ: ایک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ روزِ قیامت جناب یحییٰ قطان کو جہنم سے امان کا پروانہ اور بشارت دی جا رہی ہے جناب یحییٰ نے ماہِ صفر ۱۹۸ھ میں وفات پائی۔ ان کی "الغیلانیات" میں ایک نہایت عالی سند والی حدیث ہے۔
یحییٰ سے روایت کرنے والا آخری شخص مسمعی اور مسمعی سے روایت کرنے والا آخری شخص ابوبکر شافعی سے روایت کرنے والا آخری شخص ابو طالب بن غیلان اور ابو طالب سے روایت کرنے والا آخری شخص ابن الحصین، اور ابن الحصین سے روایت کرنے والا آخری شخص ابن طبرزذ اور اُن کے اصحاب کے خاتم فخر الدین بن بخاری صاحب "المشیخة" ہیں۔

(۲۸۱) ۶/ ۵۰ ع: الحافظ، المتقن، المجود ابو عبداللہ محمد بن جعفر الہذلی غندر رحمہ اللہ: [1]

یہ بنو ہذیل کے آزاد کردہ بصری غلام ہیں۔ آپ نے حسین معلم، عبداللہ بن سعید بن ابی ہند، عوف اعرابی، معمر بن راشد اور سعید بن ابی عروبہ سے حدیث سنی۔ شعبہ کو لازم پکڑا اور ان سے کثرت کے ساتھ حدیث روایت کی۔ جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں امام احمد، علی بن المدینی، اسحاق بن راھویہ، یحییٰ بن معین، ابو خیثمہ، قتیبہ، ابوبکر بن ابی شیبہ، فلاس، بندار، محمد بن مثنیٰ، محمد بن ولید البسری اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔
یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں: غندر سب سے درست لکھتے تھے اور ان کی کتاب سب سے زیادہ صحیح تھی۔ بعض لوگوں نے انھیں غلطی میں ڈالنے کا ارادہ کیا پر کامیاب نہ ہو سکے۔ امام احمد بیان فرماتے ہیں: غندر کہتے ہیں: میں بیس برس تک شعبہ کی خدمت میں رہا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو غندر کا لقب ابن جریج نے دیا تھا کیوں کہ اُنھوں نے ابن جریج پر بڑا شور کیا تھا۔

[1] تھذیب الکمال: 1183/3، تقریب: 151/2، خلاصة التھذیب: 388/2، الکاشف: 29/3، التاریخ الکبیر للبخاری: 57/1، 58، الجرح والتعدیل: 1223/7، میزان الاعتدال: 502/3، لسان المیزان: 354/7، تراجم الاحبار: 237/3۔

اور اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ ابن جریج سے حدیث کے اخذ میں غندر نے انھیں بڑی مشقت میں ڈال دیا تھا۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے: ایک دن غندر ہمارے پاس ایک تھیلی لے کر آئے (جو کتابوں سے بھری تھی) اور کہا: اس کی کتابوں سے کوئی غلطی تو نکال کر دکھاؤ۔ ابن معین کہتے ہیں: ہم کوشش کے باوجود بھی کوئی غلطی نہ نکال سکے۔ غندر کا پچاس برس سے یہ دستور تھا کہ وہ ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھتے تھے۔ ابن مہدی بیان کرتے ہیں: ہم شعبہ کی زندگی میں ہی غندر کی کتابوں سے مستفید ہوا کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں: غندر سبز چادروں اور موٹے سوتی کپڑوں کی تجارت کیا کرتے تھے۔ حدیث میں اتقان کے باوجود قدرے غفلت پائی جاتی تھی۔ علی بن عثام بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ میں غندر کے پاس گیا۔ اُنھوں نے مجھے شعبہ کی ایک حدیث سنائی، پھر اُنھوں نے مجھے کہا کہ: اپنی کتاب تو دو۔ میں نے انکار کر دیا کہ جب تک آپ اپنی کتاب نہ دیں گے میں بھی نہ دوں گا۔ اس پر اُنھوں نے اپنی کتاب نکالی اور یہ کہا: لوگ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے مچھلی خریدی جسے لوگوں نے میرے سوتے ہوئے کھالیا اور میرے ہاتھ اس (کے سالن) سے آلودہ کر دیے۔ پھر کہا: وہ مچھلی آپ کھا گئے ہیں۔ ذرا اپنے ہاتھ تو سونگھیے۔ تو کیا بھلا میرے منہ نے میرے ہاتھ چاٹے تھے۔

دینوری بیان کرتے ہیں: ایک مجلس میں ہمیں جعفر بن ابی عثمان نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے سنا ہے: ایک مرتبہ ہم غندر کے پاس گئے تو اُنھوں نے کہا: میں تمھیں کوئی حدیث نہ سناؤں گا جب تک کہ تم میرے ساتھ بازار نہ جاؤ گے اور تمھیں دیکھ کر لوگ میرا اکرام نہ کریں۔ سو ہم ان کے پیچھے چل پڑے۔ ہمیں دیکھ کر لوگ پوچھنے لگے: اے ابو عبداللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ تو کہنے لگے: یہ حضرات محدثین ہیں جو بغداد سے میری حدیث لکھنے آئے ہیں۔

موصوف غندر نے اوّل ذی العقدہ ایک سو ترانوے ہجری میں وفات پائی۔ [1]

میں نے قاضی عبدالخالق بن عبدالسلام پر بعلبک میں قراءت کی کہ تمھیں شیخ موفق الدین عبداللہ بن احمد نے ۶۱۱ھ میں بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں احمد بن عبدالغنی نے بیان کیا۔

(دوسری سند): میں نے احمد بن محمد الطاہری پر قراءت کی، وہ اپنی سند کے ساتھ محمد بن مثنیٰ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں مجھے محمد بن جعفر غندر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں شعبہ نے عبدالملک بن عمیر سے، اُنھوں نے ربعی بن حراش سے اُنھوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ:

''ایک آدمی مر گیا اور مر کر جنت میں داخل ہو گیا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ تو کون سا عمل کیا کرتا تھا؟ اس نے کہا کہ میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کیا کرتا تھا سو میں تنگدست کو مہلت دیتا تھا اور نقدی (لینے) میں چشم پوشی سے کام لیتا تھا۔ سو اس پر اس کی بخشش کر دی گئی۔''

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے خود سنی ہے۔

---

[1] ایک قول 194ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

(۲۸۲) ۶/۵۱ ع: الامام، الحافظ، عالم اہل دمشق ابو العباس ولید بن مسلم الاموی رحمہ اللہ: ❶

آپ بنو اُمیہ کے آزاد کردہ دمشقی غلام تھے۔ ۱۱۹ھ میں پیدا ہوئے۔ یحییٰ بن حارث الذماری سے حدیث کی سماعت کی اور ان پر قراءت بھی کی۔ ان کے علاوہ ابن عجلان، ہشام بن حسان، ابن جریج، مثنیٰ بن صباح، یزید بن ابی مریم، صفوان بن عمرو، اوزاعی اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی، جب کہ خود آپ سے امام احمد، اسحاق، ابن المدینی، دحیم، ہشام بن عمار، ابو خیثمہ، علی بن محمد الطنافسی، کثیر بن عبید، محمد بن مصفی، محمود بن غیلان، موسیٰ بن عامر اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

موصوف ابو العباس نے متعدد کتابیں اور تواریخ لکھی ہیں اور اس موضوع پر پوری توجہ دی۔ امام احمد فرماتے ہیں: میں نے شامیوں میں ان سے بڑا عقل مند نہیں دیکھا۔ ابن جوصاء کا قول ہے: میں یہ بات ہمیشہ سنتا رہا کہ یہ ولید کی وہ کتابیں ہیں جن کی بنا پر ان کو قاضی بنا دینا چاہیے۔ یہ کوئی ستر کتابیں تھیں۔ ابومسہر وغیرہ کا قول ہے کہ ولید مدلس تھا اور بسا اوقات کذاب رواۃ سے بھی تدلیس کیا کرتا تھا۔

میں کہتا ہوں: ربیع بن ثعلب اور ہشام بن عمار نے ولید بن مسلم پر قراءت کی ہے۔ خود ولید کے شیوخ میں سے لیث بن سعد نے ان سے روایت کی ہے۔ جب کہ ان کے ساتھیوں میں سے بقیہ اور ابن وہب نے ان سے روایت کی ہے۔

محمد بن سعد بیان کرتے ہیں: ولید ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔ بے پناہ علم والے تھے۔ یعقوب فسوی کا قول ہے: میں نے ہشام سے ولید کے بارے میں پوچھا تو اُنھوں نے ولید کے علم وورع اور تواضع وانکساری کو بیان کرنا شروع کیا۔ ان کے والد بڑے نرم مزاج تھے۔

ابوالیمان بیان کرتے ہیں: میں نے ولید بن مسلم کا مثل نہیں دیکھا۔ ابن المدینی کا قول ہے: میں نے ولید سے حدیث سنی ہے۔ میں نے شامیوں میں ان جیسا نہیں دیکھا۔ یہ ایسی صحیح غریب احادیث لاتے ہیں جن میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہوتا۔ صدقہ بن فضل مروزی بیان کرتے ہیں: میں نے ولید سے زیادہ طویل احادیث اور جنگوں کی احادیث کا حافظ نہیں دیکھا، وہ ابواب کے حافظ تھے۔ ابن المدینی کا قول ہے: ولید شام کا ہے اس کے پاس اتنا زیادہ علم ہے کہ جسے میں سہار نہیں سکتا۔

بعض کا قول ہے کہ: ولید احادیثِ مغازی کے ماہر تھے۔ ابوحاتم انھیں صالح الحدیث جب کہ ابن عدی انھیں ثقہ کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ولید کے حافظ اور علم میں دو رائے نہیں البتہ مدلس ہونے کی وجہ سے ناقابل احتجاج واستدلال ہیں البتہ اگر سماع کی تصریح کردیں تو ٹھیک ہے۔ حرملہ بن عبدالعزیز کا قول ہے: حج سے واپسی پر ولید میرے ہاں ٹھہرے تو ان کا ذی المروہ میں میرے ہاں انتقال ہوگیا۔ محمد بن مصفی وغیرہ کا قول ہے: ولید نے محرم ۱۹۵ھ میں وفات پائی۔ ❷ مجھے متعدد مواقع پر ان کی

---

❶ تہذیب الکمال: 1474/3، تہذیب التہذیب: 151/11 (254)، تقریب: 336/2، خلاصۃ التہذیب: 134/3، الکاشف: 242/3، الجرح والتعدیل: 348/4، لسان المیزان: 427/7، الثقات: 222/9، تراجم الاحبار: 189/4، نسیم الریاض: 337/4، المغنی: 6887۔

❷ ایک قول 194ھ یا 196ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

عوالی ملی ہے۔

محمد بن ایوب بجلی بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں ہمیں ہیثم بن خارجہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں ولید بن مسلم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے مالک، اوزاعی، ثوری اور لیث بن سعد سے ان احادیث کے بارے میں پوچھا جن میں رب تعالیٰ کی صفت کا تذکرہ ہے۔ تو انھوں نے فرمایا کہ ان احادیث کو کیفیت کے بیان کیے بغیر بیان کرو۔"

(۲۸۳) ۶/ ۵۲ ع: الامام، الحافظ، ابو محمد عبداللہ بن وہب بن مسلم القہری، الفقیہ، المصری رحمہ اللہ: ❶

آپ بنی فہر کے آزاد کردہ غلام تھے، آپ کا شمار سر برآوردہ علماء میں ہوتا ہے۔ ۱۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ ایک قول کے مطابق آپ کی ولاء انصار کے پاس تھی۔ ابن یونس بیان کرتے ہیں: ابن وہب نے حدیث، فقہ اور عبادت تینوں کو جمع کیا۔ ابن یونس بیان کرتے ہیں: ابن وہب نے سترہ برس کی عمر میں علم حاصل کرنا شروع کر دیا تھا۔ ابن وہب بیان کرتے ہیں: میں نے یونس بن یزید کو اپنی شادی کے ولیمہ پر بلایا۔ میں کہتا ہوں: ابن وہب نے یونس بن یزید، ابن جریج، حنظلہ بن ابی سفیان، حیوہ بن شریح، اسامہ بن زید اللیثی، حی بن عبداللہ المعافری، عمر بن محمد العمری، عبدالحمید بن جعفر الانصاری، ابو صخر حمید بن زیاد، عمرو بن حارث، مالک، سفیان، لیث اور بے شمار لوگوں سے مصر اور حرمین میں حدیث بیان کی اور ایک بڑی مؤطا بھی لکھی۔ جب کہ آپ سے آپ کے شیخ لیث نے اور دیگر حضرات نے حدیث روایت کی جن میں ابن مہدی، اصبغ بن فرج، حرملہ، احمد بن صالح، سعید بن ابی مریم سحنون بن سعید، حارث بن مسکین، ابو طاہر احمد بن سرح، عبدالملک بن شعیب، بحر بن نصر، ابراہیم بن منذر، سعید بن منصور، احمد بن عبدالرحمن ابن اخیہ، ربیع بن سلیمان المرادی، یونس بن عبدالاعلیٰ اور بے شمار لوگوں کے نام شامل ہیں۔

ابن وہب ثقہ، حجت، حافظ اور مجتہد تھے جو کسی کی تقلید نہ کرتے تھے۔ اور بڑے عابد و زاہد تھے۔ احمد بن صالح بیان کرتے ہیں: میں نے ان سے زیادہ حدیث والا کوئی نہیں دیکھا۔ اُنھوں نے ایک لاکھ احادیث بیان کی ہیں۔ ہمارے پاس ان کی ستر ہزار احادیث موجود ہیں۔

خالد بن خداش کا قول ہے: جب خود ابن وہب پر قیامت کی ہولناکیوں کے بارے میں ان کی کتاب پڑھی گئی تو غش کھا کر گر پڑے اور کسی سے بات نہ کی حتیٰ کہ چند دنوں بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

ابن وہب بیان کرتے ہیں: میں نے ہشام بن عروہ کو مسجد میں بیٹھے دیکھا۔ پھر میں انکے گھر گیا تو گھر والوں نے بتلایا کہ وہ تو سو گئے ہیں۔ پھر جب میں حج سے لوٹا تو پتا چلا کہ ہشام کی وفات ہو گئی ہے۔ اور عبید اللہ بن عمرو کو دیکھا کہ وہ نابینا ہو گئے ہیں اور اب کسی سے بات نہیں کرتے۔

عبدالرحمن بن قاسم الفقیہ بیان کرتے ہیں کہ اگر ابن عیینہ انتقال کر جاتے تو لوگوں کا رخ ابن وہب کی طرف ہو جاتا۔ کسی

---

❶ تہذیب الکمال: 753/2، تہذیب التہذیب: 71/6 (140)، تقریب: 460/1 (728)، خلاصۃ التہذیب: 110/2، الکاشف: 141/2، التاریخ الکبیر للبخاری: 218/5، میزان الاعتدال: 521/2، لسان المیزان: 273/7، الوافی بالوفیات: 665/17، الثقات: 346/8۔

نے بھی ابن وہب کی طرح علم کی تدوین نہ تھی کی۔ یونس ابن وہب سے بیان کرتے ہیں کہ: میں نے نافع بن ابی نعیم پر حدیث کی قراءت کی ہے۔ ابوزرعہ کا قول ہے: میں نے ابن وہب کی تقریباً تیس ہزار احادیث میں غور کیا ہے اور میں نے ایسی کوئی حدیث نہیں دیکھی جس کی کوئی اصل نہ ہو۔ ابن وہب ثقہ تھے۔ اور میں نے یحییٰ بن بکیر کو یہ بیان کرتے سنا ہے: ابن وہب، ابن قاسم سے بھی بڑے فقیہ ہیں۔

سحنون بیان کرتے ہیں: ابن وہب نے اپنے اوقات کو تین حصوں پر تقسیم کر رکھا تھا۔ چنانچہ وہ سال کا ایک ثلث سرحدوں پر، ایک ثلث لوگوں کی تعلیم میں اور ایک ثلث سفرحج کے لیے تقسیم کر رکھتے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ ابن وہب نے ۳۶ حج کیے تھے۔

امام مالک ابن وہب کو ان الفاظ کے ساتھ خط لکھتے تھے: "اللہ کے بندے اہل مصر کے مفتی کی طرف"۔ امام مالک کسی اور کو اس طرح خط نہ لکھتے تھے۔ ایک مرتبہ جب امام مالک کے پاس ابن وہب اور ابن قاسم دونوں کا ذکر آیا تو اُنھوں نے فرمایا: ابن قاسم فقیہ جب کہ ابن وہب عالم ہیں۔ ابوزید بن ابی غمر کا قول ہے: ہم ابن وہب کو "علم کا دفتر" (یعنی چلتا پھرتا کتب خانہ) کہا کرتے تھے۔

ابن ابی حاتم، احمد بن عبدالرحمن سے اور وہ اپنے چچا سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ: امام مالک سے وضو کے دوران انگلیوں میں خلال کرنے کے بارے میں پوچھا گیا، وہ اسے سنت نہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ میں نے پوچھا: اے ابوعبداللہ! ہم تو اس عمل کو سنت سمجھتے ہیں کہ ہمیں لیث اور عمرو بن حارث نے ابوعشانہ سے، اُنھوں نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے، اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جب تو وضو کرے تو اپنے پیروں کو انگلیوں کا خلال کر۔" میں نے دیکھا کہ امام مالک سے اس کے بعد جب بھی وضو میں انگلیوں کے خلال کے بارے میں پوچھا جاتا تھا تو وہ اس کا حکم دیتے تھے۔ اور مجھے یہ فرمایا: میں نے آج سے پہلے یہ حدیث کبھی نہ سنی تھی۔

احمد بن سعید ہمدانی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ابن وہب حمام میں داخل ہوئے تو اُنھوں نے کسی کو قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کرتے سنا: "وَاِذْ يَتَحَاجُّوْنَ فِى النَّارِ" (غافر: ۴۷) "اور جب وہ دوزخ میں جھگڑیں گے۔" تو ابن وہب غش کھا کر گر پڑے۔

احمد بن اخی ابن وہب بیان کرتے ہیں: عباد بن محمد نے میرے چچا کو قضاء سونپنے کے لیے بلایا تو وہ چھپ گئے۔ عباد نے ان کی تلاش میں ہمارے کچھ گھر بھی منہدم کر دیے۔ اس پر صباحی نے عباد سے کہا کہ بھلا ابن وہب جیسے آدمی نے قضا کی کب طلب کی ہے؟ جب میرے چچا کو عباد کے اس فعل کی خبر پہنچی تو اُنھوں نے عباد کے لیے بددعا کی کہ اس کی بینائی جاتی رہے۔ سو ابھی ایک جمعہ بھی نہ گزرا تھا کہ عباد نابینا ہو گیا۔

ابوطاہر بن عمرو بیان کرتے ہیں: جب ابن وہب کی موت کی خبر آئی تو ہم اس وقت ابن عیینہ کی مجلس میں بیٹھے تھے، تو اُنھوں نے پہلے تو اناللہ پڑھی پھر کہا: یہ ساری اُمت کے لیے تو ایک عام مصیبت ہے پر میرے لیے ایک خاص مصیبت ہے۔

امام نسائی فرماتے ہیں: ابن وہب ثقہ ہیں۔ میں نے انھیں کسی ثقہ سے کوئی منکر حدیث روایت کرتے نہیں دیکھا۔

یونس بیان کرتے ہیں: ابن وہب نے شعبان ۱۹۷ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

میں کہتا ہوں: ابن وہب کی عوالی "الثقفیات" میں موجود ہیں۔

(۲۸۴) ۶/ ۵۳ ع: الامام، الحافظ، الثبت، محدثِ عراق ابوسفیان وکیع بن جراح بن ملیح الرواسی الکوفی رحمہ اللہ: ❶

رواس: یہ قیس عیلان کی ایک شاخ ہے۔ موصوف کا شمار سربرآوردہ علماء میں ہوتا ہے۔ ۱۲۹ھ میں پیدا ہوئے۔ ہشام بن عروہ، اعمش، جعفر بن برقان، اسماعیل بن ابی خالد، ابن عون، ابن جریج، سفیان، اوزاعی اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی۔ جب کہ آپ سے حدیث سننے والوں میں ابن مبارک بھی ہیں باوجود یہ کہ ابن مبارک وکیع سے مقدم تھے۔ ان کے علاوہ احمد، ابن المدینی، یحییٰ بن معین، اسحاق، زھیر، ابی شیبہ کے دو بیٹے، ابوکریب عبداللہ بن ہاشم، علی بن حرب، ابراہیم بن عبداللہ القصار اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث سنی ہے۔

جناب وکیع کے والد بیت المال پر مقرر تھے۔ جب کہ خلیفہ رشید نے وکیع کو کوفہ کا قاضی بنانا چاہا تو اُنھوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ یحییٰ بن یمان بیان کرتے ہیں: سفیان کی وفات کے بعد ان کی مسند پر وکیع بیٹھے۔ قعنبی بیان کرتے ہیں: ہم حماد بن زید کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں وکیع نکلے۔ تو لوگ کہنے لگے: یہ سفیان سے بہت زیادہ روایت کرنے والے ہیں۔ اس پر حماد نے کہا: اگر تم چاہو تو یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ یہ سفیان سے زیادہ راجح ہیں۔ یحییٰ بن ایوب مقابری کا قول ہے: وکیع کو اپنی والدہ سے میراث میں ایک لاکھ دراہم ملے تھے۔

فضل بن محمد شعرانی بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن اکثم کو یہ بیان کرتے سنا: میں سفر و حضر دونوں میں وکیع کا ساتھی رہا ہوں، وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور ہر شب میں ایک قرآن ختم کر لیتے تھے۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ وکیع کا اپنے زمانے میں وہی رتبہ تھا جو اوزاعی کا اپنے زمانے میں تھا۔ امام احمد فرماتے ہیں: میں نے وکیع سے زیادہ علم کو سمیٹنے والا اور اس کو یاد رکھنے کسی کو نہیں دیکھا۔ یحییٰ کا قول ہے: میں نے وکیع سے افضل کوئی نہیں دیکھا جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو، راتوں کو بیدار رکھتا ہو اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دیتا ہو اور خود یحییٰ قطان بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔

---

❶ تہذیب الکمال: 1463/3، تہذیب التہذیب: 123/11 (211)، تقریب: 331/2، خلاصۃ التہذیب: 128/3، التاریخ الکبیر للبخاری: 179/8، الجرح والتعدیل: 168/9، میزان الاعتدال: 335/4، طبقات ابن سعد: 275/6، المعین: 731، نسیم الریاض: 285/2، معجم المؤلفین: 166/13، تاریخ بغداد: 466/13۔

ابن مبارک فرماتے ہیں: آج مصریوں میں جو بڑا عالم ہے وہ وکیع بن جراح ہے۔
سلم بن جنادہ کہتے ہیں: میں سات برس تک وکیع کی مجلس میں رہا ہوں۔ میں نے انھیں کبھی تھوکتے ہوئے یا کنکریوں کو ہلاتے جلاتے نہیں دیکھا۔ ایک تو قبلہ رو بیٹھتے تھے دوسرے بیٹھتے ہوئے حرکت نہ کرتے تھے۔ اور میں نے انھیں کبھی اللہ کی قسم کھاتے نہیں دیکھا۔

میں کہتا ہوں: انھیں کوفیوں کا نبیذ بڑا پسند تھا جسے وہ ہمیشہ پیتے تھے۔ یہ بات کئی طرق سے مروی ہے۔ یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں کہ: ایک آدمی نے ان سے پوچھا کہ میں نے نبیذ پی کر خواب دیکھا تو یوں لگا کہ جیسے کوئی یہ کہہ رہا ہو کہ تم نے تو شراب پی ہے۔ اس پر وکیع نے فرمایا: وہ خواب والا شخص شیطان تھا۔

ابراہیم بن شماس بیان کرتے ہیں: اگر میں کسی بات کی تمنا کرتا تو ابن مبارک کی عقل وورع کی، ابن فضیل کی زہد وگریہ کی، وکیع کی عبادت وحافظہ کی، عیسیٰ بن یونس کے خشوع کی اور حسین جعفی کے صبر کی تمنا کرتا۔ پھر یہ کہا کہ وکیع سب سے بڑے فقیہ تھے۔

مروان بن محمد الطاطری کا قول ہے: میں نے وکیع سے زیادہ خشوع والا کوئی نہیں دیکھا اور مجھے جس کے بارے میں بھی جو بتایا گیا تو میں نے اسے دیکھنے پر اس سے کم ہی پایا سوائے وکیع کے کہ میں نے انھیں بیان کیے گئے سے زیادہ پایا۔

سعید بن منصور بیان کرتے ہیں: وکیع مکہ آئے، وہ ذرا فربہ تھے۔ اس پر فضیل بن عیاض نے انھیں کہا: یہ موٹاپا کیسا آپ تو عراق کے راہب ہیں؟ وکیع بولے: یہ اسلام پر ہونے کی خوشی کا نتیجہ ہے۔ اور انھیں لاجواب کر دیا۔

ابن عمار بیان کرتے ہیں: وکیع کے زمانہ میں کوفہ میں ان سے بڑا فقیہ اور محدث اور کوئی نہ تھا۔ ابوداود بیان کرتے ہیں: وکیع کی کوئی کتاب کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔

امام احمد فرماتے ہیں: میری آنکھوں نے وکیع کا مثل نہیں دیکھا کہ وہ حدیث یاد کرتے پھر اس کا فقہی مذاکرہ کرتے اور خوب عمدہ مذاکرہ کرتے جس میں ورع اور اجتہاد دونوں ہوتے تھے۔ اور وہ کسی کے بارے میں کوئی کلام نہ کیا کرتے تھے۔ حماد بن سعدہ بیان کرتے ہیں: میں نے ثوری کو دیکھ رکھا ہے، وہ وکیع جیسے نہ تھے۔ احمد بن زہیر کا قول ہے: میں نے ابن معین کو یہ کہتے سنا ہے: ''جو عبدالرحمن کو وکیع پر فضیلت دے گا اس پر فلاں فلاں۔ اور لعنت کی۔ ابن حاتم کا قول ہے: وکیع ابن مبارک سے حافظ تھے۔ امام احمد فرماتے ہیں: وکیع کی تصنیفات کو لازم پکڑو۔ ابن المدینی کا قول ہے: وکیع کی آواز میں لحن تھا۔ اگر میں کسی حدیث کو ان کے الفاظ میں بیان کرتا تو روایت عجیب ہو جاتی ہے۔ وہ "عن عیشۃ" [1] کہا کرتے تھے۔

ابوہشام وغیرہ وکیع سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو، وہ کافر ہے۔ کہتے ہیں کہ وکیع کانے تھے۔ میں نے تاریخ الاسلام میں وکیع کے احوال نقل کیے ہیں جو تاریخ دمشق کے بیان میں کافی طویل ہیں۔ وکیع نے حج سے لوٹتے ہوئے دس محرم ۱۹۷ھ میں بمقام ''فید'' وفات پائی۔

وکیع کا قول ہے کہ نماز میں جہری بسم اللہ بدعت ہے۔ اسے ابوسعید الاشج نے خود ان سے سنا ہے۔ ایک مرتبہ ایک آدمی کو

[1] التہذیب میں لکھا ہے: وکیع "حدثنا مسعر عن عیینہ" کہا کرتے تھے۔ حالانکہ یہ لفظ "عنبسۃ" تھا۔

جا کر دیناروں بھری ایک تھیلی دی اور کہا: میں نے تیری روشنائی سے لکھا۔ میں اس کا مالک نہ تھا۔ مجھے معاف کر دو کہ تمھیں دینے کے لیے میرے پاس اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

(۲۸۵) ۶/ ۵۴ع: الحافظ، الحجۃ ابوعثمان خالد بن حارث الہجیمی البصری رحمہ اللہ: ❶

امام ابوعثمان نے ایوب سختیانی، حمید الطویل، عبید اللہ بن عمر، ہشام بن عروہ، ابن عون اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی، جب کہ ان سے روایت کرنے والوں میں اسحاق بن راھویہ، ابن المدینی، القواریری، احمد بن مقدام، محمد بن مثنیٰ، فلاس، حسن بن عرفہ اور دیگر بے شمار لوگوں کے نام آتے ہیں۔ آپ کے شیوخ میں سے جناب شعبہ نے بھی آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: بصرہ میں حدیث کی تحقیق ان پر ختم تھی۔ ابو حاتم رازی کا قول ہے: ابوعثمان ثقہ اور امام ہیں امام ترمذی بیان کرتے ہیں: ثقہ اور مامون ہیں۔ میں نے محمد بن مثنیٰ کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے بصرہ میں خالد بن حارث جیسا اور کوفہ میں عبداللہ بن ادریس جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

میں کہتا ہوں: خالد بن حارث نے ۱۸۶ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔ "جزء الحفار" میں ان کی عوالی مذکور ہیں۔

(۲۸۶) ۶/ ۵۵ع: الحافظ، الامام، الثقہ، العابد، ابواسماعیل بشر بن مفضل بن لاحق الرقاشی البصری رحمہ اللہ: ❷

موصوف بنی رقاش کے آزاد کردہ بصری غلام تھے۔ سہیل بن ابی صالح، یحییٰ بن سعید، حمید الطویل، جریری، خالد الحذاء، اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی اور ان سے علی ابن المدینی، اسحاق بن راھویہ، احمد بن حنبل، نصر بن علی، فلاس، احمد بن مقدام اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: حدیث کی تحقیق بصرہ میں ان پر ختم تھی، ابن مدینی کا قول ہے کہ بشر بن مفضل روزانہ چار سو رکعات نماز پڑھتے تھے اور ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کے سامنے کسی جہمی کا ذکر آیا تو کہنے لگے کہ اس کافر کا ذکر نہ کرو۔ بشر نے ۱۸۶ یا ۱۸۷ھ میں وفات پائی۔

(۲۸۷) ۶/ ۵۶ع: الامام، الثقہ، الفقیہ ابوعبداللہ محمد بن حرب الخولانی الحمصی الابرش کاتب زبیدی رحمہ اللہ: ❸

امام موصوف نے زبیدی، بحیر بن سعد، محمد بن زیاد الالہانی، عمر بن روبہ، اوزاعی اور متعدد مشائخ سے حدیث روایت کی

---

❶ تہذیب التہذیب: 82/3، تقریب: 212/1، الجرح والتعدیل: 325/3، الثقات: 267/6، التاریخ الکبیر: 145/3۔

❷ تہذیب الکمال: 157/1، تہذیب التہذیب: 458/1، تقریب: 101/1، خلاصۃ التہذیب: 128/1، الکاشف: 157/1، الجرح والتعدیل: 1410/2، الثقات: 97/6، طبقات ابن سعد: 303/7، الوافی بالوفیات: 156/10۔

❸ تہذیب الکمال: 1186/3، تہذیب التہذیب: 109/9، تقریب: 153/2، خلاصۃ التہذیب: 392/2، الکاشف: 31/3، التاریخ الکبیر للبخاری: 69/1، الجرح والتعدیل: 1299/7، الوافی بالوفیات: 327/2، المعین: 700، ثقات: 50/9، اربع رسائل: 169، اجمع بین رجال الصحیحین: 1674۔

ہے اور آپ سے ابو مسہر، اسحاق بن راھویہ، محمد بن وہب بن عطیہ، کثیر بن عبید، ابو التقی الیزنی، محمد بن مصفی، ابو عتبہ الحجازی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن سعد بیان کرتے ہیں: انھیں کوفہ کا قاضی بنایا گیا۔ ابن معین وغیرہ انھیں ثقہ کہتے ہیں۔ صحاح ستہ میں ان سے روایت مذکور ہے۔ یزید بن عبدربہ نے ان کا سن وفات ۱۹۴ھ بتلایا ہے۔ رحمہ اللہ۔ (جب کہ ایک قول ۱۹۲ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)

ہمیں محمد بن داود المقدسی نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن وہب سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں محمد بن حرب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں محمد بن ولید زبیدی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں زہری نے عروہ سے، اُنھوں نے زینب بنت ابی سلمہ سے اُنھوں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) ان کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرے میں ایک سرخی مائل سیاہ نشان تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس پر دم پڑھو کہ اسے نظر لگ گئی ہے۔'' اس حدیث کو امام بخاری نے محمد ذہلی سے روایت کیا ہے۔ سو ہم نے اس کی موافقت کی۔ اس حدیث کی اسناد میں محمد نامی متعدد رواۃ ہیں۔ میرے پاس "صفة النفاق" کی بابت موصوف محمد بن حرب کی عوالی میں سے ایک روایت ہے۔

(۲۸۸) ۶ / ۵۷ خ ۴: الحافظ، الثبت عبیدہ بن حمید الکوفی الحذاء رحمہ اللہ: ❶

امام موصوف نے اسود بن قیس، عبدالعزیز بن رفیع، عبدالملک بن عمیر، منصور، اعمش اور متعدد مشائخ سے حدیث روایت کی ہے، جب کہ آپ سے سفیان ثوری نے حدیث روایت کی حالانکہ سفیان آپ سے مقدم تھے۔ ان کے علاوہ امام احمد، احمد بن منیع، حسن بن صباح بزار، حسن بن محمد زعفرانی، عمرو الناقد، محمد بن سعید بن غالب العطار اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

موصوف عالم، بے حد معزز، حدیث، نحو، قرآن اور فضائل کے بڑے عالم تھے، ابن معین اور امام احمد نے انھیں ثقہ کہا ہے، امام احمد فرماتے ہیں: ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُنھوں نے ہمیں حدیث کی املاء کروائی، پھر بے شمار لوگ آگئے جو ہم پر غالب آگئے اور بھیڑ بڑھ گئی۔

میں کہتا ہوں: موصوف الامین محمد کے مؤدب اور استاذ تھے۔ اسی سال سے زیادہ عمر پائی، ۱۹۰ھ میں انتقال ہوا۔ رحمہ اللہ

(۲۸۹) ۶ / ۵۸ خ، م، ت، ق، س: الامام، الحافظ، الثبت، ابو عبدالرحمن عبید اللہ بن عبدالرحمن الکوفی الاشجعی رحمہ اللہ: ❷

امام موصوف نے اسماعیل بن ابی خالد اور ہشام بن عروہ وغیرہ سے حدیث سنی، پھر ایک مدت تک سفیان ثوری کی خدمت

❶ تهذيب الكمال: 898/2، تهذيب التهذيب: 81/7 (180)، تقريب: 547/1، خلاصة التهذيب: 206/2، الكاشف: 241/2، الجرح والتعديل: 475/6، ميزان الاعتدال: 25/3، لسان الميزان: 300/7۔

❷ تهذيب الكمال: 34/7 (64)، تقريب: 536/1، التاريخ الكبير للبخاري: 390/5، الجرح والتعديل: 1539/5، الثقات: 150/7، سير الاعلام: 514/8۔

میں لازم رہے۔ موصوف فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سفیان ثوری سے تیس ہزار احادیث سنی ہیں۔

ابن معین کا قول ہے: کوفہ میں اشجعی سے زیادہ سفیان کے علوم کا عالم اور کوئی نہیں۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں یحییٰ بن آدم، ابوالنضر، ابن معین، ابوخیثمہ، ابوکریب، عثمان بن ابی شیبہ، یعقوب الدورقی اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ابن معین انھیں صالح اور ثقہ کہتے ہیں: حاکم کا قول ہے: موصوف عبدالرحمن، یحییٰ بن سعید، ابواحمد زبیری، قبیصہ اور ابو حذیفہ سے زیادہ سفیان کے علوم کو جاننے والے تھے۔ ان کے پاس سفیان کی تصانیف تھیں۔ چنانچہ قبیصہ بیان کرتے ہیں کہ سفیان ثوری کی وفات کے بعد ان کی جگہ اشجعی بیٹھا کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں: اس کے بعد موصوف اشجعی بغداد چلے گئے تھے۔ ۱۸۲ھ کے اوائل میں وفات پائی۔ سوائے امام ابوداؤد کے دیگر ائمہ صحاح نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔

(۲۹۰) ۶/ ۵۹ ع: الامام، الحافظ، ابومحمد عبدہ بن سلیمان الکلابی الکوفی رحمہ اللہ: ❶

موصوف نے عاصم احول، ہشام بن عروہ، اعمش، اسماعیل بن ابی خالد اور ایک جماعت سے حدیث بیان کی ہے اور ان سے احمد، اسحاق بن راھویہ، ابوخیثمہ، ابوکریب، ابوسعید الاشج اور دیگر لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: عبدہ ثقہ ہیں ثقہ ہیں۔ بڑے صالح اور بڑے تنگدست تھے۔ نہایت معمولی اونی چادر اوڑھتے تھے رجب ۱۸۰ھ میں وفات پائی۔

امام احمد فرماتے ہیں: عبدہ بڑے تنگدست تھے۔ عجلی بیان کرتے ہیں: ثقہ، نیک اور قرآن والے تھے۔ امام احمد کا قول ہے: میں ۱۸۸ھ میں کوفہ آیا تو ان کا ایک سال قبل انتقال ہو چکا تھا۔ جب کہ ابن سعد نے ان کی تاریخ وفات ۳ رجب ۱۸۰ھ بتلائی ہے۔

(۲۹۱) ۶/ ۶۰ ع: الحافظ، العالم ابومحمد عبدالرحمن بن محمد بن زیاد المحاربی الکوفی رحمہ اللہ: ❷

امام موصوف نے عبدالملک بن عمیر، لیث بن ابی سلیم، اعمش، اسماعیل بن ابی خالد، فضیل بن غزوان اور متعدد محدثین سے حدیث روایت کی۔ اور آپ سے احمد، ابوکریب، ہناد، ابوسعید الاشج، علی بن حرب، حسن بن عرفہ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

وکیع بیان کرتے ہیں: محاربی طویل احادیث کے کیا ہی اچھے حافظ تھے۔ ابن معین انھیں ثقہ کہتے ہیں: ابوحاتم کا قول ہے کہ صدوق ہیں البتہ مجہول راویوں سے مناکیر روایت کرتے ہیں جس بنا پر ان کی حدیث فاسد ہے۔ عبداللہ بن احمد بیان

❶ تہذیب الکمال: 872/2، تہذیب التہذیب: 458/6 (946)، تقریب: 530/1، خلاصة التہذیب: 188/2، الکاشف: 223/2، الجرح والتعدیل: 457/6، طبقات الحفاظ: 129۔

❷ تہذیب الکمال: 815/2، تہذیب التہذیب: 265/6، تقریب: 497/1، خلاصة التہذیب: 151/2، الکاشف: 184/2، لسان المیزان: 284/7، الثقات: 92/7۔

کرتے ہیں: موصوف مدلس تھے۔

میں کہتا ہوں: محاربی نے ۱۹۵ھ میں وفات پائی۔ ان کی حدیث "جزء ابن عرفہ" میں عالی سند کے ساتھ ہے۔ جب کہ علی بن حرب کے جز میں ان کی عوالی ہیں۔

(۲۹۲) ۶/ ۶۱ ع: الحافظ ابوعبیدہ عبدالواحد بن واصل الحداد السدوسی البصری نزیل بغداد رحمہ اللہ: ❶

موصوف بنی سدوس کے آزاد کردہ غلام تھے۔ امام موصوف نے سعید بن ابی عروبہ، عیینہ بن عبدالرحمن، معاذ بن علاء، شعبہ، بہز بن حکیم، عوف اعرابی اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی اور ان سے احمد، ابن معین، ابوخیثمہ، عمرو الناقد، زیاد بن ایوب اور بے شمار لوگ حدیث روایت کرنے والے ہیں۔

ہمیں احمد بن اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ ابن معین سے بیان کیا، وہ حداد سے، وہ عبدالواحد بن زید سے، وہ اسلم سے وہ مرہ سے، وہ زید بن ارقم سے اور وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "حرام مال سے پرورش پانے والا بدن جنت میں داخل نہ ہوگا۔" یہ حدیث بے حد غریب ہے۔

اسے اسحاق بن ابراہیم نے ابوعبیدہ سے اسی طرح روایت کیا ہے اور ہم نے یہ روایت عبد بن حمید کی منتخب سے اسی طرح سنی ہے۔ جسے وہ ابوداؤد کے واسطہ سے اور وہ عبدالواحد بن زید سے بیان کرتے ہیں۔ اور یہ طریق محفوظ ہے۔ لیکن مسند ابی یعلی الموصلی میں یہ حدیث دونوں سے یحییٰ بن معین سے مروی ہے، وہ اسلم کی جگہ فرقد السنجی کا ذکر کرتے ہیں۔

حیان یحییٰ بن معین سے بیان کرتے ہیں کہ ابوعبیدہ متثبتین میں سے تھے جہاں تک میں جانتا ہوں۔ البتہ ہم نے ان کی خطا پکڑی ہے۔ ان کی قراءت اور کتابت عمدہ تھی۔

عجلی اور ابن معین وغیرہ کہتے ہیں: ابوعبیدہ ثقہ ہیں۔ امام احمد کا قول ہے: ابوعبیدہ مشائخ والے ہیں ان کی کتاب صحیح ہے۔

ابوقلابہ کا قول ہے: ابوعبیدہ ۱۹۹ھ میں اس دن فوت ہوئے جس دن میں پیدا ہوا تھا۔ رحمہ اللہ

(۲۹۳) ۶/ ۶۲ ع: الامام الحافظ، العلامہ ابوالحسن نضر بن شمیل المازنی، البصری، اللغوی رحمہ اللہ: ❷

موصوف اہل مرو کے عالم تھے۔ احمد بن سعید دارمی کہتے ہیں: میں نے موصوف مازنی کو یہ کہتے سنا ہے کہ میرا بھائی مرو الروذ سے بصرہ کی طرف ابومسلم کے فتنہ برپا ہونے کے وقت ۱۲۸ھ میں نکلا، میری عمر اس وقت پانچ یا چھ برس تھی۔

موصوف نے ہشام بن عروہ، حمید الطویل، اسماعیل بن ابی خالد بن عون، ہشام بن حسان اور بے شمار کوفی اور بصری لوگوں

---

❶ تهذيب الكمال: 867/2، تهذيب التهذيب: 440/6، تقريب: 526/1، خلاصة التهذيب: 184/2، الكاشف: 219/2، الجرح والتعديل: 127/6، ميزان الاعتدال: 677/2، الثقات: 426/8۔

❷ تهذيب الكمال: 1411/3، تهذيب التهذيب: 437/10، تقريب: 301/2، خلاصة التهذيب: 93/3، الكاشف: 203/3، الجرح والتعديل: 2188/8، ميزان الاعتدال: 228/4، لسان الميزان: 411/7، الانساب: 13/12، العبر: 342

سے حدیث روایت کی۔ اور آپ سے اسحاق بن راھویہ، اسحاق الکوسج، محمد بن رافع ابو محمد دارمی، سعید بن مسعود المروزی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابو حاتم انھیں ثقہ اور صاحب سنت کہتے ہیں: ابن مبارک سے جب موصوف کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا وہ یکتائے روزگار ہیں۔ خلیل کے اصحاب میں سے کوئی ان کا ہم پلہ نہیں۔ عباس بن مصعب کا قول ہے: وہ عربیت اور حدیث کے امام ہیں۔ مرو اور خراسان میں سنت کے علم کو سب سے پہلے پھیلانے والے یہی ہیں۔ شعبہ سے سب سے زیادہ روایت کرنے والے ہیں۔ بے شمار ایسی کتابیں لکھیں جو ان سے پہلے کسی نے نہ لکھیں۔ مرو کے قاضی بھی رہے۔

احمد دارمی بیان کرتے ہیں: میں نے نضر کو یہ کہتے سنا ہے کہ " کتاب الحیل" میں فلاں فلاں مسئلہ کفر ہے۔ داود بن مخراق کا قول ہے کہ میں نے ابن شمیل کو یہ کہتے سنا ہے: جب تک آدمی بھوک چکھ نہ لے اور اپنی بھوک بھول نہ جائے وہ علم کی لذت نہیں پا سکتا۔

محمد بن عبداللہ بن قہزاذ نے امام نضر کا سن وفات ۲۰۳ھ کا آخری دن بتلایا ہے۔ [1] اور انھیں اگلے سال کے پہلے دن دفن کیا گیا۔

ہمیں سلیمان بن حمزہ الحاکم اور ایک جماعت نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا، نضر بن شمیل بیان کرتے ہیں کہ ہمیں بہز نے اپنے والد سے، اُنھوں نے اپنے دادا سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: "تم ستر اُمتوں میں آؤ گے اور تم اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ بہتر اور عزت والی اُمت ہو گے۔"

(۲۹۴) ۶/ ۶۳ ع: المحدث، الحافظ ابو عبدالرحمن محمد بن فضیل بن غزوان الضبی الکوفی رحمہ اللہ: [2]

آپ بنوضبہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ کتاب الزہد اور کتاب الدعاء وغیرہ آپ کی مشہور تصانیف ہیں، اپنے والد سے اور بیان بن بشر، ابراہیم ہجری، حبیب بن ابی عمرہ، حصین بن عبدالرحمن، عاصم احول اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی اور آپ سے احمد، اسحاق، احمد بن بدیل، حسن بن عرفہ، ابو سعید الاشج، فلاس علی بن حرب، احمد بن عبدالجبار عطاردی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ بڑی شان کے عالم تھے۔ ابن معین آپ کو ثقہ جب کہ امام احمد حسن الحدیث اور شیعی کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ محمد بن فضیل صرف محبت رکھنے والوں میں سے تھے۔ اُنھوں نے حمزہ پر قرآن پڑھا۔ منصور سے حدیث سننے ان کے پاس گئے تو انھیں بیمار پایا۔ ابوداود انھیں شیعہ اور متحرف کہتے ہیں۔ ۱۹۴ یا ۱۹۵ھ میں وفات پائی۔

---

1. ایک قول 204ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔
2. تهذيب الكمال: 1259/3، تهذيب التهذيب: 405/9، التقريب: 200/2، الكاشف: 89/3، الجرح والتعديل: 263/8، ميزان الاعتدال: 9/4، طبقات ابن سعد: 271/6، طبقات الحفاظ: 130، تراجم الاحبار: 51/4، المغنی: 5907، معجم الثقات: 115۔

(۲۹۵) ۶ / ۶۴ ع: الامام المحدث ابو عبداللہ محمد بن شعیب بن شابور الدمشقی رحمہ اللہ: ❶

بنی اُمیہ کے موالی میں سے ہیں، بیروت میں سکونت اختیار کر لی، عروہ بن رویم، یحییٰ بن حارث الذماری، عمرو بن حارث المصری ابوزرعہ، یحییٰ بن ابی عمرو الشیبانی، عثمان بن ابی عاتکہ، اوزاعی اور متعدد علماء سے حدیث روایت کی اور ان سے سلیمان بن عبدالرحمن، دحیم، کثیر بن عبید، محمود بن خالد السلمی، محمد بن مصفیٰ، محمد بن ہاشم البعلبکی اور متعدد لوگوں نے حدیث روایت کی۔

دحیم انھیں ثقہ کہتے ہیں: امام احمد کا قول ہے: میرے نزدیک ان میں کوئی حرج نہیں، عقل مند آدمی تھے۔ ابوعمرو دانی کا قول ہے کہ اُنھوں نے یحییٰ ذماری سے دور کر کے قراءت حاصل کی۔ اوزاعی کی مجلس میں فتویٰ بھی دے دیتے تھے۔ ہشام بن عمار کہتے ہیں: ان کا سن وفات ۱۹۸ھ ہے۔ (ایک قول ۱۹۹ھ کا بھی ہے) جب کہ ابن مصفیٰ نے ۱۹۹ھ کہا ہے۔

(۲۹۶) ۶ / ۶۵ م ۴: الامام، المفتی ابو عبداللہ محمد بن سلمہ الحرانی رحمہ اللہ: ❷

اپنے ماموں ابوعبدالرحیم خالد بن ابی یزید سے، اور خصیف، ابن عجلان، ہشام بن حسان، ابن اسحاق اور ایک جماعت نے حدیث روایت کی۔ جب کہ آپ سے احمد، نفیلی محمد بن الصباح الجرجرائی وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن سعد بیان کرتے ہیں: حرانی ثقہ، فاضل اور صاحبِ روایت وفتویٰ تھے۔ نفیلی نے ان کا سن وفات ۱۹۲ھ بتلایا ہے۔

(۲۹۷) ۶ / ۶۶ د، ت: الامام الحافظ، مسند عراق ابوالحسن علی بن عاصم بن صہیب مولیٰ قریبہ بنت محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ الواسطی: ❸

۱۰۵ھ میں پیدا ہوئے، سہیل بن ابی صالح، عطاء بن سائب، یزید بن ابی زیاد، یحییٰ البکاء، بیان بن بشر، حصین بن عبدالرحمن، عبداللہ بن عثمان بن خثیم، لیث بن ابی سلیم اور حمید الطویل سے حدیث سنی، جب کہ آپ سے احمد، محمد بن یحییٰ الذہلی، عبد بن حمید، یعقوب بن شیبہ، حارث بن ابی امامہ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ قدماء میں سے یزید بن زریع نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

ابن شیبہ کا قول ہے: موصوف دین، نیکی وصلاح، خیر، مہارت اور شدید تقویٰ والے تھے۔ بعض نے ان پر خطا اور غلطی کی کثرت کی بنا پر انکار بھی کیا ہے۔

---

❶ تہذیب الکمال: 1210/3، تہذیب التہذیب: 222/9، الکاشف: 52/3، الجرح والتعدیل: 1548/7، میزان الاعتدال: 580/3، ثقات: 51/9، الوافی بالوفیات: 153/3، معرفۃ الثقات: 1607۔

❷ تہذیب الکمال: 1204/3، تہذیب التہذیب: 193/9، الکاشف: 48/3، الوافی بالوفیات: 121/3، سیر الاعلام: 49/9، معجم طبقات الحفاظ، ص: 157، رجال الصحیحین: 1816، التمہید: 59/2۔

❸ تہذیب الکمال: 976/2، تہذیب التہذیب: 344/7، تقریب التہذیب: 39/2، الکاشف: 288/2، الجرح والتعدیل: 1092/6، میزان الاعتدال: 228/2، المغنی: 4290، نسیم الریاض: 279/4۔

وکیع کا قول ہے: ہم نے ان میں خیر ہی دیکھی ہے۔ لہٰذا ان کی صحیح احادیث تو لے لو البتہ ان کی غلط احادیث ترک کر دو۔
ابن اعین بیان کرتے ہیں: میں نے علی بن عاصم کو یہ کہتے سنا ہے: میرے والد نے مجھے ایک لاکھ دراھم دیئے اور کہا جاؤ اور اب جب تک تم ایک لاکھ احادیث سیکھ نہ لو میں تمھاری شکل نہ دیکھوں۔ امام احمد فرماتے ہیں: میں تو ان سے حدیث لیتا ہوں، وہ متہم نہ تھے۔ حماد بن سلمہ بھی تو بہت خطا کرتے تھے پر ہم ان سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں دیکھتے۔

یحییٰ بن جعفر بیکندی کا قول ہے: علی بن عاصم کے پاس تین ہزار سے زیادہ لوگوں کا ہجوم رہتا تھا۔

موصوف نے ۲۰۱ھ میں وفات پائی۔ ابوداود وغیرہ نے ان کی حدیث کو روایت کیا ہے ان کی ایک عالی حدیث میرے پاس بھی ہے۔

ہمیں یحییٰ بن ابی منصور نے کتابت کے ساتھ اپنی سند سے علی بن عاصم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں سلیمان نے ابو عثمان سے اور انھوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: چند نوجوان باتیں کرتے نکلے کہ اچانک انھیں چند بے مہار اونٹ پھرتے نظر آتے، تو کسی نے کہا: لگتا ہے کہ ان کے مالکان ان کے ساتھ نہیں ہیں۔ اس پر ان میں سے ایک اونٹ بولا، ان اونٹوں کے مالکوں کا چاشت کے وقت میں حشر ہو گیا ہے۔

(۲۹۸) ۶/ ۶۷ع: الحافظ، القدوۃ، شیخ الاسلام ابو خالد یزید بن ہارون بن زاذی السلمی الواسطی رحمہ اللہ: [1]

آپ بنو سلمہ کے آزاد کردہ غلام تھے، ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے، عاصم احول، یحییٰ بن سعید، سلیمان تیمی، جریری، داود بن ابی ہند ابن عون اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی۔ اور آپ سے احمد، ابن المدینی، ابوخیثمہ، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبد بن حمید، احمد بن فرات، ابوقلابہ الرقاشی، حارث بن ابی اسامہ، عبداللہ بن روح المدائنی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی جن میں سب سے آخر میں وفات پانے والے ادریس بن جعفر العطار ہیں۔

ابن مدینی کا قول ہے: میں نے یزید بن ہارون سے بڑا حافظ نہیں دیکھا۔ یحییٰ بن یحییٰ انھیں وکیع سے بھی بڑا حافظ کہتے ہیں: امام احمد فرماتے ہیں: یزید حافظ اور متقن تھے۔ زیاد بن ایوب کا قول ہے: میں نے کبھی یزید کی کوئی کتاب نہیں دیکھی۔

علی بن شعیب یزید کا قول نقل کرتے ہیں کہ مجھے چوبیس ہزار احادیث یاد ہیں اور کوئی فخر نہیں اور مجھے شامیوں کی بیس ہزار احادیث یاد ہیں جن کے بارے میں میں سوال نہیں کرتا۔ امام احمد انھیں فقیہ کہتے ہیں کہ بڑے ذکی، فقیہ اور فہیم و فطین تھے۔

احمد بن سنان بیان کرتے ہیں: میں نے کسی کو ان سے اچھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ اصم بن علی بیان کرتے ہیں: یزید نے چالیس برس سے زیادہ تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔ یحییٰ بن ابی طالب کا قول ہے: میں نے یزید سے بغداد میں

---

[1] تہذیب الکمال: 1544/3، تہذیب التہذیب: 366/11، تقریب: 372/2، الکاشف: 387/3، التاریخ الکبیر: 368/8، الجرح والتعدیل: 1257/9، نسیم الریاض: 402/3، تاریخ اسماء الثقات: 481، التاریخ لابن معین: 677/3، معجم المؤلفین: 238/13۔

حدیث سنی ہے اور ان کی مجلس میں کہتے ہیں کہ ستر ہزار لوگ ہوا کرتے تھے۔ عجلی بیان کرتے ہیں: یزید ثقہ، ثبت، عبادت گزار عمدہ نماز والے تھے۔ چاشت کے وقت بڑی عمدہ سولہ رکعات ادا کرتے تھے۔ موصوف نابینا ہو گئے تھے۔ ابن ابی شیبہ کا قول ہے کہ: میں نے یزید سے زیادہ پختہ حافظہ والا کوئی نہیں دیکھا۔ ابو حاتم بیان کرتے ہیں یزید ثقہ اور امام تھے۔ ان جیسوں کے بارے میں پوچھا نہیں جاتا۔ ہشیم کہتے ہیں: مصریوں میں یزید بن ہارون کی مثل نہیں تھا۔ خود یزید سے کہتے ہیں: میں نے سوائے ایک حدیث کے کبھی کسی حدیث میں تدلیس نہیں کی۔ اور اس حدیث میں بھی مجھے برکت نہ ملی۔ موصوف نے ربیع الاخر ۲۶۰ھ میں بمقام واسط وفات پائی۔

ہمیں ابوالروح عیسیٰ اور علی بن محمد الیونینی نے اپنی سند کے ساتھ یزید بن ہارون سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں داود بن ابی ہند نے عامر سے، اُنھوں نے ابن ابی لیلیٰ سے، اُنھوں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جس نے دس مرتبہ یہ کلمہ کہا: ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔'' تو اس کے لیے دس گردنوں (کو آزاد کرنے) کے برابر اجر ہوگا۔

اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند [1] میں یزید سے روایت کیا ہے جس میں ''بیدہ الخیر'' کے الفاظ ساقط ہیں۔

موصوف یزید کی ''الغیلانیات'' میں ایک عالی حدیث بھی ہے۔

ہمیں یحییٰ بن ابی منصور، ابن قدامہ اور ایک جماعت نے اپنی سند کے ساتھ یزید سے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمیں محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے، اُنھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کے لیے رختِ سفر نہ باندھا جائے۔ (۱) میری یہ مسجد (۲) مسجد حرام (۳) اور مسجد اقصیٰ۔ [2] یہ حدیث حسن ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یزید کا خاندان بخاری سے تھا۔ ابو معشر حمدویہ بن خطاب نے روایت کیا ہے کہ اُنھوں نے یہ بات عبداللہ بن عبدالرحمن کو کہتے سنی ہے۔ ابو یحییٰ صاعقہ کا قول ہے کہ یزید سرخ خضاب لگایا کرتے تھے۔ ابن معین بیان کرتے ہیں: یزید ہشیم اور ابن علیہ کے مثل تھے۔ امام احمد فرماتے ہیں۔ یزید کا ابن ابی عروبہ سے سماع ضعیف ہے۔

احمد بن زہیر، ابن معین کا قول نقل کرتے ہیں کہ یزید تمیز نہ کرتے تھے، انھیں اس بات کی کوئی پروانہ ہوتی تھی کہ وہ کس سے روایت کر رہے ہیں۔

احمد بن زہیر اپنے والد سے بیان کرتے ہیں۔ یزید کا یہ عیب بیان کیا جاتا ہے کہ جب ان کی بینائی چلی گئی تھی تو بسا اوقات کسی حدیث کے سوال پر اسے پہچان نہ پاتے تھے تو باندی کو حکم دیتے جو ان کے لیے اس حدیث کو ان کی کتاب سے یاد کرتی تھی۔ میں کہتا ہوں اس میں کوئی حرج نہیں۔ یزید حجت اور حافظ ہیں۔ محمد بن رافع بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن یحییٰ کو یہ

---

[1] مسند احمد: 302/2۔

[2] صحیح البخاری: کتاب الصلوۃ فی مسجد مکۃ رقم الباب: 6,1، صحیح مسلم: کتاب الحج، رقم الحدیث: 415۔

بیان کرتے سنا ہے کہ: عراق میں چار حفاظ ہیں دو شیخ ہیں (ایک) یزید بن زریع اور (دوسرا) ہشیم، اور دو کہلان ہیں (۱) وکیع اور (۲) یزید بن ہارون الاابار بیان کرتے ہیں۔ میں نے احمد بن خالد کو سنا وہ بیان کرتے ہیں: میں نے یزید کو یہ بیان کرتے سنا: میں نے حدیث فتون کو صرف ایک بار سن کر ہی یاد کرلیا تھا اور مجھے بیس ہزار احادیث یاد ہیں۔ تو جو چاہے ان میں ایک حرف بھی داخل کر کے میرا امتحان لے لے۔

میں کہتا ہوں: حدیث فتون سات اوراق پر مشتمل ہے۔ میں نے اسے سن رکھا ہے۔ زیاد بن ایوب کا قول ہے: میں نے یزید کی کوئی کتاب کبھی نہیں دیکھی۔

ہمیں اصم نے اپنی سند کے ساتھ ابن اکثم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں مامون الرشید نے کہا کہ اگر مجھے یزید بن ہارون کے مقام و مرتبہ کا ڈر نہ ہوتا تو میں اعلان کر دیتا کہ قرآن مخلوق ہے۔ اس پر کسی نے پوچھا کہ بھلا یزید میں ایسی کیا بات ہے جو تم اس سے ڈرتے ہو؟ تو کہنے لگا کہ مجھے ان کے رد کا پھر لوگوں میں اختلاف کا اور بعد میں فتنہ برپا ہونے کا اندیشہ ہے۔

ایک دفعہ ایک آدمی نے واسط جا کر یزید سے کہا کہ امیر المؤمنین آپ کو سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں قرآن کو مخلوق باور کروانا چاہتا ہوں تو یزید نے کہا: امیر المؤمنین مجھ پر جھوٹ بولتے ہیں کیوں کہ لوگ جن باتوں کو نہیں جانتے وہ ان پر نہیں ڈالنی چاہئیں۔ آگے قصہ مذکور ہے۔

اس قصہ کی اسناد صحیح ہے۔

(۲۹۹) ۶/ ۶۸ ع: الحافظ، الثقہ، ابو محمد اسحاق بن یوسف بن مرداس الازرق، القرشی الواسطی رحمہ اللہ: ❶

موصوف نے اعمش، ابن عون، فضیل بن غزوان، مسعر اور متعدد لوگوں سے حدیث بیان کی ہے۔ اور آپ سے احمد، ابن معین، احمد بن منیع، محمد بن مثنیٰ، سعدان بن نصر اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ کا شمار عبادت گزار ائمہ محدثین میں ہوتا ہے۔ ۱۱۷ھ میں پیدا ہوئے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے بیس سال تک آسمان کی طرف سر اُٹھا کر نہ دیکھا۔ شریک سے بہت زیادہ روایت کرنے کی وجہ سے ان کی احادیث کے سب سے بڑے عالم تھے۔ قرآن کو حمزہ پر پڑھا۔ ۱۹۵ھ میں وفات پائی۔ جملہ ائمہ محدثین نے ان کی روایت کو لیا ہے۔

(۳۰۰) ۶/ ۶۹ ع: الحافظ، الامام ابو محمد عبد الوہاب بن عبد المجید بن صلت بن عبد اللہ بن حکم بن ابی العاص الثقفی، البصری رحمہ اللہ: ❷

موصوف نے ایوب سختیانی، مالک بن دینار، خالد الحذاء، حمید الطویل اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی

---

❶ تہذیب الکمال: 90/1، تہذیب التہذیب: 257/1، تقریب: 63/1، الکاشف: 115/1، الوافی بالوفیات: 431/8، طبقات الحفاظ: 112، تاریخ بغداد: 319/6، شذرات الذہب: 343/1، طبقات ابن سعد: 62/2/7۔

❷ تہذیب الکمال: 870/2، تہذیب التہذیب: 449/6، الکاشف: 221/2، میزان الاعتدال: 680/2، لسان المیزان: 88/4، البدایۃ والنہایۃ: 225/10، الثقات: 132/7۔

اور ان سے امام احمد، اسحاق بن راھویہ، فلاس، بندار، حفص بن عمر بن ربال الربابی، حسن بن عرفہ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

موصوف ثقہ اور بڑے جلیل القدر تھے۔ فلاس بیان کرتے ہیں کہ عبدالوہاب کی سالانہ آمدن چالیس ہزار تھی جسے وہ محدثین پر خرچ کر دیتے تھے۔ ابن المدینی اور یحییٰ انھیں ثقہ کہتے ہیں۔ قتیبہ بیان کرتے ہیں: میں نے ان چار فقہا کا مثل نہیں دیکھا (۱) مالک (۲) لیث (۳) عباد بن عباد (۴) اور عبدالوہاب ثقفی۔ ابن المدینی کا قول ہے کہ: دنیا میں یحییٰ بن سعید سے مروی کوئی کتاب عبدالوہاب کی کتاب سے زیادہ صحیح نہیں ہے۔ ۱۹۴ھ میں چوراسی سال کی عمر پا کر وفات پائی۔ ایک قول یہ ہے کہ اخیر عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا۔

(۳۰۱) ۶/ ۷۰ ع: الحافظ، الامام، الحجۃ ابو اسامہ حماد بن اسامہ کوفی رحمہ اللہ: ❶

آپ بنی ہاشم کے موالی میں سے تھے۔ ہشام بن عروہ، یزید بن عبداللہ، بہز بن حکیم، اعمش، جریری اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی۔ اور ان سے عبدالرحمن بن مہدی، احمد، اسحاق، کوسج، احمد دورقی، سلمہ بن شبیب، محمد بن عبداللہ المخرمی، حسن بن علی بن عفان اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں ابو اسامہ ثقہ اور لوگوں کے امور اور کوفہ کے احوال کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ اور ان کی ہشام بن عروہ سے روایت بے حد عمدہ ہے۔ ابن فرات کا قول ہے ابو اسامہ کے پاس ہشام سے مروی چھ سو احادیث تھیں۔

امام احمد فرماتے ہیں: ابو اسامہ ثبت تھے۔ خطا نہ کرتے تھے۔ عبداللہ مشکدانہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو اسامہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں نے اپنی ان انگلیوں سے ایک لاکھ احادیث لکھی ہیں۔ ابن عمار کا قول ہے: ابو اسامہ ثوری کے زمانہ میں ہی بڑے عبادت گزار شمار ہوتے تھے۔

میں کہتا ہوں: ابو اسامہ کے تقویٰ، ورع، دینداری اور حفظ کی وجہ سے اُمت نے ان کی احادیث کو قبول کیا ہے۔ اسی سال کی عمر پا کر ذی القعدہ ۲۰۱ھ میں وفات پائی۔

(۳۰۲) ۶/ ۷۱ ع: الحافظ، الثقہ، ابو عبداللہ محمد بن بشر العبدی الکوفی رحمہ اللہ: ❷

ہشام بن عروہ، اسماعیل بن ابی خالد، عبید اللہ بن عمر، زکریا بن ابی زائدہ اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی اور آپ سے علی، اسحاق، ابو کریب، عبد بن حمید، ابن فرات محمد بن عاصم ثقفی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

❶ تہذیب الکمال: 322/1، تہذیب التہذیب: 2/3، تقریب: 195/1، خلاصۃ التہذیب: 250/1، الکاشف: 250/1، نسیم الریاض: 248/4، طبقات ابن سعد: 381/6، الوافی بالوفیات: 157/13۔

❷ تہذیب الکمال: 1178/3، تہذیب التہذیب: 73/9، تقریب: 147/2، خلاصۃ التہذیب: 384/2، الکاشف: 24/3، الجرح والتعدیل: 1167/7، سیر الاعلام: 265/9، تاریخ الثقات: 401، العبر: 341/1۔

ابوعبیدہ آجری کا قول ہے کہ: میں نے ابوداود سے محمد بن بشر کے ابن ابی عروبہ سے سماع کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: وہ کوفہ کے سب سے بڑے حافظ تھے۔

ابونعیم بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ میں نے محمد بن بشر سے مسعر کی احادیث کا مذاکرہ کیا تو انھوں نے مجھے ستر ایسی غریب احادیث سنائیں جن میں سے سوائے ایک کے میرے پاس کوئی حدیث نہ تھی۔ ابن معین انھیں ثقہ کہتے ہیں۔ امام بخاری نے ان کا سن وفات ۲۰۳ھ بتلایا ہے۔

مسند عبد بن حمید وغیرہ میں محمد بن بشر کی عوالی مذکور ہیں۔

(۳۰۳) ۶/ ۲۷ع: الحافظ، الثبت، العلامہ ابوبشر اسماعیل بن علیہ بن ابراہیم بن مقسم الاسدی البصری رحمہ اللہ: [1]

آپ بنو اسد کے آزاد کردہ غلام تھے اور علیہ آپ کی والدہ تھیں۔ ایوب سختیانی، علی بن جدعان، ابن منکدر، عبداللہ بن ابی نجیح، جریری، عطاء بن سائب، حمید اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی۔ جب کہ آپ سے آپ کے دو شیوخ ابن جریر اور شعبہ نے اور ان کے علاوہ عبدالرحمن بن مہدی، ابن المدینی، احمد، اسحاق، بندار، موسی بن سہل الوشاء اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے ابن المنکدر سے چار احادیث سنی ہیں۔ میں کہتا ہوں: ابن منکدر ان کے سب سے بڑے شیخ ہیں۔ غندر بیان کرتے ہیں: میں نے حدیث میں ہی پرورش پائی ہے میں حدیث میں کسی کو بھی ابن علیہ پر مقدم نہیں کرتا۔ ابوداؤد بیان کرتے ہیں: ابن علیہ اور بشر بن مفضل کے سوا سب نے حدیث میں خطا کی۔

ابن معین بیان کرتے ہیں: ابن علیہ ثقہ، متورع اور متقی ہیں۔ یونس بن بکیر شعبہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں: ابن علیہ سید المحدثین ہیں۔ حماد بن سلمہ، ابن علیہ کے شمائل و اخلاق کو یونس بن عبید کے شمائل سے تشبیہ دیتے تھے۔ یزید بن ہارون بیان کرتے ہیں: میں بصرہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہاں کے لوگ علم حدیث میں کسی کو بھی ابن علیہ پر فضیلت نہیں دیتے۔ زیاد بن ایوب کا قول ہے: میں نے ابن علیہ کی کوئی کتاب نہیں دیکھی۔

ابن علیہ قاضی بھی رہے ہیں جس پر ابن مبارک نے انھیں چند اشعار میں قضاء قبول کرنے پر سرزنش بھی لکھ بھیجی تھی۔

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابن علیہ امین الرشید سے ملنے گئے تو ان کے منہ سے ایک ایسی بات نکل گئی جس سے متبادر یہ مفہوم ہوتا تھا کہ شاید وہ قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں اس پر امین نے انھیں برا بھلا کہا اور سزا دینے کا بھی ارادہ کیا، وہ بات یہ تھی کہ ان سے ایک حدیث بارے میں پوچھا گیا جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ روزِ قیامت سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران ایک دوسرے سے جھگڑتی ہوئی آئیں گی۔ پوچھا گیا کہ کیا ان دونوں کی زبان ہوگی تو انھوں نے فرمایا کہ ہاں! اس پر لوگ کہنے لگے کہ ابن علیہ تو خلق قرآن کا قائل ہے۔ بے شک انھوں نے تعبیر میں غلطی کی اور اس سے توبہ بھی کی۔

---

[1] تہذیب الکمال: 95/1، تہذیب التہذیب: 275/1، تقریب: 66,65/1، لسان المیزان: 176/7، شذرات الذہب: 333/1، الوافی بالوفیات: 70/9، تاریخ بغداد: 229/6، الکنی للامام مسلم: 91۔

ابن علیہ نے ذی القعدہ ۱۹۳ھ میں وفات پائی۔ (ایک قول ۱۹۴ھ میں وفات پانے کا بھی ہے) "غیلانیات" میں آسمان کے بارے میں ان کی ایک عالی حدیث بھی ہے۔

(۳۰۴) ۶ / ۷۳ ع: الامام، الثقہ، محدثِ مدینہ نبوی ابوضمرہ انس بن عیاض اللیثی المدنی رحمہ اللہ: ❶

موصوف ۱۰۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ابوحازم الاعرج، صفوان بن سلیم، ربیعۃ الرائے، سہیل بن ابی صالح، ہشام بن عروہ، شریک بن ابی نمر اور بے شمار لوگوں سے حدیث حاصل کی۔ اپنے شہر کی عالی سندان پر ختم تھی۔ آپ سے ابن مدینی، احمد، احمد بن صالح، محمد بن عبداللہ بن حکم اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ رواۃ قدماء میں سے بقیہ بن ولید بھی آپ سے روایت کرنے والوں میں سے ہیں۔

یونس بن عبدالاعلیٰ بیان کرتے ہیں: میں نے انس بن عیاض سے زیادہ اخلاق والا اور زیادہ وسیع علم والا شیخ نہیں دیکھا۔ انھوں نے ہمیں فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میرے بس میں یہ بات ہوتی کہ جو کچھ میرے پاس علم ہے وہ میں تمھیں ایک ہی مجلس میں سنادوں تو میں یہ کر گزرتا۔

ابوزرعہ اور نسائی کا قول ہے کہ: ان میں کوئی حرج نہیں۔ میں کہتا ہوں: انس بن عیاض نے ۲۰۰ھ میں وفات پائی۔ کتب احادیث میں ان کی روایت موجود ہے۔

(۳۰۵) ۶ / ۷۴ ع: الحافظ، الثقہ ابوعمرو محمد بن ابی عدی محمد بن ابراہیم بن ابی عدی رحمہ اللہ: ❷

ایک قول یہ ہے کہ ابوعدی یہ ابراہیم کی کنیت ہے۔ حمید الطویل، داود بن ابی ہند، ابن عون، عوف اعرابی حسین المعلم اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث حاصل کی۔ اور آپ سے امام احمد، فلاس، بندار، ابن مثنیٰ، حسن زعفرانی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابوحاتم رازی وغیرہ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ موصوف اسی کے پیٹے میں تھے کہ ۱۹۴ھ میں وفات پاگئے۔

(۳۰۶) ۶ / ۷۵ ع: الامام، الحافظ، العلامہ، ابوالمثنیٰ معاذ بن معاذ بن نصر بن حسان العنبری التیمی البصری قاضیٔ بصرہ رحمہ اللہ۔ ❸

موصوف نے سلیمان تیمی، حمید الطویل، بہز بن حکیم، ابن عون، عوف بن ابی جمیلہ، محمد بن عمرو، شعبہ اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ آپ سے آپ کے دو بیٹوں عبداللہ اور مثنیٰ کے علاوہ احمد، اسحاق، بندار، عبداللہ بن ہاشم طوسی، سعدان

❶ تہذیب الکمال: 122/1، تہذیب التہذیب: 375/1، تقریب: 84/1، الکاشف: 140/1۔
❷ تقریب: 141/2، التاریخ الکبیر: 23/1۔
❸ تہذیب الکمال: 1340/3، تہذیب التہذیب: 194/10، تقریب: 257/2، خلاصۃ التہذیب: 37/3، الکاشف: 154/3، التاریخ الکبیر: 364/7، نسیم الریاض: 246/3، تاریخ بغداد: 131/13۔

بن نصر اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: بصرہ میں حدیث کی تحقیق ان پر ختم تھی۔ میں نے ان سے زیادہ عقل مند کوئی نہیں دیکھا۔ یحییٰ قطان کا قول ہے کہ بصرہ، کوفہ اور حجاز میں معاذ بن معاذ سے زیادہ ثبت کوئی نہیں۔ جب معاذ میری متابعت کرتے ہیں تو پھر مجھے مخالف روایت کا کوئی کھٹکا نہیں رہتا۔ وہ مجھ سے صرف دو ماہ بڑے تھے۔ موصوف ۱۱۳ھ کے اخیر میں پیدا ہوئے۔ مروزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو یہ بیان کرتے سنا ہے: معاذ حدیث میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ محمد بن یحییٰ بن سعید القطان کا قول ہے: میں نے معاذ کو یہ کہتے سنا ہے: جو قرآن کو مخلوق کہے اللہ کی قسم! وہ زندیق ہے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ربیع الآخر ۱۹۶ھ میں وفات پائی۔

(۳۰۷)۶/۷۶ع: معاذ بن ہشام بن ابی عبداللہ الدستوائی البصری رحمہ اللہ: [1]

موصوف صدوق اور صاحب حدیث ہیں، اپنے والد سے اور ابن عون اور اشعث بن عبدالملک الحمرانی وغیرہ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے احمد، اسحاق، علی، بندار، فلاس، الاشج، الکوسج اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

جملہ مؤلفین کتب حدیث نے ان کی روایت کو لیا ہے۔ عباس، ابن معین سے روایت کرتے ہیں کہ ابن ہشام صدوق ہیں پر حجت نہیں۔ عباس بن عبدالعظیم کا قول ہے: ان کے پاس اپنے والد کی دس ہزار احادیث تھیں۔ ابن عدی بیان کرتے ہیں: کبھی غلطی بھی کر جاتے تھے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ صدوق ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ابن ہشام ے ۲۰۰ھ میں وفات پائی۔

(۳۰۸)۶/۷۷ع: المحدث، الثقہ، ابو ایوب، یحییٰ بن سعید بن ابان بن سعید بن العاص بن ابی احیحہ سعید بن العاص بن اُمیہ القرشی الاموی الکوفی رحمہ اللہ: [2]

موصوف نے یحییٰ بن سعید انصاری، ہشام بن عروہ، برید بن عبداللہ بن ابی بردہ، اعمش، ابو اسحاق اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث بیان کی ہے۔ اور آپ سے آپ کے بیٹے سعید بن یحییٰ صاحب مغازی نے اور امام احمد، سریج بن یونس، حمید بن ربیع اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: ان کے پاس اعمش سے مروی غریب احادیث ہیں اور ان میں کوئی حرج نہیں۔ ابن معین انھیں ثقہ کہتے ہیں۔

---

[1] تہذیب الکمال: 1341/3، تہذیب التہذیب: 196/10، تقریب: 257/2، خلاصۃ التہذیب: 38/3، الکاشف: 155/3، التاریخ الکبیر: 366/7، میزان الاعتدال: 133/4، لسان المیزان: 391/7۔

[2] تہذیب الکمال: 1497/3، الکاشف: 256/3، التاریخ الکبیر: 277/8، الجرح والتعدیل: 625/9، میزان الاعتدال: 380/4، المعین: 735، نسیم الریاض: 3/3، تاریخ بغداد: 132/14۔

میں کہتا ہوں: بغداد میں رہ پڑے تھے، انھیں ''جمل'' کا لقب دیا گیا۔ شعبان ۱۹۴ھ میں وفات پائی۔

(۳۰۹) ۶/ ۷۸ ع: الحافظ، الامام ابوزکریا یحییٰ بن سلیم القرشی، الطائفی، الحذاء الخراز رحمہ اللہ: ❶

آپ نے مکہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اسماعیل بن امیہ، موسیٰ بن عقبہ، عبداللہ بن عثمان بن خثیم، عبیداللہ بن عمر، ابن جریج اور متعدد لوگوں سے حدیث روایت کی۔ جب کہ آپ سے امام شافعی، اسحاق بن راھویہ، علی بن مسلم طوسی، حسن بن عرفہ اور حسن زعفرانی نے حدیث روایت کی ہے۔ ابوزکریا سے امام احمد نے صرف ایک حدیث کا سماع کیا ہے۔

ابن سعد کہتے ہیں: ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔ امام شافعی انھیں فاضل قرار دینے کے بعد فرماتے ہیں: ہم انھیں ابدال میں شمار کیا کرتے تھے۔ جب گدھے پر سوار ہوتے تو اسے یہ نہ کہتے کہ ''چل''۔ بلکہ کہتے: "لا الہ الا اللہ"۔

امام ترمذی ان کا سن وفات ۱۹۵ھ بیان کرتے ہیں۔ (ایک قول ۱۹۳ھ کا بھی ہے)۔

(۳۱۰) ۶/ ۷۹ م، د، ت، ق: الحافظ، العالم، المؤرخ ابوبکر یونس بن بکیر بن واصل الشیبانی الکوفی الجمال صاحب المغازی رحمہ اللہ: ❷

موصوف نے اعمش، ہشام بن عروہ، عمر بن ذر، ابن اسحاق، کہمس بن حسن اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ اور آپ سے آپ کے بیٹے عبداللہ نے، اور ابوکریب، ابن معین، ابن نمیر، ابوسعید الاشج، محمد بن عثمان بن کرامہ، احمد بن عبدالجبار العطاردی اور دوسرے لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن معین انھیں صدوق اور ابوحاتم محل صدوق قرار دیتے ہیں۔ ابوزرعہ سے ان کے بارے میں پوچھے جانے پر فرمایا: بھلا ان پر کس بات کا انکار کیا جائے۔ البتہ میں حدیث کے بارے میں ان کی بابت قابل انکار کسی بات کو نہیں جانتا۔

ابوداود انھیں غیر حجت قرار دیتے ہیں۔ ابن عدی نے ان کی متعدد غریب احادیث روایت کی ہیں جن میں سے پانچ احادیث میں وہ انھیں ہشام بن عروہ سے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ اور دو حدیثیں ایسی ہیں جن کو وہ اعمش کے واسطے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ امام مسلم نے ان سے متابعت کے طور پر حدیث روایت کی ہے ان سے امام بخاری نے بھی استشہاد کیا ہے۔

مطین نے ان کا سن وفات ۱۹۹ھ بتلایا ہے۔

---

❶ تهذيب الكمال: 1502/3، تهذيب التهذيب: 226/11، تقريب: 349/2، خلاصة التهذيب: 150/3، الكاشف: 257/3، التاريخ الكبير: 279/8، الجرح والتعديل: 247/9، ميزان الاعتدال: 383/4۔

❷ تهذيب الكمال: 1566/3، تهذيب التهذيب: 434/8، تقريب: 384/2، خلاصة التهذيب: 192/3، الكاشف: 303/3، التاريخ الكبير: 411/8، الجرح والتعديل: 995/9، ميزان الاعتدال: 477/4، البداية والنهاية: 345/10۔

(۳۱۱)۶/۸۰ ع: الحافظ، الامام ابو ہشام عبداللہ بن نمیر الہمد انی ثم الخارفی، الکوفی رحمہ اللہ: ❶

آپ حافظ کبیر محمد کے والد ہیں، ہشام بن عروہ، اعمش، اشعث بن سوار، اسماعیل بن ابی خالد، یزید بن ابی زیاد، عبیداللہ بن عمر اور متعدد لوگوں سے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے احمد، ابن معین، ابن المدینی، اسحاق الکوسج، احمد بن فرات، حسن بن علی بن عثمان بن عفان اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کرتے ہیں۔

ابن معین وغیرہ انھیں ثقہ کہتے ہیں، آپ کا شمار کبار محدثین میں ہوتا ہے۔ چوراسی سال کی عمر پا کر ۱۹۹ھ میں وفات پاگئے۔

ہمیں عمرو بن غدیر نے اپنی سند کے ساتھ ابن نمیر سے بیان کیا، وہ یحییٰ بن سعید بن مسیب سے بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن ان کے لیے اپنے والدین دونوں کو جمع کیا۔ (یعنی ان کے لیے "میرے ماں باپ تجھ پر قربان" فرمایا)۔

(۳۱۲)۶/۸۱ ع: الحافظ، الثقہ، الفقیہ، ابو بدر شجاع بن ولید بن قیس السکونی الکوفی رحمہ اللہ: ❷

موصوف بڑے نیکوکار تھے۔ عطاء بن سائب، مغیرہ بن مقسم، قابوس بن ابی ظبیان، خصیف، اعمش، ہشام بن عروہ اور متعدد لوگوں سے حدیث روایت کی اور آپ سے آپ کے بیٹے ابو ہمام نے اور احمد، اسحاق، یحییٰ، علی، ابوبکر الصاغانی، یحییٰ بن ابی طالب اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام کا قول ہے: ابو بدر صدوق ہیں۔ ابن سعد بیان کرتے ہیں: ابو بدر متورع اور کثرت کے ساتھ نمازیں پڑھنے والے تھے۔ ثوری بیان کرتے ہیں: میرے نزدیک کوفہ میں ابو بدر سے بڑا عبادت گزار کوئی نہیں۔ ابن معین انھیں ثقہ جب کہ ابو حاتم نرم حدیث والا کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ائمہ ستہ نے ان کی روایت کو لیا ہے۔ موصوف نے ۲۰۴ھ میں وفات پائی ہے۔ (اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں جیسے ۲۰۳، ۲۰۵، ۲۵۴ وغیرہ)

اس طبقہ کے حفاظ کی ایک جماعت کا تذکرہ ابھی باقی ہے۔ ان کے متاخر ہونے کی وجہ سے حضرات محدثین نے انھیں اگلے طبقہ کے ذیل میں ذکر کیا ہے۔

یہ وہ دور تھا جب بے شمار اصحاب حدیث اور ائمہ مقرئین کا دور دورہ تھا جیسے ورش، یزیدی، کسائی، اسماعیل بن عبیداللہ المکی

---

❶ تهذيب التهذيب: 57/6، تقريب: 457/1، التاريخ الكبير: 216/5، الجرح والتعديل: 869/5، طبقات ابن سعد: 138/1، الوافي بالوفيات: 654/17، الثقات: 60/7۔

❷ تهذيب الكمال: 443/1، تهذيب التهذيب: 313/4، تقريب: 347/6، الكاشف: 5/2، التاريخ الكبير: 261/4، الجرح والتعديل: 1654/4، ميزان الاعتدال: 264/2، الوافي بالوفيات: 117/16۔

القسط۔ جب کہ بے شمار فقہاء بھی موجود تھے جیسے فقیہ عراق محمد بن حسن اور فقیہ مصر عبدالرحمن بن قاسم۔ ان سب کے ساتھ ساتھ حضرات مشائخ کی بھی کثرت تھی جیسے شقیق بلخی، صالح المری الواعظ، فضیل بن عیاض وغیرہ۔

رہی حکومت و امارت تو وہ ہارون الرشید اور برامکہ کے ہاتھوں میں تھی۔ پھر ان کے بعد حالات دگرگوں ہو گئے امین کے خلیفہ بننے کی وجہ سے دولت و خلافت ضعف و اضمحلال کا شکار ہوگئی۔ پھر جب ۲۰۰ھ کے آغاز میں امین مارا گیا اور اس کی جگہ مامون نے تخت خلافت پر قبضہ کر لیا تو تشیع نے سر ابھارا۔ اور اب تشیع ایوانوں میں کھیل کھیلنے لگا، علم کلام کی فجر طلوع ہوئی۔ پہلوں کی حکمت اور یونان کی منطق کو عربی کا جامہ پہنایا جانے لگا اور فلکیات کے باب میں ستاروں کے رصد گاہیں تعمیر ہونے لگیں اور ایک ایسا جدید علم نمودار ہوا جو ہلاکت کا مرکز تھا اور کسی طور پر بھی علم نبوت کے مناسب نہ تھا اور نہ اس کو اسلام کی توحید سے ہی کوئی مناسبت تھی۔ حالانکہ اُمت اس سے قبل ان علوم سے عافیت اور حفاظت میں تھی۔ پر اب تشیع زور پکڑنے لگی، معتزلہ دندنانے لگے اور مامون نے مسلمانوں کو اس بات پر قائل کرنے کے لیے کمر کس لی کہ معاذ اللہ قرآن مخلوق ہے اور اس کی سر چڑھ کی دعوت دینے لگا۔ یہ علماء کے بڑے کڑے امتحان کا وقت تھا اور مامون نے ان سے یہ امتحان لیا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

بے شک یہ بات بڑی آزمائش میں سے ہے کہ تو وہ بات جانے جس سے تو انجان تھا اور اس سے انجان بنے جس کو تو جانتا تھا اور ان گمراہ فلسفیوں کی ماری عقول کو تو آگے کرے اور متبعین رسول ﷺ کے اقوال و آثار سے دست کش ہو، ان کو پیچھے کرے بلکہ پس پشت ڈال دے۔ قرآن سے جھگڑے اور آثار و سنن سے بے زار ہو اور حیرت و سرگشتگی میں جا پڑے۔ پس اس سے پہلے کہ ہلاکت و بربادی آ اترے ان باتوں سے نکل چلو، اور ان گمراہ کن خواہشات اور عقلی فلسفوں سے اپنا دامن بچا لو۔ بے شک جس نے اللہ کو مضبوطی سے تھاما وہ ہدایت اور صراط مستقیم پر رہا۔

ساتواں طبقہ

علم نبوی کے حافظوں کے اس طبقہ کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ البتہ میں نے ان میں سے سر برآوردہ شخصیات کے تذکرہ پر ہی اکتفاء کیا ہے۔ ان کی تعداد بھی کم نہیں بلکہ سو ہے۔

(۳۱۳) ۷/ ا ع: حافظ کبیر، الامام، العلم، الشہیر، ابو سعید عبدالرحمن بن مہدی بن حسان اللؤلؤی البصری رحمہ اللہ: ❶

آپ ازد یا بنی عنبر میں سے کسی ایک کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ۱۳۵ھ میں پیدا ہوئے۔ ایمن بن نابل، ہشام دستوائی، معاویہ بن صالح، ابوخلدہ، شعبہ، سفیان اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی اور ابن مبارک، احمد، اسحاق، ابن المدینی، بندار، عبدالرحمن رستہ، محمد بن یحییٰ، عبدالرحمن بن محمد بن منصور الحارثی اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: ابن مہدی: یحییٰ قطان سے زیادہ فقیہ اور وکیع سے زیادہ اثبت ہیں۔ کیوں کہ ان کا زمانہ کتابت سے زیادہ قریب ہے۔ دونوں میں جب ثوری کی پچاس احادیث میں اختلاف ہوا تو ہم نے عبدالرحمن کو زیادہ درست پایا۔

ایوب بن متوکل بیان کرتے ہیں: جب ہم دین اور دنیا دونوں کو دیکھنے کا ارادہ کرتے تھے تو ہم ابن مہدی کے پاس چلے جایا کرتے تھے۔ اسماعیل قاضی بیان کرتے ہیں: میں نے علی کو یہ کہتے سنا: لوگوں میں سب سے زیادہ احادیث جاننے والے ابن مہدی ہیں۔ تو میں نے ان سے پوچھا جب کہ میں اعمش کی حدیث کو پختہ یاد کر چکا ہوا تھا کہ مجھے اعمش کی حدیث کون سنائے گا۔ اس پر ابن مہدی نے سر جھکا لیا اور اعمش کی ایسی تیس احادیث سنا ڈالیں جو میرے پاس بھی نہیں تھیں۔ ابن مہدی نے ان شیوخ کی احادیث ڈھونڈیں جس سے میں بھی نہ ملا تھا اور نہ ان کی حدیث ہی لکھی تھی جیسے منصور بن ابی الاسود۔

محمد بن ابی بکر المقدمی کا قول ہے: میں نے عبدالرحمن بن مہدی سے زیادہ پختہ آدمی نہیں دیکھا جس نے سنے کو مضبوط رکھا اور نہ سنے کو بھی اور لوگوں کی باتوں کو بھی خوب مضبوطی سے یاد رکھا۔ ابن مہدی امام، ثبت اور یحییٰ بن سعید سے زیادہ اثبت تھے۔ ابن مہدی اپنی حدیث کو سفیان ثوری پر پیش کیا کرتے تھے۔

قواریری بیان کرتے ہیں: مجھے ابن مہدی نے محض اپنی یادداشت سے بیس ہزار احادیث املا کروائیں۔ عبیداللہ بن سعید

---

❶ تهذيب الكمال: 819/2، تهذيب التهذيب: 279/6، تقريب: 499/1، الكاشف: 187/2، الجرح والتعديل: 1383/5، البداية والنهاية: 244/10، الحلية: 3/9، الثقات: 373/8۔

بیان کرتے ہیں: میں نے ابن مہدی کو یہ کہتے سنا ہے: جب تک آدمی کو صحیح اور غیر صحیح احادیث میں امتیاز حاصل نہیں ہو جاتا وہ امام کہلانے کا اہل نہیں۔ ابن مدینی کا قول ہے: عبدالرحمن کا حدیث میں علم جادو کی طرح ہے۔ ابو عبیدہ، ابن مہدی کا قول نقل کرتے ہیں: میں نے جس کی حدیث کو بھی ترک کیا اس کا نام لے کر اللہ سے اس کے لیے دعا ضرور کی ہے۔

عبدالرحمن رستہ کا قول ہے: ہمیں یحییٰ بن عبدالرحمن نے بیان کیا کہ میرے والد ساری رات عبادت کرتے تھے۔ ایک رات وہ عبادت میں مشغول تھے، جب فجر طلوع ہوئی تو بستر پر گر پڑے اور طلوع آفتاب ہو گیا۔ اس پر اُنھوں نے نذر مانی کہ دو ماہ تک ننگے پیر رہوں گا۔ حتیٰ کہ ان کے پاؤں زخمی ہو گئے تب جا کر جوتے پہنے۔

ابراہیم بن زیاد سبلان کہتے ہیں کہ مجھے ابن مہدی نے فرمایا: اگر اقتدار میرے ہاتھوں میں ہوتا تو میں قرآن کو مخلوق کہنے والوں کی گردنیں مار کر انھیں دجلہ میں پھینک دیتا۔

امام احمد فرماتے ہیں: ابن مہدی یحییٰ قطان سے زیادہ حدیثوں والے ہیں۔ عجلی بیان کرتے ہیں: ابن مہدی نے ایک مرتبہ بلاذر نامی مشروب پیا تو انھیں برص نکل آیا اور ابوداؤد نے پیا تو انھیں کوڑھ ہو گیا۔

نعیم بن حماد کہتے ہیں: میں نے ابن مہدی سے پوچھا کہ بھلا آپ کذاب راوی کو کیونکر پہچانتے ہیں؟ تو اُنھوں نے بتلایا، جیسے طبیب دیوانے کو پہچان لیتا ہے۔ ابن مہدی فقیہ، بصیرت کے ساتھ فتویٰ دینے والے اور بڑی شان والے تھے۔ احمد بن سنان بیان کرتے ہیں: عبدالرحمن اپنی مجلس میں نہ تو بات کرتے تھے نہ قلم تراشتے تھے اور نہ کوئی اٹھتا ہی تھا گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں یا وہ نماز میں ہوں۔

ابن مدینی کا قول ہے: اگر میں رکن اور مقام کے درمیان کوئی قسم کھاتا تو یہ قسم کھاتا کہ میں نے ابن مہدی جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ ابن المدینی یہ بھی کہا کرتے تھے: فقہاء کے اقوال کے سب سے بڑے علماء سات لوگ ہیں۔ (۱) زہری (۲) پھر مالک (۳) پھر ابن مہدی۔ وہ ہر شب نصف قرآن ختم کرتے تھے۔ ذہلی بیان کرتے ہیں: میں نے عبدالرحمن کے ہاتھوں میں کبھی کوئی کتاب نہیں دیکھی۔ ابن نمیر ابن مہدی کا قول بیان کرتے ہیں: حدیث کی معرفت ایک الہامی امر ہے۔

رستہ بیان کرتے ہیں: میں نے ابن مہدی کو یہ بیان کرتے سنا ہے: یہ جہمیہ چاہتے ہیں کہ قرآن کی اللہ سے نفی کر کے اسے اپنا کلام بنالیں حالانکہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا ہے اور اس کی تاکید کے ساتھ تصریح کی ہے۔ چنانچہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا} [النساء: ۱۶۴]

"اور موسیٰ سے تو اللہ نے باتیں بھی کی ہیں۔"

ابن مہدی نے جمادی الآخرہ ۱۹۸ھ میں وفات پائی۔ ان کی اولاد اور والد مہدی ان کے وارث بنے۔ موصوف ایک عام آدمی کی طرح تھے۔

ہمیں عمر بن طرخان نے اپنی سند کے ساتھ ابن مہدی سے بیان کیا، وہ موسیٰ بن علی سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا، وہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں کہ

''تین اوقات ایسے ہیں جن میں نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھنے سے اور مردوں کو دفن کرنے سے منع فرمایا۔ (۱) ایک وہ وقت جب آفتاب روشن ہو کر طلوع ہو رہا ہوتا ہے یہاں تک کہ (ایک نیزے کے بقدر) بلند ہو جائے۔ (۲) دوسرا وہ وقت آفتاب عین سر پر آجاتا ہے یہاں تک کہ ڈھل جائے اور (۳) تیسرا وہ وقت جب آفتاب ڈوبنے کو جھکتا ہے یہاں تک کہ وہ پورا غروب ہو جائے۔''

اس حدیث کو امام مسلم نے "ابن وھب عن موسیٰ" کے طریق سے روایت کیا ہے۔

(۳۱۴) ۷ / ۲ع: الحافظ، الحجہ ابو یحییٰ معن بن عیسیٰ المدنی، القزاز، الاشجعی رحمہ اللہ: ❶

آپ بنو اشجع کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ کا شمار ائمہ محدثین میں ہوتا ہے۔ ابن ابی ذئب، معاویہ بن صالح، مالک، موسیٰ بن علی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث حاصل کی۔ امام مالک کے کبار اصحاب میں سے ہیں۔ اصحاب مالک کے مفتی اور متقن محدثین میں سے تھے۔ موصوف سے روایت کرنے والوں میں ابن ابی خیثمہ، ہارون حمال، یونس بن عبد الاعلیٰ اور دیگر بے شمار لوگ داخل ہیں۔

ابو حاتم کا قول ہے: معن بن عیسیٰ مجھے ابن وہب سے زیادہ محبوب ہیں۔ وہ اصحاب مالک میں سب سے زیادہ ثبت تھے۔ ایک جماعت سے مروی ان کی ایک عالی حدیث میرے پاس موجود ہے۔

ہمیں ابرقوھی نے اپنی سند کے ساتھ معن سے، اُنھوں نے مالک سے، اُنھوں نے ہشام سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''جناب رسول اللہ ﷺ کسی خاتون سے کبھی مصافحہ نہ فرماتے تھے۔''

اس حدیث کو امام نسائی نے اپنی تالیف "مسند مالك" میں "عن معاوية بن صالح عن يحيىٰ بن معين" کے طریق سے روایت کیا ہے۔ موصوف نے شوال ۱۹۸ھ میں وفات پائی۔

(۳۱۵) ۷ / ۳ع: الحافظ، الثقہ ابو عبد اللہ محمد بن عبید بن ابی اُمیہ الایادی، الکوفی، الطنافسی الاحدب رحمہ اللہ: ❷

آپ بنی حنیفہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ۱۲۷ھ میں پیدا ہوئے۔ ہشام بن عروہ اعمش، اسماعیل، عبید اللہ، ابن اسحاق اور مسعر سے حدیث سنی۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں آپ کے بھائی یعلی کے علاوہ ابن معین، اسحاق، ابو شیبہ کے

❶ تهذيب الكمال: 1358/3، تهذيب التهذيب: 252/10، تقريب: 267/2، الكاشف: 166/3، التاريخ الكبير: 390/7، الجرح والتعديل: 1271/8، العبر: 327/1، تراجم الاحبار: 361/3۔

❷ تهذيب الكمال: 1238/3، تهذيب التهذيب: 327/9، تقريب: 188/2، الكاشف: 74/3، الجرح والتعديل: 40/8، ميزان الاعتدال: 639/3، لسان الميزان: 368/7، المغنی: 5804، طبقات الحفاظ: 140، طبقات ابن سعد: 534/5، الوافی بالوفيات: 207/3۔

دونوں بیٹے، عباس الدوری، احمد بن فرات اور بے شمار لوگوں کے نام شامل ہیں۔ ایک مدت تک بغداد میں رہے۔ متقن محدثین میں سے تھے۔ آپ کے بھائی یعلی آپ سے نو سال بڑے تھے۔ اس بات کو ابوامیہ طرسوی نے خود یعلی سے بیان کیا ہے۔

اثرم بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد سے یعلی، محمد اور عمر کے بارے میں پوچھا تو اُنھوں نے ان تینوں کو ثقہ کہا۔ ابو جعفر بن ابی شیبہ کا قول ہے: میں نے ابن معین سے عبید کے ان تینوں بیٹوں کے بارے میں پوچھا تو اُنھوں نے بھی ان کو ثقہ کہا۔ اور یہ بھی کہا کہ ان میں زیادہ ثبت یعلی بن عبید ہیں۔ محمد بن عبداللہ بن عمار کا قول ہے کہ: یہ تینوں کے تینوں ثقہ اور ثبت ہیں۔ البتہ ان میں بڑے حافظ یعلی، حدیث کی زیادہ بصیرت کے مالک محمد احدب ہیں اور عمران کے شیخ ہیں۔

یعقوب سدوسی بیان کرتے ہیں: محمد بن عبید: یہ ایاد کے آزاد کردہ غلام تھے، ایک زمانہ تک بغداد میں رہے پھر کوفہ چلے آئے اور وہیں ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔ محمد ان لوگوں میں سے تھے جو جناب عثمان رضی اللہ عنہ کو (حضرت علی رضی اللہ عنہ پر) مقدم کرتے تھے حالانکہ کوفیوں میں اس مذہب کے حامل لوگ کم ہی تھے۔ زیادہ تر لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فضیلت دیتے تھے یا پھر ان دونوں خلفاء کا ذکر آ جانے پر سکوت کرنے میں ہی عافیت سمجھتے تھے۔

یعقوب سدوسی کا ہی قول ہے کہ میں نے ابن المدینی کو محمد بن عبید کا ذکر آ جانے پر یہ کہتے سنا ہے کہ محمد سمجھ دار آدمی تھا۔ عجلی کا قول ہے: محمد کوفی اور ثقہ تھے۔ انھیں چار ہزار احادیث یاد تھیں۔ ابن سعد بیان کرتے ہیں: محمد بن عبید ثقہ، کثیر الحدیث اور صاحبِ سنت تھے۔ ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔ جب کہ خلیفہ اور مطین نے ان کی تاریخ وفات ۲۰۵ھ ذکر کی ہے۔

ہمیں محمد بن قایماز نے اور احمد بن سلامہ نے اپنی اپنی سند کے ساتھ محمد بن عبید سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں محمد بن اسحاق نے معبد بن کعب بن مالک سے، اُنھوں نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے اور اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا، وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالے۔'' [1]

(۳۱۶) ۷/۴۹ع: الحافظ، الثبت، ابو یوسف یعلی بن عبید الطنافسی رحمہ اللہ: [2]

موصوف گزشتہ مذکورہ امام محمد بن عبید کے بھائی ہیں اور ان سے نو سال بڑے تھے۔ یحییٰ بن سعید انصاری، ابوحیان یحییٰ بن سعید التیمی، عبدالملک بن ابی سلیمان، زکریا بن ابی زائدہ، اعمش اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ آپ کا شمار کوفہ کے حفاظ میں ہوتا تھا۔

آپ سے اسحاق بن راھویہ، ابن نمیر، محمود بن غیلان، محمد بن یحییٰ، عبد بن حمید، احمد بن فرات، علی بن حرب اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

---

[1] صحیح البخاری: کتاب العلم، باب رقم: 38، صحیح مسلم: کتاب الایمان، حدیث رقم: 13۔

[2] تہذیب الکمال: 1556/3، تہذیب التہذیب: 402/11، تقریب: 419/8، تاریخ الصغیر للبخاری: 314/2، الجرح والتعدیل: 1312/9، میزان الاعتدال: 258/4، لسان المیزان: 446/7، معجم طبقات الحفاظ، ص: 190، طبقات ابن سعد: 379/6، سیر الاعلام: 476/9۔

امام احمد فرماتے ہیں: یعلی صحیح اور صالح حدیث والے اور نیک آدمی تھے۔ ابن معین سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے کہ یعلی ثقہ ہیں۔ سعید بن ایوب بخاری کا قول ہے: یعلی کو اکثر اور اپنی سب حدیثیں یاد تھیں اور میں نے وکیع سے بڑا حافظ کوئی نہیں دیکھا۔ ابو حاتم کا قول ہے کہ یعلی اپنے باپ کی اولاد میں سب سے زیادہ ثبت تھے۔ احمد بن یونس بیان کرتے ہیں: میں نے یعلی سے افضل کسی کو نہیں دیکھا اور نہ یعلی کے علاوہ کسی کو دیکھا ہے اس کی اپنے علم سے مراد اللہ کی ذات ہو۔ ابن فرات بیان کرتے ہیں: میں نے یعلی کو کبھی ہنستے نہیں دیکھا۔ ابن عمار کا قول ہے: یعلی اپنے بھائیوں میں بڑے حافظ تھے۔
ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ یعلی نے پانچ شوال ۲۰۹ھ میں وفات پائی۔

ہمیں عمر بن محمد فارسی وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ یعلی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں اسماعیل نے قیس بن ابی مسعود رضی اللہ عنہ سے اور انھوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''آفتاب اور ماہتاب کسی کے مرنے پر نہیں گہناتے البتہ یہ تو اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ پس جب تم ان دونوں کو (گہناتے) دیکھو تو اٹھ کر نماز پڑھنے لگو۔'' [1]

ہمیں ابن ابی الخیر نے اپنی سند کے ساتھ یعلی سے، انھوں نے اعمش سے، انھوں نے ابو صالح سے اور انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''مردوں کا (نماز میں امام کو متوجہ کرنے کا) وظیفہ سبحان اللہ کہنا ہے اور عورتوں کا وظیفہ تالی پیٹنا ہے۔''
''غیلانیات'' میں یعلی کی ایک موقوف روایت بھی ہے۔

(۳۱۷) ۷/۵ع: الحافظ، الامام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن سعد الزہری المدنی نزیل بغداد رحمہ اللہ: [2]

امام موصوف نے اپنے والد سے اور عاصم بن محمد العمری، محمد ابن اخی الزہری، شعبہ، لیث اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے حدیث کرنے والوں میں احمد، اسحاق، عبد بن حمید، ذہلی، عباس، ابو بکر الصغانی، یعقوب بن شیبہ اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ابن سعد ان کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ: یعقوب بن ابراہیم ثقہ، جلیل القدر اور فضل وورع اور اتقان میں اپنے بھائی سعد پر مقدم ہیں۔ ابن معین وغیرہ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ موصوف نے شوال ۱۸۰ھ میں ''فم الصالح'' نامی علاقہ میں وزیر حسن بن سہل کی صحبت میں وفات پائی۔

---

[1] صحیح البخاری: کتاب الکسوب رقم الباب 15,13,671۔ صحیح مسلم: کتاب الکسوف: رقم الحدیث 21,17, 10, 6۔

[2] تہذیب التہذیب: 380/11، تقریب التہذیب: 374/2، الکاشف: 290/3، التاریخ الکبیر: 397/8، الجرح والتعدیل: 843/9، میزان الاعتدال: 448/4، الانساب: 91/2، نسیم الریاض: 562/4۔

ہمیں عبدالرحمن بن عبدالمحسن نے اپنی سند کے ساتھ یعقوب بن ابراہیم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں میرے والد نے صالح سے اُنھوں نے ابن شہاب سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے ابوامامہ نے بیان کیا کہ اُنھوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے سنا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''ایک دفعہ میں سو رہا تھا میں نے خواب میں لوگوں کو دیکھا کہ انھیں مجھ پر پیش کیا جا رہا ہے اُنھوں نے قمیصیں پہن رکھی ہیں۔ (چنانچہ) ان میں کوئی قمیص تو سینے تک اور کوئی اس سے نیچے تک تھی اتنے میں میرے پاس سے عمر گزرے ان کی قمیص اتنی لمبی تھی کہ وہ اسے گھسیٹ کر چل رہے تھے'' لوگوں نے عرض کیا: (اے اللہ کے رسول!) آپ ﷺ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ فرمایا: ''دین سے'' (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے حد دین دار تھے۔)

(۳۱۸) ۷/ ۶ ع: المحدث، الحافظ، ابوالعباس وہب بن جریر بن حازم الازدی البصری رحمہ اللہ: ❶

موصوف بنی ازد کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ کا شمار ثبت ائمہ محدثین میں ہوتا تھا۔ اپنے والد سے، اور ہشام بن حسان، ابن عون، قرہ، شعبہ اور متعدد محدثین سے حدیث سنی۔ احمد، اسحاق، ابن مدینی، ابوخیثمہ، عمرو بن علی، محمد بن رافع، محمد بن ابی عوام اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

دارمی نے یحییٰ کا قول نقول کیا ہے کہ وہب ثقہ ہیں۔ احمد عجلی بھی انھیں بصری اور ثقہ کہتے ہیں۔ عفان ان کے بارے میں کلام کیا کرتے تھے۔ حج سے لوٹتے ہوئے وفات پائی۔ ابن سعد نے ان کا سن وفات ۲۰۶ھ نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ اسی کی دہائی میں فوت ہوئے تھے۔

ہمیں ابوالمعالی مصری نے اپنی سند کے ساتھ ابن جریر سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا کہ میں نے محمد بن اسحاق کو اسماعیل بن اُمیہ سے، اُنھوں نے بجیر بن ابی بجیر سے بیان کرتے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ: جب ہم طائف کی طرف نکلے اور ایک قبر کے پاس سے گزرے تو میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''یہ ابورغال کی قبر ہے یہ ثقیف کا باپ (یعنی اس قبیلہ کا بانی) ہے۔ یہ قومِ ثمود سے تھا وہ اس حرم کا دفاع کیا کرتا تھا۔ جب یہ اس حرم سے نکلا تو اسے بھی اسی عذاب نے آلیا جو اس جگہ اس کی قوم پر آیا تھا۔ چنانچہ اسے اس جگہ دفن کر دیا گیا اور اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے ساتھ سونے کی ایک چھڑی بھی دفن کی گئی تھی اگر تم اس کی قبر کو کھولو تو تمھیں وہ چھڑی اس کے ساتھ پڑی ملے گی۔ سو لوگ دوڑے اور اُنھوں نے اس کی قبر سے وہ چھڑی نکال لی۔''

اس حدیث کو ابوداؤد نے ابن معین سے روایت کیا ہے۔

---

❶ تہذیب الکمال: 1478/3، تہذیب التہذیب: 161/11، تقریب: 338/2، الکاشف: 244/3، الکامل: 2531/7، الضعفاء الکبیر: 324/4، معرفۃ الثقات: 1953، سیر الاعلام: 442/9۔

(۳۱۹) ۷/۷ ع: الحافظ، الثبت ابو محمد بشر بن عمر الزہرانی البصری رحمہ اللہ: ❶

امام موصوف نے عکرمہ بن عمار، شعبہ، عاصم، ہمام بن یحییٰ، مالک اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، اور ان سے حدیث روایت کرنے والوں میں اسحاق بن راہویہ، الکوسج، الذہلی، نصر بن علی، محمد بن یحییٰ القطعی اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ابو حاتم انھیں صدوق، اور ابن سعد ثقہ کہتے ہیں۔ ۲۰۷ھ میں وفات پائی (ایک قول ۲۰۹ھ میں وفات پانے کا بھی ہے) مراد ۲۰۷ھ کے اوائل میں وفات پانا ہے۔ بعض نے ۲۰۶ھ کے اخیر میں وفات پانے کا ذکر بھی کیا ہے۔

ہمیں محمد بن عبدالرحمن اور ایک جماعت نے اپنی سند کے ساتھ ابو محمد زاہرانی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں مالک نے ابن شہاب سے، اُنھوں نے حمید بن عبدالرحمن سے، اُنھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''اگر مجھے اپنی اُمت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انھیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''

اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے۔ ❷

(۳۲۰) ۷/۸ خ ۴: الحافظ، الامام، القدوہ ابو عبدالرحمن عبداللہ بن داود بن عامر الخریبی، الہمدانی الشعبی الکوفی رحمہ اللہ: ❸

موصوف بصرہ کے محلہ ''خریبہ'' میں رہتے تھے، ہشام بن عروہ، اعمش، ثور، ابن جریج اوزاعی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ اور ان سے حسن بن صالح، سفیان بن عیینہ (یہ دونوں موصوف کے شیخ بھی ہیں) مسدد، بندار، فلاس الکدیمی، بشر بن موسیٰ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن سعد کا قول ہے: خریبی ثقہ، عبادت گزار اور بڑے پرہیز گار تھے۔ ابن معین انھیں ثقہ اور مامون کہتے ہیں زید بن اخزم خریبی کا قول نقل کرتے ہیں: ہم لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ وہ اپنی اولاد کو طلب حدیث پر مجبور کریں۔ دین علم کلام کا نام نہیں دین تو آثار و اخبار سے ہے۔ کدیمی، خریبی کا قول نقل کرتے ہیں کہ: میں نے صرف ایک مرتبہ جھوٹ بولا وہ یوں کہ میرے والد نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے استاذ کو پڑھ کر سنایا ہے؟ تو میں نے ہاں کہہ دیا۔ حالانکہ میں نے قراءت نہ کی تھی۔ وکیع کا قول ہے کہ خریبی کے چہرہ کو ایک نظر دیکھنا عبادت ہے۔

---

❶ تہذیب الکمال: 150/1، تہذیب التہذیب: 455/1، الکاشف: 156/1، الجرح و التعدیل: 361/2، شذرات الذہب: 18/2، تاریخ خلیفۃ: 473، طبقات ابن سعد: 300/7۔

❷ سنن النسائی، کتاب الطہارۃ، باب رقم: 6۔

❸ تہذیب الکمال: 677/2، تہذیب التہذیب: 199/5، تقریب: 412/1، الکاشف: 83/2، التاریخ الکبیر: 82/5، الجرح و التعدیل: 221/5، سیر الاعلام: 347/9، البدایۃ والنہایۃ: 267/10۔

اسماعیل قاضی بیان کرتے ہیں: جب یحییٰ بن اکثم بصرہ آئے تو خریبی سے ملنے گئے تاکہ ان سے حدیث سنیں، تو خریبی نے انھیں فرمایا: میں نے تمھیں حدیثیں سنائی ہیں حالانکہ میں نے تمھیں دیکھ کر اس بات کی نیت کی تھی کہ تمھیں حدیث نہ سناؤں گا۔

خریبی کے سامنے جب یہ بات ذکر کی گئی کہ امام ابوحنیفہ نے متعدد مسائل میں رجوع کرلیا ہے تو اُنھوں نے فرمایا کہ فقیہ کا علم جب وسیع ہو جاتا ہے تو وہ رجوع کرلیا کرتا ہے۔ خریبی کہا کرتے تھے: کاش میں کسی دیوار کی ایک اینٹ ہوتا بھلا میں کہاں سے جنت میں داخل ہوں گا۔ موصوف خریبی ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے تورع اور احتیاط و اجتناب کی بنا پر قرآن کے مسئلہ میں توقف اختیار کرلیا تھا۔

موصوف نے شوال ۲۱۳ھ میں وفات پائی۔ موصوف حدیث بیان کرنا چھوڑ گئے تھے اس لیے بخاری نے ان سے حدیث نہیں سنی بلکہ ان کے اصحاب سے روایت کی ہے۔

ہمیں شیخ الاسلام ابن ابی عمر وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ خریبی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں ام داود الواشیہ نے بیان کیا، وہ کہتی ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اُنھوں نے مرغی کا گوشت کھایا اور شراب کے سرکہ کا سالن استعمال کیا۔

(۳۲۱) ۷/ ۹م ۴: المحدث، الامام ابونصر عبدالوہاب بن عطاء الخفاف العجلی رحمہ اللہ: [1]

علمائے بصرہ میں سے تھے۔ حمید، خالد الحذاء، جریری، سلیمان تیمی، محمد بن عمرو اور ابن عون وغیرہ سے حدیث روایت کی۔ سعید بن ابی عروبہ کے ہمہ وقت حاضر باش تلمیذ تھے۔ قراءت ابوعمرو بن علاء سے حاصل کی۔ اور آپ سے احمد، زعفرانی، عباس دوری، عمرو الناقد، یحییٰ بن ابی طالب، حارث بن ابی اسامہ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن سعد بیان کرتے ہیں: عجلی کثیر الحدیث اور ابن ابی عروبہ کے صاحب ہونے میں معروف تھے۔ ابن معین اور دارقطنی نے انھیں ثقہ کہتے ہیں۔ امام بخاری کا قول ہے: عجلی قوی نہیں۔ امام احمد کا قول: عبدالوہاب عجلی سعید بن ابی عروبہ کے علوم کے عالم تھے۔ دیگر ائمہ نے انھیں نیک، بھلا اور گریہ وزاری کرنے والا کہا ہے۔ ۲۰۴ھ کے اخیر میں یا ۲۰۶ھ میں وفات پائی۔

ہمیں عمر بن عبدالمنعم نے اپنی سند کے ساتھ عجلی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے، اُنھوں نے سعید بن مسیب سے، اُنھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''میری اس مسجد میں ایک نماز دیگر مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام (کی نماز) کے۔'' [2]

---

[1] تہذیب الکمال: 870/2، تہذیب التہذیب: 450/6، الکاشف: 121/2، میزان الاعتدال: 681/2، لسان المیزان: 295/7، سیر الاعلام: 451/9، الثقات: 133/7۔

[2] صحیح البخاری: کتاب مسجد مکۃ، باب رقم: 1، صحیح مسلم: کتاب الحج، حدیث رقم: 505، 510۔

(۳۲۲) ۷/۱۰ خ، د، ت، س: الحافظ، الامام ابونوح عبدالرحمن بن غزوان الخزاعی رحمہ اللہ: ❶

یہ قراد ہیں۔ عوف، یونس بن ابی اسحاق، شعبہ اور متعدد ائمہ محدثین سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے احمد، ابن معین، ابواسحاق جوزجانی، ابوبکر صاغانی، حارث تمیمی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن المدینی وغیرہ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کی منکر روایات بھی ہیں۔ ۲۰۷ھ میں (ایک قول کے مطابق ۱۸۷ھ) میں وفات پائی۔ موصوف اپنے حافظہ سے احادیث بیان کیا کرتے تھے۔

میں نے یحییٰ بن محمد الشافعی پر مکہ میں قراءت کی کہ تمھیں ابوالحسن بن ھبۃ اللہ اپنی سند کے ساتھ ابونوح سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں ہمیں جریر بن حازم نے ایوب سے، انھوں نے عکرمہ سے، انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

حضرت ثابت بن قیس کی اہلیہ نے خدمتِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ثابت کے دین واخلاق سے کوئی گلہ نہیں البتہ میں اسلام لا کر ناشکری سے ڈرتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم انھیں ان کا (مہر میں دیا) باغ واپس کرتی ہو؟'' بولیں: ہاں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں وہ باغ ثابت رضی اللہ عنہ کو لوٹانے کا حکم دیا اور بعد میں دونوں میں تفریق کر دی۔''

اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے "عن محمد بن عبد اللہ المخرمی عن قراد" کی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

یہ حدیث غریب ہے۔

(۳۲۳) ۷/۱۱ ت، ق: الحافظ، الامام، المکثر، عالم خراسان ابوحفص عمر بن ہارون الثقفی البلخی رحمہ اللہ: ❷

موصوف بنی ثقیف کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ضعیف تھے پر علم کا برتن تھے، ابن جریج، ثور بن یزید، سعید بن ابی عروبہ، صفوان بن عمرو، سلمہ بن وردان، اوزاعی، شعبہ اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی۔ اور آپ سے عفان، قتیبہ، احمد، ابن حمید، نصر بن علی، ابن یونس اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آبار بیان کرتے ہیں: ہمیں ابوغسان زنیج نے بیان کیا کہ عمر بن ہارون کہتے ہیں: میں نے اپنی ستر ہزار حدیثیں بیان کی ہیں جن میں سے بیس ابوجزء کی اور اتنے اتنے ہزار عثمان کی ہیں۔ اس پر میں نے ابوغسان سے پوچھا کہ عمر بن ہارون کیسے تھے؟ تو کہنے لگے: بہز کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید کو دیکھا ہے کہ وہ ابن ہارون سے حسد کرتے تھے۔ ابن ہارون ابن جریج سے

---

❶ تہذیب الکمال: 810/2، تہذب التہذیب: 495247/6)، تقریب: 494/1 (1075)، خلاصۃ التہذیب: 148/2، الکاشف: 18/2، میزان الاعتدال: 581/2، لسان المیزان: 471/4، الثقات: 375/8

❷ تہذیب الکمال: 1024/2، تہذیب التہذیب: 501/7، تقریب: 64/2، الکاشف: 322/2، الجرح والتعدیل: 765/6، میزان الاعتدال: 228/3، تاریخ بغداد: 178/11، الکامل: 1688/5۔

زیادہ احادیث بیان کرتے تھے اور جو کسی کی صحبت میں بارہ سال تک رہا ہو بھلا وہ اس سے زیادہ احادیث بیان کرنا نہ چاہے گا؟

ابو غسان بیان کرتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ان کی والدہ احادیث لکھنے میں ان کی مدد کرتی تھیں۔ مسلم بن عبدالرحمن بلخی بیان کرتے ہیں: ابن جریج نے عمر بن ہارون کی ماں سے نکاح کر لیا تھا۔ اسی لیے ابن ہارون کا ان سے سماع زیادہ ہے۔ خطیب اپنی اسناد کے ساتھ ابو عاصم سے ان کا قول روایت کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک حدیث کے اخذ میں عمر، یہ ابن مبارک سے بہتر ہیں۔ مروزی کا قول ہے: ابوعبداللہ سے جب عمر بن ہارون کے بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگے: میں ان کا کوئی عیب نہیں تلاش کر سکا۔ میں نے ان سے بہت لکھا ہے پھر پوچھا گیا کہ ان کا ابن مہدی کے ساتھ کیا قصہ ہے؟ تو بتایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ابن مہدی انھیں مجبور کرتا تھا۔

احمد بن یسار بیان کرتے ہیں: ابن ہارون کثیر السماع تھے۔ قتیبہ ان کی بے حد تعریف کیا کرتے تھے اور انھیں ثقہ کہا کرتے تھے میں کہتا ہوں: ابن معین انھیں کذاب کہتے تھے یہ بات ابن معین سے دو طریق سے مروی ہے اور ایسا اُنھوں نے دو ایک بار کہا کہ وہ کچھ نہیں ہیں اور ابوداود انھیں غیر ثقہ قرار دیتے ہیں۔ نسائی اور ایک جماعت نے انھیں متروک کہا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کے ضعیف ہونے میں کوئی شک نہیں۔ البتہ موصوف حروفِ قراءت میں حافظ اور امام تھے۔ ۱۹۴ھ میں وفات پائی۔

ہمیں عیسیٰ بن یحییٰ نے اپنی سند کے ساتھ عمر بن ہارون بلخی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں ثور بن یزید نے مکحول سے، اُنھوں نے حضرت نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"اے اللہ! میری اُمت کے شروع کے اوقات میں برکت عطا فرما۔" [1]

(۳۲۴) ۷ / ۱۲ ع: الامام، الحافظ، المتقن، ابوالاسود بہز بن اسد العمی البصری رحمہ اللہ: [2]

موصوف امام معلیٰ کے بھائی ہیں۔ شعبہ، یزید تستری، ابوبکر نہشلی، اور حماد بن سلمہ سے حدیث سنی ہے۔ اور آپ سے احمد، بندار، احمد بن سنان، عبداللہ بن ہاشم طوسی، عبدالرحمن بن بشر العبدی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

موصوف کا شمار اجل علماء میں ہوتا تھا۔ عبدالرحمن بن بشر کا قول ہے کہ میں نے بہز سے بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا ۱۹۴ھ میں موصوف داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

ہمیں ابن عساکر نے اپنی سند کے ساتھ بہز سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں محمد بن طلحہ بن مصرف نے، عبداللہ بن شریک العامری سے، اُنھوں نے عبدالرحمن بن عدی الکندی سے، اُنھوں نے حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ کا سب سے زیادہ شکر کرنے والا آدمی وہ ہے جو لوگوں کا سب سے زیادہ شکر ادا کرنے والا ہے۔"

---

[1] جامع الترمذی، کتاب البیوع، باب رقم: 6۔

[2] تہذیب الکمال: 139/1، تہذیب التہذیب: 497/1، تقریب: 109/1، الثقات: 155/8، تاریخ ابن معین: 64، الجرح والتعدیل: 1715/2، میزان الاعتدال: 353/1، لسان المیزان: 186/7، طبقات ابن سعد: 380/6۔

مذکورہ عبدالرحمن غیر معروف ہے۔ ابن شریک ان سے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ ائمہ محدثین نے صحاح ستہ میں اس روایت کو بیان نہیں کیا۔

ابوبکر اسدی امام احمد سے روایت کرتے ہیں: حدیث میں ثبت ہونا بہز پر ختم ہے۔ ابوحاتم انھیں ثقہ، امام اور صدوق کہتے ہیں اور ابن سعد کا قول ہے کہ بہز ثقہ حجت اور کثیر الحدیث ہیں۔

(۳۲۵) ۷/ ۱۳ خ، م، د، ت، س: الامام، الحجۃ ابوبکر ازھر بن سعد الباہلی البصری السمان رحمہ اللہ: ❶

موصوف بنو باہل کے آزاد کردہ غلام اور سربرآوردہ علماء میں سے تھے۔ سلیمان تیمی، یونس بن عبید، ابن عون اور متعدد ائمہ حدیث سے حدیث روایت کی ہے۔ اور آپ سے ابن مدینی، اسحاق، بندار، ذھلی، دوری، ابن فرات اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ قدماء میں سے ابن مبارک نے ان سے حدیث روایت کی ہے، بڑے صاحب علم ائمہ میں سے تھے ابن عون نے ان کے لیے وصیت کی اور اُنھوں نے طویل زندگی پائی۔ موصوف ۹۴ برس کی عمر میں ۲۰۳ھ میں فوت ہوئے۔

ہمیں محمد بن قایماز نے اپنی سند کے ساتھ ازھر بن سعد سے، اُنھوں نے ابن عون سے، اُنھوں نے ابن سیرین سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ: ”لوہے کے زنگ آلود پانی کو دودھ میں ملا کر پینے میں کوئی حرج نہیں۔“

(۳۲۶) ۷/ ۱۴: الحافظ امام ہشام بن کلبی رحمہ اللہ: ❷

متروک اور غیر ثقہ ہیں اسی لیے میں نے انھیں حفاظ حدیث میں شامل نہیں کیا۔ ظ یہ ابوالمنذر ہشام بن محمد بن سائب الکوفی الرافضی ہیں۔ علم الانساب کے ماہر تھے۔ ابوالاشعث خلیفہ بن خیاط، محمد بن ابی السری، محمد بن سعد نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔ کہتے ہیں کہ اُنھوں نے تین دن میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔ مسند سے کم روایت کرتے تھے۔ اخباری اور علامہ تھے۔ ۲۰۶ھ میں وفات پائی۔

(۳۲۷) ۷/ ۱۵ ع: الحافظ، الصادق ابووہب عبداللہ بن بکر السہمی، البصری، نزیل بغداد رحمہ اللہ: ❹

موصوف نے اپنے والد سے اور حمید الطویل، ابن عون، ہشام بن حسان، حاتم بن ابی صغیرہ سے حدیث سنی اور ان

---

❶ تہذیب الکمال: 75/1، تہذیب التہذیب: 202/1، الکاشف: 102/1، الجرح والتعدیل: 315/2، میزان الاعتدال: 172/1، الوافی بالوفیات: 372/8، طبقات الحفاظ: 143، الکنی للامام مسلم: 88، شذرات الذہب: 512۔

❷ التنکیل: 504/262، معجم المؤلفین: 149/13، المعرفۃ والتاریخ: 254/3، الضعفاء والمتروکین للدار قطنی: 563، المعین: 560۔

❸ گویا کہ امام ذہبی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس طبقہ میں میں نے سو حفاظ کو گنوانا تھا۔ ان میں کلبی شمار نہیں ہیں۔ یہ سو کے عدد سے زائد ہیں۔

❹ تہذیب الکمال: 668/2، تہذیب التہذیب: 162/5، تقریب: 404/1، الکاشف: 75/2، الجرح والتعدیل: 72/5، الوافی بالوفیات: 86/17، الثقات: 61/7۔

سے امام احمد، ابن ابی شیبہ، ابن المدینی، عبداللہ بن منیر مروزی، حارث بن ابی اسامہ، محمد بن فرج الازرق وغیرہ نے حدیث سنی ہے۔

امام احمد اور ایک جماعت نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ فقہ اور حدیث میں امام اور سرخیل تھے۔ ان کے والد عربیت کے کبار ائمہ میں سے تھے۔ اسی سال سے زیادہ کی عمر پا کر ۲۰۸ھ کے اول میں وفات پا گئے۔

ہمیں ابن ابی عمرو وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن بکر سے انھوں نے حمید سے، اور اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ: ''ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ رستے میں چلے جا رہے تھے کہ ایک خاتون نے سامنے آ کر عرض کیا ''اے اللہ کے رسول! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک کام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے ام فلاں! تو رستوں کے کناروں کے قریب بیٹھ جاتا کہ میں تیرے پاس بیٹھ سکوں۔'' چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف فرما ہوئے اور اس کی حاجت کو پورا فرمایا۔

(۳۲۸) ۷/۱۶ع: الحافظ، الحجۃ ابو سہل عبدالصمد بن عبدالوارث بن سعید تمیمی، البصری رحمہ اللہ: ❶

موصوف بنو تمیم کے آزاد کردہ غلام اور بصرہ کے محدث تھے۔ اپنے والد کے علم کو روایت کیا اور ہشام دستوائی، عکرمہ بن عمار، ربیعہ بن کلثوم، حرب بن میمون، حرب بن ابی العالیہ، حرب بن شداد اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے ابن معین، ابن راھویہ، بندار، ذھلی اور آپ کے بیٹے عبدالوارث بن عبدالصمد وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔

ابو حاتم آپ کو صدوق کہتے ہیں اور ابن سعد نے آپ کا سن وفات ۲۰۷ھ بتلایا ہے۔

ہمیں سفر الزینی نے اپنی سند کے ساتھ عبدالصمد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں شعبہ نے ابو عمران سے، اُنھوں نے عبداللہ بن صامت سے، اُنھوں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ لوگوں نے خدمتِ نبوی میں عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ''ایک آدمی اپنی آخرت کے لیے کوئی کام کرتا ہے پر لوگ اسے پسند کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مومن کے لیے ایک نقد خوشخبری ہے۔''

اس حدیث کو امام مسلم نے "عن ابی موسی الزمن عن عبد الصمد" کے طریق سے روایت کیا ہے۔

(۳۲۹) ۷/۱۷ع: الحافظ ابو محمد حجاج بن محمد المصیصی الاعور رحمہ اللہ: ❷

موصوف کا شمار ثبت محدثین میں ہوتا ہے۔ خاندان ترمذ سے تھا، ابو جعفر منصور کے آزاد کردہ غلام تھے اور آپ کی ولاء

---

❶ تہذیب الکمال: 833/2، تہذیب التہذیب: 327/6، تقریب: 507/1، الکاشف: 196/2، الجرح والتعدیل: 269/6، البدایۃ والنہایۃ: 261/10، طبقات ابن سعد: 52/7، الثقات: 414/8۔

❷ تہذیب الکمال: 134/1، تہذیب التہذیب: 205/2، تقریب: 154/1، الکاشف: 207/1، الجرح والتعدیل: 708/3، میزان الاعتدال: 464/1، لسان المیزان: 194/7، نسیم الریاض: 77/2۔

سلیمان بن مجالد کی تھی۔ ابن جریج، عمر بن ذر، حریز بن عثمان اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ احمد، زعفرانی، ہلال بن علاء اور یوسف بن سعید بن مسلم نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

ابوداود بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ ابن معین نے حجاج سے تقریباً پچاس ہزار احادیث لکھی ہیں۔ ابن معین کا قول ہے: حجاج، ابن جریج کے سب سے زیادہ ثبت اصحاب میں سے تھے۔ امام احمد فرماتے ہیں: حجاج کی حدیث کس قدر صحیح اور منضبط ہوتی تھی اور وہ حروف کے لکھنے میں کس قدر توجہ دیتے تھے۔ پھر امام احمد نے ان کا نہایت بلند تذکرہ کیا۔ موصوف نے ربیع الاوّل 206ھ میں وفات پائی۔ امام احمد فرماتے ہیں: حجاج نے سب کتابیں ابن جریج پر قراءت کی تھیں سوائے تفسیر کے کہ وہ انھوں نے ابن جریج سے املاءً سنی تھی۔

معلّی رازی کا قول ہے: میں نے بصرہ میں ابن جریج کے اصحاب دیکھے ہیں ان میں سب سے زیادہ ثبت حجاج تھے۔ ابراہیم الختلی کا قول ہے: حجاج بن محمد سوتے ہوئے بھی جاگتے عبدالرزاق سے زیادہ ثقہ ہیں۔ ابن سعد کا قول ہے: موصوف اپنے اہل وعیال کو لے کر مصیصہ منتقل ہو گئے تھے۔ کئی سال وہاں رہنے کے بعد بغداد کسی کام چلے آئے۔ موصوف ان شاء اللہ ثقہ اور صدوق ہیں۔ اخیر عمر میں جب بغداد لوٹے تو حافظہ میں تغیر آ گیا تھا۔ ابراہیم حربی کا قول ہے: مجھے میرے ایک دوست نے بتلایا: جب حجاج آخری بار آئے تو روایتِ حدیث میں خلط ملط کرتے تھے۔ میں نے ان کے پاس ابن معین کو دیکھا ہے، جب انھوں نے حجاج کو خلط ملط کرتے دیکھا تو ان کے بیٹے کو وصیت کی کہ اب ان کے پاس کسی کو نہ آنے دینا۔

(۳۳۰) ۷/ ۱۸ ع: حافظِ کبیر، محدثِ مدینہ ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل بن مسلم بن ابی فدیک دینار الدیلمی المدنی رحمہ اللہ: ❶

امام موصوف نے سلمہ بن وردان، ابن ابی ذئب، ضحاک بن عثمان، ابراہیم بن فضل اور متعدد ائمہ سے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے احمد بن ازھر، سلمہ بن شبیب عبد بن حمید، ابوعتبہ احمد بن فرج، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم، حسین بن علی السھائی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابوداود بیان کرتے ہیں: ابن ابی فدیک نے محمد بن عمرو بن علقمہ سے ایک حدیث کا سماع کیا ہے۔ متعدد ائمہ محدثین نے انھیں ثقہ کہا ہے البتہ ابن سعد انھیں غیر حجت کہتے ہیں۔ بخاری کا قول ہے کہ ابن ابی فدیک نے ۲۰۰ھ میں وفات پائی ہے۔

(۳۳۱) ۷/ ۱۹ خ م: الحجۃ، المتقن ابو عبدالرحمن ہشام بن یوسف الصنعانی رحمہ اللہ: ❷

موصوف صنعاء کے قاضی، عالم اور مفتی تھے۔ ابن جریج، معمر اور قاسم بن فیاض وغیرہ سے حدیث سنی۔ اور آپ سے ان

---

❶ تہذیب الکمال: 1175/3، تہذیب التہذیب: 61/9، تقریب: 145/2، الکاشف: 21/3، الجرح والتعدیل: 1071/7، میزان الاعتدال: 483/3، لسان المیزان: 352/7، الوافی بالوفیات: 205/2۔

❷ تہذیب الکمال: 1446/3، تہذیب التہذیب: 57/11، تقریب: 320/2، الکاشف: 224/3، الجرح والتعدیل: 271/9، تراجم الاحبار: 168/4، التمہید: 328/3، معرفۃ الثقات: 1911۔

المدینی، ابراہیم بن موسیٰ فراء، اسحاق، ابن معین، عبداللہ مسندی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن معین کا قول ہے: ہشام یہ ابن جریج کی بابت عبدالرزاق سے زیادہ ثبت ہیں۔ ابوحاتم انھیں ثقہ اور متقن کہتے ہیں۔

ابراہیم بن موسیٰ بیان کرتے ہیں: ثوری یمن آئے تو کہا: میرے لیے ایک زود نویس کاتب تلاش کرو تو لوگوں نے مجھے پیش کیا۔ چنانچہ میں ثوری کے لیے لکھتا تھا۔

ابوزرعہ کا قول ہے کہ: ہشام سب سے زیادہ صحیح لکھتے ہیں۔ موصوف ۱۹۷ھ میں وفات پائی۔

ہمیں ابرقوھی نے اپنی سند کے ساتھ ہشام بن یوسف سے بیان کیا، اُنھوں نے رباح بن عبیداللہ سے، اُنھوں نے سہیل سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”بری گھاٹی جیاد ہے جس میں سے ایک جانور نکل کر تین بار چیخے گا جس کی چیخ کو مشرق و مغرب کے درمیان کا ہر انسان سنے گا۔“

یہ حدیث منکر ہے اس کے بیان کرنے میں ریاح بن عبیداللہ بن عمر العمری منفرد ہیں۔

(۳۳۲) ۷/۲۰ م، ت: الحافظ، المتقن ابوزکریا یحییٰ بن فریس بجلی رازی قاضیٔ رے رحمہ اللہ: [1]

آپ بنو بجل کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ابن جریج، محمد بن اسحاق، عکرمہ بن عمار، سفیان، زائدہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی۔ اور آپ سے ابن معین، ابن راھویہ، محمد بن حمید، اسحاق بن فیض اور بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

یحییٰ بن معین نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ ابوحاتم کا قول ہے: ان کے پاس حماد کی دس ہزار احادیث تھیں۔

وکیع بیان کرتے ہیں: ابن فریس حفاظ میں سے تھے البتہ انھیں دو حدیثوں میں اختلاط ہو گیا تھا ابراہیم بن موسیٰ بیان کرتے ہیں: ہم نے علم حدیث ان سے سیکھا تھا (۲۰۳ھ میں وفات پائی)

(۳۳۳) ۷/۲۱ ع: الحافظ، الامام، الثقہ ابو عامر عبدالملک بن عمرو العقدی، القیسی، البصری: [2]

موصوف نے قرہ بن خالد، افلح بن حمید، زکریا بن اسحاق، ایمن نابل، شعبہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ موصوف نے زیادہ اور عمدہ احادیث بیان کی ہیں۔ ان سے احمد، اسحاق، زہیر، اسحاق الکوسج، احمد بن فرات، محمد بن شداد، ذھلی کدیمی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام نسائی انھیں ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔ متعدد ائمہ نے انھیں بصرہ کا حافظ قرار دیا ہے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 1504/3، تہذیب التہذیب: 232/11، تقریب: 350/2، الکاشف: 159/3، الجرح والتعدیل: 659/9، لسان المیزان: 433/7، الثقات: 252/9، التمہید: 30/2۔

[2] تہذیب الکمال: 1249/2، تہذیب التہذیب: 363/9، تقریب: 194/2، الکاشف: 212/2، الجرح والتعدیل: 2698/5، لسان المیزان: 292/7، طبقات ابن سعد: 52/7۔

محمد بن سنان کا قول ہے: آپ بنی قیس کے العقدین کے آزاد کردہ غلام تھے، خضاب استعمال نہ کیا کرتے تھے۔
ابن سعد نے ان کا سن وفات ۲۰۴ھ بتلایا ہے۔ (ایک قول ۲۰۵ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔)
ہمیں ابن علان وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ ابو عامر العقدی سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں ہمیں قرہ نے حسن سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: مسلیمہ کذاب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب وہ اُٹھ کر جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ اپنی قوم کو ہلاکت میں ڈالے گا۔"

(۳۳۴) ۷/ ۲۲ق: محمد بن عمر بن واقد اسلمی المعروف بہ واقدی۔ الحافظ، البحر رحمہ اللہ: ❶

بنو اسلم کا آزاد کردہ غلام۔ میں یہاں اس کا ترجمہ اس بنا پر ذکر نہ کروں گا کہ موصوف ائمہ محدثین کے نزدیک بالاتفاق متروک ہے۔ بے شک بڑے علم والا تھا لیکن حدیث میں متقن اور پختہ نہ تھا۔ سیر و مغازی کے سرخیل رواۃ میں شمار ہوتا ہے۔ ہر قسم کی بات بلا روک ٹوک بیان کر دیتا ہے۔ ۲۰۷ھ میں وفات پائی۔ ابن عجلان، ابن جریج، معمر اور اس طبقہ کے لوگوں سے حدیث حاصل کی۔ بغداد کی قضا پر بھی بیٹھا۔ بڑا خوبصورت اور ریاست وجلال والا تھا۔ ستر سے زیادہ سال تک جیا۔
اللہ اس پر رحم کرے اور اس سے عفو و درگزر کرے۔

(۳۳۵) ۷/ ۲۳ ۴: الحافظ، العلامہ ابو بکر مروان بن محمد الدمشقی الطاطری رحمہ اللہ: ❷

موصوف تاجر تھے، معاویہ بن سلام، عبداللہ بن علاء، سعید بن عبدالعزیز، مالک اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث حاصل کی۔ اور آپ سے دارمی، احمد بن ازہر، محمود بن خالد اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔
ابو حاتم انھیں ثقہ کہتے ہیں۔ امام احمد ان کی اور ان کے علم کی بے حد تعریف کرتے تھے اور انھیں "صاحب حدیث" کے نام سے یاد کرتے تھے۔
ابو زرعہ دمشقی ابو معاویہ ہاشمی کا قول نقل کرتے ہیں کہ: میں نے ان سے زیادہ خشوع والا نہیں دیکھا۔ احمد بن ابی الحوراء بیان کرتے ہیں: میں نے مروان بن محمد سے اچھا شامی نہیں دیکھا۔
میں کہتا ہوں: موصوف نے ۲۱۰ھ میں وفات پائی۔
احمد بن ابی الحوراء کا قول ہے کہ میں نے مروان کو یہ کہتے سنا ہے کہ: اچھی حدیث لکھنے والے کو تین چیزوں کے بغیر چارہ نہیں۔ (۱) صدق (۲) حفظ (۳) اور درست کتابیں اور اگر اس کے پاس ان میں سے صرف دو ہی باتیں ہوں جو صدق اور صحت کتب ہیں تو بھی وہ ضعیف نہ کہلائے گا۔ کیونکہ حافظہ خراب ہونے کی صورت میں کتب صحیحہ کی طرف رجوع ممکن ہے۔

---

❶ تہذیب الکمال: 1249/3، تہذیب التہذیب: 363/9، الکاشف: 82/3، الجرح والتعدیل: 92/8، میزان الاعتدال: 662/3، الوافی بالوفیات: 238/4، نسیم الریاض: 89/3، المغنی: 5861۔

❷ تہذیب الکمال: 1316/3، تہذیب التہذیب: 85/10، تقریب: 239/2، الکاشف: 133/3، الجرح والتعدیل: 1257/8، میزان الاعتدال: 161/3، الثقات: 179/9۔

ہمیں عمر بن محمد العمری نے اپنی سند کے ساتھ مروان بن محمد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں سعید بن عبدالعزیز نے بیان کیا کہ جناب عمر بن عبدالعزیز نے اہل مدینہ کو خط لکھا کہ: جو بدون علم کے عبادت کرے گا وہ سدھار سے زیادہ بگاڑ کرے گا اور جس نے اپنے کلام کو اپنے عمل سے کم رکھا وہ لایعنی امور میں کم پڑے گا اور جس نے بحث اور خصومات کے لیے علم سیکھا اسے نقل مکانی زیادہ کرنا پڑے گی۔

(۳۳۶) ۷/ ۲۴ع: الحافظ، المقری، الزاھد، القدوہ شیخ الاسلام ابوعلی حسین الجعفی الکوفی رحمہ اللہ: ❶

یہ حسین بن علی بن ولید ہیں جو بنو جعف کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ حمزہ سے قراءت سیکھی، ابوعمرو بن علاء، اعمش، جعفر بن برقان، سفیان اور متعدد ائمہ سے حدیث سنی۔ اور آپ سے احمد، اسحاق، ابن فرات، یحییٰ، عبد بن حمید، الدوری، محمد بن عاصم اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن معین وغیرہ آپ کو ثقہ کہتے ہیں: محمد بن رافع کا قول ہے کہ موصوف جعفی کوفہ کے راہب ہیں۔ ابن قتیبہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابن عیینہ کو ان کے آنے کی خبر دی گئی تو اچھل کر کھڑے ہوگئے اور انکے ہاتھ چومے اور کہا: یہ تو بڑا ہی افضل آدمی آیا ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری کہتے ہیں: آج اگر ابدال میں سے کوئی باقی ہے تو وہ حسین جعفی ہیں۔

حمید بن ربیع کا قول ہے: ہم نے شیخ جعفی سے دس ہزار سے زیادہ احادیث لکھی ہیں۔ احمد عجلی بیان کرتے ہیں: جعفی ثقہ تھے۔ میں نے ان سے افضل نہیں دیکھا۔ میں نے جب بھی دیکھا تو انھیں بیٹھے ہوئے ہی دیکھا۔ بڑے خوش لباس تھے۔

۲۰۳ھ میں وفات پائی۔ (ایک قول ۲۰۴ھ کا بھی ہے۔)

میں کہتا ہوں موصوف نے ۸۴ برس کی عمر پائی۔

(۳۳۷) ۷/ ۲۵ع: الحافظ ابومحمد روح بن عبادہ بن علاء بن حسان القیسی، البصری رحمہ اللہ: ❷

موصوف نے ابن عون، حسین معلم، ابن ابی عروبہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور اس کا بھرپور اہتمام کیا۔

آپ سے احمد، اسحاق، بندار، کوسج، بشر بن موسیٰ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

کدیمی، ابن مدینی کا قول نقل کرتے ہیں: میں نے روح کی ایک لاکھ سے زیادہ احادیث میں غور کر کے ان میں سے دس ہزار کو لکھ لیا۔

یعقوب بن شیبہ بیان کرتے ہیں: موصوف لوگوں کے کام اپنے ذمے لے لیا کرتے تھے۔ بے حد زیادہ احادیث بیان کرتے تھے۔ میں نے ابن المدینی کو کہتے سنا ہے: روح ہمیشہ حدیث میں ہی مشغول رہے۔ خطیب بیان کرتے ہیں: روح نے

---

❶ تہذیب الکمال: 292/1، تہذیب التہذیب: 357/2، تقریب: 177/1، الکاشف: 232/1، الجرح والتعدیل: 252/3، لسان المیزان: 302/2، الوافی بالوفیات: 11/13۔

❷ تہذیب الکمال: 418/1، تہذیب التہذیب: 293/3، تقریب: 253/1، الکاشف: 313/1، میزان الاعتدال: 342/1، لسان المیزان: 217/7۔

سنن واحکام پر کتابیں لکھیں۔ تفسیر کو جمع کیا اور آپ ثقہ تھے۔ ابن فرات کہتے ہیں: روح میں بارہ طعن کیے گئے ہیں جن میں سے ایک بھی پایۂ تحقیق کو نہیں پہنچا۔

میں کہتا ہوں: روح کی حدیث اصولِ اسلام کی جملہ کتابوں میں موجود ہے، جمادی الاولیٰ ۲۰۵ھ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت عمر اسی برس سے زیادہ تھی۔ قواریری نے ان میں اس لیے کلام کیا ہے کیوں کہ اُنھوں نے مالک سے نوسو احادیث روایت کی ہیں۔ انھیں اس قدر زیادہ احادیث روایت کرنے پر تعجب ہوا تھا۔

امام نسائی کہتے ہیں: روح قوی نہیں ہے۔

(۳۳۸) ۷/۲۶م ۴: الحافظ، الزاھد، المحدث، الجوال، الرحال ابوالحسین زید بن حباب العکلی الکوفی رحمہ اللہ: ❶

موصوف علم کی خاطر بے حد پھرنے والے اور سفر کرنے والے تھے۔ قرہ بن خالد، سلیمان بن سیف، ایمن بن نابل اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے عراق، حجاز، شام اور مصر میں حدیث سنی۔ ان سے احمد، محمد بن رافع، سلمہ بن شبیب، یحییٰ بن ابی طالب اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن المدینی وغیرہ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ امام احمد انھیں صاحبِ حدیث دانا اور علمی اسفار کرنے والا کہتے ہیں۔ موصوف فقر کو خوب برداشت کرتے، اندلس میں حدیث کی بابت ان کی مثال دی جاتی تھی۔ میں نے ان سے کوفہ اور اندلس دونوں جگہ حدیث لکھی ہے۔ میں کہتا ہوں: میرا خیال یہ ہے کہ موصوف امام احمد معاویہ بن صالح کو ملنے اندلس گئے تھے۔ اُنھوں نے مکہ میں ابوالحسین سے حدیث سنی تھی۔ یزید بن ہارون نے بڑے ہونے کے باوجود ان سے حدیث روایت کی ہے۔ مطین نے ان کا سن وفات ۲۰۳ھ بتلایا ہے۔

میں کہتا ہوں: موصوف ثقہ تھے البتہ دوسرے ان سے قوی تھے۔

(۳۳۹) ۷/۲۷ع: الامام ابومحمد سعید بن عامر الضبعی البصری رحمہ اللہ: ❷

حبیب بن شہید، یونس بن عبید، محمد بن عمرو، ابن ابی عروبہ سے حدیث روایت کی۔ اور احمد، اسحاق، ابن معین، عبد بن حمید، حارث بن ابی اسامہ اور بے شمار لوگوں نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔

یحییٰ قطان کا قول ہے: موصوف چالیس سال سے شیخ مصر تھے۔ مجھے ان کے پڑوس پر فخر تھا۔ ابن فرات بیان کرتے ہیں: میں نے بصرہ میں ان جیسا نہیں دیکھا۔ امام احمد کا قول ہے: میں نے ابومحمد اور حسین جعفی سے افضل کوئی نہیں دیکھا۔

ابوحاتم انھیں صدوق پر غلطی کر جانے والا کہتے ہیں۔ ابن معین انھیں ثقہ اور مامون قرار دیتے ہیں۔

---

❶ تہذیب الکمال: 450/1، تہذیب التہذیب: 42/3، تقریب: 273/1، الکاشف: 337/1، الجرح والتعدیل: 2538/3، میزان الاعتدال: 100/2، لسان المیزان: 223/7۔

❷ تہذیب الکمال: 495/1، تہذیب التہذیب: 50/4، تقریب: 299/1، الکاشف: 364/1، الجرح والتعدیل: 208/4۔

شوال ۲۰۸ھ میں چھیاسی سال کی عمر پا کر وفات پائی۔ ان کی عوالی "غیلانیات" میں موجود ہے۔

ہمیں کدیمی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں ابو محمد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں شعبہ نے عبدالرحمن بن قاسم سے، انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"میرے پاس ایک تصویروں والا کپڑا تھا۔ ایک دفعہ میں نے وہ کپڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نماز پڑھتے ہوئے کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع فرمایا۔" سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند فرمایا۔ سو میں نے اسے پھاڑ کر اس کے دو تکیے بنا لیے۔"

اسے امام مسلم نے ابن راھویہ کے واسطے سے سعید بن عامر سے بیان کیا ہے۔

(۳۴۰) ۲۸/۷ م ۴: حافظ کبیر ابوداود سلیمان بن داود بن جارود الطیالسی، الفارسی الاصل، البصری رحمہ اللہ: [1]

آپ آلِ زبیر کے آزاد کردہ غلام تھے۔ خاندان فارس ایران سے تھا۔ زبردست عالم اور حافظ تھے۔ ابن عون، ایمن بن نابل، ہشام دستوائی، شعبہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ آپ سے احمد، فلاس، بندار، ابن فرات اور عباس دوری وغیرہ بے شمار لوگوں نے حدیث سنی۔

فلاس بیان کرتے ہیں: میں نے ان سے بڑا حافظ نہیں دیکھا۔ ان کے رفیق ابن مہدی انھیں سب سے زیادہ صادق قرار دیتے ہیں۔ عامر بن ابراہیم ابوداود طیالسی کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں نے ایک ہزار مشائخ سے حدیث لکھی ہے۔

وکیع کا قول ہے: اب ابوداؤد سے زیادہ طویل احادیث کو یاد رکھنے والا کوئی نہیں رہا۔ جب یہ بات ابوداؤد کو پہنچی تو فرمایا: اب چھوٹی حدیثیں یاد رکھنے والا بھی کوئی نہیں رہا۔ ابن المدینی بیان کرتے ہیں میں نے ان سے بڑا حافظ نہیں دیکھا۔

عامر بن شبہ کا قول ہے: لوگوں نے ابوداؤد طیالسی کے حافظہ سے چالیس ہزار احادیث لکھی ہیں۔

میں کہتا ہوں: چونکہ وہ صرف اپنا حافظہ پر بھروسہ کرتے تھے اس لیے احادیث میں غلطی کر جاتے تھے۔ ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت عمر اسی برس تھی۔ ان کی مقدسی پر فخر کے لیے ایک عالی حدیث بھی ہے۔

ہمیں ابن قدامہ وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ ابوداؤد طیالسی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں ابن عون نے نافع سے، انھوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"گھوڑوں کی پیشانیوں پر قیامت تک کے لیے خیر کو باندھ دیا گیا ہے۔" [2]

---

[1] تہذیب الکمال: 534/1، تہذیب التہذیب: 182/4، تقریب: 323/1، الکاشف: 192/1، میزان الاعتدال: 203/2، لسان المیزان: 237/7۔

[2] صحیح البخاری: کتاب المناقب، رقم الباب: 28۔

(۳۴۱) ۷/۲۹س: قاسم بن یزید الجرمی، الموصلی رحمہ اللہ: [1]

موصوف موصل کے عالم وزاہد تھے۔ ابن ابی ذئب، ثور بن یزید، حریز بن عثمان اور ثوری وغیرہ سے حدیث سنی آپ سے محمد بن عبداللہ بن عمار، علی بن حرب اور ایک جماعت نے حدیث روایت کی ہے۔

ابو حاتم نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ یزید بن محمد ازدی کا قول ہے: الجرمی متورع، زاہد اور سفیان کے اصحاب میں سے تھے حدیث کے حافظ اور فقیہ تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف بڑے درجے کا عالم، عابد وزاہد تھے۔ علماء نے انھیں حدیث وفقہ کا عالم کہا ہے۔ ۱۹۴ھ میں وفات پائی۔

ہمیں ابو علی بن خلال اور اسحاق صفار نے اپنی سند کے ساتھ قاسم بن یزید سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں عبدالعزیز بن رفیع نے عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ، اُنھوں نے اپنے والد سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''زمانہ کو گالی مت دو کہ اللہ خود زمانہ ہے۔'' [2]

(۳۴۲) ۷/۴۳۰: الحافظ ابو عبداللہ ضمرہ بن ربیعہ القرشی الدمشقی ثم الرملی رحمہ اللہ: [3]

موصوف بڑے نیکوکار اور مامون تھے۔ قریش کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھے۔ ابراہیم بن ابی عبلہ، ثوری، ابن شوذب، عثمان بن ابی عطاء، اوزاعی ان کے آزاد کردہ غلام علی بن ابی جملہ اور محدثین کی ایک جماعت سے حدیث سنی۔ ان سے دحیم، عمرو بن عثمان، ابو عمیر، عیسیٰ بن نحاس اور بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

ابن معین وغیرہ انھیں ثقہ کہتے ہیں: امام احمد کا قول ہے: ضمرہ مجھے بقیہ سے زیادہ محبوب ہیں۔ آدم کا قول ہے: ان کے دماغ سے جو باتیں نکلتی ہیں ان کی بنا پر میں نے ان سے زیادہ دانا کسی کو نہیں دیکھا۔ ابن سعد انھیں ثقہ مامون، خیر اور سب سے افضل کہتے ہیں۔

موصوف نے رمضان ۲۰۲ھ میں وفات پائی۔ ابن یونس انھیں اپنے زمانہ کا فقیہ قرار دیتے ہیں۔ موصوف نے اسی سال عمر پائی تھی۔

---

[1] تہذیب الکمال: 1118/2، تہذیب التہذیب: 341/8، تقریب: 121/2، الکاشف: 395/2، الجرح والتعدیل: 703/7، سیر الاعلام: 281/9۔

[2] مسند احمد: 299/5، 311۔

[3] تہذیب الکمال: 620/2، تہذیب التہذیب: 460/4، تقریب: 374/1، الکاشف: 38/2، میزان الاعتدال: 230/2، الوافی بالوفیات: 368/16۔

(۳۴۳) ۷/۳۱ع: الحافظ، الثبت ابومحمد عبید اللہ بن موسیٰ العبسی الکوفی المقری رحمہ اللہ: ❶

موصوف بنو عبس کے آزاد کردہ غلام اور بڑے عبادت گزار تھے۔ ان کا شمار شیعہ کے کبار علماء میں ہوتا تھا۔ ۱۲۰ھ کے بعد پیدا ہوئے۔ وکیع کے معاصرین میں شمار ہوتے ہیں۔ لیکن ہم نے ان کے ذکر کو ان کی موت کے متاخر ہونے کی وجہ سے مؤخر کیا ہے۔

ہشام بن عروہ، اسماعیل بن ابی خالد، اعمش، ثوری، ابن جریج، حنظلہ بن ابی سفیان، اوزاعی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ ان سے امام بخاری نے روایت کی ہے پھر امام بخاری اور دیگر محدثین نے ان سے "عن رجل" کہہ کر حدیث روایت کی ہے۔

ان سے احمد، اسحاق، یحییٰ، ابوبکر بن ابی شیبہ، عباس دوری، دارمی، حارث تیمی، کدیمی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن معین انھیں ثقہ اور ابوحاتم صدوق اور ثقہ قرار دیتے ہیں۔ ابونعیم کا قول ہے: عبید اللہ اسرائیل کے بارے میں ان سب سے زیادہ ثبت ہیں البتہ ابونعیم ان سے زیادہ متقن ہیں۔

عجلی بیان کرتے ہیں: موصوف قرآن کے عالم اور سردار تھے میں نے انھیں کبھی سر اُٹھاتے یا ہنستے نہیں دیکھا۔

میں کہتا ہوں: اُنھوں نے حمزہ زیات سے قراءت سیکھی۔ ابوداود کا قول ہے: عبید اللہ شیعہ اور محرف تھا احمد بن یوسف السلمی کہتے ہیں: میں نے ان سے تیس ہزار احادیث لکھی ہیں۔ ابن سعد نے ان کا سن وفات ذی الحجہ ۲۱۳ھ بتلایا ہے۔

ہمیں ابن قدامہ وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ عبید اللہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں یونس بن ابی اسحاق نے ابوداود سے، اُنھوں نے ابی الحمراء رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جس نے ہمارے ساتھ ملاوٹ والا معاملہ کیا وہ ہم میں سے نہیں۔'' ❷

(۳۴۴) ۷/۳۲ع: الامام العلامہ ابویحییٰ اسحاق بن سلیمان القیسی الرازی الکوفی رحمہ اللہ: ❸

موصوف کا شمار سر برآوردہ علماء میں ہوتا ہے۔ حنظلہ بن ابی سفیان، ابن ابی ذئب، حریز بن عثمان اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی۔ جب کہ احمد بن حنبل، محمد بن رافع، اسحاق الکوسج، احمد بن ازہر، حسن ابن مکرم البزاز اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

---

❶ تہذیب الکمال: 889/2، تہذیب التہذیب: 50/7، الکاشف: 234/2، الجرح والتعدیل: 1582/5، میزان الاعتدال: 16/3، لسان المیزان: 297/7، سیر الاعلام: 553/9۔

❷ صحیح مسلم: کتاب البیوع، رقم الحدیث 164۔

❸ تہذیب الکمال: 84/1، تہذیب التہذیب: 234/1، الکاشف: 110/1، الجرح والتعدیل: 223/2، الوافی بالوفیات: 413/8، مجمع الزوائد: 88/10، تاریخ بغداد: 324/6۔

موصوف ثقہ، حجت، زاہد، صالح اور بڑے خشوع والے تھے۔ الکوبج کا قول ہے: موصوف کس قدر خشوع والے تھے۔ ہر گھڑی روتے ہی رہتے تھے۔ ۱۹۹ھ یا ۲۰۰ھ میں وفات پائی۔

ہمیں عبداللہ بن محمد الادیب نے اپنی سند کے ساتھ اسحاق بن سلیمان سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں میں نے مالک کو سنا، وہ کہتے ہیں ہمیں اسحاق بن عبداللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ:

''ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ نے ایک نجرانی موٹے کناروں والی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ اتنے میں ایک دیہاتی نے آپ کی چادر کو پیچھے سے آکر اس قدر زور سے کھینچا کہ میں نے گردن مبارک پر اس چادر کا اثر دیکھا۔ پھر بولا: اے محمد! مجھے اللہ کے اس مال میں سے دے جو تیرے پاس ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مڑ کر اسے دیکھا تو ہنس پڑے اور اسے کچھ دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔''

اس حدیث کو امام مسلم نے: ''عن عمرو الناقد عن اسحاق بن سلیمان'' کے طریق سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث ہمارے پاس اس سے عالی طریق سے موجود ہے۔

(۳۴۵) ۷/ ۳۳ ع: الامام، الحافظ، الواعظ، القدوہ ابو عمرو بشر بن السری المعروف بہ الافوہ، البصری رحمہ اللہ: [1]

موصوف مکہ رہ پڑے تھے اور مسعر، سفیان، زائدہ اور حماد بن سلمہ سے حدیث بیان کی ہے۔ ان سے امام احمد، ابن المدینی، فلاس اور بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: حدیث میں زبردست اتقان حاصل تھا۔ ابو حاتم انھیں ثبت اور صالح کہتے ہیں اور ابن معین ثقہ قرار دیتے ہیں جب کہ حمیدی نے انھیں جہمی بتلایا ہے۔

میں کہتا ہوں: موصوف ثبت ہیں اُنھوں نے جہمی عقائد سے رجوع کر لیا تھا۔ ۱۹۵ھ یا ۱۹۶ھ میں وفات پائی۔

(۳۴۶) ۷/ ۳۴ خ، س: الامام فقیہ دیار مصریہ ابو عبداللہ عبدالرحمن بن قاسم العتقی المصری رحمہ اللہ: [2]

موصوف بنی عتق کے آزاد کردہ غلام تھے، مالک بن انس سے حدیث سنی اور ان سے تفقہ حاصل کیا۔ ان کے علاوہ عبدالرحمن بن شریح، بکر بن مضر، نافع بن ابی نعیم سے حدیث بیان کی۔ اور آپ سے اصبغ بن فرج، حارث بن مسکین، عیسیٰ بن مثرود، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔ موصوف نے علم کی طلب میں بے شمار مال خرچ کیا۔

---

[1] تہذیب الکمال: 148/1، تہذیب التہذیب: 450/1، الکاشف: 155/1، طبقات اصبھان: ت 53، تاریخ ابن معین: 59، رجال الصحیحین: 198۔

[2] تہذیب الکمال: 811/2، تہذیب التہذیب: 252/6، تقریب: 495/1، الکاشف: 148/2، الجرح والتعدیل: 325/5، الثقات: 374/8۔

امام نسائی رحمہ اللہ کا قول ہے: عبدالرحمن ثقہ مامون اور عالم ہیں۔ عبدالرحمن کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ حاکم کے تحفے قبول نہ کیا کرتے تھے۔ ابن مسکین کا قول ہے: ابن قاسم عجیب متورع اور زاہد تھے میں نے انھیں یہ دعا مانگتے سنا ہے:

''اے اللہ! دنیا کو مجھ سے اور مجھے دنیا سے روک دے۔''

موصوف نے اٹھاون برس اور چند ماہ کی زندگی پا کر صفر ۱۹۱ھ میں وفات پائی۔ میں نے ''تاریخ الاسلام'' میں ان کے مناقب ذکر کیے ہیں۔

ہمیں ابو علی الامین نے اپنی سند کے ساتھ ابن قاسم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں مجھے مالک نے ابو زناد سے، اُنھوں نے اعرج سے، اُنھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''جب میرا بندہ مجھ سے ملنے کو پسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہوں۔'' ❶

ہمیں ابن عساکر نے اپنی سند کے ساتھ ابن قاسم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں مجھے مالک نے ابن شہاب سے، اُنھوں نے عروہ سے، اُنھوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعات نماز ادا فرماتے تھے اور ایک رکعت وتر پڑھتے پھر اپنے داہنے پہلو پر لیٹ جاتے یہاں تک موذن آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کرتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو ہلکی رکعات نماز ادا فرماتے۔''

اس حدیث کو صرف امام مسلم نے ''یحیی بن یحیی عن مالك'' کے طریق سے روایت کیا ہے۔

(۳۴۷) ۷/۳۵ ع: الحافظ، الثبت ابو احمد محمد بن عبداللہ بن زبیر بن عمر الزبیری الاسدی الکوفی الحبال رحمہ اللہ: ❷

موصوف نے یونس بن ابی اسحاق، عیسیٰ بن طہمان، فطر، سفیان اور ان کے طبقہ کے ائمہ سے حدیث روایت کی ہے۔ اور آپ سے احمد، محمود بن غیلان، احمد بن فرات، محمد بن رافع اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

نصر بن علی جناب ابو احمد کا قول نقل کرتے ہیں: مجھے سفیان کی سب کتابیں چوری ہو جانے کی کوئی پروا نہیں وہ سب مجھے زبانی یاد ہیں۔

بندار بیان کرتے ہیں: میں ابو احمد سے بڑا حافظ کبھی نہیں دیکھا۔ عجلی انھیں ثقہ اور متشیع کہتے ہیں۔ ابو حاتم کا قول ہے: ابو احمد عابد اور مجتہد تھے البتہ انھیں وہم ہوتا تھا۔ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ اہواز میں ۲۰۲ھ میں وفات پائی۔ (ایک قول ۲۰۳ھ کا بھی ہے)۔

---

❶ صحیح مسلم: کتاب الذکر، رقم الحدیث: 14-18۔

❷ تہذیب التہذیب: 254/9، تقریب: 176/2، الجرح والتعدیل: 297/7، الثقات: 58/9۔

ہمیں محمد بن قایماز نے اپنی سند کے ساتھ ابو احمد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں ابن ابی حسین نے، عطاء سے اُنھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''اللہ نے جو بھی بیماری اتاری ہے (ساتھ میں) اس کی دوا بھی ضرور اتاری ہے۔''❶

(۳۴۸) ۷/ ۳۶ع: حافظِ کبیر ابو کامل مظفر بن مدرک الخراسانی ثم البغدادی رحمہ اللہ:❷

موصوف شیبان نحوی، عاصم بن محمد العمری، عبدالعزیز بن ماجشون، حماد بن سلمہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ ان کی شعبہ سے ملاقات نہیں۔ ان سے احمد، ابن معین، محمد بن عبداللہ مخرمی اور دوسرے لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: یہاں اصحاب حدیث ابو کامل، ابوسلمہ خزاعی اور ہیثم بن جمیل ہیں۔ البتہ ہیثم ان میں بڑے حافظ ہیں۔ جب کہ ابو کامل اتقان میں فائق تھے۔ موصوف درست فہم، وقار اور ہیبت کے مالک تھے۔

ابن معین کہتے ہیں: میں نے ان سے یہ بات سیکھی ہے موصوف نیک آدمی تھے ان جیسا کوئی کم ہی تھا۔ ابوخیثمہ کا قول ہے: وکیع کے بغیر وہ ہمارے پاس نہ رہتے تھے۔

ابوداود کا قول ہے: وہ ثقہ ہیں ثقہ ہیں۔ نسائی انھیں ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔ ابراہیم حربی نے ان کا سن وفات ۲۰۷ھ میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں: بڑھاپے میں وفات پانے کے باوجود ان کا نام مشہور نہ ہوا۔

(۳۴۹) ۷/ ۷ ۳م س: حافظ، امام ابوسلمہ منصور بن سلمہ الخزاعی محدثِ بغداد رحمہ اللہ:❸

عبدالعزیز بن ماجشون، حماد بن سلمہ، مالک اور اس طبقہ کے لوگوں سے حدیث حاصل کی۔ احمد، ابوبکر الاعین، صاعقہ، ابوبکر صاغانی، احمد بن ابی خیثمہ اور بے شمار لوگوں نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔

ہمیں مسلم بن علان نے اپنی سند کے ساتھ ابوسلمہ سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں ہمیں سلیمان بن بلال نے اپنے والد سے اُنھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''گھنٹی یہ شیطان کی بانسری ہے۔''❹

---

❶ صحيح البخاری، کتاب الطب، رقم الباب: 1۔

❷ تهذيب الكمال: 1337/3، تهذيب التهذيب: 183/10، تقريب: 255/2، الكاشف: 152/3، طبقات الحفاظ: 159، المعين: 853، معجم طبقات الحفاظ: 174، تاريخ بغداد: 125/13۔

❸ صحيح مسلم: کتاب اللباس، رقم الحدیث: 104۔

❹ تهذيب الكمال: 1375/3، تهذيب التهذيب: 308/10، تقريب: 276/2، الكاشف: 176/3، الجرح والتعديل: 176/8، معجم طبقات الحفاظ: 176، طبقات الحفاظ: 161۔

ابن معین وغیرہ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ احمد بن ابی خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا کہ ایک دن ہم جب ابو سلمہ خزاعی کے پاس سے اُٹھے تو میں نے کہا آج تو ہم ایک سخت ٹکر مارنے والے مینڈھے کے پاس سے لکھ کر اُٹھے ہیں۔"

دار قطنی کا قول ہے: ابو سلمہ ان بلند مرتبہ حفاظ میں سے ہیں جس سے رجال کے بارے میں پوچھا جاتا تھا اور ان کا قول لیا جاتا تھا۔

احمد بن حنبل، ابن معین وغیرہ نے ان کے علم کو لیا ہے۔ ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ سرحدی محاذ پر نکلے اور مصیصہ میں ۲۱۰ھ میں وفات پا گئے۔ موصوف ثقہ اور حدیث سے متمتع ہونے والوں سے تھے۔

(۳۵۰) ۷/ ۳۸ ع: الحافظ ابونضر ہاشم بن قاسم لیثی، خراسانی ثم بغدادی رحمہ اللہ: [1]

موصوف قیصر کہلاتے تھے۔ شعبہ، ابن ابی ذئب، حریز بن عثمان اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث حاصل کی، احمد، اسحاق ابن المدینی، عبد بن حمید، عباس دوری ابن فرات وغیرہ بے شمار لوگ ان سے روایت کرنے والوں میں سے ہیں۔

امام احمد کا قول ہے: ابو نضر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والوں میں سے تھے۔ ابن مدینی انھیں ثقہ اور عجلی ثقہ، صاحب سنت اور اہل بغداد کا فخر کہتے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ سن ولادت ۱۳۴ھ اور تاریخ وفات صحیح قول کے مطابق ذی القعدہ ۲۰۷ھ میں ہے۔

ہمیں ابن قدامہ وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ ابو نضر سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں ہمیں ابو معاویہ شیبان نے عاصم سے اُنھوں نے صالح سے اُنھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک عیسیٰ بن مریم امام عادل اور عدل گستر قاضی بن کر اتریں گے جس وقت قریش کی امارت ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی ہوگی۔ چنانچہ وہ خنزیر اور بندروں کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے اور سجدہ صرف اللہ رب العالمین کے لیے رہ جائے گا۔"

یہ حدیث غیر مرفوع ہے۔

(۳۵۱) ۷/ ۳۹ ع: الحافظ، العلامہ ابوزکریا یحییٰ بن آدم القرشی الکوفی الاحول رحمہ اللہ: [2]

موصوف صاحب تصانیف ہیں۔ یونس بن ابی اسحاق، عیسیٰ بن طہمان، مسعر، ثوری اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ احمد، اسحاق، یحییٰ، عبد بن حمید، حسن بن علی بن عفان اور ایک دنیا نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

---

[1] تهذيب الكمال: 1433/3، تهذيب التهذيب: 18/11، تقريب: 314/2، الكاشف: 217/3، ميزان الاعتدال: 290/4، الكامل: 2573/7، المعين: 861، نسيم الرياض: 234/1۔

[2] تہذیب الکمال: 1484/3، تہذیب التہذیب: 175/11، تقریب: 341/2، الجرح والتعدیل: 128/9، دیوان الاسلام، ت: 2197، سیر الاعلام: 522/9، الثقات: 252/9۔

ابن معین اور نسائی نے انھیں ثقہ اور ابوداود نے یکتائے روزگار کہا ہے۔

یعقوب بن شیبہ کا قول ہے: ابوزکریا ثقہ اور فقیہ ہیں، میں نے علی بن عبداللہ کو یہ دعا مانگتے سنا ہے: ''اللہ یحییٰ بن آدم پر رحم فرمائے۔ ان کے پاس کیا علم تھا!!!، پھر ان کی تعریف کرنے لگے۔

ابواسامہ بیان کرتے ہیں: میں نے جب بھی یحییٰ کو دیکھا تو مجھے شعبہ یاد آ جاتے۔

ہمیں دعلج نے اپنی سند کے ساتھ ابن مدینی کا یہ قول بیان کیا ہے: میں نے اکثر صحیح احادیث میں غور کیا تو مجھے جملہ اسانید چھ میں دائر نظر آئیں۔

① اہل مدینہ کی سند میں ابن شہاب
② اہل مکہ کی سند میں عمرو بن دینار
③ اہل بصرہ کی سند میں قتادہ اور یحییٰ بن ابی کثیر
④ اہل کوفہ کی سند میں ابواسحاق اور اعمش۔

پھر ان چھ کی اسانید اہل اصناف کی طرف لوٹتی ہیں جو اصحاب تصانیف ہیں چنانچہ:

* مدینہ میں مالک اور ابن اسحاق
* مکہ میں ابن جریج اور ابن عیینہ
* اہل بصرہ میں سعد بن ابی عروبہ، حماد بن سلمہ، ابوعوانہ، شعبہ اور معمر
اور ابن آدم نے ان چھ کے چھ سے حدیث سنی ہے۔
* اہل کوفہ میں سفیان ثوری
* شام میں اوزاعی اور
* واسط میں ہشیم

میں کہتا ہوں: موصوف حماد بن زید کو ذکر کرنے سے رہ گئے۔

پھر آگے کہتے ہیں: پھر ان بارہ کا علم یحییٰ قطان، یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ اور وکیع پر ختم ہو جاتا ہے۔

پھر ان تین کا علم ابن مبارک، ابن مہدی اور یحییٰ بن آدم پر ختم ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں: یحییٰ نے ربیع الاوّل ۲۰۳ھ میں وفات پائی۔ جائے وفات "فم الصلح" نامی جگہ ہے۔ ہمارے پاس ان کی عوالی میں سے ایک حدیث ان کی "کتاب الخراج" میں مذکور ہے۔

(۳۵۲) ۷/۴۰ع: ابوعمر شبابہ [1] بن سوار الفزاری المدائنی۔ [2]

موصوف حافظ ہیں اور ان کا ذکر المتمع میں ہے۔

---

[1] ایک قول یہ ہے کہ نام مروان بن سوار، کنیت ابوعمرو اور تاریخ وفات ۲۵۴ یا ۲۵۵ یا ۲۵۶ھ ہے۔

[2] تہذیب الکمال: 569/2، تقریب: 345/1، الکاشف: 3/2، الثقات: 312/8، الوافی بالوفیات: 98/16۔

(۳۵۳) ۷/ ۱۴۱ ع: المؤدب ابو محمد یونس بن محمد بن مسلم البغدادی رحمہ اللہ: [1]

بغداد کے کبار حفاظ میں شمار ہوتے ہیں، ابن معین وغیرہ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ شیبان نحوی، حماد بن سلمہ، فلیح بن سلیمان اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی ہے۔ اور ان سے احمد، ابن المدینی، رمادی، حارث بن ابی اسامہ اور بے شمار لوگ حدیث روایت کرنے والے ہیں۔

صفر ۲۰۸ھ میں بڑھاپے سے قبل وفات پائی۔ روایت کا وقت آنے سے قبل وفات پائی۔ لیکن اس کے باوجود ان کی ذہانت اور بے پناہ حافظہ کی وجہ سے دواوین اسلام میں ان کی روایات موجود ہیں۔

(۳۵۴) ۷/ ۲۴۲م ۴: الامام، العلم، حَبر الامہ، ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن عثمان بن شافع بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبدمناف بن قصی بن کلاب القرشی المطلبی الشافعی المکی رحمہ اللہ: [2]

آپ کا نسب حضرت رسالت مآب ﷺ کے نسب سے جاملتا ہے آپ نبی کریم ﷺ کی سنت کے مددگار تھے۔ ۱۵۰ھ میں بمقام غزہ پیدا ہوئے۔ دودھ چھوٹا تو مکہ لے جایا گیا اور وہیں پرورش پائی۔ علوم حاصل کیے ان میں خوب مہارت پیدا کی۔ مسلم زنجی سے فقہ سیکھی۔

اپنے چچا محمد بن علی سے اور عبدالعزیز بن ماجشون، امام مالک، اسماعیل بن جعفر، ابراہیم بن ابی یحییٰ اور بے شمار لوگوں سے حدیث بیان کی۔ آپ سے امام احمد، حمیدی، ابوعبید، بویطی، ابوثور، ربیع مرادی، زعفرانی اور نہ جانے کتنے لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ سب سے ماہر تیرانداز قریشی تھے۔ دس میں سے دس تیر نشانہ پر جالگتے تھے۔ آپ پہلے امام اور محدث ہیں جو تیراندازی، شعر، لغت، ایامِ عرب کے ماہر تھے، پھر فقہ اور حدیث کی طرف متوجہ ہوئے۔ مقریٔ مکہ اسماعیل بن قسطنطین سے قرآن سیکھا۔ ہر رمضان میں ساٹھ قرآن ختم کرنے کا دستور تھا۔ پھر مؤطا یاد کر کے امام مالک کو سنادی۔ ابھی عمر بیس برس بھی نہ تھی کہ مسلم بن خالد نے انھیں فتویٰ دینے کی اجازت دے دی۔ محمد بن حسن الفقیہ اور قربختی سے حدیث لکھی ہے۔

یہ سب باتیں ابن ابی حاتم نے ربیع کے واسطہ سے خود امام شافعی سے روایت کی ہیں۔ بے پناہ ذکاوت اور حافظہ کے باوجود حافظہ کو اور قوی بنانے کے لیے لوبان کا استعمال کرتے تھے۔

ابن راھویہ بیان کرتے ہیں: مجھے امام احمد نے مکہ میں کہا: آؤ میں تمھیں ایک ایسا آدمی ملواتا ہوں تیری آنکھوں نے اس جیسا آدمی دیکھا نہ ہوگا۔ پھر مجھے امام شافعی کے سامنے لاکر کھڑا کر دیا۔

---

[1] تہذیب الکمال: 1571/3، تقریب: 386/2، الکاشف: 305/3، الجرح والتعدیل: 473/9، العبر: 356/1۔

[2] تہذیب الکمال: 1161/3، تہذیب التہذیب: 25/9، تقریب: 143/2، الکاشف: 17/3، الجرح والتعدیل: 1130/7، الوافی بالوفیات: 171/2، تاریخ بغداد: 56/2۔

ابوثور کا قول ہے: میں نے شافعی جیسا آدمی نہیں دیکھا اور نہ خود انھوں نے کوئی اپنا مثل دیکھا تھا۔ حرملہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے سنا ہے: مجھے بغداد میں "ناصر حدیث" کا نام دیا گیا۔ احمد وغیرہ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ ابن معین کا قول ہے: ان میں کوئی حرج نہیں۔ فضل بن زیاد بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد کو یہ بیان کرتے سنا ہے: جو بھی قلم وقرطاس تھامے گا وہ امام شافعی کا زیر بار منت احسان ہوگا۔

ابن راحویہ بیان کرتے ہیں: شافعی امام ہیں۔ جو بھی رائے سے کلام کرتا ہے مگر شافعی اس کی زیادہ اتباع کرنے والے پر کم خطا کرنے والے ہوتے تھے۔

ابوداؤد کہتے ہیں: میں امام شافعی کی کسی خطا روایت کو نہیں جانتا۔ ابوحاتم انھیں صدوق کہتے ہیں، ایک صحیح روایت میں امام شافعی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں: جب صحیح حدیث آجائے تو میرا قول دیوار پر دے مارنا۔ ربیع بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ بیان کرتے سنا ہے: اگر میں ایک صحیح حدیث روایت کر کے خود اس پر عمل نہ کروں تو تم گواہ رہو کہ میری عقل جاتی رہی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ: اس مختصر رسالہ میں امام شافعی کے مناقب کا استقصاء ممکن نہیں۔ اس لیے آپ لوگ میری دوسری کتابیں (۱) تاریخ دمشق (۲) اور تاریخ الاسلام کی مراجعت کریں۔

موصوف حدیث کے حافظ اور علل کے ماہر تھے۔ امام شافعی سے جو باتیں ثابت ہیں ان کو قبول کیا جائے گا اگر طویل زندگی پاتے تو اور علوم دے جاتے۔

اوّل شعبان ۲۰۴ھ میں بمقام مصر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ ۱۹۹ھ کا سال آپ پر ختم تھا۔ رحمہ اللہ۔ امام شافعی، امام احمد، ابن المدینی، ابن معین حافظ ابن مفضل کے چار طبقات میں سے طبقہ رابعہ کے لوگ ہیں۔

(۳۵۵) ۷/ ۳۴۳ق: حافظِ کبیر، محدثِ انطاکیہ ابوسہل ہیثم بن جمیل البغدادی رحمہ اللہ: ❶

موصوف نے حماد بن سلمہ، مالک، لیث بن زہیر، شریک بن عبداللہ، مندل بن علی اور ان جیسے ائمہ محدثین سے حدیث روایت کی ہے۔ اور ان سے امام احمد، ذہلی، محمد بن عوف الطائی، یوسف بن سعید بن مسلم اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

احمد عجلی انھیں ثقہ اور صاحب سنت کہتے ہیں، امام احمد بیان کرتے ہیں: ہمارے نزدیک اصحاب حدیث ابوکامل، ابوسلمہ خزاعی اور ہیثم بن جمیل ہیں اور ان میں بڑے حافظ ہیثم بن جمیل ہیں۔ دارقطنی کا قول ہے: ہیثم ثقہ اور حافظ ہیں۔ ابن عدی بیان کرتے ہیں: ہیثم ثقات پر غلطی کر جاتے تھے۔

ابن قانع نے ان کا سن وفات ۲۱۳ھ بتلایا ہے۔ صرف ابن ماجہ نے ان کی روایت کی ہے۔

---

❶ تہذیب الکمال: 1454/3، تہذیب التہذیب: 90/11، تقریب: 326/2، الکاشف: 230/3، الجرح والتعدیل: 351/9، میزان الاعتدال: 320/4، لسان المیزان: 422/7۔

غیلانیات میں میری اسناد کے ساتھ ہیثم بن جمیل شریک سے، وہ ہشام سے، وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: بھلا کوا کون کھاتا ہے؟ جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام فاسق رکھا ہے، اللہ کی قسم! کوا پاکیزہ چیزوں میں سے نہیں۔"

(۳۵۶) ۷/ ۴۴ ع: داود بن یحییٰ بن یمان العجلی الکوفی رحمہ اللہ: ❶

زبردست اور سر برآوردہ محدثین اور اثبات میں سے تھے۔ ۱۷۰ھ کی حدود میں علم حدیث حاصل کیا اپنے والد اور دوسرے لوگوں سے حدیث بیان کی ہے ان کی حدیث مشہور نہ ہوسکی کیوں کہ تقریباً پچاس کے پیٹے میں وفات پا گئے تھے۔ ان سے ان کے رفیق معاویہ بن عمرو ازدی نے حدیث روایت کی ہے۔ اگر لمبی عمر پاتے تو بڑا نام ہوتا۔ ۲۰۳ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

(۳۵۷) ۷/ ۴۵ ع: حافظِ کبیر صاحبِ تصانیف ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری، الصنعانی رحمہ اللہ: ❷

موصوف نے تھوڑی سی احادیث عبید اللہ بن عمر سے روایت کی ہیں، ان کے علاوہ ثور بن یزید، معمر، اوزاعی، ابن جریج، ثوری اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ تجارت کی غرض سے شام گئے تو کبار محدثین سے ملے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں احمد، اسحاق، ابن معین، ذہلی، احمد بن صالح، رمادی، اسحاق بن ابراہیم الدبری اور بے شمار لوگوں کے نام آتے ہیں۔

عبدالرزاق خود بیان کرتے ہیں: میں نے سات سال تک معمر کی مجلس میں شرکت کی ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں: عبدالرزاق معمر کی حدیث کو یاد کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں: عبدالرزاق کو متعدد ائمہ نے ثقہ کہا ہے۔ آپ کی حدیث صحاح میں بھی مروی ہے۔ بعض روایات میں منفرد بھی ہیں۔ تشیع کا الزام بھی ہے۔ البتہ حبِ علی رضی اللہ عنہ کے سوا غلو سے کام نہ لیتے تھے اور قاتلین علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے تھے۔

سلمہ بن شبیب عبدالرزاق کا قول نقل کرتے ہیں۔: اللہ کی قسم! مجھے کبھی اس بات کا شرح صدر نہیں ہوا کہ میں جناب علی رضی اللہ عنہ کو خلفائے ثلاثہ پر فضیلت دوں۔

موصوف علم والے اور علم کا برتن تھے۔ البتہ وکیع اور ابن مہدی کے درجہ کے حافظ نہ تھے۔

ابن سعد نے ان کا سن وفات شوال ۲۱۱ھ بتلایا ہے۔

---

❶ الجرح والتعدیل: 428/3۔

❷ تہذیب الکمال: 161/2، الکاشف: 194/2، التاریخ الکبیر: 130/6، الجرح والتعدیل: 204/6، میزان الاعتدال: 609/2، لسان المیزان: 278/7، سیر الاعلام: 563/9۔

میں کہتا ہوں: عبدالرزاق نے ۸۵ برس زندگی پائی ہے۔ اگر ہم ان کے احوال کو تفصیل سے بیان کریں تو ہماری یہ کتاب طویل ہو جائے۔

(۳۵۸) ۷/۶/۴۶ع: الحافظ ابو حبیب حبان بن ہلال البصری رحمہ اللہ: [1]

موصوف نے شعبہ، ابان بن یزید، حماد بن سلمہ اور ان کے طبقہ کے محدثین سے حدیث سنی ہے۔ البتہ کوئی علمی سفر نہ کیا تھا۔ اور ان سے دارمی، یعقوب فسوی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ موصوف کی حدیث صحاح ستہ میں مذکور ہے۔

امام احمد اور بے شمار لوگوں نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ ابن سعد انھیں ثقہ ثبت اور حجت کہتے ہیں۔ وفات سے قبل حدیث بیان کرنا موقوف کر دی تھی۔

موصوف نے بصرہ میں ۲۱۶ھ میں وفات پائی۔ (ایک قول 220ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)

میں کہتا ہوں: حدیث بیان کرنے سے رکنے کی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کی حدیث کو نہیں لیا۔ امام احمد فرماتے ہیں: بصرہ میں علم حدیث کی تحقیق ان پر ختم تھی۔

ہمیں ابن ابی عمر وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ حبان بن ہلال سے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمیں حماد بن سلمہ نے ثابت سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: (ہجرت کے موقع پر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے سواری پر سوار ہوئے اور جب جناب ابی بکر رضی اللہ عنہ قریش کی کسی جماعت کے پاس سے گزرتے تو لوگ پوچھتے، اے ابو بکر! تیرے ساتھ یہ آدمی کون ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جواب دیتے: یہ آدمی مجھے رستہ دکھاتا ہے" لیکن یہ روایت خطا ہے کیوں کہ اس روایت کا ایک راوی کدیمی معتبر نہیں ہے۔

(۳۵۹) ۷/۷/۴۷ع: الحافظ، الامام شیخ خراسان ابو سکن مکی بن ابراہیم (بن فرقد بن بشیر) تمیمی، حنظلی، بلخی رحمہ اللہ: [2]

موصوف نے یزید بن ابی عبید، جعفر صادق، بہز بن حکیم، ابوحنیفہ، ہشام بن حسان، ابن جریج اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ اور خود ان سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری، امام احمد، ابن معین، ذھلی، دوری، کدیمی اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔ ان میں سب سے آخر میں وفات پانے والے معمر بن محمد بن معمر بلخی ہیں۔

---

[1] تہذیب الکمال: 223/1، تہذیب التہذیب: 170/2، تقریب: 146/1، التاریخ الکبیر: 113/3، الجرح والتعدیل: 297/2، العبر: 369/1، الوافی بالوفیات: 284/11۔

[2] تہذیب الکمال: 1370/3، تہذیب التہذیب: 293/10، تقریب: 273/2، الکاشف: 173/3، الجرح والتعدیل: 2061/8، تاریخ اسماء الثقات: 1451۔

عبدالصمد بن مفضل بلخی بیان کرتے ہیں: میں نے مکی بن ابراہیم کو یہ کہتے سنا ہے: میں نے ساٹھ حج اور ساٹھ نکاح کیے ہیں، دس سال تک کعبہ کی مجاورت کی ہے اور سترہ تابعین سے حدیث لکھی ہے۔ (ایک قول ۲۱۴ تابعین سے حدیث لکھنے کا بھی ہے)۔

میں کہتا ہوں: مکی عبادات گزاروں میں سے تھے۔ ابن سعد انھیں ثقہ اور ثبت کہتے ہیں جب کہ دارقطنی نے انھیں ثقہ اور مامون کہا ہے۔

امام نسائی کا "عمل الیوم واللیلۃ" میں قول ہے: ہمیں یزید بن سنان نے مکی سے، اُنھوں نے مالک سے، اُنھوں نے نافع سے، اُنھوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور اُنھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا: وہ فرماتے ہیں: دورِ نبوی میں دو قسم کے متعہ ہوتے تھے، پھر نبی کریم ﷺ نے ان سے منع بھی فرمایا اور ان پر عقاب بھی فرمایا، وہ یہ ہیں (۱) ایک متعۃ النساء (۲) اور متعۃ الحج۔"

امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث معضل ہے۔ میں نہیں جانتا کہ مکی کے سوا اسے کسی اور نے روایت کیا ہو اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ اس حدیث کو کہاں سے لائے ہیں۔

خود مکی سے روایت ہے کہ میں ۱۲۶ھ میں پیدا ہوا اور سترہ برس کی عمر میں طلبِ حدیث میں لگ گیا۔

ابن سعد کا قول ہے کہ: موصوف مکی نے شعبان ۲۱۵ھ میں بلخ میں وفات پائی۔

ہمیں ابوالمعالی قرافی نے اپنی سند کے ساتھ مکی بن ابراہیم سے بیان کیا، وہ صلت بن دینار سے، وہ ابونضرہ سے، وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو (زمین پر) اپنے قدموں پر چلتے پھرتے شہید کو دیکھنا چاہے تو وہ طلحہ بن عبیداللہ کو دیکھ لے۔"

اس حدیث کے روایت کرنے میں صلت متفرد ہیں جو ایک ضعیف راوی ہیں اور دارقطنی نے انھیں غیر قوی کہا ہے۔

(۳۶۰) ۷/ ۸ ۴ ع: الحافظ، شیخ الاسلام ابوعاصم ضحاک بن مخلد الشیبانی، البصری رحمہ اللہ: [1]

موصوف نے جعفر بن محمد، یزید بن ابی عبید، سلیمان التیمی، ابن جریج، بہز بن حکیم اور دیگر کبار محدثین سے حدیث سنی ہے۔ اگر ان کی وفات متاخر نہ ہوتی تو انھیں وکیع بلکہ ابن مبارک کے ساتھ ذکر کیا جاتا۔

ان سے امام احمد، بندار، دارمی، ابوعبداللہ بخاری، حارث بن ابی اسامہ، ابومسلم الکجی اور بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

بے پناہ ذہانت اور عقل کی وجہ سے "نبل" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ جب بھی حدیث بیان کی اپنے حافظہ سے ہی

---

[1] تہذیب الکمال: 617/2، تہذیب التہذیب: 450/4، تقریب: 373/1، الکاشف: 36/2، التاریخ الکبیر: 376/4، الجرح والتعدیل: 2042/4، میزان الاعتدال: 325/2۔

بیان کی۔ عمر بن شبۃ کا قول ہے: اللہ کی قسم! میں نے ابو عاصم کا مثل نہیں دیکھا۔ بخاری وغیرہ کا قول ہے کہ ہم نے ابو عاصم کو یہ کہتے سنا ہے: جب سے میں نے یہ سنا ہے کہ غیبت غیبت کرنے والے کو نقصان دیتی ہے، میں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی۔

ابوداود کا قول ہے: ابو عاصم کو اپنی عمدہ احادیث میں سے ایک ہزار احادیث یاد تھیں۔ ابن سعد بیان کرتے ہیں: ابو عاصم ثقہ اور فقیہ تھے۔ بصرہ میں ۱۴ ذی الحجہ ۲۱۲ھ میں وفات پائی (ایک قول ۲۱۱ھ میں ایک اور ایک قول ۲۱۳ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے نوے سال اور چند ماہ کی عمر پائی۔ خطیب بیان کرتے ہیں: ابو عاصم نے جعفر بن محمد سے صرف ایک ہی حدیث روایت کی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بات جعفر بن محمد کے ترجمہ میں گزر چکی ہے۔

(۳۶۱) ۷/ ۴۹ع: الامام، المقری المحدث شیخ الاسلام ابوعبدالرحمن عبداللہ بن یزید العمری العدوی المکی رحمہ اللہ: ❶

آپ بنی عدی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ایک سو بیس ہجری کے قریب پیدا ہوئے، ابن عون، ابو حنیفہ، کہمس، شعبہ، عبدالرحمن افریقی، سعید بن ابی ایوب، حرملہ بن عمران، یحییٰ بن ایوب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ حدیث پر بے حد توجہ دی۔ طویل زندگی پائی۔ اور جملہ کتب حدیث میں ان کی حدیث موجود ہے۔

امام بخاری، احمد، اسحاق، عباس دوری، حارث بن محمد، بشر بن موسیٰ اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

امام نسائی وغیرہ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ محمد بن عاصم بیان کرتے ہیں: میں نے مقری کو یہ کہتے سنا ہے: میں اس وقت نوے سے سو سال کی عمر کے درمیان ہوں۔ میں نے بصرہ میں چھتیس برس تک قرآن کی تعلیم دی ہے۔ جب کہ یہاں مکہ میں پینتیس برس تک قرآن پڑھایا ہے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے حروف کی تعلیم نافع وغیرہ سے حاصل کی ہے۔ موصوف حدیث اور قراءتوں والے تھے۔ موصوف نے ۲۱۳ھ میں وفات پائی (ایک قول ۲۱۲ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔ **القطیعات** میں ان کی عالی حدیث موجود ہے۔ پھر صحیح بخاری میں بھی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

❶ تہذیب الکمال: 757/2، تہذیب التہذیب: 83/6، تقریب: 462/1، الکاشف: 144/2، التاریخ الکبیر: 228/5، الوافی بالوفیات: 678/17، طبقات ابن سعد: 367/5۔

(۳۶۲) ۷/ ۵۰ خ، د، س، ق: ابوعمرو حفص بن عبداللہ بن راشد السلمی رحمہ اللہ: [1]

ایک قول یہ ہے کہ آپ کی کنیت ابوسہل ہے۔ آپ نیشاپور کے قاضی اور وہاں کے شیخ الاثر تھے۔ ابراہیم بن طہمان کی صحبت میں رہے اور ان سے کثرت کے ساتھ حدیث روایت کی ہے۔ خوب علمی اسفار کیے اور یونس بن ابی اسحاق ابن ابی ذئب، عمر بن ذر، سفیان ثوری، مسعر اور متعدد لوگوں سے حدیث بیان کی ہے۔ جب کہ خود آپ سے آپ کے بیٹے احمد اور قطن بن ابراہیم، محمد بن عقیل اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔ ان میں سے سب سے آخر میں وفات پانے والے محمد بن عمر اور قشمر د ہیں۔

امام نسائی فرماتے ہیں: ان میں کوئی حرج نہیں۔ محمد بن عقیل کا قول ہے: آپ بیس برس تک قاضی رہے آثار و اخبار سے فیصلہ دیا کرتے تھے، اور رائے سے ہرگز کوئی فیصلہ نہ کرتے تھے۔ آپ کے فرزند احمد کا قول ہے: میرے والد نے شعبان ۲۰۹ھ میں وفات پائی۔

ہمیں ابن قو اس نے اپنی سند کے ساتھ ابوعمرو حفص سے بیان کیا، وہ ابراہیم بن طہمان سے، وہ مالک سے، وہ زہری سے وہ سالم سے بیان کرتے ہیں کہ اُنھوں نے ایک شامی کو سنا جو جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر تمتع کرنے کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ اُنھوں نے فرمایا: یہ حلال ہے۔ اس نے کہا: پر آپ کے والد (جناب عمر رضی اللہ عنہ) تو اس سے منع فرماتے تھے۔ اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ذرا بتلاؤ تو کہ ایک بات سے اگر میرے والد منع کریں جب کہ وہ کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو تو کیا تم میرے والد کی بات پر چلو گے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امر پر چلو گے؟ اس آدمی نے عرض کیا: نہیں بلکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امر پر چلوں گا۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔'' سعید بن داود نے مالک سے اس کا متابع ذکر کیا ہے۔

(۳۶۳) ۷/ ۵۱ ع: الحافظ، ابوعبدالرحمن الاسود بن عامر شاذان رحمہ اللہ: [2]

موصوف کا شمار ثبت محدثین میں ہوتا ہے۔ ہشام بن حسان، طلحہ بن عمرو، شعبہ، ثوری، جریر بن حازم اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی ہے۔ اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں، احمد، علی، ابوثور احمد بن خلیل برجلانی، حارث بن ابی اسامہ، دارمی اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ہمیں ایک جماعت نے اپنی سند کے ساتھ اسود بن عامر سے، اُنھوں نے اسرائیل سے، اُنھوں نے ابواسحاق سے، اُنھوں نے یزید بن ابی مریم سے، اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ جب موذن اذان دے اور آدمی (اذان کے بعد) یہ دعا مانگے:

---

[1] تهذيب الكمال: 303/1، تهذيب التهذيب: 403/2، تقريب: 186/1، الكاشف: 240/1، الجرح والتعديل 752/3، الوافی بالوفیات: 101/13، سیر الاعلام: 485/9، الثقات: 199/8۔

[2] موصوف کے ترجمہ کی تخریج اصل عربی نسخہ میں موجود نہیں۔ نسیم

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اَعْطِ مُحَمَّدًا سُؤْلَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔"

("اے اللہ! اے اس کامل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے رب! روزِ قیامت جناب محمد ﷺ کو ان کی مراد عطا فرما) تو اسے روزِ قیامت نبی کریم ﷺ کی شفاعت ضرور نصیب ہوگی۔"

(۳۶۴) ۷/ ۵۲ ع: الحافظ القاضی، الامام، ابوعلی حسن بن موسیٰ الاشیب، البغدادی رحمہ اللہ: ❶

موصوف موصل، طبرستان اور حمص کے قاضی رہے ہیں۔ بڑی شان کے مالک تھے۔ ابن ابی ذئب، حریز بن عثمان، شعبہ، حمادین اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، احمد، ابوخیثمہ، ابواسحاق جوزجانی، حجاج بن شاعر، عبد بن حمید، بشر بن موسیٰ، اسحاق الحربی اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

ابن معین وغیرہ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ ابن عمار کا قول ہے: موصل میں ایک گرجا تھا جو ویران ہوگیا۔ نصاریٰ جمع ہوکر موصوف اشیب کے پاس ایک لاکھ دراہم جمع کر کے لے گئے کہ وہ ان کے لیے اس گرجے کی تعمیر نو کا حکم جاری کردیں۔ اُنھوں نے فرمایا: یہ مال گواہوں کو دے دو۔ جب وہ لوگ جامع مسجد میں حاضر ہوئے تو موصوف اشیب نے کہا: تم لوگ میرے خلاف اس بات کی شہادت دو کہ میں نے اس گرجے کی تعمیر نو کی ممانعت کا حکم دیا ہے۔ اس پر نصاریٰ متنفر ہوگئے اور اشیب نے ان کا مال انھیں واپس کردیا۔

ابوحاتم بیان کرتے ہیں: میں "رے" میں ان کے جنازہ میں شریک تھا۔ ابن سعد نے ان کا سن وفات ۲۰۹ھ اور جائے وفات "رے" بیان کی ہے۔

ابوبکر شافعی بیان کرتے ہیں ہمیں اسحاق بن حسن نے، وہ کہتے ہیں ہمیں اشیب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں ابوجعفر رازی نے ربیع بن انس سے۔ اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: "نبی کریم ﷺ نے لوٹ مار کرنے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ: "جس نے لوٹا وہ ہم میں سے نہیں۔" ❷

(۳۶۵) ۷/ ۵۳ ع: الحافظ علی بن حسن بن شقیق المروزی العبدی رحمہ اللہ: ❸

آپ مرو کے محدث ہیں۔ کنیت ابوعبدالرحمن تھی، علی بن حسین بن واقد، ابوحمزہ السکری، ابوالمنیب عبیداللہ العتکی، ابراہیم بن طہمان، اسرائیل اور قیس بن ربیع سے حدیث سنی۔ جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ اور دوسروں نے ان سے "عن رجل" کہہ کر

---

❶ تہذیب الکمال: 280/1، تہذیب التہذیب: 323/2، تقریب: 171/1، خلاصۃ التہذیب: 221/1، الکاشف: 227/1، التاریخ الکبیر: 306/2، الجرح والتعدیل: 160/3، میزان الاعتدال: 524/1۔

❷ سنن ابی داود، کتاب الحدود، رقم الباب: 14۔

❸ تہذیب الکمال: 960/2، تہذیب التہذیب: 298/7، تقریب: 34/2، الکاشف: 281/2، الجرح والتعدیل: 984/6، الثقات: 460/8، سیر الاعلام: 349/3، تاریخ بغداد: 370/11۔

حدیث روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ احمد، ابن معین، احمد بن یسار، دوری، آپ کے بیٹے محمد بن علی اور دوسرے بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: ان میں کوئی حرج نہیں۔ اُنھوں نے ارجاء سے رجوع کرلیا تھا۔ ابن معین کا قول ہے: ہمارے پاس خراسان سے ان سے افضل کوئی نہیں آیا۔ موصوف ابن مبارک کے علوم کے عالم تھے۔ اور ان سے بار ہا کتابیں سنی تھیں۔ عباس بن مصعب کا قول ہے: موصوف متعدد علوم وفنون کے جامع اور عبداللہ کی کتابوں کے سب سے بڑے حافظ شمار کیے جاتے تھے۔ اول اول اہل کتاب سے مناظرے کرتے تھے۔ یہاں تک کہ تورات اور انجیل کو خود لکھا پھر بڑھاپے میں جا کر پڑھنے اور لکھنے قابل نہ رہے۔ اس لیے دو یا تین احادیث بیان کیا کرتے تھے۔ ۲۱۵ھ میں وفات پائی (ایک قول ۲۱۱ھ میں اور ایک قول ۲۱۲ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔)

میں کہتا ہوں: موصوف نے اُٹھہتر برس کی زندگی پائی۔ صحیح بخاری میں ان کی عالی حدیث موجود ہے۔

(۳۶۶) ۷ / ۵۴ ع: الامام، المحدث، بصرہ کے شیخ و قاضی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن مثنی بن عبداللہ بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بن نضر النجاری، الاوسی، الانصاری رحمہ اللہ: [1]

موصوف نے سلیمان تیمی، حمید، ابن عون، جریری، ابن جریج، ابن ابی عروبہ اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری، امام احمد، بندار یحییٰ، اسماعیل سمویہ، ابوحاتم، اسماعیل قاضی، ابومسلم الکجی اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔ کجی آپ کے اصحاب میں سے سب سے آخری تھے۔

ابن معین وغیرہ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ ابوحاتم کا قول ہے: میں نے ائمہ میں تین ہی آدمی دیکھے ہیں: احمد، انصاری اور سلیمان بن داوٗد ہاشمی۔ ساجی بیان کرتے ہیں: موصوف بڑے جلیل القدر اور عالم تھے، ان پر رائے کا غلبہ تھا۔ اس لیے یحییٰ قطان کی طرح علم حدیث کے میدان کے آدمی نہ تھے۔

ابن قتیبہ بیان کرتے ہیں: ہارون الرشید نے انھیں مشرق کا قاضی بنایا لیکن امین نے خلافت سنبھالتے ہی انھیں معزول کر دیا۔ انصاری خود بیان کرتے ہیں: میں ۱۱۸ھ میں پیدا ہوا۔ میں جس بھی خلیفہ سے ملنے گیا با دلِ نخواستہ ہی گیا۔

ابن سعد نے ان کا سن وفات ۲۱۵ھ بتلایا ہے۔

ہمیں موئل بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ انصاری سے بیان کیا، وہ تیمی سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ آیت اس طرح پڑھا کرتے تھے: "انی نذرت للرحمن صوما و صمتا"

---

[1] تہذیب الکمال: 1225/3، تہذیب التہذیب: 274/9، تقریب: 180/2، الکاشف: 64/3، میزان الاعتدال: 598/3، لسان المیزان: 365/7، معجم طبقات الحفاظ، ص: 160۔

(۳۶۷) ۷/۵۵ ع: الحافظ، اللغوی ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰ تیمی، بصری رحمہ اللہ: ❶

موصوف صاحبِ تصانیف تھے، ہشام بن عروہ اور ابی عمرو بن علاء سے حدیث روایت کی ہے۔ موصوف صاحب حدیث نہ تھے۔ بس سبقتِ قلمی کی بنا پر ان کا تذکرہ زیر قلم آ گیا۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن المدینی، عمر بن شبۃ، ابوعثمان المازنی، ابوالعیناء اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

جاحظ بیان کرتے ہیں: روئے زمین پر ابوعبیدہ سے بڑا خارجی اور ان سے زیادہ علوم کا جامع کوئی نہیں۔ ابن مدینی نے ان کے ذکر کے بعد ان کی روایات کو صحیح کہا ہے۔ موصوف نے ۲۱۰ یا ۲۰۹ ھ میں وفات پائی ہے۔

ہمیں ابن قدامہ نے اپنی سند کے ساتھ ابوعبیدہ سے، اُنھوں نے لبطہ بن فرزدق سے، اُنھوں نے اپنے والد سے بیان کیا وہ کہتے ہیں: میں حج پر گیا جب میں ذاتِ عرق کے پاس سے گزرا تو وہاں چند خیمے نصب دیکھے۔ میں نے پوچھا: یہ کن کے خیمے ہیں؟ لوگوں نے بتلایا کہ "جناب حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ہیں۔" سو میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا: پیچھے لوگوں کا حال کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: دل تو آپ کے ساتھ ہیں پر تلواریں بنی اُمیہ کے ساتھ ہیں۔

(۳۶۸) ۷/۵۶ ع: الفراء رحمہ اللہ: ❷

موصوف اخباری، علامہ، نحوی اور قوتِ حافظہ میں بے مثال تھے۔ موصوف اپنی جملہ تصانیف زبانی لکھوایا کرتے تھے۔ ۲۰۷ ھ میں مکہ کے رستے میں وفات پا گئے۔ نام یحییٰ بن زیاد اور عمر تریسٹھ برس تھی۔

(۳۶۹) ۷/۵۷ ع: الحافظ، الثبت، ابونعیم فضل بن دکین (دکین کا نام عمرو ہے) بن حماد بن زہیر الکوفی الملائی التیمی رحمہ اللہ: ❸

موصوف تاجر اور طلحہ بن عبید اللہ تیمی کے موالی میں سے تھے۔ اعمش، زکریا بن ابی زائدہ، عمرو بن زر، شعبہ اور متعدد لوگوں سے حدیث سنی۔ احمد، اسحاق، ابن معین، ذہلی، بخاری، دارمی، محمد بن جعفر القتات اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث بیان کی ہے۔ ابن مبارک نے ان سے متقدم ہونے کے باوجود ان سے روایت کی ہے۔

ہمیں فخر علی نے اپنی سند کے ساتھ ابونعیم سے، اُنھوں نے اعمش سے، اُنھوں نے ابراہیم سے، اُنھوں نے اسود سے، اُنھوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ "ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کی ایک بکری آئی۔"

---

❶ تہذیب الکمال: 1356/3، تہذیب التہذیب: 246/10، تقریب: 266/2، تاریخ بغداد: 252/13، المغنی: 6370، العبر: 359/1، سیر الاعلام: 445/9، معجم المؤلفین: 309/12۔

❷ تاریخ بغداد: 146/14، تہذیب التہذیب: 212/11، سیر الاعلام: 118/10۔

❸ تہذیب الکمال: 1096/2، تہذیب التہذیب: 280/8، تقریب: 110/2، الکاشف: 321/2، الجرح والتعدیل: 353/7، طبقات ابن سعد: 400/6، تاریخ بغداد: 346/12۔

اس روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے موافقت کے طور پر ذکر کیا ہے۔

امام احمد ابونعیم کا قول نقل کرتے ہیں: میں نے سو سے زیادہ ان مشائخ سے حدیث لکھی ہے جن سے ثوری نے حدیث لکھی ہے۔ امام احمد فرماتے ہی: ابونعیم وکیع سے کم خطا کرنے والے ہیں۔ موصوف شیوخ، ان کے انساب اور رجال کے بڑے عالم تھے۔ جب کہ وکیع ان سے بڑے فقیہ تھے۔ ابوزرعہ دمشقی کا قول ہے: میں نے ابن معین کو یہ کہتے سنا ہے: میں نے زندوں میں ان دو سے زیادہ ثبت محدث نہیں دیکھا (۱) ابونعیم (۲) اور عفان۔

احمد بن صالح کا قول ہے: میں نے ابونعیم سے زیادہ صدوق محدث نہیں دیکھا۔ یعقوب منسوی کا قول ہے: ہمارے اصحاب کا اس بات پر اجماع ہے کہ ابونعیم حد درجہ کے متقن تھے۔ ابوحاتم انھیں حافظ اور متقن کہتے ہیں۔ محمد بن عبدالوہاب بیان کرتے ہیں: ہم ابونعیم سے کسی حاکم سے زیادہ ڈرتے تھے۔

یحییٰ قطان کا قول ہے: جب یہ احول کسی روایت میں میری موافقت کر دے تو پھر مجھے مخالفت کرنے والوں کی کوئی پروا نہیں رہتی۔

موصوف کا سن ولادت ۱۳۰ھ ہے اور اخیر شعبان ۲۱۹ھ میں خوانیق اور بورشکین کے محاذ پر شہید ہو گئے۔

(۳۷۰) ۷/ ۵۸ ع: الحافظ، الثقہ، المکثر ابو عامر قبیصہ بن عقبہ بن محمد السوائی الکوفی رحمہ اللہ: [1]

شعبہ، ثوری، اسرائیل، ورقاء، فطر بن خلیفہ اور مسعر سے حدیث سنی۔ صغار تابعین سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہے۔ عیسیٰ بن طہمان وغیرہ سے بھی حدیث سنی ہے۔ آپ سے امام بخاری رحمہ اللہ اور دوسرے محدثین ایک واسطہ سے روایت کرتے ہیں۔

آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں عبد بن حمید، ابوزرعہ، ابوبکر صغانی، حارث بن ابی اسامہ اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

امام احمد فرماتے ہیں: قبیصہ ثقہ اور نیک ہے ان سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ بھلا کون سا علم ہے جو ان کے پاس نہیں ہے۔ البتہ کثیر الغلط تھے۔ عبداللہ بن احمد بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کو سنا کہ اُنھوں نے ابوحذیفہ نہدی کا ذکر کر کے فرمایا: سفیان کے علوم میں قبیصہ ان سے کہیں زیادہ ثبت ہیں۔ ابن معین کا قول ہے: قبیصہ ہر بات میں ثقہ ہیں سوائے سفیان کی حدیث کے وہاں یہ زیادہ قوی نہیں ہیں کیونکہ انھوں نے سفیان سے کم سنی میں حدیث سنی تھی۔ فسوی نے قبیصہ کو یہ کہتے سنا ہے: میں نے ایک فرض نماز جناب سفیان کے پیچھے ادا کی ہے۔

ابن نمیر کا قول ہے: اگر قبیصہ ہمیں نخعی سے بیان کریں تو ہم انھیں نخعی کے ساتھ قبول کریں۔ ابوزرعہ سے جب قبیصہ اور

---

[1] تہذیب الکمال: 1119/2، تہذیب التہذیب: 347/8، تقریب: 122/2، الکاشف: 396/2، الجرح والتعدیل: 722/7، میزان الاعتدال: 383/3، لسان المیزان: 340/7، تراجم الاحبار: 267/3۔

ابونعیم کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: قبیصہ زیادہ افضل جبکہ زیادہ متقن ابونعیم تھے۔ ابوحاتم کا قول ہے: میں نے ثوری کی احادیث میں قبیصہ اور ابونعیم کے اور شریک کی حدیث میں یحییٰ یمانی کے اور علی بن جعد کے خود اپنی حدیث میں کہ ان کے سوا کسی کو نہیں دیکھا جو حدیث سننے اور یاد کرنے کے بعد ایک لفظ بدلے بغیر ان کو بیان کرتے ہوں۔ ھناد بن السری انھیں زاہد کوفہ کہہ کر پکارتے تھے، ان کا ذکر آ جانے پر رو پڑتے اور فرماتے: بڑے نیک آدمی تھے۔ جعفر بن حمدویہ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ ہم جناب قبیصہ کے پاس بیٹھے تھے۔ ہمارے ساتھ دلف بن الامیر ابی دلف اپنے خادموں کے ساتھ بیٹھے تھے۔ امیر قبیصہ کے دروازے پر گئے۔ پر اُنھوں نے نکلنے میں تاخیر کی۔ خدام نے جا کر کہا: ملکِ جبل کا بیٹا تمھارے دروازے پر کھڑا ہے اور آپ ہیں کہ باہر نہیں آتے؟ اس پر قبیصہ باہر نکلے، دن کی ازار کے ایک پلو میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا اور فرمانے لگے: جو دنیا کے صرف اتنے پر راضی رہے بھلا اسے ملکِ جبل کے بیٹے سے کیا کام؟ اللہ کی قسم! میں انھیں حدیث بیان نہ کروں گا۔

موصوف نے ۲۱۵ھ میں اسی کے پیٹے میں وفات پائی۔

ہمیں ایک جماعت نے اپنی سند کے ساتھ قبیصہ سے، اُنھوں نے سفیان سے، اُنھوں نے حبیب بن ابی ثابت سے، اُنھوں نے ابوطفیل سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: زندوں میں مردہ کون ہے؟ (یا زندوں کی موت کیا ہے) فرمایا: جو منکر کو نہ تو ہاتھ سے روکے، نہ زبان سے اور نہ دل سے۔''

(۳۷۱) ۷/۵۹ خ: المحدث، الامام، ابوعمرو عثمان بن ہیثم بن جہم بن عیسیٰ بن حسان بن اشج عبدالقیس العبدی، العصری، البصری رحمہ اللہ: ❶

موصوف بصرہ کی جامع مسجد کے موذن تھے۔ ابن جریج، عوف اعرابی، ہشام بن حسان، مبارک بن فضالہ اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی ہے۔ امام بخاری، ذھلی، کجی، تیمی، ابوخلیفہ جمحی اور بے شمار لوگ آپ سے حدیث روایت کرنے والے ہیں۔

ابوحاتم بیان کرتے ہیں: موصوف صدوق ہیں البتہ اخیر عمر میں تلقین کے محتاج ہو گئے تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ۲۲۰ھ میں وفات پائی۔

ہمیں عبدالرحمن بن محمد وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ عثمان بن ہیثم سے، اُنھوں نے عوف سے، اُنھوں نے حسن سے، اُنھوں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چودھویں کی رات میں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سرخ جوڑا زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ سو میں کبھی ماہتاب کو تو کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا۔ میری نگاہوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے بھی زیادہ خوبصورت تھے۔''

---

❶ تہذیب الکمال: 921/2، تہذیب التہذیب: 157/7، تقریب: 152، الکاشف: 257/2، میزان الاعتدال: 59/3، لسان المیزان: 303/7۔

(۳۷۲) ۷/ ۶۰ ع: الحافظ، العابد، شیخ شام، ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن واقد الضبی، الترکی، الفریابی رحمہ اللہ: ❶

موصوف بنوضبہ کے آزاد کردہ غلام تھے، فلسطین کے شہر قیساریہ میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ عمر بن ذر، اوزاعی، ثوری، جریر بن حازم اور بے شمار لوگوں سے حدیث حاصل کی۔ جب کہ ابن وارہ، بخاری، عباس ترقفی عبداللہ بن محمد بن سعد بن ابی مریم اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں: فریابی اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھے۔ ابن زنجویہ کا قول ہے: میں نے ان سے زیادہ متورع نہیں دیکھا۔ محمد بن سہل بن عسکر بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نے فریابی کے ہمراہ بارش کی دعا مانگی، ابھی انھوں نے ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے کہ بارش برسنے لگی۔

دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فریابی ثوری کی احادیث میں اپنی فضیلت کی وجہ سے قبیصہ سے افضل ہیں۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ۲۱۲ھ کے اول میں وفات پائی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ ان سے ملنے چلے تھے کہ رستے میں ہی ان کی وفات کی خبر مل گئی تو حمص سے لوٹ گئے۔ صحیح بخاری میں ان کی ایک عالی حدیث ہے۔

(۳۷۳) ۷/ ۶۱ م ۴: الحافظ، الثقہ، الرحال ابوزکریا یحییٰ بن اسحاق البجلی، السیلحینی رحمہ اللہ: ❷

موصوف نے حماد بن سلمہ، ابان بن یزید، سعید بن عبدالعزیز، یحییٰ بن ایوب مصری، موسیٰ بن علی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی ہے۔ اور آپ سے احمد، ہارون بن عبداللہ الحمال، احمد بن زہیر، بشر بن موسیٰ، حارث بن محمد اور بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

امام احمد انھیں شیخ، صالح اور ثقہ قرار دیتے ہیں، ابن سعد کا قول ہے: ثقہ اور اپنی حدیث کے حافظ ہیں۔

میں کہتا ہوں: کثرتِ روایت کی بنا پر ان کی متعدد مفرد احادیث ہیں۔ شعبان ۲۱۰ھ میں وفات پائی۔

ہمیں عمر بن عبدالمنعم نے اپنی سند کے ساتھ ابوزکریا سے، انھوں نے ابن لہیعہ سے، انھوں نے یزید بن ابی حبیب سے انھوں نے ابوالخیر سے، انھوں نے ابورہم السماعی سے، انھوں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''میں اپنے پاس آنے والے فرشتے کی وجہ سے پیاز نہیں کھاتا۔''

---

❶ تہذیب الکمال: 1292/3، تہذیب التہذیب: 1535/9، تقریب: 221/2، الوافی بالوفیات: 253/5، الثقات: 57/9، الانساب: 205/10، تراجم الاحبار: 243/3، معرفۃ الثقات: 1663۔

❷ تہذیب الکمال: 1485/3، تہذیب التہذیب: 176/11، تقریب: 342/2، الکاشف: 249/3، میزان الاعتدال: 360/4، الانساب: 23/7، تراجم الاحبار: 274/4، طبقات ابن سعد: 340/7۔

(۳۷۴) ۷/ ۶۲ ع: الحافظ ابو یعلیٰ معلیٰ بن منصور الرازی ثم البغدادی الفقیہ رحمہ اللہ: [1]

موصوف سربرآوردہ علماء میں سے تھے۔ مالک، سلیمان بن بلال، لیث، شریک اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ اور ان سے ابوثور، ابوخیثمہ، رمادی، دوری اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

موصوف علم کا برتن تھے۔ ابن معین وغیرہ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ عجلی کا قول ہے: موصوف ثقہ، بڑے قابل اور صاحبِ سنت تھے۔ متعدد بار انھیں قضاء کی پیش کش ہوئی پر قبول نہ کی۔

یعقوب سدوسی کا قول ہے: ابو یعلی ثقہ، متقن اور فقیہ تھے۔ ابن عدی بیان کرتے ہیں: میں نے ان کی کوئی منکر حدیث رد نہیں کی۔ ابن سعد نے ان کا سن وفات ۲۱۱ھ بتلایا ہے۔ موصوف کی روایات جملہ کتب احادیث میں موجود ہیں۔ موصوف رائے اور حدیث دونوں امامت کے درجہ پر فائز تھے۔

ہمیں سنقر الزینی نے اپنی سند کے ساتھ ابو یعلی سے، اُنھوں نے لیث سے، اُنھوں نے بکیر بن عبداللہ سے، اُنھوں نے اسماعیل بن قعقاع بن عبداللہ بن ابی حدرد سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ: میرے دادا حضرت عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ نے چار اوقیہ مہر پر ایک عورت سے شادی کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا تو فرمایا: کاش تم لوگ پہاڑ تراشتے ہوتے۔" اور آگے حدیث ذکر ہے۔

(۳۷۵) ۷/ ۶۳ م، د، س، ق: الحافظ، ابو عبداللہ موسیٰ بن داؤد الضبی الکوفی قاضیٔ طرطوس رحمہ اللہ: [2]

موصوف نے شعبہ، سفیان، مبارک بن فضالہ، جریر بن حازم، مالک، لیث اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی ہے اور ان سے احمد، ذہلی، دوری اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ امام مسلم وغیرہ نے ان سے حجت پکڑی ہے دار قطنی انھیں مصنف، مکثر اور مامون کہتے ہیں۔ ابن سعد کا قول ہے: موصوف ثقہ اور صاحب حدیث ہیں۔ ۲۱۷ھ میں طرطوس کی قضا پر فائز تھے کہ وفات پا گئے۔

میں کہتا ہوں: ان سے روایت کرنے والوں میں بشر بن موسیٰ، اسحاق بن بہلول، محمد بن احمد بن نضر ازدی بھی شامل ہیں۔

(۳۷۶) ۷/ ۶۴ ع: الحافظ ابو محمد (یا ابو عدی) عثمان بن عمر بن فارس البصری رحمہ اللہ: [3]

آپ نے ہشام بن حسان، یونس بن یزید الایلی، اسامہ بن زید اللیثی، ابن ابی ذئب، شعبہ اور بے شمار لوگوں سے

---

[1] تہذیب الکمال: 1354/3، تہذیب التہذیب: 238/10، تقریب: 265/2، الکاشف: 164/3، الجرح والتعدیل: 1514/8، میزان الاعتدال: 150/4، لسان المیزان: 394/7، العبر: 361/1۔

[2] تہذیب الکمال: 1385/3، تہذیب التہذیب: 312/10، تقریب: 282/2، الکاشف: 183/3، تراجم الاحبار: 382/3، الانساب: 180/5، تاریخ بغداد: 33/13، المغنی: 6488، التمہید: 48/2۔

[3] تہذیب الکمال: 917/2، تہذیب التہذیب: 142/7، تقریب: 13/2، الکاشف: 254/2، میزان الاعتدال: 49/3، لسان المیزان: 302/7، تاریخ بغداد: 280/11۔

حدیث روایت کی ہے۔ میدانِ حدیث کے شہسوار تھے۔ احمد، اسحاق، ابوخیثمہ، فلاس، رمادی، دوری، کدیمی اور متعدد لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد آپ کو ثقہ اور نیک قرار دیتے ہیں۔ احمد عجلی کا قول ہے: عثمان ثقہ اور ثبت تھے۔ یحییٰ بن حکیم اور فلاس نے آپ کا سن وفات ۲۰۹ھ بتلایا ہے۔

ہمیں ابوالغنائم القیسی نے اپنی سند کے ساتھ عثمان بن عمر سے، انھوں نے افلح بن حمید سے، انھوں نے قاسم سے، انھوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے، سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''لوگوں کو سیدہ صفیہ کے حیض آجانے کا ڈر تھا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تو ہمیں روکنے والی ہے؟'' عرض کیا گیا کہ انھوں نے نحر کے دن طوافِ افاضہ کرلیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تب پھر کوئی بات نہیں۔''

(۳۷۷) ۷/ ۶۵ د، س، ق: الامام، الحافظ، الزاهد ابوعبدالرحمن خلف بن تمیم التمیمی الکوفی رحمہ اللہ: [1]

آپ کی نسبت کے بارے میں دو اقوال اور بھی ہیں۔ (۱) بجلی (۲) اور مخزومی، آپ۔ بنی مخزوم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ مصیصہ میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ ابراہیم بن ادھم سے حدیث روایت کی اور ان کی صحبت میں رہے۔ ان کے علاوہ اسرائیل، ثوری، زائدہ، عاصم بن محمد العمری، ابوالاحوص اور متعدد لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ جب کہ آپ سے آپ کے شیخ ابو اسحاق فزاری نے اور عمرو الناقد، حسین بن ابی السری، دوری، ترقفی اور بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

یعقوب بن شیبہ بیان کرتے ہیں: آپ ثقہ، صدوق، عبادت گزار اور مجاہد تھے۔ ابو حاتم آپ کو ثقہ اور صالح الحدیث کہتے ہیں۔

یوسف بن مسلم خود آپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ثوری سے دس ہزار احادیث سنیں ہیں۔ ابن حبان نے آپ کا سن وفات ۲۰۶ھ بتلایا ہے۔ موصوف بڑے عبادت گزار اور محنت کش آدمی تھے۔ ابن سعد نے سن وفات ۲۱۳ھ بتلایا ہے۔

(۳۷۸) ۷/ ۶۶: الحافظ، الثبت ابوعثمان عفان بن مسلم الانصاری، البصری الصفار محدث بغداد رحمہ اللہ: [2]

آپ انصار کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ۱۳۰ھ کے بعد پیدا ہوئے۔ شعبہ، ہشام دستوائی، حماد بن سلمہ، وہیب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی ہے۔ اور آپ سے احمد، اسحاق، علی، ابن معین، فلاس، ہلال بن علاء، حنبل بن اسحاق، ابو زرعہ دمشقی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

یحییٰ قطان کا قول ہے: جب عفان کسی حدیث میں میرے موافق ہوں تو مجھے مخالف کی پروا نہیں رہتی۔

---

[1] تہذیب الکمال: 373/1، تہذیب التہذیب: 147/3، تقریب: 225/1، الجرح والتعدیل: 1687/3، میزان الاعتدال: 659/1، الوافی بالوفیات: 356/13، الثقات: 227/8۔

[2] تہذیب الکمال: 941/2، میزان الاعتدال: 81/3، طبقات ابن سعد: 45/7، سیر الاعلام: 242/10۔

عجلی بیان کرتے ہیں: ابوعثمان ثقہ ثبت اور صاحب سنت تھے۔ معاذ بن معاذ قاضی نے انھیں مسائل کی بابت لوگوں کی جرح والتعدیل سے باز رہنے پر دس ہزار دینار کی پیش کش کی جس کو اُنھوں نے ٹھکرا دیا۔ اور فرمایا میں کسی کا حق باطل نہ کروں گا۔

یعقوب بن شبیہ کا قول ہے: میں نے ابن معین کو یہ کہتے سنا ہے: اصحاب حدیث پانچ ہیں۔ مالک، ابن جریج، ثوری، شعبہ اور عفان۔ ابوحاتم کا قول ہے: عفان ثقہ متقن اور پختہ ہیں۔

جعفر بن محمد الصائغ بیان کرتے ہیں: ایک جگہ عفان، ابن مدینی، ابن ابی شیبہ اور احمد بن حنبل اکٹھے ہو گئے تو عفان کہنے لگے: تین لوگ تین کی بابت کمزور اور ضعیف ہیں: ابن المدینی حماد بن زید کی بابت، احمد، ابراہیم بن سعد کی بابت، اور ابن ابی شیبہ، شریک کی بابت، اس پر ابن المدینی نے کہا: اور عفان شعبہ کی بابت۔

میں کہتا ہوں: یہ بطور مزاح کے تھا۔ کیوں کہ اپنی جوانی میں ان چاروں نے ان مذکورین سے حدیث لکھی ہے البتہ دوسرے ان کی بابت ان چاروں سے زیادہ ثبت ہیں۔ عفان ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے ابتلاء کے دور میں سر نہ جھکایا تھا۔

حنبل بیان کرتے ہیں: میں ابوعبداللہ اور ابن معین کے ساتھ عفان کے پاس تھا جب کہ اسحاق بن ابراہیم امیر نے آپ کی آزمائش کر لی ہوئی تھی۔ اتنے میں ابن معین بولے: ہمیں وہ قصہ تو بتلایئے۔ عفان بولے: اے ابوزکریا! میں نے تم لوگوں کا چہرہ سیاہ نہیں ہونے دیا۔ میں نے مامون کی بات نہ مانی تھی۔ میرے پاس مامون کا خط آیا کہ یا تو جواب دو ورنہ تمھارا وظیفہ بند کر دیا جائے گا۔ مامون مجھے ماہانہ پانچ سو دراہم وظیفہ دیتا تھا۔ چنانچہ اسحاق نے پوچھا: تم کیا کہتے ہو؟ تو میں نے "قل ھو اللہ احد" پڑھ دیا اور پوچھا: تم ہی بتلاؤ کیا یہ مخلوق ہے؟

اسحاق بولے: امیر آپ کا وظیفہ ختم کر دے گا۔ اس پر میں نے یہ آیت پڑھی:

{وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ} [الذاریات: ۲۲]

"اور تمھارا رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آسمان میں ہے۔"

اس پر وہ خاموش ہو گیا اور میں اُٹھ کھڑا ہوا۔

ابوخیثمہ اور ابن معین کا قول ہے: یہ واقعہ صفر ۲۱۹ھ کا ہے، اس کے چند دن بعد عفان وفات پا گئے۔ صحیح قول یہ ہے کہ عفان نے ۲۲۰ھ میں وفات پائی تھی۔

اور مذکورہ اسناد کے ساتھ جو محمد بن عبداللہ تک ہے، وہ جعفر بن شاکر سے، وہ عفان سے، وہ حماد بن سلمہ سے، وہ ابوسنان سے، وہ عثمان بن ابی سودہ سے، وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جب آدمی اپنے بھائی کی عیادت یا زیارت کرتا ہے تو رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: تو پاکیزہ ہوا اور تیرا چلنا

پاکیزہ ہوا اور تم نے جنت میں اپنا ایک ٹھکانا بنالیا۔“ ❶

(۳۷۹) ۷/ ۶۷ ع: الحافظ شام کے شیخ اور ان کے عالم ابو مسہر عبد الاعلی بن مسہر الغسانی الدمشقی المعروف، ابن ابی دارمہ رحمہ اللہ: ❷

موصوف ۱۴۰ھ میں پیدا ہوئے، سعید بن عبد العزیز، عبد اللہ بن علاء بن زبر، مالک بن انس اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی۔ اور آپ سے احمد، ذہلی، ابراہیم بن دیزل، عبد الرحمن القاسم الرواس، ابو زرعہ دمشقی اور ایک جماعت نے حدیث بیان کی ہے۔

ابوداؤد بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد کو یہ دعا مانگتے سنا ہے: اے اللہ! ابو مسہر پر رحم فرما وہ کیا ہی ثبت تھے۔ پھر ان کی تعریف کرنے لگے۔

ابو زرعہ، ابن معین کا قول نقل کرتے ہیں: جب سے میں بغداد سے نکل کر لوٹ کر بغداد آیا ہوں، میں نے اس دوران ابو مسہر جیسا آدمی نہیں دیکھا۔

میں کہتا ہوں: ابو مسہر ان لوگوں میں سے تھے جنھیں مامون کے ہاتھوں آزمائش سہنی پڑی تھی۔ وہ انھیں مجبور کرتا تھا کہ قرآن کو مخلوق کہو۔ حتیٰ کہ ان کا سر قلم کرنے کے لیے انھیں چمڑے کی کھال پر لٹا دیا اس پر انھوں نے قرآن کو مخلوق کہہ دیا۔ جس پر انھیں وہاں سے ہٹا دیا گیا۔ پھر مامون نے انھیں تقریباً سو دن کے لیے جیل میں ڈال دیا۔ اسی دوران ان کا وقت اجل آن پہنچا اور وہ ۲۱۸ھ میں وفات پا گئے۔

مجھے ان کی عوالی میں سے صرف وہ احادیث ملی ہیں جو اجازۃً مروی ہیں۔

(۳۸۰) ۷/ ۶۸ ع: الحافظ ابو الولید ہشام بن عبد الملک الطیالسی البصری رحمہ اللہ: ❸

موصوف بڑے رتبہ کے عالم تھے۔ ۱۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ عکرمہ بن عمار، عمر بن ابی زائدہ، شعبہ، ہشام دستوائی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی۔ اور ان سے دارمی، عبد بن حمید، بخاری، ابوداؤد، تمتام، کجی، محمد بن ضریس اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

میمونی امام احمد کا قول نقل کرتے ہیں: آج ابو ولید زمانہ کے شیخ ہیں۔ وہ متقن ہیں، میں ان پر کسی کو بھی ترجیح نہیں دیتا۔

احمد عجلی کا قول ہے: ابو الولید ثقہ اور ثبت ہیں۔ ابوداود طیالسی کے بعد تشنگانِ علوم کا مرجع اب یہی ہیں۔

---

❶ جامع الترمذی: کتاب البر، باب رقم: 64۔

❷ تہذیب الکمال: 761/2، تہذیب التہذیب: 98/6، تقریب: 465/1، سیر الاعلام: 228/10، الثقات: 408/8۔

❸ تہذیب الکمال: 1441/3، تہذیب التہذیب: 45/11، نسیم الریاض: 128/1، تراجم الاحبار: 153/4، الانساب: 114/9۔

احمد بن سنان ابو الولید کی تعریف ان الفاظ سے بیان کرتے ہیں: ہمیں امیر المؤمنین ابو الولید نے بیان کیا۔
ابن وارہ کا قول: میرا نہیں خیال کہ میں نے ان کا مثل دیکھا ہے۔ ابو حاتم انھیں فقیہ، عاقل، ثقہ اور حافظ کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے ان کے ہاتھ میں کبھی کتاب نہیں دیکھی۔
میں کہتا ہوں: موصوف نے پورے نوے برس کی زندگی پائی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا سن وفات ربیع الآخر ۲۲۷ھ بتلایا ہے۔
ہمیں عبدالخالق التاج نے اپنی سند کے ساتھ ابو الولید سے، انھوں نے یعلی بن حارث محاربی سے، انھوں نے ایاس بن سلمہ سے، انھوں نے اپنے والد سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں:
''ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کرتے تھے اس وقت دیواروں کا سایہ اتنا نہ ہوتا تھا کہ ہم ان کے نیچے کھڑے ہو سکتے۔''
اس حدیث کو امام مسلم نے ''عن اسحاق عن ابی الولید'' کے طریق سے روایت کیا ہے۔

(۳۸۱) ۷/۶۹ خ ۴: الحافظ، الثبت ابو المنیر بدل بن محبر الیربوعی، الواسطی ثم البصری رحمہ اللہ: ❶

موصوف نے شعبہ، حسن بن فرقد، زائدہ اور متعدد لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ اور بخاری، ابو یحییٰ بن ابی مسرہ، بندار، کدیمی اور بے شمار لوگوں نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔
ابو زرعہ انھیں ثقہ کہتے ہیں۔ ابو حاتم کا قول ہے، وہ میرے نزدیک، بہز، حبان اور عفان سے زیادہ راجح ہیں۔
موصوف بدل نے تقریباً اسی سال کی عمر پا کر ۲۱۵ھ کے قریب وفات پائی۔

(۳۸۲) ۷/۷۰ خ، م، د، ت، س: شیخ الاسلام الحافظ ابو عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب الحارثی، القعنبی، المدنی رحمہ اللہ: ❷

پہلے بصرہ میں پھر مکہ میں سکونت اختیار کی۔ ۱۳۰ھ کے بعد پیدا ہوئے۔ افلح بن حمید، ابن ابی ذئب، سلمہ بن وردان، مالک بن انس، شعبہ اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی۔ اور آپ سے ذہلی، عبد، ابو زرعہ، ابو خلیفہ جمحی، بخاری، ابو داود، مسلم اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔
ابو زرعہ بیان کرتے ہیں: میں نے قعنبی سے زیادہ جلیل القدر محدث سے حدیث نہیں لکھی۔

---

❶ تہذیب الکمال: 139/1، تہذیب التہذیب: 423/1، الجرح والتعدیل: 1748/2، میزان الاعتدال: 300/1، الثقات: 153/8۔

❷ تہذیب الکمال: 742/2، تہذیب التہذیب: 31/6، الوافی بالوفیات: 617/17، طبقات ابن سعد: 291/3۔

ابو حاتم کا قول ہے: قعنبی ثقہ اور حجت ہیں، میں نے ان سے زیادہ خشوع والا نہیں دیکھا۔ ابن معین کا قول ہے کہ ہم نے وکیع اور قعنبی کے سوا کسی کو بھی اللہ کے لیے حدیث بیان کرتے نہیں سنا۔ خریبی اس قدر جلالت اور تقدم کے باوجود یہ کہتے ہیں: قعنبی نے مالک سے بیان کیا اور وہ اللہ کی قسم! مالک سے بہتر ہیں۔ فلاس کہتے ہیں: قعنبی مستجاب الدعاء تھے۔ جب ابن مدینی سے یہ کہا گیا کہ مالک کے اصحاب میں پہلے معن کا پھر قعنبی کا درجہ ہے تو برملا کہا نہیں بلکہ قعنبی پہلے اور معن بعد میں ہیں۔ نصر بن مرزوق کا قول ہے: مؤطا کی بابت سب سے زیادہ ثبت راوی قعنبی ہیں۔

اسماعیل قاضی بیان کرتے ہیں: قعنبی حبیب کی قراءت سے خوش نہ تھے۔ حتیٰ کہ اُنھوں نے امام مالک کے سامنے مؤطا کی قراءت خود کی۔

قعنبی کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جہاں سے بھی گزرتے تھے لوگ انھیں دیکھ کر لا الہ الا اللہ پڑھتے تھے۔ حُنینی بیان کرتے ہیں: قعنبی ایک سفر سے لوٹے تو امام نے فرمایا: روئے زمین کے سب سے بہتر آدمی کے استقبال کے لیے اُٹھو۔

موصوف نے محرم ۲۲۱ھ میں وفات پائی۔

ہمیں یحییٰ بن ابی منصور وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ قعنبی سے بیان کیا۔ وہ افلح بن حمید سے، وہ قاسم سے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں، سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھتے وقت اور احرام کھولتے وقت بیت اللہ کے طواف سے قبل خوشبو لگائی۔''

اس حدیث کو امام مسلم نے قعنبی سے روایت کیا ہے۔

(۳۸۳) ۷/ ۱۷ خ ۴: الحافظ، الامام، القدوہ ابو الحسن علی بن عیاش الالہانی الحمصی البکاء رحمہ اللہ: ❶

موصوف نے حریز بن عثمان، شعیب بن ابی حمزہ، مثنیٰ بن صباح، عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان، ابو غسان المدینی، عفیر بن معدان اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں احمد، بخاری ابو اسحاق جوزجانی، ابراہیم بن ہیثم، ذہلی، محمد بن عوف اور دوسرے لوگوں کے نام شامل ہیں۔

امام نسائی اور متعدد لوگوں نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ ابو حاتم کا قول ہے: میں نے ان سب سے زیادہ فائدہ اُٹھایا ہے۔

یحییٰ بن اکثم بیان کرتے ہیں: میں علی بن عیاش کو مامون کے پاس لے کر گیا۔ پہلے وہ مسکرائے پھر رونے لگے۔ اس پر مامون بولا: تم تو ایک دیوانے کو میرے پاس لے آئے ہو؟ اس پر میں نے کہا: میں آپ کے پاس اہل شام کا سب سے بہتر اور حدیث کا سب سے بڑا عالم لے کر آیا ہوں سوائے ابو مغیرہ کے۔

موصوف نے تقریباً اسی برس کی عمر میں ۲۱۹ھ میں وفات پائی۔

ہمیں احمد بن عبد السلام وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ علی بن عیاش سے بیان کیا کہ وہ شعیب سے، وہ محمد بن منکدر سے اور

❶ تہذیب الکمال: 986/2، تقریب التہذیب: 42/2، تراجم الاحبار: 41/3، الاکمال: 75/6، تاریخ الثقات: 349۔

وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کا آخری امر آگ سے پکے کے کھانے سے وضو نہ کرنے کا تھا۔"

(۳۸۴)۷/ ۲/ ۷ع: القاضی، الحافظ، الثقہ ابوزکریا یحییٰ بن ابی بکیر العبدی الکوفی ثم بغدادی، قاضی کرمان رحمہ اللہ: ❶

موصوف نے شعبہ، اسرائیل، زائدہ، ابوجعفر رازی اوران کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ اوران سے ان کے پوتے عبداللہ بن محمد بن یحییٰ نے اور عیسیٰ بن ابی حرب، دوری، حارث بن ابی اسامہ، احمد بن عبید اللہ الترسی اور متعدد لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

موصوف حدیث کی اسناد میں خطا کر جاتے تھے پر محدثین نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ امام احمد انھیں دانا اور ابن معین ثقہ کہتے ہیں:

محمد بن مثنیٰ نے تاریخ وفات ۲۰۸ھ جب کہ ابن قانع نے ۲۰۹ھ بتلائی ہے۔

ہمیں ایک جماعت نے اپنی سند کے ساتھ یحییٰ بن ابی بکیر سے، اُنھوں نے عبدالعزیز بن عبداللہ سے، اُنھوں نے عبدالواحد بن ابی عون سے، اُنھوں نے قاسم سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"نبی کریم ﷺ وفات پا گئے اللہ کی قسم! جو آزمائش میرے والد پر آپڑی اگر وہ زمین میں گڑے پہاڑوں پر بھی آپڑتی تو انھیں بھی سرکا دیتی۔ (مدینہ میں) نفاق جڑ گیا، قبائل عرب مرتد ہو گئے اللہ کی قسم! لوگ ایک نقطہ میں اختلاف کرتے مگر میرے والد اس پر زور دیتے اور......... (الحدیث)

(۳۸۵)۷/ ۳/ ۷ع: محدث شام ابوالمغیرہ عبدالقدوس بن حجاج الخولانی الحمصی رحمہ اللہ: ❷

موصوف نے صفوان بن عمرو، حریز بن عثمان، ارطاہ بن منذر، اوزاعی اوران کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے احمد، بخاری، ذہلی، سلمہ بن شبیب، دارمی، محمد بن عوف اور دوسرے بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

موصوف ثقہ علماء میں سے تھے۔ ابن زنجویہ کا قول ہے: میں نے ابومغیرہ سے زیادہ خشوع والا نہیں دیکھا امام بخاری بیان کرتے ہیں: موصوف نے حمص میں ۲۱۲ھ میں وفات پائی۔ امام احمد نے نمازِ جنازہ ادا کی۔

ہمیں عمر بن خواجا نے اپنی سند کے ساتھ ابوالمغیرہ سے، اُنھوں نے اوزاعی سے، اُنھوں نے حسان بن عطیہ سے، اُنھوں نے محمد بن ابی عائشہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ نبی کریم ﷺ کا

---

❶ تہذیب الکمال: 1491/3، تہذیب التہذیب: 369/6، میزان الاعتدال: 643/2، لسان المیزان: 290/7، طبقات ابن سعد: 17/7۔

❷ تہذیب الکمال: 846/2، تہذیب التہذیب: 369/6، تقریب: 515/1، الکاشف: 204/2، التاریخ الکبیر: 120/6، الجرح والتعدیل: 299/6، لسان المیزان: 290/7۔

ارشاد ہے:

''جب تم میں سے ایک تشہد پڑھ لے تو چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے (۱) عذاب جہنم سے (۲) عذاب قبر سے (۳) موت وحیات کے فتنہ سے (۴) اور مسیح دجال کے شر سے۔'' ❶

(۳۸۶) ۷/ ۴۷ ع: الامام، شیخ الاسلام ابوعبداللہ محمد بن مبارک الصوری القرشی القلانسی رحمۃ اللہ علیہ: ❷

امام موصوف نے سعید بن عبدالعزیز، معاویہ بن سلام، مالک بن انس، صدقہ بن خالد، اسماعیل بن عیاش سے حدیث سنی ہے۔

اور آپ سے ابن معین، ذہلی، محمد بن عوف، دارمی، ترقفی، ابوزرعہ النصری اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن معین بیان کرتے ہیں: موصوف ابومسہر کے بعد دمشق کے شیخ تھے۔

ابوداود کا قول ہے: ابومسہر کے بعد شام کے بڑے ابن مبارک ہیں۔ ایک جماعت نے انھیں ثقہ کہا ہے۔

ابن مبارک کا قول ہے: اللہ کے لیے عمل کر یہ تیرے لیے اس عمل سے بہتر ہوگا جو تو اپنے لیے کرتا ہے۔ محبت کی علامت محبوب کا مراقبہ اور اس کی رضا کی تلاش میں رہنا ہے۔

ابن مبارک ہی کا کلام ہے: وہ شخص اپنے دعوئی میں جھوٹا ہے جو عیش پرست بھی ہو اور اللہ کی محبت کا مدعی بھی ہو۔

ابوزرعہ بیان کرتے ہیں: میں دمشق میں ۲۱۵ھ میں ابن مبارک کے جنازہ میں شریک تھا۔ ابومسہر نے ان کی نمازِ جنازہ ادا کی اور ان کی بے حد تعریف کی۔

دارمی تک اسناد کے ساتھ، اور وہ ابن مبارک سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں ہمیں ولید نے، وہ کہتے ہیں مجھے ابن جابر نے خالد بن لجلاج سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبدالرحمن بن عائش رضی اللہ عنہ کو سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''میں نے اپنے رب کو سب سے احسن صورت میں دیکھا، رب تعالیٰ نے فرمایا: ملائے اعلیٰ کے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: اے میرے رب! آپ زیادہ جانتے ہیں، پس رب تعالیٰ نے اپنا دست مبارک میرے دونوں کندھوں کے بیچ میں رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنے سینے میں پایا۔ جس سے میں آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسے جان گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض (الانعام: ۷۵)

''اور ہم اسی طرح ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات دکھانے لگے۔''

---

❶ صحیح مسلم: کتاب المساجد، رقم الحدیث: 130۔

❷ تہذیب الکمال: 1263/3، تہذیب التہذیب: 423/9، تقریب: 204/2، طبقات الحفاظ: 165، الحلیۃ: 298/9، البدایۃ والنہایۃ: 269/10، الوافی بالوفیات: 380/4، العبر: 367/1، المشتبہ: 413، معرفۃ الثقات: 1643۔

(۳۸۷) ۷/ ۷۵ع: الفقیہ ہشام بن عبید اللہ الرازی رحمہ اللہ: ❶

موصوف بڑے پائے کے عالم تھے۔ ابن ابی ذئب، عبدالعزیز بن مختار، مالک بن انس اور حماد بن زید سے حدیث روایت کی اور آپ سے حسن بن عرفہ، ابن فرات، ابو حاتم، حمدان بن مغیرہ، محمد بن سعید العطار وغیرہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

موسیٰ بن نصر بیان کرتے ہیں: میں نے رازی کو یہ کہتے سنا ہے: میں نے ایک ہزار سات مشائخ سے ملاقات کی ہے اور میں نے علم کی طلب میں ایک لاکھ درہم خرچ کیے ہیں۔

ابو حاتم کہتے ہیں: رازی صدوق ہیں، میں نے اپنے علاقہ میں، ''رے'' میں رازی سے بڑا اور ''دمشق'' میں ابومسہر سے بڑا جلیل القدر اور بلند مرتبہ شخص نہیں دیکھا۔

میں کہتا ہوں: رازی سنت کے داعی اور جہمیہ کے دشمن تھے۔ ائمہ نے انھیں حدیث میں نرم کہا ہے۔ محمد بن حسن نے ان کے گھر میں وفات پائی تھی۔

موصوف نے ۲۲۱ھ میں وفات پائی۔ ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں رازی کی روایت سے، "عن ابن ابی ذئب عن عن ابن عمر مرفوعاً" کے طریق سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ''مرغی میری اُمت کے فقراء کی دولت مندی اور جمعہ ان کا حج ہے۔''

لیکن یہ حدیث صحیح نہیں۔

(۳۸۸) ۷/ ۷۶خ، د، ت، ق: ابوحذیفہ النہدی رحمہ اللہ ❷

ان کا "ذکر الممتمع" میں ہے۔ یہ موسیٰ بن مسعود الہذلی، البصری ہیں۔ ۲۲۰ھ میں وفات پائی۔

(۳۸۹) ۷/ ۷۷د، ت، ق: الامام، المحدث، ابوصالح عبداللہ بن صالح بن محمد بن مسلم الجہنی المصری رحمہ اللہ: ❸

موصوف نے امام لیث سے عقدِ مکاتبت کر لیا تھا اور ان کے شاگرد بھی تھے۔ ۱۳۷ھ میں پیدا ہوئے۔

آپ نے عمرو بن حارث کو دیکھا ہے اور موسیٰ بن علی، معاویہ بن صالح، عبدالعزیز بن ماجشون، سعید بن عبدالعزیز دمشقی، لیث بن سعد، نافع بن یزید اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی ہے۔

---

❶ تہذیب التہذیب: 47/11، الجرح والتعدیل: 156/9، میزان الاعتدال: 300/4، لسان المیزان: 195/6، المجروحین: 90/3، تاریخ الثقات: 458۔

❷ تہذیب الکمال: 1393/3، تہذیب التہذیب: 370/10، تقریب: 288/2، الکاشف: 188/3، میزان الاعتدال: 221/4، لسان المیزان: 405/7۔

❸ تہذیب الکمال: 66/2، تہذیب التہذیب: 256/5، تقریب: 423/1، الوافی بالوفیات: 213/17، سیر الاعلام: 405/10۔

ان سے بخاری، ابوحاتم، ابن معین، سمویہ، دارمی، محمد بن اسماعیل ترمذی، ابراہیم بن دیزل، محمد بن عثمان بن ابی سوار اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ حتیٰ کہ ابن دیزل کہتے ہیں: ہمیں خلف بن ولید نے، انھوں نے لیث بن سعد سے، انھوں نے عبداللہ بن صالح نے اس سے بیان کیا جنھوں نے انھیں بیان کیا، وہ کہتے ہیں ''شکر ادا کرنے والے کسی سے بھی (رزق میں) زیادتی روکی نہیں جاتی۔''

ابن دیزل بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن صالح سے ملاقات ہونے پر میں نے ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے: ہاں! میں نے یہ حدیث لیث کو "عن یحیی بن عطارد عن ابیه. عن النبی ﷺ" کے طریق سے مرسلاً روایت کی ہے۔

ابن معین بیان کرتے ہیں: عبداللہ کا کم از کم حال یہ ہے کہ اُنھوں نے یہ کتابیں لیث پر پڑھی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ میں نے ان کے احوال کو "المیزان" میں نقل کیا ہے۔ موصوف حجت نہیں۔ ان کی منکر روایات ہیں کیوں کہ یہ بڑی کثرت کے ساتھ احادیث روایت کرتے تھے۔ ابن عدی کہتے ہیں: میرے نزدیک ان کی حدیث مستقیم ہے قصداً جھوٹ نہ بولا کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں: اُنھوں نے عاشوراء کے دن ۲۲۳ھ میں وفات پائی۔ امام نسائی انھیں غیر ثقہ کہتے ہیں۔

ہمیں احمد بن اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن صالح سے، وہ معاویہ بن صالح سے، وہ ربیعہ بن یزید سے وہ ابوادریس سے، وہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

تم شب کی نماز کو لازم پکڑو کہ یہ تم سے پہلے کے صالحین کا طریق ہے یہ سیآت کو مٹانے والی اور گناہ سے بری کرنے والی ہے۔''

اس حدیث کی اسناد حسن ہے۔ اس کی اسناد میں مذکور تابعی اپنے صحابی سے چند سال قبل فوت ہو گئے تھے۔

مجھے ابواسحاق درجی نے اپنی سند کے ساتھ لکھ بھیجا کہ عبداللہ بن صالح، معاویہ بن صالح سے، وہ صالح بن جبیر سے بیان کرتے ہیں: ہمارے پاس صحابیٔ رسول حضرت ابوجمعہ انصاری رضی اللہ عنہ بیت المقدس تشریف لے آئے تاکہ اس میں نماز ادا کریں۔ ہمارے ساتھ رجاء بن حیوہ بھی تھے۔ جب وہ لوٹنے لگے تو ہم ان کی مشایعت کے لیے ان کے ساتھ نکلے۔ مشایعت کے بعد جب ہم لوٹنے لگے تو فرمایا: تم لوگوں کا میرے ذمہ ایک بدلہ اور حق بنتا ہے وہ یہ کہ میں تمھیں نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث سناؤں۔ ہم نے عرض کیا: اللہ آپ پر رحم فرمائے ضرور سنایئے۔ تو فرمایا:

ایک مرتبہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے ہم میں دسویں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا قوم میں کوئی ہم سے زیادہ اجر والا بھی ہے کہ ہم آپ ﷺ ایمان لائے اور آپ ﷺ کی اتباع کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کو کوئی چیز اس سے نہیں روک سکتی کہ اللہ کے رسول ﷺ تمھارے درمیان ہیں ان پر آسمان سے وحی آتی ہے، بلکہ وہ قوم زیادہ اجر والی ہے جو تمھارے بعد آئے گی۔ ان کے پاس دو تختیوں کے درمیان (جلد کی ہوئی) اللہ کی کتاب آئے گی۔ سو وہ

اس پر ایمان لائیں گے اور اس کے احکام پر عمل کریں گے وہ تم سے زیادہ اجر والے ہیں، وہ تم سے زیادہ اجر والے ہیں۔"

اس حدیث کی اسناد صالح اور غریب ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث "کتاب افعال العباد" میں عبداللہ سے موافقت کے طور پر روایت کی ہے۔

ابن معین نے صالح بن جبیر کو ثقہ کہا ہے۔ اس حدیث کو ضمرہ بن ربیعہ نے مرزوق نافع سے اور اُنھوں نے ابن معین سے روایت کیا ہے۔

اور اس حدیث کو ایک جماعت نے اوزاعی سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں مجھے اسید بن عبدالرحمن نے بیان کیا ہے لیکن اُنھوں نے صالح بن محمد کا نام لیا ہے، وہ کہتے ہیں ہمیں ابو جمعہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح حدیث روایت کی ہے۔

اس حدیث کو اوزاعی سے ایک اور جماعت نے بھی، "عن اسيد عن خالد بن دريك عن ابن محيريز عن ابي جمعة" کے طریق سے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کو ولید بن مزید اور عقبہ بن علقمہ نے اوزاعی سے ایک اور طریق سے بھی روایت کیا ہے۔

پس یہ اضطراب عبداللہ بن صالح سے ہے۔

(۳۹۰) ۷/۸/۷ خ: المقری، المحدث عبداللہ بن صالح بن مسلم العجلی الکوفی رحمہ اللہ: [1]

موصوف حافظ احمد بن عبداللہ کے والد ہیں۔ حمزہ زیات سے قرآن پڑھا۔ ابو بکر نہشلی، فضیل بن مرزوق، شبیب بن شیبہ، حماد بن سلمہ، عبدالعزیز بن ماجشون اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث حاصل کی۔

آپ سے آپ کے بیٹے نے اور ابوزرعہ، ابو حاتم، ابراہیم حربی، تمتام بن بشر اور ایک جماعت نے حدیث روایت کی ہے۔ موصوف نے بخاری سے حدیث نہیں سنی۔ ابن معین انھیں ثقہ کہتے ہیں اور ابو حاتم صدوق قرار دیتے ہیں اور ابن حبان کے نزدیک مستقیم الحدیث ہیں۔

امام بخاری سورۂ فتح کی تفسیر میں کہتے ہیں: ہمیں عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا۔ آگے الکلاباذی، اللالکائی اور ولید بن بکر کہتے ہیں: مذکورہ عبداللہ یہ ابن صالح عجلی ہے۔ جب کہ ابو علی بن سکن کے نزدیک یہ تعنبی ہے۔ اور ابو مسعود "الاطراف" میں انھیں ابو رجاء قرار دیتے ہیں۔

ابو علی غسانی، ابوالحجاج القضاعی اور محمد ذھبی ان کے کاتب، ان کو کاتب لیث قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ بعینہٖ یہی حدیث امام بخاری نے اپنی کتاب "الادب المفرد" میں کاتب لیث سے روایت کی ہے اور وہ کاتب لیث سے کثرت کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ اور اپنی تصانیف میں ان کے نام کی تصریح کرتے ہیں۔ حالانکہ صحیح کے بعض نسخوں میں ان کے نام کی تصریح موجود

---

[1] تهذيب الكمال: 694/2، تهذيب التهذيب: 211/5، تقريب: 423/1، الكاشف: 96/2، لسان الميزان: 264/7، الثقات: 352/8۔

ہے۔ رہے مذکورہ عجل تو ھم بخاری کی دن سے ملاقات کو نہیں جانتے۔ البتہ امام بخاری نے اپنی التاریخ میں "عن رجل عنه" کے طریق سے ان سے روایت کی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ عجلی نے ۲۱۱ھ میں وفات پائی لیکن میرا خیال یہ ہے کہ موصوف اس کے بعد بھی زندہ رہے تھے۔ زیادہ صحیح یہ لگتا ہے کہ ان کا سن وفات ۲۲۱ھ ہے۔

ہمیں ابو الغنائم المسلم نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن صالح عجلی سے، اُنھوں نے اسرائیل سے، اُنھوں نے ابو اسحاق سے، اُنھوں نے عبدالرحمن بن یزید سے، اُنھوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ آیت یوں پڑھائی ہے:

"انی انا الرزاق ذو القوۃ المتین۔"

اس حدیث کی اسناد جید اور قوی ہے۔ البتہ "الامام" کے رسم الخط سے باہر ہونے کی وجہ سے یہ قراءت شاذ ضرور ہے۔ کیوں کہ فصیح قراءت "الامام" کی ہے۔ البتہ ہم اس کی تلاوت کی جرأت نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ منسوخ ہو اور اس طرح ہم اس کے قراءت نہ ہونے کی قطعی نفی بھی نہیں کر سکتے کیوں کہ اس قراءت کے ناقل ثقہ ہیں، دوسرے قراءات میں اختلاف بھی تو موجود ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳۹۱) ۷/ ۷۹ ع: الحافظ، الثبت، عمرو بن عاصم الکلابی، القیسی، البصری رحمہ اللہ: [1]

موصوف نے شعبہ، جریر بن حازم، ہمام بن یحییٰ، ان کے دادا عبید اللہ بن وازع اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی ہے۔

ان سے امام بخاری اور باقیوں نے امام بخاری کے واسطہ سے روایت کی ہے۔ چنانچہ دارمی، فسوی، کدیمی اور بے شمار لوگوں نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔

ابن معین انھیں ثقہ کہتے ہیں۔ امام نسائی کا قول ہے: ان میں کوئی حرج نہیں۔ اسحاق بن سیار عمرو بن عاصم کا قول نقل کرتے ہیں: میں نے حماد بن سلمہ سے دس ہزار سے زیادہ احادیث لکھی ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا سنِ وفات ۲۱۳ھ بتلایا ہے۔

(۳۹۲) ۷/ ۸۰ ع: الحافظ ابو محمد سعید بن ابی مریم الشھیر سعید بن حکم بن محمد بن سالم الجمحی البصری رحمہ اللہ: [2]

آپ بنو جمح کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اپنے شہر کے محدث تھے۔ یحییٰ بن ایوب، نافع بن یزید، مالک، لیث، ابو غسان، محمد

[1] تھذیب الکمال: 1038/2، تھذیب التھذیب: 58/8، میزان الاعتدال: 269/3، المغنی: 4670، تاریخ بغداد: 202/12، سیر الاعلام: 256/10۔

[2] تھذیب الکمال: 483/1، الکاشف: 258/1، البدایۃ والنھایۃ: 291/10، الوافی بالوفیات: 215/15، الثقات: 292/4۔

بن جعفر ابو کثیر اور ایک جماعت سے حدیث سنی ہے۔

ابن معین، ذہلی، دارمی، بخاری، یحییٰ بن عثمان بن صالح اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

ابو داود کا قول ہے: ابو محمد میرے نزدیک حجت ہیں، عجلی انھیں ثقہ کہتے ہیں اور ابن یونس فقیہ قرار دیتے ہیں۔ ۱۴۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۲۴ھ میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں: ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔ مفرداتِ غرائب بھی روایت کرتے تھے کیوں کہ کثیر الروایت تھے۔ "غیلانیات" کے اوّل میں ان کی عالی حدیث واقع ہے۔

(۳۹۳) ۴/۸۱ع: الحافظ ابو ایوب سلیمان بن حرب الواشحی الازدی، البصری، قاضیٔ مکہ رحمہ اللہ: [1]

موصوف نے شعبہ، حمادین، مبارک بن فضالہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی ہے۔ آپ سے احمد، اسحاق، ابو زرعہ، ابو حاتم، بخاری، ابو داؤد، ابو خلیفہ جمحی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابو حاتم کا قول ہے: آپ امام ہیں، تدلیس نہیں کرتے، رجال اور فقہ میں تکلم کرتے ہیں۔ آپ عفان سے کسی طرح کم نہیں۔ میں نے آپ کے ہاتھ میں کبھی کتاب نہیں دیکھی۔ میں بغداد میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ وہاں اُنھوں نے ایک ہی مجلس میں چالیس ہزار احادیث گنوادیں۔ موصوف کے لیے قصر مامون کے پہلو میں منبر کے جیسی ایک چیز بنائی گئی جس پر وہ بیٹھتے تھے۔ مامون اپنے درباریوں سمیت حاضر ہوا تو اس کے لیے باریک پردہ بھیجا اور خود املا کرواتے رہے۔ یحییٰ بن اکثم بیان کرتے ہیں مامون نے مجھ سے پوچھا: بصرہ میں کسے چھوڑ آئے ہو۔ تو میں نے اس کے سامنے متعدد مشائخ کا ذکر کیا جن میں سلیمان بن حرب بھی تھے۔ میں نے کہا کہ وہ ثقہ، حدیث کے حافظ، بے حد عاقل اور سمجھ دار ہیں۔ ان کی طرف رجوع کرنے کو کہا جاتا ہے۔ اس پر مامون نے کہا کہ انھیں تو میرے پاس لے آؤ۔

یعقوب بن شیبہ کا قول ہے: آپ ثقہ ثبت اور صاحب حفظ تھے۔

ہمیں عبدالرحمن بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ سلیمان بن حرب سے، اُنھوں نے شعبہ سے، اُنھوں نے عدی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ارجمند جناب ابراہیم رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی جنت میں ایک دایہ ہے۔''

اس حدیث کو امام بخاری نے سلیمان بن حرب سے روایت کیا ہے۔

امام حنبل وغیرہ نے ان کا سن وفات ۲۲۴ھ بتلایا ہے۔ ان کا ایک رعب اور جلال ہے۔ عفان ان کی تعظیم کیا کرتے تھے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 533/1، طبقات ابن سعد: 212/6، البدایة والنہایة: 291/10، سیر الاعلام النبلاء: 330/10، الثقات: 276/8۔

ایک مرتبہ ابن مدینی کے سامنے ان کا ذکر آ گیا تو بے حد تعریف کی پھر بتلایا کہ یحییٰ قطان، سلیمان بن حرب کے واسطے سے ہمیں حدیث بیان کیا کرتے تھے۔

(۳۹۴) ۷ / ۸۲ ع: الحافظ، المسند ابو عمر مسلم بن ابراہیم ازدی الفراہیدی، البصری رحمہ اللہ: ❶

موصوف نے ابن عون سے صرف ایک حدیث سنی ہے۔ میں نے احمد بن ہبۃ اللہ پر ابوروح اور زینب شعریہ کے واسطے سے قراءت کی انھیں زاہر بن طاہر نے بیان کیا کہ انھیں ابویعلی نے، انھیں عبداللہ بن محمد نے، انھیں محمد بن ایوب نے، انھیں مسلم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں:

میں نے ابن عون سے پوچھا تو اُنھوں نے مجھے بیان کیا کہ میں حضرت ابووائل کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ نابینا ہو چکے تھے۔ اُنھوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے: اے لوگو! تمھیں ایک ہی زمین میں جمع کیا جائے گا تمھیں ایک پکارنے والا سنائے گا۔ اور نگاہ تم میں سرایت کرے گی مگر بد بخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے بد بخت ہے اور خوش بخت وہ ہے جسے کوئی دوسرا نصیحت کرے۔"

ابن معین کا قول ہے: مسلم ثقہ اور مامون ہیں۔ ترمذی بیان کرتے ہیں: میں نے انھیں یہ کہتے سنا ہے: میں نے آٹھ سو مشائخ سے لکھا ہے اس کے باوجود پل کو پار نہیں کیا (یعنی سفر نہیں کیا۔)

ابوداؤد بیان کرتے ہیں: مسلم نے کسی کے پاس سفر کر کے حدیث نہیں سنی۔ وہ قرہ بن خالد اور ہشام دستوائی اور ابان بن یزید کے حدیثوں کے حافظ تھے۔

میں کہتا ہوں: اُنھوں نے ان سب سے حدیث سنی ہے۔ اور وہیب، شعبہ اور مالک بن مغول سے بھی حدیث سنی ہے۔

اور ان سے عبد، دارمی، کجی، بخاری، ابوداؤد اور ایک دنیا نے حدیث سنی ہے۔ صفر ۲۲۲ھ میں وفات پائی۔

(۳۹۵) ۷ / ۸۳ ع: الحافظ، الثقہ، ابوسلمہ موسیٰ بن اسماعیل التبوذکی المنقری، البصری رحمہ اللہ: ❷

موصوف نے شعبہ سے ایک حدیث سنی ہے اور حماد بن سلمہ سے ان کی تصانیف سنیں۔ جریر بن حازم یزید بن ابراہیم تستری اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ عباس دوری، ابن معین کا قول نقل کرتے ہیں: میں جس شیخ کے پاس بھیج بیٹھا ہوں تو اس سے ہیبت کھائی سوائے اس اثرم اور تبوذکی کے۔

ان سے ذہلی، ابوحاتم، بخاری، ابوداود، احمد بن ابی خیثمہ اور بے شمار لوگوں نے حدیث سنی ہے۔

عباس دوری کا قول ہے: میں نے ابوسلمہ سے لکھی حدیثوں کو گنا تو وہ پینتیس ہزار حدیثیں تھیں۔

---

❶ تهذيب الكمال: 1323/3، تهذيب التهذيب : 121/10، نسيم الرياض: 203/3، طبقات الحفاظ: 167، تاريخ الثقات: 427۔

❷ تهذيب الكمال: 1383/3، ميزان الاعتدال: 300/4، تراجم الاحبار: 315/3، نسيم الرياض: 40/1، تاريخ الثقات: 443۔

ابن مدینی بیان کرتے ہیں: جس نے ابوسلمہ سے نہیں لکھا تو وہ ان سے لکھنے والے سے لکھ لے۔ ابو حاتم بیان کرتے ہیں: ہم نے بصرہ میں جن مشائخ کو پایا ہے ان میں ابوسلمہ تبوذکی سے زیادہ عمدہ احادیث والا کوئی نہیں ملا۔ ان کے نام تبوذکی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انھوں نے تبوذک میں گھر خرید لیا تھا۔

احمد بن زہیر کا قول ہے: میں نے ابوسلمہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے: جس نے میرا نام تبوذکی رکھا ہے اللہ اسے جزائے خیر نہ دے۔ میں تو بنی منقر کا آزاد کردہ غلام ہوں میں نے تو صرف تبوذک کے لوگوں میں سکونت اختیار کی تھی۔

موصوف نے رجب ۲۲۳ھ میں وفات پائی۔

ہمیں عمر بن قواس نے اپنی سند کے ساتھ ابن اسماعیل سے، انھوں نے حماد سے، انھوں نے ابو ہارون سے انھوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔'' (اس کی تخریج گزر چکی ہے)

(۳۹۶) ۷/ ۸۴م، ت، س، ق: الحافظ، المجوّد، العبد الصالح ابو یحییٰ زکریا بن عدی بن صلت بن بسطام التیمی الکوفی رحمہ اللہ: [1]

موصوف نے بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ بنی تیم کے آزاد کردہ غلام ہونے کی وجہ سے آپ کی ولاء بنو تیم کے پاس تھی۔ آپ کے والد نصرانی یا یہودی تھے جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ آپ نزیلِ مصر یوسف بن عدی کے بھائی ہیں۔

حماد بن زید، شریک القاضی، ابوالملیح الرقی، ابن مبارک، یزید بن زریع، جعفر بن سلیمان اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے عراق اور الجزیرہ میں حدیث روایت کی۔ بخاری نے اپنی صحیح کے علاوہ میں ان سے روایت کی ہے، ان کے علاوہ ابن راھویہ دارمی، دوری، عبد بن حمید اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ سنن ابی داؤد کے سوا سب کتابوں میں آپ کی حدیث ہے۔ آپ کا شمار ان چند اثبات میں ہوتا ہے جن کی طرف توجہ نہیں کی گئی ابو نعیم نے ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ ابراہیم بن عبداللہ بن جنید کہتے ہیں: ابوداؤد نحوی نے یحییٰ بن معین سے کہا۔ میں اس بات کو سن رہا تھا کہ میں نے ابونعیم کو سنا کہ وہ زکریا بن عدی کا ذکر آ جانے پر کہنے لگے: بھلا اسے حدیث سے کیا واسطہ۔ وہ تو تورات کا عالم ہے (یعنی ایک سابقہ یہودی کی اولاد ہے)۔

ابن معین کا قول ہے: زکریا میں کوئی حرج نہیں۔ ان کے والد یہودی تھے جو اسلام لے آئے تھے۔ احمد عجلی بیان کرتے ہیں: زکریا ثقہ اور اپنے بھائی یوسف سے بلند درجہ کے ہیں۔ درویشانہ زندگی گزارتے تھے۔ خوبرو تھے۔ عبدالرحمن بن خرش کا قول ہے: زکریا بن عدی بڑے جلیل القدر ثقہ اور متورع تھے۔ مجھے ابو یحییٰ صاعقہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: زکریا یہاں آئے۔

---

[1] تهذيب الكمال: 337/1، تقريب: 261/1، الجرح والتعديل: 2712/3، الوافي بالوفيات: 202/14، الثقات: 253/8.

لوگوں نے انھیں ایک عام آدمی سمجھ کر بات کی، کیونکہ صنعت کار تھے۔ لوگوں نے انھیں ایک معاملہ میں تیس درہم دیے۔ پھر جب وہ ایک ماہ بعد لوٹے اور ہم نے ان کا حال پوچھا تو کہنے لگے: میرا خیال ہے کہ میں نے اجرت کے بقدر کام نہیں کیا۔ ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ ایک آدمی سرمہ لے آیا تو کہنے لگے: لگتا ہے کہ تم حدیث سننے والوں میں سے ہو۔ اس نے کہا: ہاں! تو اس کا سرمہ واپس کر دیا۔

ابن سعد انھیں ثقہ صالح اور کثیر الحدیث کہتے ہیں۔ موصوف نے ۲۱۱ھ میں وفات پائی۔

منذر بن شاذان بیان کرتے ہیں: میں نے زکریا سے بڑا حافظ نہیں دیکھا۔ ایک دفعہ احمد اور یحییٰ نے آکر انھیں کہا کہ ہمیں عبید اللہ بن عمرو کی کتاب دکھاؤ تو کہنے لگے: دیکھ کر کیا کرو گے لو میں تمھیں زبانی املاء کروا دیتا ہوں۔

آپ اعمش کے متعدد اصحاب سے حدیث بیان کرتے تھے اور سب کے الفاظ جدا جدا بیان کرتے تھے۔

کہتے ہیں کہ وفات کے وقت یہ دعا مانگی: اے اللہ! میں تیری ملاقات کا مشتاق ہوں۔

اسماعیل بن ابی الحارث اور ابو بکر بن خلف کہتے ہیں: موصوف نے دو جمادی الاخری ۲۱۲ھ میں وفات پائی۔

(۳۹۷) ۷/۸۵ خ، ت، ق: الحافظ، الامام، الثقہ ابو الحسین عاصم بن علی بن عاصم بن صہیب تیمی، واسطی رحمہ اللہ: [1]

موصوف نے اپنے والد سے اور ابن ابی ذئب، عکرمہ بن عمار، عاصم بن محمد العمری، شعبہ، مسعودی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی ہے۔

اور آپ سے بخاری نے اپنی صحیح میں، اور احمد، ابراہیم حربی، رازی، سدوسی علی بن عبد العزیز اور بے شمار بغداد آئے تو لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ آپ نے انھیں احادیث املا کروائیں۔

امام احمد فرماتے ہیں: عاصم صحیح الحدیث ہیں۔ کم غلطی کرتے ہیں۔ ابو حاتم انھیں صدوق کہتے ہیں۔ ابو الحسین المنادی بیان کرتے ہیں: شمار کیا گیا تو ان کی مجلس میں حاضرین کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز تھی۔ آپ کی طرف سے ہارون مکحلہ املا کرواتے تھے۔ سدوی بیان کرتے ہیں: ایک دن خلیفہ معتصم نے آدمی بھیج کر شمار کروایا کہ ہمارے شیخ کی مجلس میں کتنے لوگ ہوتے ہیں۔ گنا تو وہ ایک لاکھ بیس لوگ تھے۔

احمد بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں: ایک دن مجھے خواب میں کہا گیا کہ تم عاصم کی مجلس کو لازم پکڑو۔ کیوں کہ وہ کافروں پر بے حد سخت ہیں۔ قرآن کی آزمائش میں اُنھوں نے سنت کی بے حد حفاظت کی۔ موصوف تین احادیث میں شعبہ سے متفرد ہیں۔ ان کو منکر قرار دے کر ابن عدی نے کہا: میں ان کی حدیث میں کوئی حرج نہیں دیکھتا۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے رجب ۲۲۱ھ میں وفات پائی۔ ان کی عوالی غیلانیات میں مذکور ہے۔

---

[1] تہذیب التہذیب: 636/2، میزان الاعتدال: 354/2، طبقات ابن سعد: 298/7، الثقات: 506/8۔

جوہری کی امالی میں ابن قدامہ کی سند کے ساتھ عاصم بن علی سے روایت ہے، وہ مسعودی سے، وہ علی بن اقمر سے، وہ ابوالاحوص سے، اور وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ: ''جسے اس بات سے خوشی ہو کہ وہ کل کو اللہ سے مسلمان بن کر ملے گا تو وہ ان پانچ نمازوں کی وہاں حفاظت کرے جہاں ان کے لیے اذان دی جاتی ہے کہ یہ سنن ہدی میں سے ہے۔''

(۳۹۸) ۷/۸۶ ع: الحافظ ابو بشر سہل بن بکار دارمی یا برجمی یا قیسی، البصری، الضریر رحمہ اللہ: ❶

آپ نے شعبہ، سری بن یحییٰ، یزید بن ابراہیم، اسود بن شیبان، وھیب اور ایک دنیا سے حدیث روایت کی۔ جب کہ ذہلی فسوی، ابوزرعہ، عثمان بن خرزاذ اور ابومسلم نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ ابوحاتم آپ کو ثقہ کہتے ہیں اور محمد بن مثنیٰ نے سن وفات ۲۲۴ھ بتایا ہے۔

(۳۹۹) ۷/۸۷ ع: الحافظ، المسند، ابوعثمان سعید بن سلیمان الضبی، البزاز، سعدویہ الواسطی رحمہ اللہ: ❷

آپ نے مبارک بن فضالہ، عبدالعزیز بن ماجشون، حماد بن سلمہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔

اور امام بخاری، ابوداود، ابراہیم حربی، خلف بن عمرو العکبری اور ابوبکر بن ابی دنیا وغیرہ نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔

ابوحاتم کا قول ہے: سعید ثقہ، علت سے مامون اور عفان سے زیادہ ثقہ ہیں۔ ابن سعد کا قول ہے: سعد ثقہ اور کثیر حدیث والے ہیں۔ یحییٰ بیان کرتے ہیں: سعدویہ ہر حدیث کے بیان کرنے میں عمرو بن عون سے زیادہ سمجھ دار ہیں۔ سراج، ابن عسکر کا قول نقل کرتے ہیں: جب سعدویہ کو آزمائش کے لیے بلایا گیا تو میں نے انھیں دارالامیر سے نقل کر یہ کہتے سنا: اے جوان! گدھا آگے کرو کہ تمہارا آقا کافر ہو چکا ہے۔ ابن سعد بیان کرتے ہیں: بغداد کے ساکن تھے، وہیں تجارت کا شغل تھا اور وہیں ۴ ذی الحجہ کو وفات پا گئے۔

صالح جزرہ بیان کرتے ہیں: میں نے سعدویہ کو سنا۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ "حدثنا" نہیں کہتے تو کہنے لگے۔ میں نے تمھیں جو بھی بیان کیا ہے اسے سنا ہے کوئی تدلیس نہیں کی اور کاش میں تمھیں اپنا سب سنا بیان کر پاتا۔

اور میں نے انھیں یہ کہتے سنا ہے: میں نے ساٹھ حج کیے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اپنے پہلے حج میں اُنھوں نے مکہ میں معاویہ بن صالح کو دیکھا تھا پر ان سے حدیث نہ سنی تھی۔

موصوف نے ذی الحجہ ۲۲۵ھ میں وفات پائی۔

ہمیں قاضی عبدالخالق بن عبدالسلام نے اپنی سند کے ساتھ سعدویہ سے، اُنھوں نے عباد سے، اُنھوں نے اسحاق سے،

---

❶ تہذیب الکمال: 554/1، تقریب: 335/1، الجرح والتعدیل: 836/4، الکاشف: 406/1، الثقات: 291/8۔

❷ تہذیب الکمال: 492/1، تہذیب التہذیب: 43/4، التاریخ الکبیر: 481/3، الجرح والتعدیل: 107/4، سیر الاعلام: 481/10، شذرات الذہب: 52/2۔

اُنھوں نے نافع سے، اُنھوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے اور خلفاء رضی اللہ عنہم نے خضاب لگایا۔

(۴۰۰) ۷/۸۸ خ، د: الحافظ، الثبت، المسند، شیخ بغداد ابوالحسن علی بن جعد الہاشمی الجوہری رحمہ اللہ: ❶

آپ بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ۱۳۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ابن ابی ذئب، عاصم بن محمد العمری، شعبہ، حریز بن عثمان اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی۔

آپ سے امام بخاری، ابوداود، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابویعلی موصلی، ابوالقاسم بغوی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔ موصوف نے اعمش کی زیارت کی تھی۔ ابوداوٗد کا قول ہے: میں نے علی بن جعد سے بڑا حافظ نہیں دیکھا۔ ابن ابی ذئب نے ہمیں بیس احادیث بیان کیں تو ابن جعد نے ان سب کو یاد بھی کرلیا اور ہمیں سنا بھی دیا۔

صالح جزرہ بیان کرتے ہیں: میں نے خلف بن سالم کو یہ کہتے سنا ہے: میں، احمد، اسحاق اور ابن معین علی بن جعد کے پاس گئے، وہ اپنی کتابیں ہمارے پاس نکال کر خود چلے گئے۔ ہم سمجھے کہ ہمارے لیے کھانا بنانے گئے ہیں۔ ہم نے ان کی کتابوں میں صرف ایک جگہ خطا دیکھی۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اُنھوں نے ہم سے وہ کتابیں لے لیں پھر اپنی یادداشت سے سب سنا دیا جو ہم نے لکھا تھا۔

عبدوس نیشاپوری کا قول ہے: میں نہیں جانتا کہ میں نے علی بن جعد سے بڑا حافظ دیکھا ہے۔ ابوحاتم بیان کرتے ہیں: وہ اپنی حدیثوں کے کیا عمدہ حافظ تھے۔ ابن معین بیان کرتے ہیں: علی شعبہ کے بارے میں بغدادیوں میں سب سے زیادہ اثبت ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ ساٹھ برس تک ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن کا روزہ رکھتے رہے۔ بڑے عالم، ذہین اور مالدار تھے پر کسی قدر بدعتی بھی تھے۔ اس لیے بعض اسلاف سے سرزنش بھی ہوئی۔ کہتے تھے کہ میں قرآن کو مخلوق کہنے والوں کو کچھ نہ کہوں گا۔ اسی لیے قشیری نے ان جیسوں سے اپنی صحیح میں روایت نہیں لی۔

موصوف نے رجب ۲۳۰ھ میں وفات پائی۔

میں نے احمد بن اسحاق پر قراءت کی کہ تمھیں فتح بن عبدالسلام اپنی سند کے ساتھ علی بن جعد سے اور وہ حماد بن سلمہ سے، وہ ابوالعشراء سے اور وہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا جانور کی زکاۃ صرف زخرہ اور حلق سے ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم نے اس کی ران میں نیزہ مارا تو یہ تجھے کافی ہوگیا۔"

❶ تہذیب الکمال: 957/2، تہذیب التہذیب: 288/7، الکاشف: 280/2، میزان الاعتدال: 116/3، الجرح والتعدیل: 974/6۔

(۴۰۱) ۷/ ۸۹: الحافظ ابوعبداللہ احمد بن عبداللہ بن یونس الیربوعی الکوفی رحمہ اللہ: [1]

موصوف ایک سو بتیس ہجری میں پیدا ہوئے۔ سفیان، اسرائیل، عاصم عمری اور عبدالعزیز بن ماجشون سے حدیث سنی۔
آپ سے، ابوزرعہ، بخاری، تمتام، مسلم، ابوداؤد، ابوحصین الوداعی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔
ابوداود بیان کرتے ہیں: مجھے احمد بن یونس نے اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو۔ اور فرمایا: یہ لوگ کافر ہیں۔

فضل بن زیاد کا قول ہے: میں نے امام احمد کو سنا کہ وہ ایک آدمی سے کہہ رہے تھے: احمد بن عبداللہ بن یونس کی طرف سفر کر کے جاؤ کہ وہ شیخ الاسلام ہیں۔

ابوحاتم انھیں ثقہ اور متقن کہتے ہیں۔ امام بخاری نے ان کا سن وفات ربیع الآخر ۲۲۷ھ بتلایا ہے۔

ہمیں ابن عمر نے اپنی کتاب میں اپنی سند کے ساتھ احمد بن عبداللہ سے، اُنھوں نے ابوبکر بن عیاش سے، اُنھوں نے اعمش سے، اُنھوں نے عبداللہ بن مرہ سے، اُنھوں نے ابوالاحوص سے، اُنھوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''میں ہر دوست کی دوستی سے براءت کا اظہار کرتا ہوں اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو خلیل بناتا۔''

احمد بن یونس بیان کرتے ہیں کہ جب میں ثوری کے پاس سے لوٹتا تھا تو میں خود کو جو میں جانتا تھا اس سب سے بہتر سناتا تھا۔ اور جب میں شریک کے پاس سے لوٹتا تھا تو عقل تام کے ساتھ لوٹتا تھا۔ اور جب میں مالک بن مغول کے پاس جاتا تو اپنی زبان کی حفاظت کرتا اور جب میں مندل بن علی کے پاس جاتا تو ان کی خوب بہتر نماز دیکھ کر کمر ہمت باندھ لیتا تھا۔

(۴۰۲) ۷/ ۹۰ خ، م، د، ت، س: الحافظ، العالم ابوعبدالرحمن عبداللہ بن عثمان بن جبلہ بن ابی رواد عبدان رحمہ اللہ: [2]

موصوف نے شعبہ سے احادیث سنی ہیں۔ اور ابوحمزہ السکری، مالک بن انس، ابن مبارک اور متعدد لوگوں سے حدیث سنی ہے۔

اور آپ سے بخاری، ذہلی، فسوی، عبیداللہ بن واصل نے حدیث سنی ہے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 28/1، تہذیب التہذیب: 50/1، تقریب: 19/1، الکاشف: 62/1، طبقات ابن سعد: 283/6، الجرح والتعدیل: رقم 17۔

[2] تہذیب الکمال: 709/2، تہذیب التہذیب: 313/5، تقریب: 432/1، الوافی بالوفیات: 315/17، نسیم الریاض: 56/3، سیر الاعلام: 270/10۔

احمد بن عبدہ آملی کہتے ہیں کہ عبدان نے اپنی زندگی میں دس لاکھ دراہم صدقہ کیے۔ موصوف نے شعبان ۲۲۱ھ میں وفات پائی۔

(۴۰۳) ۷/ ۹۱ د، س: الحافظ اسد بن موسیٰ بن ابراہیم بن ولید بن عبدالملک بن مروان بن حکم الاموی۔

المعروف بہ اسد السنہ رحمہ اللہ: [1]

موصوف نے مصر میں سکونت اختیار کی، متعدد کتابیں لکھیں، ۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ وہی سال ہے جب اموی دولت اپنے اختتام کو پہنچ چکی تھی۔ شعبہ، شیبان، مسعودی، ابن ابی ذئب، حماد بن سلمہ، ابن ماجشون اور اس طبقہ کے متعدد لوگوں سے حدیث سنی۔ اسد بن موسیٰ کی اپنے سب سے بڑے جس شیخ سے ملاقات ہوئی وہ یونس بن ابی اسحاق ہیں۔

آپ سے احمد بن صالح، عبدالملک بن ربیع، سلیمان مرادی، مقدام بن داؤد الدعینی ابویزید یوسف القراطیسی اور بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

امام بخاری کا قول ہے: ان کی حدیث مشہور ہے۔ امام نسائی انھیں ثقہ کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر وہ کوئی کتاب نہ لکھتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا۔ ابن یونس انھیں ثقہ کہتے ہیں۔ محرم ۲۱۲ھ میں وفات پائی۔

ہمیں عمر بن غدیر نے اپنی سند کے ساتھ اسد بن موسیٰ سے، انھوں نے روح بن مسافر سے، انھوں نے ابواسحاق سے، انھوں نے عمارہ بن عبد سے، انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم پر بددعا فرمائی۔ عرض کیا گیا: ان پر غیر دشمن مسلط ہو۔ فرمایا نہیں۔ عرض کیا گیا: بھوک، فرمایا نہیں عرض کیا گیا پھر آپ کیا چاہتے ہیں۔ فرمایا: اچانک موت جو دل کو جلا دے تعداد کو گھٹا دے پس تو ان پر طوفان بھیج۔

(۴۰۴) ۷/ ۹۲ ع: الحافظ، الحجۃ، ابوغسان، مالک بن اسماعیل النہدی الکوفی رحمہ اللہ: [2]

موصوف نے اسرائیل، فضیل بن مرزوق، عبدالعزیز بن ماجشون، اسباط بن نضر، ورقاء اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے بہت زیادہ حدیث سنی۔

اور آپ سے بخاری نے اور بخاری کے واسطہ سے دوسروں نے اور دوری، ابن ملاعب، ابوزرعہ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن معین نے امام احمد سے کہا کہ اگر آپ کو اس بات سے خوشی ہو کہ آپ ایک ایسے آدمی سے حدیث لکھیں جس کے بارے میں آپ کے دل میں کچھ نہ ہو تو ابوغسان سے حدیث لکھیے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 91/1، تہذیب التہذیب: 260/1، تقریب: 63/1، الکاشف: 115/1، الثقات: 136/8، میزان الاعتدال: 207/1، شذرات الذہب: 27/2۔

[2] تہذیب الکمال: 1295/3، تہذیب التہذیب: 3/10، میزان الاعتدال: 424/3، طبقات ابن سعد: 404/6۔

ابوحاتم کا قول ہے: ابن معین بیان کرتے ہیں: کوفہ میں ان سے بڑا متقن کوئی نہیں۔ یعقوب بن شیبہ بیان کرتے ہیں: ابو غسان ثقہ، محقق، صحیح کتاب والے اور عبادت گزار ہیں۔ ابن نمیر کا قول ہے: ابوغسان آئمہ محدثین میں سے ہیں۔ ابوحاتم کا بیان ہے: میں نے کوفہ میں ان سے بڑا متقن نہیں دیکھا نہ ابونعیم اور نہ کوئی اور میں جب انھیں دیکھتا تھا تو یوں لگتا تھا کہ جیسے ابھی قبر سے اٹھ کر آرہے ہوں۔ بڑی فضل وعبادت اور گریہ واستقامت والے تھے۔

ابوداود کہتے ہیں: ان کا اخذِ حدیث بے حد عمدہ تھا البتہ تشیع میں بے حد شدید تھے۔ ابن سعد نے سن وفات ۲۱۹ھ بتلایا ہے۔

ہمیں عبدالرحمن بن محمد وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ ابوغسان سے، اُنھوں نے عمارہ سے، اُنھوں نے ثابت، اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کدو بے حد پسند فرماتے تھے۔

(۴۰۵) ۷ / ۹۳ ع: الحافظ، الحجۃ ابومحمد حجاج بن منہال بصری، اغاطی رحمہ اللہ: [1]

موصوف نے شعبہ، قرہ بن خالد، یزید بن ابراہیم، عبدالعزیز بن ماجشون اور ایک جماعت سے حدیث سنی ہے۔

اور آپ سے بخاری، احمد بن فرات، عبد، دارمی، ذہلی، اسماعیل القاضی الکجی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابوحاتم انھیں ثقہ اور فاضل کہتے ہیں، احمد عجلی ثقہ اور نیک قرار دیتے ہیں۔ موصوف دلالی کرتے تھے اور ہر دینار سے ایک حبہ معاوضہ لیتے تھے۔

خلف کردوس کا قول ہے: موصوف صاحبِ سنت تھے اور سنت کو غلبہ دیتے تھے۔ امام بخاری نے سن وفات شوال ۲۱۷ھ ذکر کیا ہے۔

ہمیں یحییٰ بن ابی منصور نے اپنی سند کے ساتھ حجاج بن منہال سے، اُنھوں نے صالح مری سے، اُنھوں نے سلیمان سے اُنھوں نے ابوعثمان سے، اُنھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ:

"(احد کے دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے ان کا مثلہ کیا ہوا تھا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کو دکھا دینے والا وہ منظر دیکھا جو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ آپ پر رحم کرے! بے شک آپ بہت زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور بہت زیادہ خیرات کرنے والے تھے۔"

(۴۰۶) ۷ / ۹۴ خ، س، ق: الحافظ، الثقہ ابوعمرو عبداللہ بن رجاء الغدانی، البصری رحمہ اللہ: [2]

آپ نے شعبہ، عاصم عمری، عکرمہ بن عمار، اسرائیل اور متعدد لوگوں سے حدیث سنی ہے۔ آپ سے بخاری، ابراہیم حربی، ابوبکر اثرم، کجی، عثمان ضبی، ابوخلیفہ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

[1] تہذیب الکمال: 235/1، تہذیب التہذیب: 206/2، تقریب: 154/1، الکاشف: 208/1، طبقات الحفاظ: 171، سیر الاعلام: 352/10۔

[2] تہذیب الکمال: 280/2، تہذیب التہذیب: 209/5، الکاشف: 85/2، الجرح والتعدیل: 255/5، میزان الاعتدال: 421/2، لسان المیزان: 261/7۔

امام بخاری "عن رجل" کہہ کر بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔

ابو حاتم انھیں ثقہ اور پسندیدہ کہتے ہیں۔ ابن المدینی کا قول ہے: اہل بصرہ کا دو آدمیوں کی عدالت پر اجماع ہے۔ (۱) ابو عمر الحوضی (۲) اور ابو رجاء۔

فلاس کہتے ہیں: موصوف صدوق اور کثیر الغلط تھے۔ کثرت کے ساتھ تصحیف کر جاتے تھے۔ موصوف نے ۲۱۹ھ کے آخری دن وفات پائی۔

(۴۰۷) ۷/ ۹۵ خ، د، س، ت: الحافظ، الحجہ ابو محمد عبداللہ بن یوسف الکلاعی الدمشقی ثم التنیسی رحمہ اللہ: ❶

موصوف نے سعید بن عبدالعزیز، عبدالرحمن بن یزید، مالک، لیث اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ اور ان سے بخاری، ابو حاتم، ذہلی، بکر بن سہل دمیاطی، یحییٰ بن عثمان، یوسف بن یزید قراطیسی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن معین کا قول ہے عبداللہ اور قعنبی مؤطا کے باب میں سب سے اثبت ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اب موطا کی بابت عبداللہ سے زیادہ ثبت کوئی نہیں رہا۔ امام بخاری انھیں سب سے اثبت شامی قرار دیتے ہیں۔ ابو حاتم ثقہ اور دوسرے متورع، فاضل اور نیک قرار دیتے ہیں۔

موصوف نے ۲۱۸ھ میں وفات پائی۔

(۴۰۸) ۷/ ۹۶ د، خ، س: الحافظ، المجوّد ابو عمر حفص بن عمر بن حارث بن سخبرہ ازدی بصری الحوضی رحمہ اللہ: ❷

آپ نمر بن غیمان کی اولاد میں سے ہیں۔ ہشام دستوائی، ابو حرہ واصل، شعبہ، محمد بن راشد مکحولی، یزید بن ابراہیم اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔

آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں بخاری، ابو داود، ابن فرات، کجی، اسماعیل قاضی، ابن ضریس، دورقی ابو خلیفہ اور بے شمار لوگوں کے نام آتے ہیں۔

احمد بن حنبل آپ کو ثقہ اور متقن کہتے ہیں اور یہ کہ ان پر کوئی حرف نہیں کہا جا سکتا۔

عبداللہ بن جریر انھیں متقن اور صاحب کتاب کہتے ہیں۔ ابو حاتم کا قول ہے: صدوق، متقن اور فصیح اعرابی تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ۲۲۵ھ میں وفات پائی۔

---

❶ تہذیب الکمال: 758/2، تہذیب التہذیب: 405/1، الوافی بالوفیات: 101/13، شذرات الذہب: 156/2۔

❷ تہذیب الکمال: 303/1، تہذیب التہذیب: 405/1، تقریب: 187/1، الکاشف: 241/1، سیر الاعلام: 354/10، طبقات الحفاظ: 172۔

ہمیں ابن ابی عمر وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ ابوحفص سے، اُنھوں نے ابراہیم بن سعد سے، اُنھوں نے ابراہیم بن شہاب سے، اُنھوں نے ابوبکر بن عبدالرحمن سے، اُنھوں نے مروان بن حکم سے، اُنھوں نے عبداللہ بن اسود بن عبدیغوث سے اُنھوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"بعض شعر میں حکمت ہوتی ہے۔" [1]

(۴۰۹) ۷/۹۷ ع: المؤدب، الحافظ ابواحمد حسین بن محمد المروزی نزیل بغداد رحمہ اللہ: [2]

موصوف نے جریر بن حازم، اسرائیل، ابن ابی ذئب، شیبان، ابوغسان، محمد بن مطرف سے حدیث روایت کی ہے۔ اور آپ سے آپ کے رفیق عبدالرحمن بن مہدی نے اور احمد، یحییٰ، ابوخیثمہ، دوری، حربی، حنبل اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن سعد وغیرہ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ نسائی کا قول ہے ان میں کوئی حرج نہیں۔

مطین نے سن وفات ۲۱۴ھ بتلایا ہے۔

(۴۱۰) ۷/۹۸ د: الحافظ، العلامہ، ابوعمر حفص بن عمر البصری الضریر رحمہ اللہ: [3]

آپ نے حماد بن اسامہ، جریر بن حازم، مبارک بن فضالہ سے حدیث روایت کی ہے۔ آپ کی شعبہ سے ملاقات ثابت نہیں۔

اور ابوداؤد، ابوزرعہ، کجی، ابوخلیفہ وغیرہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں شامل ہیں۔

ابوحاتم انھیں صدوق اور اکثر حدیثوں کا حافظ کہتے ہیں۔

ابن حبان کا قول ہے۔ موصوف فقہ، اخبار، فرائض، حساب، شعر اور ایام الناس کے عالم تھے۔ پیدائشی نابینا تھے۔ ابن عساکر نے سن وفات شعبان ۲۲۰ھ ذکر کیا ہے۔

(۴۱۱) ۷/۹۹ خ، س، ت، ق، م: الامام، المحدث، ابوالہیثم، خالد بن مخلد القطوانی الکوفی رحمہ اللہ: [4]

آپ نے مالک، سلیمان بن بلال، علی بن صالح، نافع بن ابی نعیم، ابوالغصن، ثابت بن قیس اور متعدد لوگوں سے حدیث سنی۔ بخاری اور ایک جماعت نے ان سے روایت کیا ہے سوائے ابوداؤد کے۔ ان کے علاوہ ذاری عبد، ابوامیہ طرسوی وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ حتیٰ کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے ابن کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ شیعی تھے پر صدوق تھے، غرائب اور

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الادب، رقم الباب: 9۔

[2] تہذیب الکمال: 294/1، الکاشف: 234/1، الوافی بالوفیات: 26/13۔

[3] تہذیب الکمال: 305/1، تہذیب التہذیب: 411/2، لسان المیزان: 301/7، ضعفاء ابن الجوزی: 223/1۔

[4] تہذیب الکمال: 363/1، تقریب: 218/1، الجرح والتعدیل: 1599/3، طبقات ابن سعد: 283/6۔

مناکیر روایت کرتے تھے۔ ۲۱۳ھ میں وفات پائی۔ ابن معین کہتے ہیں: ان میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۱۲) ۷/۱۰۰ د، ق: الحافظ، المجوّد محدثِ دمشق ابوالجماہر محمد بن عثمان التنوخی الکفر سوسی رحمہ اللہ: ❶

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن تھی۔ ابوالجماہر لقب تھا۔ سعید بن بشیر، خلید بن دعلج، سعید بن عبدالعزیز اور سلیمان بن بلال وغیرہ کے طبقہ سے روایت کی ہے۔

آپ سے ابوداود، ابوزرعہ، رازی، دارمی، تستری وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔

ابوحاتم انھیں ثقہ کہتے ہیں: دارمی کا قول ہے: میں دمشق میں جن کو بھی ملا ہوں یہ ان میں سب سے ثقہ ہیں۔ شہر کے لوگوں کا آپ کے نیک ہونے پر اجماع تھا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ انھیں ہشام پر اور سلیمان بن عبدالرحمن پ مقدم کرتے تھے۔

ابوزرعہ کہتے ہیں: ۲۲۴ھ میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے اسی سے زیادہ برس کی عمر پائی ہے۔

ہمیں عبداللہ بن حسن نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن عثمان سے، وہ سعید بن بشیر سے، وہ قتادہ سے، وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُبی سے ارشاد فرمایا: ''مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمھیں قرآن پڑھ کر سناؤں۔'' اُنھوں نے عرض کیا: کیا رب تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نام لیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں'' اُنھوں نے عرض کیا: کیا بارگاہِ الٰہی میں میرا ذکر ہوا؟ فرمایا: ''ہاں'' تو رونے لگے۔

لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں قرآن پڑھ کر سنایا تھا لیکن ایسا ہوا نہیں۔

(۴۱۳) ۷/۱۰۱ خ، م، د، ت، ق: الامام، الحافظ، عالم شام ابوزکریا یحیٰی بن صالح الحمصی، المفقیہ الوحاظی رحمہ اللہ: ❷

آپ نے عفیر بن معدان، سعید بن عبدالعزیز، فلیح بن سلیمان، معاویہ بن سلام اور مالک وغیرہ سے حدیث روایت کی۔

آپ سے بخاری، ذہلی، ابوحاتم، دارمی، عبدالرحمن بن قاسم بن رواس اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن معین آپ کو ثقہ، ابوعوانہ حسن الحدیث اور صاحب رائے کہتے ہیں۔ آپ محمد بن حسن الفقیہ کلی کے ہم پلہ تھے۔ احمد بن صالح کا قول ہے: ہمیں یحیٰی بن صالح نے امام مالک سے تیرہ ایسی احادیث سنائیں جو ہمیں کسی اور کے پاس سے نہ ملیں۔

میں کہتا ہوں: ایک جماعت نے آپ کو ثقہ کہا ہے البتہ ان کے بدعتی ہونے کی وجہ سے ان میں کلام بھی ہے۔

عقیلی انھیں حمصی کہتے ہیں۔ احمد بن حنبل کا قول ہے: جہم کی رائے کی طرف میلان رکھتے تھے مجھے ان کے بارے میں ایک آدمی نے بتلایا ہے کہ وہ یہ کہتے تھے کہ کاش یہ محدثین ان میں احادیث کو چھوڑ دیتے۔ یعنی رؤیت باری تعالیٰ سے متعلق میں احادیث کو چھوڑ دیتے۔ موصوف نے ۲۲۲ھ میں وفات پائی۔ جب عمر اسی برس سے زیادہ تھی۔

❶ تہذیب الکمال: 1142/3، الوافی بالوفیات: 81/4، سیر الاعلام: 448/10۔

❷ تہذیب الکمال: 1503/3، الکاشف: 258/3، الضعفاء الکبیر: 408/4۔

ہمیں محمد بن محمد اسلم القاضی نے اپنی سند کے ساتھ ابوزکریا سے، اُنھوں نے جابر بن غانم سے، اُنھوں نے ابن صہیب سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے اپنے دادا سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''باجماعت نماز اکیلے کی نماز سے پچیس گنا افضل ہے اور ایسی جگہ نفل نماز جہاں دیکھنے والا کوئی نہ ہو وہ لوگوں کے سامنے نماز سے پچیس گنا افضل ہے۔''

(۴۱۴) ۷/ ۱۰۲ اخ، ت، س: المحدث الامام، الزاہد ابوالحسن آدم بن ابی ایاس الخراسانی المروزی ثم عسقلانی رحمہ اللہ: ❶

آپ نے ابن ابی ذئب، حریز بن عثمان، شعبہ، اسرائیل، لیث اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے شام، مصر، عراق اور حجاز میں حدیث سنی ہے۔

اور آپ سے بخاری، ابوزرعہ، ابوحاتم، ہاشم بن مرثد الطبرسی اور سمویہ وغیرہ بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابوحاتم کا قول ہے: آدم ثقہ، مامون، عبادت گزار اور برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔

امام احمد فرماتے ہیں: شعبہ کا ایک مکتب تھا اور آپ ان چھ لوگوں میں سے ایک تھے جو شعبہ کی حدیث کو لکھتے تھے۔

ابن سعد نے جمادی الآخرہ ۲۲۰ھ میں سن وفات ذکر کیا ہے۔ عمر ۸۸ برس تھی۔

(۴۱۵) ۷/ ۱۰۳ اخ، م، د، ت، ق: الامام الحافظ، محدث مدینہ ابوعبداللہ، اسماعیل بن ابی اویس عبداللہ بن عبداللہ بن اویس بن مالک بن ابی عامر اصبحی مدنی رحمہ اللہ: ❷

آپ نے امام نافع پر قرآن پڑھا، اپنے ماموں مالک بن انس سے اور عبدالعزیز بن ماجشون، سلیمان بن بلال سلمہ بن وردان اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی۔

آپ سے آپ کے دو شیخ نے اور محمد بن نصر الصائغ، علی بن جبلہ اصبہانی، ابومحمد دارمی، حسن بن علی السری اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ کی حدیث کتب ستہ میں مروی ہے۔ سوائے سنن نسائی کے۔

امام احمد فرماتے ہیں: ان میں کوئی حرج نہیں۔ ابوحاتم آپ کو صدق کا محل کہتے ہیں البتہ مغفل تھے۔ نسائی کہتے ہیں یہ ضعیف ہیں۔

دارقطنی کا قول ہے: میں اپنی صحیح میں ان کی حدیث پسند نہیں کرتا۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ۲۲۶ھ میں وفات پائی۔

---

❶ تہذیب التہذیب: 196/1، تقریب: 30/1، الجرح والتعدیل: 268/2۔

❷ تہذیب التہذیب: 284/1، تقریب: 67/1، الجرح والتعدیل: 180/2۔

ہمیں عبدالخالق التاج نے اپنی سند کے ساتھ اسماعیل سے، اُنھوں نے سلیمان بن بلال سے، اُنھوں نے یحییٰ بن سعید سے، اُنھوں نے عبدالرحمن بن قاسم سے، اُنھوں نے قاسم سے، اُنھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں:
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دولعان کرنے والوں کا ذکر ہوا تو عاصم بن عدی نے اس بارے ایک بات کہی اور پلٹ گیا۔ پھر اس کی قوم کے ایک آدمی نے آکر ذکر کیا کہ اس نے اپنی کے پاس ایک غیر آدمی دیکھا تھا۔ تو عاصم نے کہا: میں اس آزمائش میں اپنی ایک بات کی وجہ سے مبتلا ہوا آگے حدیث ہے۔
اس حدیث کو امام مسلم نے "احمد بن یوسف عن اسماعیل" کے طریق سے روایت کیاہ۔

(۴۱۶) ۷/ ۱۰۴ع: الحافظ الثبت ابونعمان محمد بن فضل السدوسی، البصری عارم رحمہ اللہ: ❶

آپ نے جریر بن حازم، حمادین، محمد بن راشد مکحولی اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی۔
جب کہ بخاری، عبد، ابوزرعہ، ابن وارہ، فسوی اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔
ابن وارہ کا قول ہے: عارم صدوق اور امین ہیں۔ ابوحاتم بیان کرتے ہیں: جب تمھیں عارم کوئی حدیث بیان کر دیں تو اسی پر بس کر جاؤ۔ عارم عفان سے متاخر نہ تھے۔ اور سلیمان بن حرب عارم کو خود پر مقدم کیا کرتے تھے۔ آگے ابوحاتم بیان کرتے ہیں: البتہ عارم کو اخیر عمر میں اختلاط لاحق ہو گیا تھا۔ اور ان کی عقل جاتی ہی تھی۔ عقیلی روایت کرتے ہیں: میں نے جن کو بھی دیکھا ہے عارم ان میں سب سے زیادہ خشوع والے تھے۔ اور میں نے ان سے اچھی نماز پڑھتے کسی کو نہیں دیکھا۔
دارقطنی کہتے ہیں: موصوف سے اختلاط کا عارضہ لاحق ہو جانے کے بعد بھی کسی منکر بات کا صدور نہ ہوا تھا۔
موصوف نے صفر ۲۲۴ھ میں وفات پائی۔
ہمیں ابن قدامہ نے اپنی سند کے ساتھ عارم سے، اُنھوں نے سعید بن زید سے، اُنھوں نے علی بن حکم سے، اُنھوں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا اور یہ کہ آدمی برتن میں پھونکے پھر اس سے پیے۔

(۴۱۷) ۷/ ۱۰۵ د، س، ق: حافظ کبیر ابوجعفر ابن الطباع محمد بن عیسیٰ بن الطباع البغدادی رحمہ اللہ: ❷

آپ نے مالک، جویریہ بن اسماء، شریک، حماد بن زید اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے ابوداود، ابوحاتم، عبدالکریم الدیر عاقولی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔
موصوف "اذنہ" رہ پڑے تھے۔
ابوحاتم انھیں ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے زیادہ ابواب کا حافظ محدثین میں نہیں دیکھا۔
ابوداود انھیں ثقہ اور فقیہ کہتے ہیں۔ انھیں تقریباً چالیس ہزار احادیث یاد تھیں۔

---

❶ تہذیب الکمال: 1258/3، الانساب: 371/7، المغنی: 5904۔
❷ تہذیب الکمال: 1256/3، تہذیب التہذیب: 393/9۔

نسائی نے بھی انھیں ثقہ کہا ہے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے اسّی کے پیٹے میں ۲۲۴ھ میں وفات پائی۔ آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔

میری اسناد کے ساتھ ابوبکر شافعی آگے ابن طباع سے، وہ عائشہ بنت یونس امرأۃ لیث سے اور وہ لیث سے بیان کرتی ہیں کہ انھیں مجاہد نے بیان کیا کہ ''حورعین زعفران سے پیدا کی گئی ہے۔''

اثرم امام احمد کا قول نقل کرتے ہیں: ابن طباع بڑے سمجھ دار اور دانا تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے علی کو سنا وہ کہتے ہیں میں نے عبدالرحمن اور یحییٰ کو سنا وہ دونوں ابن طباع سے ہیثم کی حدیث کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ کوئی ان سے زیادہ ہیثم کی حدیث کا عالم ہو۔ ابوحاتم بیان کرتے ہیں: میں نے محمد بن عیسیٰ کو بیان کرتے سنا کہ ابن مہدی اور ابوداوٗد کا ہشیم کی ایک حدیث میں اختلاف ہوگیا کہ کیا انھوں نے وہ حدیث سن رکھی ہے یا وہ اس میں دیس سے کام لیتے ہیں۔ دونوں فیصلہ مجھ پر چھوڑ دیا تو میں نے ان دونوں کو بتلایا کہ فسوی بیان کرتے ہیں: ہمیں نعمان نے بیان کیا اور وہ منقطع القرین تھے۔

(۴۱۸) ۷/۱۰۶ع: الحافظ ابوالیمان حکم بن نافع بہرانی حمصی رحمہ اللہ: [1]

موصوف بہراء کے موالی میں سے ایک زبردست امام اور عالم تھے۔ اور انھوں نے حریز بن عثمان، صفوان بن عمرو، ارطاۃ بن منذر، ابوبکر بن ابی مریم، عفیر بن معدان، شعیب بن ابی حمزہ اور ان کے پائے کے لوگوں سے حدیث سنی۔

موصوف بڑے ثقہ اور عقل مند تھے اور آپ سے بخاری، احمد، ابن معین، ذہلی، محمد بن عوف الطائی، ابوزرعہ، علی بن محمد حسکائی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ کے حدیث جملہ کتب حدیث میں مروی ہے۔ مامون نے انھیں حمص کا قاضی بنانے کے لیے بلوایا۔

ابوحاتم انھیں ثقہ اور نبیل کہتے ہیں۔

ابوزرعہ کا قول ہے: اُنھوں نے شعیب سے صرف ایک حدیث سنی تھی۔ جب کہ باقی کی اجازت تھی۔

امام احمد کہتے ہیں کہ شعیب نے انھیں حدیث روایت کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

میں کہتا ہوں کہ اگرچہ انھیں شعیب سے اجازۃً روایت کی اجازت دی پھر بھی اصحاب صحیحین نے ان کے ثقہ اور متقن ہونے کی وجہ سے ان سے حدیث لی ہے۔

ایک جماعت نے ان کا سن وفات ۲۲۱ھ بتایا ہے۔ موصوف ۱۳۸ھ میں پیدا ہوئے تھے۔

بے شک یہ لوگ دولت مامونیہ میں علم حدیث کے سربرآوردہ علماء تھے۔

اللہ ان سب پر رحم فرمائے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 315/1، الکاشف: 247/1۔

تذکرۃ الحفاظ

(مترجم)

تألیف

الامام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی

المتوفی ۷۴۸ھ

مترجم

مولانا محمد افتخار احمد مدظلہ

جلد اول ـــ حصہ دوم

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

اقرا سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

فون: 042-37224228-37355743

بسم اللہ الرحمن الرحیم

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

نام کتاب

تذکرۃ الحفاظ

جلد اول — حصہ دوم

مترجم

مولانا محمد افتخار احمد مدظلہ

ناشر

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

مطبع

خضر جاوید پرنٹرز لاہور

اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

فون: 042-37224228-37355743

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔

(ادارہ)

تنبیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آٹھواں طبقہ

"اس طبقہ میں ایک سو بیس اکابر حفاظ کا تذکرہ ہے۔" ❶

(۴۱۹) ۸/۱:۱ خ، د، ت، س: الامام، العَلَم، الحافظ، الفقیہ ابوبکر عبد اللہ بن زبیر الحمیدی، القرشی، الاسدی، المکی رحمۃ اللہ علیہ۔ ❷

موصوف نے ابن عیینہ، مسلم بن خالد، فضیل بن عیاض اور دراوردی وغیرہ سے حدیث لی ہے۔ آپ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کبار اصحاب میں شمار کیے جاتے تھے۔ بعد میں آپ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں بیٹھنے کے لیے تیار ہوئے تو ابن عبد الحکم نے آپ پر تعجب کیا۔

آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، ذہلی رحمۃ اللہ علیہ، ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ، ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، بشر بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور بے شمار لوگوں کے نام آتے ہیں۔

ہمیں محفوظ بن معشوق بزار نے 693ھ میں اپنی سند کے ساتھ بشر بن موسیٰ سے، اُنہوں نے حمیدی سے نقل کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں سفیان نے، ابو حازم سے نقل کیا کہ اُنہوں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے: "میں اور قیامت (یوں ملا کر) بھیجے گئے ہیں، جیسے یہ انگلی اس انگلی سے ملی ہوئی ہے۔" پھر سفیان نے اپنی شہادت اور درمیان والی انگلی کی طرف اِشارہ کیا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حمیدی ہمارے نزدیک امام ہیں۔ ابو حاتم بیان کرتے ہیں: سفیان بن عیینہ کی احادیث کی بابت سب سے زیادہ بااعتماد حمیدی ہیں۔ فوی کا قول ہے: میں حمیدی سے زیادہ اسلام اور اہلِ اسلام کے خیر خواہ کسی شخص سے نہیں ملا۔ موصوف نے مکہ میں 219ھ ❸ میں اس جہانِ فانی کو الوداع کہا۔ آپ کبار ائمہ دین میں شمار کیے جاتے تھے۔

ہمیں اسماعیل بن عبد الرحمٰن نے اپنی سند کے ساتھ ابو علی بن صواف سے، انہوں نے بشر بن موسیٰ سے، اُنہوں نے حمیدی

---

❶ اس طبقہ میں تقریباً ایک سو تیس حفاظ کا تذکرہ مندرج ہے گویا کہ امام موصوف کے نزدیک ان میں سے دس حضرات اس طبقہ میں شمار نہیں کیے جاتے۔ رہ گئی ان کی تعیین تو وہ معمولی غور و تدبر سے کی جا سکتی ہے۔

❷ تہذیب الکمال: 2/682۔ تہذیب التہذیب: 5/215 (372)۔ تقریب: 1/415 (305)۔ خلاصة التهذيب: 2/52۔ الکاشف: 2/86۔ الجرح والتعدیل: 5/246۔ الوافی بالوفیات: 17/179۔ دیوان الاسلام: 794ت۔ سیر الاعلام: 10/616

❸ موصوف کی تاریخ وفات کی بابت دو اقوال اور بھی ہیں (1) 220ھ، (2) 119ھ۔

سے نقل کیا کہ وہ فرماتے ہیں: اصولِ سنت یہ ہیں۔ پھر انہوں نے اصول گنوائے جن میں یہ بھی کہا: ایک اصول قرآن اور حدیث کا منطوق ہونا بھی ہے۔ جیسے رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وقالت الیھود ید اللہ مغلولۃ" (المائدہ: 64)

"اور یہود کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ (گردن سے) بندھا ہوا ہے"۔

اور اِرشاد ہے:

"والسمٰوٰتُ مطویات بیمینہ" (الزمر: 67)

"اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے"۔

ان جیسی آیات کے معانی میں نہ تو ہم کسی بات کا اِضافہ کرتے ہیں اور نہ ہی ان کی تفسیر بیان کرتے ہیں اور جس بات پر قرآن اور سنت دونوں نے توقف کیا ہے، ہم بھی اس پر توقف کرتے ہیں اور ہم اس بات کے قائل ہیں۔ اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

"الرحمٰن علی العرش استوی" (طٰہٰ: 5)

"رحمٰن، جس نے عرش پر قرار پکڑا"۔

اور جو اس کے علاوہ کسی اور بات کا قائل ہوا، وہ اہلِ باطل اور جہمیہ میں سے ہے۔

(۴۲۰) ۸ / ۲: الحافظ، البارع، ابواسحاق ابراہیم بن نصر، المطوعی، مفیدِ نیشاپور رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے خوب علمی اسفار کیے۔ طلبِ حدیث میں بہت تھکے۔ ایک "المسند" بھی لکھی۔ ابنِ مبارک جریر بن عبدالحمید، ابوبکر بن عیاش اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ عمر رسیدہ ہو کر وفات پائی۔ مگر آپ کا علم پھیل نہ سکا۔

آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابوزرعہ، ابوحاتم اور احمد بن یوسف السمی رحمہم اللہ جیسے اساطین حدیث کے اسمائے گرامی آتے ہیں۔

"المسند" کو حفظ کرنے کی بابت ابوزرعہ ان کی بے حد تعریف کرتے تھے اور انہیں دوسروں پر مقدم رکھتے تھے۔ دو سو دس ہجری میں دینو کے علاقہ "باب الحزمی" کی جنگ میں اللہ کی راہ میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ حاکم نے آپ کا سنِ شہادت دو سو تیرہ ہجری ذکر کیا ہے۔

(۴۲۱) ۸ / ۳: خ، م، س، ت، الامام، الحافظ، شیخ خراسان ابوزکریا یحییٰ بن یحییٰ التمیمی، منقری، نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ [2]

حاکم بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن یحییٰ اپنے زمانے کے متفقہ امام تھے۔ ۱۴۲ھ میں پیدا ہوئے۔ کثیر بن سلیم، ابن مالک،

---

[1] تعجیل المنفعۃ: 21، تاریخ بغداد: 191/6

[2] تہذیب الکمال: 3/1524، تہذیب التہذیب: 296/11 (518)، تقریب 360/2، خلاصۃ التہذیب: 163/3، الکاشف: 271/3، نسیم الریاض: 12/2، رجال الصحیحین: 2196، دیوان الاسلام: ت 2200۔

زہیر بن معاویہ، لیث، سلیمان بن بلال، خارجہ بن مصعب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ اسحاق، ذہلی، محمد بن اسلم، بخاری، مسلم، داؤد بن حسین، بیہقی، ابراہیم بن علی ذہلی اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث سنی اور روایت کی ہے۔

ہمیں محمد بن عبد السلام عصرُونی اور زینت بنتِ کفدی نے اپنی سند کے ساتھ داؤد بن حسین سے نقل کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں یحییٰ بن یحییٰ، وہ کہتے ہیں: ہمیں سلیمان بن بلال نے یحییٰ بن سعید سے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں: مجھے ابوبکر بن حزم نے بیان کیا کہ انہیں حضرت عبد اللہ بن زید اکازنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارش کی دُعا مانگنے کے لیے عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خطبہ وغیرہ کے بعد) دُعا مانگنے کا ارادہ فرمایا تو قبلہ رخ ہوئے اور (دُعا کے بعد نیک فال کے طور پر) اپنی چادر مبارک کو پلٹا۔

اس حدیث کو امام مسلم نے یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کیا ہے۔

ابن راھویہ بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن یحییٰ کی مثل نہیں دیکھا اور میرا گمان ہے کہ انہوں نے خود بھی اپنی مثل نہیں دیکھا تھا۔ ابوداؤد خفاف کا قول ہے: ہم نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: یحییٰ نے جس دن وفات پائی اس دن وہ اہلِ دنیا کے امام تھے۔ یحییٰ بن ذہلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: میں نے یحییٰ بن یحییٰ سے زیادہ اپنے رب سے ڈرنے والا اور ان جیسا جلیل القدر عالم نہیں دیکھا۔

ابنِ راھویہ بیان کرتے ہیں: یحییٰ بن یحییٰ کی بیس ہزار سے زیادہ احادیث منصۂ شہود پر آشکارا ہوئی ہیں۔ ذہلی بیان کرتے ہیں: میں چاہوں تو یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ یحییٰ "صدق" میں محدثین کے سردار اور سرخیل تھے۔ عبد اللہ بن احمد کا قول ہے: میں نے اپنے والد سے سنا ہے، وہ یحییٰ بن یحییٰ کی تعریف کرتے ہوئے یہ فرما رہے تھے: خراسان نے ان جیسا اور کوئی نہیں جنا۔ ان کے حدیث میں کثرت کے ساتھ شک کرنے کی وجہ سے ہم نے ان کا نام "شکاک" رکھ دیا تھا۔ کیونکہ انہیں کسی بھی کلمہ میں ذرا توقف ہو جاتا تو سرے سے اس حدیث کے سماع کو ہی باطل قرار دے دیتے تھے اور اس حدیث کو بعد میں روایت نہ کرتے تھے۔

امام یحییٰ بے شمار فضائل و مناقب کے مالک ہیں۔ موصوف نے ماہِ صفر ۲۲۶ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ موصوف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں آٹھ برس بڑے تھے۔

(۴۲۲) ۸ / ۴: الامام، الحافظ، الحجہ ابوعثمان سعید بن منصور بن شعبی المروزی ثم البلخی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ کی ایک نسبت "الطالقانی" بھی بیان کی جاتی ہے۔ موصوف اصحابِ سنن کے در کے کھونٹے تھے۔ امام مالک، فلیح بن سلیمان، لیث بن سعد، عبید اللہ بن زیاد، ابومعشر، ابوعوانہ رحمہم اللہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی ہے اور آپ سے امام احمد، ابوبکر، ام اثرم، مسلم، ابوداؤد، بشر بن موسیٰ، ابوشعیب حرانی، محمد بن علی الصائغ اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 5.5/1، تہذیب التہذیب: 89/4، تقریب: 3.6/1، خلاصۃ التہذیب: 390/1، الکاشف: 373/1، الجرح والتعدیل: 284/4، میزان الاعتدال: 159/2، الوافی بالوفیات: 263/15۔

سلمہ بن شعیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: جب میں نے امام احمد رحمہ اللہ کے سامنے جناب سعید بن منصور رحمہ اللہ کا ذکر کیا تو انہوں نے آپ کی بے حد تعریف کی اور آپ کی شان کو بہت بڑھایا۔ ابو حاتم کا قول ہے: سعید ثقہ اور ان متقنین واثبات میں سے تھے، جنہوں نے احادیث کو جمع بھی کیا اور انہیں کتابوں کے سپرد بھی کیا۔

حرب کرمانی کا قول ہے: سعید نے محض اپنی یادداشت کے بل پر ہمیں تقریباً دس ہزار احادیث املا کروائیں۔ موصوف نے ماہِ رمضان ۲۲۷ھ ❶ میں مکہ میں جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔

میں کہتا ہوں: موصوف وفات کے وقت نوے برس کی عمر میں تھے۔

غیلانیات میں مروی ہے کہ بشر بن موسیٰ کہتے ہیں: ہمیں سعید بن منصور نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں سفیان نے ابن ابی خالد سے انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، وہ فرماتے ہیں: "ایک مرتبہ میں خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تو کیا دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرما رہے ہیں جس میں کدو تھا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: "ہم اس سے اپنے کھانے کو بڑھاتے ہیں۔"

(۴۲۳) ۸/۵: الامام، المجتہد، البحر ابو عبید قاسم بن سلام، البغدادی، اللغوی، الفقیہ رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ نے متعدد کتابیں لکھیں۔ اسماعیل بن جعفر، شریک القاضی، ھشیم، ابنِ عیینہ، عباد بن عوام اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے اور ان کے بعد کے لوگوں سے حدیث سنی۔ حتیٰ کہ ھشام بن عمار وغیرہ سے بھی حدیث نقل کی اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں دارمی، ابوبکر بن ابی الدنیا، علی بن عبدالعزیز، حارث بن ابی اُسامہ، محمد بن یحییٰ المروزی اور دیگر بے شمار لوگوں کے نام شمار کیے جاتے ہیں۔

موصوف ھرات میں پیدا ہوئے، والد رومی النسل تھے۔ احمد بن سلمہ کا قول ہے: میں نے اسحاق بن راھویہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے: اللہ کو حق بات ہی پسند ہے تو حق بات یہ ہے کہ ابو عبید مجھ سے بڑے عالم اور فقیہ ہیں۔ ابنِ راھویہ کا یہ قول بھی ہے کہ ہم ابو عبید کے علوم کے تو محتاج ہیں جبکہ انہیں ہماری احتیاج نہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو عبید استاذ العلماء ہیں اور ان کی خیر روز بروز بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ یحیی بن معین رحمہ اللہ سے جب ان کے بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگے: (خوب! اب لوگ ابو عبید کے بارے میں بھی پوچھنے لگے حالانکہ)) لوگوں کے بارے میں تو وہ پوچھتے ہوتے ہیں۔ (مراد رواۃ کی جرح وتعدیل کی بابت سوال ہے)۔

---

❶ سنِ وفات کی بابت 222ھ، 228 اور 229ھ کے اقوال بھی ملتے ہیں۔

❷ تہذیب الکمال: 2/1109، تہذیب التہذیب: 8/315 (572)، تقریب: 2/117، خلاصۃ التہذیب: 2/343، الکاشف: 2/390، میزان الاعتدال: 3/381، لسان المیزان: 7/338، تراجم الاحبار: 3/287، نسیم الریاض: 2/488، دیوان الاسلام: ت: 1/455۔

ابوداؤد انہیں ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: ابوعبید کے مقام و مرتبہ اور حفظ و علم کو وہی پہچان سکتا ہے جس نے ان کی کتابیں دیکھی ہوں۔ موصوف حدیث اور اس کی علل کے حافظ تھے البتہ معرفتِ حدیث میں متوسط تھے۔ آپ فقہ و اختلاف اقوال کے عارف، لغت کے سرخیل اور قراءتوں میں امام تھے۔ آپ نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے۔ آپ ایک مدت تک ثغور کے قاضی بھی رہے۔

موصوف نے 124ھ میں مکہ میں رحلت فرمائی، رحمہ اللہ۔ موصوف کی "کتاب الاموال" اور "الناسخ و المنسوخ" متداول و دستیاب کتابیں ہیں۔

(۴۲۴) ۸/۶: د، ت، ق: الامام، الشہیر، ابوعبداللہ نعیم بن حماد الخزاعی، المروزی، الفرضی، الاعور رحمہ اللہ ❶

موصوف نے مصر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ابراہیم بن طہمان سے حدیث سنی ہے۔ فرماتے ہیں: حسین بن واقد کو دیکھ رکھا تھا۔ البتہ ان سے کچھ سننے کی نوبت نہ آسکی۔ ان کے علاوہ ابوحمزہ سکری، عیسی بن عبید الکفدی، خارجہ بن مصعب، ابن مبارک، ھشیم اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی ہے۔

موصوف مشائخ قدماء میں سے تھے اور اس لائق تھے کہ اُنہیں تبوذکی کے طبقہ میں جگہ دی جاتی۔

آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں امام بخاری، دارمی، ابوحاتم، بکر بن سہل دمیاطی اور بے شمار لوگوں کے نام شامل ہیں، جن کا خاتمہ حمزہ بن محمد الکاتب پر ہوتا ہے۔ البتہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کی حدیث دوسری احادیث کے ساتھ ملا کر ذکر کی ہے۔

میں نے محمد بن قاسم سے نماز وغیرہ پر قرأت کی کہ تمہیں عبداللہ بن عمر نے اپنی سند کے ساتھ ابواسحاق جوزجانی سے نقل کیا۔ وہ کہتے ہیں: ہمیں نعیم بن حماد نے ابنِ عیینہ سے، انہوں نے ابوزناد سے، انہوں نے اعرج سے، اُنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے:

"آج تم ایسے زمانے میں ہو کہ اگر تم میں سے کوئی اس کے دسویں کو بھی ترک کر دے جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے تو وہ ہلاک ہو جائے اور عنقریب لوگوں پر یا (راوی حدیث نعیم کو شک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا) میری اُمت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے جو اس کے دسویں پر بھی عمل کر لے گا جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے تو وہ (اس پر بھی) نجات پا لے گا۔" ❷

یہ حدیث منکر ہے، اس کی کوئی اصل نہیں اور نہ اس کا کوئی شاہد ہے۔ اس حدیث کو سفیان سے سوائے نعیم کے اور کوئی بیان

---

❶ تهذيب الكمال: 1419/3، تهذيب التهذيب: 458/10 (831)، تقريب: 305/2، خلاصة التهذيب: 97/3، الكاشف: 207/3، الجرح والتعديل: 2125/8، ميزان الاعتدال: 267/4، تبصير المنتبه: 844/3، المشتبه، ص 410، ضعفاء ابن الجوزی: 164/3، معرفة الثقات: 1858۔

❷ جامع ترمذی: کتاب الفتن، باب رقم 79۔

نہیں کرتا۔ جناب نعیم امام ہونے کے باوجود منکر الحدیث تھے۔

ہمیں عبد الرحمٰن بن محمد طرزذ نے اپنی سند کے ساتھ بن محمد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں نعیم بن حماد نے وہ کہتے ہیں: ہمیں ابو حمزہ السکری نے عبد الکریم بن ابی اُمیہ سے، اُنہوں نے اس آدمی سے بیان کیا جس نے انہیں یہ بیان کیا کہ اس نے جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت کیا کہ بسا اوقات مجھے نماز میں ہوتے ہوئے بھی بے وضو ہو جانے میں شک ہو جاتا ہے؟ (تب میں کیا کروں)۔ اس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! نماز مت توڑنا یہاں تک کہ تم (کسی قسم کی) بو پاؤ یا گوز کی آواز سنو۔

"قاضی سلمان بن قدامہ پر قرأت کی گئی کہ تم سے محمد بن عبد الواحد الحافظ نقل کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن احمد نے، وہ کہتے ہیں کہ انہیں فاطمہ بنت عبد اللہ نے، وہ کہتی ہیں: ہمیں محمد بن صباح الدولابی نے،[1] وہ کہتے ہیں: ہمیں اسماعیل بن زکریا نے برید بن عبد اللہ سے، اُنہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ "ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک دوسرے آدمی کی کوئی تعریف بیان کر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اسے مت سنانا ورنہ تو اسے ہلاکت میں ڈال دے گا اگر وہ تمہاری (بیان کردہ) تعریف سن لیتا تو کامیاب نہ ہوتا۔"

یہ حدیث غریب اور منفرد ہے۔ اسے امام احمد نے "المسند" میں اور امام احمد کے فرزند عبد اللہ نے اور امام بخاری و مسلم نے بھی دولابی سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

نعیم بن حماد جہمیہ کے حق میں بے حد شدید تھے۔ وہ کہا کرتے تھے: پہلے میں خود جہمی تھا اس لیے میں ان کے علاوہ کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ پھر جب طلب حدیث میں لگا تو مجھ پر یہ حقیقت آشکارہ ہوئی کہ ان لوگوں کے عقائد تعطیل باری تعالیٰ کے گمراہ عقیدہ پر جا کر ختم ہوتے ہیں۔

خطیب کا قول ہے کہ "المسند" کو سب سے پہلے جمع کرنے والے نعیم ہی ہیں۔ ابن معین فرماتے ہیں: نعیم میرے دوست تھے۔ موصوف صدوق ہیں، اُنہوں نے بصرہ میں روح سے پچاس ہزار احادیث لکھیں۔ امام احمد اور عجلی انہیں ثقہ کہتے ہیں۔ ابو زرعہ دمشقی کا قول ہے: نعیم نے ان احادیث کو بھی موصول بیان کیا جن کو لوگ موقوف بیان کرتے ہیں۔

ابو حاتم انہیں محل صدق، نسائی ضعیف اور ابو سعید بن یونس ثقات سے منکر احادیث روایت کرنے والا کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ خلق قرآن کے فتنہ میں موصوف کو فقیہ ابو یعقوب بویطی کے ساتھ مصر سے گرفتار کر کے بغداد لایا گیا اور سامرہ میں پسِ دیوار زنداں ڈال دیا گیا۔ جناب نعیم جمادی الاولیٰ 228ھ میں یا 229ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ البتہ راجح قول 228ھ میں

---

[1] "قاضی" کے الفاظ سے لے کر یہاں تک کی عبارت کا محل یہ مقام نہیں۔ یہ عبارت جناب "دولابی" کے تذکرہ میں آنی چاہیے تھی، جن کا ترجمہ رقم: 448 میں آگے آ رہا ہے۔

وفات پانے کا ہے۔ اگرچہ موصوف کاسۂ علم تھے لیکن آئمہ محدثین نے ان سے استدلال نہیں کیا۔

(۴۲۵) ۸ / ۷: ق: محدثِ مصر، الامام، الحافظ، الثقہ ابوزکریا، یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر المصری رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام لیث رحمۃ اللہ علیہ کے مصاحب ہونے کے شرف سے سرفراز تھے۔ چنانچہ آپ نے ان دونوں سے کثرت کے ساتھ حدیث روایت کی۔ جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں امام بخاری، ابوزرعہ، ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہم جیسے اجل محدثین کے ساتھ ساتھ بے شمار لوگوں کے نام گنوائے جاتے ہیں۔ امام مسلم "عن رجل عنه" کہہ کر یحییٰ بن عبداللہ سے حدیث روایت کیا کرتے تھے۔ صدق و امانت کے اوصاف سے متصف ہونے کے ساتھ ساتھ علم کا برتن تھے۔ ابوحاتم بیان کرتے ہیں: موصوف بڑی شان والے تھے۔ ان کی حدیث لکھی جائے گی، البتہ محلِ استدلال نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ابوحاتم کی رجال کی بابت شدت معروف ہے، وگرنہ حضرات شیخین (بخاری و مسلم) نے یحییٰ بن عبداللہ سے حدیث لی ہے۔

اس کے باوجود بھی نسائی انہیں ضعیف کہتے ہیں۔ لیکن یہ زیادتی ہے کیونکہ ایک دوسرے موقعہ پر خود امام نسائی نے انہیں (بجائے ضعیف کہنے کے) غیر ثقہ کہا ہے، بھلا امانت، فتویٰ میں بصیرت اور علم غزوات میں کون یحییٰ بن عبداللہ کے ہم پلہ ہوسکتا ہے۔ اسی بناء پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے "عن رجل عنه" کہہ کر حدیث روایت کی ہے۔

جناب یحییٰ کی حج کے موقع پر حماد بن زید سے ملاقات ہوئی۔ چنانچہ یحییٰ حماد سے روایت کرتے ہیں۔ بقر بن مخلص کا قول ہے کہ یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے امام مالک کی مؤطا کا ستر بار سماع کیا۔

موصوف ماہِ صفر 231ھ میں رب تعالیٰ کے جوارِ رحمت میں جا بسے۔

ہم نے ایک عالی شان سند کے ساتھ جو یحییٰ کے طریق سے ہے، مؤطا کا سماع کیا ہے۔ مجھے ان کی ایک عالی حدیث ملی ہے جو ابن نجید کے جز میں مذکور ہے۔ میں نے اسے اپنی "تاریخ" میں رقم کیا ہے۔

(۴۲۶) ۸ / ۸: د، ت، س: الحافظ، الحجۃ، ابوالحسن مدد بن مرھد الاسدی، البصری رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نے جویریہ بنت اسماء، حماد بن زید، یزید بن ذریع رحمہم اللہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی ہے۔ جبکہ آپ سے ابوزرعہ، امام بخاری، ابوداؤد، قاضی اسماعیل، ابوخلیفہ جمحی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

---

[1] تهذيب التهذيب: 237/11، تقريب: 344/2، الكاشف: 260/3، ميزان الاعتدال: 391/4، لسان الميزان: 434/7، الثقات: 262/9، سير الاعلام: 612/10، العبر: 410/1

[2] تهذيب الكمال: 1320/3، الكاشف: 136/3، الجرح والتعديل: 1998/8، الثقات: 200/9، تراجم الاخبار: 328/3، سير الاعلام: 591/10، ديوان الاسلام: /ت:. 1808

ایک قول یہ بھی ہے کہ مدد آپ کا لقب ہے جبکہ نام عبدالملک بن عبدالعزیز ہے اور آپ بیسویں طبقہ کے راوی ہیں۔

یحییٰ قطان کہتے ہیں: اگر میں حدیث سنانے کے لیے مدد کے پاس چل کر جاؤں تو واقعی وہ اس بات کے اہل ہیں۔

ابن معین کا قول ہے: وہ ثقہ ہیں، ثقہ ہیں۔ ابوحاتم ان کی اُن احادیث کو جو "عن القطان، عن عبید اللہ بن عمر" کے طریق سے ہوں، سونے کی اشرفیاں کہتے تھے کیونکہ یہ ایسی احادیث ہیں جن کو گویا تم خود حضرت رسالت مآب سے سن رہے ہو۔

میں کہتا ہوں: جناب مُدّد کی ایک "مسند" بھی ہے۔ میں نے اُس کے بعض حصے کا سماع کیا ہے۔ موصوف نے 228ھ میں بڑھاپے کی عمر میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔

ہمیں احمد بن عبدالمجید نے اپنی سند کے ساتھ ابوخلیفہ سے نقل کیا کہ ہمیں مدد نے یزید بن ذریع سے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ایوب نے نافع سے اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مزانبہ سے منع فرمایا ہے"۔

مزانبہ [1] یہ بیع کی ایک قسم ہے جس میں کھجور کے درخت خوشوں میں لگی کھجوروں کو معلوم المقدار کھجوروں کے بدلے میں اندازے سے بیچا جاتا ہے کہ اگر وہ خوشوں کی کھجور میں زیادہ نکلیں تو میری اور اگر کم نکلیں تو یہ نقصان بھی میرا۔

میرے پاس مُدّد کی ایک عالی حدیث ہے جو اجازۃً مروی ہے۔ بعض جعل سازوں نے مُدّد کے نسب میں محض رنگ آمیزی کے طور پر متعدد آباد کے نام زبردستی داخل کر دیے ہیں۔

ہمیں احمد بن سلامہ نے اپنی سند کے ساتھ ابراہیم بن احمد بن مُدّد بن مرھد بن مربل بن مغربل بن مرعبل بن اوندل بن سرندل بن عرندل بن ماسک [2] بن مستورد الاسدی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے میرے والد احمد نے، وہ کہتے ہیں: مجھے میرے والد مُدّد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عیسیٰ بن یونس نے ھشام سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتی ہیں کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرمالیا کرتے اور اس کا بدل بھی عنایت فرماتے تھے"۔

یاد رہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جنابِ مُدّد کا نسب صرف مربل تک ذکر کرتے ہیں اور بعد والے ناموں کو بیان نہیں کرتے۔ جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ میں بھی اس کی تصریح ہے۔ امام مسلم نے بھی "الکنی" میں یہی کہا ہے۔ البتہ اُنہوں نے "مغربل

---

[1] "مزانبہ: اصطلاح میں بیع مزانبہ، معلوم المقدار شی کو اصل اور اندازہ والی شے کے بدلے میں بیچنے کو کہتے ہیں۔ جیسے بیلوں پر لگے انگوروں کو خشک کشمش کے بدلے بیچنا کہ اس میں اگرچہ کشمش کی مقدار تو معلوم ہو سکتی ہے لیکن بیلوں پر لگے انگوروں کی تعداد بہر حال مجہول ہے۔ چونکہ اس بیع میں ربا کا عنصر پایا جاتا ہے اس لیے بیع کی یہ قسم بھی منع ہے۔ کیونکہ یہاں عوض انگور ہے جن میں تماثل اور مساوات ممکن نہیں"۔ دیکھیں: "فتح ذی الجلال والاکرام شرح بلوغ المرام من اولة الاحکام: 83/2، طبعة دار المعرفة لاہور"۔ مترجم وشارح بندہ عاجز ابوقید ارمحمد آصف نسیم۔

[2] شاید یہی وہ انوکھے نام ہیں جن کی بابت علامہ ذہبی نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ یار لوگوں کی مہربانی یا بذلہ سنجی یا بوسِ طبع ہے وگرنہ بظاہر یہ غیر واقعی نسب نامہ ہے۔ واللہ اعلم۔ نسیم۔

بن مو عبس کے الفاظ لکھے ہیں۔ کلدبازی نے مذد کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ البتہ انہوں نے "مغربل" کے بعد "بن رامک بن ماھک" کے الفاظ بھی بڑھائے ہیں۔

کہتے ہیں کہ بعض طلباء نے خالدی کے بیان کردہ مدد کے نسب کو دیکھ کر یہ کہا کہ اگر وہ اس کے شروع میں "بسم اللہ" لکھ دیتے تو یہ بچھو کے کاٹنے کا دم بن جاتا۔

(۴۲۷)۸/۹: الحافظ، الثقہ، محدثِ بخارہ ابوعبداللہ محمد بن سلام البیکندی رحمۃ اللہ علیہ [1]

علم حدیث کی خاطر موصوف نے بلادِ اسلامیہ کی خاک چھان ماری۔ بڑے سفر کیے۔ حدیث ڈھونڈنے کے لیے سب کے پاس گئے۔ اسماعیل بن جعفر، ابوالاحوص، ھشیم، ابواسحاق فزاری اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ آپ سے حدیث لینے والوں میں امام بخاری، دارمی، عبیداللہ بن واصل اور ماوراء النھر کے دیگر بے شمار لوگوں کے نام آتے ہیں۔

ایک محدث بیان کرتے ہیں کہ مجھے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کیا کہ خراسان میں دو خزانے ہیں: ایک خزانہ اسحاق کے پاس جبکہ دوسرا خزانہ محمد بن سلام بیکندی کے پاس ہے۔ سہل بن متوکل بیکندی کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں نے طلب حدیث اور اس کی نشر و اشاعت میں اسی ہزار خرچ کیے ہیں۔

عبیداللہ بن شریح بیان کرتے ہیں: میں نے موصوف بیکندی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: مجھے تقریباً پانچ ہزار احادیث یاد ہیں۔ غنجار اپنی تاریخ میں ذکر کرتے ہیں: بیکندی نے علم کے ہر باب میں لکھا ہے۔ سہل بن متوکل، بیکندی کا قول بیان کرتے ہیں: "میرا نام محمد بن سلام" (لام کی) تخفیف کے ساتھ ہے (یعنی سَلَام ہے نہ کہ سَلّام)۔ موصوف نے ماہِ صفر 225ھ میں چونسٹھ برس کی عمر پا کر داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ صحیح بخاری اور کتابِ دارمی میں بیکندی کی حدیث موجود ہے۔

(۴۲۸)۸/۱۰: حافظ کبیر، الثقہ یحییٰ بن ابو یحییٰ عبدالحمید الحمانی، الکوفی رحمۃ اللہ علیہ [2]

موصوف "المسند" کے مصنف بھی ہیں۔ آپ نے عبدالرحمٰن بن غسیل، قیس بن ربیع، سلیمان بن بلال، ابوعوانہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابوحاتم، ابن ابی الدنیا، مطین، بغوی اور بے شمار لوگوں نے حدیث نقل کی ہے۔ آپ کا شمار اگرچہ سربرآوردہ حفاظِ حدیث میں ہوتا ہے لیکن موصوف کو حدیث میں اتقان حاصل نہ تھا۔ میں نے احمد بن اسحاق پر قرأت کی کہ تمہیں الفتح بن عبداللہ اپنی سند کے ساتھ بغوی سے نقل فرماتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں یحییٰ بن عبدالحمید نے، وہ کہتے ہیں:

---

[1] (تہذیب الکمال: 1208/3)، (الکاشف: 51/3)، (طبقات الحفاظ: 182)، (الانساب: 404/1)، (العبر: 395/2)، (الوافی بالوفیات: 115/3)، (سیر الاعلام: 628/10)۔

[2] تہذیب الکمال: 1507/3، تقریب: 325/2، الذیل علی الکاشف: رقم 1673، تعجیل المنفعۃ: 1168، الجرح والتعدیل: 695/9، میزان الاعتدال: 295/3، البدایۃ والنہایۃ: 272/10، تاریخ بغداد: 167/14، المغنی: 7006، الکامل: 2693/7، تراجم الاحبار: 268/1، سیر الاعلام: 526/1۔

ہمیں شریک نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں منصور نے، وہ کہتے ہیں: ربعی بن حراش نے اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"مجھ پر دروغ گوئی نہ کرو۔ جس نے مجھ پر جان بوجھ کر دروغ گوئی سے کام لیا وہ دوزخ میں داخل ہوگا"۔ [1]

ابوحاتم بیان کرتے ہیں: میں نے ابنِ معین سے جب یحییٰ حمانی کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے: واہ! ان کی کیا بات ہے، پھر ان کی بے حد تعریف کی اور ان کا خوب ذکر کیا اور بتلایا کہ حمانی نے اپنی مسند کو چار ہزار مرتبہ روایت کر کے سنایا ہے۔ جبکہ شریک کی احادیث کو تین ہزار مرتبہ بیان کیا۔

ابنِ عدی کا قول ہے: کوفہ میں سب سے پہلے "مسند" لکھنے والے یحییٰ حمانی ہیں۔ جبکہ بصرہ میں یہ اولیت مدد کے حصہ میں آئی ہے۔ اگرچہ احمد وغیرہ نے حمانی میں کلام کیا ہے لیکن ابنِ معین نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ موصوف نے ماہِ رمضان 228ھ میں وفات پائی۔

مطین بیان کرتے ہیں: میں نے ابنِ نمیر سے یحییٰ حمانی کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگے: وہ ان سب سے بڑے ہیں۔ ان سے حدیث لکھو۔ "عمل القرأت" میں دس سے زیادہ اوراق میں ان کا ترجمہ رقم ہے۔

(۴۲۹) ۸/۱۱: م،د،س،ق: الحافظ یزید بن عبد ربہ الجرجسی، الحمصی، الزبیدی رحمۃ اللہ علیہ [2]

موصوف حمص کے محدث اور موذن تھے۔ کنیسۂ جرجس کے قریب گھر کی وجہ سے "جرجسی" کہلانے لگے۔ بقیہ، ولید بن مسلم اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں امام احمد، محمد بن عوف، ابوداؤد اور ایک جماعت کا نام شامل ہے۔

امام مسلم "عن رجل عنه" کہہ کر ان سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ امام احمد ان کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کیا ہی ثبت تھے۔ موصوف نے چھپن برس کی عمر پا کر 224ھ میں وفات پائی۔ میرے پاس ان کی ایک نازل درجہ کی حدیث ہے۔

ہمیں محمد بن سلیمان وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ ابواُمیہ طرسوی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں یزید بن عبد ربہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں بقیہ نے خالد بن یزید سے، انہوں نے عطاء بن سائب سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے محارب بن دثار سے سنا، انہوں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

---

[1] صحیح البخاری، کتاب العلم: باب رقم 37، صحیح مسلم: کتاب الزھد: حدیث رقم 72۔

[2] تہذیب الکمال: 1537/3، تہذیب التہذیب: 344/11 (659)۔ الکاشف: 282۔ الجرح والتعدیل: 1175/9۔ تاریخ الثقات: 479۔ تراجم الاحبار: 298/4۔ الانساب: 242/3۔ معرفۃ الثقات: 2021۔

"اونٹوں کے گوشت (کھانے) سے تو وضو کرو البتہ بکریوں کے گوشت (کھانے) سے وضو نہ کرو اور اونٹوں کے دودھ (پینے) سے تو وضو کرو البتہ بکریوں کے دودھ (پینے) سے وضو نہ کرو اور بکریوں کے باڑوں میں تو نماز پڑھ لیا کرو البتہ اُونٹوں کے بیٹھنے کی جگہوں میں نماز ادا نہ کرو"۔

اس حدیث کو ابن ماجہ نے اپنے شیخ کے واسطہ سے ابن عبدربہ سے روایت کیا ہے۔ [1]

(۴۳۰) ۸/ ۱۲: الحافظ ابوزرعہ احمد بن حمید الجرجانی، الصیدلانی رحمۃ اللہ علیہ [2]

حمزہ سہمی اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: موصوف حدیث کے حافظ اور علل کے عارف تھے۔ مکہ میں وفات پائی۔ یحییٰ بن سعید القطان اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی۔ جبکہ ان سے موسیٰ بن ہارون الحمال نے حدیث روایت کی ہے۔ میں نے اسماعیلی سے سنا، اُنہوں نے ابوعمران بن ھانی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: ابوزرعہ جرجانی، ابوزرعہ رازی سے بڑے حافظِ حدیث تھے۔

(۴۳۱) ۸/ ۱۳: الحافظ، العلامہ محمد بن سعد بصری رحمۃ اللہ علیہ [3]

موصوف بنی ہاشم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ الطبقات الکبری، الطبقات الصغری اور التاریخ جیسی شہرۂ آفاق کتابوں کے مصنف ہیں۔ کاتبِ واقدی کے نام سے شہرت پائی۔

ھشیم، سفیان بن عیینہ، ابنِ عُلَیَّہ، ولید بن مسلم اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی ہے اور خوب روایت کی ہے۔ محمد بن عمرو اقدی سے روایت کرتے ہوئے اسے ابنِ معین اور ان کے اقران تک نیچے لے جاتے ہیں۔ جبکہ ابنِ ابی الدنیا، احمد بن یحییٰ بلاذری، حارث بن ابی اُسامہ، حسین بن فہم اور دیگر حضرات نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

ابنِ فہم بیان کرتے ہیں: موصوف کثیر العلم اور کثیر الکتب تھے۔ حدیث، فقہ اور علمِ غریب میں کتابیں لکھیں۔ ابنِ فہم ہی نے ان کا سنِ وفات جمادی الاخری 230ھ بتلایا ہے۔ وفات کے وقت عمر باسٹھ برس تھی۔ ہمارے شیخ حافظ شرف الدین دمیاطی نے ہمیں ابنِ سعد کی مشہور کتاب "الطبقات الکبری" کے بارے میں بتلایا ہے کہ اُنہوں نے وہ کتاب ابنِ خلیل سے ان کی اسناد کے ساتھ سن رکھی ہے۔

ابراہیم حربی بیان کرتے ہیں کہ جناب امام احمد ہر جمعہ کو حنبل کو ابنِ سعد کے پاس بھیجا کرتے تھے وہ ان سے واقدی کی

---

[1] سنن ابن ماجہ: کتاب الطھارۃ: رقم الباب: 67۔

[2] اصل نسخہ میں ان کی تخریج مذکور نہیں۔

[3] تہذیب الکمال: 1301/3۔ تہذیب التہذیب: 182/9۔ الجرح والتعدیل: 1433/7، میزان الاعتدال: 560/3۔ تاریخ بغداد: 321/5۔ الوافی بالوفیات: 88/3، معجم الثقات: 108۔ المعین: رقم: 982، التقیید: 53/1۔

حدیث کے دو جز لایا کرتے تھے۔ امام موصوف اگلے جمعہ تک ان دونوں اجزاء میں غور و فکر کرتے رہتے، پھر انہیں واپس کر کے دو اور اجزاء منگوالیا کرتے تھے۔ یہ بیان کر کے ابراہیم کہتے ہیں: اگر امام احمد ان اجزاء کو سننے خود تشریف لے جایا کرتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا۔

ابن ابی حاتم کا قول ہے: میں نے اپنے والد سے ابن سعد کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا: وہ صادق ہیں۔ میں نے انہیں دیکھا ہے کہ وہ قواریری کے پاس جا کر حدیث سنانے کو کہتے تھے تو وہ انہیں حدیث سنایا کرتے تھے۔

(۴۳۲) ۸ / ۱۴: خ، د، ت، ق: الامام، الحافظ، الثقہ ابو عباس حیوۃ بن ابی حیوۃ شریح بن یزید حضرمی، حمصی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے اپنے والد سے، اسماعیل بن عیاش، بقیہ، ابن حرب اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں احمد، کوسج، دارمی، ذہلی، ابن راہویہ، ابوزرعہ دمشقی، ابوحاتم، دیر عاقولی اور بے شمار لوگوں کے نام شامل ہیں۔

ابن معین وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ موصوف نے 224ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴۳۳) ۸ / ۱۵: الحافظ، الامام، ابوعبداللہ محمد بن ابو یعقوب اسحاق بن حرب البلخی اللؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نے امام مالک، خارجہ بن مصعب، یحییٰ بن یمان اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے ابوبکر بن ابی الدنیا، حسین بن ابی احوص اور دوسرے لوگ حدیث بیان کرتے ہیں۔

احمد بن سیار المروزی بیان کرتے ہیں: موصوف حفظِ حدیث اور یادداشت میں رب تعالیٰ کی ایک نشانی تھے۔ جس سے بھی اور جس فن میں بھی گفتگو کرتے اس پر غالب ہی رہتے۔ لوگ کہتے ہیں: انہوں نے سلیمان شاذکونی کے ساتھ مذاکرہ کیا تو اس کا پورا حق ادا کیا۔ خطیب نے ان کے ضعیف ہونے کی طرف اِشارہ کیا ہے۔ مجھے ابن ابی الدنیا کی تالیفات میں ان کی روایت ملی ہے۔

(موصوف نے 244ھ میں وفات پائی)۔

---

[1] تہذیب الکمال: 347/1۔ تقریب: 308/1۔ الکاشف: 263/1۔ الجرح والتعدیل: 1366/3۔ سیر الاعلام: 668/10۔ رجال الصحیحین: 468۔ نسیم الریاض: 366/2۔ الثقات: 217/8۔

[2] تہذیب الکمال: 1167/3۔ تہذیب التہذیب: 533/9۔ الکاشف: 19/3۔ الجرح والتعدیل: 547/8۔ میزان الاعتدال: 80/4۔ لسان المیزان: 380/7۔ المغنی: 6099۔ الثقات: 98/9۔ معجم طبقات الحفاظ: ص 171۔

(۴۳۴) ۸/ ۱۶: الحافظ، الثبت ابوعثمان عمرو بن عون السلمی، الواسطی بزاز رحمہ اللہ ❶

موصوف نے حماد بن سلمہ، شریک، ابنِ ماجشون اور ھشیم سے حدیث روایت کی ہے۔ جبکہ آپ سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری، ابوداؤد، ابوحاتم، ابوزرعہ، علی بن عبدالعزیز اور ایک جماعتِ محدثین کا ذکر کیا جاتا ہے۔

محدثین کی ایک جماعت نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ یزید بن ہارون کا قول ہے: عمرو بن عون ان لوگوں میں سے ہیں جن کی خیر روز افزوں ہوتی ہے۔ ابوزرعہ بیان کرتے ہیں: میں نے ان سے زیادہ ثبت کم ہی دیکھے ہیں۔ ابوحاتم کا قول ہے: عمرو ثقہ اور ثبت ہیں۔ حاتم بن لیث نے ان کا سنِ وفات 225ھ بتلایا ہے۔ صحیح بخاری میں موصوف کی روایت موجود ہے۔

ہمیں احمد بن محمد بن ابراہیم نے اپنی سند کے ساتھ حافظ یعقوب سے بیان کیا اور وہ کہتے ہیں: ہمیں عمرو بن عوف بن اوس نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں یحییٰ بن ابی زائدہ نے اسرائیل سے، اُنہوں نے رکین بن ربیع سے، اُنہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"تم میں سے کوئی آدمی جتنا زیادہ بھی سود اکٹھا کرلے انجام کار وہ گھٹتا ہی ہے"۔ ❷

اس حدیث کو ابنِ ماجہ نے "**عن عباس بن جعفر عن عمرو بن عون**" کے طریق سے روایت کیا ہے۔ یہ روایت یعقوب کی بجائے عباس سے مروی ہونے کی وجہ سے عالی ہوگئی ہے۔

(۴۳۵) ۸/ ۱۷: خ، م، س: الامام، عالمِ دیارِ مصریہ ابوعثمان سعید بن کثیر بن عفیر بن مسلم انصاری مصری رحمۃ اللہ علیہ ❸

آپ نے یحییٰ بن ایوب، مالک، لیث، سلیمان بن بلال اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے امام بخاری روح بن خزرج، احمد بن حماد زغبہ، احمد بن محمد الرشدینی، یحییٰ بن عثمان اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ ابنِ عدی وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ البتہ جوزجانی نے ان پر جرح کی ہے۔ ابوحاتم بیان کرتے ہیں: سعید لوگوں کی کتابوں سے پڑھتے تھے۔ وہ صدوق ہیں۔ ابنِ یونس کا قول ہے: سعید انساب، اخبارِ ماضیہ، ایامِ عرب اور تواریخ کے سب سے بڑے عالم تھے۔ موصوف ان سب فنون میں عجب شان رکھتے تھے۔ بڑے ادیب، فصیح و بلیغ اور حاضر دماغ تھے۔ ان کی مجلس سے نہ جی بھرتا تھا اور نہ ہی ان کے علم کے چشمے خشک ہوتے تھے۔ بڑی جاذب اور دل کش گفتگو کے حامل تھے۔ آگے چل کر ابنِ یونس کہتے ہیں: موصوف کا سنِ ولادت 146ھ جبکہ سنِ وفات ماہِ رمضان 226ھ ہے۔

---

❶ تہذیب الکمال: 1045/2۔ تہذیب التہذیب: 86/8 (129)۔ تقریب: 76/2۔ الکاشف: 338/2۔ الجرح والتعدیل: 1393/6۔ تراجم الاحبار: 559/2۔ تاریخ الثقات: 368۔ سیر الاعلام: 450/10۔

❷ سنن ابن ماجہ: کتاب التجارات: رقم الباب: 58۔

❸ تہذیب الکمال: 501/1۔ تہذیب التہذیب: 74/4، تقریب التہذیب: 304/1۔ خلاصۃ تہذیب الکمال: 388/1۔ الکاشف: 371/1۔ الجرح والتعدیل: 374/4۔

ہمیں یوسف بن وبار نے اپنی سند کے ساتھ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا اور وہ فرماتے ہیں: ہمیں سعید بن عفیر نے، وہ کہتے ہیں: مجھے لیث نے، وہ کہتے ہیں: مجھے عبدالرحمٰن بن خالد نے ابن شہاب سے، انہوں نے سالم سے اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، وہ فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے آخری زمانے میں ایک مرتبہ ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو فرمایا: "بھلا تم نے اپنی یہ رات دیکھی ہے۔ اس سے ٹھیک ایک سو سال بعد ان لوگوں میں سے کوئی باقی نہ رہے گا جو (اس وقت) روئے زمین پر موجود ہیں"۔ ❶

(۴۳۶) ۸/۱۸: خ، د، ت، س: حافظ عمر، ابو الحسن علی بن عبد اللہ المدینی بن جعفر بن نجیح السعدی ثم البصری رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ بنی سعد کے آزاد کردہ غلام، صاحبِ تصانیف اور حافظِ حدیث کے لیے ایک اسوہ اور نمونہ تھے، 161ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد سے اور حماد بن زید، ھشیم، ابنِ عیینہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے ذھلی، امام بخاری، ابوداؤد، اسماعیل القاضی، البیعلی، بغوی اور بے شمار لوگ حدیث روایت کرتے ہیں۔

ابوحاتم بیان کرتے ہیں: ابن المدینی حدیث اور علل کی معرفت میں لوگوں میں ایک علامت کی حیثیت رکھتے تھے۔ میں نے امام احمد کو ان کا نام لیتے کبھی نہیں سنا، وہ آپ کی تعظیم کرتے تھے ہمیشہ آپ کی کنیت ذکر کرتے تھے۔ ابنِ عیینہ کا قول ہے: لوگ مجھے ابن المدینی کی محبت پر ملامت کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اتنا وہ مجھ سے نہیں سیکھتے جتنا میں ان سے سیکھتا ہوں۔

احمد بن سنان بیان کرتے ہیں: ابنِ عیینہ، ابن المدینی کو "حیۃ الوادی" کا نام دیتے تھے۔ روح بن عبدالمؤمن کا قول ہے: میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ابن المدینی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، بالخصوص سفیان بن عیینہ کی احادیث کے واسطہ سے۔ قواریری بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ قطان کو یہ کہتے سنا ہے: علی اتنا مجھ سے نہیں سیکھتے جتنا میں ان سے سیکھتا ہوں۔

نسائی کا قول ہے: گویا کہ ابن المدینی مادرزاد اعلیٰ شان کے ہیں۔ ابراہیم بن معقل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ جتنا میں ابنِ المدینی کے سامنے خود کو چھوٹا سمجھتا ہوں، اتنا کسی اور کے آگے خود کو چھوٹا نہیں سمجھتا۔ ابوداؤد بیان کرتے ہیں: ابن المدینی اختلافِ حدیث کے احمد سے بڑے عالم ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس امام کے مناقب حدِ شمار سے باہر ہیں۔ البتہ خلقِ قرآن کے مسئلہ میں قدرے کوتاہی کر گئے اور احمد بن

---

❶ صحیح البخاری: کتاب العلم، باب رقم 41۔ مسند احمد: 121/2، 131۔

❷ تہذیب الکمال: 978/2۔ تہذیب التہذیب: 349/7 (575)، الکاشف: 288/2۔ الجرح والتعدیل: 1064/6۔ میزان الاعتدال: 138/3۔ تاریخ بغداد: 485/11۔ شذرات الذہب: 81/2۔ الثقات: 469/8۔ دیوان الاسلام: ت: 2005۔

ابی داؤد کے پاس آمد و رفت بھی رکھی۔ کاش! یہ دونوں باتیں موصوف میں نہ ہوتیں۔ ہاں بعد میں اس مسئلہ سے علیحدگی اختیار کر لی اور اپنے سابقہ رویے پر بے حد نادم ہوئے اور خلق قرآن کے قائل کو کافر ماننے لگے تھے۔ اللہ ان پر رحم فرمائے اور ان کی بخشش کرے۔

موصوف نے سامرا میں ذی القعدہ 234ھ میں وفات پوئی۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن المدینی کی تقریباً دو سو تصانیف ہیں۔ میرے پاس ان کی ایک عالی حدیث موجود ہے جس کے طریق میں ایک جگہ "اجازت" بھی موجود ہے۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے عبدالمعز بن محمد سے اپنی سند کے ساتھ ابو القاسم بغوی سے نقل کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابن المدینی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالعزیز بن محمد نے عمرو بن یحییٰ مازنی سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی، وہ فرماتے ہیں کہ "ایک مرتبہ میری والدہ، اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے جو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، آٹے میں قیمہ ڈال کر پکایا تو جناب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا کہ بیٹے! جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے گھر دعوت پر بلا لاؤ۔ چنانچہ میں خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت لوگوں میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا: میرے والد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت پر بلا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور لوگوں سے بھی ارشاد فرمایا کہ چلو۔ جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے لوگوں کے ساتھ تشریف لاتے دیکھا تو پہلے جا کر والد صاحب کی خدمت میں عرض کر دیا: اے ابا جان! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو دوسرے لوگوں کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔ وہ اُٹھ کر دروازے پر جا کر کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سمیت تشریف لے آئے۔ جنابِ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کھانا تو تھوڑا سا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ کھانا میرے پاس لاؤ۔ بے شک اللہ ابھی اس میں برکت ڈالے دیتا ہے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ وہ کھانا لے کر حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہاتھ رکھ کر دُعا دی۔ پھر فرمایا: (اب) دس دس کر کے آتے جاؤ۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ اسّی (کے قریب) لوگ آئے تھے جنہوں نے پیٹ بھر کر کھایا"۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "عن عبد بن حمید بن القعنبی عن الدر اوردی عبد العزیز" کے طریق سے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو دراوردی کے موالی نے روایت نہیں کیا۔

(۴۳۷) ۸/ ۱۹ ع: فرید الدھر، سید الحفاظ ابو زکریا یحییٰ بن معین المری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ بنو مرہ کے آزاد کردہ غلام تھے، آپ 158ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بے حد عمدہ کاتب اور بڑے زیرک مدرس تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ ترکہ میں دس لاکھ دراہم چھوڑ گئے تھے۔ آپ نے ھشام، ابن مبارک، اسماعیل بن مجاہد، یحییٰ بن ابی

---

[1] تہذیب الکمال: 1519/3۔ تہذیب التہذیب: 280/11 (585)۔ الکاشف: 268/3۔ میزان الاعتدال: 350/3۔ معجم المؤلفین: 232/13۔ الانساب: 216/12۔ البدایۃ والنہایۃ: 312/10۔ تاریخ بغداد: 177/14۔

زائدہ، معتمر بن سلیمان اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداود، ھناد، ابوزرعہ، ابویعلی، احمد بن حسن الصوفی رحمۃ اللہ علیہم جیسے اساطینِ حدیث اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ہمیں احمد بن اسحاق اور احمد بن تاج الامناء نے اپنی اپنی سند کے ساتھ احمد بن حسن الصوفی سے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں: ہمیں ابن معین نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابنِ عیینہ نے حمید الاعرج سے، اُنہوں نے سلیمان بن عتیق سے، اُنہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتِ سماویہ سے ہونے والے نقصان کو (پھلوں کی اصل قیمت سے) منہا کرنے کا حکم دیا اور کئی سالوں کی بیع (کو ایک ہی نشست میں کرنے) سے منع فرمایا"۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے ابنِ معین سے بیان کیا ہے۔ امام نسائی فرماتے ہیں: ابوزکریا (یحییٰ بن معین) ثقہ، مامون اور ائمہ حدیث میں سے ایک ہیں۔ ابن المدینی کا قول ہے: ہم نہیں جانتے کہ آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر اب تک جتنی حدیثیں ابنِ معین نے لکھی ہیں، اتنی کسی اور نے لکھی ہوں"۔ عباس دوری بیان کرتے ہیں: میں نے ابنِ معین کو یہ کہتے ہوئے سنا: "جب تک ہم نے ایک حدیث کو پچاس مرتبہ لکھ نہ لیا اسے نہ پہچانا۔ ابنِ معین کا یہ قول بھی نقل کیا جاتا ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ احادیث لکھی ہیں۔ ابن المدینی بیان کرتے ہیں: لوگوں کا علم ابنِ معین پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ یحییٰ قطان فرماتے ہیں: ان دو جیسے علماء ہمارے پاس کبھی نہیں آئے: (۱) احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (۲) یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابنِ معین ہم میں رجال کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

میں کہتا ہوں: جنابِ یحییٰ ہماری اس کتاب میں ان کے مناقب پر طول بیانی کرنے سے بھی زیادہ مشہور ہیں۔ ایک ثقہ محدث حبیش بن مبشر کا قول ہے: میں نے ابنِ معین کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ رب تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو کہنے لگے: رب تعالیٰ نے مجھے نوازا، عطا کیا، تین سو حوریں میرے نکاح میں دے دیں اور دو دروازوں کے درمیان میرے لیے بستر لگوایا"۔

موصوف نے مدینۂ نبویہ میں بحالت ماخرت ذی العقدہ 233ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

(۴۳۸) ۸/۲۰ع: الحافظ، الحجۃ، شیخ الاسلام، سید المسلمین فی زمانہ ابوعبداللہ احمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الذہلی، الشیبانی، المروزی، ثم البغدادی رحمۃ اللہ علیہم ❶

امام موصوف 164ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ھشیم، ابراہیم بن سعد، سفیان بن عیینہ، عباد بن عباد، یحییٰ بن ابی زائدہ رحمۃ اللہ علیہم

❶ تہذیب الکمال: 35/1۔ تہذیب التہذیب: 72/1۔ الکاشف: 68/1۔ الجرح والتعدیل: 68/2۔ سیر الاعلام: 177/11۔ تاریخ بغداد: 412/4۔ التعدیل والتخریج: رقم ا۔ وفیات الاعیان: 47/1۔

اوران کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، ابوزرعہ، مطین، عبداللہ بن احمد، ابوالقاسم بغوی رحمۃ اللہ علیہم اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ کے والد ایک فوجی اور ابناء دعوت میں سے تھے۔ جوانی میں ہی وفات پا گئے تھے۔

عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں نے ابوزرعہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: تیرے والد کو بیس لاکھ احادیث یاد تھیں۔ میں نے ان کے ساتھ ابواب کا مذاکرہ کیا۔ حنبلی کا قول ہے: میں نے ابوعبداللہ کو یہ کہتے سنا ہے: میں نے ھشیم کی زندگی میں ان سے جو بھی سنا وہ میں نے یاد کرلیا۔ ابراہیم حربی بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے۔ رب تعالیٰ نے ان میں اولین و آخرین کے علم کو جمع کر دیا تھا۔

ہمیں یوسف بن احمد وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بغوی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور قواریری نے، وہ دونوں کہتے ہیں: ہمیں معاذ بن ھشام نے، وہ کہتے ہیں: مجھے میرے والد قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے، انہوں نے عکرمہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ

"ایک آدمی نے خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں، اب (شب کا) قیام مجھ پر گراں ہوتا ہے۔ مجھے ایک ایسی رات (میں قیام) کا حکم دیجیے جس میں رب تعالیٰ مجھے شب قدر نصیب فرمادے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ستائیسویں کی رات کو لازم پکڑو"۔

یہ الفاظ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اور معاذ اس روایت میں متفرد ہیں۔

حرملہ بیان کرتے ہیں: میں نے شافعی کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میں نے بغداد کو اس حال میں چھوڑا کہ میرے پیچھے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا فقیہ، عالم اور افضل کوئی نہ تھا۔ ابن المدینی کہتے ہیں: رب تعالیٰ نے ارتداد کے وقت اس دین کی جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعے مدد کی اور فتنہ قرآن کے وقت جناب احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے مدد کی۔

ابوعبید بیان کرتے ہیں: یہ علم چار لوگوں پر ختم ہو جاتا ہے جن میں سب سے بڑے فقیہ امام احمد ہیں۔ ابن معین عباس سے بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے چاہا کہ میں امام احمد جیسا بن جاؤں۔ اللہ کی قسم! میں ان جیسا کبھی نہ بن سکوں گا۔ ابوھمام السکونی کا قول ہے: خود امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مثل نہ دیکھا تھا۔ محمد بن حماد طہرانی بیان کرتے ہیں: میں نے ابوثور کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: احمد ثوری سے بڑے عالم یا فرمایا: بڑے فقیہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: بیہقی نے ایک مستقل جلد میں امام احمد کی سیرت کو بیان کیا ہے، جبکہ ایک مستقل جلد اس موضوع پر ابن جوزی نے بھی لکھی ہے اور شیخ الاسلام انصاری نے بھی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب پر ایک نہایت لطیف جلد لکھی ہے۔ امام موصوف نے بروز جمعہ بارہ ربیع الاول 241ھ میں ستر سال کی عمر پا کر وفات پائی اور رب ذوالجلال کے جوار رحمت میں جا بسے۔ میرے پاس امام موصوف کی عوالی میں سے دو حدیثیں اور ایک حکایت ہے جبکہ بطور اجازت کے پوری کی پوری "مسند" ہے۔

(۴۳۹) ۸ / ۲۱: خ، م، س، ق: الحافظ، الثبت، زبردست عالم ابوبکر عبداللہ بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان بن خواستی، العبسی، الکوفی رحمۃ اللہ علیہم ❶

موصوف بے مثل و بے نظیر عالم تھے: "مسند" و "مصنف" لکھی۔ آپ بنوعبس کے آزاد کردہ غلام تھے۔ شریک القاضی، ابوالاحوص، ابن مبارک، ابنِ عیینہ، جریر بن عبدالحمید اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی۔ جبکہ آپ سے ابوزرعہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابوبکر بن ابی عاصم، بقیہ بن مخلد، بغوی، جعفر فریابی اور دیگر بے شمار لوگ حدیث روایت کرنے والوں میں شامل ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: ابوبکر صدوق ہیں اور مجھے اپنے بھائی عثمان سے زیادہ محبوب ہیں۔ عجلی بیان کرتے ہیں: ابوبکر ثقہ اور حافظ ہیں۔ فلاس بیان کرتے ہیں: میں نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے بڑا حافظ نہیں دیکھا۔ ابوزرعہ رازی کا بھی ایسا ہی ایک قول ہے۔ ابوعبداللہ کا قول ہے: علمِ حدیث چار لوگوں پر منتہی ہوتا ہے جن میں سب سے زیادہ حدیث بیان کرنے والے ابن ابی شیبہ ہیں۔ جبکہ حدیث کے سب سے بڑے فقیہ امام احمد، حدیث کے سب سے زیادہ جامع ابنِ معین اور حدیث کے سب سے بڑے عالم ابن المدینی ہیں۔

صالح بن محمد بیان کرتے ہیں: میں نے جن لوگوں کو پایا ہے ان میں حدیث اور علل کے سب سے بڑے عالم علی بن المدینی اور اس کے سب سے بڑے حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ ہیں۔ ابوعبید کا قول ہے: ابوبکر بن ابی شیبہ سب سے عمدہ کتاب مرتب کرنے والے ہیں۔ خطیب بیان کرتے ہیں: ابوبکر متقن اور حافظ ہیں۔ موصوف نے ایک مسند، ایک تفسیر اور احکام پر مشتمل ایک کتاب لکھی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا سنِ وفات محرم 235ھ بتلایا ہے۔ میرے پاس ان کی متعدد عالی احادیث ہیں۔ انہی میں سے ایک عالی حدیث یہ بھی ہے:

ہمیں عبدالحافظ بن بدران نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن بشر بن محمد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حمید بن عبدالرحمن نے ھشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اس سوال کے جواب میں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفات سے روانہ ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چلنا کیسا تھا؟ یہ فرماتے سنا: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے چل رہے تھے اور جب کہیں کشادگی پاتے تو اور تیز چلتے"۔

ھشام کہتے ہیں: (مذکورہ روایت میں دو الفاظ آتے ہیں (۱) اَلْعَنَقُ (۲) اَلنَّصُّ۔ یہ دونوں الفاظ تیز چلنے کے معنیٰ میں آتے ہیں۔ البتہ نَصٌّ بہ نسبت عَنَقٌ کے زیادہ تیز چلنے کو کہتے ہیں۔

---

❶ تہذیب التہذیب: 2/6(1)۔ تقریب: 451/1(589)۔ الجرح والتعدیل: 737/5۔ میزان الاعتدال: 490/2۔ لسان المیزان: 260/7۔ الوافی بالوفیات: 442/17۔ سیر الاعلام: 122/11۔ الثقات: 358/8۔

امام مسلم نے یہ حدیث ابن ابی شیبہ سے موافقت کے طور پر روایت کی ہے۔

(۴۴۰) ۸ / ۲۲: خ، م، د، ت، س: الامام، الحافظ الکبیر ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم تمیمی، حنظلی مروزی رحمۃ اللہ علیہ ❶

موصوف نے نیشاپور میں سکونت اختیار کر لی تھی اور وہاں کے بلکہ اہلِ مشرق کے عالم و شیخ تھے۔ ابن راھویہ کے نام سے معروف ہوئے۔ 166ھ میں پیدا ہوئے۔ ایک قول 161ھ میں پیدا ہونے کا بھی ہے۔ آپ نے لڑکپن میں ابن مبارک سے حدیث سنی۔ ان کے علاوہ جریر بن عبدالحمید، عبدالعزیز بن عبدالصمد العمی، فضیل بن عیاض، عیسیٰ بن یونس، دراوردی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، جبکہ ان سے ایک جماعت نے حدیث روایت کی ہے، سوائے ابنِ ماجہ کے اور امام احمد، ابنِ معین، آپ کے شیخ یحییٰ بن آدم اور حسن بن سفیان، ابو العباس السراج اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

میں نے ابو المعالی ابرقوھی پر قرأت کی ہمیں الفتح الکاتب نے اپنی سند کے ساتھ جعفر فریابی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں اسحاق بن راھویہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عیسیٰ بن یونس نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں اوزاعی نے ہارون بن رئاب سے بیان کیا کہ

جب حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ پر جان کنی کا عالم طاری ہوا تو انہوں نے ایک شخص کو اپنی بیٹی کے رشتہ کا پیغام بھیجا اور فرمایا "میں نے ان صاحب کے بارے میں ایک بات کہی تھی جو وعدے جیسی تھی اور مجھے ایک تہائی نفاق کے ساتھ اللہ سے ملنا پسند نہیں"۔

محمد بن اسلم طوسی کو جب ابنِ راھویہ کی موت کی خبر پہنچی تو کہنے لگے: میں اسحاق سے زیادہ رب تعالیٰ سے ڈرنے والے کسی شخص کو نہیں جانتا۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں:

"انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء"۔ (فاطر: 28)

"اللہ سے تو اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہیں"۔

وہ سب سے بڑے عالم تھے۔ اگر ثور اور حمادین ان کی زندگی میں بقیدِ حیات ہوتے تو ان کے علم کے محتاج ہوتے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے عراق میں اسحاق کی کسی نظیر کا علم نہیں۔ نسائی انہیں ثقہ، مامون اور امام کہتے ہیں۔ ابو داؤد خفاف بیان کرتے ہیں: میں نے اسحاق بن راھویہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: گویا کہ میں اپنی کتابوں میں لکھی ایک لاکھ تیس ہزار احادیث کو دیکھ رہا ہوں جن کو میں بیان کرتا ہوں۔ ابو داؤد خفاف یہ بھی بیان کرتے ہیں: اسحاق نے ہمیں اپنے حافظے سے گیارہ ہزار احادیث بیان کیں، پھر انہیں کتاب سے قرأت کیا تو ایک حرف کا بھی فرق نہ نکلا، نہ کم، نہ زیادہ۔

---

❶ تہذیب الکمال: 78/1۔ تہذیب التہذیب: 216/1۔ الثقات: 115/8۔ الجرح و التعدیل: 209/2۔ میزان الاعتدال: 182/1۔ لسان المیزان: 184/7۔ نسیم الریاض: 351/1۔ مشکوۃ المصابیح 609/3۔ الوافی بالوفیات: 119/3۔ شذرات الذہب: 89/2۔ تاریخ بغداد: 345/6۔

موصوف کی کنیت کے بارے میں ایک قول "ابو محمد" کا بھی ہے اور پورا نام "اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن مطہر" ہے۔

ابوزرعہ کا قول ہے: اسحاق سے بڑا حافظ دیکھنے میں نہیں آیا۔ ابوحاتم بیان کرتے ہیں: موصوف کے اتقان اور خطاء سے سلامتی پر حیرت ہوتی ہے۔ پھر جو حافظہ ملا کیا خوب تھا۔ عبداللہ بن احمد بن شبویہ کا میں نے ابنِ راھویہ کو یہ کہتے سنا ہے: امیر عبداللہ بن طاہر کی مجلس میں ابن ابی صالح نے مجھے ایک بدعتی کے ساتھ اکٹھا کر دیا۔ امیر نے مجھ سے نزول باری تعالیٰ کی بابت احادیث پوچھیں تو میں نے ان کو بیان کر دیا۔ اس پر ابنِ ابی صالح کہنے لگا: تم نے رب کے ساتھ کفر کیا۔ بھلا وہ میرے لیے ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف اترے گا؟ میں نے کہا: میں اس رب پر ایمان لایا جو جو چاہتا ہے کرتا ہے"۔

یہ حکایت صحیح ہے، اسے بیہقی نے "الاسماء والصفات" میں روایت کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسحاق نے ستر سال کی عمر پا کر 238ھ میں پندرہ شعبان کی شب وفات پائی۔

(۴۴۱) ۸ / ۲۳: م، س: الحافظ، الصدوق ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن عرعرہ بن البرند، السامی البصری رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ جعفر بن سلیمان الضبعی، غندر، یحییٰ قطان اور بے شمار لوگوں سے حدیث کرتے ہیں اور آپ سے، ابوزرعہ، مسلم، ابو یعلی، احمد بن حسن الصوفی رحمۃ اللہ علیہ اور متعدد لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابوحاتم آپ کو صدوق کہتے ہیں۔ جبکہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ان پر اشارہ میں طعن کرتے ہیں، جسے اثر نے ان سے روایت کیا ہے اور ابنِ معین انہیں ثقہ کہتے ہیں۔ قاسم بن صفوان البرزعی، عثمان بن فرزاز کا قول نقل کرتے ہیں: میں نے جن لوگوں کو دیکھا ہے ان میں بڑے حفاظ چار ہیں، پھر انہوں نے ان میں ابراہیم بن ابراہیم بن عرعرہ کو بھی شمار کیا۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے رمضان 331ھ میں وفات پائی۔

میرے پاس ان کی جملہ عوالی اجازۃً موجود ہیں۔

ہمیں محمد بن عبدالسلام الفقیہ نے میری قرأت کے ساتھ اپنی سند کے ساتھ احمد بن حسن الصوفی سے بیان کیا، مجاہد سے اور انہوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکن کی طرف اپنی لاٹھی سے اشارہ فرمایا کرتے تھے جبکہ حجرِ اسود کو بوسہ دیا کرتے تھے"۔

یحییٰ کہتے ہیں: یہ روایت میرے پاس لکھی ہوئی نہیں۔

میں کہتا ہوں: میری کتاب میں یہ حدیث اسی طرح ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرِ اسود کو بوسہ دیا کرتے تھے۔

اس حدیث کو امام نسائی نے ابراہیم بن عرعرہ سے ابنِ حسنِ صوفی کی بجائے عثمان بن خرزاذ کے واسطہ سے روایت کیا ہے جو ایک عالی بدل ہے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 62/1۔ الکاشف: 91/1۔

(۴۴۲) ۸ / ۲۴: خ: الامام، الحافظ ابو عمرو خلیفہ بن خیاط العصفری، البصری رحمۃ اللہ علیہ ❶

موصوف "شباب" کے نام سے معروف تھے۔ بڑے پائے کے محدث، زبردست ماہر انساب، تاریخ دان اور علامہ تھے۔ "التاریخ" اور "الطبقات" نامی شہرۂ آفاق کتابیں لکھیں، ابن عیینہ، یزید بن زریع، غندر اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں امام بخاری، بقید بن مخلد، عبدون، ابو یعلی اور ایک جماعت شامل ہے۔

ابن عدی انہیں مستقیم الحدیث، صدوق اور ہوشیار و بیدار رواۃ میں شمار کرتے ہیں۔ مطین نے آپ کا سن وفات 240ھ بتلایا ہے۔ مسند ابی یعلی موصلی میں ان کی ایک عالی حدیث موجود ہے۔

ہمیں احمد بن تاج الامناء نے ابروح ھروی کے واسطہ سے اپنی سند کے ساتھ ابو یعلی موصلی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں شباب نے ہوہ کہتے ہیں: ہمیں معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میرے والد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

"ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کھجوروں کا صدقہ بھیجا کرتا تھا، یہاں تک کہ رب تعالیٰ نے بنو قریظہ اور بنو نضیر کی بستیاں فتح فرما دیں۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو واپس کرنا شروع کر دیا اور میرے گھر والوں نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کھجوروں کا سوال کرنے بھیجا جو وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ کھجوریں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو مرحمت فرما دیا کرتے تھے۔ پس میرے گھر والوں نے میری گردن میں کپڑا باندھا جبکہ اُم ایمن رضی اللہ عنہا یہ کہے جارہی تھیں کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ کھجوریں تمہیں نہ دیں گے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے: میرے لیے اتنا اور تیرے لیے اتنا (اور)۔ (راوی حدیث بیان کرتے ہیں) میرا خیال ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا تھا کہ اُم ایمن رضی اللہ عنہا یہ فرما رہی ہیں: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں۔ یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دس گنا عطا فرمایا"۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے شباب سے نقل کیا ہے۔

(۴۴۳) ۸ / ۲۴: خ، م، د، س، ق: حافظ کبیر، محدثِ بغداد ابو خیثمہ زہیر بن حرب النسائی رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ نے ھشیم، ابن عیینہ، جریر، ابنِ ادریس رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث سنی ہے اور آپ سے آپ کے بیٹے

---

❶ تهذيب الكمال: 377/1۔ تهذيب التهذيب: 160/3۔ الكاشف: 283/1۔ الجرح والتعديل: 1728/3۔ ميزان الاعتدال: 665/1۔ لسان الميزان: 210/7۔ مقدمة الفتح: 401۔ الجمع بين رجال الصحيحين: 495/1۔ الثقات: 223/8۔

❷ تهذيب الكمال: 434/1، تهذيب التهذيب: 342/3، تقريب: 264/1، الكاشف: 326/1، الجرح والتعديل: 2690/3، ميزان الاعتدال: 86/2، الوافي بالوفيات: 227/14، سير الاعلام: 489/11۔

ابوبکر نے اور امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، قزوینی، ابویعلی موصلی اور بغوی رحمہم اللہ وغیرہ نے حدیث بیان کی ہے۔

ابن معین وغیرہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ یعقوب بن شیبہ کا قول ہے: ابوخیثمہ، ابن ابی شیبہ سے زیادہ ثبت ہیں اور نسائی انہیں ثقہ اور مامون قرار دیتے ہیں۔ فریابی بیان کرتے ہیں: میں نے ابن نمیر سے پوچھا کہ ابوخیثمہ اور ابن ابی شیبہ میں سے آپ کو کون زیادہ محبوب ہے؟ تو کہنے لگے: ابوخیثمہ۔ پھر ان کی بے حد تعریف بھی کی۔ موصوف نے 74 برس کی عمر پا کر 234ھ میں وفات پائی۔ (ایک قول 232ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)

ہمیں علی بن احمد ہاشمی نے اپنی سند کے ساتھ ابوالقاسم بغوی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوخیثمہ شجاع بن مخلد اور حسن بن عرفہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ھشیم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اپنی صفوں کو سیدھا رکھو اور ان میں مل مل کر کھڑے ہو کہ میں تم لوگوں کو اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں"۔ [1]

شجاع اور حسن اپنی روایت میں یہ الفاظ زائد روایت کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اپنے میں سے ایک کو دیکھتا تھا کہ اس کا کندھا ساتھ والے کے کندھے اور اس کا قدم ساتھ والے کے قدم سے ملا ہوتا تھا، اگر میں آج ایسا کروں تو تم میں سے ایک یوں متنفر ہو جیسے سرکش خچر ہوتا ہے۔

(۴۴۴) ۸/۲۶: خ ۴: حافظ کبیر ابوسلیمان سلیمان بن عبدالرحمٰن الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ شرجیل بن مسلم خولانی کے نواسے تھے۔ آپ نے اسماعیل بن عیاش، یحییٰ بن حمزہ، ولید بن مسلم، ابن عیینہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابوزرعہ، بخاری، ابوداؤد اور جعفر فریابی وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔ ترمذی آپ سے "عن رجل عنہ" کہہ کر حدیث روایت کرتے ہیں۔ 153ھ میں پیدا ہوئے۔ دمشق کے محدث و مفتی تھے۔

ابوزرعہ النصری آپ کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں: ہمیں اہل دمشق کے فقیہ سلیمان نے بیان کیا۔

ابن معین کا قول ہے: اگرچہ ان کی روایات میں منکر احادیث بھی ہیں لیکن پھر بھی ان میں کوئی حرج نہیں۔ ابوداؤد بیان کرتے ہیں: دوسرے لوگوں کی طرح یہ بھی خطا کر جاتے ہیں۔ البتہ سلیمان ھشام بن عمار سے بہتر ہیں۔ دارقطنی کا قول ہے: سلیمان ثقہ ہیں اور ضعفاء سے مناکیر روایت کرتے ہیں۔ ابواسحاق جوزجانی بیان کرتے ہیں: کئی دنوں تک ہمیں سلیمان بن بنت شرجیلی نے حاضر ہونے کی اجازت نہ دی۔ پھر جب ہم ان کے پاس حاضر ہوئے تو کہنے لگے: مجھے اس نوجوان ابوزرعہ رازیؒ

---

[1] سنن ابی داؤد: کتاب الصلوۃ، رقم الباب: 93۔ مسند احمد: 254/3۔

[2] تہذیب الکامل: 543/1۔ تہذیب التہذیب: 207/4، الکاشف: 397/1، الجرح و التعدیل: 559/4، میزان الاعتدال: 212/2، لسان المیزان: 237/7، مقدمۃ الفتح: 407۔

آپ کا پورا نام سلیمان بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ میمون ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کی کنیت ابوایوب ہے۔

کے آنے کا علم ہوا تو میں نے اس سے ملنے کے لیے ایک لاکھ احادیث کی تیاری کی ہے۔

موصوف نے صفر 233ھ دمشق میں وفات پائی۔ اگرچہ آپ کی منکر روایات بھی ہیں لیکن آپ بڑے حافظ حدیث تھے۔ حفظ قرآن کی بابت آپ کی احادیث کا تحمل نہیں کیا جاتا۔ آپ ان کو ولید سے بیان کرنے میں متفرد ہیں۔ آگے سلیمان حدثنا ابن جریج کہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جناب سلیمان کو "حدثنا" کلمہ میں وہم ہوا ہے۔ گویا یہ کلمہ ابن جریج ہے۔ تب پھر یہاں ولید نے تدلیس سے کام لیا ہے۔

اس کو ھشام بن عمار نے محمد بن ابراہیم سے (یہ ایک مجہول راوی ہے) اُنہوں نے ایک آدمی سے، انہوں نے عکرمہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔

ابو حاتم کا قول ہے: سلمان ضعفاء سے سب سے زیادہ روایت کرنے والے ہیں۔ میرے نزدیک یہ اس درجہ کے محدث ہیں کہ اگر ان کے سامنے ایک موضوع حدیث رکھی جائے تو وہ اسے پہچان نہ سکیں۔

(۴۴۵) ۸/ ۲۷: خ، م، د، س: حافظِ شہید ابو سعید عبد اللہ بن عمر بن میسرہ قواریری بصری رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ بنی جشم کے آزاد کردہ غلام اور بغداد میں علمِ حدیث کے کبار ائمہ میں سے تھے۔ آپ نے حماد بن زید، عبد الوارث مسلم زنجی، دراوردی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی ہے۔ جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابو زرعہ، بخاری، ابوداؤد، مسلم، ابو یعلی موصلی، بغوی اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ابن معین اور نسائی انہیں ثقہ کہتے ہیں۔ احمد سیار کا قول ہے: میں نے بصرہ میں مدد جیسا اور بغداد میں قواریری جیسا نہیں دیکھا۔ صالح جزرہ بیان کرتے ہیں: میں نے قواریری، ابن المدینی اور ابنِ عرعرہ سے زیادہ بصرہ کی حدیثیں جاننے والا کوئی نہیں دیکھا۔ ثعلب کا قول ہے کہ میں نے قواریری سے ایک لاکھ احادیث سنی ہیں۔

میں کہتا ہوں: موصوف 335ھ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے (رحمہ اللہ)۔ منافقوں کے اوصاف کی بابت موصوف کی ایک عالی حدیث میرے پاس موجود ہے۔

ہمیں علی بن احمد الھاشمی نے اپنی سند کے ساتھ بغوی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں قواریری نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابو عوانہ نے عبد الملک بن عمیر سے اور انہوں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور جب کسری ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسری نہ ہوگا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ان دونوں کے خزانوں کو اللہ عز وجل کی راہ میں ضرور خرچ کرو گے۔" ❷

---

❶ تھذیب الکمال: 886/2، تھذیب التھذیب: 40/7 (72)، تقریب: 537/1، الکاشف: 231/2، التاریخ الصغیر: 366/2، الجرح والتعدیل: 1547/5، سیر الاعلام: 442/11، تاریخ الثقات: 318، الثقات: 405/8۔

❷ صحیح البخاری: کتاب المناقب، رقم الباب: 25، صحیح مسلم: کتاب الفتن، حدیث رقم: 75۔

(۴۴۶) ۸/۲۸: ع: الحافظ، الثبت، ابوعبدالرحمٰن محمد بن عبداللہ بن نمیر ھمدانی، کارفی، کوفی رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ کا شمار سربرآوردہ علماء میں ہوتا ہے۔ اپنے والد سے اور مطلب بن زیاد، سفیان بن عیینہ، ابن ادریس اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی ہے جبکہ ائمہ ستہ نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ سوائے امام ترمذی اور امام نسائی کے کہ وہ ایک واسطہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ بقیہ بن مخلد، مطین، ابویعلی اور دوسرے بے شمار لوگ بھی آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں سے ہیں۔

ابواسماعیل ترمذی کا قول ہے: امام احمد، ابن نمیر کی عجیب تعظیم کیا کرتے تھے۔ ابراہیم بن مسعود ھمدانی بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ابنِ نمیر تو عراق کے موتی ہیں۔ علی بن حسین بن جنید کا قول ہے: میں نے کوفہ میں ان کا مثل نہیں دیکھا۔ انہوں نے علم، فہم، سنت اور زھد کو جمع کیا۔ موصوف درویش قسم کے تنگدست آدمی تھے۔ ابوحاتم انہیں ثقہ اور ثبت اور نسائی انہیں ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔ احمد بن محمد بن رشید بن المصری کہتے ہیں: میں نے احمد بن صالح کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں نے عراق میں احمد اور ابنِ نمیر کا مثل نہیں دیکھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے موصوف کا سنِ وفات شعبان یا رمضان 234ھ بتلایا ہے۔

ہمیں احمد بن ھبۃ بن تاج الامناء نے 692ھ میں اپنی سند کے ساتھ ابویعلی سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابنِ نمیر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن بشیر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبداللہ نے ابوبکر بن سالم سے، انہوں نے سالم سے، انہوں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ میں ایک کنویں سے پانی کے ڈول نکال رہا ہوں، اتنے میں ابوبکر آئے تو انہوں نے کمزوری کے ساتھ ایک یا دو ڈول نکالے اور اللہ انہیں معاف کرے۔ پھر عمر آئے اور ان سے پانی مانگا گیا۔ پس وہ ڈول ایک بڑے ڈول میں بدل گیا۔ میں نے ان جیسا طاقتور آدمی نہیں دیکھا جو اپنا کام بخوبی سرانجام دیتا ہو، یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو گئے اور انہوں نے اپنے اونٹوں کو بھی سیراب کیا (اور بعد میں اس پانی کے پاس ٹھہر گئے)۔

(۴۴۷) ۸/۲۹: خ ۴: الحافظ، الثبت، المسند، الامام، العلامہ ابوجعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن نفیل بن زارع النفیلی، التفاعی، الحرانی رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ کی محمد بن عمران المدنی، مالک، زھیر بن معاویہ، عفیر بن معدان اور ان جیسے بے شمار لوگوں سے ملاقات (اور ان سے

---

❶ تہذیب الکمال: 1227/3، تہذیب التہذیب: 282/9، الکاشف: 65/3، التاریخ الکبیر: 144/1، طبقات ابن سعد: 289/6، سیر الاعلام: 445/11، تراجم الاحبار: 25/4، نسیم الریاض: 260/1۔

❷ تہذیب الکمال: 738/2، تہذیب التہذیب: 16/6 (21)، تقریب: 448/1 (609)، التاریخ الکبیر: 189/5، الجرح والتعدیل: 735/5، تلخیص المستدرک: 117/2، سیر الاعلام: 634/10، الوافی بالوفیات: 441/17، الثقات: 356/8۔

حدیث کا سماع) ثابت ہے اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن معین، احمد، ذھلی، ابوداؤد، محمد بن ابراہیم بوشنجی، فریابی اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے "عن رجل عنه" کہہ کر روایت کی ہے۔

ابوعبیدہ آجری کا قول ہے: میں نے ابوداؤد کو یہ کہتے سنا ہے: میں نے نفیلی سے بڑا حافظ نہیں دیکھا اور شاذ کونی نفیلی کے سوا اور کسی کو حافظ تسلیم ہی نہ کرتے تھے۔ امام احمد ان کا ذکر بڑی تعظیم کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ میں نے ان کے ہاتھ میں کبھی کوئی کتاب نہیں دیکھی۔

ابوحاتم انہیں ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔ ابن وراء کا قول ہے: احمد بغداد میں، احمد بن صالح مصر میں، ابن نمیر کوفہ میں اور نفیلی حران میں یہ چاروں دین کے ستون ہیں۔ جبکہ خود ابن نمیر سے منقول ہے کہ نفیلی چار میں سے چوتھے ہیں۔ جبکہ باقی کے تین وکیع ابن مہدی اور ابونعیم ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اگر موصوف کی وفات بعد میں نہ ہوئی ہوتی تو میں ان کا تذکرہ گزشتہ طبقہ (یعنی ساتویں طبقہ) میں کرتا۔ موصوف نے 234ھ میں ربیع الاول یا ربیع الثانی میں وفات پائی (رحمۃ اللہ علیہ)۔

میرے پاس ان کی ایک عالی حدیث موجود ہے۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ جعفر سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں نفیلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے معقل بن عبید اللہ پر قرأت کی، وہ عطاء سے اور وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: (حالتِ احرام میں) میرے پاس ایک موٹے بجّو کا آنا مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میرے پاس ایک فربہ مینڈھا آئے اور جس نے حالتِ احرام میں بجّو کو مار ڈالا تو اس کی جزاء ایک مینڈھا ہے"۔

اس حدیث کی اسناد ثابت نہیں ہے۔

(۴۴۸) ۸ / ۲۴ ع: الحافظ المتقن، ابوجعفر محمد بن الصباح البرار الدولابی رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف مزینہ کے آزاد کردہ غلام اور "سنن" کے مصنف ہیں۔ اسماعیل بن زکریا، شریک بن عبداللہ، ابن ابی زناد، اسماعیل بن جعفر اور ھشیم وغیرہ سے حدیث سنی اور آپ سے حدیث سننے والوں میں احمد، عبداللہ بن احمد، ابراہیم حربی، بخاری، مسلم اور ابو داؤد رحمہم اللہ علیہم وغیرہ حضرات شامل ہیں۔ آپ کی حدیث کتب ستہ میں مذکور ہے۔ آپ کے اصحاب میں سب سے آخر میں وفات پانے والوں میں ابوالعلاء محمد بن احمد بن جعفر الوکیعی ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ آپ کو ثقہ اور ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ ثقہ اور حجت کہتے ہیں اور تمام ان الفاظ کے ساتھ یاد کرتے ہیں: ہمیں محمد بن صباح دولابی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا جو ثقہ اور مامون ہیں۔

---

[1] تهذيب الكمال: 212/3، تهذيب التهذيب: 229/9، تقريب: 171/2، الكاشف: 54/3، التاريخ الكبير: 118/1، الجرح والتعديل: 289/7، تراجم الاخبار: 61/4، المغني: 5632، المعين: 986، تاريخ بغداد: 365/، الوافي بالوفيات: 158/3۔

ابن حبان بیان کرتے ہیں: موصوف "رے" کی ایک بستی "دولاب" میں پیدا ہوئے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ آپ کی بے حد تعظیم کرتے تھے۔ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ آپ کو ثقہ اور مامون جبکہ یعقوب بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ، صاحب حدیث اور ھیشم کی احادیث کے عالم کہتے ہیں۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: موصوف نے کرخ میں ماہ محرم 227ھ میں وفات پائی۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

دولابی کے بیٹے احمد بیان کرتے ہیں: میرے والد نے ایک یا دو ماہ کم ستتر برس کی عمر پائی۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) 227ھ میں جن لوگوں نے وفات پائی ان کے نام یہ ہیں:

- احمد بن حاتم الطویل رحمۃ اللہ علیہ۔
- ابراہیم بن بشار الرمادی رحمۃ اللہ علیہ۔
- ابونصر اسحاق بن ابراہیم بن یزید الفرادیسی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ۔
- شیخ عراق بشر بن حارث الحافی رحمۃ اللہ علیہ۔
- اسماعیل بن عمرو البجلی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ اپنے وقت میں اصبہان کے "مسند" تھے۔
- سہل بن بکار البصری رحمۃ اللہ علیہ۔
- ابوالاحوص محمد بن البغوی رحمۃ اللہ علیہ۔ موصوف نے بغداد میں وفات پائی۔
- شعیب بن محرز البصری رحمۃ اللہ علیہ۔
- محمد بن عبدالوھاب الارثی رحمۃ اللہ علیہ۔
- ھیثم بن خارجہ رحمۃ اللہ علیہ۔
- یحییٰ بن بشر الحریری رحمۃ اللہ علیہ۔
- خلیفہ ابواسحاق المعتصم رحمۃ اللہ علیہ۔
- احمد بن یونس رحمۃ اللہ علیہ۔
- سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ (وغیرہ)

ہمیں سنقر الاسدی پر حلت میں قرأت کی کہ تمہیں عبدالطیف بن یوسف اپنی سند کے ساتھ احمد بن یحییٰ الحصوانی سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن صباح نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں اسماعیل بن جعفر نے العلاء سے، اُنہوں نے اپنے والد سے، اُنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟" ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "(غیبت یہ ہے کہ) تمہارا اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات کو ذکر کرنا جو اسے ناپسند ہو"۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خیال ہے، جو بات میں کہہ رہا ہوں اگر واقعی وہ بات میرے بھائی میں ہو؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اگر تو اس میں وہ بات ہے جو تم کہہ رہے ہو تو تم نے اس کی غیبت کی اور

اگر اس میں وہ بات نہ ہو تب تو پھر تم نے اس پر بہتان باندھا"۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ ❶

(۴۴۹) ۸/ ۳۱: م، د، س: الامام، الثقہ، بصرہ کے محدث و مسند ابو محمد شیبان بن فروخ بن ابی شیبہ، الحبطی، الدبلی البصری رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ نے جریر بن حازم، ابو الاشعب العطاردی، حماد بن سلمہ، مبارک بن فضالہ، ابان بن یزید اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے حدیث سننے اور روایت کرنے والوں میں مسلم، ابوداؤد، جعفر فریابی، عبدان الاھوازی، ابویعلی موصلی، بغوی، مطین اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

عبدان کا قول ہے کہ شیبان کے پاس پچاس ہزار احادیث تھیں۔ محدثین کے نزدیک شیبان ھدیہ سے زیادہ ثبت تھے۔ ابو زرعہ بیان کرتے ہیں: شیبان صدوق ہیں۔ ابو حاتم کا قول ہے: شیبان قدری تھے البتہ لوگ حدیث کی وجہ سے ان کے پاس جانے پر مجبور تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے چھیانوے برس کی عمر پا کر 236ھ میں وفات پائی۔

ہمیں عبدالحافظ بن بدران اور دوسروں نے اپنی سند کے ساتھ بغوی سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شیبان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں جریر بن حازم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالملک بن عمیر نے سالم بن منقذ سے، اُنہوں نے عمرو بن اوس ثقفی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ

"جب عتبہ بن ابی سفیان ❸ جان کنی کے عالم میں تھے تو میں ان سے ملنے گیا۔ وہ فرمانے لگے: مجھے یہ پسند نہیں کہ تم ایک بات سے پیچھے رہ جاؤ۔ میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں جو مجھے سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے سنائی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جس نے دن کی نمازوں کے ساتھ بارہ رکعات (سنت نماز مزید) ادا کیں تو رب تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا"۔ ❹

---

❶ صحیح مسلم: کتاب البر، حدیث رقم: 424۔

❷ تہذیب الکمال: 592/2، تہذیب التہذیب: 374/4، تقریب: 356/1، الکاشف: 16/4، الجرح والتعدیل: 1562/4، میزان الاعتدال: 285/2، لسان المیزان: 244/7، سیر الاعلام: 101/11، البدایۃ والنہایۃ: 315/1، الثقات: 315/8۔

❸ شاید یہ عتبہ بن ابی سفیان ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں "عن عمرو بن اوس قال حدثنی عتبۃ بن ابی سفیان الی آخر الحدیث" السنن الکبری للبیہقی اور الاصابۃ میں بھی اسی طرح ہے۔

❹ جامع الترمذی: کتاب الصلوۃ، رقم الباب: 189۔

(۴۵۰) ۸ / ۳۲: خ، م، د، س، ق: حافظِ کبیر ابوالحسن عثمان بن ابوشیبہ محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ نے مسند اور تفسیر لکھی اور شریک، ھشیم، اسماعیل بن عیاش، ابن مبارک اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ایک جماعتِ محدثین نے حدیث سنی، سوائے ترمذی کے۔ ان کے علاوہ ابویعلی، احمد بن حسن صوفی، جعفر فریابی، بغوی اور بے شمار لوگوں نے حدیث سنی۔

ابن معین انہیں ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھے جانے پر فرمایا: میں ان میں سوائے خیر کے اور کچھ نہیں جانتا۔ میں کہتا ہوں: موصوف کی مفرد اور غریب روایات بھی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے خوب روایت لی ہے۔ موصوف باتوں کو خلط ملط کر کے بیان کر دیتے اور دروغ گوئی کے عادی بھی تھے۔ حتی کہ قرآن میں بھی تصحیف کر جاتے تھے۔ (اللہ رحم فرمائے) شاید انہوں نے اس بات سے توبہ کر لی ہو۔

ابراہیم بن ابی طالب کہتے ہیں: میں ان سے ملنے گیا تو مجھے کہنے لگے: بھلا ابنِ راھویہ کب تک نہ مرے گا؛ میں نے کہا: کیا آپ جیسا شیخ بھی ایسی بات کی تمنا کرتا ہے؟ تو کہنے لگے: جانے دو، اگر ابنِ راھویہ مر گیا تو جریر بن عبدالحمید کی روایات صرف میرے لیے ہو جائیں گی۔

میں کہتا ہوں: عثمان اسحاق بن راھویہ کے بعد چھ ماہ ہی زندہ رہے اور 239ھ کے آغاز میں ہی وفات پا گئے۔ میں نے بلبیس میں عبدالحافظ بن بدران پر اور دمشق میں یوسف بن احمد پر قرأت کی کہ ان دونوں نے اپنی سند کے ساتھ تمہیں عبداللہ بن محمد سے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں: ہمیں عثمان بن ابی شیبہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوعتبہ اسماعیل بن عیاش نے صالح بن کیسان سے، انہوں نے اعرج سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے بالمقابل اُٹھاتے تھے اور جب رکوع فرماتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تھے (تو بھی اسی طرح رفع یدین فرماتے تھے)۔

(۴۵۱) ۸ / ۳۳: ق: الحافظ، الثبت ابوالحسن علی بن محمد بن اسحاق بن ابی شداد الطنافی الکوفی رحمۃ اللہ علیہ ❷

موصوف کے دادا اسحاق کے نام کی بابت تین اقوال اور بھی ہیں (۱) شروا (۲) نباۃ (۳) اور عبدالرحمٰن۔ آپ قزوین کے محدث و عالم تھے۔ آپ اپنے دو ماموؤں یعلی بن عبید اور محمد بن عبید سے اور ابومعاویہ، ابنِ عیینہ، ابنِ وھب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں اور آپ سے ابنِ ماجہ، ابوزرعہ، ابوحاتم، محمد بن ایوب رازیون اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

---

❶ تہذیب الکمال: 919/2، تہذیب التہذیب: 149/7(290)، تقریب: 13/2، الکاشف: 255/2، الجرح والتعدیل: 913/6، میزان الاعتدال: 35/3، لسان المیزان: 301/7۔

❷ تہذیب الکمال: 990/2، تہذیب التہذیب: 378/7 (613)، تقریب: 43/2، الکاشف: 294/2، الجرح و التعدیل: 1111/6، العبر: 406/1، معجم طبقات الحفاظ: 133، الثقات: 468/8۔

نسائی زیاد بن ایوب سے ابوالحسن کے بارے میں "مسند علی" میں ابو حاتم کا قول نقل کرتے ہیں کہ ابوالحسن ثقہ اور صدوق ہیں اور وہ فضل وکمال میں مجھے ابوبکر، عثمان سے فائق لگتے ہیں۔

ابویعلی الخلیلی کا قول ہے: ابوالحسن علی اور ان کے بھائی نے قزوین میں سکونت اختیار کی، پھر کبار علماء دور دور سے ان کے پاس آنے لگے۔ دونوں بڑے مرتبہ کے عالم ومحدث تھے۔ موصوف نے 239ھ میں وفات پائی (ایک قول 235ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)

میں کہتا ہوں: ابوالحسن کی حدیث سنن ابن ماجہ میں موجود ہے۔

ہمیں عبدالخالق تاج نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن ماجہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوالحسن علی بن محمد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابن ادریس نے یزید بن ابی زیاد سے، اُنہوں نے حکم سے، اُنہوں نے مقسم سے، اُنہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں سے ایک تو وہی قمیص تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا اور دوسرا ایک نجرانی چادروں کا جوڑا تھا"۔

یاد رہے کہ مذکورہ روایت کا ایک راوی یزید بن ابی زیاد کا حافظہ خراب تھا۔

(۴۵۲) ۸ / ۳۴: خ، م، د، س: حافظِ کبیر ابوعثمان عمرو بن محمد بن بکیر بن شابور البغدادی رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف عمرو الناقد کے نام سے معروف تھے، رقہ میں سکونت اختیار کر لی۔ ھشیم، ابوخالد الاحمر، معتمر، ابن عیینہ اور متعدد لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابویعلی، بغوی، فریابی اور بے شمار لوگوں نے حدیث سنی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: موصوف خوب صدق کی جستجو میں رہتے تھے۔ ابو حاتم انہیں ثقہ اور مامون اور حسین بن فہم ثقہ، صاحب حدیث اور معدودے چند حفاظ میں شمار کرتے ہیں۔

ہمیں ابوالمعالی ابرقوہی اپنی سند کے ساتھ ابوالقاسم بغوی سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں عمرو الناقد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں سفیان نے، وہ کہتے ہیں: عمرو بن دینار نے عمرو بن شعیب سے، اُنہوں نے اپنے والد سے، اُنہوں نے اپنے دادا سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"بیٹھ کر ادا کرنے والے کی نماز (اجر کے اعتبار سے) کھڑے ہو کر ادا کرنے والے کی نماز سے نصف ہے"۔

ابن فہم نے موصوف کا سن وفات چار ذی الحجہ 232ھ بیان کیا ہے۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

---

[1] جامع الترمذی: کتاب الصلوۃ: باب 157، سنن ابن ماجہ: کتاب الاقامۃ: باب رقم 141۔

(۴۵۳) ۸/ ۳۵: ع: الشیخ، الحافظ، محدثِ خراسان ابورجاء قتیبہ بن سعید الثقفی، البلخی، البغلاتی رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ بنوثقیف کے آزاد کردہ غلام تھے۔ 149ھ میں پیدا ہوئے۔ مالک، لیث، ابن لھیعہ، شریک اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے ابنِ ماجہ کے سوا ایک جماعتِ محدثین نے اور موسیٰ بن ہارون، حسن بن سفیان، فریابی، ابوالعباس السراج اور بے شمار لوگوں نے حدیث سنی اور روایت کی ہے۔

آپ ثقہ، عالم، صاحبِ حدیث اور طلب علم میں کثرت سے اسفار کرنے والے تھے۔ موصوف بڑے صاحب ثروت اور مالدار تھے۔

احمد بن سیار فرماتے ہیں: مجھے قتیبہ نے کہا: ان سردیوں میں میرے پاس قیام کرو، میں تمہیں ائمہ سے ایک لاکھ احادیث بیان کروں گا۔ ابن سیار کا قول ہے: قتیبہ ثبت اور صاحبِ سنت تھے۔ انہوں نے محدثین کے تین طبقات سے حدیث لکھی ہے۔ ابنِ معین انہیں ثقہ جبکہ نسائی ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔

ہمیں محمد بن عبدالسلام تمیمی اور احمد بن ھبۃ اللہ دمشقی نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن اسحاق سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں قتیبہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں بکر بن معز نے عمرو بن حارث سے، انہوں نے بکیر سے، انہوں نے یزید مولی سلمہ سے اور انہوں نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ

جب یہ آیت نازل ہوئی: (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

"وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین" (البقرہ:184)

(ترجمہ) "اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن رکھیں نہیں) وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلا دیں"

تو ہم میں سے جو روزہ نہ رکھنا چاہتا ہو وہ فدیہ دے دیا کرتا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد والی آیت نے نازل ہو کر اس آیت کو منسوخ کر دیا۔

اس حدیث کو قزوینی کے سوا ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے قتیبہ سے روایت کیا ہے۔

موصوف قتیبہ نے اکانوے برس کی عمر پا کر شعبان 240ھ میں وفات پائی (ایک قول 241ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔ میرے پاس ان کی متصل والی روایات موجود ہیں۔

---

❶ تہذیب الکمال: 1123/2، تہذیب التہذیب: 358/8 (369)، تقریب: 123/2، الکاشف: 397/2، الجرح والتعدیل: 784/7، میزان الاعتدال: 385/3، لسان المیزان: 4 470، نسیم الریاض: 345/1، المغنی: 5029، الثقات: 20/9، تاریخ بغداد: 464/12۔

(۴۵۴) ۸/ ۳۶: خ، م، د، س: الحافظ، الحجۃ ابوجعفر محمد بن منہال الفریر، تمیمی، بصری رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے جعفر بن سلیمان، یزید بن زریع، ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے طبقہ سے حدیث سنی، آپ نے بخاری، مسلم، ابوداؤد دارمی، ابویعلی موصلی، یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہم اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی۔

آپ حدیث میں امام اور ثبت تھے۔ اپنے حافظہ سے احادیث بیان کیا کرتے تھے۔ احمد عجلی کا قول ہے: موصوف بصری اور ثقہ ہیں۔ ان کی کوئی کتاب نہ تھی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کی کوئی کتاب ہے؟ تو فرمایا: میری کتاب میرا سینہ ہے۔ عثمان بن خرزاذ بیان کرتے ہیں: میں نے جن محدثین کو دیکھا ہے ان میں بڑے حفاظ چار ہیں: (۱) محمد بن منہال الضریر (۲) ابن عرعرہ (۳) ابوزرعہ (۴) اور ابوحاتم۔

ابویعلی موصلی ابن منہال کا تذکرہ بڑے بلند الفاظ کے ساتھ کرتے تھے اور کہتے ہیں: اپنے وقت میں وہ بصرہ کے سب سے بڑے حافظ تھے جبکہ یزید بن زریع کی احادیث میں سب سے زیادہ ثبت تھے۔

موصوف نے شعبان 231ھ میں وفات پائی۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے مؤید الطوسی اور زینب شعریہ سے بیان کیا، وہ دونوں اپنی سند کے ساتھ حسن بن سفیان سے بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن منہال الضریر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں یزید بن زریع نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں کہمس بن حسن نے بیان کیا:

(دوسری سند) حسن بن سفیان بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں حبان بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابنِ مبارک نے کہمس سے، اُنہوں نے عبداللہ بن بریرہ سے، اُنہوں نے یحییٰ بن یعمر سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں:

"یہاں معبد جھنی کا ظہور ہوا جو قدر کا قول کرنے والا سب سے پہلا شخص تھا۔ پس میں اور حمید بن عبدالرحمٰن حج یا عمرہ کے ارادے سے نکلے۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے سے یہ کہا کہ اگر اس سفر میں ہماری ملاقات کسی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگئی تو ہم ان سے قدر کے بارے میں یہ لوگ جو کہتے ہیں اس کی بابت ضرور پوچھیں گے۔ پس اس سفر میں ہماری ملاقات حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے ہوگئی ..... آگے طویل حدیث مذکور ہے۔

موصوف محمد بن منہال البصری العطار یہ حجاج بن منہال کے بھائی ہیں۔ موصوف حجاج بھی ثقہ اور معروف ہیں۔ جعفر بن سلیمان اور یزید بن زریع سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ جبکہ آپ سے ابوزرعہ، مطین اور ابویعلی اور موصلی نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ نے بھی اپنے بھائی محمد کے ساتھ ایک ہی سال میں وفات پائی۔ البتہ محمد نابینا اور حجاج بینا تھے۔ اللہ دونوں پر اپنا رحم فرمائے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 1277/3، تہذیب التہذیب: 475/9، تقریب: 210/2، الکاشف: 100/3، الجرح والتعدیل: 396/8، المعین: 1002، تراجم الاحبار: 13/4، الوافی بالوفیات: 78/5، معرفۃ الثقات: 1652، سیر الاعلام: 643/10۔

(۴۵۵) ۸/ ۷/ ۳: خ، م، د: الحافظ ابوجعفر محمد بن مہران الرازی الجمال رحمۃ اللہ علیہ ❶

موصوف علمِ حدیث میں یکتائے روزگار تھے۔ معتمر بن سلیمان، دراوردی، ابنِ عیینہ، عیسیٰ بن یونس اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، ابوالعباس السراج، موسیٰ بن ہارون اور متعدد اکابر محدثین شامل ہیں۔

ابوحاتم بیان کرتے ہیں: موصوف جمال ابراہیم بن موسیٰ الفراء سے بڑے حافظ تھے۔ البتہ حدیث میں زیادہ اتقان موسیٰ میں تھا۔ ابوبکر الاعین کا قول ہے: خراسان کے شیخ تو تین ہیں: قتیبہ، محمد بن مہران اور علی بن حجر۔ موصوف جمال نے 239ھ میں وفات پائی۔ موصوف کی عوالی اجازۃً ہیں۔

(۴۵۶) ۸/ ۸/ ۳: ع: حافظِ کبیر ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ الرازی الفراء رحمۃ اللہ علیہ ❷

موصوف نے اپنے والد ابوالاحوص سے اور جریر بن عبدالحمید، یحییٰ بن ابی زائدہ، ولید بن مسلم اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی۔ اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، محمد بن اسماعیل الترمذی جیسے اساطین محدثین اور دیگر بے شمار لوگوں کے نام آتے ہیں۔

ابوزرعہ کا قول ہے: موصوف ابن ابی شیبہ سے زیادہ متقن، زیادہ صحیح احادیث والے اور صفوان بن صالح سے بڑے حافظ تھے، صالح بن محمد بیان کرتے ہیں: میں نے ابوزرعہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میں نے ابراہیم بن موسیٰ سے ایک لاکھ احادیث لکھی ہیں اور ابن ابی شیبہ سے بھی ایک لاکھ احادیث لکھی ہیں۔ نسائی انہیں ثقہ کہتے ہیں اور ابوحاتم کا قول ہے: ابراہیم ثقات میں سے ہیں اور محمد بن مہران جمال سے زیادہ متعین ہیں۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے 230ھ کی حدود میں یا اس سے قبل وفات پائی (ایک قول 220ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔

میں نے احمد بن ھبۃ اللہ پر عبدالمعز بن محمد سے قرأت کی، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوالقاسم الشامی نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن ایوب بجلی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابراہیم فراء نے وہ کہتے ہیں: ہمیں عیسیٰ بن یونس نے" وہ کہتے ہیں: ہمیں موسیٰ بن عبیدہ نے، وہ کہتے ہیں: مجھے ایوب بن خالد نے عبداللہ بن رافع سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

---

❶ تہذیب الکمال: 1278/3، تہذیب التہذیب: 478/9، الجرح والتعدیل: 401/8، میزان الاعتدال: 94/4، لسان المیزان: 397/5، المغنی: (البقرہ: 184) 6014، البدایۃ والنہایۃ: 318/1، سیر الاعلام: 143/11۔

❷ تہذیب الکمال: 66/1، تہذیب التہذیب: 170/1، تقریب: 44/1، خلاصۃ التہذیب: 57/1، الکاشف: 94/1، الجرح والتعدیل: 436/2، طبقات الحفاظ: 196، ضعفاء ابن الجوزی: 56/1۔

"الیوم الموعود" یہ قیامت کا دن ہے اور "الشاھد" یہ جمعہ کا دن ہے۔ اور "المشھود" یہ عرفہ کا دن ہے اور سورج جمعہ سے بہتر کسی دن پر نہ تو طلوع ہوا ہے اور نہ غروب ہوا ہے۔ اس میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ جس مومن بندے کو بھی وہ مل جائے اور وہ اس میں خیر کی کوئی دُعا مانگے تو رب تعالیٰ (اس کی دُعا کو ضرور) قبول فرماتے ہیں"۔

یہ حدیث امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ [1]

(۴۵۷) ۸/ ۳۹: خ، م، س، ت: حافظِ کبیر ابوالحسن علی بن حجر بن ایاس السعدی، المروزی رحمۃ اللہ علیہ [2]

موصوف نے طلبِ حدیث میں بڑے سفر کیے۔ شریک، اسماعیل بن جعفر، ھشیم، ابن مبارک رحمہم اللہ اور ان جیسے لوگوں سے حدیث سنی۔ ابنِ ماجہ کے سوا ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ ابنِ خزیمہ، حسن بن سفیان رحمہما اللہ اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث کا سماع کیا ہے۔

محمد بن علی بن حمزہ مروزی کا قول ہے: موصوف بڑے حافظ اور فاضل تھے۔ بغداد میں سکونت اختیار کرلی۔ بعد میں مرو منتقل ہو گئے۔

نسائی انہیں ثقہ، مامون اور حافظ، جبکہ خطیب صادق، متقن اور حافظ کہتے ہیں۔ خلیل بن احمد سجزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: میں نے سراج کو قتیبہ کا قول نقل کرتے ہوئے سنا ہے کہ اُنہوں نے علی بن حجر کو لکھ بھیجا کہ اگر تم اپنی بینائی سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہو تو عصر کے بعد کتاب مت دیکھنا۔

میں کہتا ہوں: موصوف بڑے ادیب اور شاعر بھی تھے۔ **احکام القرآن** جیسی کتاب لکھی اور بھی متعدد کتب لکھیں۔ 15 جمادی الاولیٰ 244ھ [3] میں داعیٔ اَجل کو لبیک کہہ گئے۔ جبکہ عمر نوے برس کی تکمیل کو پہنچ چکی تھی۔ رحمۃ اللہ علیہ

ہمارے پاس ان کی جملہ عوالی موجود ہیں۔

ہمیں ابوالفضل بن تاج الامناء نے اپنی سند کے ساتھ امام ابنِ خزیمہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں علی بن حجر، عبدالجبار بن علاء اور ابنِ عبدالحکم نے بیان کیا اور یہ حدیث علی بن حجر کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: ہمیں حرملہ بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چچا عبدالملک بن ربیع سے، اُنہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"(اپنے) بچے کو جب وہ سات برس کا ہو جائے، نماز سکھلاؤ اور دس برس کا ہونے پر (نماز میں کوتاہی کی صورت میں) اس کی تادیب کرو"۔ [4]

---

[1] جامع الترمذی: کتاب التفسیر: سورۂ بروج: رقم الباب: 1۔

[2] تہذیب الکمال: 959/2، تہذیب التہذیب: 293/7(504)، الکاشف: 280/2، الجرح والتعدیل: 1004/6، تاریخ بغداد: 416/11، سیر الاعلام: 507/11، الثقات: 214/7۔

[3] ایک قول 224ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

[4] جامع الترمذی: کتاب المواقیت: باب رقم: 182۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے علی بن حجر سے روایت کیا ہے۔

(۴۵۸) ۸/ ۴۰ : خ ۴ : العلاّمہ، شیخ الاسلام ابوولید ھشام بن عمار سلمی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ دمشق کے خطیب، مقری، محدث اور مفتی تھے۔ 153ھ میں پیدا ہوئے۔ مالک، مسلم الزنجی، اسماعیل بن عیاش ھیثم بن حمید اور ان کے طبقہ سے حدیث روایت کی اور خوب روایت کی۔ طلب علم میں متعدد علمی اسفار کیے۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابوعبداللہ، بخاری، ابوداؤد، نسائی، جعفر فریابی، عبداللہ، اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔ عراک بن خالد اور ابن تمیم پر قرآن پڑھا۔ پھر قرانِ کریم پڑھانے میں مشغول ہو گئے جبکہ آپ پر ابوعبید نے آپ سے مقدم ہونے کے باوجود قرآن پڑھا۔ ان کے علاوہ احمد بن حلوانی، اسماعیل بن حویرث، احمد بن حامویہ اور متعدد لوگوں نے قرآن پڑھا۔

آپ کا علمی جلالت کی بنا پر آپ کے دو مشائخ ولید بن مسلم اور محمد بن شعیب نے بھی آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

ابنِ معین وغیرہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ ابنِ معین کا یہ قول ہے: ابوالولید دانا ہیں، دانا ہیں۔ دار قطنی آپ کو صدوق اور بلند مرتبہ کہتے ہیں۔ عبدان آپ کا قول روایت کرتے ہیں کہ میں نے بیس برس سے کبھی خطبہ دینے کی تیاری نہیں کی۔ (یعنی فی البدیہہ خطبے دیتے تھے) پھر عبدان کہتے ہیں: دنیا میں ان کا مثل نہ تھا۔ محمد بن خریم بیان کرتے ہیں: میں نے ھشام کے خطبے سنے ہیں، ان میں سے ایک خطبہ یہ بھی ہے:

"اے لوگو! حق بات کہو کہ یہ حق گوئی تمہیں روزِ قیامت حق پرستوں کے درجوں پر اُتارے گی، جب سوائے حق کے اور کوئی فیصلہ نہ کیا جائے گا۔ ابوزرعہ رازی بیان کرتے ہیں: جو ھشام سے حدیث روایت کرنے سے رہ گیا وہ دس ہزار احادیث کی اسانید کے نازل ہو جانے کا محتاج ہو جائے گا۔

ہمیں ابرقوھی نے اپنی سند کے ساتھ فریابی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ھشام نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں اسد بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن سلیمان نے یہ ابنِ ھلال سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ابان نے حسن سے پوچھا کہ کیا تم نفاق سے ڈرتے ہو؟ انہوں نے کہا، بھلا کون مجھے نفاق سے بے خوف کر سکتا ہے؟ اس سے تو جناب عمر رضی اللہ عنہ بھی ڈرا کرتے تھے"۔

موصوف نے محرم 245ھ میں وفات پائی۔

(۴۵۹) ۸/ ۴۱ : ق : الحافظ، الامام ابوعمرو سہل بن زنجلہ الرازی الخیاط، الاشتر رحمۃ اللہ علیہ ❷

موصوف نے ایک "السنن" بھی لکھی ہے۔ سفیان بن عیینہ، ابو معاویہ، حفص بن غیاث، ابوبکر بن عیاش، جریر بن عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہم

---

❶ تہذیب الکمال: 1443/3، تہذیب التہذیب: 51/11(90)، تہذیب: 320/2، الکاشف: 323/3، الجرح والتعدیل: 255/9، میزان الاعتدال: 302/4، لسان المیزان: 419/7، المغنی: 6755۔

❷ تہذیب الکمال: 555/1، تہذیب التہذیب: 251/4، تقریب: 336/1، الکاشف: 407/1، الجرح والتعدیل: 857/4، میزان الاعتدال: 119/3، الثقات: 391/8۔

اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابن ماجہ، ادریس بن عبدالکریم، ابراہیم حربی، ابویعلی موصلی، ابن حسن صوفی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ حضرات نے حدیث بیان کی ہے۔

طلبِ حدیث میں متعدد اسفار کیے اور نہایت عمدہ معرفت پیدا کی۔ آپ کا نام سہل بن ابوسہل ہے۔ بغداد میں 231ھ میں وفات پائی۔ ابوحاتم آپ کو صدوق اور عجلی ثقہ اور حجت کہتے ہیں۔ متعدد کتابیں لکھیں اور کئی اسفار کیے۔ اپنے زمانہ میں دیانت و اتفاق میں ان کا کوئی ہم عمر اور ساتھی ان پر مقدم نہ تھا۔ آپ کے بیٹے کا نام محمد ہے اور آپ عمرو بن خالد اور نفیلی سے روایت کرتے ہیں۔

ہمیں سفقر القضاعی نے اپنی سند کے ساتھ ابن ماجہ سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں سہل بن ابوسہل، ھشام بن عمار اور اسحاق بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے، اُنہوں نے محمود بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس نے فاتحۃ الکتاب نہیں پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں"۔ [1]

(۴۶۰) ۸ / ۴۲: ح: الحافظ ابومسعود سہل بن عثمان العسکری رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ کا شمار سرآوردہ علماء میں ہوتا ہے۔ حماد بن زید، شریک، ابوالاحوص، علی بن مسہر رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں مسلم، جعفر بن احمد فارس، عبدان الاھوازی، علی بن احمد بن بسطام رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر بے شمار لوگوں کے نام شامل ہیں۔

آپ سے کبار محدثین میں سے ابن المدینی نے بھی حدیث روایت کی ہے۔ ابوحاتم آپ کو صدوق کہتے ہیں۔ موصوف نے 235ھ میں وفات پائی۔

ہمیں محمد بن عبدالسلام تمیمی وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ عبدان الاھوازی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں سہل بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں یحییٰ نے اعمش سے، اُنہوں نے ابواسحاق سے، اُنہوں نے ابوعبیدہ سے، اُنہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا اور وہ فرماتے ہیں: "میں نے کسی کو نہیں سنا کہ اس نے قسم دے کر اس سے زیادہ شدت کے ساتھ اپنے حق کا مطالبہ کیا ہو جس شدت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم دے کر اپنے حق کا مطالبہ کیا تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اس دن) یہ دُعا مانگتے جا رہے تھے۔

"اے اللہ! میں تجھ سے تیرے عہد اور تیرے وعدے کی وفاء کی درخواست کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر یہ جماعت ہلاک

---

[1] جامع الترمذی: کتاب المواقیت: رقم الباب: 69، سنن ابن ماجہ: کتاب الاقامۃ رقم الباب: 11۔

[2] تہذیب الکمال: 555/1، تہذیب التہذیب: 255/4، تقریب: 333/1، الکاشف: 407/1، الجرح والتعدیل: 877/4، الوافی بالوفیات: 23/16، طبقات المحدثین باصبہان: 120۔

ہو گئی تو تیری پرستش نہ کی جائے گی۔" پھر آپ نے التفات فرمایا تو گویا کہ آپ ﷺ کا رُخ انور چاند کا ٹکڑا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: گویا کہ میں شام کے وقت ان (دشمن) لوگوں کی قتل گاہیں دیکھ رہا ہوں"۔

ابو شیخ بیان کرتے ہیں: سہیل اصبہان گئے، وہاں سے ری چلے گئے، پھر وہاں سے عراق لوٹ آئے۔ آپ نے "عسکر مکرم" میں وفات پائی۔

(۴۶۱) ۸ / ۴۳: س: حافظ، کبیر الامام ابواسحاق ابراہیم بن یوسف البلخی رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ "الماکیانی" کے نام سے معروف تھے۔ بلخ کے عالم اور محمد اور عاصم کے بھائی تھے۔ آپ نے حماد بن زید، مالک، شریک، ابوالاحوص، اسماعیل بن جعفر، ھشیم اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں جعفر سوّار، محمد بن عبداللہ الدومیری، محمد بن منذر، احمد بن قدامہ البلخی، محمد بن الصدیق زکریا خیاط السنہ اور بے شمار لوگوں کے نام شامل ہیں۔

نسائی اور ابنِ حبان نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ابنِ حبان کا قول ہے: موصوف ظاہر میں مرجی اور باطن میں سنّی تھے۔ ابن صدیق بیان کرتے ہیں: میں نے ابراہیم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: جو قرآن میں توقف کا قائل ہو، وہ جھمی ہے۔ موصوف نے جمادی الاولیٰ 239ھ میں وفات پائی۔ (ایک قول 240ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔ موصوف نے قتیبہ بن سعید کے ساتھ مکمل قطع تعلق کر رکھی تھی کیونکہ اُنہوں نے امام مالک کے سامنے آپ کو یہ کہہ کر ایذاء پہنچائی تھی کہ یہ تو مرجی ہے، جس پر امام مالک نے آپ کو اپنی مجلس سے اُٹھا دیا تھا۔ آپ نے امام مالک سے صرف ایک حدیث کا سماع کیا ہے۔

میں نے محمد بن عبدالسلام تمیمی پر عبدالمعز بن محمد سے قرأت کی کہ وہ اپنی سند کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن یوسف الدویری سے بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ہمیں ابراہیم بن یوسف بلخی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں مسیب بن شریک نے عبیدہ بن معتب سے، اُنہوں نے ابواسحاق سے، اُنہوں نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: "جب تم سے کوئی اپنے وضو سے فارغ ہو کر یہ دُعا پڑھے: " اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له واشهد ان محمدًا عبده و رسوله " تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں کہ جس سے چاہے داخل ہو۔

(۴۶۲) ۸ / ۴۰: م، ق: الحافظ، ابومحمد سوید بن سعید الهروی الحدثانی رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ نے "حدیثۃ النور" میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ جو "عانہ" کے تحتِ ولایت ہے۔ موصوف نے متعدد علمی اسفار کیے۔ امام

---

❶ تهذيب الكمال: 69/1، تهذيب التهذيب: 184/10، الكاشف: 97/1، الجرح والتعديل: 128/2، ميزان الاعتدال: 76/1، المغنى: 31/1، الوافى بالوفيات: 172/6، شذرات الذهب: 91/2، الثقات: 76/8۔

❷ تهذيب الكمال: 560/1، تهذيب التهذيب: 272/4، تقريب: 340/1، الكاشف: 411/1، الجرح والتعديل: 1026/4، ميزان الاعتدال: 248/2، لسان الميزان: 240/7، سير الاعلام: 411/11، الوافى بالوفيات: 52/16، البداية والنهاية: 322/1۔

مالک سے "مؤطا" بیان کی۔ ان کے علاوہ حفص بن میسرہ، شریک القاضی، ابراہیم بن سعد، علی بن مسہر، ابن عیینہ اور متعدد اکابر محدثین سے حدیث روایت کی۔ جبکہ آپ سے امام مسلم، مطین، ابن ناجیہ، عبداللہ بن احمد، الباغندی، بغوی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

بغوی بیان کرتے ہیں: موصوف حفاظ حدیث میں سے تھے۔ امام احمد ان پر ان کے دو بچوں کے لیے خرچ کرتے تھے۔ ابو حاتم کا قول ہے: موصوف صدوق تھے پر بہت زیادہ تدلیس کرتے تھے۔ ابوزرعہ کا قول ہے: سوید کی کتابیں تو صحیح ہیں البتہ جو احادیث وہ اپنی یادداشت سے بیان کرتے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سوید نابینا ہو گئے تھے اس لیے انہیں دوسری احادیث کی بابت تلقین کرنے کی احتیاج ہوتی تھی اور وہ احادیث محل نظر بھی ہیں۔ امام نسائی انہیں غیر ثقہ کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: موصوف علم کا برتن تھے۔ لیکن بڑھاپے میں نابینا بھی ہو گئے اور حافظہ میں بھی نقص آ گیا تھا۔ اس لیے اُنہوں نے اپنی احادیث میں متعدد منکر احادیث بھی داخل کر دی تھیں۔ چنانچہ تم دیکھتے ہو کہ امام مسلم ان کی منکر احادیث سے اجتناب کرتے ہیں اور ان کو ان کے معتبر اصول سے تخریج کرتے ہیں۔

موصوف نے شوال 240ھ میں وفات پائی۔

ہمیں احمد بن المؤید نے اپنی سند کے ساتھ بغوی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں سوید بن سعید نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شریک نے ابواسحاق سے، اُنہوں نے حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

"علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور میری طرف سے صرف میں ادا کروں گا یا علی رضی اللہ عنہ"

(۴۶۳) ۸ / ۴۵ : م، د: الحافظ، الامام ابوعبداللہ محمد بن حاتم بن میمون السمین المروزی ثم البغدادی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے عبداللہ بن ادریس، ابن عیینہ، ابن علیہ، وکیع، قطان اور ان جیسے اکابر محدثین سے حدیث سنی اور آپ سے مسلم، ابوداؤد، حسین بن سفیان، احمد بن حسن الصوفی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن عدی اور دارقطنی نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ محمد بن سعد کا قول ہے: آپ نے تفسیر قرآن میں ایک کتاب مرتب کی۔ جسے بغداد میں لوگوں نے آپ سے لکھا۔ آپ (قطیعۃ الربیع) ربیع کی جاگیر میں فردکش ہوا کرتے تھے۔ ابوحفص خلاس کا قول ہے: ابوعبداللہ کچھ بھی نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ مردود جرح ہے۔ موصوف نے 235ھ کے اخیر میں وفات پائی۔ (ایک قول 236ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔

---

[1] تہذیب الکمال: 1184/3، تہذیب التہذیب: 101/9، تقریب: 152/2، الکاشف: 30/3، الجرح والتعدیل: 1303/7، میزان الاعتدال: 503/3، لسان المیزان: 354/7، سیر الاعلام: 450/11، تاریخ بغداد: 266/2، المغنی: 5366، معجم المؤمنین: 167/9۔

رہے محمد بن حاتم المصیصی العابد جن کا لقب "حبی" ہے۔ وہ السمین کے طبقہ کے محدث ہیں۔ اسی طرح محمد بن حاتم الزمی اور محمد بن حاتم بن بزیع یہ 250ھ کے قریب تک زندہ رہے اور رہے محمد بن حاتم بن نعیم المصیصی، وہ ابن عدی کے زمانہ تک زندہ رہے۔ یہ نسائی کے صغار مشائخ میں شمار کیے جاتے تھے۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ اپنی سند کے ساتھ امام مسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ ہمیں زہیر، محمد بن حاتم اور عبد نے بیان کیا۔

آگے عبد یہ کہتے ہیں: مجھے بیان کیا، جبکہ دوسرے کہتے ہیں: ہمیں یعقوب بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابن شہاب کے بھتیجے نے اپنے چچا سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ سالم فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"میری اُمت کے ہر آدمی کو معافی مل جائے گی سوائے برملا گناہ کرنے والوں کے اور یہ بھی برملا گناہ کرنے کی قبیل میں سے ہے کہ آدمی (گناہ کا) ایک کام کرے تو رات (کے اندھیرے) میں، پھر صبح کرے، جبکہ رب تعالیٰ نے اس (کے رات کے گناہ) کا پردہ بھی رکھا ہوا ہو اور وہ (صبح کو لوگوں سے) یہ کہتا پھرے: اے فلاں! میں نے گزشتہ شب یہ یہ کیا ہے"۔ [1]

(۴۶۴) ۸/ ۴۶: خ: الحافظ، المجود ابوالحسن احمد بن حمید الکوفی الطریثیثی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ عبید اللہ بن موسیٰ کے داماد اور دار اُم سلمہ کے نام سے معروف تھے۔ ابن المبارک، حفص بن غیاث، یحییٰ بن ابی زائدہ اور عبید اللہ الاشجعی سے حدیث سنی اور آپ سے امام بخاری، دارمی، عباس دوری، حنبل اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابو حاتم نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ اور 220ھ میں جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴۶۵) ۸/ ۴۷: م، س: الثقہ، محدثِ بغداد ابو سلیمان داؤد بن عمرو بن زبیر بن عمرو بن جمیل الضبی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ [3]

آپ نے جویریہ بن اسماء، حماد بن زید، نافع بن عمر جمحی، شریک، ابو معشر السندی، اسماعیل بن عیاش اور متعدد لوگوں سے حدیث سنی اور بیان کی ہے اور آپ سے احمد، ابراہیم حربی، مسلم، بغوی، احمد بن حسن الصوفی اور دیگر حضرات نے حدیث روایت کی ہے۔

---

[1] صحیح البخاری: کتاب الادب، باب رقم 60، صحیح مسلم: کتاب الزھد: رقم الحدیث 52۔

[2] تہذیب الکمال: 20/1، تہذیب التہذیب: 26/1، تقریب: 13/1، الکاشف: 56/1، الجرح و التعدیل: 46/2، سیر الاعلام: 509/1، التعدیل و التخریج رقم: 5۔

[3] تہذیب الکمال: 388/1، الکاشف: 290/1، الجرح و التعدیل: 1918/3، میزان الاعتدال: 16/2، لسان المیزان: 212/9، طبقات الحفاظ: 199/1، الجمع بین رجال الصحیحین: 517/1، تاریخ بغداد: 363/8۔

ابوالحسن بن عطار کا قول ہے: میں نے امام احمد کو داؤد بن عمرو کی رکاب تھامتے دیکھا ہے۔ بغوی جناب داؤد کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں: ہمیں ثقہ اور مامون داؤد بن عمرو نے بیان کیا۔ ابنِ معین کا قول ہے: ان میں کوئی حرج نہیں۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ربیع الاول 228ھ میں وفات پائی۔

ہمیں احمد بن اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن محمد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں داؤد بن عمرو الضبی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن مسلم الطائفی نے عمرو سے، انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جنگ تو ایک چال چلنا ہے"۔ [1]

(۴۶۶) ۸/ ۴۸: خ، د، ت، س: الفقیہ، الحافظ ابوعبداللہ اصبغ بن فرج الاموی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے آزاد کردہ غلام تھے، ایک سو پچاس ہجری میں پیدا ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے حدیث بیان کی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ نے اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث سنی ہے۔ ان کے علاوہ دراوردی، حاتم بن اسماعیل، عیسیٰ بن یونس، ابن وھب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی ہے۔ ابن قاسم اور ابن وھب سے تفقہ حاصل کر کے فروغ میں زبردست مہارت پیدا کی اور خود آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں بخاری، احمد بن فرات، ابودرداء عبدالعزیز المروزی، بکر بن سہل، دمیاطی، ابویزید قراطیسی، یحییٰ بن عثمان بن صالح اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ابنِ معین کا قول ہے: اصبغ روئے زمین پر امام مالک کی رائے کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ چنانچہ اُنہیں امام مالک کے ایک ایک مسئلہ کی معرفت حاصل تھی کہ یہ امام مالک کا کب کا قول ہے اور اس مسئلہ میں ان سے کس کس نے اختلاف کیا ہے۔

عجلی کہتے ہیں: موصوف ثقہ اور صاحبِ سنت تھے۔ ابوحاتم بیان کرتے ہیں: اصبغ، ابن وھب کے جلیل القدر اصحاب میں سے تھے۔ ابن یونس بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ عبداللہ بن طاہر کے پاس دیارِ مصریہ کے قاضیوں کا ذکر آیا تو سعید بن عفیر نے اصبغ کو سب پر فوقیت دی۔

بعض اکابر کا قول ہے: مصر نے اصبغ کا مثل پیدا نہیں کیا۔ ربیع اور مزنی امام شافعی کے مصر آنے سے قبل جنابِ اصبغ سے ہی تو فقہ حاصل کرتے تھے۔

ابنِ قدیر بیان کرتے ہیں: قرآن کے مخلوق باور کروانے کے فتنہ کے دوران معتصم نے جنابِ اصبغ کو گرفتار کر کے بھیجنے کا حکم دیا تو اصبغ بھاگ کر حلوان میں روپوش ہو گئے۔

موصوف نے شوال 225ھ میں وفات پائی۔ (ایک قول 220ھ کا ہے۔ ایک قول 226ھ کا بھی ہے)۔

---

[1] صحیح البخاری: کتاب الجهاد: رقم الباب 157۔ صحیح مسلم: کتاب الجهاد: رقم الحدیث: 18، 19۔

[2] تهذیب الکمال: 119/1، تهذیب التهذیب: 361/1، تقریب: 81/1، التاریخ الکبیر: 36/1، الجرح والتعدیل: 321/3، البدایة والنهایة: 293/10۔ الکنی للإمام مسلم: 141، الثقات 133/8۔

ہمیں عبداللہ بن قوام اور ایک جماعت نے اپنی سند کے ساتھ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: ہمیں اصبغ نے وہ کہتے ہیں: ہمیں ابنِ وھب نے عمرو بن حارث سے، اُنہوں نے قتادہ سے، اُنہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ "(اپنے سفرِ حج کے دوران) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں۔ پھر وادیٔ محصّب میں تھوڑی دیر کو سو گئے۔ پھر سوار ہو کر بیت اللہ تشریف لے گئے اور اس کا طواف کیا"۔

اس حدیث کو "عن ابن یزید عن سعید عن قتادہ" کے طریق سے روایت کرنے میں لیث نے اصبغ کی متابعت کی ہے۔

(۴۶۹) ۸ / ۴۹: ع: الحافظ، الثقہ ابو علی حسن بن ربیع بورانی، البجلی، القسری، الکوفی رحمۃ اللہ علیہ ❶

موصوف لکڑیوں اور چٹائیوں کی تجارت کرتے تھے۔ عبید اللہ بن اباد، عبد الجبار بن الورود، حماد بن زید، ابو الاحوص مہدی بن میمون، ابو اسحاق فازم الحمیسی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی اور آپ سے شیخین (بخاری، مسلم) ابو داؤد، ابو زرعہ، علی بن عبد العزیز، سمویہ اور بے شمار لوگ حدیث روایت کرنے والوں میں شامل ہیں۔

عجلی بیان کرتے ہیں: موصوف ثقہ، صالح، عبادت گزار اور چٹائیوں کے بیوپاری تھے۔ ابو حاتم انہیں عبداللہ بن ادریس کے سب سے ثقہ ساتھی قرار دیتے ہیں۔ ابنِ سعد نے ان کا سنِ وفات رمضان 221ھ بتلایا ہے (220ھ اور 222ھ میں وفات پانے کے اقوال بھی ہیں)۔ موصوف ابنِ مبارک کے اصحاب میں سے تھے۔

ہمیں اسماعیل بن صدیق الغزال نے اپنی سند کے ساتھ حنبل بن اسحاق سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں حسن بن ربیع، وہ کہتے ہیں: ہمیں جعفر بن سلیمان نے علی بن علی سے، اُنہوں نے ابو متوکل سے، انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تھے تو یہ دُعا پڑھتے تھے: "**سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا اله غيرك**"۔

(۴۶۸) ۸ / ۵۰: ق: الحافظ ابو علی سنید بن داؤد المصیصی رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ کا نام حسین تھا۔ آپ علم کا برتن تھے۔ حماد بن زید، جعفر بن سلیمان، ابنِ مبارک، ابو بکر بن عیاش اور ان جیسے اکابر محدثین سے حدیث بیان کی اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابو بکر اثرم، ابو زرعہ، احمد بن ابی خیثمہ عبد الکریم الدیر عاقولی اور بہت سے لوگ شمار کیے جاتے ہیں۔

---

❶ تہذیب الکمال: 261/1، تہذیب التہذیب: 277/2، تقریب: 166/1، الکاشف: 221/1، التاریخ الکبیر: 295/2، الوافی بالوفیات: 9/12، سیر الاعلام: 399/1، الثقات: 172/8۔

❷ تہذیب الکمال: 553/1، تہذیب التہذیب: 4/244 تقریب: 1/335، الکاشف: 405/1، الجرح والتعدیل: 1428/4، میزان الاعتدال: 236/2، لسان المیزان: 239/7۔

ابوداؤد کا قول ہے: وہ اتنے خاص تھے۔ ابو حاتم انہیں صدوق اور نسائی حد سے تجاوز کرتے ہوئے انہیں غیر ثقہ کہتے ہیں۔ موصوف سنید نے 226ھ میں وفات پائی۔ میں ان کی تفسیر کو جانتا ہوں۔

ہمیں الحافظ عبد المومن ابن خلف نے اپنی سند کے ساتھ یعقوب بن شیبہ سے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں: ہمیں سنید بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں: مجھے حجاج نے ابن جریج سے، انہوں نے عکرمہ سے نقل کیا کہ

عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ ایک جماعت لے کر ابو طالب کے پاس گئے اور کہنے لگے: اگر تمہارا بھتیجا محمد (ﷺ) ہمارے موالی اور ہمارے حلیفوں کو اپنے پاس سے ہٹا دے جو ہمارے غلام اور ہمارے نوکر چاکر ہیں تو یہ بات ہمارے نزدیک بہت بڑی اور ہمارے نزدیک ان کی زیادہ تابعداری کا سبب بنے گی۔ چنانچہ ابو طالب نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بتلایا کہ لوگ کیا کہہ گئے ہیں تو اس پر رب تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

"وانذر به الذين .... من الظالمين" (الانعام:52-51)

"اور وہ لوگ جو رکھتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے روبرو حاضر کیے جائیں گے (اور جانتے ہیں) کہ اس کے سوا نہ تو کوئی ان کا دوست ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا، ان کو اس (قرآن) کے ذریعے نصیحت کرو تا کہ وہ پرہیز گار بنیں اور جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار سے دُعا کرتے ہیں (اور) اس کی ذات کے طالب ہیں ان کو (اپنے پاس سے) مت نکالو، ان کے حساب کی جواب دہی تم پر کچھ نہیں اور تمہارے حساب کی جواب دہی ان پر کچھ نہیں۔ (پس ایسا نہ کرنا) اگر ان کو نکالو گے تو ظالموں میں ہو جاؤ گے۔"

عکرمہ بیان کرتے ہیں: یہ لوگ جناب بلال، جناب عمار، جناب سالم مولی ابی حذیفہ اور جناب صبیح (رضی اللہ عنہم) اور حلفاء میں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرات تھے۔

یہ حدیث مرسل ہے۔

(۴۶۹) ۸ / ۵۴ م: الحافظ، الامام ابوعبداللہ محمد بن اسد الخوشی، الاسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف علم کا ایک برتن تھے اور فضیل بن عیاض، عبد اللہ بن مبارک، سفیان بن عیینہ، بقیہ، ولید بن مسلم اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور ان سے محمد بن عبد الوھاب الفراء، ابو حاتم، ابراہیم حربی، ابوبکر صنعانی اور ابولبید شامی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

اسحاق بن راھویہ نے جب موصوف کے وفات پا جانے کی خبر سنی تو بے ساختہ یہ کہا: موصوف خراسان کے آدھے علوم کے حامل تھے۔

---

[1] الجرح والتعدیل: 209/7(1155)۔

اور "خوس" یا "خش" (جس کی طرف منسوب ہو کر موصوف "الخوشی" کہلاتے ہیں) اسفرائن کی ایک بستی کا نام ہے۔

(۴۷۰) ۸ / ۵۲ د، س، ت: الحافظ الحجہ ابوبکر سعد بن یعقوب الطالقانی رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف نے طلبِ حدیث میں بلادِ اسلامیہ کا چپہ چپہ چھان مارا، حماد بن زید، ایوب بن جابر، یزید بن زریع، ھشیم، خالد الطحان، معتمر اور ان کے طبقہ کے لوگوں نے حدیث بیان کی اور آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں ابوداؤد، ترمذی، نسائی، اثر، اسحاق بن ابراہیم البستی، جعفر فریابی اور سراج جیسے اساطین واکابر محدثین کے نام آتے ہیں۔

موصوف بغداد بھی گئے اور امام احمد سے مذاکرہ کرتے رہے۔ ابوزرعہ اور نسائی انہیں ثقہ کہتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے موصوف کا سنِ وفات 244ھ ذکر کیا ہے۔

(۴۷۱) ۸ / ۵۳: الحافظ، البارع ابوایوب سلیمان بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمہ وقت ساتھی اور سر برآوردہ عالم تھے۔ حماد بن زید، ہارون بن دینار، یحییٰ قطان اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے اسماعیل قاضی، صالح جزرہ، احمد بن حسن الصوفی، ابوالقاسم بغوی اور دوسروں نے حدیث روایت کی ہے۔

یحییٰ بن معین آپ کو ثقہ اور حافظ کہتے ہیں۔ حسین بن حبان، یحییٰ کا قول نقل کرتے ہیں کہ سلیمان صاحبِ بصیرت اور ثقہ حافظِ حدیث تھے۔ آپ یحییٰ بن سعید سے احادیث حفظ کرتے تھے اور لکھنے کو پسند نہ کرتے تھے۔ علی بن جنید بیان کرتے ہیں: سلیمان حافظ تھے۔ میں نے بصرہ میں ان سے زیادہ ذہین نہیں دیکھا۔

مطین نے ان کا سنِ وفات 235ھ بیان کیا ہے۔

ہمیں اسماعیل بن فراء نے اپنی سند کے ساتھ اسماعیل قاضی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں سلیمان بن ایوب نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حماد نے ایوب سے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں: مجھے مدینہ کے ایک آدمی نے عروہ سے اور انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم پر ایک ماہ ایسا بھی گزر جاتا تھا کہ چپاتی پکانے کی نوبت نہ آتی تھی۔

---

[1] تہذیب الکمال: 508/1، تہذیب التہذیب: 103/4، تقریب: 309/1، الجرح والتعدیل: 320/4، الکاشف: 376/1، تاریخ بغداد: 89/9، الثقات: 270۔
امام بخاری نے "التاریخ الکبیر" میں اور "الجرح والتعدیل" میں ان کا نام (بجائے سعد کے) سعید لکھا ہے۔

[2] تہذیب التہذیب: 173/4، تقریب التہذیب: 321/1، الجرح والتعدیل: 453/4۔

(۴۷۲) ۸/ ۵۴ خ، م، س، ق: الامام، الثبت، الحافظ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالملک البصری الرقاشی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ حماد بن زید، مالک بن انس اور ایک جماعت سے حدیث بیان کرتے ہیں، جبکہ آپ سے آپ کے بیٹے ابوقلابہ نے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔

ابوحاتم آپ کو ثقہ اور پسندیدہ قرار دیتے ہیں۔ عجلی کا قول ہے: موصوف دن رات میں چار سو رکعات نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ ثقہ اور رب تعالیٰ کے نیکوکار بندوں میں سے تھے۔ یعقوب سدوس نے آپ کو ثقہ اور ثبت کہا ہے۔ موصوف نے 219ھ میں وفات پائی۔

ہمیں ہدیہ بنت عکرمہ وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ دارمی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں رقاشی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں یزید بن زریع نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں: مجھے فاطمہ بنتِ منذر نے سیدہ اسماء بنتِ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے بیان کیا، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک عورت کو اپنے پاک ہونے پر اپنے کپڑوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہوئے سنا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب تو ان کپڑوں میں خون (لگا) دیکھے تو اسے کھرچ دے، پھر پانی کے ساتھ رگڑ دے، پھر اس پر پانی ڈال دے، پھر ان کپڑوں میں نماز پڑھ لے"۔

یہ حدیث حسن ہے اور اس کے روایت کرنے میں محمد الرقاشی متفرد ہیں۔ اس حدیث کو ابنِ ماجہ نے روایت کیا ہے۔

(۴۷۳) ۸/ ۵۵ خ، م، ت، س، ق: الحافظ، الحجہ ابوالھیثم معلیٰ بن اسد العمی البصری رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ بہز کے بھائی ہیں۔ عبدالعزیز بن مختار، وھیب بن خالد، عبداللہ بن المثنیٰ اور انصاری، یزید بن زریع اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی۔ جبکہ آپ سے امام بخاری، دارمی، عثمان دارمی، ھلال بن الکلاء، علی بن عبدالعزیز، حفص بن عمر سنجہ الف اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

ابوحاتم کا قول ہے: مجھے سوائے ایک کے ان کی کوئی خطا حدیث نہیں ملی۔ موصوف نے 218ھ یا 219ھ میں وفات پائی۔

ہمیں عمر بن محمد القارسی وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں معلیٰ بن اسد نے،

---

[1] تهذيب الكمال: 1226/3، تهذيب التهذيب: 277/9، تقريب: 180/2، الكاشف: 64/3، الانساب: 154/4، رجال الصحيحين: 1490، تاريخ بغداد: 413/5، الوافى بالوفيات: 301/3۔

[2] تهذيب الكمال: 1353/3، تهذيب التهذيب: 231/10(432)، تقريب: 265/2، الكاشف: 163/3، تاريخ الثقات: 435، معرفة الثقات: ١٧٦٢، تراجم الاحبار: ٣٢٨/٣، الانساب: 381/9، رجال الصحيحين: 1972، سير الاعلام: 626/10۔

وہ کہتے ہیں: ہمیں سلام بن ابی مطیع نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوحمزہ حماز کو ضحاک سے بیان کرتے ہوئے سنا، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عالم بن یا متعلم بن کہ ان دونوں کے سوا کسی میں خیر نہیں۔

(۴۷۴) ۸/۵۶ خ، س، ق: الحافظ، الحجہ، محدث الجزیرہ ابو یحییٰ احمد بن عبد الملک بن واقد الاسدی، الحرانی رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف بنو اسد کے آزاد کردہ غلام تھے، حماد بن زید، ابراہیم بن سعد، زہیر بن معاویہ بن ملیح، عبید اللہ بن عمرو اور ابوعوانہ سے حدیث بیان کی اور آپ سے امام بخاری، احمد، ابوزرعہ، ابوحاتم، تمتام، ابوشعیب مرانی اور بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے انہیں دیکھ رکھا ہے۔ موصوف حدیث کے حافظ اور صاحب سنت تھے۔ عرض کیا گیا کہ اہل حران ان کے بارے میں کلام کرتے ہیں تو فرمایا: اہل حران کم ہی کسی پر خوش ہوتے ہیں اور وہ اپنی جاگیری کی وجہ سے سلطان پر غالب آ گئے تھے۔ ابوحاتم کا قول ہے: موصوف صدوق واتقان میں نفیلی کے ہم پلہ تھے۔ ابوعروبہ نے آپ کا سنِ وفات ۲۲۱ھ ذکر کیا ہے۔

ہمیں عبد الحافظ بن بدران نے اپنی سند کے ساتھ ابوجعفر محمد بن غالب سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں احمد بن عبد الملک نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوالملیح الرقی نے زیاد بن بیان سے، انہوں نے علی بن نفیل سے، اُنہوں نے سعید بن مسیب سے، انہوں نے اُم المؤمنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"المھدی (سیدہ) فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوگا"۔

(۴۷۵) ۸/۵۷: الحافظ الامام، القدوہ، شیخِ وقت ابوالحسن احمد بن محمد شبویہ بن ثابت بن عثمان الخزاعی المروزی رحمۃ اللہ علیہ [2]

موصوف نے ابنِ مبارک، فضل بن موسیٰ، سفیان بن عیینہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابوداؤد، احمد بن ابی خیثمہ، ابوزرعہ، مشقی اور دیگر لوگوں کے نام شامل ہیں۔

آپ سے خود آپ کے رفیق ابن معین نے بھی حدیث بیان کی ہے۔ نسائی آپ کو ثقہ کہتے ہیں۔ آپ کے بیٹے عبد اللہ بیان کرتے ہیں: میرے والد کہا کرتے تھے: جو قبر کا علم حاصل کرنا چاہے وہ اخبار و آثار کو لازم پکڑے اور جو خبر کا علم حاصل کرنا چاہے

---

[1] تهذيب الكمال: 30/1، تهذيب التهذيب: 57/1، تقريب: 20/1، الجرح والتعديل: 61/2، الثقات: 7/8، طبقات الحفاظ: 201/1، تاريخ بغداد: 266، سير الاعلام: 662/1۔

[2] تهذيب الكمال: 34/1، تهذيب التهذيب: 71/1، تقريب: 24/1، الكاشف: 68/1، الانساب: 55/8، سير الاعلام: 7/11۔

وہ رائے کو لازم پکڑے۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل بیان کرتے ہیں: مجھے ثابت بن احمد بن شبویہ نے بیان کیا: میرے خیال میں یہ بات آتی تھی کہ میرے والد کی جہاد، قیدیوں کو چھڑوانے اور سرحدوں کے محاذ لازم پکڑنے کی وجہ سے جناب احمد بن حنبل پر فضیلت ہے۔ اس پر میں نے اپنے بھائی عبداللہ سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ امام احمد زیادہ فضیلت کے مالک ہیں۔

ابوحاتم نے موصوف کا سنِ وفات 230ھ ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ساٹھ (۶۰) برس کی زندگی پائی۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وضو، اضاحی اور جہاد کی بابت "عن احمد بن محمد عن ابن المبارك" کے طریق سے جن احادیث کو روایت کیا ہے، دارقطنی کہتے ہیں: اس طریق میں "احمد بن محمد" یہ "احمد بن شبویہ" ہی ہیں۔ البتہ ابونصر کلاباذی اور ایک جماعت نے مذکورہ احمد بن محمد کو "احمد بن محمد بن موسیٰ بن مردویہ السمسار" قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم۔

ہمیں حسن بن عبدالکریم نے اپنی سند کے ساتھ ابوداؤد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں احمد بن محمد بن ثابت نے، وہ کہتے ہیں: مجھے علی بن حسین نے اپنے والد سے، انہوں نے یزید نحوی سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ان تبدو امافی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ"۔ (البقرہ: ۲۸۴)

"تم اپنے دلوں کی بات ظاہر کرو گے تو، یا چھپاؤ گے تو، اللہ تم سے اس کا حساب لے گا"۔

کہ یہ ارشادِ باری اس آیت کی وجہ سے منسوخ ہے:

"لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا"۔ (البقرہ: ۲۸۶)

"اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا"۔

(۴۷۶) ۸/۵۸ خ، م، د،: الحافظ، الصدوق، محدثِ بصرہ ابوخالد ھدبہ بن خالد بن اسود بن ھدبہ القیسی، الثوبانی، البصری رحمۃ اللہ علیہ [1]

ایک قول یہ ہے کہ آپ کا نام ھداب بن خالد ہے۔ لڑکپن میں شعبہ کے جنازے میں شرکت کا موقع بھی ملا۔ آپ نے مبارک بن فضالہ، حماد بن سلمہ، جریر بن حازم، سلیمان بن مغیرہ، ابان العطار اور بصرہ میں ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث

---

[1] تہذیب الکمال: 1435/3، تہذیب التہذیب: 24/11 (52)، تقریب: 315/2، الکاشف: 218/3، الجرح والتعدیل: 484/9، میزان الاعتدال: 294/4، لسان المیزان: 417/7، الاکمال: 412/7۔

سنی، البتہ تحصیلِ علم کے لیے کوئی علمی سفر نہ کیا تھا۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں حضرات شیخین (بخاری ومسلم) ابوداؤد، بقیہ بن مخلد، ابن ابی عاصم، ابویعلی، حسن بن سفیان، عبدان، بغوی اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ابنِ معین آپ کو ثقہ اور ابوحاتم صدوق کہتے ہیں۔ ابنِ عدی کا قول ہے: ان میں کوئی حرج نہیں۔ ان کی کوئی منکر حدیث میرے علم میں نہیں۔ میں نے ابویعلی سے سنا ہے کہ جب ان سے ھدبہ اور مصدبہ اور شیبان کے بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگے: ھدبہ زیادہ ثقہ، زیادا فضل اور زیادہ حدیثوں والے ہیں۔ البتہ نسائی انہیں ضعیف کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: اس مقام پر ابوعبدالرحمن کی بیان کردہ تصنیف غیر مقبول ہے۔ یہ رہے ابنِ عدی جنہوں نے ھدبہ سے کبار محدثین کا علم حاصل کیا ہے، وہ اس بات کی صراحت کرتے ہیں کہ ھدبہ سے کوئی منکر روایت معروف نہیں اور یہ رہے حفاظ کے بادشاہ ابنِ معین جو صاف صاف انہیں ثقہ کہتے ہیں۔ یہ تصریح علی بن جنید نے خود ابنِ معین سے روایت کی ہے۔

عبدان اھوازی کا قول ہے: ہم ھدبہ کے پیچھے نماز پڑھنے سے اس لیے گریز کیا کرتے تھے کہ وہ بڑی لمبی نماز پڑھتے تھے اور سجدوں میں تیس سے زیادہ مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے۔ موصوف صورت وسیرت میں ھشام بن عمار کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ حتیٰ کہ نماز میں بھی۔ موصوف نے 235ھ میں وفات پائی۔ (اس کے علاوہ 238ھ اور 239ھ میں وفات پانے کے اقوال بھی ہیں)۔

ہمیں احمد بن اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ جعفر فریابی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ھدبہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ھمام نے قتادہ سے، اُنہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اس مومن کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے ترنج (چکوترے) کی سی ہے۔ [1] آگے پوری حدیث ہے۔

میں کہتا ہوں: ھدبہ نے نوّے سال کی عمر پائی تھی۔

(۴۷۷) ۸/۵۹ خ، ق: الامام، المحدث، عالمِ مدینہ، نزلِ مکہ یعقوب بن حمید بن کاسب رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نے ابراہیم بن سعد، عبدالعزیز بن ابی حازم، عبداللہ بن وھب اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی، متعدد روایات میں متفرد بھی ہیں۔ آپ کی منکر روایات بھی ہیں۔ جبکہ آپ سے امام بخاری، ابنِ ماجہ، عبداللہ بن احمد، اسماعیل قاضی، ابوبکر بن ابی عاصم اور ایک جماعت نے حدیث روایت کی ہے۔

امام بخاری یعقوب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ہم نے ان میں خیر ہی دیکھی ہے۔ البتہ ابوحاتم انہیں ضعیف کہتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "شہدائے بدر" اور "صلح" کے ابواب میں ان کی روایت ذکر کی ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ہمیں یعقوب نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابراہیم بن سعد نے بیان کیا"۔

---

[1] صحیح البخاری: کتاب الاطعمۃ: رقم الباب: 30۔ صحیح مسلم: کتاب صلوۃ المسافرین: رقم الحدیث: 243۔

[2] تہذیب الکمال: 1549/3، تہذیب التہذیب: 383/11، تقریب: 375/2، الکاشف: 290/3، میزان الاعتدال: 445/7، تراجم الاحبار: 262/4، سیر الاعلام: 158/11، ضعفاء ابن الجوزی: 215/3۔

مذکورہ یعقوب یہی ابن کاسب ہی ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مذکورہ سند میں جن کا ذکر ہے وہ یعقوب دورقی ہیں۔ ہاں جو ان کو یعقوب بن ابراہیم بن سعد قرار دیتے ہیں، وہ خطا پر ہیں۔ کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان مذکورہ یعقوب کو نہیں پایا۔ اسی طرح جس کے نزدیک یہ یعقوب بن محمد الزھری ہیں، جو ایک ضعیف راوی ہیں، وہ بھی خطا پر ہیں۔

ابن کاسب نے 241ھ کے آخر میں وفات پائی۔ (ایک قول 240ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔

ہمیں عبدالحق التاج نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن یزید سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں یعقوب بن حمید نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالعزیز بن محمد نے ثور بن زید سے، اُنہوں نے ابوالغیث سے، اُنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے:

"جس نے لوگوں کے مالوں کو ان کے برباد کرنے کے اِرادے سے لیا تو رب تعالیٰ اسے ضائع فرمادے گا۔"[1]

(۴۷۸) ۸/ ۶۰ خ، م، د، س: الحافظ، الثقہ، مسندِ بصرہ ابویحییٰ عبدالاعلیٰ بن حماد الباھلی رحمۃ اللہ علیہ[2]

آپ بنو باھل کے آزاد کردہ غلام اور "الفرسی" کے نام سے معروف تھے۔ آپ محدث عباس بن ولید الفرسی کے چچازاد تھے۔ حماد بن سلمہ، مالک، وھیب بن خالد، عبدالجبار بن الورد، سلام بن ابو مطیع، یزید بن زریع اور بے شمار لوگوں سے حدیث کا سماع کیا اور آپ سے سماعِ حدیث کرنے والوں میں حضرات شیخین، ابوداؤد، ابوحاتم، عبداللہ بن ناجیہ، ابویعلی، فریابی، بغوی اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ابوحاتم وغیرہ نے انہیں ثقہ کیا ہے۔ موصوف نے تقریباً نوے سال کی عمر پاکر جمادی الاخری 237ھ میں وفات پائی۔ (ایک قول 236ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔

ہمیں ابوالمعالی ھمذانی نے اپنی سند کے ساتھ بغوی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالاعلیٰ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں خالد بن عبداللہ نے سہیل سے، اُنہوں نے عبداللہ بن دینار سے، اُنہوں نے ابوصالح سے اور اُنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، اور فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے:

"ایمان کے ساتھ یا (راوی کو شک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا) ستر سے کچھ اوپر دروازے ہیں۔ جن میں سب سے افضل دروازہ "لا الہ الا اللہ" (کا اقرار کرنا) ہے اور سب سے ادنیٰ دروازہ رستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹادینا ہے اور حیاء ایمان کا ایک (مستقل) شعبہ ہے"۔[3]

---

[1] صحیح البخاری: کتاب الزکاۃ: باب رقم: 18۔ سنن ابن ماجہ: کتاب الصدقات: باب رقم: 11۔

[2] تہذیب الکمال: 759/2، تہذیب التہذیب: 93/6(196)، تقریب: 464/1(780)، الکاشف: 142/2، التاریخ الکبیر: 74/6، سیر الاعلام: 28/11، تاریخ بغداد: 75/11۔

[3] جامع الترمذی: کتاب الایمان: رقم الباب: 6، سنن ابن ماجہ: المقدمۃ: باب رقم: 9۔

(۴۷۹) ۸/ ۶۱ خ، م، س : الحافظ ، الثبت ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن علی بن عطاء بن مقدم المقدمی البصری رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف بنی ثقیف کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ نے اپنے چچا عمر بن علی سے اور حماد بن زید، ابو عوانہ، یزید بن زریع، یوسف بن ماجشون اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ جبکہ آپ سے حضرات شیخین، اسماعیل القاضی، ابن ابی عاصم، ابو یعلی، حسن بن سفیان، احمد بن علی المروزی اور متعدد لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابنِ معین اور ابو زرعہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ موصوف 234ھ کے آغاز میں ہی اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ ہمیں احمد بن المؤید نے اپنی سند کے ساتھ جعفر بن محمد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن ابو بکر المقدمی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبد اللہ بن یزید نے۔

(دوسری سند) اور احمد بن مؤید ہی اپنی سند کے ساتھ جعفر بن محمد سے اور وہ قتیبہ سے بیان کرتے ہیں۔ آگے قتیبہ اور محمد بن ابی بکر کہتے ہیں: ہمیں ابن الھیعہ نے مشرح بن ھاعان سے اور وہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"میری اُمت کے زیادہ تر منافق اس کے قرّاء ہوں گے"۔ یہ قتیبہ کی روایت کے الفاظ ہیں جبکہ مقدمی کی روایت میں (میری اُمت کے الفاظ کی بجائے) "اس اُمت" کے الفاظ ہیں۔

ہمیں ابن تاج الامناء نے اپنی سند کے ساتھ ابو یعلی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن ابی بکر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں معتمر نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابو عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

"ان بعض غزوات میں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس قتال فرمایا، ان میں سے ایک غزوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوائے طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ کے کوئی اور نہ رہ گیا تھا"۔

یہ بات ان دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما سے خود منقول ہے۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے مقدمی سے روایت کیا ہے۔ سو ہم نے اس کی موافقت کی ہے۔

(۴۸۰) ۸/ ۶۲ خ، م، د،: الحافظ، الثقہ، المقری ابو الربیع سلیمان بن داؤد الازدی، العتکی، البصری، الزہرانی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نے جریر بن حازم، فلیح بن سلیمان، مالک، حماد بن زید، ابنِ شہاب الحناط، شریک بن عبد اللہ اور ایک جماعت سے

---

[1] تہذیب الکمال: 1179/3، تہذیب التہذیب: 79/9، تقریب: 148/2، الکاشف: 25/3، الثقات: 85/9، تراجم الاحبار: 13/4، الوافی بالوفیات: 259/2۔

[2] تہذیب الکمال: 536/1، تہذیب التہذیب: 190/4، تقریب: 324/1، الکاشف: 393/1، الجرح والتعدیل: 493/4، الوافی بالوفیات: 389/15، سیر الاعلام: 676/10، الثقات: 378/8۔

حدیث سنی اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں حضرات شیخین، ابوداؤد، ابن المدینی، اسحاق، احمد، ابویعلی، بغوی اور بے شمار لوگوں کے نام آتے ہیں۔

ابنِ معین، ابوزرعہ اور نسائی نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔آپ نے 234ھ میں وفات پائی۔

ہمیں علی بن احمد الحسینی نے اپنی سند کے ساتھ بغوی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں حماد بن زید نے ایوب سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابنِ عمر سے، انہوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر دوستونوں کے درمیان سامنے کی طرف رُخ فرما کر (دو رکعت) نماز ادا فرمائی۔

(۴۸۱) ۸ / ۶۳ خ، س، ق: الحافظ، الثقہ، المحدث ابو احمد ھیثم بن خارجہ المعروف ابویحییٰ مروزی ثم البغدادی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ کی کنیت کی بابت ایک قول "ابویحییٰ" ہونے کا بھی ہے۔آپ نے مالک، لیث، حفص بن میسرہ، یعقوب القمی اور بے شمار لوگوں سے حدیث بیان کی۔آپ ان اکابر محدثین سے عراق، حجاز، مصر، شام اور خراساں میں ملے اور علمِ حدیث پر بے حد توجہ دی۔

اور آپ سے امام بخاری، امام احمد، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوزرعہ، ابویعلی، احمد بن حسن الصوفی اور دوسرے لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

الصوفی کا قول ہے کہ ھیثم بن خارجہ کو "شعبہ صغیر" کہا جاتا تھا۔ابنِ معین نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔نسائی کا قول ہے: ان میں کوئی حرج نہیں۔صالح جزرہ بیان کرتے ہیں: موصوف عبادت گزار اور دنیا سے بے نیاز آدمی تھے۔امام احمد ابنِ خارجہ کی تعریف کیا کرتے تھے۔البتہ مزاج میں قدرے تلخی تھی۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے موصوف کا سنِ وفات ذی الحجہ 227ھ بتلایا ہے۔(ایک قول 228ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔

ہمیں عمر بن القواس نے اپنی سند کے ساتھ احمد بن حسن سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ھیثم بن خارجہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں جراح بن ملیح بہرانی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں خاتم بن حریث نے بیان کیا، انہوں نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو سنا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"مانگے کی چیز ادا کی جائے گی اور برتنے کی چیز لوٹائی جائے گی اور جسے کوئی دودھ سے بھرے تھنوں والی اونٹنی ملے اسے جائز نہیں کہ وہ اس کا دودھ دوہ لے یہاں تک کہ اسے (اس کے مالک کو) لوٹا دے"۔

اس حدیث کو نسائی نے "عن عمرو بن منصور عن ھیثم بن خارجۃ" کے طریق سے روایت کیا ہے۔

[1] تہذیب الکمال: 1455/3، تہذیب التہذیب: 93/11(156)، تقریب: 326/2، الکاشف: 230/3، معجم طبقات الحفاظ: ۱۸۲، الثقات: ۲۰۰/۹، الانساب: ۲۴/۱۲، طبقات الحفاظ: ۲۰۴، العبر: ۴۰۰/۱، تاریخ بغداد: ۵۸/۱۴، التمہید: ۱۷/۲، سیر الاعلام: ۴۷۷/۱۰۔

(۴۸۲) ۸ / ۶۴ ت، د: الحافظ، الثقہ ابوالحسن علی بن حجر بن بری القطان، الفارسی ثم البغدادی رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ نے حاتم بن اسماعیل، جریر بن عبدالحمید، عیسیٰ بن یونس، ھشام بن یونس اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے احمد بن حنبل، عباس دودی، ابراہیم حربی، ابوداود، ھلال بن العلاء اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن معین اور عجلی نے موصوف کو ثقہ کہا ہے۔ حجاز یمن اور شام کے علمی اسفار بھی کیے۔ موصوف نے اھواز کے شہر "باب یر" میں 234ھ میں وفات پائی۔ (ایک قول 244ھ میں پانے کا بھی ہے۔

"فوائد سمویہ" میں رقم ہے کہ ہمیں علی بن حجر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ھشام نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں معمر نے جعفر جزری سے، انہوں نے یزید بن اصم سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میں نے بنی عامر کے جدِ اعلیٰ کو دیکھا۔ وہ ایک خاکستری رنگ کا اونٹ ہے جو بندھا ہوا ہے اور بیری کے پتے کھا رہا ہے۔"

(۴۸۳) ۸ / ۶۵ خ، ت، س، ق: الامام، المحدث، الثقہ، ابو اسحاق ابراہیم بن منذر الحزامی، الاسدی، المدنی رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ نے سفیان بن عیینہ، ولید بن مسلم، معن بن عیسیٰ، ابن وھب، ابو جمرداور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے بخاری، ابن ماجہ، بقی بن مخلد، محمد بن ابراہیم البوشنجی، مطین اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابوحاتم وغیرہ نے انہیں صدوق کہا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ موصوف نے امام مالک کو دیکھا اور ان سے ایک مسئلہ بھی ضبط کیا۔ فسوی نے موصوف کی تاریخ وفات محرم 236ھ بتلائی ہے (ایک قول 237ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔

ہمیں امام عمر بن خواجا نے اپنی سند کے ساتھ ابومحمود دارمی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالعزیز بن ابی ثابت نے، وہ کہتے ہیں: مجھے اسماعیل بن ابراہیم نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، انہوں نے کریب سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی گفتگو فرماتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک سے گویا ایک نور سا نکلتا دکھائی دیتا تھا۔

امام ترمذی نے یہ حدیث "الشمائل" میں دارمی سے روایت کی ہے اور حضرات محدثین نے عبدالعزیز سے استدلال نہیں کیا۔

---

❶ تہذیب الکمال: 955/2، تہذیب التہذیب: 284/7، تقریب: 32/2، الکاشف: 279/2، التاریخ الکبیر: 263/6، الجرح والتعدیل: 965/5، الاکمال: 400/1، تاریخ بغداد: 352/11، تراجم الاحبار: 48/3، سیر الاعلام: 12/11، تھذیب مستمر اوھام: 215۔

❷ تہذیب الکمال: 95/1، تہذیب التہذیب: 1/273، تقریب: 65/1، الکاشف: 118/1، تعجیل المنفعۃ: 102/8، میزان الاعتدال: 220/1 شذرات الذھب: 86/2، الوافی بالوفیات: 75/9۔

(۴۸۴) ۸/۶۶ خ، م، د، س: محدثِ بغداد، الحافظ، الثبت، البارع، ابو معمر اسماعیل بن ابراہیم بن معمر الھروی، القطیع الھذلی رحمۃ اللہ علیہ [1]

موسوف نے اسماعیل بن جعفر، خلف بن خلیفہ، ابنِ مبارک، ھشیم، اسماعیل بن عیاش، شریک، سفیان بن عیینہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، صالح بن محمد، ابویعلی اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

امام بخاری اور نسائی "عن رجل عنه" کہہ کر بھی موصوف سے روایت کرتے ہیں۔ ابنِ سعد انہیں ثقہ، ثبت اور صاحب سنت وفضل کہتے ہیں۔ عبید بن شریک کا قول ہے: موصوف سنت کو دلیل بنانے پر زور دیتے ہوئے کہا کرتے تھے: "اگر میری گدھی بھی بولتی ہوتی تو وہ بھی یہی کہتی کہ "وہ تو سنی ہے"۔ قرآن کی آزمائش میں خلیفہ کی بات مان لی۔ چنانچہ باہر نکلنے پر گویا ہوئے کہ ہم کافر ہو کر نکلے ہیں۔

ابویعلی بیان کرتے ہیں: ابومعمر نے موصل میں محض اپنی یادداشت سے تقریباً دو ہزار احادیث بیان کیں۔ بغداد لوٹنے پر ان لوگوں کو صرف تیس ایسی احادیث لکھ بھیجیں جن میں موصوف خطا کر گئے تھے۔

عبداللہ بن احمد کا قول ہے: میں نے ابومعمر ھذلی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: جو اس بات کا قائل ہو کہ رب تعالیٰ نہ کلام کرتا ہے اور نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ راضی ہوتا ہے اور نہ غصہ ہوتا ہے تو وہ کافر ہے۔

ابوشعیب صالح الھروی کا قول ہے: میں نے ابومعمر کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: "جھمیہ کے کلام کی انتہاء اس عقیدہ پر ہوتی ہے کہ آسمانوں میں کوئی "الٰہ" نہیں۔

موصوف نے جمادی الاولیٰ 236ھ میں وفات پائی۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے میری قرات کے ساتھ، اپنی سند سے ابویعلیٰ سے بیان کیا اور وہ کہتے ہیں: ہمیں ابومعمر نے علی بن ھشام سے، انہوں نے ھشام بن عروہ سے، انہوں نے بکر بن وائل سے، انہوں نے زھری سے، انہوں نے عروہ سے نقل کیا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

> "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو کبھی کسی عورت پر ہاتھ اُٹھایا اور نہ کبھی اپنے کسی خادم کو مارا اور نہ اپنے دستِ مبارک سے کبھی کسی چیز کو ہی مارا۔ سوائے اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہوں اور نہ کبھی ایسا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے ستانے پر اس سے کوئی انتقام ہی لیا ہو۔ الا یہ کہ رب تعالیٰ کی حرمتیں توڑی گئی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اس کا) انتقام لیتے تھے"۔

[1] تہذیب الکمال: 95/1، تہذیب التہذیب: 273/1، التاریخ الصغیر: 366/2، تعجیل المنفعة: 102/8، میزان الاعتدال: 220/1، شذرات الذھب: 86/2، الوافی بالوفیات: 75/9۔

اس حدیث کو امام نسائی نے "عن ابی بکر بن علی المروزی عن ابی معمر" کے طریق سے روایت کیا ہے۔

(۴۸۵) ۸ / ۶۷ خ، م، د، س: الحافظ، الحجی، ابوتوبہ ربیع بن نافع الحلبی رحمہ اللہ ❶

آپ طرسوس کے شیخ اور محدث تھے۔ معاویہ بن سلام، ابوالملیح الرقی، ابراہیم بن سعد، شریک، ابن مبارک اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی۔ جبکہ آپ سے ابوداؤد اور حضرات شیخین وغیرہ نے "عن رجل عنہ" کہہ کر حدیث روایت کی ہے اور آپ سے احمد، دارمی، ابوحاتم، یعقوب فسوی اور دیگر بے شمار لوگوں نے بھی حدیث روایت کی ہے۔ ابوحاتم آپ کو ثقہ اور حجت کہتے ہیں۔ ابوداود کا قول ہے: موصوف طویل حدیثوں کے حافظ تھے۔ میں نے انہیں ننگے قدموں اور سر پر رسی رکھے چلتے دیکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ موصوف ابدال میں سے تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف معاویہ سے روایت کرنے والے آخری لوگوں میں سے تھے۔ موصوف نے لمبی عمر پائی اور 241ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

ہمیں ابوالمحاسن محمد بن ابی الحرم وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ ابراہیم بن دیزیل سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوتوبہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن مہاجر نے اپنے والد سے، انہوں نے سیدہ اسماء بنتِ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جس نے دُنیا کو ترک کر دیا تو اس نے (جہنم میں سونے چاندی سے تپائے ہوئے لگائے جانے والے) ایک داغ کو ترک کر دیا۔" ❷

(۴۸۶) ۸ / ۶۸ د: الحافظ، الصدوق، محدثِ فلسطین ابوعبداللہ محمد بن ابی السری المتوکل العسقلانی رحمہ اللہ ❸

موصوف فضیل بن عیاض، معتمر بن سلیمان، رشدین بن سعد، ابن عیینہ، ابنِ وھب (اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور خوب بیان کی۔ آپ نے بکر بن سہل، دمیاطی، ابوداؤد، حسن بن سفیان، علی بن محمد الجکانی، محمد بن حسن بن قتیبہ اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابنِ معین نے انہیں ثقہ، ابنِ حبان نے حافظِ حدیث، ابنِ عدی نے کثیر الغلط اور ابوحاتم نے نرم حدیث والا کہا ہے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے 238ھ میں اس دارِ فانی کو الوداع کہا۔

---

❶ تہذیب الکمال: 406/1، تہذیب التہذیب: 251/3، تقریب: 246/1، الکاشف: 305/1، الجرح والتعدیل: 2105/3، الجمع بین رجال الصحیحین: 525، الوافی بالوفیات: 83/14، سیر الاعلام: 653/10۔

❷ مسند احمد 342/3۔

❸ تہذیب الکمال: 124/2، تہذیب التہذیب: 181/9، تقریب: 163/2، التاریخ الکبیر: 239/1، الثقات: 88/9، ضعفاء ابن الجوزی: 95/3، سیر الاعلام النبلاء: 161/11۔

ہمیں ابرقوھی نے اپنی سند کے ساتھ جعفر بن محمد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن ابی السری العسقلانی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں زید بن ابی زرقاء نے سفیان سے بیان کیا اور فرماتے ہیں:

"ہم میں اور مرجیہ میں تین باتوں میں اختلاف ہے: ① مرجیہ کہتے ہیں کہ ایمان صرف قول کا نام ہے۔ عمل اس میں داخل نہیں۔ جبکہ ہم کہتے ہیں کہ ایمان قول اور عمل دونوں کا نام ہے۔ ② ہم کہتے ہیں کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے جبکہ مرجیہ اس بات کے قائل نہیں۔ ③ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ (ایمان اور کفر کے ساتھ ساتھ) نفاق (بھی پایا جاتا) ہے جبکہ مرجیہ نفاق کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ حسن بن سفیان سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن متوکل عسقلانی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں معتمر اور شعیب بن اسحاق نے، وہ دونوں کہتے ہیں: ہمیں ابنِ عون نے شعبی سے اور اُنہوں نے حضرت نعمان بن بشیر سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

"حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے"۔ [1] (الحدیث)

(۴۸۷) ۸/ ۶۹م، س، ق: الحافظ، الزاھد، العابد ابو صاحب حکم بن موسیٰ بن شیرزاد البغدادی، القنطری رحمۃ اللہ علیہ [2]

موصوف کا خاندان "نسا" سے تھا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے شرف سے بہرہ یاب ہیں۔ اسماعیل بن عیاش، ھقل بن زیاد، ابنِ مبارک، ھیثم بن حمید، یحییٰ بن حمزہ، عبد الرحمٰن بن ابی الرجال اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے موصوف سے تعلیقاً روایت کی ہے۔ جبکہ آپ سے رویات کرنے والوں میں مسلم، ابوداؤد، احمد بن حسن الصوفی، احمد بن علی المروزی، ابو یعلی الموصلی، مطین، ابن ابی الدنیا، بغوی، عبد اللہ بن احمد وغیرہ جیسے اکابر محدثین کے نام شامل ہیں۔

آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے اکابر میں سے احمد بن حنبل اور ابن المدینی وغیرہ کے نام لیے جاتے ہیں۔

ابنِ معین اور عجلی نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ جبکہ ابو حاتم صدوق، ابن سعد ثقہ، کثیر الحدیث، صالح ثبت فی الحدیث اور پارچہ فروش کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے شوال 232ھ میں وفات پائی۔ (ایک قول 235ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔ آپ کی مسند احمد میں ایک روایت ہے۔ جو ان روایات میں سے ہے جن کو عبد اللہ نے آپ سے سنا ہے۔

آپ کی ایک روایت یہ بھی ہے: ہمیں عیسیٰ بن یونس نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ھشام نے محمد سے، اُنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جس پر قے غالب آجائے تو اس پر (روزہ کی) کوئی قضا نہیں اور جو از خود قے کرے وہ

---

[1] صحیح البخاری: کتاب الایمان: باب رقم: 39۔ صحیح مسلم: کتاب المساقات: حدیث رقم 108, 107۔

[2] تہذیب الکمال: 246/5، الکاشف: 247/1، التاریخ الکبیر: 344/2، میزان الاعتدال: 580/1، لسان المیزان: 202/7، تاریخ بغداد: 226/8، الوافی بالوفیات: 124/3، الثقات: 195/8۔

(روزہ کی) قضا کرے گا"۔

یہ حدیث غریب اور مفرد ہے جسے امام احمد نے ابوزرعہ کے واسطے سے حکم بن موسیٰ سے روایت کیا ہے۔ پس یہ روایت درجہ عالی بن کر واقع ہوئی ہے۔

حاکم کہتے ہیں: ہمیں علی بن محمد الحبیبی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں صالح بن محمد نے سریج بن یونس کے بارے میں بیان کیا، وہ کہتے ہیں سریج ثقہ ہیں، ثقہ ہیں اگر تم انہیں دیکھتے تو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔ میں نے یحییٰ بن ایوب کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے: وہ ثقہ ہیں، ثقہ ہیں، اگر تم انہیں دیکھ لیتے تو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور ان کے تیسرے حکم بن موسیٰ ہیں۔ وہ ثقہ اور مامون ہیں۔ ان تینوں نے خود کو عبادت کے لیے وقف کر دیا تھا۔

(۴۸۸) ۸/ ۰۷ خ، م، ت، س، ق: الحافظ المتقن ابواحمد محمود بن غیلان العدوی، المروزی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ بنی عدی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ کا شمار ائمہ اثر میں ہوتا ہے۔ سفیان بن عیینہ، فضل بن موسیٰ السینانی، ولید بن مسلم، ابومعاویہ، وکیع، عبدالرزاق اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی اور آپ سے ابوداؤد کے سوا ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے حدیث روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ مطین، ھیثم بن خلف دوری، حسن بن سفیان، بغوی اور دیگر لوگ حدیث روایت کرنے والوں میں شامل ہیں۔

امام احمد فرماتے ہیں: وہ حدیث کو سب سے زیادہ جاننے والے اور صاحبِ سنت ہیں۔ خلقِ قرآن کے فتنہ میں قید و بند کی صعوبتیں بھی دیکھنی پڑیں۔

نسائی انہیں ثقہ کہتے ہیں اور خود محمد بن غیلان کہتے ہیں کہ اسحاق بن راھویہ نے مجھ سے دو حدیثیں سن رکھی ہیں۔ میں کہتا ہوں: موصوف نے 239ھ میں وفات پائی اور 249ھ میں وفات پانے کا قول غلط ہے۔

ہمیں یوسف بن احمد اور عبدالحافظ بن بدران نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن محمد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمود بن غیلان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں فضل بن موسیٰ السینانی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں جعید نے عائشہ بنتِ سعد سے بیان کیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اہلِ مدینہ کے ساتھ جو بھی بُرا ارادہ کرے گا وہ یوں پگھل (کر ختم ہو) جائے گا، جس طرح نمک پانی میں پگھل (کر فنا ہو) جاتا ہے۔" [2]

---

[1] التھذیب الکمال: 1310/2، تھذیب التھذیب: 94/10(109)، تقریب: 233/2، التاریخ الکبیر: 404/7، نسیم الریاض: 457/3، البدایۃ والنھایۃ: 318/10، تاریخ بغداد: 89/13، سیر الاعلام: 223/12۔

[2] صحیح البخاری: کتاب فضائل المدینۃ: رقم الباب: 7۔

(۴۸۹) ۸/۱۷ خ، ت، ر: الحافظ، الامام، سنت کا پرچم، ابو علی حسن بن صباح بن محمد الواسطی، البغدادی البزار رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف نے سفیان بن عیینہ، ابو معاویہ، بشر بن اسماعیل، شعیب بن حرب، معن بن عیسیٰ، اسحاق ازرق اور بے شمار لوگوں سے حدیث بیان کی ہے اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں بخاری، ابوداؤد، ترمذی، ابو یعلی موصلی، فریابی، عمر بن بجیر البخاری، ابنِ صاعد اور بے شمار لوگوں کے نام آتے ہیں۔ ان میں سب سے آخر میں وفات پانے والے جناب ابو عبداللہ المحاملی ہیں۔

ابو حاتم بیان کرتے ہیں: حسن بن صباح صدوق تھے اور ان کا بغداد میں عجب رعب و دبدبہ تھا۔ امام احمد ان کے مقام و رتبہ کو بہت بڑھایا کرتے تھے۔ عبداللہ بن احمد اپنے والد ماجد کا قول نقل کرتے ہیں۔ ابو علی البزار پر جو دن بھی آتا تھا، وہ اس میں کوئی نہ کوئی خیر کا کام ضرور کرتے تھے۔ ہم اپنے شیخ کے پاس جب جاتے تھے تو ان کے باہر تشریف لانے تک ہم لوگ حدیث کا مذاکرہ کرتے رہتے جبکہ ابو علی اس وقت تک نماز میں مشغول رہتے۔

ابو العباس سراج خود ابن صباح سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے تین بار مامون کے سامنے پیش کیا گیا۔ میری شکایت یہ لگائی گئی کہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم ہی ابن بزار ہو؟ میں نے کہا: ہاں: مامون نے پوچھا: کیا تم امر بالمعروف کرتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ البتہ میں نہی عن المنکر کرتا ہوں۔ اس پر مجھے پانچ درے مارے گئے۔

اور ایک بار یہ شکایت کی گئی کہ میں جناب علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کرتا ہوں تو میں نے کہا: اے امیر المومنین! میں تو یزید کو برا بھلا نہیں کہتا کیونکہ وہ آپ کا ابنِ عم ہے تو بھلا میں اپنے آقا و مولی جناب علی پر سب وشتم کیونکر کر سکتا ہوں۔

ابنِ صباح بزار خود بیان کرتے ہیں: خلقِ قرآن کے فتنہ میں مجھے روم لے جایا گیا۔ موصوف نے ربیع الآخر 249ھ میں وفات پائی۔

ہمیں محمد بن ابراہیم نحوی نے اپنی سند کے ساتھ یحییٰ بن محمد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں حسن بن صباح بزار نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شبابہ نے ورقاء سے، اُنہوں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لوگ سوال کرتے رہیں گے، یہاں تک یہ سوال بھی کر ڈالیں گے کہ یہ تو اللہ ہے جو ہر شی کا خالق ہے۔ پر خود اللہ کا

---

[1] تهذيب الكمال: 265/1، تهذيب التهذيب: 289/2، تقريب: 167/1، الكاشف: 222/1، التاريخ الكبير: 265/2، الجرح والتعديل: 71/3، ميزان الاعتدال: 499/1، الثقات: 176/8۔

خالق کون ہے؟"❶

اس حدیث کو امام بخاری نے بزار سے روایت کیا ہے۔ ہم نے اس سند کے عالی ہونے کی وجہ سے اس کی موافقت کی ہے۔

(۴۹۰) ۸ / ۲۷ خ، د، ت، س: الحافظ، الحجہ، الامام ابوزکریا یحییٰ بن موسیٰ بن عبدربہ بن سالم الجدانی، البلخی، السجستانی رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ کا لقب "حجۃ" ہے۔ آپ نے سفیان بن عیینہ، ولید بن مسلم، وکیع، ابومعاویہ، یزید بن ہارون اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ عبدالرزاق کے پاس بھی حصولِ حدیث کے لیے سفر پر لے گئے۔ جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، دارمی، موسیٰ بن ہارون، حسن بن سفیان، ابوالعباس السراج اور محمد بن عبداللہ بن یوسف الدویری شامل ہیں۔

ابوزرعہ، نسائی اور دارقطنی نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ جبکہ سراج ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔ موسیٰ بن ہارون کہتے ہیں: آپ نیکوکار مسلمین میں سے تھے۔ آپ کا سنِ وفات ماہِ رمضان 230ھ بیان کیا جاتا ہے۔ (ایک قول 240ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن یوسف الدویری سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں یحییٰ بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن سلیمان بن مسمول نے، وہ کہتے ہیں: مجھے عبیداللہ بن سلمہ بن وھرام نے اپنے والد سے، انہوں نے طاؤس سے، انہوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لوگ کانیں ہیں اور رگ چھپی ہوتی ہے (جس کا آسانی سے پتہ نہیں چلتا) اور برا ادب، بُری عادت کی طرح ہے"۔

(۴۹۱) ۸ / ۲۳ م: الحافظ، الامام، الثقہ ابوموسیٰ ہارون بن عبداللہ بن مروان الحمال البغدادی، البزّ رحمۃ اللہ علیہ ❸

آپ الحمال کے نام سے معروف تھے۔ سفیان بن عیینہ، معن بن عیسیٰ، ابواُسامہ، سیار بن حاتم، ابن ابی فدیک اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے آپ کے بیٹے الحافظ موسیٰ نے اور مسلم، نسائی، ابوالقاسم بغوی، یحییٰ بن صاعد اور متعدد لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

حافظ خطیب آپ کو ثقہ، حافظ اور عارف کہتے ہیں۔ مروزی بیان کرتے ہیں: میں نے ابوعبداللہ سے ہارون حمال کے

---

❶ صحیح مسلم: کتاب الاعتصام: رقم الحدیث: 3۔

❷ تہذیب الکمال: 1522/3، تہذیب التہذیب: 289/11(565)، الکاشف: 269/3، المعین: 1032، رجال الصحیحین: 2207، الانساب: 85/4، المشتبہ: 262، الاکمال: 123/3۔

❸ تہذیب الکمال: 1430/3، تہذیب التہذیب: 18/11(18)، تقریب: 312/2، الکاشف: 214/3، الجرح والتعدیل: 382/9، المعین: 1020، الانساب: 228/4، الثقات: 239/9، سیر الاعلام: 115/12۔

بارے میں پوچھا کہ کیا میں ان سے حدیث لکھوں؟ تو اُنہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! ضرور لکھو۔ اس پر میں نے کہا کہ لوگوں نے آپ کے بارے میں یہ بات بیان کی ہے کہ ہارون حمال کی بابت پوچھے جانے پر آپ نے سکوت کیا تھا۔ تو اُنہوں نے فرمایا: یہ بات میرے علم میں نہیں۔

ابراہیم حربی بیان کرتے ہیں: اگر دروغ گوئی حلال ہوتی تو ہارون پھر بھی دروغ بیانی سے کام نہ لیتے۔ نسائی انہیں ثقہ کہتے ہیں۔ ابن شاہین بیان کرتے ہیں: ہمیں ہمارے پڑوسی احمد بن محمد المؤذن نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے ہارون بن عبداللہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ امام احمد رات کے وقت میرے پاس رہے اور اگلے دن شام تک رہے۔ پھر فرمایا: آج سارا دن آپ لوگوں کو حدیث سنانے میں مشغول رہے۔ پس آپ خود تو سائے میں بیٹھے رہے جبکہ لوگ اپنے ہاتھوں میں قلمیں تھامے دھوپ میں بیٹھے رہے۔ سو آئندہ ایسا نہ کیجیے گا۔ جب بھی بیٹھیں تو لوگوں کے ساتھ بیٹھیں۔

ہمیں علی بن احمد العلوی نے اپنی سند کے ساتھ ابوالقاسم بغوی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے میرے دادا اور ہارون بن عبداللہ نے، وہ دونوں کہتے ہیں: ہمیں حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

"ہم صبح کو جلد جمعہ کے لیے چلے جایا کرتے تھے پھر اس کے بعد قیلولہ کیا کرتے تھے"۔

مطین وغیرہ نے موصوف کا سنِ وفات 243ھ بیان کیا ہے۔

(۴۹۲) ۸ / ۴۷ د: الحافظ، الثقہ، المکثر ابو عبداللہ حامد بن یحییٰ بن ھانی البلخی رحمہ اللہ [1]

آپ نے طرسوس کی سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ نے سفیان بن عیینہ سے بہت زیادہ احادیث بیان کی ہیں۔ ان کے علاوہ، ایوب بن نجار، یحییٰ بن سلیم الطائفی، حسین الجعفی، عمر بن ہارون البلخی، محمد بن معن الغفاری، عبداللہ بن حارث مخزومی اور متعدد لوگوں سے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے ابوداؤد، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابن ابی عاصم، جعفر فریابی، ابوخیثمہ علی بن عمرو الحرانی اور عمر بن سعید المنبجی نے روایت کی ہے۔

ابن حبان کا قول ہے: موصوف اپنے زمانہ میں حدیثِ سفیان کے سب سے بڑے عالم تھے اور آپ نے اپنی عمر سفیان کی ہم نشینی میں فناء کر دی۔ فریابی بیان کرتے ہیں: اُنہوں نے ابن المدینی سے حامد بن یحییٰ کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا: واہ، سبحان اللہ! حامد نے اتنی لمبی عمر پائی کہ لوگ ان سے علم سیکھنے کے محتاج ہو گئے۔ ابوحاتم بیان کرتے ہیں: حامد صدوق ہیں۔ مطین وغیرہ نے حامد کا سنِ وفات 242ھ بیان کیا ہے، رحمۃ اللہ علیہ۔

---

[1] تہذیب الکمال: 223/1، تہذیب التہذیب: 169/2، تقریب: 146/1، الکاشف: 200/1، الجرح والتعدیل: 1338/3، الثقات: 218/8۔

(۴۹۳) ۸/۷۵ د: الامام، المحدث عثمان سعید بن نصیر البغدادی، الوراق رحمۃ اللہ علیہ ❶

موصوف نے "کتاب البکاء" اور "کتاب العوائد" جیسی عمدہ اور نفیس کتابیں لکھیں۔ تعوذ اور رقہ میں سکونتیں رکھیں۔ سفیان بن عیینہ، وکیع، ابو اُسامہ، سیار بن حاتم، عبد الصمد بن عبد الوارث، روح بن عباد، ابونعیم وغیرہ حضرات سے حدیث روایت کی، اور نفیل، قواریری، محمد بن المصفی الحمصی تک نیچے درجے کے محدثین سے حدیث روایت کی۔ جبکہ خود آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابوداؤد، نسائی، ابوعبد الملک التستری، ابوطاہر، محمد بن ابراہیم البوشنجی، ابوشعیب حرانی، سلیمان بن محمد بن فضل البجلی اور دیگر متعدد محدثین کے نام شمار کیے جاتے ہیں۔ البتہ نسائی نے آپ سے "السنن" کے علاوہ میں حدیث روایت کی ہے۔

(موصوف کا سنِ وفات 350ھ ہے)

موصوف مسروق اور عالم تھے۔ مجھے ان کی بابت کسی جرح کا علم نہیں۔

(۴۹۵) ۸/۷۶ خ، د، س، ق: الحافظ محدثِ شام، فقیہ کبیر ابوسعید عبد الرحمٰن بن ابراہیم بن عمرو الاموی، الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ ❷

موصوف بنواُمیہ کے آزاد کردہ غلام، اوزاعی المذہب اور رحیم کے نام سے مشہور تھے۔ 170ھ میں پیدا ہوئے۔ سفیان بن عیینہ، مروان بن معاویہ، ولید بن مسلم، اسحاق الاوزاعی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے مصر، شام، حجاز، کوفہ او بصرہ میں حدیث روایت کی۔ جبکہ آپ سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، بقی بن مخلد، ابوزرعہ نے اور آپ کے دو بیٹوں عمرو اور ابراہیم نے اور محمد بن محمد الباغندی اور متعدد لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

موصوف علمِ حدیث میں امامِ متقن تھے۔ فلسطین اور اُردن کے قاضی رہے۔ البتہ جب مصر کے قاضی القضاۃ پر تعیناتی کی نوبت آئی تو وقتِ اجل آپہنچا۔

حسن بن علی بن بحر کا بیان ہے: رحیم 212ھ میں بغداد تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ میرے والد، احمد، ابن معین اور خلف بن سالم جیسے اکابر ان کے سامنے بچوں کی طرح زانوئے تلمذ طے کر کے بیٹھے ہوئے تھے۔ خطیب کا قول ہے کہ رحیم اوزاعی کے مذہب پر تھے۔ ابوحاتم انہیں ثقہ کہتے ہیں۔ ابوداؤد کا قول ہے: حجت میں اپنے زمانہ میں دمشق میں ان کا مثل نہیں تھا۔ نسائی انہیں ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔

---

❶ تہذیب الکمال: 506/1، تہذیب التہذیب: 91/4، تقریب: 306/1، الکاشف: 377/1، سیر الاعلام: 80/17، الثقات: 297/8۔

❷ تہذیب الکمال: 772/2، تہذیب التہذیب: 131/6، تقریب: 471/1، الکاشف: 154/2، التاریخ الکبیر: 256/5، الجرح والتعدیل: 999/5، میزان الاعتدال: 546/2۔

ہمیں ابرقوھی نے اپنی سند کے ساتھ فریابی سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں رحیم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں مروان بن محمد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالعزیز بن محمد نے قدامہ بن موسیٰ سے، انہوں نے عبداللہ بن دینار سے، انہوں نے وھب بن منبہ سے یا وھب الذماری سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں:

منافق کی یہ صفات ہیں:

☆ اس کا (بلانا اور) سلام کرنا (دوسرے پر) لعنت کرنا ہے۔
☆ اس کا کھانا حرام ہوتا ہے۔
☆ وہ چور کے مال کو مالِ غنیمت گردانتا ہے۔
☆ دن میں غل مچانے والا اور رات میں لکڑی ہوتا ہے۔

موصوف نے 17 رمضان المبارک 245ھ فلسطین میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

(۴۹۵) ۸/۷۷ س: الحافظ، المجوّد ابو محمد خلف بن سالم السندی رحمۃ اللہ علیہ ❶

موصوف آلِ مہلب کے آزاد کردہ غلام اور بغداد کے ممتاز حفاظ میں سے تھے۔ ھشیم، ابوبکر بن عیاش، عبدالرزاق اور ان کے طبقہ سے حدیث روایت کی۔ جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں احمد بن ابی خیثمہ، حسن بن علی المعری، ابوالقاسم بغوی اور دوسرے لوگ شامل ہیں۔

نسائی نے آپ سے "عن رجل عنہ" کہہ کر روایت کی ہے۔ موصوف کا سنِ وفات 231ھ ہے۔ موصوف غرائب کی جستجو میں رہتے تھے۔

مروزی بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد سے ان کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: مجھے ان کی بابت کذب بیانی کا کوئی علم نہیں۔ البتہ لوگ ان کی غرائب کی جستجو میں رہنے پر ان سے ناراض رہتے تھے۔

ابن معین انہیں صدوق کہتے ہیں۔ یعقوب بن شیبہ کا قول ہے: خلف بن سالم ثقہ، ثبت اور مدد حمیدی سے زیادہ ثبت تھے۔

میں کہتا ہوں: احمد بن حسن الصوفی نے ان کا سنِ وفات 23 رمضان المبارک 231ھ بتلایا ہے۔ (ایک قول 232ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)

ہمیں حافظ عبدالمومن نے اپنی سند کے ساتھ یعقوب سدوسی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں خلف بن سالم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں وھب بن جریر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں جویریہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں یحییٰ بن سعید نے اپنے چچا سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں:

---

❶ تہذیب الکمال: 375/1، تہذیب التہذیب: 152/3، تقریب: 225/1، الکاشف: 282/1، الجرح والتعدیل: 1690/3، میزان الاعتدال: 660/1، لسان المیزان: 210/7، تاریخ بغداد: 828/8۔

جب وہ دن تھا جس میں جناب عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے، تو اچانک ایک ڈیل ڈول والا آدمی گھوڑے پر سوار ہو کر دو صفوں کے بیچ میں نکلا اور اس نے ایک درد بھری آواز میں تین مرتبہ صدا لگائی: اے اللہ کے بندو! جنت کی طرف چلو، پھر چوتھی مرتبہ یہ کہا کہ وہ تلواروں کے سائے تلے ہے۔ اس پر لوگ چل پڑے۔ کیا دیکھا کہ وہ تو جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر تھوڑی دیر بعد ہی وہ شہید کر دیے گئے۔

(۴۹۶) ۸/۷۸ ع: الحافظ، الحجہ ابوجعفر احمد بن منیع البغوی، ثم البغدادی الاصم رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف ایک معرف مسند کے مصنف بھی ہیں۔ ھیثم، عباد بن العوام، عبدالعزیز بن ابی حازم، ابن مبارک اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی۔ جبکہ ان سے روایت کرنے والوں میں ائمہ ستہ جیسے اساطینِ حدیث شامل ہیں۔ البتہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان سے ایک واسطہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ، آپ کے نواسے ابوالقاسم البغوی، ابنِ ماجہ، ابنِ صاعد اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

آپ کے نواسے بیان کرتے ہیں: مجھے اپنے نانا کے بارے میں بتلایا گیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے چالیس برس تک ہر تین دنوں میں ایک قرآن ختم کیا ہے۔ صالح بن محمد جزرہ وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ بغوی کا قول ہے کہ موصوف نے چوراسی برس کی عمر پا کر شوال 244ھ میں وفات پائی۔

میں نے ابوالحسن الغراض پر قرأت کی کہ وہ اپنی سند کے ساتھ بغوی سے، وہ اپنے نانا احمد بن منیع سے، وہ ھیثم سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اگرچہ میں نے زہری سے نہیں سنا پر مجھے سفیان بن حسین نے زہری سے، اُنہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جب رات کا کھانا اس حال میں رکھ دیا جائے کہ نماز بھی کھڑی ہو رہی ہو تو پہلے رات کا کھانا کھاؤ"۔ [2]

(۴۹۷) ۸/۷۹ ع: الامام الفقیہ ابومصعب احمد بن بکر الزہری العوفی المدنی رحمۃ اللہ علیہ [3]

آپ اہلِ مدینہ کے شیخ، قاضی اور محدث تھے۔ ائمہ محدثین میں ثبت شمار ہوتے تھے۔ 150ھ میں پیدا ہوئے، امام مالک کے در کے کھونٹے بن گئے اور ان سے تفقہ حاصل کیا۔ امام مالک، ابراہیم بن سعد، یوسف بن ماجشون اور متعدد علماء محدثین سے حدیث روایت کی۔ ائمہ ستہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ہیں۔ البتہ نسائی ایک واسطہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان

---

[1] تہذیب الکمال: 43/1، تہذیب التہذیب: 84/1، تقریب: 27/1، الکاشف: 71/1، الوافی بالوفیات: 192/8، تاریخ بغداد: 160/5، طبقات الحافظ: 208، سیر الاعلام: 483/11۔

[2] مسند احمد: 103/3۔

[3] تہذیب الکمال: 17/1، تہذیب التہذیب: 20/1، تقریب: 12/1، الکاشف: 53/1، میزان الاعتدال: 84/1، لسان المیزان: 52/6، نسیم الریاض: 340/4، الدیباج المذہب: 140/1، العبر: 436/1۔

کے علاوہ ابوزرعہ، بقی بن مخلد اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ جن میں سب سے آخر میں وفات پانے والے ابراہیم بن عبدالصمد الہاشمی ہیں۔

موصوف نے بانوے سال کی طویل عمر پائی۔ عبد اللہ بن محمد فضل الصید اوی بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے جناب ابومصعب کے پاس آکر کہا: اگر بغداد میں ایک آدمی قرآن کے مخلوق ہونے کا قول کرتا ہے اور ہماری اس سے ملاقات ہوجائے تو ہم کیا کریں؟ ابومصعب نے کہا: یہ خبیث نبطی کا قول ہے۔

دارقطنی بیان کرتے ہیں: ابومصعب الموٴطا کے روایت کرنے میں ثبت ہیں۔ ابن حزم کا قول ہے: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سب سے آخر میں موٴطا روایت کرنے والے ابومصعب اور ابوحذافہ ہیں۔ البتہ ان دونوں کی موطا میں تقریباً سو احادیث زیادہ ہیں۔

ابن زبیر بن بکار کا قول ہے: ابومصعب اہلِ مدینہ کے بلانزاع فقیہ ہیں۔ رمضان 242ھ میں عہدہ قضا پر مامور تھے کہ وقتِ اجل آن پہنچا۔

الامام محی الدین محمد بن یعقوب الاسدی، ان کے چچازاد بہاؤالدین ایوب، محمد بن علی الصالحی اور احمد بن موٴمن پر میں نے قرأت کی۔

(دوسری سند) اور اسماعیل بن عبدالرحمن، عبدالکریم بن محمد اور بیبرس بن عبداللہ پر قرأت کی گئی جسے ہم سن رہے تھے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابراہیم بن عثمان الکاشی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن عبدالباقی اور علی بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا۔

(تیسری سند) اور ہمیں احمد بن رفیع الزاھد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن ابراہیم، محمد بن ابی القاسم، عمر بن برکہ، الانجب الحمامی، سعید بن محمد، صفیہ بنتِ عبدالجبار وغیرہ نے بیان کیا۔

(چوتھی سند) اور میں نے مسنقر الشفری پر قرأت کی کہ تم سے عبداللطیف بن یوسف، انجب بن ابی السعادات علی بن البوالفخار، عبداللطیف بن محمد اور محمد بن بن السباک نے بیان کیا۔

یہ سب بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابوالفتح اور محمد بن عبدالباقی نے، وہ دونوں کہتے ہیں: ہمیں مالک بن احمد البنیاسی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں احمد بن محمد بن موسیٰ نے 405ھ میں، وہ کہتے ہیں ہمیں ابراہیم بن عبدالصمد الھاشمی نے رجب 324ھ میں املاء کر کے بیان کیا۔

(پانچویں سند) اور ہمیں ابوالفضل بن عاکر نے الموٴید الطوسی سے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ھبۃ اللہ بن سہل نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں سعید بن محمد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ظاہر بن احمد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابراہیم الہاشمی نے وہ کہتے ہیں ہمیں ابومصعب زہری نے مالک سے، اُنہوں نے ابنِ شہاب سے، اُنہوں نے سالم سے، اُنہوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ

"(ایک مرتبہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیاء کی بابت (وصیت ونصیحت) کر

رہا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "حیاء (تو) ایمان میں سے ہے"۔ ❶
اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن یوسف کے واسطے سے مالک سے روایت کیا ہے۔

(۴۹۸) ۸ / ۸۰ ت، ق: حافظِ کبیر ابو اسحاق ابراہیم بن عبداللہ الھروی رحمۃ اللہ علیہ ❷

موصوف نے بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اسماعیل بن جعفر، عبدالرحمٰن بن ابی الزناد، ھشیم دراوردی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے ترمذی، ابنِ ماجہ، ابن ابی الدنیا، فریابی، ابویعلی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ صدوق، عالم، عابد وزاہد، روزہ دار اور بڑی شان والے تھے۔ ھشیم کی احادیث کے سب سے بڑے عالم تھے۔ صالح جزرہ آپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ھشیم کی ہر ہر حدیث بیس سے زیادہ مرتبہ تک سنی ہے۔ ابنِ معین کا قول ہے: ھشیم کے اصحاب تو دولابی اور ابراہیم ھروی ہیں۔ البتہ ان میں زیادہ ذھین ھروی ہیں۔

البتہ ابوداؤد نے انہیں ضعیف کہا ہے۔ موصوف نے رمضان 244ھ میں سویں سال کی دہائی میں وفات پائی۔

ہمیں علی بن احمد نے اپنی سند کے ساتھ الباغندی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ھروی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابواسماعیل المؤدب نے عطیہ سے، اُنہوں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"بے شک اہلِ درجات یا (راوی کو شک ہے کہ آپ نے اہلِ علیین، وہ نیچے سے یوں دکھائی دیں گے جیسے تم لوگ آسمان کے افق میں چمکتے ستاروں کو دیکھتے ہو اور بے شک ابوبکر وعمران میں سے ہیں اور کیا خوب ہیں"۔

(۴۹۹) ۸ / ۸۱ د، س: الامام حافظِ کبیر، محدثِ بغداد ابو یعقوب اسحاق بن ابی اسرائیل ابراہیم المروزی رحمۃ اللہ علیہ ❸

آپ نے شریک، حماد بن زید، جعفر بن سلیمان، کثیر بن عبداللہ الایلی اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الادب میں اور ابوداؤد، سراج، ابویعلی موصلی، ابنِ ناجیہ، بغوی، حسن بن سفیان آپ کے شیخ حسن بن مہدی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

عبدالقدوس بن عبداللہ نیشاپوری کا قول ہے: موصوف زبردست حافظ تھے، حفظ وورع میں ان کی نظیر ملتی نہ تھی۔ البتہ آپ پر یہ تہمت ہے کہ آپ نے قرآن کی بابت توقف کا قول کیا تھا۔ مصعب زبیری بیان کرتے ہیں: مجھے اسحاق بن اسرائیل نے خود

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الایمان: باب رقم: 16۔

❷ تھذیب الکمال: 57/1، تھذیب التھذیب: 132/1، تقریب: 37/1، الکاشف: 383/1، الجرح والتعدیل: 320/2، میزان الاعتدال: 24/1، الوافی بالوفیات: 28/6۔

❸ تھذیب الکمال: 81/1، تھذیب التھذیب: 223/1، تقریب: 55/1، الکاشف: 107/1، الجرح والتعدیل: 210/1، میزان الاعتدال: 182/1، تذکرۃ الحافظ: 484/2، الوافی بالوفیات: 397/8۔

بیان کیا کہ میں نے قرآن کی بابت شک (اور توقف) کا قول نہیں کیا۔ البتہ میں بھی پہلوں کی طرح اس بابت خاموش ہوں۔

ابو القاسم بغوی بیان کرتے ہیں: آپ ثقہ اور مامون تھے البتہ کوتاہ فہم تھے۔ صالح جزرہ کا قول ہے: موصوف صدوق تھے۔ البتہ قرآن کے بارے میں اس کے کلام اللہ ہونے کے قائل ہونے کے باوجود توقف کرتے تھے۔ شاہین بن السمیدع کا قول ہے: میں نے امام احمد کو یہ کہتے سنا ہے: اسحاق بن اسرائیل مشیود[1] واقفی تھے۔ البتہ موصوف صاحب حدیث اور عقل مند تھے۔ زکریا ساجی بیان کرتے ہیں: موصوف اگرچہ صدوق تھے۔ لیکن وقف کا قول کرنے کی وجہ سے متروک تھے۔

میں نے علی بن اسحاق پر قرأت کی، وہ اپنی سند کے ساتھ محمد بن ہارون سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابن ابی اسرائیل نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں کثیر بن عبداللہ الایلی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے:

"جس نے مجھ پر (جانتے بوجھتے قصدو) اِرادہ سے جھوٹ بولا، وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالے۔"[2]

موصوف نے شعبان 245ھ میں وفات پائی۔ یہ ابنِ قانع کا قول ہے (ایک قول 240ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔

علی بن حسن بن حیان فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ ابوزکریا کہتے ہیں: ابن ابی اسرائیل ثقہ مسلمانوں میں سے تھے۔ اُنہوں نے جس سے بھی حدیث ضبط کی اسے اپنی تختیوں پر یا اپنی کتاب میں لکھ ضرور لیا، وہ قراریری سے زیادہ ثبت تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ یحییٰ بن معین نے ان سے بہت زیادہ لکھا ہے۔

(۵۰۰) ۸ / ۸۲ م، س، ق: الحافظ: العلامہ ابوحفص، حرملہ بن یحییٰ التجیبی، المصری، الفقیہ رحمہ اللہ[3]

آپ بنی تجیب کے آزاد کردہ غلام اور امام شافعی کے اصحاب میں سے تھے۔ عبداللہ بن وہب سے ایک لاکھ سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں۔ ان کے علاوہ ایوب بن سوید، بشر بن بکر التنیسی، ابوعبداللہ الشافعی وغیرہ سے بھی حدیث روایت کی ہے۔

اور آپ سے مسلم، قزوینی، بقی بن مخلد، حسن بن سفیان، ابنِ قطیبہ عسقلانی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابنِ معین کا قول ہے: مصر میں حرملہ نامی ایک شخص ہیں، جو ابن وہب کی احادیث کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ ابوعمر الکندی بیان کرتے ہیں: مصر میں ابن وہب سے حرملہ سے زیادہ احادیث لکھنے والا اور کوئی نہ تھا۔ کیونکہ ابنِ وہب سے قاضی بننے کا مطالبہ کیا گیا تو وہ ایک سال اور چند ماہ تک حرملہ کے گھر میں روپوش رہے تھے۔

ہارون بن سعید بیان کرتے ہیں: جب اشہب نے حرملہ کو دیکھا تو بے ساختہ یہ کہا: یہ اہلِ مسجد میں سب سے بہتر ہیں۔ ابن

---

[1] التہذیب وغیرہ میں (مشیود کی بجائے) مشؤوم کا لفظ ہے (جس کا معنیٰ منحوس ہے) اور یہی ظاہر بھی ہے۔

[2] صحیح بخاری: کتاب العلم: باب رقم: ۳۸۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان: حدیث رقم: ۱۱۲۔

[3] تہذیب الکمال: 243/1، تہذیب التہذیب: 229/2، الکاشف: 213/1، الجرح والتعدیل: 1224/3، میزان الاعتدال: 472/1، لسان المیزان: 95/7، رجال الصحیحین: 134، طبقات الحافظ: 210۔

عدی بیان کرتے ہیں: میں نے حرملہ کی احادیث کی خوب تحقیق کی ہے۔ مجھے ایسی کوئی حدیث نہیں ملی جسے اس وجہ سے ضعیف کہا جائے کہ ان کے پاس ابن وہب روپوش رہے اور اسی وجہ سے جملہ احادیث ان کے پاس تھیں۔ تب پھر بعید نہیں کہ دوسروں پر وہ احادیث غریب رہی ہوں۔ البتہ میں نے جب عبداللہ بن محمد الفرھاذانی سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ضعیف کہا۔

ابوحاتم انہیں نا قابلِ استدلال کہتے ہیں۔ ابن یونس کا قول ہے: حرملہ 166ھ میں پیدا ہوئے اور شوال 143ھ وفات پائی (ایک قول 240ھ میں اور ایک قول 244ھ کا بھی ہے)۔ ابن یونس کہتے ہیں: حرملہ، ابن وہب کی احادیث کی سب سے زیادہ املاء کروانے والے تھے۔

ہمیں عبدالخالق بن علوان نے اپنی سند کے ساتھ ابن ماجہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں حرملہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبداللہ بن وہب نے، وہ کہتے ہیں مجھے ابن الھیعہ نے ابوالاسود سے، انہوں نے عروہ سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"رضاعت تو وہی (معتبر) ہے جو انتڑیوں کو پھاڑ دے"۔ [1]

(۵۰۱) ۸ / ۸۳ خ: حافظِ کبیر، ابوزکریا یحییٰ بن جعفر بن ایمن البخاری، البکندی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نے سفیان بن عیینہ، وکیع، یزید بن ہارون، عبدالرزاق اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، آپ اپنے زمانہ کے امام تھے۔ بخاری، عبیداللہ بن واصل، محمد بن ابی حاتم الوراق اور دیگر بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ شوال 243ھ میں وفات پائی۔

(۵۰۲) ۸ / ۸۴ ع: الحافظ، الامام، الثبت ابوحفص عمرو بن علی بن بحر بن کنیز الباہلی، البصری الصیرفی الفلاس رحمۃ اللہ علیہ [3]

آپ کا شمار سر برآوردہ علماء میں ہوتا ہے۔ 160ھ کے آخر میں پیدا ہوئے۔ یزید بن زریع، عبدالعزیز بن عبدالصمد العمی، سفیان بن عیینہ، معتمر بن سلیمان اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ آپ نے بہت زیادہ حدیث سنی، بیان کی۔ اس میں جودت و اتقان پیدا کیا اور بڑی عمدہ احادیث بیان کیں۔ جبکہ آپ سے ائمہ ستہ نے اور نسائی نے ایک واسطہ کے اور آپ کے شیخ عفان نے اور ابوزرعہ، محمد بن جریر، ابن صاعد محاملی، ابوزوق الھزانی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی۔

نسائی آپ کو ثقہ، حافظ اور صاحب حدیث کہتے ہیں۔ ابوحاتم کا قول ہے کہ آپ ابن المدینی سے زیادہ ثقہ تھے۔ عباس

---

1. سنن ابن ماجہ: کتاب النکاح: باب: 37۔
2. تہذیب الکمال: 1492/3، تہذیب التہذیب: 193/11(325)، تقریب: 344/2، الکاشف: 251/3۔
3. تہذیب الکمال: 1044/2، تراجم الاحبار: 588/2، تاریخ بغداد: 207/12، المعین: 1040۔

عنبری بیان کرتے ہیں: میں نے تو انہیں سے حدیث سیکھی ہے۔ حجاج بن شاعر کا قول ہے: عمرو بن علی اپنے حافظہ سے حدیث بیان کریں یا اپنی کتاب سے مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

ابوزرعہ کا قول ہے: موصوف میدانِ حدیث کے شہسوار تھے۔ ہم نے بصرہ میں ان سے، ابن المدینی سے اور شاذ کونی سے بڑا حافظ نہیں دیکھا۔ فلاس خود بیان کرتے ہیں: میں نے بڑی کم عمری میں حماد بن زید کی مجلس میں شرکت کی ہے۔ تب ایک آدمی نے میرے گال کھینچے تو میں بھاگ گیا اور لوٹ کر دوبارہ وہاں نہ گیا۔ ابن اشکاب کا قول ہے: میں نے فلاس کا مثل نہیں دیکھا۔ وہ ہر کام بے حد عمدہ کرتے تھے اور خود فلاس سے منقول ہے: میں کبھی بھی فلاس [1] نہیں رہا۔

ہمیں ابرقوہی نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن ہارون سے، انہوں نے عمرو بن علی بن بحر فلاس سے، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے، انہوں نے سفیان سے، انہوں نے عاصم بن زر سے، انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: (یہ دنیا اور) دن اور رات کا یہ سلسلہ ختم نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی عربوں کا حاکم بن جائے گا۔ جس کا نام میرے نام جیسا ہوگا"۔

موصوف فلاس نے سامرا میں ذی القعدہ 249ھ وفات پائی۔ موصوف اصبہان میں کئی بار آئے گئے تھے۔

(۵۰۳) ۸ / ۸۵: حافظِ شہیر ابوایوب سلیمان بن داؤد المنقری، البصری الشاذ کونی رحمہ اللہ [2]

اگرچہ موصوف حفاظ حدیث میں شمار ہوتے ہیں۔ مگر وہم کرتے تھے۔ حماد بن زید، عبدالوارث، عبدالوحد بن زیاد اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث کی ہے۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابوقلابہ الرقاشی، ابومسلم الکجی، حسن بن سفیان اور ابویعلی وغیرہ شامل ہیں۔

ابنِ سفیان اور ابویعلی دونوں ابوایوب سے روایت کرنے میں تدلیس سے کام لیتے تھے اور "سلیمان ابوایوب" کا نام نہ لیتے تھے۔ عمرو الناقد بیان کرتے ہیں: شاذ کونی بغداد آئے تو امام احمد نے مجھے ان کے پاس لے جانے کو کہا اور فرمایا: "چلو تاکہ ہم ان سے علم نقدِ رجال سیکھیں۔ حنبلی کا قول ہے: میں نے ابوعبداللہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے: ہم میں رجال کے سب سے بڑے عالم ابنِ معین، ابواب کے سب سے بڑے حافظ شاذ کونی اور طویل احادیث کے سب سے بڑے حافظ ابن المدینی تھے۔ زکریا الساجی بیان کرتے ہیں: شاذ کونی سب سے بڑے حافظ تھے۔ عباس عنبری کا قول ہے: شاذ کونی چھوٹی احادیث کے جبکہ ابن المدینی بڑی احادیث کے حافظ ہیں۔

صالح جزرہ سے جب شاذ کونی کے بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگے: میں نے ان سے بڑا حافظِ حدیث نہیں دیکھا۔

---

[1] فلاس یہ صَراف کو کہتے ہیں جو ریز گاری دیتا اور دینار کے بدلے فلوس دیتا ہے۔ (القاموس الوحید: ص1252) نسیم

[2] الجرح والتعدیل: 4/114(490)۔

البتہ وہ حدیث میں کذب بیانی کر جاتے تھے۔ ابنِ معین کا قول ہے: میں نے ان پر جھوٹ کو آزمایا ہے۔ نسائی وغیرہ انہیں غیر ثقہ کہتے ہیں۔

ابن عدی کا قول ہے کہ میں نے عبدان سے شاذ کونی کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے: انہیں متہم کرنے سے اللہ کی پناہ، البتہ بات یہ ہے کہ ان کی کتابیں ضائع ہوگئی تھیں اور وہ حافظہ سے احادیث بیان کرتے تھے۔

مطین اور ایک جماعت نے آپ کا سنِ وفات 234ھ بتلایا ہے۔ اللہ ان سے چشم پوشی فرمائے۔ ابن معین بیان کرتے ہیں: شاذ کونی نے ہمیں بھجوایا کہ حسن کی رائے سے ایک حرف بھی لے کر آؤ تو بھی میں اسے یاد نہ کروں گا۔

ہمیں ابن عساکر نے اپنی سند کے ساتھ ابو یعلی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں شاذ کونی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حفص بن غیاث نے، ابنِ جریج سے، انہوں نے عطاء سے، انہوں نے حضرتِ عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عرفہ میں روزہ نہ رکھا تھا"۔

(۵۰۴) ۸/۸۶ خ، م، د، س: الامام، الحجۃ، الزاھد، العابد، ابوعبد الرحمن عبد اللہ بن محمد بن اسماء الضبعی البصری رحمہ اللہ [1]

آپ نے اپنے چچا جویریہ بن اسماء سے اور مہدی بن میمون، ابنِ مبارک اور ایک جماعت سے حدیث سنی ہے۔ جبکہ آپ سے بخاری، مسلم، یوسف القاضی، ابو خلیفہ، ابو یعلی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابو حاتم انہیں ثقہ کہتے ہیں۔ ابن دارہ کا قول ہے: جب میں نے ابن المدینی کے سامنے ان کا ذکر کیا تو انہوں نے ان کا بڑا بلند ذکر کیا۔ احمد دورقی بیان کرتے ہیں: میں نے بصرہ میں ان سے افضل نہیں دیکھا۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے 231ھ میں وفات پائی۔

ہمیں ابو الفضل بن عساکر نے اپنی سند کے ساتھ ابو یعلی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبد اللہ بن محمد بن اسماء نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں جویریہ بن اسماء نے نافع سے، انہوں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "جس نے ہم پر اسلحہ اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں"۔ [2]

یہ حدیث صحیح ہے اور عوالی میں سے ہے۔ میں نے یہ حدیث ایک بار "مسندِ ابی یعلی" سے اور ایک بار "سؤالات ابنِ حمدان" سے سنی ہے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 733/2، الکاشف: 124/2، التاریخ الکبیر: 189/5، الجرح والتعدیل: 734/5، الوافی بالوفیات: 440/17، سیر الاعلام: 685/1، الثقات: 356/8۔

[2] صحیح البخاری: کتاب الفتن: باب رقم: 7۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان: رقم الحدیث: 164,163,161۔

(۵۰۵) ۸/ ۸۷ خ، م، د، س: الحافظ، الحجہ، ابوعمرو عبیداللہ بن معاذ بن معاذ العنبری، البصری رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے اپنے والد سے اور معتمر بن سلیمان، یحییٰ القطان، وکیع اور متعدد لوگوں سے حدیث سنی ہے اور آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں مسلم، ابوزرعہ، زکریا الساجی، ابوداؤد، جعفر فریابی، بغوی اور بے شمار لوگوں کے نام آتے ہیں۔

ابوداؤد بیان کرتے ہیں: موصوف کو دس ہزار احادیث یاد تھیں۔ جن میں اشعث کی "مسائل معقدہ" کی بابت احادیث معتمر کی احادیث اور خالد کی احادیث شامل ہیں۔ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو سفیان کی احادیث پڑھا رہے تھے۔ موصوف بڑے فصیح و بلیغ تھے۔ ابوحاتم رازی نے انہیں ثقہ کہا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان کا سنِ وفات 237ھ بیان کرتے ہیں۔ امام بخاری اور نسائی نے "عن رجل عنه" کے الفاظ کے ساتھ ان سے حدیث روایت کی ہے۔

اور جعفر فریابی تک میری سند کے ساتھ، جعفر بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عبیداللہ بن معاذ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں میرے والد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حسین معلم نے ابن بریدہ سے اور وہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"مجھے اپنے بعد تم لوگوں پر سب سے زیادہ جس کا ڈر ہے، وہ ایسا منافق ہے جو زبان آور ہو"۔

(۵۰۶) ۸/ ۸۸ د، ت، ق: الحافظ ابوعبداللہ محمد بن حمید بن حیان الرازی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ یعقوب القمی، ابنِ مبارک، جریری، فضل سینانی اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ آپ علم کا سمندر تھے۔ البتہ کثرت کے ساتھ منکر روایات بیان کرنے کی وجہ سے غیر معتمد تھے۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابو داؤد، ترمذی، ابنِ ماجہ محمد الباغندی، محمد بن جریری، بغوی اور کئی لوگوں کے نام شامل ہیں۔

عبداللہ بن احمد بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد ماجد کو یہ بیان کرتے سنا ہے: جب تک "رے" میں محمد بن عبید زندہ ہیں وہاں علم بھی زندہ رہے گا۔ ابوزرعہ کا قول ہے: جو محمد بن حمید سے حدیث سننے سے رہ گیا وہ دس ہزار احادیث میں نازل سند کا محتاج ہو جاتا ہے۔ البتہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی حدیث محلِ نظر ہے۔ صالح جزرہ انہیں متہم کہتے ہیں۔ ابنِ خزیمہ کا قول ہے: اگر امام احمد کو ان کی معرفت ہوجاتی تو ان کی تعریف بیان نہ کرتے۔ صالح جزرہ بیان کرتے ہیں: میں نے شاذ کونی اور ابنِ حمید سے زیادہ ہوشیاری کے ساتھ جھوٹ بولتے کسی کو نہیں دیکھا۔ امام نسائی انہیں غیر ثقہ کہتے ہیں۔

---

[1] تهذيب الكمال: 889/2، تهذيب التهذيب: 48/7(92)، تقريب: 539/1، الكاشف: 233/2، التاريخ الكبير: 401/5، الجرح والتعديل: 1584/5، سير الاعلام: 284/11، الثقات: 406/8۔

[2] تهذيب الكمال: 1190/3، الكاشف: 35/3، التاريخ الكبير: 69/1، تاريخ بغداد: 259/2، تراجم الاحبار: 102/4، الوافی بالوفيات: 28/3، سير الاعلام: 503/1، ضعفاء ابن الجوزی: 54/3۔

ہمیں عبدالحافظ بن بدران وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن محمد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں ابن حمید نے، وہ کہتے ہیں ہمیں سلم بن فضل نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ میں نے قاسم بن محمد کو یہ بیان کرتے سنا کہ مجھے سائب نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے سعید رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے میرے بھتیجے! کیا تم نے قرآن پڑھ رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! تو فرمایا: قرآن کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھا کرو کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "قرآن کو خوش الحانی سے پڑھو کہ جو قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں اور روو اور اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت ہی بنالو" [1]

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبیداللہ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ میں اور عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ اکٹھے تھے کہ اتنے میں ہمارے سامنے سے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ گزرے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "جو قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا، وہ ہم میں سے نہیں"۔

اور اس سند کے ساتھ طرسوی مسلم سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں حارث بن عبید نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبیداللہ بن اخنس نے ابنِ ابی ملیکہ سے، اُنہوں نے حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے:

"جو قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا، وہ ہم میں سے نہیں"۔

یہ حدیث ابنِ ابی ملیکہ سے اور بھی متعدد طرق سے مروی ہے۔

(موصوف محمد بن حمید نے 230ھ یا 240ھ یا 248ھ میں وفات پائی)

(۵۰۷) ۸/۸۹ خ، ت: الحافظ، الحجۃ ابوجعفر عبداللہ بن محمد عبداللہ بن جعفر بن الیمان الجعفر، البخاری المسندی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ بنوجعف کے آزاد کردہ غلام تھے اور احادیث مسندہ کی طرف از حد التفات کرنے کی وجہ سے "مسندی" کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ ابن عیینہ، مروان بن معاویہ، اسحاق الازرق سے حدیث سنی۔ جناب عبدالرزاق کے پیچھے یمن گئے۔ موصوف کے سب سے قدیم شیخ فضیل بن عیاض ہیں۔ آپ سے امام بخاری، ذھلی، ابوزرعہ، عبیداللہ بن واصل، محمد بن نضر المروزی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابوحاتم آپ کو صدوق کہتے ہیں۔ حاکم کا قول ہے: مسندی اپنے زمانہ میں وراء النھر کے بلانزاع امامِ حدیث تھے اور یہ امام بخاری کے اُستاذ بھی ہیں۔ موصوف نے ذی العقدہ 229ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

---

[1] صحیح البخاری: کتاب التوحید: باب 44۔ سنن ابی داؤد: کتاب الوتر، باب: 20۔

[2] تھذیب التھذیب: 9/6(12)، تقریب: 447/1(600)، التاریخ الکبیر: 189/5، الجرح والتعدیل: 745/5، الوافی بالوفیات: 439/17، الثقات: 354/8، سیر الاعلام: 158/10۔

ہمیں حسن بن علی الجوھری نے اپنی سند کے ساتھ محمد المروزی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں المسندی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ھشام بن یوسف نے بیان کیا۔

(دوسری سند) اور ہمیں مسلم بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ حمدون بن عمارہ البزاز سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں مسندی نے، وہ کہتے ہیں: ہشام بن یوسف نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں معمر نے عمرو بن مسلم سے، انہوں نے عکرمہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

"حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے ان کے ساتھ خلع کرلیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عدت ایک اور آدھا حیض مقرر فرمائی"۔

یہ روایت بے حد غریب ہے اور مذکورہ حمدون ثقہ ہے۔

"تاریخ غنجار" میں غنجار کی سند کے ساتھ مروی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے حسن بن شجاع نے یہ کہا کہ بھلا تم سے کوئی حدیث کیسے رہ سکتی ہے کیونکہ تم تو ایک خزانے پر یعنی المسندی پر جا پڑے ہو۔

(۵۰۸) ۸ / ۹۰ خ، د، ت: الحافظ، المجوّد ابوبکر عبداللہ بن محمد بن حمید البصری رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ ابن ابی الاسود کے نام سے مشہور ہیں۔ ہمذان کے قاضی، اور عبدالرحمٰن بن مہدی کے بھانجے تھے۔ مالک، ابوعوانہ، جعفر بن سلیمان، یزید بن زریع اور اپنے دادا ابوالاسود حمید بن الاسود سے حدیث سنی۔ اور آپ سے امام بخاری، ابوداؤد، ابن ابی الدنیا، یعقوب منسوی اور بے شمار لوگوں نے حدیث حاصل کرنا شروع کی تھی۔

میں کہتا ہوں: جناب ابوبکر نے جمادی الاخرہ 223ھ میں وفات پائی۔ جبکہ اس وقت عمر ساٹھ برس تھی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵۰۹) ۸ / ۹۱ ع: الحافظ، الثبت ابومعمر عبداللہ بن عمرو بن ابی الحجاج المنقری، البصری المقعد رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ بنومنقر کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ابوالاشہب جعفر العطاردی، عبدالوارث، عنبر اور ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں اور آپ سے امام بخاری، ابوداؤد اور دیگر ائمہ ایک واسطہ سے اور دارمی، ابوزرعہ اور دیگر بے شمار لوگ بلاواسطہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

کتب ستہ میں آپ کی روایت صرف عبدالوارث کے واسطہ سے ہے اور آپ عبدالوارث کی بابت سے زیادہ ثبت ہیں۔ ابن معین آپ کو ثقہ اور ثبت کہتے ہیں۔ ابوحاتم کا قول ہے: موصوف صدوق اور متقن ہیں ۔ البتہ آپ حدیث کے حفاظ میں سے

---

[1] تهذيب الكمال: 734/2، تهذيب التهذيب: 6/6(4)، تقريب: 446/1(592)، الكاشف: 125/2، التاريخ الكبير: 189/5، الجرح والتعديل: 733/5، ميزان الاعتدال: 491/2۔

[2] تهذيب التهذيب: 715/2، تهذيب التهذيب: 335/5(574)، تقريب: 436/1(501)، الكاشف: 113/2، الجرح والتعديل: 549/5، الوافي بالوفيات: 832/17، سير الاعلام: 622/10۔

نہیں۔ البتہ ابوزرعہ آپ کو ثقہ اور حافظ قرار دیتے ہیں۔ ابوداود کا قول ہے: آپ عبدالصمد سے زیادہ ثبت ہیں۔ یعقوب بن شیبہ بیان کرتے ہیں: آپ ثقہ، صحیح الکتاب اور قدری تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا سنِ وفات 224ھ بتلایا ہے۔ (ایک قول 225ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)

ہمیں ایوب بن ابی بکر الاسدی اور ان کے بھائی نے میری قرأت کے ساتھ اپنی سند سے ابوخلیفہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابومعمر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالوارث نے عمرو بن عبید سے، اُنہوں نے حسن سے، اُنہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا چھوڑ جانے تک رکوع کے بعد قنوت پڑھتے رہے"

(۵۱۰) ۸ / ۹۲ س: الحافظ، الامام، الحجہ ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن عمار الموصلی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ موصل کے شیخ تھے اور ابنِ عمار کے نام سے معروف تھے۔ ابوبکر بن عیاش، سفیان بن عیینہ، المعافی بن عمران، عیسیٰ بن یونس اور ایک دُنیا سے حدیث سنی۔ رجال اور علل میں آپ نے ایک بڑی کتاب لکھی۔ نسائی، جعفر فریابی باغندی، ابویعلی موصلی اور دیگر بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

موصوف کی تجارت کی غرض سے بغداد آمدورفت تھی۔ عبیدالعجل آپ کی بے حد تعظیم وتوقیر کیا کرتے تھے۔ نسائی آپ کو ثقہ اور صاحبِ حدیث کہتے ہیں۔ خطیب کا قول ہے: موصوف ایک صاحبِ فضل اور محقق عالم، نہایت عمدہ حافظہ کے مالک اور کثیر الحدیث تھے۔ یزید بن محمد ازدی بیان کرتے ہیں: ابنِ عمار موصل سے تھے۔ موصوف عللِ حدیث کے زبردست شناسا، علمِ حدیث کو ازحد جمع کرنے والے اور حدیث کی خاطر ازحد سفر کرنے والے تھے۔ عبیدالعجل کا قول ہے: میں نے ابویوسف القلوسی کو ابنِ عمار کے بارے میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ وہ علمِ حدیث میں ابن المدینی کے مثل تھے۔ عبید ان کی شان بہت زیادہ بیان کیا کرتے تھے۔ البتہ ابنِ عدی بیان کرتے ہیں: میں نے ابویعلی کو ابنِ عمار کے بارے بری بات کرتے سنا ہے، وہ کہتے ہیں کہ موصوف نے میرے ماموں کے خلاف جھوٹی گواہی دی تھی۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے اسی برس کی عمر پا کر 242ھ میں وفات پائی۔

ہمیں احمد بن تاج الامناء نے اپنی سند کے ساتھ حسن بن سفیان سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابنِ عمار نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں معافی نے حنظلہ بن ابی سفیان سے، اُنہوں نے عکرمہ بن خالد سے، اُنہوں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ایک آدمی نے آپ سے پوچھا: آپ جہاد پر کیوں نہیں نکلتے؟ تو اُنہوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اِرشاد فرماتے ہوئے سنا:

---

[1] تہذیب الکمال: 1222/3، تہذیب التہذیب: 265/9، تقریب: 178/2، الکاشف: 62/3، الجرح والتعدیل: 1641/7، لسان المیزان: 365/7، معجم طبقات الحافظ: 160ص، تاریخ بغداد: 416/5، المغنی: 5673، الوافی بالوفیات: 304/3۔

"اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے: (۱) لا الہ الا اللہ کی شہادت دینا (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوۃ ادا کرنا (۴) حج کرنا اور (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔" [1]

اس حدیث کو امام نسائی نے ابنِ عمار سے بیان کیا ہے۔

(۵۱۱) ۸ / ۹۳ خ، د: الامام، الحافظ ابوجعفر، احمد بن صالح الطبری ثم المصری رحمۃ اللہ علیہ [2]

موصوف سربرآوردہ علماء میں سے تھے۔ ابنِ یونس بیان کرتے ہیں: صالح طبرستان کے فوجیوں میں سے تھے۔ ان کے ہاں مصر میں 170ھ میں موصوف احمد پیدا ہوئے۔

میں کہتا ہوں: احمد نے سفیان بن عیینہ، ابوھب، ابن ابی فدیک، عبدالرزاق اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ امام بخاری، ابوداؤد، صالح جزرہ، ابواسماعیل ترمذی، ابی داؤد اور بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

صالح جزرہ بیان کرتے ہیں: مصر میں عمدہ حدیث بیان کرنے والا ان کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ موصوف فقہ، حدیث اور نحو جیسے علوم وفنون کے جامع تھے۔ زہری، شعبہ اور ثوری کی حدیث کے عالم تھے اور اس کے بارے میں گفتگو کیا کرتے تھے۔

محمد بن عبداللہ بن نمیر کا قول ہے: فرات پار کر کے احمد بن صالح جیسا کوئی آدمی دیکھنے میں نہیں آتا۔ ابوحاتم اور بخاری انہیں ثقہ کہتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے کسی کو دلیل کے ساتھ ان کی بابت کلام کرتے نہیں دیکھا۔ احمد عجلی آپ کو ثقہ اور صاحب سنت کہتے ہیں۔ یعقوب فسوی کا قول ہے: میں نے ہزار سے کچھ اوپر مشائخ سے حدیث لکھی ہے۔ پس میرے اور اللہ کے درمیان حجت دو آدمی ہیں: (۱) احمد بن صالح اور (۲) احمد بن حنبل۔

ابن وارہ بیان کرتے ہیں: بغداد میں امام احمد، حران میں نفیلی، کوفہ میں ابنِ نمیر اور مصر میں احمد بن صالح یہ دین کے ستون ہیں۔

میں کہتا ہوں: موصوف حجت ہیں۔ ان کی بابت کیا جانے والا قول غیر معتمد ہے۔ البتہ ان میں، جیسا کہ خطیب نے بیان کیا ہے، قدرے تکبر اور بد خلقی تھی۔ نسائی کو ان سے ان کی مجلس میں کافی بے رخی دیکھنی پڑی تھی۔ جس بناء پر دونوں بزرگوں میں کافی ان بن رہی۔

میں کہتا ہوں: میں نے اپنی تاریخ میں احمد بن صالح کے جملہ احوال کو رقم کیا ہے۔

ہمیں ابوالمعالی ھمذانی نے اپنی سند کے ساتھ ابوبکر عبداللہ بن سلیمان بجستانی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوجعفر احمد بن صالح نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابنِ ابی فدیک نے، وہ کہتے ہیں: مجھے ابنِ ابی ذئب نے معتبری سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

---

[1] سنن النسائی: کتاب الایمان: باب رقم: 13۔

[2] تہذیب الکمال: 24/1، تقریب: 16/1، التاریخ الکبیر: 6/2، میزان الاعتدال: 56/2، لسان المیزان: 172/7، الوافی بالوفیات: 424/6، تاریخ بغداد: 195/4۔

"میں نے خدمتِ نبوی ﷺ میں عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں آپ ﷺ سے بہت ساری احادیث سنتا ہوں جو بھول بیٹھتا ہوں۔ اس پر آپ ﷺ نے نے فرمایا: "اپنی چادر بچھاؤ"۔ سو میں نے اپنی چادر بچھائی۔ آپ ﷺ نے ایک چلو بھر کر اس میں ڈالا۔ پھر ارشاد فرمایا: اب اس چادر کو (اپنے سینے سے) چمٹا لو۔ سو میں نے اسے چمٹا لیا تو پھر اس کے بعد کوئی حدیث (کبھی) نہ بھولا۔

موصوف نے ذی العقدہ 248ھ میں وفات پائی۔

(۵۱۲) ۸/ ۹۴ ع: الحافظ، الثقہ، محدثِ کوفہ ابو کریب، محمد بن العلاء الھمدانی الکوفی رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف نے ابنِ عیینہ، ابن مبارک، ھشیم، مرو بن عبید، حاتم بن اسماعیل اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، جبکہ آپ سے ائمہ محدثین کی ایک جماعت کے علاوہ عبداللہ بن احمد، فریابی، ابنِ خزیمہ، ابومرویہ، محمد بن قاسم الحادبی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابنِ نمیر کا قول ہے: عراق میں ابو کریب سے زیادہ حدیثوں والا اور کوئی نہیں اور نہ ہمارے علاقہ کی احادیث کو کوئی ان سے زیادہ جانتا ہے اور ابن عقدہ حفظ اور کثرتِ حدیث میں ابو کریب کو اپنے جملہ مشائخ مقدم رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ کوفہ میں ابو کریب کی تین لاکھ احادیث ظاہر ہوئیں۔

موسیٰ بن اسحاق بیان کرتے ہیں: میں نے ابو کریب سے ایک لاکھ احادیث سنی ہیں۔ ابو حاتم انہیں صدوق کہتے ہیں۔

حاکم کا قول ہے: میں نے ابوالفضل محمد بن ابراہیم کو سنا، وہ کہتے ہیں: میں نے ابراہیم بن ابی طالب کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ مجھ سے محمد بن یحییٰ نے پوچھا کہ تم نے عراق میں سب سے بڑا حافظ کون دیکھا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے امام احمد کے بعد ابو کریب کا مثل نہیں دیکھا۔ ابوعمرو نیشاپوری الخفاف بیان کرتے ہیں: میں نے ابن راھویہ کے بعد مشائخ میں ابو کریب سے بڑا حافظ نہیں دیکھا۔

ابو کریب خود بیان کرتے ہیں: میں دمشق میں یحییٰ بن حمزہ سے ملنے گیا تو انہیں عہدہ قضاء پر متمکن دیکھا۔ پس میں نے ان سے کوئی حدیث نہیں سنی۔

مطین کا قول ہے: ابو کریب کی وصیت تھی کہ ان کی کتابیں ان کے ساتھ دفن کی جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ موصوف نے ستاسی برس کی عمر پا کر جمادی الاخرہ 248ھ میں وفات پائی۔ (ایک قول 247ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔

ہمیں امیر قوھی نے اپنی سند کے ساتھ ابو کریب سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابومعاویہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالرحمٰن

---

[1] تهذيب الكمال: 1255/3، تقريب: 197/2، الكاشف: 86/3، التاريخ الكبير: 205/1، رجال الصحيحين: 1705، طبقات الحفاظ: 217، تراجم الاحبار: 18/4، نسيم الرياض: 108/2۔

بن اسحاق نے نعمان بن سعد سے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"بے شک جنت میں ایک ایسا بازار بھی ہوگا جس میں خرید وفروخت نہ ہوگی مگر مردوں اور عورتوں کی تصویریں ہوں گی۔ پس جب آدمی ایک صورت خریدے گا تو اس میں داخل ہو جائے گا اور اس بازار میں حور عین کا مجمع بھی لگا ہوگا جو اپنی آواز کو بلند کر رہی ہوں گی۔ لوگوں نے ان جیسی عورتیں (اور ان کی آوازوں جیسی آوازیں نہ سنی ہوں گی) نہ دیکھی ہوں (اور وہ بلند آواز سے یہ گا رہی ہوں گی) ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں، ہم فنا نہ ہوں گی اور راضی رہنے والیاں ہیں (کبھی) ناراض نہ ہوں گی اور ہم تروتازہ رہنے والیاں ہیں، بدحال نہ ہوں گی۔ سو مبارک ہے اس کے لیے جو ہمارے لیے (خاوند طے ہوا) اور ہم اس کے لیے (بیویاں طے ہوئی) ہیں۔" [1]

(۵۱۳) ۸/ ۹۵ خ: شیخِ مرو، حافظِ کبیر ابوالفضل صدقہ بن فضل المروزی رحمہ اللہ [2]

موصوف نے ابوحمزہ محمد بن میمون السکری، سفیان بن عیینہ، ابنِ وہب، حفص بن غیاث اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں بخاری، دارمی ابوالموجہ محمد بن عمرو، اہلِ خراساں اور دیگر بے شمار لوگوں کے نام گنوائے جاتے ہیں۔

آپ امام، حجت اور صاحب سنت تھے۔ آپ کے اصحاب میں سب سے آخر میں وفات پانے والے امام محمد بن نصر مروزی ہیں۔

عباس نرسی کا قول ہے: ہم یہ کہا کرتے تھے کہ خراسان میں صدقہ اور عراق میں احمد (علم حدیث کے سب سے بڑے حافظ) ہیں۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے 226ھ یا 223ھ میں وفات پائی اور ہم نے ان کی صحیح میں کوئی عالی حدیث نہیں سنی۔

(۵۱۴) ۸/ ۹۶ خ م: الحافظ، الثبت ابوبکر محمد بن ابان البلخی رحمہ اللہ [3]

آپ جناب وکیع کے مستملی تھے۔ سفیان بن عیینہ، ابوخالد الاحمر، ابن وہب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ائمہ محدثین کی ایک جماعت شامل ہے۔ چنانچہ امام مسلم نے "صحیح" کے علاوہ میں آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ ابنِ خزیمہ، ابوالعباس السراج، محمد بن عبداللہ بن یوسف الاویری اور بے شمار لوگ

---

[1] صحیح مسلم: کتاب الجنۃ: رقم الحدیث: 17۔ جامع الترمذی الجنۃ: باب رقم: 15۔

[2] تہذیب الکمال: 604/2، تقریب: 366/1، الکاشف: 27/2، التاریخ الکبیر: 298/4، سیر الاعلام: 489/1، الثقات: 3211/8۔

[3] تہذیب الکمال: 1156/3، تقریب: 140/2، الکاشف: 15/3، الجرح والتعدیل: 1124/7، میزان الاعتدال: 454/3، تاریخ بغداد: 78/2، سیر الاعلام: 115/11۔

شامل ہیں۔

موصوف علمِ حدیث میں ائمہ مصنفین میں سے اور حفظ وعلم میں مشہور تھے۔ موصوف نے محرم 244ھ میں بلخ میں جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ (ایک قول 245ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)

ہمیں ابوالمعالی بن ابی عصرون نے اپنی سند کے ساتھ محمد الدومیری سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن زبان بلخی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابنِ نمیر نے اسماعیل بن مسلم سے، انہوں نے یونس بن عبید اور ثابت سے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ

"ایک مرتبہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اکیلے نماز ادا کی جبکہ ان کے پیچھے ایک خاتون تھیں۔ یہاں تک کہ بعد میں اور لوگ آ ملے"۔

مذکورہ اسماعیل "بصری" ہے اور مصدوق ہے۔ ان سے مسلم نے روایت کی ہے۔ موصوف کا بسا اوقات اسماعیل بن مکی کے ساتھ اشتباہ ہو جاتا ہے جو ایک ضعیف راوی ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ دونوں ہم عصر تھے۔ دونوں میں ان کے شیوخ کے ذریعے امتیاز کیا جاتا ہے۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن اسحاق سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن ابان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں وکیع نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عکرمہ بن عمار نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے اور انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

"سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: (اے اللہ کے رسول!) مجھے ایسے کلمات سکھلا دیجیے جن کے ذریعے میں اپنی نماز میں پناہ مانگتی رہوں تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

"تو دس مرتبہ سبحان اللہ پڑھ، دس مرتبہ الحمد للہ کہہ پھر دس مرتبہ اللہ اکبر کہہ، پھر (اللہ سے) اپنی حاجت مانگ تو رب تعالیٰ (تیرے سوال کو قبول کرتے ہوئے) فرمائے گا: ہاں ہاں! (میں نے تیرا سوال پورا کیا)"۔

محمد بن ابان بلخی بیان کرتے ہیں: ہمیں ابراہیم بن حکم نے اپنے والد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ "فضاء میں ایک فرشتہ ہے اگر اسے اجازت مل جائے تو وہ آسمانوں اور زمین کو اپنے انگوٹھے کے سرے پر دھر دے"۔

ہمیں عمر بن قواس نے اپنی سند کے ساتھ ابوالطیب عبداللہ بن محمد المقری سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: حافظ عبداللہ بن محمد بلخی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن ابان بلخی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شقیق بلخی نے اسرائیل سے، انہوں نے ثور سے، انہوں نے مجاہد سے اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس نے شراب پی چاہے تھوڑی پی یا زیادہ، رب تعالیٰ قیامت کے دن اسے جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلائے گا"۔

(۵۱۵) ۸ / ۹۷ خ، م، س: الحافظ ابوقدامہ عبید اللہ بن سعید السرخسی رحمۃ اللہ علیہ [1]

حفظِ حدیث میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ بنی یشکر کے آزاد کردہ غلام تھے۔ نیشاپور میں سکونت اختیار کی تھی۔ سفیان بن عیینہ، اسحاق الازرق، یحییٰ قطان، حفص بن غیاث اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی۔ اگرچہ ایک قول یہ ہے کہ آپ کی حماد بن زید سے ملاقات ثابت ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔

آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں شیخین، جعفر فریابی، نسائی، ابن خزیمہ، السراج اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

نسائی کا قول ہے: ابوقدامہ ثقہ اور مامون ہیں، ہم نے ان جیسے سے کم ہی حدیث لکھی ہے۔ ابراہیم بن ابی طالب بیان کرتے ہیں: ہمارے پاس نیشاپور سے ابوقدامہ سے زیادہ ثبت اور متقن اور کوئی نہیں آیا۔

ابنِ حبان کا قول ہے: یہ ابوقدامہ ہی تو ہیں جنہوں نے سرخس میں سنت کو غلبہ دیا، ظاہر کیا اور لوگوں کو اس کی دعوت دی، یحییٰ ذہلی بیان کرتے ہیں: موصوف امام، فاضل اور نیک تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے "فربر" میں 241ھ میں وفات پائی۔

میں نے احمد بن اسحاق پر قرأت کی۔ وہ اپنی سند کے ساتھ جعفر بن محمد سے بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوقدامہ نے "فیریاب" میں 221ھ میں بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی کو سلام بن ابی مطیع سے بیان کرتے سنا۔

(دوسری سند) جعفر بیان کرتے ہیں: ہمیں یعقوب دورقی نے بغداد میں 234ھ میں بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں عبد الرحمٰن بن مہدی نے سلام سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں میں نے ایوب کو کہتے سنا، جبکہ ان کے پاس ایک مرجی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا: بھلا یہ تو بتلایئے کہ یہ جو اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

"وآخرون مرجون لامر اللہ اما یعذبھم واما یتوب علیھم"۔ (التوبہ: 106)

"اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا کام اللہ کے حکم پر موقوف ہے چاہے ان کو عذاب دے اور چاہے ان کو معاف کر دے"

اس میں مذکور یہ لوگ مومن ہیں یا کافر ہیں؟ اس پر ایوب نے کہا:۔ چلے جاؤ اور جا کر پورا قرآن پڑھ لو کہ ہر ہر آیت میں نفاق کا ذکر ہے اور مجھے اپنے اوپر نفاق کا ڈر ہے۔

(۵۱۶) ۸ / ۹۸ م، ت، س، ق: الحافظ، المسند ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ بن ابی عمر العدنی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ خانہ کعبہ کے مجاور تھے۔ آپ نے فضیل بن عیاض، سفیان بن عیینہ، دراوردی، معتمر اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے

---

[1] تہذیب الکمال: 879/2، تہذیب التہذیب: 16/7(31)، تقریب: 533/1، الکاشف: 266/2، التاریخ الکبیر: 382/5، سیر الاعلام: 405/11، الثقات: 406/8۔

[2] تہذیب الکمال: 1288/3، تہذیب التہذیب: 518/9، تقریب: 218/2، الکاشف: 107/3، الجرح والتعدیل: 560/8، معجم المؤلفین: 107/12، المعین: 1008، الانساب: 249/9۔

حدیث بیان کی اور ایک "مسند" بھی لکھی۔ لمبی عمر پائی، ستتر حج کرنے کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔ اپنے زمانہ میں حرم کے شیخ تھے۔ موصوف بڑے عابد وزاہد ونیکوکار تھے۔ ہمہ وقت طواف کا شغل رہتا تھا۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں مسلم، ترمذی، مفضل الجندی، علی بن عبدالحمید الغضائری اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

نسائی آپ سے "عن رجل عنه" کہہ کر حدیث روایت کرتے ہیں۔ ابوحاتم کا قول ہے: موصوف صدوق اور صالح تھے البتہ ان میں غفلت پائی جاتی تھی۔ مجھے ان کے پاس سے ایک موضوع حدیث ملی جسے وہ سفیان سے روایت کیا کرتے تھے۔ حسن بن احمد بن لیث کا قول ہے: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ موصوف نے ساٹھ برس تک طواف ترک نہ کیا تھا۔

موصوف نے 243ھ کے اخیر میں وفات پائی (ایک قول 235ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵۱۷) ۸/۹۹ ع: الحافظ، الامام، شیخ الاسلام ابوسعید عبداللہ بن سعید بن حصین الاشج، الکندی، الکوفی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ کوفہ کے محدث، صاحبِ تفسیر اور کتب کثیرہ کے مصنف ہیں۔ ھشیم، ابوبکر بن عیاش، عبداللہ بن ادریس، عقبہ بن خالد اور بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی اور آپ سے ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے اور ابنِ خزیمہ، ابویعلی زکریا الساجی، عمر البجیری، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابوحاتم بیان کرتے ہیں: موصوف اپنے زمانہ کے لوگوں کے امام تھے۔ محمد بن احمد بن بلال الشطوی کا قول ہے: میں نے اشج سے بڑا حافظِ حدیث نہیں دیکھا۔ امام نسائی انہیں صدوق کہتے ہیں۔

موصوف نے نوے (۹۰) برس سے زیادہ کی عمر پا کر ربیع الاول 257ھ میں وفات پائی۔

اس سال جن مزید ائمہ محدثین نے اس دنیائے فانی کو داغ مفارقت دیا ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

☆ احمد بن منصور زاج المروزی
☆ اسحاق بن ابراہیم بن حبیب بن الشھد البصری
☆ حسن بن عبدالعزیز الجروی
☆ المعمر ابوعلی حسن بن عرفہ بن یزید العبدی
☆ زھیر بن محمد بن نمیر المروزی الحافظ
☆ ابوطالب زید بن اخزم البصری الحافظ
☆ سلیمان بن معبد السنجی المروزی

---

[1] تہذیب الکمال: 688/2، تہذیب التہذیب: 236/5(410)، الکاشف: 91/2، الجرح والتعدیل: 342/5، الوافی بالوفیات: 197/7، سیر الاعلام: 182/12، الجمع بین رجال الصحیحین: 920۔

☆ عباس ابوالفضل الریاشی

☆ علی بن خشرم المروزی

☆ محمد بن حسان ابوجعفر البغدادی الازرق

☆ محمد بن عمرو بن حنان

☆ محمد بن وزیر الواسطی (رحمۃ اللہ علیہم)

ہمیں ابوسعید سنقر بن عبداللہ الزینی نے اپنی سند کے ساتھ ابواسحاق الھاشمی سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوسعید الاشج نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالسلام بن حرب نے خصیف سے، اُنہوں نے ابوعبیدہ سے، اُنہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ہر تیس گائیوں میں ایک تبیع یا تبیعہ آئے گا اور ہر چالیس میں ایک مسنہ آئے گا"۔ [1]

(۵۱۸) ۸/ ۱۰۰ اق: الحافظ، الإمام، القاضی، ابوالفضل عباس بن یزید بن ابی حبیب البحرانی، البصری رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ کا شماران محدثین میں ہوتا ہے جنہوں نے علو روایت اور معرفت حدیث دونوں کو جمع کیا، یزید بن زریع، غندر، ابن عیینہ، مروان بن معاویہ، عبدالواھاب الثقفی، عبدالرزاق اور بے شمار لوگوں سے حدیث بیان کی اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابنِ ماجہ، ابنِ صاعد، ابن ابی حاتم، محاملی، ابنِ مخلد اسماعیل وراق اور دیگر بے شمار لوگ شمار کیے جاتے ہیں۔

ہمیں محمد بن بطیخ وغیرہ نے بیان کیا کہ شعدہ الکاتبہ بیان کرتی ہیں، وہ کہتی ہیں: ہمیں ابوعبداللہ النعالی نے بیان کیا۔

(دوسری سند) ہمیں ابوالمعانی القرافی اپنی سند کے ساتھ حسین بن اسماعیل سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عباس بن یزید بحرانی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابنِ عیینہ نے عمرو بن دینار سے، اُنہوں نے عبدالرحمٰن بن سائب سے، اُنہوں نے عبدالرحمٰن بن سعد سے۔ اُنہوں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"پانی (یعنی غسل کرنے کے لیے پانی کا واجبی استعمال) تو پانی (یعنی منی کے نکلنے) سے ہی ہے"۔

یہ حدیث حسن اور غریب ہے۔ اسے امام نسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

صالح بن احمد الحافظ کا قول ہے: بحرانی ہمذان آئے، وہاں اُنہوں نے اپنی متعدد کتب بیان کیں۔ ابن ابی حاتم بیان کرتے

---

[1] تبیع یا تبیعہ: گائے کا ایک سالہ بچھڑا یا بچھڑی۔ (معدن الحقائق: 198/1)
مُسِن یا مُسِنّۃ: وہ بچھڑا یا بچھڑی جو دو سال کا ہو گیا ہو (معدن الحقائق: 198/1)۔ گائے، بکری وغیرہ کا وہ بچہ جس کے اگلے دانت نکل آئے ہوں (القاموس الوحید: 812)۔ ہماری عامی اُردو میں اسے "دوندا" کہتے ہیں۔

[2] تہذیب الکمال: 622/2، تہذیب التہذیب: 134/5(232)، تقریب: 400/1، الکاشف: 69/2، الجرح والتعدیل: 1193/6، میزان الاعتدال: 387/2۔

ہیں: میں نے اپنے والد کے ہمراہ سامرا میں ان سے حدیث بیان کی ہے۔ ابن اورمہ کا قول ہے: موصوف صدق کا محل ہیں۔ محمد بن اسحاق المسوحی الاصبہانی بیان کرتے ہیں: میں طلب حدیث میں بصرہ گیا تو لوگوں نے مجھے یہ کہا: کیا تم لوگوں کے ہاں عباس بن یزید بحرانی موجود ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں! اس پر وہ لوگ کہنے لگے: تب پھر ہمارے پاس کیا کرنے آئے ہو؟

السلمی دارقطنی کا قول نقل کرتے ہیں: بحارنی ثقہ اور مامون ہیں۔ ابونعیم الحافظ کا قول ہے: بحرانی کا لقب عباس ہے اور وہ حدیث کے حافظ تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف ایک مدت تک ہمذان کے قاضی رہے۔ جبکہ ہمذان، اصفہان اور بغداد میں حدیث بیان کی۔ ابن مخلد نے موصوف کا سنِ وفات 258ھ بیان کیا ہے۔ خطیب کا قول ہے: ہمیں ازہری نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: دارقطنی سے جب عباس بحرانی کے بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگے: حضرات محدثین نے ان میں کلام کیا ہے۔

(۵۱۹) ۸/۱۰۱ م، د، س، ق: الحافظ، الفقیہ ابو طاہر احمد بن عمرو بن عبد اللہ بن عمرو بن السروح الاموی المصری رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ بنواُمیہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ موطاء کی ایک نہایت عمدہ شرح بھی لکھی۔ سفیان بن عیینہ، ابنِ وھب اور سعید الادم وغیرہ بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی اور آپ سے مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابوبکر بن ابی داؤد، عبدالرحمٰن بن احمد الرشدینی اور ایک جماعت نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ کا شمار کبار علماء میں ہوتا ہے۔ ذی العقدہ 250ھ میں دارِ آخرت سدھار گئے۔ موصوف ایک حدیث میں متفرد تھے۔ ابن عدی کا قول ہے: ہمیں ابوالعلاء الکوفی وغیرہ نے ابن السرح سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابن وھب نے عمرو بن حارث سے، اُنہوں نے ابویونس سے، اُنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ہر بنی آدم آقا ہے اور آدمی اپنے گھر والوں کا آقا ہے اور عورت اپنے گھر کی مالکن ہے"۔

اس حدیث کے سب راوۃ ثقہ ہیں۔

میں نے عبداللہ بن حسن القاضی پر قرأت کی کہ وہ اپنی سند کے ساتھ ابو طاہر ابن السرح سے بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: مجھے رشدین بن سعد نے یونس سے، اُنہوں نے ابنِ شہاب سے، اُنہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس نے مجھ پر قصد (وارادہ) سے جھوٹ بولا وہ جہنم میں اپنا ایک ٹھکانہ بنالے"۔

[1] تہذیب الکمال: 32/1، تہذیب التہذیب: 64/1، تقریب: 23/1، الکاشف: 66/1، الجرح والتعدیل: 65/2، البدایۃ والنہایۃ: 6/11، الاکمال: 239/5، سیر الاعلام: 62/12، الدیباج المذہب: 166/1۔

(۵۲۰) ۸ / ۱۰۲ ام، د، ت، ق: الحافظ کبیر، مجود ابو عبداللہ احمد بن ابراہیم بن کثیر الدقی، العبدی، النکری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ یعقوب دورقی کے بھائی ہیں۔ یہ "دورقی ٹوپیاں" بنانے کے فن کی طرف نسبت ہے۔ موصوف کے والد بڑے عابد و زاہد تھے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اُس دور میں عبادت گزار کو "دورقی" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

آپ نے ھیشم، یزید بن زریع، جریر، حفص بن غیاث اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے مسلم، ابوداود، ترمذی، ھیشم بن خلف، محمد بن محمد الباہلی اور دوسرے بہت سے لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ نے احادیث کو جمع کیا، کتابیں لکھیں۔ موصوف حدیث کے حافظ اور اس کے عالم تھے۔ نہایت عمدہ کتاب لکھتے تھے۔ ابوحاتم نے انہیں صدوق کہا ہے۔

ہمیں احمد بن عبدالرحمٰن العلوی وغیرہ نے بغوی سے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں احمد بن ابراہیم دورقی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالرحمٰن بن غزوان نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے شعبہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میں نے جب بھی عمرو بن میرہ کو نماز میں دیکھا تو یہ گمان کیا کہ اب یہ اپنی دُعا منوا کر ہی نماز سے لوٹیں گے۔

ہمیں اسی سند کے ساتھ احمد بن ابراہیم دورقی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوداوٗد نے شعبہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ایوب بنی ضبیعہ کی مسجد میں حدیث حاصل کرنے جایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دن ایوب نے قیس بن مسلم کی حدیث سنائی جو انہوں نے طارق بن شہاب سے روایت کی تھی کہ "ایک عورت نے حج کا اِرادہ کیا"۔

پھر ایوب نے کہا: بھلا کسی حدیث کی ایسی اسناد تو لا کر دکھاؤ۔

موصوف نے شعبان 246ھ میں اَسّی سال کی عُمر میں وفات پائی (رحمۃ اللہ علیہ)۔

(۵۲۱) ۸ / ۱۰۳ اع: حافظِ کبیر المعمر، الامام محدثِ عراق ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم دورقی العبدی رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ نے بغداد میں لیث بن سعد کو دیکھا تھا۔ ابراہیم بن سعد، ھیشم، عیسیٰ بن یونس، عبدالعزیز دراوردی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ایک جماعتِ محدثین نے اور نسائی نے ایک واسطہ سے اور قاسم مطرز، یحییٰ بن صاعد، ابوعبداللہ المحاملی، ابنِ مخلد اور بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

---

❶ تہذیب الکمال: 14/1، العبر: 446/1، التمہید: 171/1، معجم المؤلفین: 142/1، طبقات الحنابلۃ: 21/1، الانساب: 391/5، تاریخ واسط: 152، المشتبہ: 88۔

❷ تہذیب الکمال: 1548/3، تہذیب التہذیب: 381/11، الکاشف: 290/3، الثقات: 286/9، تراجم الاحبار: 270/4، معجم المؤلفین: 214/13، تاریخ البغداد: 377/14، سیر الاعلام: 141/12۔

نسائی وغیرہ نے انہیں ثقہ، خطیب نے ثقہ، حافظ، متقن اور صاحب مسند کہا ہے۔ موصوف نے 252ھ میں وفات پائی۔ جبکہ عمر نے نوّے (۹۰) کی دہائی میں قدم رکھ دیا تھا۔ (ایک قول 250ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔

موصوف اپنے بھائی احمد بن ابراہیم دورقی سے دو سال بڑے تھے۔

ہمیں محمد بن علی الصالحی نے اپنی سند کے ساتھ مبارک بن محمد الباذ رائی سے بیان کیا۔

(دوسری سند): اور ہمیں احمد بن ابو محمد المقری نے ابراہیم بن عبدالرحمٰن کے واسطے سے الباز رائی سے بیان کیا۔

(تیسری سند): اور ہمیں احمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں مرتضیٰ بن حاتم نے بیان کیا۔

(چوتھی سند): اور ہمیں عیسیٰ بن ابو محمد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں علی بن محمود نے بیان کیا۔

(پانچویں سند): ہمیں حسن بن علی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں جعفر بن ابی الحسن نے بیان کیا۔

(چھٹی سند): ہمیں زینب بنت یحییٰ اور محمد بن عبد الکریم المقری نے، وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں ابو القاسم بن رواحہ نے بیان کیا۔

(ساتویں سند): اور ہمیں محمد بن ابی القاسم نے اپنی سند کے ساتھ نصر بن احمد بن البطر سے بیان کیا۔

(آٹھویں سند): اور ہمیں ابو المعالی ابرقومی نے اپنی سند کے ساتھ ابو عبداللہ المحاملی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں یعقوب بن ابراہیم دورقی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں یحییٰ بن سعید نے ابنِ عجلان سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تھے تو یہ دُعا پڑھتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَ كَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ. اَللّٰهُمَّ اطْوِلَنَا الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ"۔

(ترجمہ): اے اللہ! میں تجھ سے سفر کی مشقت سے، لوٹ کر کسی تکلیف دہ بات سے اور کسی بُری بات کے دیکھنے سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ! اس سفر میں تو ہی ہمارا رفیق ہے اور ہمارے پیچھے ہمارے اہل وعیال کا نگران ونگہبان تو ہی ہے۔ اے اللہ! تو ہمارے لیے زمین کو لپیٹ دے (یعنی مسافتِ بعیدہ کو مختصر کردے) اور اس سفر کو ہم پر آسان کر دے"۔ [1]

اس حدیث کو نسائی نے یعقوب دورقی سے روایت کیا ہے اور اس کی اَسناد حسن ہیں۔

[1] سنن النسائی: کتاب الاستعاذہ: رقم الباب: 41۔

(۵۲۲) ۸ / ۱۰۴ ام ۴: الحافظ، القدوہ، الزاھد، شیخ کوفہ ابو السری ھناد بن السری بن مصعب التمیمی، الدارمی، المحدث رحمۃ اللہ علیہ [1]

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ ھناد بن السری سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں وکیع نے شعبہ سے، اُنہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے، اُنہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دُعا پڑھتے تھے":

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ۔"

(ترجمہ): اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں اور جنتیوں سے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے ھناد بن السری سے روایت کیا ہے۔

احمد بن سلمہ نیشا پوری بیان کرتے ہیں: ھناد بہت رونے دھونے والے تھے۔ ایک مرتبہ جب وہ ہمیں احادیث سنا کر فارغ ہوئے تو وضو کر کے مسجد گئے اور زوال تک نماز میں مشغول رہے۔ اس دوران میں ان کے ساتھ مسجد میں ہی تھا۔ پھر لوٹ کر گھر گئے، نیا وضو کیا اور مسجد آکر ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر عصر تک نماز میں رہے، بلند آواز سے قرآن پڑھتے اور گریہ کرتے رہے اور خوب گریہ کیا۔ پھر ہمیں نمازِ عصر پڑھائی۔ پھر مغرب تک قرآن کی مصحف سے تلاوت کرتے رہے۔ میں نے ان کے ایک پڑوسی سے کہا: ھناد کس قدر صبر کے ساتھ عبادت کرنے والے ہیں؟ تو اس نے کہا: دن میں ان کا عبادت کا یہ معمول گزشتہ ستر (۷۰) برس سے ہے۔ اگر تم ان کی رات کی عبادت دیکھ لو تو تیرا کیا حال ہوگا۔ نہ ان کی کوئی بیوی تھی اور نہ باندی۔ کوفہ کے راہب کہلاتے تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ربیع الآخر 243ھ میں اکانوے (91) برس کی طویل عمر پاکر وفات پائی۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

موصوف نے "الزھد" میں ایک بڑی کتاب لکھی ہے۔

(۵۲۳) ۸ / ۱۰۵ اخ، د، ت، س: الحافظ، الحجہ، ابو ھاشم، زیاد بن ایوب الطوسی، ثم البغدادی، دلویہ رحمۃ اللہ علیہ [2]

ابنِ ادریس، مروان بن شجاع اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں امام بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ، ابن صاعد، المحاملی اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔ حتیٰ کہ خود امام احمد نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 1450/3، تہذیب التہذیب: 70/11(107)، تقریب: 321/2، الکاشف: 226/3، الانساب: 139/9، للمعین: 1024، الثقات: 246/9، البدایۃ والنہایۃ: 345/10۔

[2] تہذیب الکمال: 437/1، تہذیب التہذیب: 355/3، التاریخ الکبیر: 345/3، الوافی بالوفیات: 17/15، تاریخ بغداد: 479/8، سیر الاعلام: 120/12، الثقات: 249/8۔

ابواسحاق بن اورمہ کا قول ہے: روئے زمین پر زیاد بن ایوب سے زیادہ ثقہ کوئی نہیں۔ ابوحاتم آپ کو صدوق کہتے تھے۔
مروزی بیان کرتے ہیں: ہمیں امام احمد نے فرمایا کہ زیاد سے لکھو کہ یہ "چھوٹے شعبہ" ہیں۔ خود زیاد کا قول ہے: میں 166ھ میں پیدا ہوا اور 181ھ میں علمِ حدیث سیکھنا شروع کر دیا تھا۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ربیع الاول 252ھ میں وفات پائی۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

ہمیں محمد بن بطیخ وغیرہ نے الناصح عبدالرحمٰن بن نجم سے بیان کیا۔

(دوسری سند): اور ہمیں خدیجہ بنت الرضی نے البھماء عبدالرحمٰن سے بیان کیا۔

(تیسری سند): اور ہمیں احمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں نصر بن عبدالرزاق نے بیان کیا۔ یہ سب کہتے ہیں: ہمیں شہدہ نے، اور اُنہوں نے حسین بن طلحہ النعالی سے بیان کیا۔

(چوتھی سند): اور ہمیں ابرقومی نے اپنی سند کے ساتھ زیاد بن ایوب سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں علی بن ثابت نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابن ابی ذئب نے شعبہ مولی ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے اور اُنہوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ جمعہ کے بعد کی اور نمازِ مغرب کے بعد کی دو رکعات اپنے دولت کدہ میں ہی ادا فرماتے تھے۔"

(۵۲۴) ۸/۱۰۶ د، س، ق: الحافظ، الثقہ، محدثِ حمص عمرو بن عثمان بن سعد بن کثیر الحمصی رحمۃ اللہ علیہ [1]

نسائی، ابوبکر بن ابی داؤد، ابوعروبہ اور دیگر لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

موصوف نے 250ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔ (ایک قول 251ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔ میرے پاس ابوبکر بن سلیمان بجستانی کی "کتاب البعث" میں ان کی عوالی موجود ہیں۔ موصوف کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہیں حدیث میں معرفت واتقان کی دولت کے ساتھ ساتھ علو الاسانید کا سرمایہ بھی نصیب ہوا تھا۔ آپ کے بھائی یحییٰ بن عثمان بھی آپ کی طرح ثقہ اور عالی اسناد والے تھے۔

ہمیں ابرقوھی نے اپنی سند کے ساتھ عمرو بن عثمان سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں بقیہ نے، وہ کہتے ہیں: مجھے زہری نے عبدالرحمٰن بن کعب سے اور انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"روزِ قیامت (سب) لوگوں کو جمع کیا جائے گا اور میں اور میری اُمت ایک ٹیلے پر ہوگی۔ پس میرا رب مجھے ایک سبز جوڑا پہنائے گا۔ پھر مجھے اجازت ملے گی تو جو رب چاہے گا میں وہ کہوں گا۔ پس یہی مقامِ محمود ہے۔" [2]

اس حدیث کی اسناد اگرچہ صالح ہے لیکن متن غریب ہے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 1043/2، الکاشف: 336/2، شذرات الذہب: 124/2، سیر الاعلام: 305/12۔
[2] مسند احمد: 456/3۔

(۵۲۵) ۸/۷/۱۰۷ او، خ، م، ت، س: الحافظ، القدوہ، ابوعبداللہ محمد بن القشیری النیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ بنی قشیر کے آزاد کردہ غلام اور سربرآوردہ علماء میں سے تھے۔ سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن ادریس، نضر بن شمیل عبدالرزاق اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی۔ آپ ان لوگوں میں سے ایک تھے جنہوں نے حال اور قال دونوں اعتبار سے حدیثِ نبوی پر بھرپور توجہ دی۔ ابنِ ماجہ کے سوا ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ ابوزرعہ، ابن خزیمہ بھی آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں داخل ہیں۔ آپ سے سب سے آخر میں حدیث سننے والے جناب حاجب بن احمد الطوسی ہیں اور ان کی روایت "الشقفیات" میں سب سے اعلیٰ درجہ کی ہے۔

ہمیں علی بن محمد اور احمد بن محمد نے، وہ دونوں کہتے ہیں: ہمیں ابوالقاسم الانصاری بیان کیا۔

(دوسری سند) اور ہمیں ابوالحسین الیونانی نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن رافع سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابراہیم بن حکم بن ابان نے، وہ کہتے ہیں: مجھے میرے والد نے عکرمہ سے بیان کیا اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنی قربانی کے جانور کو ہانکنے لیے جا رہا تھا اور خود پیدل چل رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے (اس جانور کے بارے میں) دریافت فرمایا تو اس نے عرض کیا: یہ قربانی کا جانور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: "اس پر سوار ہو جاؤ"۔

جعفر بن احمد الحافظ کا قول ہے: میں نے حضرات محدثین میں محمد بن رافع سے زیادہ ہیبت والا کوئی نہیں دیکھا۔ موصوف کے گھر میں صنوبر کا ایک درخت تھا جس کی ٹیک لگا کر موصوف بیٹھ جاتے اور علماء آپ کے سامنے دوزانو ہو کر حسبِ مرتب بیٹھ جاتے، ظاہریہ کی اولاد بھی اپنے خدام سمیت بیٹھ جاتی۔ محویت وادب کا عالم یہ ہوتا تھا جیسے سب کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ چنانچہ آپ خود اپنے ہاتھوں میں کتاب لے کر اس کی قرأت کرتے۔ آپ کے رعب وجلال کی بناء پر نہ کوئی بولتا اور نہ مسکراتا۔ پس اگر تو ان میں سے کوئی بولتا تو موصوف مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوتے۔

زکریا بن دلویہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ امیر طاہر نے آپ کی خدمت میں پانچ ہزار بھیجے تو ان کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ آفتاب عین سرو ما پر بھی آجائے تو بالآخر ڈھل ہی جایا کرتے ہے۔

احمد بن عمر بن یزید کا قول ہے کہ ہمیں محمد بن رافع نے بیان کیا کہ انہوں نے عبدالرزاق کو اور اُنہوں نے معمر کو یہ کہتے سنا: میں نے یمن میں انگوروں کا ایک اتنا بڑا خوشہ دیکھا جو ایک گدھے پر لادے جانے والے پورے بوجھ کے برابر تھا۔

مسلم اور نسائی کا قول ہے: ابنِ رافع ثقہ اور مامون ہیں۔ زنجویہ بیان کرتے ہیں محمد بن رافع نے ذی الحجہ 245ھ میں وفات پائی۔

---

❶ تہذیب الکمال: 1196/3، تہذیب التہذیب: 160/9، الکاشف: 42/3، العبر: 445/1، المعین: 980، اربع وسائل: 176، الوافی بالوفیات: 68/3، التمہید: 255/1۔

(۵۲۶) ۸/۱۰۸ع: حافظِ کبیر الامام ابوبکر محمد بن بشار بن عثمان البصری، العبدی، النساج بندار رحمۃ اللہ علیہ ❶

موصوف حدیثِ بصرہ کے عالم، متقن اور مجوّد تھے۔ والدہ کی خدمت نے علمی اسفار نہ کرنے دیے۔ البتہ ان کی وفات کے بعد علم نے روئے زمین کی خاک چھنوادی۔ آپ نے مرحوم بن عبدالعزیز العطار، عبدالعزیز العمی، معتمر بن سلیمان، غندر، یحییٰ بن سعید، عمر بن علی المقدمی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے اور بغوی، ابن خزیمہ، ابوالعباس السراج، ابنِ صاعد، ابوداؤد اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ارغیانی بیان کرتے ہیں: میں نے بندار کو یہ کہتے سنا ہے: مجھ سے پانچ سو نے حدیث لکھی ہے۔ جبکہ میں نے اٹھارہ برس کی عمر میں ہی حدیث بیان کر دی تھی۔ ابو حاتم کا قول ہے: بندار صدوق ہیں۔ عجلی بیان کرتے ہیں: بندار ثقہ، کثیر الحدیث اور جولاھے تھے۔

ابوداؤد بیان کرتے ہیں: میں نے بندار سے پچاس ہزار احادیث لکھی ہیں۔ البتہ ابوموسیٰ بندار سے زیادہ ثبت ہیں اور اگر بندار میں سلامتی نہ ہوتی تو ان کی حدیث ترک کر دی جاتی۔ ابنِ خزیمہ کا قول ہے: میں نے بندار کو یہ کہتے سنا ہے: میں اس جگہ حدیث بیان کرتے تب ہی بیٹھا جب تک میں نے اپنی بیان کردہ سب احادیث حفظ نہ کر لی تھی۔

امام ابنِ خزیمہ اپنی کتاب "التوحید" میں بندار کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں: "ہمیں اپنے زمانہ کے علم واخبار کے امام محمد بن بشارؒ نے بیان کیا۔

میں کہتا ہوں: موصوفؒ نے رجب 252ھ میں وفات پائی۔ ان کو ضعیف کہنے والے کا قول غیر معتبر ہے۔ موصوف خود بیان کرتے ہیں: میں اس سال پیدا ہوا جس میں حماد بن سلمہ نے وفات پائی۔

موصوف کی وفات کے سال جن ائمہ محدثین نے وفات پائی ان کے نام یہ ہیں:

- ☆ محمد بن منصور الجواز رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ عبدالوارث بن عبدالصمد بن عبدالوارث رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ محمد بن یحییٰ بن یحییٰ بن عبدالکریم الازدی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ احمد بن عبداللہ بن سوید بن منجوف رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ احمستعین رحمۃ اللہ علیہ

ہمیں احمد بن اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ بندار سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں حماد بن مسعدہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں اشعث نے حسن سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

❶ تہذیب الکمال: 1177/3، نسیم الریاض: 44/2، المغنی: 5327، التمہید: 265/6، معرفۃ الثقات: 1573۔

"حوض (کوثر) پر برتنوں کی تعداد آسمان کے ستاروں کی تعداد جتنی ہے"۔ ❶

(۵۲۷) ۸/ ۱۰۹ع: الحافظ الحجہ ابوموسیٰ محمد بن المثنی العنزی، البصری الزمن رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ بصرہ کے محدث تھے۔ یزید بن زریع، معتمر بن سلیمان، سفیان بن عیینہ اور غندر سے حدیث سنی۔ آپ سے ایک جماعت نے حدیث روایت کی۔ نسائی "عن رجل عنه" کہہ کر روایت کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ ابن صاعد، ابن خزیمہ، محاملی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

صالح جزرہ کا قول ہے: میں محمد بن مثنیٰ کو بندار پر مقدم کیا کرتا تھا۔ البتہ ابن مثنیٰ کی عقل میں قدرے خرابی تھی۔ ابوعروبہ حرانی بیان کرتے ہیں: میں نے بصرہ میں ابوموسیٰ اور یحییٰ بن حکیم سے زیادہ ثبت کوئی نہیں دیکھا۔ ابوموسیٰ نے 252ھ میں وفات پائی۔ موصوف اپنے ہم شہر بندار کے ساتھ ایک ہی سال میں پیدا ہوئے۔ ایک ہی سال میں وفات پائی اور علمی سفر میں بھی ان کے دوش بدوش رہے۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

ہمیں احمد بن اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن مثنیٰ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابن عیینہ نے ھشام سے، اُنہوں نے اپنے والد سے اور اُنہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ تشریف لاتے تھے تو اس کے بالائی حصہ سے داخل ہوتے اور اس کے زیریں حصہ سے نکلتے تھے"

اس حدیث کو ائمہ خمسہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۵۲۸) ۸/ ۱۱۰د، ق: الامام، المجتهد، الحافظ، ابوثور ابراهيم بن خالد الكلبی، البغدادی رحمۃ اللہ علیہ ❸

آپ کی کنیت کی بابت ایک قول ابوعبداللہ کا بھی ہے۔ آپ نے سفیان بن عیینہ، عبیدہ بن حمید، ابومعاویہ، وکیع، شافع اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی ہے اور آپ سے حدیث نقل کرنے والوں میں، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن اسحاق السراج قاسم المطرز، محمد بن صالح بن ذریح اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ابوبکر الاعین بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد سے ابوثور کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: میں انہیں پچاس برس سے جانتا ہوں۔ میرے نزدیک وہ ثوری جیسی شان رکھتے تھے۔ نسائی کا قول ہے: وہ ثقہ، مامون اور ایک فقیہ ہیں۔ ابن حبان بیان کرتے ہیں: موصوف فقہ، علم وورع اور فضل میں دُنیا کے ایک امام تھے۔ موصوف نے متعدد کتابیں لکھیں۔ سنن کی فروع پر کلام کیا اور

---

❶ جامع الترمذی: کتاب القیامۃ: باب رقم: 15، 14۔ مسند احمد: 225/3، 230۔

❷ تهذیب الکمال: 1264/3، الکاشف: 93/3، میزان الاعتدال: 24/4، لسان المیزان: 273/7، تراجم الاحبار: 56/4، نسیم الریاض 65/3، العبر: 4/2، الانساب: 363/9، الوافی بالوفیات: 384/4۔

❸ تهذیب الکمال: 53/1، المغنی: 131، سیر الاعلام: 72/12، طبقات الحفاظ: 223، تاریخ بغداد: 65/16، شذرات الذهب: 93/2، العبر: 431/1، النجوم الزاهره: 301/5۔

ان کا دفاع کیا۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کا سنِ وفات سفر 240ھ ہے۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ ابوثور سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں الکلبی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شعبہ نے قتادہ سے، اُنہوں نے فلاس سے، اُنہوں نے ابورافع سے اور اُنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اگر تم جان لو کہ پہلی صف میں کتنا اَجر ہے تو (اس میں جگہ پانے کے لیے) قرعہ ڈالا جائے"۔ ❶

اس حدیث کو ابنِ ماجہ نے ابوثور سے روایت کیا ہے۔

(۵۲۹) ۸/۱۱۱ م، ت، س، ق: الفقیہ، الحافظ، الثبت، قاضی، نیشاپور ابوموسیٰ اسحاق بن موسیٰ الانصاری، الخطمی المدنی رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ نے ابنِ عیینہ، عبدالسلام بن حرب، معن بن عیسی وغیرہ سے حدیث سنی ہے۔ آپ امامِ حدیث اور صاحبِ سنت تھے۔ ابوحاتم نے آپ کی تعریف میں بے حد طول بیانی سے کام لیا ہے اور نسائی آپ کو ثقہ کہتے ہیں۔

آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں مسلم، ترمذی، نسائی، فریابی، ابن خزیمہ اور خود آپ کے فرزندار جمند موسیٰ بن اسحاق کے علاوہ دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ جب یہ فرماتے کہ ہمیں "انصاری" نے بیان کیا تو اس وقت ان کی مراد ابوموسیٰ اسحاق بن موسیٰ ہی ہوتے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ موصوف نے حمص کے صوبہ کے ایک چھوٹے شہر "حوسیہ" میں 244ھ میں وفات پائی۔

ہمیں ابن ابی عصرون نے اپنی سند کے ساتھ ابوموسیٰ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محاربی نے موسیٰ القراء سے، اُنہوں نے سلمہ بن کہیل سے، اُنہوں نے ابوعبدالرحمٰن سلمی سے اور اُنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"تم میں سب سے افضل وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور پھر اسے سکھلایا"۔ ❸

---

❶ سنن ابنِ ماجه: كتاب الاقامة: رقم الباب: 51۔

❷ تهذيب التهذيب: 251/1، الوافى بالوفيات: 427/8، تاريخ بغداد: 355/6، شذرات الذهب: 105/2، الكنى الامام مسلم: 178، مشكوة المصابيح: 609/3، البداية والنهاية: 346/10، سير الاعلام: 554/11۔

❸ صحيح البخارى: كتاب فضائل القرآن: رقم الباب: 21۔ جامع الترمذى، كتاب ثواب القرآن، باب: 15۔

(۵۳۰) ۸ / ۱۱۲ د، س، ن: الامام، الفقیہ، دیار مصریہ کے عالم وقاضی ابوعمرو حارث بن مسکین رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ بنواُمیہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ لیث کی زیارت بھی کی اور ان سے ایک مسئلہ بھی دریافت کیا۔ ابن وھب اور ابن قاسم سے تفقہ حاصل کی۔ ابن عیینہ، بشر بن عمر اور اشہب وغیرہ سے حدیث سنی، جبکہ آپ سے ابوداؤد، نسائی، ابویعلی، محمد بن زبان، ابن ابی داؤد اور بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

امام احمد نے آپ کی بے حد تعریف کی ہے اور آپ کے بارے خیر کے کلمات کہے ہیں۔ ابن معین کا قول: ان میں کوئی حرج نہیں اور ایک مرتبہ یہ کہا: موصوف فقیہ، ثقہ اور ثبت تھے۔ خلق قرآن کے فتنہ میں گرفتار کر کے بغداد کی جیل میں ڈال دیے گئے لیکن آپ نے قرآن کو مخلوق کہنے سے اِنکار کر دیا۔ چنانچہ آپ متوکل کے خلافت و امارت سنبھالنے تک پسِ دیوارِ زندان رہے۔ متوکل نے خلیفہ بنتے ہی آپ کو رہا کر دیا۔ پھر مصر کا قاضی بنا دیا گیا۔ مگر موصوف نے اس عہدے سے 245ھ میں استعفاء دے دیا جو متوکل نے منظور کر لیا۔ موصوف ربیع الاوّل 250ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ جبکہ اس وقت عمر کی چھیانوے (۹۶) بہاریں دیکھ چکے تھے۔

موصوف علم وزھد میں امامت کا مرتبہ رکھنے کے ساتھ ساتھ از حد حق گو اور عدل گستر قاضی بھی تھے۔

(۵۳۱) ۸ / ۱۱۳ د، س، ق: الحافظ، الحجہ ابوسعید یحیی بن حکیم البصری المقوم رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ نے ابنِ عیینہ، غندر قطان اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابوداؤد، نسائی، ابن ابی داؤد، ابن خزیمہ، عمر بن بجیر اور بے شمار لوگ حدیث روایت کرتے ہیں۔

ابوداؤد کا قول ہے: موصوف حافظ اور متقن تھے، نسائی انہیں ثقہ اور حافظ کہتے ہیں۔ ابوعروبہ کا قول ہے: میں نے بصرہ میں ابوسعید اور ابن المثنیٰ سے زیادہ ثبت کوئی نہیں دیکھا۔ ابوموسیٰ نے ان کی عبادت وورع کی بے حد تعریف کی ہے۔ ابن حبان بیان کرتے ہیں: موصوف ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے احادیث کو جمع کیا اور اس فن پر لکھا اور موصوف نے 256ھ میں دارِ آخرت کو رختِ سفر باندھا۔

میں کہتا ہوں: ابوسعید نے اَسّی برس سے زیادہ کی عُمر پائی۔ میرے پاس ان کی ایک عالی حدیث ہے۔

ہمیں عبدالحافظ وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ ابوسعید سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن حسن نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں داؤد بن ابی ھند نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں، حسن اور ثابت، اسحاق بن عبداللہ بن حارث ھاشمی کے پاس گئے۔ پھر ثابت نے

❶ تہذیب الکمال: 218/1، تاریخ بغداد: 216/8، تاریخ ابن کثیر: 7/11، العبر: 455/11، الوافی بالوفیات: 257/11، شذرات الذھب: 121/2، وفیات الاعیان: 56/2۔

❷ تہذیب الکمال: 149/3، تہذیب التہذیب: 198/11(337)، الانساب: 405/12، الثقات: 266/9، سیر الاعلام: 298/12، التمہید: 152/2، معجم المؤلفین: 194/13۔

ان سے کہا: اے ابو یعقوب! ابوسعید "حدیثِ کتف" (یعنی کندھے کا گوشت کھانے والی حدیث) بیان کرتے ہیں۔ اس پر اسحاق نے کہا: مجھے سیدہ اُم حکیم بنت زبیر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا کرتی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جاتے اور بسا اوقات کھانا بھی تناول فرماتے۔ اُم حکیم بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے گئے تو اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک کندھے کے گوشت کا سالن پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا شوربہ نوش فرمایا، پھر اس کا گوشت بھی کھایا۔ پھر بدون اعادہ وضو کے نماز ادا فرمائی۔

(۵۳۲) ۸ / ۱۱۴ام، ۴: الحافظ، العلامہ ابواسحاق ابراہیم بن سعید الجوہری، الطبری ثم البغدادی رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ نے ابنِ عیینہ، عبدالوہاب الثقفی، مروان بن معاویہ، ابومعاویہ (اور) ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سوا ایک جماعت نے اور ابوطاہر بن فیل، ابنِ جوصاء، ابنِ صاعد اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ امام نسائی نے "کتاب الخصائص" میں "عن رجل عنه" کہہ کر آپ سے حدیث روایت کی ہے اور آپ کو ثقہ بھی کہا ہے۔ عبداللہ بن جعفر بن خاقان بیان کرتے ہیں: میں نے ابراہیم بن سعید سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے اپنی باندی سے فرمایا: ذرا "مسند ابی بکر" کا تیئسواں جز تو میرے لیے لے آنا۔ اس پر میں نے کہا: حضرت ابوبکر سے مروی صحیح احادیث تو پچاس سے بھی متجاوز نہیں تو یہ (تیئسواں جز) کہاں سے آ گیا؟ اُنہوں نے جواب دیا: میرے پاس ہر حدیث سو طرف سے ہوتی ہے جن میں مَیں متفرد ہوتا ہوں۔

خطیب کا قول ہے: موصوف ثبت، ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔ اُنہوں نے ایک "المسند" بھی لکھی۔ ابراہیم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: ابراہیم کے والد سعید ثقہ، بڑی شان والے اور ذہین تھے۔ ان کے ساتھ چار سو لوگوں نے حج کیا تھا۔ جن میں ھشیم اور اسماعیل بن عیاش بھی تھے۔ جبکہ ان لوگوں میں مَیں بھی تھا۔

موصوف نے عین زربہ کے محاذ پر 344ھ یا 247ھ یا 249ھ میں انتقال فرمایا۔

ہمیں ابوالحسن القرافی نے اپنی سند کے ساتھ ابراہیم بن سعید سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ابواسامہ نے برید سے، اُنہوں نے ابوبردہ سے، اُنہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے اور اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"بے شک رب تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیے رکھتے ہیں، پھر جب اس کی گرفت فرماتے ہیں تو چھوٹنے نہیں دیتے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

"و کذلك اخذ ربك اذا اخذ القری وهی ظالمة۔ (هود: 102)

(ترجمہ): اور تمہارا پروردگار جب نافرمان بستیوں کو پکڑتا ہے تو اس کی پکڑیوں ہی ہوتی ہے۔

❶ تہذیب الکمال: 55/1، تہذیب التہذیب: 123/1، لسان المیزان: 169/7، الوافی بالوفیات: 354/5، شذرات الذہب: 113/2، سیر الاعلام: 149/12۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے ابراہیم بن سعید جوہری سے روایت کیا ہے۔ ❶

(۵۳۳) ۸ / ۱۱۵: الحافظ، العلامہ الاخباری، الثقہ ابوزید عمر بن شبۃ بن عبیدہ النمیری، البصری رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ نے یوسف بن عطیہ، غندر یحییٰ قطان، عبدالوہاب ثقفی اور متعدد لوگوں سے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے ابن ماجہ، ابن صاعد، محاملی، اثرم، محمد بن مخلد اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

موصوف کی سیر و مغازی اور انسانی تاریخ پر گہری نگاہ تھی۔ بصرہ کی ایک تاریخ بھی لکھی۔ مدینہ کے احوال بھی ایک کتاب کی نذر کیے۔ دارقطنی وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ جمادی الآخرہ 262ھ میں 89 برس کی عمر پا کر سامرا میں وفات پائی۔ (جبکہ 262ھ یا 264ھ میں وفات پانے کے اقوال بھی ہیں) میرے پاس موصوف کی عالی روایات ہیں۔

اسی سال مسند اصبہان ابوجعفر محمد بن عاصم الثقفی نے بھی وفات پائی۔ آپ ایک مشہور "جز" کے مؤلف تھے۔

ہمیں عبدالحافظ بن بدران نے اپنی سند کے ساتھ عمر بن شبۃ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے ابوغسان محمد بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالعزیز بن عمران نے ابوالنعمان بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

(۵۳۴) ۸ / ۱۱۶ خ: الحافظ، الفقیہ، الحجہ ابویحییٰ زکریا بن صالح البلخی اللؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ ❸

آپ سربرآوردہ علماء میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے مفتی بلخ ابومطیع حکم بن عبداللہ، وکیع، ابواسامہ، عبداللہ بن نمیر اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث حاصل کی اور آپ نے امام بخاری، احمد بن سیار، یحییٰ بن منصور الهروی، فریابی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

موصوف کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن کے بارے میں ان کے شیخ قتیبہ کا یہ قول ہے: خراساں کے جوان تو چار ہی ہیں:

① زکریا بن یحییٰ بلخی ② حسن بن شجاع، ③ دارمی، اور ④ بخاری۔

ابن حبان بیان کرتے ہیں: زکریا ثقہ اور صاحب سنت و فضل تھے۔ اہل بدعت کا بے حد رد کرتے تھے۔ آپ نے "کتاب الایمان" نامی کتاب بھی لکھی۔ موصوف نے بڑھاپے میں جا کر ذی الحجہ 230ھ میں وفات پائی۔ ایک قول 232ھ میں وفات پانے کا بھی ہے۔

ہمیں ابرقوهی نے اپنی سند کے ساتھ زکریا بن یحییٰ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابومطیع نے جعفر بن حیان سے بیان کیا،

---

❶ جامع الترمذی: کتاب التفسیر، سورۃ رقم 11، باب رقم: 2۔

❷ تهذیب الکمال: 1012/2، الکاشف: 313/2، الجرح والتعدیل: 624/6، الوافی بالوفیات: 488/22، سیر الاعلام: 719/12، الثقات: 446/8، دیوان الاسلام: 1306۔

❸ تهذیب التهذیب: 335/3، تقریب: 262/1، الثقات: 354/8، الوافی بالوفیات: 203/14۔

وہ کہتے ہیں کہ حسن سے پوچھا گیا کہ یہ مرجیہ اس بات کے قائل ہیں کہ نفاق کا کوئی وجود نہیں۔ اس پر اُنہوں نے فرمایا کہ مجھے اس بات کا علم ہونا کہ میں نفاق سے بری ہوں، اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ یہ زمین سونے کی ہو جائے۔

(۵۳۵) ۸ / ۱۱۷: الحافظ، الناقد، الامام ابو یعقوب اسحاق بن بہلول بن حسان التنوخی الانباری رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ نے اپنے والد سے اور ابن عیینہ، ابو معاویہ، ابن عُلَیّہ، وکیع اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے حدیث سن کر بیان کرنے والوں میں ابراہیم حربی، جعفر فریابی، ابن صاعد، المحاملی، آپ کے نواسے یوسف بن یعقوب ازرق اور دوسرے بے شمار لوگ شامل ہیں۔

خطیب کا قول ہے: موصوف نے فقہ میں ایک کتاب لکھی اور ان کے ایسے اقوال ہیں جو میرے نزدیک پسندیدہ ہیں۔ موصوف نے قرأت میں بھی ایک کتاب لکھی اور "مسند کبیر" بھی تالیف کی۔ موصوف ثقہ رواۃ میں شمار ہوتے ہیں۔

بہلول بن اسحاق بیان کرتے ہیں: خلیفہ متوکل نے میرے والد کو بلوایا۔ ان سے حدیث سنی اور انہیں اتنی جاگیر بخشی جس کا سالانہ غلہ بارہ ہزار وسق تک جا پہنچتا تھا۔ خلیفہ نے اُن کے ساتھ مالی صلہ رحمی بھی کی۔ آگے بہلول کہتے ہیں: موصوف نے بغداد میں پچاس ہزار احادیث بیان کیں جن میں سے کسی ایک میں بھی خطا نہ کی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ موصوف نے اپنی یادداشت سے چالیس ہزار احادیث بیان کیں اور لمبی عُمر پائی۔ موصوف نے انبار میں ذی الحجہ 252ھ میں 88 برس عُمر پا کر وفات پائی۔

ہمیں عبدالحافظ بن بدران نے اپنی سند کے ساتھ اسحاق بن بہلول سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں اسحاق ازرق نے عوف سے، اُنہوں نے ابن سیرین سے اور اُنہوں نے حضرت ابن حزام رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس بات سے منع فرمایا کہ میں ایسی چیز بیچوں جو میرے پاس موجود نہ ہو"۔

اس حدیث کو ابن سیرین نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے خود نہیں سنا۔

(۵۳۶) ۸ / ۱۱۸ ع: الحافظ، العلامہ ابو عمرو نصر بن علی الجھضمی، الازدی البصری رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ نے نوح بن قیس، یزید بن زریع، مرحوم بن عبدالعزیز العطار، بشر بن مفضّل، فضیل بن سلیمان، سفیان بن عیینہ اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث بیان کی ہے اور آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں ائمہ محدثین کی ایک جماعت کے علاوہ زکریا ساجی، ابن خزیمہ، ابن ابی داؤد، ابن صاعد، محمد بن ہارون حضرمی اور دوسرے بے شمار لوگ شامل ہیں۔

امام احمد فرماتے ہیں: نصر بن علی میں کوئی حرج نہیں۔ ابو حاتم کا قول ہے: مجھے نصر، فلاّس سے زیادہ محبوب ہیں اور وہ ان

---

❶ الجرح والتعدیل: 214/2: (236)

❷ تہذیب التہذیب: 429/10 (779)، تقریب: 299/2، الجرح والتعدیل: 466/8۔

سے زیادہ ثقہ اور بڑے حافظ ہیں۔ نسائی انہیں ثقہ کہتے ہیں۔ ابن ابی داؤد بیان کرتے ہیں: خلیفہ مستعین نے انہیں عہدۂ قضا سونپنے کے لیے تجویز کیا۔ چنانچہ والیٔ بصرہ نے طلب کر کے انہیں خلیفہ کے ارادہ سے مطلع کیا تو اس پر انہوں نے استخارہ کرنے کو کہہ کر گھر لوٹ کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر یہ دُعا مانگی: "اے اللہ! اگر تیرے حضور میرے لیے خیر ہے تو مجھے اُٹھا لے"۔ یہ دُعا مانگ کر موصوف سو گئے۔ جب بیدار کرنے کے لیے جھنجھوڑا گیا تو وہ جانے کب سے وفات پا چکے تھے۔

موصوف نے ربیع الآخر 250ھ میں وفات پائی۔

(۵۳۷) ۸/۱۱۹ خ، د، س: الحافظ، قاضیٔ حلوان ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن مبارک الفرش، البغدادی المخرمی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ قریش کے آزاد کردہ غلام تھے۔

موصوف نے وکیع، قطان، ابومعاویہ، اسحاق ازرق، ابواُسامہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن خزیمہ، ابنِ صاعد، المحاملی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

عبداللہ بن احمد کا قول ہے: مجھے میرے والد نے فرمایا کہ مخرم میں محمد بن عبداللہ نامی ایک جوان رہتا ہے۔ ان سے حدیث لکھنا۔ باغندی بیان کرتے ہیں: موصوف حافظ اور متقن تھے۔ نسائی وغیرہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ عبداللہ بن محمد القرحیانی کہتے ہیں: میں نے ائمہ محدثین کو یہ کہتے سنا ہے: ابن المدینی بغداد گئے تو لوگوں کا ہجوم لگ گیا۔ پوچھا گیا کہ آپ نے سب سے زیادہ ذہین کسے پایا ہے؟ تو فرمایا: ایک مخرمی غلام کو۔ خطیب بیان کرتے ہیں: محمد بن عبداللہ اثر کے سب سے بڑے حافظ اور حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے۔

میں نے علی بن احمد پر قرأت کی کہ تمہیں ابوالحسن القطیعی اپنی سند کے ساتھ محمد بن عبداللہ مخرمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبد الرحمٰن بن مہدی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ ابوواقد اللیثی ۔ یہ صالح بن محمد بن زائدہ ہے۔

موصوف مخرمی نے 254ھ میں وفات پائی (ایک قول 255ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔

ہمیں ابوالمعالی القرافی نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن عبداللہ المخرمی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں روح نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابن جریج نے العلاء سے اُنہوں نے ابن دارہ مولی عثمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: روزِ قیامت (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت (کے مستحق کون لوگ ہوں گے، اس) کو سب سے زیادہ جاننے والا میں ہوں"۔ یہ سن کر لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور عرض کرنے لگے: اللہ آپ پر رحم فرمائے ذرا (ان لوگوں کا حال تو) بیان کر دیجیے! تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اس شخص کا حال بیان کرتے ہوئے) فرماتے ہیں (جو روز قیامت شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ مستحق ہوگا۔ یہ ہر وہ شخص ہے جو توحید کا اقرار کرتا ہو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں): اے

---

[1] تہذیب الکمال: 1224/3، تہذیب التہذیب: 272/9، الکاشف: 64/3، رجال الصحیحین: 1762، المعین: 1132، سیر الاعلام: 265/12، تاریخ بغداد: 423/5، العبر: 6/2۔

اللہ! ہر اس مسلمان کو بخش دے جو تجھ پر ایمان لائے اور تیرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے"۔

(۵۳۸) ۸/ ۱۲۰ اخ، م، د، س، ق: الحافظ، الحجۃ ابو جعفر احمد بن سنان بن اسد بن حبان الواسطی القطان رحمۃ اللہ علیہ ❶

موصوف نے ایک "المسند" بھی تحریر کی۔ ابو معاویہ الفریر، وکیع، عبدالرحمٰن بن مہدی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے سوائے ترمذی کے ائمہ ستہ نے اور آپ کے فرزند جعفر بن احمد نے اور ابنِ خزیمہ، ابنِ صاعد علی بن عبداللہ بن مبشر، عبدالرحمن بن ابی حاتم وغیرہ حضرات نے حدیث روایت کی ہے۔

ابو حاتم کا قول ہے: احمد بن سنان ثقہ اور صدوق ہیں۔ جبکہ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم انہیں امامِ اہلِ زمانہ قرار دیتے ہیں۔ جعفر بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد احمد کو یہ کہتے سنا ہے: اس دنیا میں جو بھی بدعتی ہے اسے اصحابِ حدیث سے بغض ہوتا ہے اور جو بھی بدعت کا مرتکب ہوتا ہے اس کے دل سے حدیث کی حلاوت کو نکال دیا جاتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ موصوف نے 256ھ میں وفات پائی۔ جبکہ ایک قول اس کے بعد وفات پانے کا بھی ہے۔ (جیسے 258ھ یا 259ھ میں وفات پانے کے اقوال بھی ہیں)۔

ہمیں ابو الحسین یونینی وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ احمد بن سنان سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں یزید نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شریک نے محمد بن جحادہ سے، اُنہوں نے عطاء سے، اُنہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا: وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جنگ کے سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے"۔

(۵۳۹) ۸/ ۱۲۱ اخ، م، د، ت، ق: الحافظ، الامام ابو محمد الحسن بن علی بن محمد الخلّال الحلوانی رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ مکہ کے محدث تھے۔ ابو معاویہ، وکیع، معاذ بن ھشام اور بے شمار لوگوں سے حدیث بیان کی۔ عبدالرزاق کے پاس سفر کر کے گئے اور ان سے خوب حدیث لی اور خوب بیان بھی کی۔ موصوف اس علم کی راہ میں بہت تھکے اور بہت لکھا۔ ابراہیم بن اورمہ کا قول ہے: آج دُنیا میں تین حافظِ حدیث ہی باقی رہ گئے ہیں (۱) خراسان میں ذھلی، (۲) اصبہان میں ابنِ فرات اور (۳) مکہ میں حلوانی۔

میں کہتا ہوں: موصوف سے امام نسائی کے سوا ائمہ ستہ نے اور ابو بکر بن ابی عاصم، ابو العباس السراج محمد بن مجد اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

---

❶ تہذیب الکمال: 22/1، تہذیب التہذیب: 34/1، تقریب: 616/1، الکاشف: 59/1، الجرح والتعدیل: 75/3، تاریخ بغداد: 365/7، الوافی بالوفیات: 166/12، العقد الثمین: 165/4۔

❷ تہذیب الکمال: 273/1، تہذیب التہذیب: 302/2، الکاشف: 224/1، الجرح والتعدیل: 75/3، تاریخ بغداد: 365/7، الوافی بالوفیات: 166/12، العبر: 437/1، العقد الثمین: 165/4۔

ابوداؤد کا قول ہے: حلوانی رجال کے عالم تھے۔ یعقوب بن شیبہ بیان کرتے ہیں: حلوانی ثقہ، ثبت اور متقن تھے، موصوف حلوانی نے ذی الحجہ 242ھ میں وفات پائی۔

میں نے بعلبک میں زینت بنتِ عمر پر عبدالمعز بن محمد کی قرأت کی کہ وہ اپنی سند کے ساتھ حلوانی سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں عمر بن ابان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں مسلم نے اسماعیل بن اُمیہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے ابوزبیر نے طاؤس سے، اُنہوں نے عکرمہ سے، اُنہوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہ کے پاس (عیادت کے لیے) تشریف لے گئے، وہ بیمار تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم حج کو چلی جاؤ البتہ (احرام باندھتے وقت یہ) شرط رکھ لینا کہ میرے حلال ہونے کی جگہ وہی ہوگی جہاں تو نے مجھے روک دیا" (یعنی بیماری یا عذر و مجبوری کی وجہ سے مکہ پہنچنے سے رُک گئی)۔

ہمیں ابوالمعالی القرافی نے اپنی سند کے ساتھ حلوانی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں نصر بن حماد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شعبہ نے یحییٰ بن سعید سے، اُنہوں نے سعید بن مسیب سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا، (آپ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد فرما رہے تھے):

"تو میرے نزدیک ایسا ہے جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھے البتہ یہ بات ہے کہ میرے بعد اب کوئی (نیا) نبی نہیں ہے"۔

(۵۴۰) ۱۲۲/۸، د: الامام، الحافظ ابوجعفر محمد بن مسعود بن یوسف بن العجمی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ طرسوس کے محدث تھے، عیسیٰ بن یونس، القطان اور اس طبقہ کے ائمہ محدثین سے حدیث بیان کی۔ عبدالرزاق کی خدمت میں چل کر حاضر بھی ہوئے۔ موصوف نے علمِ حدیث میں خوب جان کاہی سے کام لیا ہے اور اس میدان میں ممتاز اور نمایاں مقام حاصل کیا۔ آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں ابوداؤد، جعفر فریابی، محمد بن وضاح اندلسی حاجب بن ارکین، ابوالعباس السراج، ابن ابی داؤد، محاملی اور دیگر بے شمار اکابر شامل ہیں۔

خطیب وغیرہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ ابنِ وضاح بیان کرتے ہیں: میں نے ابوجعفر سے بڑا عالمِ حدیث نہیں دیکھا۔ موصوف بڑے فاضل، بلند مرتبہ اور امام احمد بن حنبل سے کسی طرح کم نہ تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف 247ھ تک بقیدِ حیات تھے۔

ہمیں احمد بن تاج الامناء نے اپنی سند کے ساتھ ابوجعفر طرسوی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں: معمر نے یحییٰ سے، انہوں نے ابوسلمہ سے، اُنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ

[1] تهذيب الكمال: 1267/3، تهذيب التهذيب: 206/2، الكاشف: 95/3، تاريخ بغداد: 301/3، الثقات: 126/9، اربع رسائل: 174، التمهيد: 369/2۔

"جنابِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ظہر، عشاء اور فجر کی نمازوں کی آخری رکعتوں میں قنوت پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے"۔

(۵۴۱) ۸ / ۱۲۳ م ۴: الحافظ الامام، الثبت ابوالفضل عباس بن عبدالعظیم البصری العنبری رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف نے یحییٰ قطان، معاذ ابن ھشام، یزید بن ہارون، ابنِ مہدی، عبدالرزاق اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی ہے۔ جبکہ آپ سے ائمہ ستہ نے حدیث روایت کی ہے۔ البتہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آپ سے متعلق روایت ذکر کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ بقیہ بن مخلد، ابنِ خزیمہ، عمر بن بجیر، زکریا ساجی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

نسائی آپ کو ثقہ اور مامون جبکہ ابن مثنی سمسار آپ کو مسلمانوں کا سردار کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: موصوف کو بصرہ کے دانش مندوں، اہل فضل و بزرگی اور شان والے لوگوں میں شمار کرتے کیا جاتا تھا۔ 246ھ میں وفات پائی۔ (ایک قول 240ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔ میرے پاس موصوف کی عالی احادیث موجود ہیں۔

(۵۴۲) ۸ / ۱۲۴ خ، م، ت، س، ق: الحافظ، الامام، الفقیہ ابو یعقوب اسحاق بن منصور المروزی الکوسج، نزیلِ نیشاپور رحمۃ اللہ علیہ [2]

موصوف نے سفیان بن عیینہ، یحییٰ قطان، وکیع، عبدالرزاق، فریابی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور امام احمد اور اسحاق سے بھی حدیث روایت کی ہے۔ جبکہ آپ سے امام ابوداؤد کے سوا ائمہ ستہ نے اور ابوالعباس السراج، ابنِ خزیمہ، احمد بن حمدون الاعمشی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام مسلم انہیں ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔ جبکہ نسائی ثقہ اور ثبت کہتے ہیں۔ خطیب بیان کرتے ہیں: موصوف مسائل فقہیہ میں امام احمد اور امام اسحاق سے کم درجہ میں تھے۔ حسان بن محمد الفقیہ کا قول ہے: میں نے اپنے مشائخ کو یہ بیان کرتے سنا ہے: اسحاق کو صبح کو جب یہ معلوم ہوا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بعض مسائل سے رجوع کرلیا ہے تو انہوں نے ان کے جملہ مسائل کو ایک تھیلی میں ڈالا اور کندھے پر ڈال کر امام احمد کی طرف پاپیادہ عازمِ سفر ہوگئے۔ پھر ان کے سامنے ان کے بیان کردہ ایک ایک مسئلہ کے خط کو رکھ کر اس کی بابت پوچھتے گئے اور امام موصوف اس کی بابت بتلاتے چلے گئے اور موصوف پر بے حد حیران ہوئے۔

موصوف کوسج نے جمادی الاولی 251ھ میں وفات پائی۔

---

[1] تہذیب الکمال: 658/2، التاریخ الکبیر: 7/6، الوافی بالوفیات: 656/16، سیر الاعلام: 32/12، الثقات: 511/8، دیوان الاسلام: 140ت۔

[2] تہذیب الکمال: 88/1، الکاشف: 113/1، الجرح والتعدیل: 234/1، شذرات الذہب: 123/2، الکنی للامام مسلم: 197، الوافی بالوفیات: 426/8۔

(۵۴۳) ۸/ ۱۲۵ اخ ۴: الحافظ، فقیہِ کبیر ابوعلی حسن بن محمد بن الصباح البغدادی، الزعفرانی رحمۃ اللہ علیہ [1]

درب زعفران سے تعلق ہونے کی وجہ سے زعفرانی کہلائے۔ ابنِ عیینہ، عبیدہ بن حمید، محمد بن ابی عدی، ابومعاویہ الضریر، اسماعیل بن علیہ اوران کے طبقہ سے حدیث بیان کی۔ امام شافعی سے علمِ فقہ حاصل کیا۔ ان کے قدیم اقوال کو لیا۔ جبکہ امام مسلم کے سوا ائمہ ستہ نے اور زکریا ساجی، ابنِ خزیمہ، ابوعوانہ اسفرائنی، محمد بن مخلد ابوسعید بن الاعرابی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام نسائی انہیں ثقہ قرار دیتے ہیں۔ ابنِ حبان کا قول ہے: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ابوثور جیسے عباقرہ بھی حاضر ہوتے تھے۔ لیکن امام موصوف کے سامنے حدیث کی قرأت کی ذمہ داری صرف زعفرانی کے ذمہ تھی۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے زعفرانی کی بابت ان لوگوں سے فرمایا: ذرا ڈھونڈو تو کہ تم لوگوں کو حدیث پڑھ کر کون سنائے؟ تو کس کو زعفرانی کے سوا کسی اور کو آگے کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ میں وہاں سب سے کم سن ہوتا تھا۔ ابھی تو میری مَیں بھی نہ بھیگی تھیں۔

ابنِ عدی کا قول ہے: زعفرانی بڑے فصیح وبلیغ تھے۔ ابوعمر الزاھد کا قول ہے: میں نے ابوالقاسم بن شباط انماطی کو سنا، وہ کہتے ہیں: میں نے مزنی کو سنا، وہ کہتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں نے بغداد میں ایک ایسا نبطی (یعنی عجمی) دیکھا ہے جو مجھ پر اپنے علوم (اور احادیث وغیرہ) یوں پیش کیا کرتا تھا جیسے وہ عرب ہو اور میں کوئی نبطہ ہوں، اس کے بعد امام موصوف نے جنابِ زعفرانی کا نام لیا۔

موصوف زعفرانی نے نوّے کے پیٹے میں بغداد میں شعبان کے اخیر میں 260ھ میں وفات پائی (ایک قول 259ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔

ہمیں محمد بن حسین القرشی نے مصر میں اپنی سند کے ساتھ زعفرانی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں سفیان نے عمرو بن دینار سے اور اُنہوں نے حضرت ھلال بن سیاف سے بیان کیا کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مبارک میں ایک صاحب زخمی ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا: ان کے لیے کسی طبیب کو بلاؤ۔" لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا طبیب نفع دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! رب تعالیٰ نے جو بھی بیماری اُتاری ہے تو اس کی شفاء بھی ضرور اُتاری ہے"۔

یہ سب سے اعلیٰ ومرسل روایت ہے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 278/1، تقریب التہذیب: 170/1، الکاشف: 226/1، سیر الاعلام: 262/12، الثقات: 177/8، تاریخ بغداد: 407/7، الطبقات الشافعیۃ للسبکی: 114/2۔

(۵۴۴) ۸/۱۲۶ ا د، ت، س: الامام، المحدث، القدوہ، ابو انس [1] عبدالوہاب بن عبدالحکم [2] بن نافع الوارق النسائی، ثم البغدادی رحمۃ اللہ علیہ [3]

موصوف بڑے عبادت گزار تھے۔ یحییٰ بن سلیم الطائفی، معاذ بن معاذ، ابو ضمرہ اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی۔ جبکہ آپ سے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابنِ صاعد، بغوی، محاملی اور متعدد لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

نسائی نے عبدالوہاب کو ثقہ کہا ہے۔ ابومزاحم الخاقانی بیان کرتے ہیں: مجھے حسن بن عبدالوہاب ورّاق نے بیان کیا۔ میں نے اپنے والد کو کبھی ہنستے یا مذاق کرتے نہیں دیکھا، بس صرف مسکراتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھے والدہ کے ہنستے دیکھ لیا تو برجستہ فرمایا: بھلا صاحب قرآن بھی یوں ہنسا کرتا ہے۔

امام احمد نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: رب تعالیٰ انہیں عافیت میں رکھے۔ ایسے لوگ کم ہی دیکھنے میں آئے ہیں۔

میں کہتا ہوں: موصوف امام احمد کے ساتھ خاص تھے۔ مروزی بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد کو فرماتے سنا ہے: عبدالوہاب نیک آدمی تھے۔ ایسے ہی لوگوں کو حق کی توفیق سے نوازا جاتا ہے۔ عبدالوہاب نے ذی العقدہ 251ھ میں تقریباً اسّی برس کی عمر پا کر وفات پائی (ایک قول 250ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ عبدالوہاب بن عبدالحکم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالمجید بن ابی رواد نے ابن جریج سے، انہوں نے المطلب بن حنطب سے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"مجھ پر میری اُمت (کی نیکیوں) کے اجر پیش کیے گئے۔ یہاں تک کہ ایک آدمی مسجد سے تنکا نکال باہر کرتا ہے (اس نیکی اور اس کے اجر کو بھی مجھ پر پیش کیا گیا) اور مجھ پر اپنی اُمت کے گناہ (بھی) پیش کیے گئے تو میں نے ان میں اس سے بڑا گناہ نہیں دیکھا کہ ایک آدمی کو (پورا) قرآن یا اس کی ایک آیت ہی بخشی گئی (یعنی یاد کرنے کی توفیق دی گئی) اور اس نے اسے بھلا دیا۔" [4]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اس حدیث کا تذکرہ کیا تو وہ اس حدیث کو نہ جانتے تھے اور ابن المدینی نے مطلب کے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع کے ثابت ہونے پر انکار کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے بعد ہم کس سے (احادیث کو بابت) پوچھا کریں؟ تو فرمایا: عبدالوہاب وراق سے۔

---

[1] ایک قول ابوالحسن، کے کنیت ہونے کا بھی ہے۔

[2] ایک قول عبدالحکم کے بجائے صرف "حکم" کے ہونے کا بھی ہے۔

[3] تہذیب الکمال: 869/2، تہذیب التہذیب: 446/6، تقریب: 527/1(1399)، الکاشف: 212/2، الجرح والتعدیل: 383/6، سیر الاعلام: 323/12۔

[4] سنن ابی داؤد: کتاب الصلوۃ: رقم الباب: 16۔ جامع الترمذی: کتاب ثواب القرآن: باب رقم: 19۔

موصوف عبدالوہاب کا سنت کی بابت یہ قول ہے کہ رب تعالیٰ عرش کے اوپر ہے اور اس کے علم نے دُنیا و آخرت کا احاطہ کر رکھا ہے۔

(۵۴۵) ۸/۷/۱۲۷ م، س، ق: الامام، عالمِ دیار مصفیہ، الحافظ، المقری، الفقیہ ابوموسیٰ یونس بن عبدالاعلی الصفدی، المصری رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ 170ھ کے اخیر میں پیدا ہوئے۔ ورش وغیرہ قراء سے قرآن پڑھا۔ سفیان بن عیینہ، ولید بن مسلم، ابن وھب، معن بن عیسیٰ ابوضمرہ، شافعی اور دیگر بے شمار ائمہ محدثین سے حدیث سنی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ حاصل کیا۔ آپ سے اسامہ تجیبی، ابن خزیمہ اور ابن جریر طبری نے قرأت حاصل کی۔ جبکہ آپ سے حدیث سننے والوں میں امام مسلم، نسائی، ابوبکر بن زیاد، ابن ابی حاتم، ابوطاہر المدینی اور بے شمار لوگوں کے نام شامل ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا جاتا ہے کہ میں نے مصر میں یونس سے زیادہ دانا نہیں دیکھا۔ یحییٰ بن حسان کا قول ہے: یونس اسلام کا ستون ہیں۔ امام نسائی وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ابنِ ابی حاتم بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یونس کی وثاقت بیان کرتے اور اونچے لفظوں میں ان کا تذکرہ کرتے دیکھا ہے۔

میں کہتا ہوں: موصوف کی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک منکر روایت بھی ہے۔

میں نے محمد بن حسین القرشی وغیرہ پر قرأت کی۔ وہ حضرات اپنی سند کے ساتھ یونس سے بیان کرتے ہیں، وہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ محمد بن خالد الجندی سے، وہ ابان بن صالح سے، وہ حسن سے، وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"یہ معاملہ اور زیادہ سخت ہوتا جائے گا اور دُنیا پیٹھ پھیرتی جائے گی (یعنی اپنی عمر پوری کرتی جائے گی) اور لوگوں میں بخل بڑھتا ہی رہے گا اور قیامت تو سب سے برے لوگوں پر ہی آئے گی اور مہدی تو صرف عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہی ہیں۔" ❷

اس حدیث کو امام ابنِ ماجہ نے یونس سے روایت کیا ہے۔

موصوف یونس نے ربیع الاول 264ھ میں وفات پائی۔

(۵۴۶) ۸/۱۲۸ اق: الامام، الحافظ، قاضی مکہ ابوعبداللہ زبیر بن ابی بکر بکار القرشی، الاسدی، المکی رحمۃ اللہ علیہ ❸

موصوف زبردست ماہر انسان تھے۔ ابنِ عیینہ ابوضمر انس بن عیاض، نفر بن شمیل، عبداللہ بن نافع الصائغ اور بے شمار لوگوں

---

❶ تہذیب الکمال: 1567/3، تہذیب التہذیب: 440/11 (835)، الکاشف: 304/3، میزان الاعتدال: 481/4، سیر الاعلام: 348/12، تراجم الاحبار: 224/4، دیوان الاسلام: 2203ت۔

❷ سنن ابن ماجہ: کتاب الفتن، باب رقم: 24۔

❸ تہذیب الکمال: 423/1، تہذیب التہذیب: 312/3، تقریب: 257/1، الکاشف: 318/1، سیر الاعلام: 31/12، تاریخ بغداد: 467/8، الوافی بالوفیات: 187/14، دیوان الاسلام: ت 157۔

سے حدیث بیان کی ہے۔ جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن ابی الدنیا، اسماعیل الوراق محاملی، یوسف ازرق اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

دارقطنی انہیں ثقہ، اور خطیب ثقہ، ثبت اور متقدمین کے اخبار واحوال اور انساب کا عالم کہتے ہیں۔ موصوف نے قریش کے انساب پر ایک عمدہ کتاب بھی لکھی ہے۔ ذی القعدہ 256ھ میں وفات پائی۔

ہمیں محمد بن ابی بکر بن بطیخ وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ زبیر بن بکار سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے ابوغزیہ نے فلیح سے، اُنہوں نے سہیل بن ابی صالح سے، اُنہوں نے اپنے والد سے، اُنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی بھی گواہی دے کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ جو اس شہادت کے ساتھ اللہ سے جا ملے گا اس حال میں وہ (اللہ کی واحدانیت اور میری رسالت میں) شک کرنے والا نہ ہو تو اسے جنت سے محروم نہ رکھا جائے گا۔" [1]

(۵۴۷) ۸/۱۲۹ د، س، ق: الحافظ، المجود ابوالتقی هشام بن عبدالملک الیزنی الحمصی رحمۃ اللہ علیہ [2]

موصوف حمص کے محدث تھے۔ اسماعیل بن عیاش، بقیہ، محمد بن حرب الابرش اور متعدد لوگوں سے حدیث بیان کی۔ جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابوداؤد، ترمذی، ابوعروبہ الحرانی، ابن جوصاء اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

امام نسائی ابوحاتم کا قول نقل کرتے ہیں کہ موصوف حدیث میں متقن تھے۔ آپ کے سنِ وفات کے بارے میں ایک قول 251ھ کا ہے۔

ہمیں احمد بن اسحٰق نے اپنی سند کے ساتھ هشام بن عبدالملک الحمصی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن حرب نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں زبیدی نے سلیم بن عامر سے، اُنہوں نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

"منافق وہ ہے کہ وہ جب بولے گا جھوٹ بولے گا اور جب وعدہ کرے گا تو اس کے خلاف کرے گا اور جب اسے امین سمجھا جائے گا تو خیانت کرنے گا اور جب مالِ غنیمت لے گا تو اس میں چوری کرے گا اور جب اسے حکم دیا جائے گا تو نافرمانی کرے گا اور جب دشمن کے سامنے ہوگا تو بزدلی دکھائے گا۔ بس جس میں یہ سب باتیں موجود ہوں وہ پورا منافق ہے اور جس میں چند ایک باتیں ہوں تو وہ کچھ منافق ہے۔"

یہ حدیث موقوف اور صحیح ہے۔

---

[1] صحیح مسلم: کتاب الایمان: رقم الحدیث: 45۔

[2] تہذیب الکمال: 1441/3، تقریب: 319/2، الکاشف: 223/3، الجرح والتعدیل: 254/9، میزان الاعتدال: 301/4، لسان المیزان: 418/7، الثقات: 233/9، سیر الاعلام: 303/12۔

(۵۴۸) ۸ / ۱۳۰: الحافظ الامام ابوالحسن علی بن حسن الذھلی، الافطس رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نیشاپور کے محدث تھے۔ ایک "المسند" بھی لکھی۔ ابو خاطر الاحمر ابن عیینہ، عبداللہ بن ادریس، جریر بن عبدالحمید، المحاربی اور اس طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی۔ جبکہ آپ سے ابراہیم بن محمد بن سفیان محمد بن سلیمان بن فارس اور ایک جماعت نے حدیث بیان کی ہے۔

حاکم کا قول ہے: موصوف اپنے زمانہ میں نیشاپور کے شیخ تھے۔ 251ھ تک بقیدِ حیات رہے۔ ابو حامد بن الشرقی کا قول ہے کہ الافطس متروک الحدیث تھے۔

تنبیہ:

اس طبقہ میں جن حضرات محدثین کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ وہ سب کے سب ثقہ اور حفاظ حدیث ہیں، البتہ ہم نے ان جیسے حفاظ کے ایک طبقہ کا ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ اس دور کے لوگ تھے جب ایک ہی مجلس میں بیس ہزار سے بھی زیادہ لوگ قلم دوات سنبھالے، ہمہ تن گوش آثار نبویہ لکھنے میں مستغرق ہوتے تھے جن میں دو سو سے زیادہ ائمہ محدثین املائے حدیث کے لیے رونق افروز ہوتے تھے۔ جو تدریس حدیث اور فتویٰ کے اہل ہوتے تھے۔ (بھلا اتنے سارے لوگوں کا تذکرہ اس مختصر کتاب میں کیسے سما سکتا ہے)۔ یہ ان لوگوں کا تذکرہ ہے جنہوں نے علمِ حدیث میں عمریں فنا کر دیں اور اس علم کو زندہ کرتے کرتے خود مٹ گئے۔

غرض جب اس شان کے علماء حفاظ اور محدثین جستہ جستہ عالمِ آخرت کو سدھارتے گئے اور علمِ حدیث کی یہ مسندیں ان کے اہل لوگوں سے خالی ہوتی گئیں تو اب لوگ صرف سیکھنے والے ہی رہ گئے جو ان حضرات محدثین کا مذاق اُڑاتے تھے۔ یہی حدیث وسنت کے وہ دشمن تھے جو اس علم اور اس علم والوں کے ساتھ تمسخر کرتے تھے۔ اس دور کے اکثر علماء فروع تقلید محض پر تکیہ کر کے بیٹھ رہے تھے۔ البتہ ان فروع کو بھی ابھی ضبطِ تحریر میں نہ لایا گیا تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ بغیر سوچے سمجھے متقدمین متکلمین کی عقلی حکمتوں کے پیچھے اندھا دھند لگ گئے تھے۔ غرج ہے بلا دند ناتی پھر رہی تھی اور خواہشات نفسانیہ جیوں میں اور پیوست ہوتی جا رہی تھیں۔ اس علم کے مٹ جانے کے آثار نمودار ہونے لگے اور اس کے اہل لوگوں سے دُنیا خالی ہوتی جا رہی تھی۔

پس اللہ اس شخص پر رحم کرے جو اس دور میں اس علم کی طرف متوجہ ہوا۔ باتیں تو زیادہ نہ کیں ہاں تلاوتِ قرآن میں کھب گیا اور اس زمانے کی خستہ علمی و عملی حالت پر رو دیا اور صحیحین کو اپنی نگارِ غور و فکر کا مرکز بنایا اور اس سے پہلے کہ اسے اجل آلیتی اس نے رب تعالیٰ کی عبادت میں اپنی سانسیں ختم کر دیں۔

اے اللہ! تو نے جہاں ان لوگوں کو حق کی توفیق دی وہیں اب ان پر دُنیا و آخرت میں رحم بھی فرما۔

[1] اصل نسخہ میں موصوف کے ترجمہ کے مصادر مذکور نہیں۔ نسیم

نواں طبقہ

اس طبقہ میں ایک سو چھ (١٠٦) حفاظ کا تذکرہ ہے

(٥٤٩) ٩/١خ ٤: الامام، شیخ الاسلام، حافظِ نیشاپور ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن خالد بن فارس نیشاپوری الذہلی رحمہ اللہ [1]

آپ بنی ذہل کے آزاد کردہ غلام تھے۔ 170ھ کے بعد پیدا ہوئے۔ آپ نے حَفْصَین سے حدیث سنی، پر دونوں سے روایت کرنا ترک کر دیا۔ ان کے علاوہ ابن مہدی، اسباط بن محمد، ابو داؤد طیالسی، عبد الرزاق اور حرمین، شام، مصر، عراق، رے، خراسان، یمن اور الجزیرہ کے بے شمار مشائخ سے حدیث سنی اور فنِ حدیث میں نمایاں مقام حاصل کیا اور آپ سے امام مسلم کے سوا ائمہ ستہ نے، سعید بن ابی مریم اور نفیلی نے حدیث روایت کی، جو آپ کے شیخ بھی تھے۔ ان کے علاوہ ابو زرعہ، ابنِ خزیمہ، سراج، ابو حامد بن الشرقی، ابو حامد بن بلال، ابو علی المیدانی، محمد بن حسین القطان اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

موصوف ثقہ، متدیّن اور سنت کے پیروکار تھے اور دین و حدیث کی صیانت کے وصف سے متصف ہونے کے ساتھ ساتھ خراسان کی مشیتِ علم آپ پر ختم تھی۔

محمد بن سہل بن عسکر کا قول ہے: ایک دفعہ ہم امام احمد کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں محمد بن یحییٰ ذہلی تشریف لے آئے۔ جناب امام احمد رحمہ اللہ ان کے استقبال کے لیے لپک کر اُٹھے تو لوگ حیرت زدہ رہ گئے۔ آپ نے اپنے اصحاب اور اپنی اولاد کو ان سے حدیث لکھنے کی وصیت فرمائی تھی۔

محمد بن داؤد المصیصی کا قول ہے: ایک دفعہ ہم امام احمد کی خدمت میں موجود تھے کہ ذہلی نے ایک حدیث ذکر کی جو ضعیف تھی۔ تو امام موصوف نے فرمایا: آپ جیسے آدمی کو زیبا نہیں کہ وہ ایسی احادیث بیان کیا کرے۔ یہ سن کر موصوف ذہلی شرمندہ ہو گئے۔ اس پر امام احمد نے فرمایا: اے ابو عبد اللہ! میں نے یہ بات آپ کی تعظیم کے لیے کہی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ سے ہی مروی ہے کہ میں نے محمد بن یحییٰ سے زیادہ، زہری کی حدیثوں کا عالم نہیں دیکھا۔

میں کہتا ہوں: موصوف ذہلی نے زہری کی احادیث پر خصوصی توجہ دی اور انہیں نوکِ قلم کیا۔ ان کو بڑی تن دہی سے اکٹھا

---

[1] تہذیب الکمال: 1286/3، تہذیب التہذیب: 511/9، تقریب: 217/2، الکاشف: 107/3، الجرح والتعدیل: 561/8، تاریخ بغداد: 415/3، الوافی بالوفیات: 186/5، التمہید: 308/1۔

کیا۔ ابن زیاد نیشاپوری ذہلی سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مجھے علی ابن المدینی نے یہ کہا: تم تو زہری (کے علوم) کے وارث ہو۔

ابو حاتم کا قول ہے: موصوف اپنے زمانہ کے امام تھے۔ ابو بکر بن زیاد آپ کو امیر المومنین فی الحدیث کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ حسین بن حسن بیان کرتے ہیں: میں نے موصوف ذہلی کو یہ کہتے سنا ہے: میں نے تحصیلِ علم کے لیے تین علمی سفر کیے ہیں۔ جبکہ اس راہ میں ڈیڑھ لاکھ رقم لٹادی۔ میں بصرہ پہنچا تو باب البلد پر یحییٰ قطان کا جنازہ اُٹھا پایا۔

امام ابن خزیمہ موصوف کا ذکر ان الفاظ سے فرماتے ہیں: "ہمیں اپنے زمانہ کے امام محمد بن یحییٰ نے بیان کیا۔ دارقطنی فرماتے ہیں: جو علم کے محلات دیکھنا چاہے وہ محمد بن یحییٰ کی کتاب "علل حدیث الزهری" کی سیر کرے۔ ابو عمرو احمد بن نصر الخفاف کا قول ہے: میں نے موصوف ذہلی کو (ان کی وفات کے بعد) خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ رب تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ فرمایا: رب تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ میں نے دوسرا سوال پوچھا کہ آپ کی احادیث کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟ تو فرمایا: انہیں سونے کے پانی سے لکھ کر اعلیٰ علیین میں لٹکا دیا گیا۔

موصوف ذہلی نے ربیع الاوّل 258ھ میں وفات پائی۔ جبکہ عمر نے نوے (۹۰) کے پیٹے میں قدم رکھ دیے تھے۔ (آپ کی تاریخِ وفات کی بابت 252ھ اور 259ھ کے اقوال بھی ہیں)۔ سبط السلفی کے پاس آپ کی سب سے اعلیٰ مرویات کا جز موجود ہے۔

اس سال جن مزید بزرگوں نے وفات پائی ان کے نام یہ ہیں:

☆ احمد بن بدیل یمامی الکوفی قاضیٔ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ

☆ محدث احمد بن سنان القطان رحمۃ اللہ علیہ

☆ محمد احمد بن حفص بن عبداللہ السلمی النیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ

☆ محدث حمید بن ربیع الخزاز الکوفی رحمۃ اللہ علیہ

☆ شیخ صوفیہ یحییٰ بن معاذ الرازی الواعظ رحمۃ اللہ علیہ

ہمیں احمد بن عبدالرحمٰن العابر اور ایک جماعت نے اپنی سند کے ساتھ ذہلی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن عبداللہ بن مثنیٰ نے، وہ کہتے ہیں: مجھے اشعث نے محمد بن سیرین سے، اُنھوں نے خالد الحذاء سے، اُنھوں نے ابو قلابہ سے، انہوں نے ابو مہلب سے، اُنھوں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ

"ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سہو ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہو کے دو سجدے کیے، پھر تشہد پڑھی اور پھر سلام پھیرا۔"

یہ حدیث حسن، غریب اور فرد ہے اور "شیوخ کی اپنے تلامذہ سے روایت" کی قبیل سے ہے۔ اسے ابوداؤد، ابو عیسیٰ اور ابن ماجہ نے ذہلی سے روایت کیا ہے۔ ہم نے اس حدیث کے عالی ہونے کی وجہ سے اس کی موافقت کی ہے۔

(۵۵۰) ۹/ ۲: امام ربانی، شیخِ مشرق ابوالحسن محمد بن اسلم بن سالم بن یزید الکندی الطوسی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ بنی کندہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ نے یعلی بن عبید اور ان کے بھائی محمد بن عبید سے اور جعفر بن عون، یزید بن ہارون، عبید اللہ بن موسیٰ، المقری اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ آپ نے ایک مسند بھی لکھی اور خوب عمدہ روایات بیان کیں۔ آپ ثقہ حفاظ اور اولیائے ابدال میں سے تھے۔ میں نے موصوف کی "اربعین" کو عالی اسناد کے ساتھ سن رکھا ہے۔ آپ کے سب سے قدیم شیخ جنابِ نضر بن شمیل ہیں۔

آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں ابراہیم بن ابی طالب، حسین بن محمد القبانی، ابن خزیمہ، ابنِ ابی داؤد محمد بن وکیع الطوسی اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

محمد بن رافع کا قول ہے کہ میں محمد بن اسلم کے پاس ملنے گیا تو میں نے انہیں اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسا پایا۔ امام ابن خزیمہ موصوف کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں: ہمیں اس اُمت کے عالمِ ربانی محمد بن اسلم نے بیان کیا۔

محمد بن یوسف البناء الاصبہانی، الزاھد بیان کرتے ہیں کہ ہمیں محمد بن اسلم کے خادم محمد بن قاسم الطوسی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے اسحاق بن راھویہ کو سنا کہ جب ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "تم سوادِ اعظم کو لازم پکڑو" کے بارے میں پوچھا گیا (کہ اس میں سوادِ اعظم سے کیا مراد ہے) تو انہوں نے کہا: (یہ) محمد بن اسلم اور ان کے ساتھی اور ان کے پیروکار ہیں۔ میں نے گزشتہ پچاس برس سے ان سے زیادہ سنت سے تمسک والا علم نہیں سنا۔

ایک مرتبہ امام ابن خزیمہ نے ان الفاظ کے ساتھ انہیں خراجِ تحسین پیش کیا: ہمیں انہوں نے بیان کیا جن کے جیسا میری آنکھوں نے دیکھا نہیں اور وہ محمد بن اسلم ہیں۔ احمد بن نصر نیشاپوری بیان کرتے ہیں: مجھے بتلایا گیا کہ محمد بن اسلم کے جنازہ میں دس لاکھ انسان شریک تھے۔

میں کہتا ہوں: میں نے جناب محمد بن اسلم کے جملہ مناقب کو "تاریخ اسلام" میں ذکر کیا ہے۔ موصوف امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مشابہ تھے۔ موصوف نے محرم 242ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

ہمیں ابوالفضل بن عساکر وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن اسلم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن عبید نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں سلیمان بن [2] یزید محاربی نے حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس قوم میں کوئی قطع رحمی کرنے والا ہو، ان میں (رب تعالیٰ کی) رحمت نہیں اُترا کرتی"۔

اس حدیث کے روایت کرنے میں ابو معاویہ نے محمد بن اسلم کی متابعت کی ہے اور ابو معاویہ اس روایت کو سلیمان سے روایت کرتے ہیں۔ سلیمان ابو آدم اور ایک ضعیف راوی ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ ابنِ زید ہے۔

---

[1] تاریخ الصغیر: 377/2، الجرح والتعدیل: 201/7، الوافی بالوفیات: 204/2، الحلیۃ: 238/9، طبقات الحفاظ: 234، 233، شذرات الذھب: 100/2، 101۔

[2] التھذیب میں یزید کی بجائے "زید" لکھا ہے۔

(۵۵۱) ۹ / ۳۳ت: الامام، الحافظ ابو محمد عبد بن [1] حمید بن نصر الکسی [2]

آپ نے ایک تفسیر اور "المسند الکبیر" بھی لکھی۔ آپ کا پورا نام عبد الحمید تھا جسے تخفیف کر کے "عبد" کہا جاتا تھا۔ دوسری صدی ہجری کی تکمیل پر بھرپور جوانی میں تحصیل علم کے لیے رختِ سفر باندھا اور یزید بن ہارون، محمد بن بشر العبدی، علی بن عاصم، ابن ابی فدیک، حسین بن علی الجعفی، ابواُسامہ، عبد الرزاق اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں امام مسلم، امام ترمذی، عمر بن بجیر، بکر بن مرزبان، ابراہیم بن خزیم الشاشی اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں "دلائل النبوۃ" کے ذکر میں موصوف سے ایک معلق روایت ذکر کی ہے۔ وہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں "عبد الحمید" کے نام سے ذکر کیا ہے۔ موصوف کا شمار ائمہ ثقات میں ہوتا ہے۔ موصوف کی مسند کا ایک منتخب حصہ عالی سند کے ساتھ ہمارے اور ہماری کم سن اولاد کے پاس موجود ہے۔ موصوف نے 249ھ میں وفات پائی۔

اسی سال ان لوگوں نے بھی وفات پائی:

☆ شیخ بغداد ابو علی حسن بن الصباح البزاز

☆ محدثِ الجزیرہ ابو سلیمان ایوب بن محمد بن زیاد الرقی الوزّان

اور ان کے علاوہ ائمہ محدثین کی ایک بڑی جماعت نے انتقال فرمایا۔

ہمیں ابو الحسن بن الفقیہ نے بعلبک میں اور دیگر حضرات نے اپنی سند کے ساتھ عبد بن حمید سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن بشر العبدی نے سعید بن ابی عروبہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں قتادہ نے سلیمان یشکری سے، انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس نے کسی (بے آباد اور ویران) زمین کی چار دیواری کر لی (تا کہ اسے آباد کرے) تو وہ زمین اسی کی ہو گئی۔" [3]

(۵۵۲) ۹ / ۴۴ م، د، ت: الامام، الحافظ، شیخ اسلامِ سمرقند ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن بن فضل بن بہرام بن عبد الصمد تمیمی، دارمی، سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ [4]

موصوف نے "مسند عبد بن حمید" کے ایک منتخب طبقہ پر ایک "المسند العالی" بھی لکھی۔ آپ 181ھ میں

---

[1] ایک قول "عبد الحمید" ہونے کا بھی ہے۔

[2] تہذیب التہذیب: 455/6(940)، تقریب التہذیب: 529/1(1411)۔

[3] مسند احمد: 381/3، سنن ابی داؤد: کتاب الامارۃ: باب رقم: 38۔

[4] تہذیب الکمال: 703/2، تہذیب التہذیب: 294/5(52)، تقریب: 429/1(432)، الکاشف: 103/2، الوافی بالوفیات: 242/17، الثقات: 364/8، دیوان الاسلام: ت 924۔

پیدا ہوئے جس میں امام ابنِ مبارک اس دُنیا کو الوداع کہہ گئے تھے۔ آپ نے نصر بن شمیل، یزید بن ہارون، سعید بن عامر الضبعی، جعفر بن عون، زید بن یحییٰ بن عبید دمشقی، وھب بن جریر اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حرمین، شام، خراسان، عراق اور حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں مسلم، ابوداؤد، ترمذی، مطین، جعفر فریابی، عمر بن بجیر، نسائی، حفص بن احمد بن فارس الاصبہانی، عبداللہ بن احمد بن حنبلی، عیسیٰ بن عمر سمرقندی اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔ البتہ امام نسائی نے آپ سے "السنن" کے علاوہ میں روایت کی ہے۔

خطیب کا قول ہے: موصوف دارمی حفاظِ حدیث میں سے اور طلب علم کے لیے بے حد سفر کرنے والوں میں سے تھے۔ آپ وثاقت، ورع اور زھد وعبادت کے اوصاف سے متصف تھے۔ سمرقند کی قضا سونپی گئی تو ایک ہی مقدمہ کا فیصلہ کر کے اس منصب سے استعفاء دے دیا۔ خطیب آگے لکھتے ہیں: دارمی بے حد عقل مند اور بے انتہاء علم وفضل کے مالک تھے۔ دین و دیانت زھد عبادت، قلت وقناعت، علم و بردباری اور فقہ واجتہاد میں ضرب المثل تھے۔ مسند، ایک تفسیر اور کتاب الجامع جیسی تصانیف کے مالک تھے۔

ابو حاتم بیان کرتے ہیں: دارمی ثقہ اور صدوق تھے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ دارمی کے بارے میں فرماتے ہیں: دارمی پر دنیا پیش ہوئی، پر اُنہوں نے قبول نہ کی۔ رجاء بن مرجی کا قول ہے: میں نے شاذ کونی اور ابن راھویہ...... (آگے ایک جماعت کے نام گنواتے ہیں)، کو دیکھا ہے۔ میں نے ان میں دارمی سے بڑا حافظِ حدیث نہیں دیکھا۔ ابنِ ابی حاتم بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ کہتے سنا ہے: دارمی اپنے زمانہ کے امام تھے۔

ہمیں محمد عبدالغنی وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ دارمی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں یزید بن ہارون نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا:

"ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے کپڑوں پر زرد رنگ کا نشان دیکھا تو دریافت فرمایا کہ: "یہ کیا ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا کہ میں نے شادی کر لی ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولیمہ (کا کھانا) دو، چاہے ایک بکری ہی ہو"۔

موصوف دارمی نے 8 ذی الحجہ 255ھ (اور ایک قول کے مطابق 225ھ) میں وفات پائی (رحمۃ اللہ علیہ)۔ اِسی سال جن مزید محدثین کا انتقال ہوا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

☆ محدثِ نیشاپور ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن ھاشم الطوسی رحمۃ اللہ علیہ

☆ محدثِ واسط محمد بن حرب النشائی رحمۃ اللہ علیہ

☆ محدثِ دمشق موسیٰ بن عامر بن عمارہ بن خریم المری، الدمشقی، آپ ولید کے راوی ہیں۔

☆ عبدالغنی بن رفاعہ اللخمی، المصری۔ موصوف بکر بن مضر سے روایت کرنے والے باقی لوگوں میں سے تھے۔

☆ اور کرامیہ کا بانی مبانی محمد بن کرام۔

(۵۵۳) ۹ / ۵ خ، ت: الحافظ، العَلَم، ابوالحسن احمد بن حسن بن جنید الترمذی رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ "ترمذیٔ کبیر" کے لقب سے معروف تھے۔ یعلی بن عبید، ابونضر، عبداللہ بن موسیٰ، سعید بن ابی مریم اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور خوب حدیث روایت کی اور حصولِ علم کے لیے متعدد اسفار کیے۔ خود آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں امام بخاری، امام ترمذی، ابنِ ماجہ وغیرہ حضرات شامل ہیں۔ لوگ آپ سے علل، رجال اور فقہ کی بابت پوچھا کرتے تھے۔ آپ امام احمد کے اصحاب میں سے تھے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح کی "کتاب المغازی" میں آپ کے واسطہ سے امام احمد سے ایک حدیث روایت کی ہے۔

موصوف نے 240ھ کے چند سال بعد انتقال فرمایا۔ (ایک قول 222ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔

(۵۵۴) ۹ / ۶: فقیہِ کبیر، عالمِ اندلس، ابومروان عبدالملک بن حبیب السلمی ثم المرداسی، الاندلسی القرطبی رحمۃ اللہ علیہ ❷

موصوف 170ھ کے بعد پیدا ہوئے۔ صعصعہ بن سلام، غازی بن قیس، اور زیاد شبطون وغیرہ سے حدیث حاصل کی۔ حج کے موقع پر عبدالملک بن ماجشون، اسد السنہ، اصبغ بن فرج اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ اور علم کا ایک بچہ ناپیدا کنارے کر اندلس لوٹے۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں بقی بن مخلد، محمد بن وضاح، یوسف المغامی، مطرف بن قیس اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

موصوف مذہب مالکیہ کے سرخیل تھے۔ متعدد مشہور کتابیں بھی لکھیں۔ البتہ حدیث میں اتقان کا درجہ حاصل نہ تھا۔ بلکہ بطور مناولہ ❸ کے حدیث کے بیان پر قناعت کر لیتے تھے۔ ابنِ فرضی کا قول ہے: موصوف فقیہ، ادیب نحوی، شاعر اخباری، ماہرِ انساب، دراز گو، اور متعدد علوم وفنون کے ماہر تھے۔ ابن بشکوال بیان کرتے ہیں: جب مغرب کے فقیہ سحنون کو ابنِ حبیب کے مرنے کی اطلاع دی گئی تو بے ساختہ کہہ اُٹھے: "آج اندلس کا عالم وفات پا گیا۔ بلکہ اللہ کی قسم! دنیا کا عالم دُنیا سے اُٹھ گیا"۔

صدفی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: ابنِ حبیب نے بہت احادیث جمع کیں۔ ان کا اخذ حدیث تو معتبر ہے البتہ انہیں رجال میں

---

❶ تہذیب الکمال: 18/1، تہذیب التہذیب: 22/1، تقریب: 13/1، الکاشف: 54/1، تاریخ بغداد: 116/4، التعدیل والتخریج: رقم: 6، التاریخ الکبیر: 3/2۔

❷ تہذیب التہذیب: 390/6(736)، تقریب: 518/1(1304)، میزان الاعتدال: 652/2، لسان المیزان: 59/4۔

❸ مناولہ: یہ تحصیل حدیث کی تیسری صورت کا نام ہے۔ اس کا لغوی معنی دینا اور عطا کرنا ہے۔ اصطلاح میں کسی شیخ ومحدث کا اپنے شاگرد کو اپنی کوئی تحریر یا کتاب عطا کرنے کو "مناولہ" کہتے ہیں۔ پھر اگر تو محدث وہ تحریر دیتے ہوئے یہ بھی کہہ دے کہ یہ میری فلاں سے نقل کردہ روایات ہیں، تمہیں ان کو میرے واسطے سے نقل کرنے کی اجازت ہے تو اسے "مناولہ مع الاجازۃ" کہتے ہیں اور اگر کچھ کہے بغیر وہ تحریر یا کتاب دے تو اسے "مناولہ بغیر اجازۃ" کہا جاتا ہے۔ "از علوم الحدیث ص: 312، مولفہ مولانا عبیداللہ الاسدی رحمۃ اللہ علیہ"۔ نسیم

تمیز اور درایت حاصل نہ تھی۔ احمد بن محمد بن عبد البر کا قول ہے: اندلس میں سب سے پہلے حدیث کو متعارف کروانے والے ابن حبیب ہی تو ہیں۔ البتہ انہیں صحیح و سقیم احادیث کی معرفت حاصل نہ تھی۔ موصوف کے یحییٰ بن یحییٰ سے تعلقات اچھے نہ تھے۔ آپ یحییٰ کے شدید مخالف تھے۔ پہلے موصوف کی مشاورت رہتی تھی، لیکن یحییٰ کے مرنے کے بعد میدان علم کے اکیلے شہسوار ابن حبیب ہی رہ گئے۔

آپ کے سنِ وفات کی بابت ایک قول 239ھ ہے۔ سعید بن مخلون نے آپ کی تاریخِ وفات چار رمضان 238ھ بتلایا ہے۔

ہمیں ابنِ ہارون نے اپنی سند کے ساتھ ابنِ حبیب سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ہارون بن صالح الطلحی نے عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے، اُنہوں نے ربیعہ بن محمد بن حارث تیمی سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"کوئی کسی دوسرے کی طرف سے حج نہ کرے سوائے بیٹے کے جو اپنے باپ کی طرف سے حج کرے"۔

یہ روایت منقطع ہے۔

(۵۵۵) ۹/ ۷ ع: الحافظ، المجود ابو قدید عبید اللہ بن فضالہ النسائی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے یمن میں عبدالرزاق سے، بصرہ میں انصاری سے، مکہ میں المقری سے، یحییٰ بن یحییٰ سے نیشاپور میں اور شام میں ابوالیمان سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے نسائی، ابنِ ابی عاصم، حسن بن سفیان اور دیگر لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

نسائی نے آپ کو ثقہ اور مامون کہا ہے (آپ نے 241ھ میں وفات پائی)۔

ہمیں ابراہیم بن الدرجی نے اپنی کتاب میں اپنی سند کے ساتھ عبید اللہ بن فضالہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالرزاق نے معمر سے، اُنہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، اُنہوں نے عمرو بن زید البکالی سے، اُنہوں نے عتبہ بن عبد "السلمی" سے بیان کیا کہ

"ایک اعرابی نے خدمتِ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر جنت کے بارے میں سوال کیا۔ آپ ﷺ نے ان سے حوض کا ذکر فرمایا، تو اس نے پوچھا: "کیا جنت میں درخت ہوں گے؟"۔ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "ہاں! اس میں طوبیٰ نامی ایک درخت (بھی) ہے"۔

(۵۵۶) ۹/ ۸ خ، م، د، ت، س: الحافظ، الامام ابو عبد اللہ احمد بن سعید بن ابراہیم الخراسانی الرباطی، الاشقر، نزیلِ نیشاپور رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف نے وکیع، عبدالرزاق، ابنِ جریر، سعید بن عامر، اسحاق السلولی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ

---

[1] تہذیب الکمال: 887/2، تہذیب التہذیب: 43/7(77)، تقریب: 538/1، الکاشف: 232/2، الجرح والتعدیل: 1564/5، الثقات: 407/8۔

[2] تہذیب الکمال: 21/1، تہذیب التہذیب: 30/1، تقریب: 15/1، الکاشف: 57/1، التاریخ الکبیر: 6/2، الوافی بالوفیات: 390/6، تاریخ بغداد: 165/4، سیر الاعلام: 207/12، التعدیل والتجریح: رقم: 27، شذرات الذہب: 102/2۔

سے ابنِ ماجہ کے سوا ائمہ ستہ نے اور السراج، ابنِ خزیمہ اور متعدد لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

ابنِ طاہر نے آپ کو "رباط" کا والی بنایا۔ اس لیے جب موصوف حضرت امام احمد رحمہ اللہ سے ملنے گئے، تو انہوں نے آپ کا خندہ پیشانی سے استقبال نہ کیا اور یہ بھی فرمایا: کیا کل (یعنی قیامت) کو یہ بات نہ کہی جائے گی کہ ابنِ طاہر اور اس کے پیروکار کہاں ہیں؟ ذرا تو بھی دیکھ لینا کہ اس وقت تم کہاں ہو گے؟

ایک قول یہ ہے کہ آپ کا سنِ وفات 243ھ ہے (جبکہ 245ھ اور 246ھ میں وفات پانے کے اقوال بھی ہیں)۔

ہمیں ابنِ عساکر اپنی سند کے ساتھ ابوالعباس الثقفی سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں احمد بن سعید الرباطی نے بیان کیا۔

ابنِ عساکر اسی سند کے ساتھ ثقفی تک، اور وہ ابویحییٰ سے اور وہ قواریری سے بیان کرتے ہیں۔ آگے قواریری اور رباطی دونوں بیان کرتے ہیں: ہمیں محبوب بن حسن نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں داؤد نے شعبی سے، انہوں نے مسروق سے اور انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"(ابتداء میں) سفر و حضر دونوں کی نماز دو (دو) رکعت فرض کی گئی۔ پھر جب نبی کریم ﷺ (ہجرت کے بعد مستقل) مدینہ میں مقیم ہو گئے تو نمازِ فجر کو اس کی قرأت کے طویل ہونے کی وجہ سے اور نماز مغرب کو دن کے وتر ہونے کی وجہ سے (اپنے اپنے حال پر) چھوڑ دیا گیا (یعنی فجر کی نماز دو رکعت اور مغرب کی نماز تین رکعت ہی رہی)۔ جبکہ ظہر، عصر اور عشاء کی نماز میں حالتِ اقامت میں چار چار رکعت کر دی گئیں)۔"

امام حاکم فرماتے ہیں: میں نے حافظ ابوعلی کو یہ کہتے سنا ہے: اللہ کی قسم! رباطی ان ائمہ میں سے تھے جن کی اقتداء کی جاتی ہے۔ خلیلی رباطی کو حافظ اور متقن کہتے ہیں۔ محمد بن علی الصفاء کا قول ہے: آج اگر حسن بصری زندہ ہوتے تو اسحاق کے (علوم کے) محتاج ہوتے اور میں نے اسحاق کے بعد احمد رباطی جیسا نہیں دیکھا۔

(۵۵۷) ۹/۹: الامام، الحافظ، محدثِ جرجان ابوعبداللہ محمد بن عمیرہ نزیلِ ھرات رحمہ اللہ [1]

آپ نے اسحاق ازرق، یزید بن ہارون، عبدالرزاق اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، اور آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں محمد بن عبدالرحمٰن الشامی، محمد بن شاذان، ابویحییٰ البزاز اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ موصوف کو ستر ہزار احادیث یاد تھیں رحمہ اللہ۔

(۵۵۸) ۹/۱۰ اخ ۴: الحافظ، الامام ابوطالب زید بن اخزم الطائی، البصری رحمہ اللہ [2]

موصوف نے یحییٰ بن سعید، ابنِ مہدی، معاذ بن ھشام اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور امام مسلم کے سوا ائمہ

---

[1] متن کتاب میں مذکورہ ترجمہ کے مصادر مندرج نہیں۔ نیم

[2] تہذیب الکمال: 447/1، تہذیب التذیب: 393/3، تقریب: 271/1، الکاشف: 335/1، الجرح والتعدیل: 2518/3، الثقات: 251/8۔

ستہ نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ ابوعروبہ، عبداللہ بن محمد بن وھب، بغوی، ابن صاعد اور محاملی وغیرہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں شامل ہیں۔

امام نسائی نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ افسوس کہ جب زنگیوں نے 257ھ میں (یا 255ھ میں) بصرہ کو تباہ کیا اور وہاں کے لوگوں کا قتلِ عام کیا تو اس دوران کسی نابنجار نے علم کے اس چراغ کو بھی ذبح کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بجھا دیا۔ رحمہ اللہ

ہمیں ابوالحسن العلوی نے اپنی سند کے ساتھ زید بن اخزم طائی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالقاہر بن شعیب نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابنِ عون نے محمد سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”جب تک نماز بندے کو روکے رکھتی ہے تو وہ (اجر کے اعتبار سے) نماز میں ہی ہوتا ہے“۔

(۵۵۹) ۹/ ۱۱ ت، س: الامام، الحافظ ابوعبداللہ احمد بن نصر القرشی النیشاپوری رحمہ اللہ [1]

آپ نیشاپور کے فقیہ، مقری اور زاہد تھے۔ ابن نمیر، نضر بن شُمیل، ابن ابی فدیک اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی۔ جبکہ آپ سے سلمہ بن شبیب، ابنِ خزیمہ، ابوعروبہ حرانی اور متعدد دوسرے لوگوں نے حدیث بیان کیا ہے۔

امام حاکم کا قول ہے: موصوف اپنے زمانہ میں نیشاپور کے فقیہ محدث تھے۔ جنابِ ابنِ خزیمہ نے کوچ سے قبل آپ ہی سے فقہ حاصل کیا تھا۔ آپ نے 245ھ میں وفات پائی۔

میرے پاس ابنِ خزیمہ کے طریق سے موصوف کی ایک حدیث ہے۔

اس سال مزید جن محدثین نے وفات پائی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

- ☆ احمد بن عبدہ الضبی، البصری رحمہ اللہ
- ☆ مقرئ مکہ ابوالحسن احمد بن محمد بن عون القواس النبال رحمہ اللہ
- ☆ سدی کے نواسے اسماعیل بن موسیٰ الفزاری الکوفی رحمہ اللہ
- ☆ عبداللہ بن عمران العابدی المکی رحمہ اللہ
- ☆ شیخ الصوفیہ ذوالنون مصری وغیرہ رحمہ اللہ

(۵۶۰) ۹/ ۱۲ ام، د، ت، س: الحافظ الناقد ابوالحسن علی بن نصر بن علی بن نصر بن علی بن صہبان الجہضمی رحمہ اللہ [2]

آپ بصرہ کے محدث اور محدثِ بصرہ کے بیٹے تھے۔ ابوعاصم النبیل، ابن جریری، یزید بن ہارون اور ان کے طبقہ کے

---

[1] تہذیب الکمال: 43/1، تہذیب التہذیب: 85/1، تقریب: 27/1، الکاشف: 71/1، التاریخ الکبیر: 6/2، العبر: 408/1، طبقات الحافظ: 237، سیر الاعلام: 239/12۔

[2] تہذیب الکمال: 993/2، تہذیب التہذیب: 390/7(630)، تقریب: 45/2، المغنی: 4351، شذرات الذھب: 316/1، تراجم الاحبار: 142/3، العبر: 297/1۔

لوگوں سے حدیث بیان کی۔ جبکہ آپ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سوا ائمہ محدثین نے روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ ابن ماجہ، جعفر فریابی، ابوبکر بن ابوداؤد اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔ البتہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے موصوف سے اپنی "تاریخ" میں ضرور روایت کیا ہے۔

ابن ابی حاتم کا قول ہے: میں نے اپنے والد سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے انہیں ثقہ کہا اور ان کی بے حد تعریف وتوصیف بیان کی۔ امام ترمذی بیان کرتے ہیں: علی بن نصر حافظ اور صاحب حدیث تھے۔ موصوف نے 250ھ میں وفات پائی۔

اس سال وفات پانے والے دیگر محدثین میں سے چند ایک کے اسماء گرامی ذیل میں مندرج ہیں:

☆ موصوف علی بن نصر کے والد ماجد نصر بن علی

☆ شیخ مصر حارث بن مسکین ابوعمرو القاضی

☆ محدثِ مصر ابوطاہر احمد بن عمرو بن السرح

☆ مقرئ مکہ ابوالحسن احمد بن محمد البزی

☆ محدثِ شیعہ عباد بن یعقوب الرواجنی

☆ متعدد کتب کے مصنف عمرو بن بحر الجاحظ

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ علی بن نصر سے بیان کیا کہ وہ اور عبد القدوس بن محمد بیان کرتے ہیں اور اس روایت کے الفاظ علی بن نصر کے ہیں کہ مجھے عمرو بن عاصم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ہمام نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں قتادہ نے نضر بن انس سے، اُنہوں نے بشیر بن نہیک سے، اُنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے:

"جو فجر کی دو رکعت (سنت) نماز پڑھنا بھول گیا تو وہ انہیں آفتاب کے طلوع ہو جانے پر یعنی اس کے بعد) ادا کرلے"۔

(۵۶۱) ۹ / ۱۳ ات: حافظِ کبیر ابوعلی الحسن بن شجاع البلخی رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف نے عبید اللہ بن موسیٰ، مکی بن ابراہیم، ابومسہر الغسانی، ابوالولید الطیالسی اور ان کے طبقہ سے حدیث سنی اور اس غرض کے لیے بہت سفر کیے اور آپ سے ابوزرعہ، ابوالعباس السراج، محمد بن زکریا البلخی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں "حدثنا الحسن، حدثنا اسماعیل" کی سند میں جن حسن کو ذکر کرتے ہیں، بظاہر وہ یہی حسن بن شجاع ہیں۔ جبکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے "عن رجل عنه" کہہ کر حدیث روایت کرتے ہیں۔

[1] تہذیب الکمال: 263/1، تہذیب التہذیب: 282/2، تقریب: 167/1، الکاشف: 222/1، سیر الاعلام: 187/12، الثقات: 178/8۔

قتیبہ کا قول ہے: خراسان کے رجال کار اور مرد میدان تو چار ہی ہیں: (۱) دارمی (۲) بخاری (۳) زکریا اللؤلوی اور (۴) حسن بن شجاع۔

دیگر حضرات کا قول ہے: معرفتِ ابواب میں کوئی ابنِ شجاع کا ہم پلہ نہ تھا۔ امام احمد رحمہ اللہ انہیں ابوزرعہ کی نظیر مانتے تھے۔ بڑھاپے سے قبل ہی وفات پاجانے کی وجہ سے زیادہ شہرت نہ پاسکے۔ موصوف نے صرف انچاس برس عمر پائی تھی۔

محمد بن جعفر بلخی کہتے ہیں: ابنِ شجاع نے 15 شوال 244ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۵۶۲) ۹ / ۱۴ اد، ق: الحافظ، العَلَم ابومحمد رجاء بن مرجّی المروزی رحمۃ اللہ علیہ [1]

سمرقندی بھی کہلاتے تھے۔ مفیدِ بغداد بھی لقب تھا۔ نضر بن شمیل، یزید بن ابی حکیم العدنی، ابونعیم، ابوالیمان اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ اور آپ سے حدیث کرنے والوں میں ابوداؤد، ابن ماجہ، ابوالعباس السراج، ابنِ صاعد، محاملی اور دیگر بے شمار لوگوں کے نام گنوائے جاتے ہیں۔ ہمارے پاس ان کی ایک عالی حدیث موجود ہے۔

دارقطنی انہیں ثقہ اور امام کہتے ہیں۔ خطیب کا قول ہے: موصوف حدیث کے علم، حفظ اور معرفت میں ثقہ اور امام تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: موصوف رجاء نے بغداد میں جمادی الاولیٰ 249ھ میں وفات پائی۔ (رحمہ اللہ)

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ رجاء بن مرجّی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں نضر بن شمیل نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں موسیٰ بن ثروان نے، وہ کہتے ہیں مجھے طلحہ بن عبداللہ بن کریز نے، وہ کہتے ہیں ہمیں مجھے سیدہ اُم درداء رضی اللہ عنہا نے بیان کی کہ مجھے میرے آقا (ابودرداء رضی اللہ عنہ) نے بیان کہ اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جب کوئی آدمی اپنے بھائی کے لیے اس کی پیٹھ پیچھے دُعا کرتا ہے تو ایک فرشتہ (اس کی دُعا پر) کہتا ہے": آمین! اور ایسا ہی تجھے بھی ملے۔ [2]

ہمیں سنقر حلبی نے اپنی سند کے ساتھ رجاء بن مرجیّ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبداللہ بن رجاء نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں سعید بن مسلمہ نے مسلم بن ابی مریم سے، اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن شرجیل رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیاہ وسفید دھاری دار چادر میں نماز ادا فرمائی تو (نماز کے بعد) ایک صاحب سے یہ اِرشاد فرمایا: "تم اپنی چادر (مجھے) دے دو"۔ ان صاحب نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ چادر میری چادر سے بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! (میں یہ بات جانتا ہوں) پر اس میں سرخ دھاگا ہے اور مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا کہ یہ چادر مجھے نماز میں (کسی) فتنہ میں مبتلاء (نہ) کردے۔"

---

[1] تہذیب الکمال: 412/1، تہذیب التہذیب: 269/3، تقریب: 249/1، الکاشف: 309/1، الجرح والتعدیل: 2277/3، الثقات: 248/8، الوافی بالوفیات: 103/14، سیر الاعلام: 90/12۔

[2] سنن ابی داؤد: کتاب الوتر: باب رقم: 29۔

(۵۶۳) ۹ / ۱۵ ام ۴: الحافظ، الجوّال ابوعبدالرحمٰن سلمہ بن شبیب النسائی، النیشاپوری، نزیل مکہ رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف نے یزید بن ہارون، ابوداؤد، ابواُسامہ، جارود بن یزید، یعلی بن عبید، مروان بن محمد الطاطری، عبدالرزاق اوران کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، جبکہ آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں ائمہ ستہ سوائے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اور ابوحاتم، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن ہارون الرویانی، حاتم بن محبوب اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ خود امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

نسائی کا قول ہے: ان میں کوئی حرج نہیں۔ موصوف نے رمضان المبارک 249ھ (یا 247ھ یا 246ھ) میں وفات پائی۔ موصوف وفات سے صرف ایک سال قبل مصر آئے تھے۔ "حدیث الاخمیمی" میں آپ کی ایک عالی حدیث موجود ہے۔

اسی سال ان محدثین نے بھی وفات پائی۔

☆ شیخ العربیہ ابوعثمان المازنی رحمۃ اللہ علیہ

☆ خلیفہ متوکل علی اللہ بن المعتصم رحمۃ اللہ علیہ

ہمیں عبدالحافظ بن بدران وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ سلمہ بن شبیب سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالحمید بن عبدالرحمٰن الحمانی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوسعید نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ "جناب ابوطلحہ نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کھانے پر بلانے کے لیے بھیجا جو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (کیا) میں بھی اور جو میرے ساتھ ہیں وہ بھی (سب مدعو ہیں)؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب مدعو ہیں)۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً ستر آدمیوں کے ساتھ تشریف لے آئے۔ سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو جناب ابوطلحہ کی زوجہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: کھانا تھوڑا سا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کھانا نکالنے میں مجھ پر عجلت نہ کرنا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں) کو خود بلایا اور دس دس آدمی داخل ہو کر کھاتے اور نکلتے گئے۔ یہاں تک کہ سب ہی نے کھالیا اور کھانا پھر بھی بچ رہا۔

(۵۶۴) ۹ / ۱۶: الحافظ، الحجہ ابومسعود احمد بن فرات الرازی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ اصبہان کے محدث اور متعدد کتب کے مصنف تھے۔ عبداللہ بن نمیر، ابواُسامہ، یزید بن ہارون، ابن ابی فدیک، عبدالرزاق وغیرہ سے حدیث سنی۔ رجال محدثین کے شرف زیارت کے لیے بہت سفر کیے۔ ابوداؤد، ابن ابی عاصم، فریابی،

[1] تہذیب الکمال: 524/1، الکاشف: 384/1، التاریخ الکبیر: 85/4، الوافی بالوفیات: 320/15، طبقات المحدثین باصبہان: 161، الثقات: 287/8، سیر الاعلام: 256/12۔

[2] تہذیب الکمال: 33/1، تہذیب الکمال: 66/1، تقریب: 23/21، الکاشف: 66/1، الجرح والتعدیل: 67/2، میزان الاعتدال: 127/1، الوافی بالوفیات: 280/7، تاریخ دمشق: 528/7۔

عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن مندہ، عبداللہ بن جعفر بن فارس اور بے شمار لوگ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

ابراہیم بن محمد الطیان کا قول ہے: میں نے موصوف ابومسعود کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے سترہ سو مشائخ سے حدیث لکھی ہے۔ جبکہ جو احادیث لکھی ہیں ان کی تعداد پندرہ لاکھ ہے۔ اور میں نے اپنی تالیفات میں ان میں سے ڈیڑھ لاکھ احادیث لکھی ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں: میرا نہیں گمان کہ اب ابنِ فرات سے زیادہ مسندات کو جاننے والا کوئی باقی رہ گیا ہے۔ ابو عروبہ حرانی کا قول ہے: موصوف کو قوتِ حفظ میں ابوبکر بن ابی شیبہ کا ہم پلہ شمار کیا جاتا تھا۔ جبکہ ثبتِ حدیث میں احمد بن سلمان الرھاوی کے برابر گردانے جاتے تھے۔

ابنِ عدی کا قول ہے: مجھے ابن فرات کی کسی منکر روایت کا علم نہیں۔ وہ صدق و حفظ والے ہیں۔ ابوعمران طرسوی بیان کرتے ہیں: میں نے اثرم کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے امام احمد کو یہ فرماتے سنا ہے: اس آسمان تلے نبی کریم ﷺ کی احادیث کو ابو مسعود رازی سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں۔ خود ابومسعود بیان کرتے ہیں: میں نے بارہ برس کی عمر سے ہی حدیث لکھنا شروع کر دی تھی۔ جبکہ اٹھارہ برس کی عمر میں انہیں اپنی یادداشت سے بیان کرنا شروع کر دیا تھا۔

ابوبکر الاعین سے جب یہ پوچھا گیا کہ ابنِ فرات اور شاذکونی میں سے بڑا حافظ کون ہے؟ تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ مسندات کے بڑے حافظ تو ابنِ فرات ہیں البتہ منقطع روایات زیادہ شاذکونی کو یاد تھیں۔

میں کہتا ہوں: آج سب سے زیادہ عالی سنا جانے والا مجموعہ "جزء ابن فرات" ہے۔

ہمیں احمد بن سلامہ نے کتابۃً اپنی سند کے ساتھ ابنِ فرات سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالرزاق نے معمر سے، انہوں نے حضرت قتادہ سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ

"(ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ نے ایک ہی رات میں اپنی سب ازواج کے پاس چکر لگایا اور (بعد میں) ایک ہی غسل فرمایا"۔

موصوف نے شعبان 258ھ میں وفات پائی۔ اسی سال جن اور محدثین نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حفص بن عمرو الربالی رحمۃ اللہ علیہ

☆ فضل بن یعقوب الرخامی رحمۃ اللہ علیہ

☆ محمد بن اسماعیل الحسانی رحمۃ اللہ علیہ

☆ محمد بن عمر بن ابی مذعور رحمۃ اللہ علیہ

☆ عبدہ بن عبداللہ الصفار الکوفی رحمۃ اللہ علیہ

(۵۶۵) ۹/۱۷اس،ق: الحافظ، الثقہ، الرحال، الجوال ابوالازھر احمد بن ازھر بن منیع بن سلیط العبدی النیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف نے حج کے موقع پر اگرچہ جناب سفیان بن عیینہ کی زیارت کی لیکن ان سے حدیث سننے کی نوبت نہ آسکی۔ آپ نے ابن نمیر، یعلی بن عبیدہ، محمد بن عبیدہ، اسباط بن محمد، عبدالرزاق، ابوضمرہ اللیثی، وھب بن جریر اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، اور آپ سے حدیث سننے والوں میں نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابوحامد بن الشرقی، محمد بن حسین القطان اور متعدد لوگ شامل ہیں۔

آپ کے ساتھیوں میں سے محمد بن رافع اور ذھلی نے بھی آپ سے حدیث روایت کی ہے اور خود فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے یحییٰ بن یحییٰ التمیمی نے حدیث لکھی ہے۔ موصوف علماء محدثین کے زمرہ میں شمار ہوتے تھے۔ ابوحاتم انہیں صدوق کہتے ہیں۔ نسائی اور دارقطنی کا قول ہے کہ ان میں کوئی حرج نہیں۔ ابن الشرقی بیان کرتے ہیں: مجھ سے پوچھا گیا کہ تم عراق کا سفر کیوں نہیں کرتے؟ تو میں نے کہا: بھلا میں وہاں جا کر کیا کروں گا جبکہ یہاں ہمارے پاس حدیث کی بندرگاہیں ہیں اور وہ ذھلی، ابوالازھر اور احمد بن یوسف ہیں۔

کہتے ہیں کہ جب ابن معین نے ابوالازھر کی عبدالرزاق کے واسطے سے فضائل کے باب میں مروی حدیث پر انکار کیا تو انہوں نے اس بات کی قسم اُٹھائی کہ میں یہ حدیث بیان نہ کروں گا یہاں تک کہ ایک درھم صدقہ کرلوں۔

موصوف نے 263ھ میں وفات پائی۔ (ایک قول 261ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)

ہمیں ابوالحسین الیونینی وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ ابوالازھر سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں اسباط بن محمد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شیبانی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بھی کسی کو) رجم فرمایا تھا؟ تو اُنہوں نے فرمایا: جی ہاں! میں نے پوچھا کہ: سورہ نور کے نازل ہونے کے بعد یا پہلے؟ تو اُنہوں نے فرمایا: یہ بات میرے علم میں نہیں۔

(۵۶۶) ۹/۱۸اس: الامام، الحافظ، فقیہ عصر ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم المصری رحمۃ اللہ علیہ [2]

موصوف 182ھ میں پیدا ہوئے۔ ابن وھب، ابوضمرہ، ابن ابی فدیک، شافعی، اشھب، ابن فرات وغیرہ حضرات سے حدیث روایت کی۔ اور آپ نے نسائی، ابن کزیمہ ابن صاعد، ابن ابی حاتم، ابوبکر بن زیاد، الاھم اور بے شمار لوگوں نے حدیث

---

[1] تہذیب الکمال: 15/1، تہذیب التہذیب: 11/1، الجرح والتعدیل: 11/2، العبر: 26/2، الثقات: 43/8، شذرات الذھب: 146/2، الصعفاء لابن عدی: 95/1، العلل المتناھیۃ: 218/1، اللالی المصنوعۃ: 303/2۔

[2] تہذیب الکمال: 1221/3، تہذیب التہذیب: 260/9، تقریب: 178/2، التمھید: 63/1، تراجم الاحبار: 89/4، نسیم الریاض: 459/4، الوافی بالوفیات: 238/3، سیر الاعلام: 498/12۔

روایت کی ہے۔

اپنے والد اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے تفقہ حاصل کیا۔ نسائی انہیں کبھی ثقہ تو کبھی یہ کہتے ہیں کہ ان میں کوئی حرج نہیں۔ ابن خزیمہ کا قول ہے: میں نے فقہاء کرام میں محمد بن عبداللہ سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کے اقوال کو جاننے والا کوئی نہیں دیکھا۔

ابنِ ابی حاتم بیان کرتے ہیں: موصوف ثقہ، صدوق اور اصحابِ مالک میں سے مصر کے ایک فقیہ تھے۔

ابو اسحاق شیرازی بیان کرتے ہیں: خلقِ قرآن کے فتنہ میں گرفتار کر کے ابی داؤد کے پاس لائے گئے، پر انہوں نے قرآن کو مخلوق ماننے سے اِنکار کر دیا۔ جس پر انہیں رہا کر دیا گیا۔ مصر کی علمی ریاست آپ پر ختم تھی۔

ابنِ خزیمہ کا قول ہے: موصوف کو اسنادوں پر ضبط نہ تھا۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے متعدد کتابیں لکھیں، جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

☆ الرد علی الشافعی

☆ کتاب احکام القرآن

☆ رد علی فقھاء العراق

موصوف نے 268ھ میں وفات پائی۔ (ایک قول 269ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔

ہمیں علی بن احمد نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن عبداللہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابنِ وھب نے، وہ کہتے ہیں: مجھے عیاض بن عبداللہ نے مخرمہ بن سلیمان سے، اُنہوں نے کریب سے، اُنہوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہیں سیدہ اُم ھانی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اُنہوں نے خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا:

"اے اللہ کے رسول! یہ میرا ماں جایا [1] "علی" کہتا ہے کہ وہ اسے (ضرور) قتل کر کے رہے گا جسے میں نے پناہ دے رکھی ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ہم نے بھی اسے پناہ دے دی جسے تو نے پناہ دے دی ہے"۔

سعید بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب محمد بن عبداللہ کو ایک معمولی سے دم بریدہ کوتاہ قد گدھے پر سوار دیکھا، اور وہ یہ کہتے جا رہے تھے: ارے بھائی! رستہ دینا، ذرا رستہ دینا۔

موصوف جمعہ پڑھنے جا رہے تھے جبکہ قمیض میں متعدد پیوند لگے تھے۔ اگر وہ اس سے عمدہ قمیض پہننا چاہتے تو پہن سکتے تھے۔ کیونکہ موصوف کے پاس مال و زر کی بے حد کثرت تھی۔ موصوف بے حد متواضع اور ثقہ تھے۔ اہلِ مصر کسی کو ان کے برابر نہ سمجھتے تھے۔

---

[1] سیدہ اُم ہانی رضی اللہ عنہا جناب امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھیں۔ نسیم

(۵۶۷) ۹/ ۱۹ خ، م، د، ت، ق: الحافظ، الامام ابوجعفر احمد بن صخر الدارمی، السرخسی رحمۃ اللہ علیہ ❶

موصوف نے نضر بن شمیل، عبد الصمد بن عبد الوارث، جعفر بن عون اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ امام نسائی کے سوا ائمہ ستہ نے بھی آپ سے حدیث روایت کی ہے اور امام ترمذی " عن رجل عنه " کہہ کر آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ احمد بن سعید دارمی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں حجاج بن نصیر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شعبہ نے عوام بن مزاحم سے، اُنہوں نے ابوعثمان نہدی سے اور اُنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے:

"روزِ قیامت بے سینگ بکری کو بھی سینگ والی بکری سے بدلہ دلوایا جائے گا"۔ ❷

جناب دارمی سے ان کے شیوخ میں سے محمد بن المثنیٰ العنزی نے اور متاخرین میں سے ابنِ خزیمہ نے حدیث روایت کی ہے۔ سرخس کے قاضی بھی رہے۔ ممتاز اور جید علماء میں شمار ہوتے تھے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے پاس دارمی سے بڑا کوئی خراسانی فقیہ نہیں آیا۔

ابوعمرو المستملی بیان کرتے ہیں: ہم ان کی مرض الوفات میں ان کی عیادت کے لیے گئے تو اُنہوں نے دس ہزار دراہم کی دیت کی اور ایک غلام بھی آزاد فرمایا۔

میں کہتا ہوں کہ موصوف نے 263ھ میں وفات پائی (ایک قول 253ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔

اسی سال جن چند مزید محدثین نے وفات پائی، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

- ☆ زاہد عراق سری بن المغلس السقطی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ علی بن شعیب السمسار رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ علی بن مسلم الطوسی
- ☆ مقرئ رے، محمد بن عیسیٰ التیمی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ محمد بن یحییٰ بن ابی حزم القطعی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ یوسف بن موسیٰ القطان الرازی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ ہارون بن سعید الایلی رحمۃ اللہ علیہ

---

❶ تہذیب الکمال: 21/1، تہذیب التہذیب: 31/1، تقریب: 15/1، الکاشف: 58/1، الوافی بالوفیات: 6/390، تاریخ بغداد: 166/4، شذرات الذہب: 127/2، سیر الاعلام: 233/1۔

❷ مسند احمد: 235/2۔

☆ احمد بن سعید الھمدانی المصری رحمۃ اللہ علیہ

(۵۶۸) ۹/ ۲۰ د، ت، س: الحافظ، الامام ابو اسحاق ابراہیم بن یعقوب السعدی، الجوز جانی رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف دمشق کے محدث تھے اور دمشق میں ہی سکونت اختیار کر لی تھی۔ حسین بن علی الجعفی، یزید بن ہارون، جعفر بن عون، شبابہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور بہت زیادہ سنی۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ سیکھی۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابوزرعہ، ابنِ جریر، ابن جوصاء، ابوبشر الدولابی اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

نسائی آپ کو ثقہ کہتے ہیں: ابنِ عدی کا قول ہے: موصوف نے دمشق میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ موصوف منبر پر حدیث بیان کرتے تھے۔ جبکہ امام احمد ان کو لکھ رہے ہوتے تھے۔ یوں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کو قوی کرتے تھے۔ موصوف منبر پر اپنی کتاب پڑھتے تھے۔

ابنِ عدی یہ بھی کہتے ہیں کہ موصوف جناب علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں جفا کار تھے۔ دارقطنی کا قول ہے: موصوف کا شمار ثقہ حفاظ مصنفین میں ہوتا تھا۔ البتہ جناب علی رضی اللہ عنہ کی بابت کج روی کا شکار تھے۔

ابو حداح آپ کا سنِ وفات ذی العقدہ 259ھ جبکہ دیگر حضرات 256ھ بتلاتے ہیں۔ آپ نے ضعیف راوۃ کے بارے میں ایک کتاب بھی لکھی ہے۔

(۵۶۹) ۹/ ۲۱ م، د: الحافظ، المامون، ابو محمد حجاج بن یوسف بن الحجاج الثقفی، البغدادی رحمۃ اللہ علیہ [2]

موصوف حجاج بن الشاعر کے نام سے معروف تھے کیونکہ آپ کے والد القدوۃ الشاعر کے نام سے جانے جاتے تھے۔ حفظِ حدیث میں فردِ فرید تھے۔ ابوداؤد طیالسی، یعقوب بن ابراہیم، ابونضر، حجاج اعور اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، جبکہ آپ سے ابوداؤد، مسلم، بقی بن مخلد، ابویعلی، عبدالرحمن بن ابی حاتم، محاملی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن ابی حاتم کا قول ہے: ابو محمد ثقہ اور حافظ ہیں۔ ابوداؤد بیان کرتے ہیں: موصوف مادی جیسے سو محدثین سے افضل ہیں۔

ہمیں ایک جماعت نے اپنی سند کے ساتھ ابوعبید محاملی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ موصوف حجاج بن شاعر کے ایک پڑوسی نے انہیں یہ کہتے سنا: اے اللہ کے دشمن! تو غلط کہتا ہے، اے اللہ کے دشمن! تو غلط کہتا ہے۔ وہ پڑوسی یہ سن کر ان کے پاس گئے اور پوچھا: کیا بات ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے (اپنا پیشاب سکھانے کے لیے) اپنی شرمگاہ کو ایک نالی میں داخل کیا۔ تاکہ پیشاب کا چھینٹا کپڑوں کو نہ لگے۔ تو اس پڑوسی نے کہا کہ یہ شیطان نے آکر کہا تھا کہ تیری کمر کو ناپاکی لگ گئی ہے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 68/1، تہذیب التہذیب: 181/1، تقریب: 154/1، الکاشف: 97/1، المغنی: 30/1، شذرات الذھب: 139/2، الوافی بالوفیات: 170/6۔

[2] تہذیب الکمال: 236/1، تہذیب التہذیب: 209/2، تقریب: 154/1، الکاشف: 208/1، العبر: 19/2، تاریخ بغداد: 240/8، میزان الاعتدال: 466/1، الوافی بالوفیات: 315/11، طبقات الحنابلہ: 148/1۔

محاملی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات بھی پہنچی ہے کہ ایک مرتبہ موصوف ایک تنگ گلی میں داخل ہوئے جس کے آخر میں ایک پرنالہ لگا تھا۔ وہ پرنالہ دیکھ کر موصوف خود سے گویا ہوئے کہ بھلا اس کا پانی مجھ پر گرے گا یا نہیں؟ غرض جب یہ سوچتے سوچتے کافی دیر ہوگئی تو چل کر اس کے نیچے جا بیٹھے اور بولے: اب شک سے راحت مل گئی۔

میں کہتا ہوں: ایسے امور ان لوگوں کو پیش آتے ہیں جو وسوسہ کا شکار ہوتے ہیں۔ صالح جزرہ کا قول ہے: میں نے حجاج بن شاعر کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ایک مرتبہ میری ماں نے میرے لیے سو روٹیاں اکٹھی کیں۔ میں ان کو ایک تھیلی میں ڈال کر شبابہ کی طرف مدائن میں عازمِ سفر ہوگیا۔ پس میں نے ان کے دروازے پر سو دن تک قیام کیا۔ میں روزانہ ایک روٹی نکالتا اور دجلہ جا کر اسے پانی میں بھگوتا اور نرم کر کے کھالیتا۔ پس جب وہ روٹیاں ختم ہوگئیں تو میں لوٹ گیا۔

ابن قانع بیان کرتے ہیں: حجاج بن شاعر نے رجب 259ھ میں وفات پائی۔ اس سال جن مزید محدثین نے وفات پائی ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

☆ اسحاق بن وھب العلاف الواسطی رحمہ اللہ

☆ بشر بن مطر السامری رحمہ اللہ

☆ علی بن معبد الرقی نزیل مصر رحمہ اللہ

☆ محمود بن آدم المروزی رحمہ اللہ

☆ اسحاق بن ابراہیم لولو، البغوی رحمہ اللہ

(۵۷۰) ۹ / ۲۲ د، س: الحافظ، البارع ابو احمد حمید بن زنجویہ الازدی النسائی رحمہ اللہ [1]

"کتاب الاموال" اور "الترغیب والترھیب" آپ ہی کے رشحاتِ قلم ہیں۔ نضر بن شمیل، یزید بن ہارون، جعفر بن عون، سعید الضبعی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ اور آپ سے ابوداود سجستانی، نسائی، ابراہیم الحربی، ابن صاعد، محمد بن خریم دمشقی، عبداللہ بن عتاب دمشقی، قاضی محاملی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابوعبید کا قول ہے: ہمارے پاس ابن زنجویہ اور احمد بن شبویہ جیسا کوئی خراسانی جوان نہیں آیا۔ نسائی انہیں ثقہ کہتے ہیں۔ ابن حبان بیان کرتے ہیں۔ [2] "نسا" میں سنت کو ظاہر اور غالب کرنے والے ابن زنجویہ ہی تو ہیں۔ دوسرے ائمہ نے موصوف کو ثقہ، حجت اور کبار ائمہ میں شمار کیا ہے۔ موصوف نے 251ھ میں وفات پائی۔ (ایک قول 247ھ میں اور ایک قول 248ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔ موصوف کے والد کا نام مخلد بن قتیبہ تھا۔

---

[1] تھذیب الکمال: 339/1، تھذیب التھذیب: 41/3، الکاشف: 257/1، الجرح والتعدیل: 977/3، الوافی بالوفیات: 200/13، سیر الاعلام: 19/12، الثقات: 197/8، دیوان الاسلام: ت 1078۔

[2] سرخس اور مرو کے درمیان واقع خراسان کا ایک قدیم شہر۔ دیکھیں "المنجد العربی فی الاعلام: ص 573"۔ نیم

(۵۷۱)۹ / ۲۳ د س: الحافظ، الحجہ، ابو عاصم خشیش بن اصرم النسائی رحمہ اللہ [1]

موصوف نے "کتاب الاستقامۃ" تحریر کی جس میں اہلِ بدعت کا بھرپور رد کیا۔ آپ نے عبداللہ بن بکر، روح بن عبادہ، عبدالرزاق اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں ابوداؤد، نسائی، علی بن احمد بن علان، ابوبکر بن ابی داؤد، احمد بن عبدالوارث العسّال اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

امام نسائی نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ موصوف نے رمضان 253ھ میں مصر میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۵۷۲)۹ / ۲۴ ق: الامام، الحافظ، القدوہ، ابو محمد زہیر بن محمد بن قمیر المروزی رحمہ اللہ [2]

آپ نے بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ روح بن عبادہ، ابونضر، عبدالرزاق، عبیداللہ بن موسیٰ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابنِ ماجہ، احمد بن عمر، بزار، ابنِ صاعد، محاملی اور حسین بن یحییٰ بن عیاش وغیرہ نے حدیث بیان کی ہے۔

سراج کا قول ہے: زہیر ثقہ اور مامون ہیں۔ خطیب بیان کرتے ہیں: زہیر ثقہ، صادق، متورع اور عابد و زاہد تھے۔ اخیر عمر میں بغداد چھوڑ کر طرسوس کی سرحد پر جا رہے اور وہیں وفات پائی۔

ابو القاسم بغوی بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد رحمہ اللہ کے بعد زہیر سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا ہے: چالیس برس کی عمر ہونے پر گوشت کھانے کی تمنا ہوتی ہے، لیکن میں گوشت نہ کھاؤں گا یہاں تک کہ روم میں داخل ہو ں اور وہاں کے غنائم میں سے کھاؤں۔

محمد بن زہیر بیان کرتے ہیں: میرے والد ہر رمضان میں نوے قرآن ختم کرتے تھے۔

موصوف رحمہ اللہ نے 257ھ میں وفات پائی۔ (ایک قول 258ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)

(۵۷۳)۹ / ۲۵: الامام، الحافظ، ابوبکر محمد بن ابی عتاب الحسن بن طریف البغدادی الاعین رحمہ اللہ [3]

ایک قول یہ ہے کہ آپ کے والد ابو عتاب الحسن کا نام طریف تھا۔

موصوف ثبت ائمہ محدثین میں سے تھے، روح بن عبادہ، یزید بن ہارون، فریابی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی۔ جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں، اور ابن ابی الدنیا، بغوی، سراج اور دیگر متعدد محدثین نے آپ سے روایت

---

[1] تہذیب الکمال: 272/1، تہذیب التہذیب: 142/3، تقریب: 223/1، الکاشف: 281/1، الوافی بالوفیات: 319/13، سیر الاعلام: 150/12۔

[2] تہذیب الکمال: 435/1، تہذیب التہذیب: 347/3، تقریب: 264/1، الکاشف: 327/1، الجرح والتعدیل: 2681/3، سیر النبلاء: 360/12، طبقات الحافظ: 246، تاریخ بغداد: 484/8۔

[3] تہذیب الکمال: 1240/3، تہذیب التہذیب: 334/9، تقریب: 189/2، الکاشف: 75/3، معجم طبقات الحفاظ: ص 172، المعین: 1141، الانساب: 316/1، العبر: 433/1۔

کی ہے۔ ابنِ حبان نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو جب ان کی وفات کی خبر پہنچی تو فرمایا: مجھے ان پر رشک آتا ہے۔ اس حال میں وفات پائی کہ سوائے حدیث کے اور کچھ نہ جانتے تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے بڑھاپے کی عمر کے اوائل میں جمادی الآخری 240ھ میں وفات پائی۔

ہمیں احمد بن محمد الحافظ، نے اپنی سند کے ساتھ الاعین سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن جعفر المدائنی نے ورقاء سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے شعبہ سے پوچھا: آپ نے ابوزبیر کی حدیث کیوں ترک کی؟ تو فرمایا: میں نے انہیں ایک مرتبہ تولتے دیکھا اور دیکھا کہ کم تولتے ہیں تو میں نے ان کی حدیث ترک کر دی۔

(۵۷۴) ۹/۲۶ خ، م، د، ت، س: الحافظ، ابوالعباس فضل بن سہل البغدادی، الاعرج رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ کا شمار بغداد کے کبار محدثین میں ہوتا ہے۔ حسین بن علی الجعفی، ھاشم بن قاسم، شبابہ بن سوار اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابنِ ماجہ کے سوا ائمہ ستہ اور ابنِ صاعد، محاملی، محمد بن مخلد اور بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

موصوف ذہانت و ذکاوت، معرفت اور اتقان میں معروف تھے۔ نسائی وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ موصوف سے کوئی حدیث رہ نہ گئی تھی۔ احمد بن حسین الصوفی کا قول ہے: فضل بن سہل حفظِ حدیث میں غضب کے آدمی تھے۔ میں کہتا ہوں: موصوف نے صفر 255ھ میں وفات پائی۔ جب عمر نے اَسی کے پیٹے میں قدم رکھ دیا تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ

ہمارے پاس ان کی عالی احادیث ہیں جو صحاح کے موافق ہیں۔

(۵۷۵) ۹/۲۷ خ، د، س، ت: حافظِ کبیر ابو یحییٰ محمد بن عبد الرحیم بن ابی ذھیر العدوی العمری، الفارسی ثم البغدادی رحمۃ اللہ علیہ الصاعقہ ❷

آپ بنی عدی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ یزید بن ہارون، روح بن عبادہ، ابو احمد زبیری، عفان اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، اور بہت زیادہ سنی۔ امام مسلم اور ابنِ ماجہ کے سوا ائمہ ستہ نے اور ابوبکر بن ابی داؤد، ابنِ صاعد، محاملی اور بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث بیان کی۔

خطیب بیان کرتے ہیں: موصوف متقن، حفظ وضبط کے مالک، عالم اور حدیث کے حافظ تھے۔ محمد بن محمد بن داؤد کرخی کا قول ہے: موصوف کو اپنی غضب کی اور تیز ترین یادداشت کو بنا پر "صاعقہ" کا خطاب دیا گیا۔ موصوف پارچہ فروش تھے۔ نسائی نے

---

❶ تہذیب الکمال: 1098/2، تہذیب التہذیب: 277/8(507)، تقریب: 110/2، الکاشف: 382/2، الجرح والتعدیل: 359/7، سیر الاعلام: 209/12، تاریخ بغداد: 364/12۔

❷ تہذیب الکمال: 1234/3، تہذیب التہذیب: 311/9، تقریب: 185/2، الکاشف: 70/3، الوافی بالوفیات: 245/3، تاریخ بغداد: 363/2، البدایۃ والنہایہ: 20/11، الانساب: 5/7، رجال الصحیحین: 1766۔

انہیں ثقہ کہا ہے۔ 185ھ میں پیدا ہو کر شعبان 255ھ میں وفات پائی۔ میرے پاس ان کی ایک عالی حدیث ہے۔

ہمیں احمد بن اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ الصاعقہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں روح بن عبادہ نے ابن عیینہ سے، اُنہوں نے عمار دہنی، اُنہوں نے عطیہ سے، اُنہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"بھلا میں کیونکر آرام سے بیٹھ سکتا ہوں جبکہ صور والا صور کو منہ میں لیے کھڑا انتظار کر رہا ہے کہ کب اسے حکم ملے کہ وہ صور میں پھونکے تو وہ پھونک دے (اور قیامت برپا ہو جائے)۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم کیا کہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: تم کہو: "حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ"۔ [1] (ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ کیا ہی خوب کارساز ہے)۔

(۵۷۶) ۹/۲۸، ۴: الحافظ ابوبکر محمد بن عبدالملک بن زنجویہ البغدادی، الغزال رحمۃ اللہ علیہ [2]

موصوف امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب اور بے علمی حد اسفار کرنے والے تھے۔ آپ نے یزید بن ہارون، عبدالرزاق، محمد بن یوسف فریابی، زید بن حباب، جعفر بن عون اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں اصحاب سنن اربعہ، ابو یعلی، ابن صاعد، محاملی کے دو بیٹے، عبدالرحمن بن حاتم اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

نسائی وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ آپ کا اوڑھنا بچھونا ہی حدیث تھا۔ جمادی الآخرہ 258ھ میں موصوف نے وفات پائی۔ ہمارے پاس موصوف کی متعدد مواقع کی عالی احادیث موجود ہیں۔

(۵۷۷) ۹/۲۹: الحافظ، المتقن ابو عبداللہ محمد بن یحییٰ بن موسیٰ الاسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ [3]

آپ "حیویہ" کے نام سے معروف تھے۔ سعید بن عامر الضبعی، ابوالنضر، ابو عاصم، عبیداللہ بن موسیٰ، ابو مسہر اور بے شمار لوگوں سے حدث روایت کی اور آپ سے ابوالعباس سراج، ابن خزیمہ، ابو عوانہ اسفرائنی، محمد بن محمد بن رجاء وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔

ابو عوانہ کہا کرتے تھے: "محمد بن یحیا نا اور محمد بن یحیا کم" ان کی مراد مذکورہ ذہلی ہوتے تھے۔

میں کہتا ہوں: ظاہر یہ ہے کہ "حیویہ" ان کے والد "یحییٰ" کا لقب تھا۔ موصوف نے آٹھ ذی الحجہ 259ھ میں وفات پائی۔ میرے پاس مسند ابی عوانہ میں ان کی ایک عالی حدیث موجود ہے۔

---

[1] مسند احمد: 73/3۔

[2] تہذیب الکمال: 1235/3، تہذیب التہذیب: 315/9، تقریب: 186/2، الکاشف: 71/3، الجرح والتعدیل: 16/8، الوافی بالوفیات: 39/4، تاریخ بغداد: 345/2۔

[3] الوافی بالوفیات: 188/5، العبر: 19/2، طبقات الحفاظ: 242، شذرات الذہب: 140/2۔

(۵۷۸) ۹/ ۳۰: شیخ الاسلام، امام الحفاظ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ بن بردزبہ الجعفی۔

البخاری رحمۃ اللہ علیہ [1]

عالم اسلام کی شہرۂ آفاق کتاب "الجامع الصحیح" کے مؤلف آپ ہی ہیں۔ آپ بنی جعف کے موالی میں سے تھے۔ آپ نے متعدد کتابیں لکھیں۔ شوال 194ھ میں پیدا ہوئے۔ 205ھ میں حدیث کا سب سے پہلا سماع کیا۔ ابن مبارک کی تصانیف بچپن میں ہی حفظ کر ڈالیں۔ یتیمی میں پرورش پائی۔ اپنے شہر میں محمد بن سلام المستدی اور محمد بن یوسف بیکندی وغیرہ کی مرویات سننے کے بعد 210ھ میں اپنی والدہ اور بھائی کے ہمراہ علمی اسفار پر روانہ ہو گئے۔ چنانچہ بلخ میں مکی بن ابراہیم سے، بغداد میں عفان سے، مکہ میں المقری سے، بصرہ میں ابو عاصم اور انصاری سے، کوفہ میں عبیداللہ بن موسیٰ سے، شام میں ابو مسہر اور فریابی سے، عسقلان میں آدم سے، حمص میں ابو الیمان سے اور دمشق میں ابو مسہر سے حدیث سنی۔

موصوف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نو سال خود کو علم حدیث سے آراستہ کیا، پھر قلم سنبھال لیا اور اسے میدان حدیث کا شہسوار بنا دیا کہ پھر وہ قلم رکنے میں نہ آیا۔ جبکہ دوسری طرف مسند حدیث پر بھی رونق افروز ہو گئے، اور امت مسلمہ کو علم حدیث سے فیض یاب کرنے لگے۔ لیکن جائے حیرت ہے کہ ایسی گوناگوں بلند پایہ دینی خدمات کا آغاز امام موصوف نے اس وقت کر دیا تھا جبکہ ابھی تک امام موصوف کی مسیں بھی نہ بھیگی تھیں۔

امام صاحب عقل و ذکاء کا مینار، علم کا کوہسار اور زہد و عبادت اور تقویٰ و ورع کا پیکر تھے۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں امام ترمذی، محمد بن نصر المروزی الفقیہ، صالح بن محمد جزرہ، مطین، ابن خزیمہ، ابو قریش محمد بن جمعہ، ابن صاعد، ابن ابی داؤد، ابو عبداللہ الفربری، ابو حامد بن الشرقی، منصور بن محمد البزدوی، ابو عبداللہ المحاملی اور بے شمار سر برآوردہ علماء اور اکابر محدثین کے نام نامی گنوائے جاتے ہیں۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں مشیخت کے درجہ پر فائز تھے۔ بدن نحیف، قد میانہ اور رنگت گندم گوں تھی۔ امام موصوف خود بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے اٹھارہ برس کی دہلیز پر قدم رکھا تو میں نے عبیداللہ بن موسیٰ کے دور امامت میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم کے فتاویٰ اور اقوال کو لکھنا شروع کر دیا تھا۔ انہی دنوں روضہ اقدس کے سامنے چاندنی راتوں میں میں نے "التاریخ" سپرد قلم کر دی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی مروی ہے: میں نے ایک ہزار اسی محدثین سے حدیث لکھی ہے۔

[1] تہذیب الکمال: 1169/3، تہذیب التہذیب: 47/9، تقریب التہذیب: 144/2، الکاشف: 19/3، الجرح والتعدیل: 191/7، نسیم الریاض: 746/1، الوافی بالوفیات: 206/2، المحدث الفاصل: 207، تاریخ بغداد: 4/2، معجم طبقات الحفاظ: ص 151۔

امام موصوف بے پناہ خوبیوں اور گوناگوں مناقب کے حامل تھے۔ آپ کا میر منشی محمد بن ابی حاتم بیان کرتا ہے کہ میں نے حاشد بن اسماعیل اور ایک اور آدمی کو سنا، وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب لڑکپن میں حدیث سننے کے لیے ہمارے ساتھ آتے جاتے تھے۔ لیکن وہ لکھتے کچھ نہ تھے بس سن لیتے تھے۔ اس بات کو کافی دن گزر گئے۔ ہم دونوں موصوف سے وقتاً فوقتاً پوچھتے رہتے تھے کہ آپ حدیث سن کر کیوں نہیں لکھتے۔ چنانچہ ایک دن فرمانے لگے: تم دونوں نے مجھ پر اصرار کی حد کردی ہے۔ اچھا تم دونوں نے اب تک جو کچھ بھی لکھا ہے، ذرا مجھے وہ تو دکھلاؤ۔ ہم نے ان پر اپنی احادیث پیش کر دیں۔ جو پندرہ ہزار سے زیادہ تھیں۔ لیکن اس وقت ہماری حیرت کی انتہاء نہ رہی جب موصوف نے وہ تمام احادیث (متون واسانید سمیت) زبانی سنا دیں۔ اب ہمارا حال یہ تھا کہ ہم اپنے لکھے کی اصلاح وتصحیح موصوف کی یادداشت سے کیا کرتے تھے۔

پھر اس کے بعد امام موصوف نے فرمایا: تم لوگ شاید یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ میں یوں ہی بے کار بیٹھے اپنے اوقات ضائع کرتا رہتا ہوں؟ (لیکن ایسا ہرگز نہیں)۔ غرض وہیں سے ہم نے سمجھ لیا کہ آگے چل کر کوئی ان سے آگے نہ بڑھ سکے گا۔

محمد بن خمیرویہ کا قول ہے: میں نے امام بخاری رحمہ اللہ کو خود یہ فرماتے سنا ہے: مجھے ایک لاکھ صحیح احادیث یاد ہیں جبکہ غیر صحیح از برا حادیث کی تعداد دو لاکھ تک ہے۔

ابن خزیمہ فرماتے ہیں: چرخ نیلی گردوں کے نیچے بخاری سے بڑا حدیث کا عالم دیکھنے، سننے میں نہیں آیا۔

میں کہتا ہوں: میں نے امام موصوف کی سیرت وسوانح اور فضائل ومناقب پر ایک مستقل ضخیم کتاب لکھی ہے۔ جو حیرت انگیز اور عبرت آمیز واقعات ونصائح پر مشتمل ہے۔ موصوف امام بخاری رحمہ اللہ، امام مسلم رحمہ اللہ، امام ابوداؤد رحمہ اللہ اور امام ترمذی رحمہ اللہ۔ یہ حضرات "مقدسی" کی "الاربعین" کے "طبقہ خامس" کے رجال میں سے ہیں۔

امام موصوف نے عید الفطر کی شب 256ھ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس دارِ فانی کو الوداع کہہ دیا۔ اس سال عالمِ آخرت کی طرف کوچ کرنے والوں میں ان حضرات کے نام بھی ہیں:

☆ زبیر بن بکار رحمہ اللہ

☆ علی بن منذر الطریقی رحمہ اللہ

☆ محمد بن ابی عبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید المقری رحمہ اللہ

☆ محمد بن عثمان بن کرامہ رحمہ اللہ

میں نے اسماعیل بن الفراء وغیرہ پر قرأت کی کہ تمہیں حسین بن زبیدی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ سے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں: ہمیں عبیداللہ بن موسیٰ نے اعمش سے، اُنہوں نے شقیق سے بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ ان دونوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"قیامت سے قبل ایسے دن آئیں گے جن میں جہل اُتر پڑے گا اور علم اُٹھا لیا جائے گا اور قتل وغارت عام ہوجائے گی۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "عن ابی النضر، عن ابیه، عن الاشجعی، عن سفیان، عن الاعمش" کے طریق سے روایت کیا ہے۔ گویا کہ (حدیث کی سند میں مذکور راوی) ابوالوقت نے یہ حدیث امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے سنی ہے۔

(۵۷۹) ۹/۱۳۱م، ت، س، ق: الامام، حافظِ عصر، ابوزرعہ عبید اللہ بن عبدالکریم بن یزید بن فروخ، القرشی الرازی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ قریش کے موالی میں سے تھے۔ ابونعیم، قبیصہ، خلاد بن یحییٰ مسلم بن ابراہیم، قعنبی، محمد بن سابق اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حرمین، شام، عراق، الجزیرہ، خراسان اور مصر وغیرہ میں حدیث سنی۔ موصوف حفظ، دینداری، ذہانت، ذکاوت، اخلاص اور علم وعمل میں یکتائے روزگار تھے۔

خود آپ کے مشائخ حرملہ اور فلاس وغیرہ نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ مسلم، آپ کے بھانجے ابوحاتم، ترمذی، ابنِ ماجہ، نسائی، ابن ابی داؤد، ابوعوانہ، سعید بن عمرو البرذعی، ابن ابی حاتم، محمد بن حسین القطان اور دیگر بے شمار لوگوں نے بھی حدیث روایت کی ہے۔

"السابق واللاحق" میں حافظ ابراہیم بن اورمہ کی فلاس سے اور ان کی ابوزرعہ رازی سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل کو یہ کہتے سنا کہ ہمارے ہاں ابوزرعہ آکر ٹھہرے تو والد صاحب نے مجھے اِرشاد فرمایا: اے میرے بیٹے! میں نے شیخ سے حدیث کا مذاکرہ کرنے کی خاطر اپنے نوافل کا معمول ترک کر دیا ہے۔

صالح بن محمد کا قول ہے: میں نے جناب ابوزرعہ کو یہ کہتے سنا ہے: میں نے ابن ابی شیبہ سے بھی ایک لاکھ اور ابراہیم بن موسیٰ رازی سے بھی ایک لاکھ احادیث لکھی ہیں۔ (اس پر صالح کہتے ہیں) میں نے عرض کیا: کیا آپ مجھے اپنی یادداشت سے صرف دس احادیث لکھوا سکتے ہیں؟ تو کہنے لگے: نہیں۔ البتہ مجھے سنا دی جائیں تو میں پہچان سکتا ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ کسی نے جنابِ ابوزرعہ سے یہ فتویٰ پوچھا ہے کہ میں نے اپنی بیوی پر اس شرط پر طلاق کی قسم اُٹھالی ہے کہ آپ کو ایک لاکھ احادیث یاد ہیں۔ اس پر کہنے لگے: گھبراؤ نہیں! بیوی پاس ہی رکھو! کیونکہ مجھے ایک لاکھ احادیث یاد ہیں اور تمہاری بیوی کو طلاق نہیں پڑی)۔

ابن عقدہ، مطین سے، اور وہ ابن ابی شیبہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ سے بڑا حافظِ حدیث نہیں دیکھا۔

صنعانی کا قول ہے: ہمارے نزدیک ابوزرعہ، احمد بن حنبل کے مشابہ ہیں۔ علی بن جنید بیان کرتے ہیں: میں نے ابوزرعہ سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔ ابویعلی موصلی کا قول ہے:

---

[1] تہذیب الکمال: 881/2، تہذیب التہذیب: 30/7(62)، تقریب التہذیب: 536/1، الکاشف: 230/2، الجرح والتعدیل: 328/1، سیر الاعلام: 165/13۔

ابوزرعہ سے ملاقات کرنے پر پتا چلتا تھا کہ جتنا سنا ہے، وہ اس سے بڑھ کر تھے۔ موصوف ابواب، شیوخ اور تفسیر کے حافظ تھے۔
صالح جزرہ کا قول ہے: میں نے ابوزرعہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: مجھے قراءتوں کی بابت بس بیس ہزار احادیث یاد ہیں۔
یونس بن عبدالاعلی بیان کرتے ہیں: میں نے ابوزرعہ سے زیادہ، متواضع کسی کو نہیں دیکھا۔ عبدالواحد بن غیاث کا قول ہے:
خود ابوزرعہ نے اپنا مثل نہ دیکھا تھا۔ ابوحاتم کا قول ہے: "موصوف اپنے پیچھے اپنا جیسا کوئی نہ چھوڑ گئے اور نہ ہی ان کے بعد اس میدان میں کوئی ان جیسا صاحبِ علم تھا۔ میں نے ان جیسا عابد وزاہد کم ہی دیکھا ہے۔
موصوف نے 264ھ کے آخری دن میں وفات پائی جبکہ عمر نے بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھ دیے تھے۔ (رحمۃ اللہ علیہ) اسی سال ان اکابر محدثین نے بھی وفات پائی۔

☆ محدثِ مصر احمد بن عبدالرحمٰن بن وھب رحمۃ اللہ علیہ (موصوف نے حشل میں وفات پائی)۔
☆ امام ابوابراہیم المزنی، الفقیہ رحمۃ اللہ علیہ
☆ امام یونس بن عبدالاعلی رحمۃ اللہ علیہ۔ (یہ تینوں مشائخ مصر کے تھے)

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ یعقوب سے اور انہوں نے ابوزرعہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عمرو بن مرزوق نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عکرمہ بن عمار نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شداد نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو سنا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے:

"اے اولادِ آدم! تیرا اپنا زائد مال خرچ کر دینا، تیرے لیے بہتر ہے اور تیرا اسے روکے رکھنا تیرے لیے برا ہے اور بقدر گزران کے روک رکھنے پر ملامت نہیں اور (خرچ کرنے میں) ابتداء اس سے کر جس کا تو کفیل ہے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے"۔ [1]

اور ہمیں ابن عساکر نے ابوالمظفر بن سمعانی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبداللہ بن محمد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عثمان بن محمد نے عبدالملک سے بیان کیا۔
آگے عبدالملک یعقوب سے اور یعقوب ابوزرعہ سے مذکورہ سند کے ساتھ یہی حدیث بیان کرتے ہیں۔

(۵۸۰) ۹/۳۲س: الحافظ، الثقہ، ابوالحسین احمد بن سلیمان الرھاوی محدثِ الجزیرہ رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نے زید بن حباب، جعفر بن عون، مسکین بن بکیر، یحییٰ بن آدم اور ان کے بعد کے محدثین سے حدیث سنی اور بڑی کثرت کے ساتھ سنی۔ آپ علم کا برتن تھے اور آپ سے نسائی، ابوعروبہ محمد بن عبداللہ، مکحول البیروتی اور دیگر بے شمار لوگوں نے

---

[1] صحیح مسلم: کتاب الزکوٰۃ: حدیث رقم: 97۔ جامع الترمذی: کتاب الزکوٰۃ: باب رقم: 32۔
[2] تهذيب الكمال: 22/1، تهذيب التهذيب: 33/1، تقريب التهذيب: 16/1، الجرح والتعديل: 52/2، سير الاعلام: 475/12

حدیث بیان کی۔ آپ نے عبدالرحمٰن بن ابی حاتم کو جو احادیث لکھ بھیجی تھیں، انہیں ان کی روایت کی اجازت بھی دی۔

آپ 261ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ نسائی آپ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو ثقہ، مامون اور صاحب حدیث کہتے ہیں:

اسی سال جن اور محدثین نے بھی وفات پائی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

☆ شیخ واسط شعیب بن ایوب الصریفینی رحمۃ اللہ علیہ

☆ مقریٔ الجزیرہ ابوشعیب صالح بن زیاد السوسی رحمۃ اللہ علیہ

☆ المحدث علی بن اشکاب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کا بھائی۔

☆ الشیخ ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ الرھاوی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں یزید بن ہارون نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں الجریری نے ابوالعلاء سے، انہوں نے مطرف سے اور انہوں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے ایک صاحب سے ارشاد فرمایا: "کیا تم نے اس مہینہ کی آخری راتوں میں کوئی روزہ رکھا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب تو رمضان کے روزے رکھ چکے تو اس کی جگہ دو دن کے روزے رکھنا"۔

اس حدیث کو امام مسلم نے ابن ابی شیبہ کے واسطہ سے یزید بن ہارون سے روایت کیا ہے۔

(۵۸۱) ۹ / ۳۳س: الحافظ، الفقیہ ابوالحسن احمد بن سیار بن ایوب المروزی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ کا شمار سربرآوردہ علماء میں ہوتا ہے۔ آپ نے عبدان بن عثمان، عفان بن مسلم، سلیمان بن حرب، یحییٰ بن بکیر صفوان بن صالح اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے مدائن میں حدیث سنی۔ اور آپ سے محمد بن نصر المروزی، نسائی، ابن خزیمہ، محمد بن عقیل البلخی، ابوالعباس المحبوبی، حاجب بن احمد الطوسی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "عن احمد عن محمد بن ابی بکر المقدمی" کہہ کر جن احمد سے روایت کی ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ یہی احمد بن سیار بن ایوب ہیں۔

موصوف مروزی نے مرو کی ایک تاریخ بھی لکھی۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ وہ احمد کی تعریف میں بے حد رطب اللسان ہو رہے تھے اور ان کی فقاہت اور علم کی بے حد تعریف کر رہے تھے۔

[1] تہذیب الکمال: 22/1، تہذیب التہذیب: 35/1، تقریب: 16/1، الکاشف: 59/1، الجرح والتعدیل: 53/2، تاریخ بغداد: 187/4، سیر الاعلام: 609/12۔

میں کہتا ہوں: موصوف مذہب میں اپنی خاص رائے رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ صرف جمعہ کی نماز کے لیے اذان کے وجوب کے قائل تھے۔ اسی طرح نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کے وجوب کے قائل تھے۔ بعض علماء نے آپ کو علم وفضل میں اپنے زمانہ کا ابنِ مبارک کہا ہے۔ آپ ستر برس کی عمر پا کر ربیع الآخر 268ھ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

اس سال جن ائمہ محدثین نے وفات پائی ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

☆ المعمر احمد بن شیبان الرملی۔

☆ المسند احمد بن یونس بن مسیب الضبی الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ

☆ محدثِ بلخ عیسیٰ بن احمد العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

☆ فقیہِ مصر محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم رحمۃ اللہ علیہ

موصوف احمد بن سیار اپنے زمانہ کے امامِ حدیث اور علم کا برتن تھے اس کے ساتھ ساتھ زھد، شرافت ونجابت عبادت و ریاضت اور تقویٰ وورع میں بھی ممتاز تھے۔ دارقطنی نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

(۵۸۲) ۹/ ۳۴ :۳ الامام الحافظ، القدوہ ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی، الکوفی رحمۃ اللہ علیہ [1]

کی رجعت کے قائل ہو وہ بھی کافر ہے۔ کہتے ہیں کہ خلقِ قرآن کے فتنہ کے زمانہ میں موصوف نے بھاگ کر مغرب میں پناہ لے لی تھی، اور گوشہ نشینی اور عبادت و ریاضت کی زندگی گزارنے لگے تھے۔

موصوف 182ھ میں پیدا ہوئے اور 261ھ میں طرابلس میں وفات پائی۔ مجھے ان کی کسی حدیث کا علم نہیں اور انہوں نے سوائے حکایات کے اور کچھ روایت بھی نہیں کیا تھا۔

(۵۸۳) ۹/ ۳۵ :۳ الحافظ عیسیٰ بن شاذان البصری القطان رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نے عبداللہ بن رجاء، ابوعمرو الحوضی اور ان دونوں محدثین کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابوداؤد، ابوعروبہ، علی بن عبداللہ بن مبشر، ابن ابی داؤد اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ابوعبید کا قول ہے: میں نے ابوداؤد کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں نے نفیلی سے بڑا کوئی حافظِ حدیث نہیں دیکھا۔ میں نے کہا: کیا عیسیٰ بن شاذان سے بڑا حافظِ حدیث بھی نہیں دیکھا؟ تو فرمایا: ہاں! عیسیٰ بن شاذان سے بڑا بھی نہیں دیکھا۔

میں نے احمد بن تاج الامناء پر عبدالمعز الھروی سے قرأت کی، وہ کہتے ہیں: ہمیں زاھر الشحامی نے بیان کیا۔ آگے وہ اپنی سند کے ساتھ عیسیٰ بن شاذان سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابراہیم بن ابی سوید نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حماد بن سلمہ

---

[1] تاریخ بغداد: 215,214/4، العبر: 21/2، الوافی بالوفیات: 79/7، طبقات الحفاظ: 242، شذرات الذہب: 141/2۔

[2] تہذیب الکمال: 1079/2، تہذیب التہذیب: 212/8(394)، تقریب: 98/2، الکاشف: 367/2، سیر الاعلام: 581/12۔

نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں یونس، حبیب اور ہشام نے محمد سے، اُنہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ایمان تو یمن والوں کا ہے اور فقہ تو یمن والوں کی ہے اور حکمت تو یمن والوں کی ہے"۔

موصوف 240ھ کے بعد تک بقیدِ حیات رہے۔

(۵۸۴)۹/۳۶: الحافظ، الامام ابو یاسر عمار بن رجاء التغلبی الاستراباذی رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف نے ایک "المسند" بھی تحریر کی۔ یزید بن ہارون، محمد بن بشر العبدی، حسین جعفی، زید بن حباب، یحییٰ بن آدم، الحزبی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ موصوف نے طویل عمر پائی، علمِ حدیث پر لکھا بھی اور احادیث کو جمع بھی کیا اور خود آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابونعیم بن عدی، احمد بن محمد بن مطرف، جو آپ کے اصحاب کے خاتم تھے۔ محمد بن حسین الادیب، بندار بن ابراہیم القاضی، جعفر بن شہزیل اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ابوسعید ادریسی کا قول ہے: موصوف بڑے فاضل، دیندار، زبردست عبادت گزار اور درویش وزاھد آدمی تھے۔ موصوف کی قبر زیارت گہِ خلائق ہے۔ آپ 267ھ میں جرجان میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

(۵۸۵)۹/۳۷: الحافظ الصدوق ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن موسیٰ الجرجانی العصار، الوزدولی رحمۃ اللہ علیہ [2]

موصوف نے ایک "مسند" بھی لکھی۔ علمِ حدیث کی تحصیل کے لیے بے شمار اسفار کیے۔ عبید اللہ بن موسیٰ، مسلم بن ابراہیم، آدم بن ابی ایاس اور ائمہ محدثین کی ایک جماعت سے حدیث سنی اور آپ سے عبد الرحمن بن عبد المؤمن، جرجانی، ابراہیم بن موسیٰ جرجانی، محمد بن جعفر البصری اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

موصوف ثقہ محدث تھے۔ موصوف نے 295ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ دیا۔ آپ کی روایات کی تخریج بے حد دشوار ہے۔

(۵۸۶)۹/۳۸خ، ق: الحافظ، الثبت ابو العباس فضل بن یعقوب البغدادی الرخامی رحمۃ اللہ علیہ [3]

آپ نے حجاج اعور، محمد بن یوسف فریابی، ادریس بن یحییٰ اسد السنہ، زید بن یحییٰ الدمشقی، یحییٰ بن سکن اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی اور خود آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، ابن ماجہ، ابن صاعد، ابن محاملی، ابن خزیمہ، ابن مخلد اور بے شمار لوگوں کا نام شمار کیا جاتا ہے۔

---

[1] الجرح والتعدیل: 395/6، طبقات الحنابلہ: 247/1، المنتظم: 61/5۔

[2] الانساب: ب/582، طبقات الحفاظ: 243، شذرات الذہب: 140/2۔

[3] تہذیب الکمال: 1101/2، تہذیب التہذیب: 288/8(530)، تقریب: 112/2، الکاشف: 384/2، الجرح والتعدیل: 397/7، الوافی بالوفیات: 7/9، تاریخ بغداد: 266/12۔

امام دارقطنی نے آپ کو ثقہ اور حافظ ثقہ کہا ہے۔ ابن ابی حاتم بیان کرتے ہیں: میں نے ان سے حدیث لکھی ہے اور وہ ثقہ تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے 258ھ میں وفات پائی۔

ہمیں مسلم بن محمد وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ ابو العباس سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں یحییٰ بن مسکن نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شعبہ نے ابو اسحاق سے، انہوں نے تمیمی سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"قرآن کریم کی سب سے بڑی سورت سورۃ بقرہ ہے اور اس کی سب سے بڑی آیت آیت الکرسی ہے"۔

(۵۸۷) ۹/ ۳۹ع: الحافظ، الثقہ ابوعبداللہ محمد بن معمر بن ربعی القیسی البصری البحرانی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے ابو اُسامہ، حرمی بن عمارہ، روح بن عبادہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی ہے۔ جبکہ آپ سے ائمہ ستہ نے اور ابن ابی عاصم، ابوبکر بن ابی داؤد، ابنِ خزیمہ اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ نے 256ھ (یا 250ھ) میں وفات پائی۔ جبکہ بحرانی کبیر جن کا نام عباس ہے آپ کے بعد دو سال تک زندہ رہے۔ ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

(۵۸۸) ۹/ ۴۰: الحافظ محدثِ شاش حاشد بن اسماعیل بن عیسیٰ البخاری، الغزال رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ کا شمار ائمہ اثر میں ہوتا تھا۔ عبید اللہ بن موسیٰ، وطب بن جریر، مکی بن ابراہیم اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، تحصیلِ علم کے لیے عالمِ اسلام کا کونہ کونہ چھان مارا۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں محمد بن یوسف الغربری، بکر بن منیر، محمد بن اسحاق سمرقندی، احمد بن محمد بن آدم شاشی اور دیگر بے شمار لوگوں کے نام شامل ہیں۔ ہیثم بن کلیب کی آپ سے ملاقات ثابت نہیں۔ آپ نے 261ھ یا 262ھ میں وفات پائی۔

غنجار "تاریخ بخاری" میں اپنی سند کے ساتھ ابوجعفر المسندی کا قول نقل کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمارے حفاظ تو تین ہی ہیں: (۱) محمد بن اسماعیل، (۲) حاشد بن اسماعیل (۳) اور یحییٰ بن سہیل۔

میں کہتا ہوں: مذکورہ ابن سہیل نے بھی متعدد علمی اسفار کیے اور ابو عاصم النبیل وغیرہ سے حدیث سنی۔ البتہ انہوں نے اتنی شہرت نہ پائی۔ اس لیے میں نے بھی ان کے ترجمہ کو کما حقہ ذکر نہیں کیا۔

(۵۸۹) ۹/ ۴۱ق: الحافظ، الحجت، ابوبکر احمد بن منصور بن سیار بن معارک البغدادی، الرمادی رحمۃ اللہ علیہ [3]

ہمارے پاس موصوف کی بے شمار احادیث موجود ہیں۔ یزید بن ہارون، ابوداؤد، زید بن حباب، ابونضر، عبدالرزاق اور ان

---

[1] تہذیب الکمال: 1275/3، تہذیب التہذیب: 366/9، الکاشف: 99/3، الانساب: 99/2، المعین: 1146، التمہید: 151/2۔

[2] اصل نسخہ میں موصوف کے ترجمہ کے ماخذ و مراجع مذکور نہیں۔ نسیم

[3] تہذیب الکمال: 42/1، تہذیب التہذیب: 83/1، تقریب: 26/1، الجرح والتعدیل: 78/2، میزان الاعتدال: 158/1، الوافی بالوفیات: 192/8، سیر الاعلام: 251/1۔

کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ آپ نے ایک "مسند" بھی لکھی۔ بڑے حافظ اور معرفت والے تھے۔ آپ سے ابن ماجہ، اسماعیل قاضی، محاملی، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم، ابوعوانہ، اسماعیل صفار اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی۔

ابو حاتم نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ ابن اورمہ اصبہانی کا قول ہے: "اگر ہمیں ایک آدمی ابن ابی شیبہ سے اور ایک رمادی سے حدیث بیان کرے تو ہمارے نزدیک دونوں احادیث برابر ہیں"۔

میں کہتا ہوں: رمادی نے تراسی (۸۳) برس کی عمر پا کر ربیع الآخر 265ھ میں وفات پائی۔

اسی سال جن مزید اکابر کی وفات حسرتِ آیات کا سانحہ پیش آیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

☆ مسندِ بغداد سعدان بن نصر مخرمی رحمۃ اللہ علیہ

☆ مسندِ موصل علی بن حرب الطائی رحمۃ اللہ علیہ

☆ المحدث عبداللہ بن ایوب المخرمی رحمۃ اللہ علیہ

☆ شیخ الصوفیہ ابوحفص نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ

☆ فقیہِ مغرب محمد بن سحنون المالکی رحمۃ اللہ علیہ

(۵۹۰) ۹ / ۲۴۲م، د، س، ق: الامام، الحافظ، محدثِ نیشاپور ابوالحسن احمد بن یوسف بن خالد السلمی، النیشاپوری حمدانی رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف نے حفص بن عبیداللہ ابونضر، محمد ن عبید الطناسی، عبدالرزاق اور ائمہ محدثین کی ایک جماعت سے کوفہ، شام، حجاز، بصرہ، یمن اور الجزیرہ میں حدیث سنی اور آپ سے مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی ابنِ خزیمہ، ابو حامد بن الشرقی، ابو حامد بن بلال، محمد بن حسین القطان اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

موصوف خود کہا کرتے تھے: میں نے عبیداللہ بن موسیٰ سے تیس ہزار احادیث لکھی ہیں۔

میں کہتا ہوں: آپ کی عدالت اور جلالت متفق علیہ ہے۔ آپ نے بیالیس (۴۲) برس کی عمر پا کر 264ھ (یا 263ھ) میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

ہمیں عبداللہ بن مروان الفقیہ نے اپنی سند کے ساتھ احمد بن یوسف السلمی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں طلق بن غنام نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں اسرائیل نے یوسف بن ابو بردہ سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

[1] تہذیب التہذیب: 91/1، تقریب: 29/1، الکاشف: 73/1، الجرح والتعدیل: 81/2، شذرات الذهب: 147/2، سیر النبلاء: 384/12۔

"نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تھے تو یہ دُعا پڑھتے تھے": "غُفْرَانَكَ" (اے اللہ! ہم تجھ سے تیری بخشش کا سوال کرتے ہیں)۔

ہمیں نصر اللہ بن محمد اپنی سند کے ساتھ احمد بن یوسف السلمی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن مبارک نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ھیثم بن حمید نے العلاء بن حارث سے، اُنہوں نے مکحول سے، اُنہوں نے غصبہ سے، اُنہوں نے ابوسفیان سے اور اُنہوں نے سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ اِرشاد فرماتے سنا ہے:

"جس نے اپنی شرمگاہ کو چھوا تو وہ وضو کرے"۔ ❶

(۵۹۱) ۹ / ۴۳: الحافظ، المتقن، الطواف ابوبشر اسماعیل بن عبداللہ بن مسعود العبدی، الاصبہانی سمویہ رحمۃ اللہ علیہ ❷

موصوف نے حسین بن حفص، بکر بن بکار، ابونعیم، ابومہر الغسانی، سعید بن ابی مریم، علی بن عیاش اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے محمد بن احمد بن یزید، ابوبکر بن ابی داؤد، عبداللہ بن جعفر بن احمد بن فارس اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابوشیخ کا قول ہے: موصوف حافظ، متقن اور حدیث کا مذاکرہ کرنے والے تھے۔ ابونعیم الحافظ بیان کرتے ہیں: اسماعیل حفاظ اور فقہاء میں سے تھے۔ ابن ابی حاتم انہیں صدوق کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: جو بھی موصوف سے منقول علم واثر کو ایک نظر دیکھے گا تو جان لے گا کہ انہیں حدیث کا کس قدر اہتمام تھا۔

موصوف 267ھ میں اس دارِ فانی سے رحلت کر گئے۔

اسی سال جن مزید ائمہ محدثین وعلماء وفقہاء نے عالمِ آخرت کو سدھارا، ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔

- ☆ اسحاق بن ابراہیم بن شاذان الفارسی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ مسندِ مصر بحر بن نصر الخولانی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ المسند عباس بن عبداللہ الترقفی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ المسند محمد بن عزیز الایلی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ یونس بن حبیب الاصبہانی، صاحب طیالسی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ یحییٰ بن محمد بن یحییٰ الذھلی المحدث، الشہید رحمۃ اللہ علیہ

ہمیں احمد بن سلامہ نے کتابۃً مسعود جمالی وغیرہ سے بیان کیا، وہ اپنی سند کے ساتھ اسماعیل بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں:

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الصلوۃ: باب رقم: 9۔ سنن ابی داؤد: کتاب الطھارۃ: باب رقم: 69۔

❷ الجرح والتعدیل: 182/2، اللباب: 142/2، العبر: 35/2، طبقات الحفاظ: 244/243، تہذیب بدران: 27/3۔

ہمیں سعید بن ابی مریم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں یحییٰ بن ایوب نے ابن عجلان سے، انہوں نے عیاض بن عبداللہ سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"میری اُمت کے ہر قرن میں کچھ آگے بڑھنے والے لوگ ہوں گے"۔

یہ حدیث بے حد غریب ہے اور اس کی اسناد صالح ہیں۔

(۵۹۲) ۹/ ۴۴ ۴ ھ د، س،: الامام حافظِ کبیر ابوحاتم محمد بن ادریس بن منذر الحنظلی، الرازی رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف کا شمار سر برآوردہ علماء میں ہوتا ہے۔ آپ 195ھ میں پیدا ہوئے اور خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے 209ھ میں حدیث لکھنا شروع کر دی تھی۔

میں کہتا ہوں: موصوف ابھی بے ریش ہی تھے کہ تحصیلِ علم کے لیے رختِ سفر باندھ کر بلاد اسلامیہ کی خاک چھاننے کے لیے عازمِ سفر ہو گئے۔ آپ نے عبیداللہ بن موسیٰ، محمد بن عبداللہ انصاری، اصمعی، ابونعیم، ھوذہ بن خلیفہ، عفان، ابومسہر اور دیگر بے شمار ائمہ محدثین سے حدیث سنی۔ ایک زمانہ تک علم کے سفر پر رواں دواں رہے۔ خود بیان کرتے ہیں: میرا پہلا علمی سفر سات برس تک جاری رہا تھا۔ میں نے ایک ہزار فرسخ سے زیادہ کی مسافت پیدل چل کر قطع کی تھی۔ پھر میں نے مسافت کی مساحت شمار کرنا ترک کر دی اور بحرین سے پا پیادہ مصر کی طرف چلا پڑا۔ پھر رملہ بھی پیدل ہی گیا۔ پھر طرسوس کا رُخ کیا۔ جبکہ ابھی تک میں صرف بیس برس کا ہی تھا۔

میں کہتا ہوں: موصوف سے یونس بن عبدالاعلیٰ، محمد بن عوف طائی، ابوداؤد، نسائی، ابوعوانہ، اسفرائنی، ابوالحسن علی بن ابراہیم القطان، ابوعمرو احمد بن محمد بن حکیم، عبدالرحمٰن بن حمدان الجلاب، عبدالمومن بن خلف نسفی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی۔

موسیٰ بن اسحاق انصاری قاضی بیان کرتے ہیں: میں نے ابوحاتم سے بڑا حافظِ حدیث نہیں دیکھا۔ احمد بن سلمہ الحافظ کا قول ہے: میں نے محمد بن یحییٰ کے بعد ابوحاتم سے بڑا حدیث کا حافظ اور اس کے معانی کا عالم نہیں دیکھا۔ نسائی انہیں ثقہ کہتے ہیں، ابن ابی حاتم کا قول ہے: میں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے سنا ہے: ایک دفعہ میں نے ابوالولید طیالسی کے باب پر یہ کہا کہ جو بھی مجھ پر ایک صحیح حدیث کو نامانوس کرے گا اسے انعام میں ایک درہم ملے گا۔ وہاں اس وقت لوگوں کا ایک جمِ غفیر تھا۔ جن میں ابوزرعہ بھی موجود تھے۔ بخدا میری مراد صرف یہی تھی کہ کوئی مجھے ایسی صحیح حدیث سنا دے جو میں نے سن نہ رکھی ہوتا کہ میں اس کے راوی کے پاس جا کر اس سے وہی حدیث سن لوں۔ تو مجھے ایسی صحیح حدیث سنانے کی کسی میں بھی ہمت نہ ہوئی۔"

---

[1] تہذیب الکمال: 1164/3، تہذیب التہذیب: 31/9، تقریب: 143/2، الکاشف: 18/3، الجرح والتعدیل: 113/7، نسیم الریاض: 298/4، الوافی بالوفیات: 183/2، سیر الاعلام: 247/3۔

اور میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے بھی سنا ہے: محمد بن یحییٰ "رے" آئے۔ تو میں نے انہیں زھری کی تیرہ احادیث سنائیں۔ جن میں سے وہ صرف تین احادیث ہی جانتے تھے۔

ابوحاتم بیان کرتے ہیں: 214ھ میں مَیں بصرہ میں تھا۔ میں نے گزر بسر کے لیے اپنے کپڑے بیچ ڈالے۔ جب ان کی رقم بھی ختم ہوگئی تو نوبت فاقوں تک آپہنچی۔ دو دن کے فاقہ کے بعد میں نے اپنے ساتھی کو مطلع کیا تو وہ کہنے لگا۔ میرے پاس ایک دینار ہے۔ چنانچہ اس نے مجھے نصف دینار دے دیا۔ ایک مرتبہ ہم سمندری سفر سے اُترے تو ہمارا زادِ راہ ختم ہو چکا تھا۔ ہم تین دن تک بغیر کچھ کھائے پیے چلتے رہے۔ اسی دوران ہمارا ایک بوڑھا ساتھی بھوک کی شدت سے بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ہم نے اسے ہلایا جلایا مگر وہ اپنے ہوش کھو چکا تھا۔ ہم اسے اسی حالت میں چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ ابھی ایک فرسخ ہی طے کیا تھا کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ میرا ساتھی مجھے چھوڑ کر چل پڑا۔ اتنے میں ایک کشتی ساحل پر آگئی۔ اس نے کپڑا ہلا کر انہیں مدد کے لیے متوجہ کیا۔ اُنہوں نے آکر اسے پانی پلایا۔ پھر وہ ہمارے دوسرے دو ساتھیوں کے پیچھے لپکے۔ مجھے اس وقت ہوش آیا جب ایک آدمی میرے منہ پر پانی کے چھینٹے مار رہا تھا۔ میں نے ہوش میں آکر پانی پیا۔ پھر ہم سب اس شیخ کے پیچھے گئے اور اسے بھی ہوش میں لا کر پانی پلایا۔ ہمیں اس ناگفتہ بہ حالت سے تندرست ہونے میں چند دن لگ گئے تھے۔

ہمیں اسماعیل بن عبدالرحمٰن نے 692ھ میں اپنی سند کے ساتھ ابوحاتم رازی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں انصاری نے، وہ کہتے ہیں: مجھے حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

"یہ عید الفطر یا عیدِ قربان کی بات ہے کہ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سورۂ بقرہ شروع فرمائی۔ میں نے سمجھا کہ شاید آپ دس آیت تک ہی پڑھیں گے۔ لیکن جب آپ آگے بڑھ گئے تو ہم سمجھے کہ شاید سو آیات پر جا کر آپ قرأت ختم فرما دیں گے۔ لیکن جب آپ نے سو آیات پڑھ لیں تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بوڑھے اصحاب کو دیکھا کہ وہ ڈولنے لگے تھے۔"

جناب ابوحاتم رازی نے بیاسی برس کی عمر پا کر شعبان 277ھ میں وفات پائی۔

اسی سال ان ائمہ نے بھی وفات پائی۔

☆ مسندِ بغداد محمد بن جھنم السمری رحمہ اللہ

☆ محدثِ کوفہ محمد بن حسین بن ابی الحنین الکوفی صاحب "مسند" رحمہ اللہ

(۵۹۳) ۹/ ۵ ۴ھ د، س: الحافظ، العالم ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم بن سعید الزھری، المصری رحمہ اللہ [1]

آپ ابن البرقی کے نام سے معروف تھے۔ بنوزھرہ کے موالی میں سے تھے۔ اور "الضعفاء" نامی ایک کتاب بھی لکھی۔ عمرو بن ابی سلمۃ التنیسی، اسد بن موسیٰ، عبدالملک بن ھشام محمد بن یوسف فریابی، ابوعبدالرحمٰن المقری اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے

[1] تھذیب الکمال: 1221/3، تھذیب التھذیب: 263/9، تقریب: 187/2، الکاشف: 62/3، الجرح والتعدیل: 631/7، الاکمال: 480/1، التمھید: 68/1، سیر الاعلام: 46/13۔

حدیث سنی۔ جبکہ یحییٰ بن معین وغیرہ سے بھی حدیث حاصل کی اور آپ سے ابوداؤد، نسائی، محمد بن المعافی، عمر بن بجیر اور ایک جماعت نے حدیث روایت کی ہے۔

نسائی کہتے ہیں: ان میں کوئی حرج نہیں۔ ابن یونس کا قول ہے: ابن البرقی ثقہ تھے اور انہوں نے مغازی بیان کیے۔ اور "برقی" کے نام سے اس لیے مشہور ہوئے کہ ان کے خاندان کی "برقہ" تک تجارت تھی۔ موصوف نے ۲۴۹ھ میں وفات پائی۔

ہمیں محمد بن عبدالسلام نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن عبدالرحیم البرقی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوحفص نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابومعید نے سلیمان بن موسیٰ سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور (دوسری سند) سلیمان بن موسیٰ نے عطاء سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ یہ دونوں حضرات نبی کریم ﷺ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"جس نے کوئی چیز خریدی اور وہ اس کے لیے اچھی ثابت ہوگئی تو جب تک وہ اس دوسرے سے جدا نہیں ہوتا وہ خیار کے ساتھ ہے۔ چنانچہ چاہے تو اسے لے لے (اور چاہے تو ترک کردے) اور اگر وہ اس سے جدا ہوگیا تو اب اسے کوئی خیار نہ ہوگا"۔

(۵۹۴) ۹/ ۴۶: الحافظ ابوبکر احمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ مذکورہ محمد بن عبداللہ کے بھائی ہیں اور آپ بھی "البرقی" کہلاتے تھے۔ آپ نے عمرو بن ابی سلمہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جیسے خود ان کے بھائی اس طبقہ سے تھے۔ آپ نے "معرفۃ الصحابۃ" میں ایک کتاب بھی لکھی۔ آپ سے احمد بن علی المدائنی نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ کا شمار حفاظ متقنین میں ہوتا ہے۔ 270ھ رمضان میں ایک چوپائے کی کاری ضرب لگنے سے وفات پاگئے۔ طبرانی نے ان سے بہت روایت کیا ہے لیکن انہیں وہم ہوا ہے۔ ان سے غلطی یہ ہوئی ہے کہ انہوں نے احمد کے بھائی عبدالرحیم سے سیرت سنی اور یہ سمجھ بیٹھے کہ ان کا نام "احمد" ہے۔

(۵۹۵) ۹/ ۴۷: حافظِ کبیر، العلامہ ابوبکر، احمد بن محمد بن ھانی الاسکافی، الاثرم رحمۃ اللہ علیہ [2]

موصوف صاحب امام احمد تھے۔ ابونعیم، ھوذہ، بن خلیفہ، احمد بن اسحاق حضرمی، عبداللہ بن بکر السلمی عبداللہ بن صالح المصری، عفان، ابوالولید، قعنبی، مسدد اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، اور متعدد کتابیں بھی لکھیں۔ جبکہ آپ سے حدیث سنے

---

[1] الجرح والتعدیل: 61/2، الوافی بالوفیات: 80/7، طبقات الحفاظ: 253، شذرات الذھب: 158/2، المنتظم: 71/5۔

[2] تہذیب الکمال: 40/1، تہذیب التہذیب: 78,79/1، تقریب: 25/1، الکاشف: 69/1، الجرح والتعدیل: 72/2، الثقات: 36/8، طبقات الحافظ: ص: 60، سیر النبلاء: 623/1۔

والوں میں نسائی، موسیٰ بن ہارون، ابنِ صاعد، علی بن ابی طاہر القزوینی عمر بن محمد بن عیسیٰ الجوھری، احمد بن محمد بن شاکر اور دوسرے لوگ شامل ہیں۔آپ نے عللِ حدیث پر بھی ایک کتاب لکھی۔آپ کا شمار یکتائے روزگار حفاظِ حدیث میں ہوتا تھا۔

ابوبکر خلاّل کا قول ہے: آپ بڑے جلیل القدر اور حدیث کے حافظ تھے۔ جب عاصم بن علی بغداد آئے تو اُنہوں نے پوچھا: کون مجھے فوائد نکال کر دے گا؟ تو اُنہوں نے ابوبکر جیسا کوئی دوسرا نہ دیکھا۔اتنی کم عمر میں کوئی ان کے جیسا نہ تھا۔چنانچہ ابوبکر احادیث کی قرأت کے دوران یہ کہتے جاتے تھے: یہ وہم ہے، یہ خطا ہے۔جس سے عاصم بے حد خوش ہوتے۔اثرم عجیب بیدار مغز اور زیرک تھے۔حتیٰ کہ ابنِ معین وغیرہ کا یہ قول بھی ہے کہ ان کے والدین میں سے ایک "جن" تھا۔

آگے چل کر خلاّل کہتے ہیں: مجھے ابوبکر بن صدقہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے ابراہیم اصبہانی کو یہ کہتے سنا ہے: ابوبکر، ابوزرعہ رازی سے بھی بڑے حافظ اور زیادہ متقن تھے۔

محمد بن اشکاب بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن ایوب مقابری کو یہ کہتے سنا ہے: اثرم کے والدین میں سے ایک "جن" تھا۔

خلاّل کا قول ہے: میں نے حسن بن علی بن عمر الفقیہ کو یہ کہتے سنا ہے: خراسان سے دو شیخ حج کے لیے آئے۔چنانچہ ایک نے ایک طرف ایک حلقہ لگالیا اور دوسرے نے دوسری طرف اور دونوں حدیث املاء کروانے لگے، لیکن اثرم دونوں حلقوں کے بیچ میں بیٹھ کر لکھنے لگے اور دونوں مشائخ کی عبارات کو من وعن لکھ لیا۔

میں کہتا ہوں: میرا خیال ہے کہ اثرم نے 260ھ کے بعد وفات پائی تھی۔موصوف نے "السنن" پر ایک نہایت عمدہ کتاب لکھی جو آپ کی امامت اور وسیع حافظہ کی غمازی کرتی ہے۔

ہمیں عبدالولی بن عبدالرحمن الخطیب وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ ابوالاشعث سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں یزید بن زریع نے۔وہ کہتے ہیں: ہمیں روح نے منصور سے، انہوں نے ابراہیم سے، اُنہوں نے علقمہ سے، اُنہوں نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں:

> "ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی تو اس میں کمی یا بیشی فرمادی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا چکے تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز میں کوئی (نئی) بات پیش آگئی ہے؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قدموں پر واپس مڑے اور (سہو کے) دو سجدے کیے۔"

یہ ابنِ صاعد کی روایت ہے (جسے وہ ابوالاشعث سے روایت کرتے ہیں) جبکہ اثرم نے محمد بن منہال سے اور اُنہوں نے یزید سے اس حدیث میں یہ زائد الفاظ بھی روایت کیے ہیں: کہ (حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں) ہم نے عرض کیا: (اے اللہ کے رسول!) آپ نے اتنی اور اتنی نماز ادا کی ہے"۔آگے گزشتہ کی طرح حدیث ہے۔

(۵۹۶) ۹/۴۸: الحافظ، الثقہ ابو علی حسن بن سلیمان المصری قبیطہ رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ نے ابونعیم، ابوغسان نہدی، عبداللہ بن یوسف التنیسی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی اور آپ سے ابوبکر بن خزیمہ، ابوبکر بن زیاد نیشاپوری اور ایک جماعت نے حدیث بیان کی ہے۔

ابن یونس نے آپ کے حافظہ کی تعریف بیان کی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ موصوف قبیطہ نے مصر میں ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔

(۵۹۷) ۹/۴۹: الحافظ، الفقیہ، المجتہد ابوسلیمان داؤد بن علی الاصبہانی، البغدادی رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ مذہب ظاہریہ کے فقیہ تھے۔ ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ عمرو بن مرزوق، قعنبی، سلیمان بن حرب، مسدد اور محمد بن کثیر العبدی سے حدیث سنی۔ اسحاق بن راہویہ سے فقہ سیکھی۔ متعدد کتابیں لکھیں۔ موصوف کو صحیح و سقیم احادیث کی معرفت کی کمال بصیرت حاصل تھی۔ خطیب کا قول ہے کہ موصوف امام، عابد و زاہد، اور متقی و پرہیزگار تھے۔ آپ کی کتابوں میں بے شمار احادیث مندرج ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آپ سے روایت بے حد کم ہے۔

آپ سے آپ کے بیٹے محمد نے اور زکریا بن یحییٰ الساجی، یوسف بن یعقوب الدوادی اور عباس بن احمد المذکر نے حدیث روایت کی ہے۔

ابواسحاق "طبقات الفقهاء" میں لکھتے ہیں: موصوف ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے، اسحاق، اور ابوثور سے علم حاصل کیا۔ بڑے زاہد اور قناعت پسند تھے۔ ثعلب کا قول ہے: داؤد کی عقل ان کے علم سے زیادہ تھی۔ ابواسحاق مبارک المستملی کا قول ہے: میں نے داؤد کو دیکھا کہ وہ اسحاق بن راہویہ کے دلائل کو دور کر رہے تھے۔ میں نے نہ ان کے بعد کسی کو دیکھا کہ وہ ابن راہویہ کے دلائل کو دور کرتا ہو اور نہ ان سے پہلے۔ کیونکہ ابن راہویہ کی ہیبت ہی کچھ ایسی تھی کہ کسی کو ان کے سامنے بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

میں کہتا ہوں: امام احمد نے انہیں اپنی مجلس میں آنے سے منع کر رکھا تھا۔ وہ انہیں قرآن کو حادث ماننے کی وجہ سے بدعتی کہتے تھے۔ ابن کامل کہتے ہیں: داؤد نے رمضان ۲۷۰ھ میں وفات پائی۔

اسی سال ان ائمہ محدثین کا بھی انتقال ہو گیا تھا۔

☆ مصر کے قاضی و محدث بکار بن قتیبہ البصری رحمۃ اللہ علیہ

☆ محدثِ کوفہ حسن بن علی بن عفان العامری رحمۃ اللہ علیہ

☆ محدثِ اصبہان اسید بن عاصم الثقفی رحمۃ اللہ علیہ

---

❶ لسان المیزان: 214/2، طبقات الحفاظ: 253۔

❷ طبقات الفقهاء: 92، المنتظم: 5/75-77، وفيات الاعيان: 2/255/257، ميزان الاعتدال: 2/14-16، لسان الميزان: 2/422، شذرات الذهب: 2/158۔

☆ شیخ مصر ربیع بن سلیمان المرادی رحمۃ اللہ علیہ

ہمیں المؤمل البالس اور ایک جماعت نے اپنی سند کے ساتھ العباس بن احمد المذکر سے، اور اُنہوں نے داؤد بن علی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے اسحاق حنظلی سے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عیسیٰ بن یونس نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں اوزاعی نے ابراہیم بن مرہ سے، اُنہوں نے زھری سے، اُنہوں نے ابوسلمہ سے، اُنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے:

"کنواری کو نہ بیاہا جائے یہاں تک کہ اس سے اِجازت لے لی جائے اور شوہر دیدہ کا حصہ اس سے مشورہ کرنا ہے جب تک کہ ناراضی کی دعوت نہ دے اور جب شوہر دیدہ ناراضی کی دعوت دے اور اس کے اولیاء رضا کی دعوت دیں تو معاملہ حاکم کی طرف لے جایا جائے گا"۔

مذکورہ روایت کو داؤد بن علی سے روایت کرنے والا راوی عباس بن احمد غیر ثقہ ہے۔

(۵۹۸) ۹/۵۰ م ۴: الحافظ، الحجہ، محدثِ بغداد ابوبکر بن محمد بن اسحاق الصاغانی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے یزید بن ہارون، روح بن عبادہ، یعلی بن عبید، ابومیر، سعید بن ابی مریم اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ ائمہ ستہ نے اور ابنِ خزیمہ، ابوعوانہ، اسماعیل الصفار، ابوالعباس الاصم، شجاع بن جعفر اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن ابی حاتم انہیں ثبت اور صدوق، ابن خراش ثقہ اور مامون، اور دارقطنی ثقہ اور ثقہ سے بھی بڑھ کر کہتے ہیں۔ ابومزاحم خاقانی کا قول ہے: موصوف صاغانی اپنے وقت میں ابنِ معین کے مشابہ تھے۔ ابوبکر خطیب بیان کرتے ہیں: موصوف ثبت اور متقن تھے۔ بے پناہ صلابتِ دینی کے مالک تھے۔ تمسک بالسنہ میں مشہور تھے اور روایت میں بے حد وسعت رکھتے تھے۔ ابن کامل کا قول ہے کہ موصوف صاغانی نے ۲۷۷ھ میں وفات پائی۔

(پہلی سند): ہمیں محمد بن بطیخ، احمد بن عبدالرحمٰن اور عبدالحمید بن خولان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں عبدالرحمٰن بن نجم نے بیان کیا۔

(دوسری سند): اور ہمیں خدیجہ بنت الرضی نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن اسحاق اور عباس بن محمد سے بیان کیا، وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں فضل بن دکین نے، وہ کہتے ہیں ہمیں عبداللہ بن عامر الاسلمی نے ابوزناد سے، اُنہوں نے سعد یا سعید بن سلیمان سے، اُنہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرماتے ہیں:

"کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کا پتہ نہ دوں؟ (وہ یہ کہ) تم "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" کو

---

[1] تہذیب الکمال: 1166/3، تہذیب التہذیب: 35/9، تقریب: 144/2، الکاشف: 18/3، الثقات: 136/9، الوافی بالوفیات: 195/2، تاریخ بغداد: 240/1، سیر الاعلام: 592/12۔

کثرت کے ساتھ پڑھا کرو"۔ ❶

(۵۹۹) ۹/ ۵۱ خ، د، س: الحافظ، الامام ابوجعفر محمد بن اشکاب البغدادی رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ مشہور محدث اور امام علی بن حسین بن ابراہیم بن حر بن زعلان کے بھائی تھے۔ جبکہ دونوں میں چھوٹے آپ تھے۔ آپ نے ابونضر، عبد الصمد بن عبد الوارث، اسماعیل بن عمرو اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن صاعد، محاملی، محمد بن مخلد اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابوحاتم آپ کو صدوق کہتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ نے عاشورا کے دن ۲۶۱ھ میں اَسّی برس کی عمر پا کر وفات پائی۔

ہمیں عمر بن قواس نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن اشکاب سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں وھب بن جریری نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شعبی نے ابن ابی خالد سے، اُنہوں نے منہال بن عمرو سے، اُنہوں نے سعید بن جبیر سے، اُنہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے:

"جس نے کسی مریض کی عیادت کی اور (دورانِ عیادت) اس کے پاس بیٹھ کر یہ دُعا سات مرتبہ پڑھی:
-أسئل الله العظيم رب العرش العظيم أن يشفيك-
"میں اس اللہ سے جو عظمت والا ہے (اور) عرشِ عظیم کا رب ہے، اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ وہ تمہیں شفا دے"
تو اسے تندرستی مل جائے گی بشرطیکہ اس کا وقتِ اجل نہ آن پہنچا ہو"۔ ❸

(۶۰۰) ۹/ ۵۲ س: حافظِ کبیر، الثبت، ابوعبداللہ محمد بن مسلم بن عثمان بن وارہ الرازی رحمۃ اللہ علیہ ❹

آپ ابن وارہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ابوعاصم، فریابی، ابی نعیم، ابومغیرہ، عبدالقدوس اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیحین کے علاوہ میں اور محمد بن مسیب ارغیانی، ابوبکر بن مجاہد، ابن حاتم اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن ابی حاتم کا قول ہے: ابن وارہ ثقہ اور صدوق ہیں، میں نے ابوزرعہ کو دیکھا ہے کہ وہ آپ کا بے حد اکرام واحترام کیا کرتے تھے۔

---

❶ صحيح البخاري: كتاب الدعوات: باب رقم 51, 68۔ صحيح مسلم: كتاب الذكر: رقم الحديث: 44-46۔

❷ تهذيب التهذيب: 65/9، الوافي بالوفيات: 229/2، تاريخ بغداد: 223/2، طبقات الحفاظ: 257۔

❸ جامع الترمذي: كتاب الطب: باب رقم: 32۔ مسند احمد: 239/1-243۔

❹ تهذيب الكمال: 1271/3، تهذيب التهذيب: 451/9، تقريب التهذيب: 207/2، الكاشف: 97/3، الجرح والتعديل: 332/8، الانساب: 255/13، تذكرة الحفاظ: 139/2، تاريخ بغداد: 256/3، معجم المؤلفين: 21/12، المنتظم: 25/5، العبر: 46/2

فضلک رازی بیان کرتے ہیں: میں نے ابن ابی شیبہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں نے سب سے بڑے جن حفاظ کو دیکھا ہے وہ ابن فرات، ابن وارہ اور ابوزرعہ ہیں۔

نسائی آپ کو ثقہ اور صاحب حدیث کہتے ہیں۔ طحاوی کا قول ہے: رے کے تین آدمی ایسے ہیں کہ اپنے اپنے وقت میں روئے زمین پر کوئی ان کا ثانی اور مثل نہ تھا ابو حاتم، ابوزرعہ اور ابن وارہ۔ ابنِ خراش بیان کرتے ہیں: ابن وارہ متقن اور امین تھے۔ ایک رات میں ان کا مہمان تھا کہ ابواسحاق سبیعی اور ان کے مشائخ کا ذکر چل نکلا تو اُنہوں نے ایک ہی مجلس میں ان کے دو سو ستر لوگوں کا ذکر کر دیا۔

عثمان بن خرزاذ کا قول ہے: میں نے شاذکونی کو یہ بیان کرتے سنا ہے: ایک مرتبہ محمد بن مسلم (ابن وارہ) میرے پاس آئے اور بڑے دبنگ لہجے سے میرے ساتھ بات کرنے لگے۔ میں نے پوچھا: جناب کہاں سے ہیں؟ تو بتلایا کہ رے سے ہوں۔ پھر گویا ہوئے کہ کیا تم نے میرا تذکرہ نہیں سنا اور کیا تم نے میرا ذکر نہیں سنا؟ میں "ذوالرحلتین" ہوں۔ شاذکونی کہتے ہیں: میں نے پوچھا: نبی کریم ﷺ سے یہ بات کس نے روایت کی ہے کہ بعض شعر حکمت والے ہوتے ہیں"۔ وہ بولے: ہمارے بعض اصحاب نے۔ میں نے پوچھا: کون سے؟ تو کہنے لگے: ابونعیم اور قبیصہ نے، اس پر میں نے کہا: اوغلام! ذرا میرا درہ لانا۔ پھر میں نے انہیں گن کر پچاس درے مارے اور کہا: میرے پاس سے نکل جا تمہارا کوئی بھروسہ نہیں کہ یہ بھی کہنے لگے کہ مجھے میرے بعض لونڈوں نے بیان کیا ہے۔

ذکریا ساجی بیان کرتے ہیں: ابن وارہ ایک مرتبہ ابوکریب کے پاس گئے، ابن وارہ، تھوڑے سے شیخی خورے بھی تھے۔ چنانچہ کہنے لگے: کیا تمہارے پاس میرا تذکرہ اور میری خبر نہیں پہنچی، میں "ذوالرحلتین" ہوں، میں ابن وارہ ہوں۔ اس پر ابو کریب نے بے ساختہ یہ جملے چست کر دیے: "وارہ وما وارہ وما ادراك ما وارہ" (وارہ، اور وارہ کیا ہے، اور تجھے کیا خبر کہ وارہ کیا ہے)۔ (اور پھر یہ کہا) اللہ کی قسم! میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔ نہ تو میں تمہیں حدیث سناؤں گا اور نہ ان لوگوں کو حدیث سناؤں گا جن میں تم موجود ہوگے۔

ابنِ عقدہ بیان کرتے ہیں: ابن وارہ نے ابوکریب کو خوب زچ کیا تھا۔ چنانچہ جب اُنہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو کہنے لگے کہ میں حدیث کا باپ اور اس کی ماں ہوں۔

میں کہتا ہوں: ابن وارہ نے رمضان ۲۷۰ھ میں وفات پائی (ایک قول ۲۶۵ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)

ہمیں سنقر الاسدی اور ابونصر الفارسی نے اپنی سند کے ساتھ ابن وارہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں فریابی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ثوری نے اسماعیل السدی سے اور اُنہوں نے عبد خیر سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ "جنابِ علی رضی اللہ عنہ کی چار انگوٹھیاں تھیں جن کے ذریعے وہ مہر لگایا کرتے تھے: (۱) ایک یاقوت کی جو قلب کے لیے، (۲) دوسری فیروزے کی جو بصارت کے لیے تھی، (۳) تیسری چینی لوہے کی جو قوت کے لیے تھی، (۴) اور چوتھی عقیق کی جو حفاظت کے لیے تھی۔

اب یاقوت والی انگوٹھی پر یہ عبارت کندہ تھی "لا اله الله الملك الحق المبين " (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حقیقی بادشاہ اور ہر شئے کو کھول دینے والا ہے) اور فیروزہ کی انگوٹھی کی عبارت یہ تھی: "الله الملك " (اللہ ہی بادشاہ ہے) اور لوہے کی انگوٹھی کی عبارت یہ تھی: "اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ جَمِیْعاً " (عزت ساری کی ساری اللہ ہی کے لیے ہے) اور عقیق کی انگوٹھی کی عبارت یوں تھی: "ما شا الله لا قوة الا بالله استغفر الله " (جو اللہ نے چاہا وہ ہوا۔ نیکی کی توفیق اللہ ہی سے ہے۔ میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں)۔

بلاشبہ یہ ایک من گھڑت روایت ہے۔ اگرچہ اس کے سب راوۃ مامون ہیں لیکن اس روایت کا ایک راوی ابوجعفر غیر معروف ہے۔ لگتا ہے کہ یہ روایت اسی ابوجعفر نے گھڑی ہے۔

(۶۰۱) ۹ / ۵۳: الحافظ، العلامہ ابو یوسف یعقوب بن شیبہ بن صلت بن عصفور السدوسی البصری رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ "المسند الكبير المعلل " کے نام سے ایک بے حد عمدہ "مسند" لکھی کہ ایسی مسند پہلے لکھی نہ گئی تھی، لیکن افسوس کہ مشیت ایزدی سے یہ مسند پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکی۔

آپ نے علی بن عاصم یزید بن ہارون، روح بن عبادہ، ابو بدر سکونی، ابونضر اور ان کے بعد کے لوگوں سے حدیث سنی اور بڑی کثرت کے ساتھ سنی۔ یہاں تک کہ ابن معین کے اصحاب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے بھی حدیث لکھی۔ جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں آپ کا پوتا محمد بن احمد بن یعقوب اور یوسف بن یعقوب الازرق اور ایک جماعت شامل ہے۔

خطیب وغیرہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے اور آپ کبار علماء محدثین میں شمار ہوتے تھے۔ دنیا کی کثرت دیکھی پر اس سے دور ہی رہے۔

موصوف خطیب ازہری سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ موصوف یعقوب کے گھر میں چالیس بستر تھے جو ان کے گھر میں مقیم ان کاتبوں کے لیے تھے جو ان کی "المسند " کی تبییض کیا کرتے تھے اور وہ اپنی آمدن سے دس ہزار دینار لازماً فی سبیل اللہ خرچ کیا کرتے تھے۔ ازہری بیان کرتے ہیں: کہتے ہیں کہ موصوف کا "مسندِ ابی ہریرہ " کا نسخہ مصر میں دیکھنے میں آیا ہے۔ وہ دوسو اجزاء پر مشتمل تھا۔ موصوف کی مسند ان مسانید پر مشتمل تھی:

☆ مسندِ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہ

☆ مسندِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ

☆ مسندِ عمار رضی اللہ عنہ

☆ اور بعض موالی کی مسند

میں کہتا ہوں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ موصوف کی "مسندِ علی " پانچ جلدوں پر مشتمل تھی۔

---

[1] تاریخ بغداد: 283،281/14، العبر: 25/2، النجوم الزاهره: 37/3، طبقات الحفاظ: 254، شذرات الذهب: 146/2، المنتظم: 43/5، تاریخ ابن کثیر: 35/11۔

ابنِ کامل کا قول ہے: یعقوب فقیہ، مورخ اور احمد بن معدل اور حارث بن مسکین کے اصحاب میں سے تھے۔ البتہ قرآن کے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کی بابت موصوف توقف کا اعتقاد رکھتے تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ربیع الاوّل ۲۶۲ھ میں وفات پائی۔ میرے پاس ان کی مسند کا ایک جز موجود ہے۔ موصوف پر عراق کی قضاء پیش ہوئی، مگر وقف کی رہائش کی وجہ سے یہ عہدہ قبول نہ کیا۔

(۶۰۲) ۹ / ۵۴: حافظِ کبیر ابوعبداللہ محمد بن سنجر رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف کی روایات بے حد کم یاب اور نادر ہیں۔ [2]

مجھے الامام عبدالرحمن بن محمد اور علی بن احمد نے "اجازۃً" بیان کیا، وہ دونوں اپنی سند کے ساتھ ابن سنجر سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابراہیم بن زکریا المعلم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شعبہ نے ابواسحاق سے، انہوں نے حارث سے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دِن فجر کی نماز (کی پہلی رکعت) میں "تنزیل السجدۃ" اور (دوسری رکعت میں) "ھل اتی علی الانسان" کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

میں نے اپنے شیخ القطب "تاریخ مصر" سے اور دیگر مصادر سے بھی یہ بات نقل کی ہے کہ شیخ قطب فرماتے ہیں: محمد بن عبداللہ بن سنجر الجرجانی "صاحب مسند" نے یزید بن ہارون، فریابی، ابوالمغیرہ الخولانی، ابونعیم، ابوعاصم، خالد بن مخلد، اسد بن موسیٰ اور حمیدی سے حدیث سنی ہے اور ان سے حدیث کرنے والوں میں عیسیٰ بن مسکین، احمد بن عمرو بن منصور، محمد بن المسیب الارغیانی، محمد بن دلیل، عبدالجبار بن احمد السمرقندی، ابراہیم بن محمد بن ضحاک، عبدالرحمٰن بن احمد الرشدینی اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ابن السنی کی "القناعۃ" میں ابراہیم بن محمد بن ضحاک کے واسطے سے ابن سنجر کی ایک حدیث موجود ہے۔ قطب الدین کا قول ہے: میرے پاس ابن سنجر کی "مسندِ علی رضی اللہ عنہ" موجود ہے۔ جس میں وہ یعلی بن عبید، یزید ابنِ نمیر اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

ابن ابی حاتم کا قول ہے: ابن سنجر ثقہ ہیں۔ خود ابنِ سنجر بیان کرتے ہیں: جب میں اسحاق کوسج کے ہمراہ علمِ حدیث سیکھنے نکلا تو میرے پاس نو ہزار دینار تھے۔ چنانچہ اسحاق میرے لیے احادیث لکھتے تھے اور وہ ہر شہر میں ایک نکاح بھی کر لیتے تھے۔ جبکہ ان

---

[1] اصل نسخہ میں موصوف کے ترجمہ کے مصادر مذکورہ نہیں۔ نسیم

[2] اجازت: یہ حدیث کی تحصیل کی تیسری صورت ہے۔ یہ حدیث کی نقل کی تحریری یا زبانی اجازت کو کہتے ہیں اور اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ اُستاذ اور محدث اپنے شاگرد سے یہ کہتا ہے کہ میں تمہیں اپنے واسطے سے فلاں کتاب یا فلاح حدیث کی روایت کی اجازت دیتا ہوں"۔ از "علوم الحدیث لعبید اللہ الاسعدی: ص 311"۔ نسیم

کا مہر میں ادا کیا کرتا تھا۔

میں کہتا ہوں: پھر ابن سنجر نے مصر کے ایک صوبہ میں "قطابہ" نامی بستی میں مستقل رہائش رکھ لی تھی۔ ابن یونس کا قول ہے: ابنِ سنجر نے ربیع الاول ۲۵۸ھ میں وفات پائی۔

(۶۰۳) ۹/ ۵۵، ۴: الحافظ، الامام ابو الفضل عباس بن محمد بن حاتم الھاشمی، الدوری، البغدادی رحمۃ اللہ علیہ 1

آپ بنی ھاشم کے موالی میں سے تھے اور ابنِ معین کے ساتھی تھے۔ ۱۸۵ھ میں پیدا ہوئے۔ حسین بن علی الجعفی، ابونضر، یعقوب بن ابراہیم، عبد الوھاب بن عطاء، شبابہ، یحییٰ بن ابو بکیر اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے اصحاب سنن اربعہ، ابوجعفر بن البختری، ابوعباس الاصم، اسماعیل الصفار اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

امام نسائی نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ الاصم کا قول ہے: میں نے اپنے مشائخ میں ان سے زیادہ عمدہ احادیث والا کوئی نہیں دیکھا۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ابنِ معین کی روایت سے رجال کے بارے میں جو ایک ضخیم کتاب لکھی ہے وہ بے حد مفید اور موصوف کی علمِ رجال پر گہری نگاہ کی غمازی کرتی ہے۔ موصوف نے صفر ۲۷۱ھ میں وفات پائی۔ (جبکہ ایک قول ۲۷۰ھ میں وفات پانے کا بھی ہے)۔

اسی سال محمد بن حماد، الطہرانی اور محمد بن سنان القزاز نے بھی وفات پائی۔

ہمیں عمر بن قواس نے اپنی سند کے ساتھ عباس بن محمد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوعتاب نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شعبہ نے معاویہ بن قرہ سے، اُنہوں نے اپنے والد سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

"ایک مرتبہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ ایک درخت پر چڑھے۔ لوگ ان کی پتلی پتلی پنڈلیاں دیکھ کر ہنسنے لگے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: "ان دونوں کا وزن میزان میں کسی کے وزن سے (نیکیوں میں) زیادہ ہے۔"

(۶۰۴) ۹/ ۵۶ق: الحافظ، العالم، المسند ابو قلابہ عبد الملک بن محمد بن عبد اللہ الرقاشی الزاھد رحمۃ اللہ علیہ 2

آپ بصرہ کے محدث تھے۔ ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے۔ یزید بن ہارون، عبد اللہ بن بکر السہمی، روح بن عبادہ، العقدی، ابو عاصم اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ بچپن ہی سے والد کی ترغیب وتحریص پر علم حدیث کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ رب تعالیٰ نے عقلِ رسا سے نواز رکھا تھا۔ اس لیے بہت جلد اس فن میں طاق ہو گئے۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن ماجہ، ابنِ صاعد، ابو بکر نجاد، ابو سہل بن زیاد القطان، ابراہیم بن علی، الہجیمی اور بے شمار لوگوں کے نام گنوائے جاتے ہیں۔

1 تہذیب الکمال: 660/2، تہذیب التہذیب: 129/5(226)، تقریب: 399/1(161)، الکاشف: 68/2، الجرح والتعدیل: 1189/6، الوافی بالوفیات: 658/16، سیر الاعلام: 522/12۔

2 تہذیب الکمال: 861/2، تہذیب التہذیب: 419/6(875)، تقریب: 522/1(1344)، الکاشف: 214/2، میزان الاعتدال: 663/2، لسان المیزان: 293/7، سیر الاعلام: 177/13، المغنی: 3840۔

دار قطنی بیان کرتے ہیں: موصوف صدوق پر روایت حدیث میں بہت زیادہ خطا کرنے والے تھے کیونکہ آپ اپنی یاد داشت سے حدیث بیان کرتے تھے۔ احمد بن کامل القاضی کا قول ہے: کہتے ہیں: ابوقلابہ دن اور رات میں چار سو رکعات نفل نماز پڑھا کرتے تھے اور یہ بھی مشہور ہے کہ موصوف نے محض اپنی یادداشت سے ساٹھ ہزار احادیث بیان کی تھیں۔

ابوعبیدہ آجری بیان کرتے ہیں: میں نے ابوداؤد سے ابوقلابہ کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے: ابوقلابہ امین اور مامون ہیں۔ میں نے ان سے حدیث لکھی ہے۔ محمد بن جریر کا قول ہے: میں نے ابوقلابہ سے بڑا حدیث کا حافظ نہیں دیکھا۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے شوال ۲۷۶ھ میں وفات پائی۔ موصوف کی ایک عالی حدیث "الغیلانیات" میں موجود ہے۔ ان میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے۔

(پہلی سند): ہمیں ابوقلابہ نے ۲۷۶ھ میں بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں یعقوب حضرمی اور سعید بن عامر نے، وہ دونوں کہتے ہیں: ہمیں شعبہ نے سفیان سے بیان کیا۔

(دوسری سند): اور ہمیں ابوقلابہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوعاصم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں سفیان نے علی بن اقمر سے اور اُنہوں نے حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے:

"البتہ میں تو ٹیک لگا کر نہیں کھاتا"

کہتے ہیں کہ جنابِ ابوقلابہ کی والدہ نے حمل کے دوران ایک خواب دیکھا کہ جیسے اُنہوں نے کسی ہدہد کو جنم دیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اگر تو تیرا یہ خواب سچا ہے تو تو ایک ایسا بچہ جنم دے گی جو کثرت کے ساتھ نمازیں پڑھے گا۔ (پھر جناب ابوقلابہ پیدا ہوئے جو اس خواب کی سو فی صد سچی تعبیر تھے)۔

(۶۰۵) ۹/ ۵۷: حافظِ کبیر ابواُمیہ محمد بن ابراہیم بن مسلم البغدادی ثم الطرسوسی رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ نے ایک "المسند" بھی لکھی۔ آپ نے عبداللہ بن بکر السہمی، عبدالوہاب بن عطاء، روح بن عبادہ، جعفر بن عون، ابومسہر اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ ابوعوانہ، ابن جوصاء، ابوبکر بن زیاد نیشاپوری، ابوعلی الحصائری، عثمان بن محمد سمرقندی اور دیگر بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث بیان کی ہے۔

ابوداؤد وغیرہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ ابوبکر الفقیہ الخلاف نے ذکر کیا ہے: ابواُمیہ حدیث میں امام اور بڑے جلیل القدر تھے۔

ہمیں ابن مؤمل نے اپنی سند کے ساتھ ابواُمیہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں سعید بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں سلیمان بن داؤد یمانی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں یحییٰ نے ابوسلمہ سے، اُنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے:

---

❶ تہذیب الکمال: 1159/3، تہذیب التہذیب: 15/9، تقریب: 141/2، الجرح والتعدیل: 184/7، تاریخ بغداد: 394/1، سیر الاعلام: 91/13، تراجم الاحبار: 17/4۔

"جس نے حلال مال سے اللہ کی رضامندی کے لیے ایک مسجد تعمیر کی اللہ اس کے لیے جنت میں موتی اور یاقوت کا ایک گھر بنائے گا"۔ [1]

ابوسعید بن یونس بیان کرتے ہیں: ابواُمیہ نے طرسوس میں جمادی الآخرہ ۲۷۳ھ میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں: موصوف کی "الثقفیات" میں مروی احادیث کے علاوہ بھی عالی احادیث کے دو جز ہمارے پاس موجود ہیں۔

(۶۰۶) ۹ / ۵۸: الحافظ، الامام، ابوجعفر بن عوف بن سفیان، الطائی، الحمصی رحمہ اللہ [2]

آپ شام کے محدث تھے۔ عبید اللہ بن موسیٰ، فریابی، ابومغیرہ، ابومسہر، آدم بن ابی ایاس، عبدالسلام ابن عبدالحمید السکونی اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابوداؤد، ابن جوصاء، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم، خیثمہ بن سلیمان، عبدالغافر بن سلامہ اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابنِ عدی کا قول ہے: موصوف شام کی صحیح اور ضعیف احادیث کے عالم تھے۔ اس باب میں ابن جوصاء انہیں پر اعتماد کرتے تھے اور خاص حمص کی احادیث کی بابت آپ ہی سے پوچھا جاتا تھا۔

میں کہتا ہوں: متعدد ائمہ محدثین نے موصوف کو ثقہ کہا ہے اور موصوف کی علمِ حدیث کی بابت معرفت اور عقل وذہانت کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ خود امام احمد بن حنبل نے ان سے ایک حدیث سنی ہے جسے اُنہوں نے اس کو اپنے والد سے بیان کیا تھا۔

موصوف نے ۲۷۲ھ کے وسط میں وفات پائی تھی۔

اسی سال ان بزرگوں نے بھی وفات پائی:

☆ مسندِ کوفہ ابوعمر احمد بن عبدالجبار العطاردی رحمہ اللہ

☆ مسندِ حمص ابوعتبہ احمد بن الفرج الحجازی، الحمص رحمہ اللہ

☆ محدثِ نیشاپور ابواحمد محمد بن عبدالوہاب العبدی الفراء رحمہ اللہ

ہمیں احمد بن عبدالرحمن العلوی وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن عوف سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالسلام بن عبدالحمید السکونی نے اپنے والد سے، انہوں نے عمرو بن قیس سے، اُنہوں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ

"جھوٹی قسم گھروں (اور بستیوں اور آبادیوں) کو ویران کر کے رکھ دیتی ہے"۔

---

[1] صحیح مسلم: کتاب المساجد: رقم الحدیث: 24, 25۔ صحیح البخاری: کتاب الصلوٰۃ: رقم الباب: 65۔

[2] تہذیب الکمال: 1254/3، تہذیب التہذیب: 383/9، تقریب: 197/2، الکاشف: 86/3، العبر: 50/2، نسیم الریاض: 498/4، الوافی بالوفیات: 293/4، معجم طبقات الحفاظ: 165۔

(۶۰۷) ۹/ ۵۹ ت، س: الحافظ، الامام، الحجہ ابو یوسف یعقوب بن سفیان بن جوّان الفارسی الفسوی رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ نے "التاریخ الکبیر" اور "المشیخۃ" نامی نہایت عمدہ کتابیں لکھیں۔ ابو عاصم، الانصاری، مکی بن ابراہیم، عبید اللہ بن موسیٰ، ابو مسہر، حبان بن ہلال، سعید بن ابی مریم اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ترمذی، نسائی، ابنِ خزیمہ، ابو عوانہ، ابن ابی حاتم، محمد بن حمزہ بن عمارہ، عبد اللہ بن جعفر بن درستویہ النحوی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ تیس برس تک طلبِ حدیث میں دیارِ اسلام میں پھرتے رہے۔ ابو زرعہ دمشقی بیان کرتے ہیں: ہمارے پاس آنے والے ذہین ترین لوگوں میں سے ایک یعقوب بن سفیان ہیں۔ اہلِ عراق نے ان کا مثل نہیں دیکھا اور دوسرے حرب بن اسماعیل ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے مجھ سے حدیث لکھی ہے۔

محمد بن داوٗد الفارسی موصوف کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں: ہمیں عبدِ صالح یعقوب بن سفیان نے بیان کیا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یعقوب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں "کلام" کیا کرتے تھے۔ لیکن یہ قول صحیح نہیں ۲۷۷ھ میں ابو حاتم رازی کی وفات سے ایک سال قبل وفات پائی۔ ہمارے پاس خود موصوف کی "المشیخۃ" میں ایک حدیث موجود ہے۔

ہمیں محمد بن صاعد نے اپنی سند کے ساتھ یعقوب بن سفیان سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں مکی بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں بہز بن حکیم نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی کھانا پیش کیا جاتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرمایا کرتے تھے کہ "(یہ) ھدیہ (کا کھانا) ہے یا صدقہ ہے؟" اگر لوگ عرض کرتے کہ یہ ھدیہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے تناول فرما لیتے اور اگر لوگ عرض کرتے کہ یہ صدقے سے ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے یہ ارشاد فرما دیتے: "(اسے) تم لوگ کھالو"۔ یہ حدیث غریب ہے۔

(۶۰۸) ۹/ ۶۰ س: الحافظ، الحجہ ابو یعقوب یوسف بن سعید بن مسلم المصیصی رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ نے حجاج بن محمد، محمد بن مصعب، عبید اللہ بن موسیٰ، ابو مسہر، ہوذہ بن خلیفہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے نسائی، ابنِ صاعد، ابو بکر بن زیاد اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

موصوف نے تحصیلِ حدیث کے لیے بے شمار سفر کیے۔ نسائی آپ کو ثقہ اور حافظ اور عبد الرحمن بن ابی حاتم ثقہ اور صدوق کہتے ہیں۔ آپ نے جمادی الاخریٰ ۲۷۱ھ میں وفات پائی۔ (ایک قول ۲۶۵ھ میں وفات پانے کا بھی ہے) میرے پاس موصوف کی

---

❶ تہذیب الکمال: 1550/3، تہذیب التہذیب: 385/11(747)، تقریب: 375/2، الکاشف: 291/3، الجرح والتعدیل: 868/9، لسان المیزان: 307/6، المعین: 11161، الانساب: 323/10، سیر الاعلام: 180/13۔

❷ تہذیب الکمال: 1559/3، 1560، تہذیب التہذیب: 414/11(807)، تقریب: 381/2، الکاشف: 198/3، الجرح والتعدیل: 938/9، العبر: 48/2، معجم طبقات الحفاظ: 190۔

موافقات میں سے ایک حدیث موجود ہے۔

ہمیں ابن القواس نے اپنی سند کے ساتھ ابو یعقوب مصیصی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن مصعب نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حماد بن سلمہ نے ایوب سے، اُنہوں نے ابو قلابہ سے، اُنہوں نے ابو مہلب سے اور انہوں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کر دینے کی طرح ہے۔"

یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے اور ابنِ معصب اس حدیث کو روایت کرنے میں متفرد ہیں۔

(۶۰۹) ۹ / ۶۱: الامام، الحافظ، شیخ الاسلام ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق البغدادی، الحربی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ کا شمار سر برآوردہ علماء میں ہوتا ہے۔ ۱۹۸ھ میں پیدا ہوئے، ابونعیم، ھوذہ بن خلیفہ، عفان، عبداللہ بن صالح العجلی، ابو عبیدہ، مسدّد اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ امام احمد سے تفقہ حاصل کیا اور آپ امام صاحب کے نہایت اجل اصحاب میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ سے ابن صاعد، ابو بکر نجاد، ابو بکر شافعی، عمر بن جعفر الختلی، عبدالرحمن بن عباس الذہبی، ابوالقطیعی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

خطیب بیان کرتے ہیں: موصوف علم میں امام، زہد و ورع کے سرخیل، فقہ کے عارف، احکام پر سیر حاصل بصیرت کے مالک، حدیث کے حافظ، علل کو خوب پہچاننے والے، لغت کے ماہر اور ادب کے معلم تھے۔ "غریب الحدیث" نامی ایک کتاب لکھی، اور متعدد تصانیف کے مالک تھے، ۔آپ کا خاندان "مرو" سے تھا۔

قفطی کا قول ہے کہ موصوف کی سب سے عمدہ اور سب سے بڑی کتاب "غریب الحدیث" ہے۔ ثعلب بیان کرتے ہیں: میں نے گزشتہ پچاس برسوں سے ابراہیم حربی کی مجلس یانحو کی کسی مجلس کو جانے نہیں دیا۔ سلمی کا قول ہے: میں نے دارقطنی سے ابراہیم حربی کے بارے میں پوچھا، تو فرمانے لگے کہ انہیں زہد اور علم و ورع میں امام احمد پر قیاس کیا جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ خلیفہ معتضد نے آپ کی طرف دس ہزار دینار بھیجے لیکن آپ نے وہ رقم واپس بھیج دی۔ پھر معتضد نے ایک بار اور بھی ایک ہزار دینار بھیجے۔ آپ نے ان کو بھی واپس کر دیا۔

ابوالفضل زہری اپنے والد سے اور وہ ابراہیم حربی سے بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: میں نے جب بھی کوئی شعر پڑھا تو اس کے بعد تین مرتبہ "قل ھو اللہ احد" کی قرأت ضرور کی۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے ارشاد فرمایا کہ ابراہیم حربی کے پاس جاؤ تا کہ وہ تمہیں فرائض سکھلائیں۔

---

[1] تاریخ بغداد: 6/28-40، المنتظم: 6/3-7، الوافی بالوفیات: 5/320-324، طبقات السبکی: 2/256-257، طبقات الحفاظ: 259، طبقات المفسرین: 1/5، شذرات الذهب: 2/190۔

حاکم کا قول ہے: میں نے محمد بن صالح القاضی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ فقہ، حدیث، ادب، زہد وغیرہ سب فنون میں بغداد نے ابراہیم حربی جیسا کوئی پیدا کیا ہو۔ دارقطنی بیان کرتے ہیں: ابراہیم حربی ہر علم میں زبردست ماہر تھے اور علمِ حدیث میں صدوق تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ذی الحجہ ۲۸۵ھ میں وفات پائی۔

اسی سال اور ائمہ محدثین نے وفات پائی۔ ان میں سے چند ایک نام یہ ہیں:

☆ مسندِ الیمن اسحاق بن ابراہیم الدبری۔ آپ عبدالرزاق کے صاحب تھے۔

☆ شیخِ عربیت ابوالعباس محمد بن یزید المبرد رحمۃ اللہ علیہما

ہمارے پاس موصوف ابراہیم حربی کی متعدد تالیفات موجود ہیں۔

موصوف کی غیلانیات میں مذکورہ روایات میں سے ایک روایت یہ ہے: ہمیں عمر بن عبدالمنعم نے اپنی سند کے ساتھ ابراہیم حربی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں علی بن جسد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں مبارک بن فضالہ نے ھشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد ماجد سے اور انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ایسی چیز سے شکم سیر ہونے والا جو اسے دی نہ گئی ہو، وہ جھوٹ کے دو کپڑوں کو پہننے والے کے جیسا ہے"۔ [1]

(۶۱۰) ۹ / ۶۲: الحافظ، العالم ابواسحاق ابراہیم بن عبداللہ بن جنید الختلی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نے "سامرا" میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ سعید بن ابی مریم، ابونعیم، ابوالولید، عمرو بن مرزوق، یحییٰ بن بکیر اور نفیلی سے حدیث سنی۔ آپ نے ابنِ معین سے رجال کا علم حاصل کیا۔ احادیث کو لکھا بھی اور جمع بھی کیا۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابوالعباس بن مسروق، محمد بن قاسم الکوکبی، ابوبکر الخرائطی، احمد بن محمد الادمی اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

خطیب انہیں ثقہ قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں: موصوف نے زہد اور رقائق میں کتابیں لکھیں۔

میں کہتا ہوں: مجھے موصوف کی تاریخِ وفات کا علم نہیں ہو سکا۔ اندازہ یہ ہے کہ آپ نے ۲۶۰ھ کے قریب وفات پائی۔

(۶۱۱) ۹ / ۶۳، ۴: الحافظ، الامام، محدثِ دیارِ مصریہ ابومحمد ربیع بن سلیمان بن عبدالجبار بن کامل المرادی رحمۃ اللہ علیہ [3]

آپ بنی مراد کے موالی اور موذن تھے۔ امام شافعی کے ہمہ وقت حاضر باش شاگرد اور ان کے علوم کے ناقل تھے۔ ۱۹۶ھ

---

[1] صحیح البخاری: کتاب النکاح: رقم الباب: 106۔ صحیح مسلم: کتاب اللباس: رقم الحدیث: 127، 126، جامع الترمذی: کتاب البر، باب رقم: 87۔ مسند احمد: 168/6، 345۔

[2] الجرح والتعدیل: 110/2، تاریخ بغداد: 120/6، طبقات الحنابلہ: 96/1، طبقات الحفاظ: 260۔

[3] تہذیب الکمال: 404/1، تہذیب التہذیب: 245/3، تقریب: 245/1، الکاشف: 304/1، الجرح والتعدیل: 2083/3، دیوان الاسلام: ت: 980، الوافی بالوفیات: 81/14، تاریخ بغداد: 302/14۔

میں پیدا ہوئے، ابنِ وھب، سعید بن لیث، بشر بن بکیر، یحییٰ بن خان، اسد السنہ اور ائمہ محدثین کی ایک جماعت سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے اصحاب سنن نے حدیث روایت کی ہے۔ البتہ امام ترمذی نے ایک واسطہ سے روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابوزرعہ رازی، ابوحاتم، ابن ابی حاتم، زکریا ساجی، طحاوی، ابوبکر بن زیاد، حسن بن حبیب الحصائری، ابوالعباس الاصم اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ابن یونس نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ خود آپ سے مروی ہے کہ ابنِ وھب کے بعد مصر میں جس محدث نے بھی حدیث بیان کی، میں ان کا مستملی تھا۔ موصوف نے شوال ۲۷۰ھ میں وفات پائی۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والا سب سے آخری شخص ابو الفوارس السندی تھا۔

(پہلی سند): ہمیں ابوالحسین علی بن محمد وغیرہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں حسین بن مبارک نے بیان کیا۔

(دوسری سند): اور ہمیں احمد بن عبدالمنعم نے اپنی سند کے ساتھ ربیع بن سلیمان سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں امام شافعی نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں میرے چچا محمد بن علی بن شافع نے ابنِ شہاب سے، اُنہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اور اُنہوں نے زوجۂ رسول، اُم المؤمنین، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تھے تو اپنی ازواج رضی اللہ عنہن میں قرعہ ڈالتے تھے۔ چنانچہ جن زوجہ مطہرہ کے نام بھی قرعہ نکل آتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سفر میں اپنے ہمراہ لے جاتے تھے۔"

(۶۱۲) ۹ / ۶۴: الحافظ، الامام ابواللیث عبداللہ بن شریح بن حجر بن عبداللہ بن فضل الشیبانی البخاری رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ مشہور محدث ابوعبیدہ کے والد ہیں۔ عبدان بن عثمان، وھب بن زمعہ، احمد بن حفص الفقیہ، محمد بن سلام البیکندی، حبان بن موسیٰ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔

سہل بن بشر بیان کرتے ہیں: میں نے جنابِ ابواللیث کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں نے دس ہزار ایسی احادیث یاد رکھی ہیں جن میں سے کوئی بھی مکرر نہیں۔ محمد بن یزید المروزی کا قول ہے: میں نے حافظ ابواللیث کو عبدان کے ساتھ ایک ہی تخت پر بیٹھے دیکھا ہے اور میں نے دیکھا کہ عبدان آپ کی بے حد تعظیم و تکریم کر رہے تھے۔

میں کہتا ہوں: میں ابولیث سے واقف نہیں۔ میں نے تاریخِ غنجار سے یہ تذکرہ بعینہ رقم کر دیا ہے۔ موصوف غنجار نے آپ کی تاریخِ وفات ذکر نہیں کی۔

[1] اصل کتاب میں موصوف کے تذکرہ کے مصادر رقم نہیں ہیں۔ نسیم

(۶۱۳) ۹ / ۶۵ ت: الامام، الحافظ، حجۃ الاسلام ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ ❶

ایک قول یہ ہے کہ آپ ۲۰۴ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا پہلا سماع ۲۱۸ھ میں کیا۔ یحییٰ بن یحییٰ تمیمی سے بہت زیادہ حدیث روایت کی، ان کے علاوہ قعنبی، احمد بن یونس یربوعی، اسماعیل بن ابی اویس، سعید بن منصور، عون بن سلام، احمد بن حنبل اور دیگر بے شمار ائمہ محدثین سے حدیث روایت کی ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ ابراہیم بن ابی طالب، ابن خزیمہ، السراج، ابنِ صاعد، ابوعوانہ، ابوحامد بن الشرقی، ابوحامد احمد بن حمدان الاعمشی، ابراہیم بن محمد بن سفیان الفقیہ، مکی بن عبدان، عبدالرحمن بن ابی حاتم محمد بن مخلد العطار اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ہمیں الفخر علی بن احمد نے اپنی سند کے ساتھ القسیشری سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں حسن بن ربیع البجلی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں مفصل کے بھائی فضل بن مہلہل نے حبیب بن ابی عمرہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میری کوئی چیز سعید بن جبیر کے ذمہ تھی۔ میں ان کے پاس گیا تو کہنے لگے: مجھ سے اس چیز کا مطالبہ نہ کرنا یہاں تک کہ میں خود تیرے پاس آؤں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد ہے:

"جو اپنے بھائی کے پاس اس کا حق دینے چل کر گیا تو اسے ہر ہر قدم کے بدلے ایک درجہ ملے گا اور جس نے رستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا تو اسے اس کے بدلے میں صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا اور ہر نیکی صدقہ ہے"۔

خطیب کہتے ہیں کہ فضل کے سوا کسی نے اس روایت کو مسند ذکر نہیں کیا۔

ایک مرتبہ اسحاق کوسج نے جناب مسلم بن حجاج سے یہ کہا کہ جب تک اللہ آپ کو مسلمانوں میں باقی رکھے گا، ہم بھی خیر سے محروم نہ ہوں گے۔ احمد بن سلمہ بیان کرتے ہیں: میں نے ابوزرعہ اور ابوحاتم کو دیکھا ہے کہ وہ صحیح حدیث کی معرفت اپنے زمانہ کے مشائخ پر مقدم رکھا کرتے تھے۔ احمد بن سلمہ ہی بیان کرتے ہیں: میں نے حسین بن منصور کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے اسحاق بن راھویہ کو جناب مسلم بن حجاج کا ذکر کرتے ہوئے سنا تو فارسی زبان میں یہ کہا: بھلا ان جیسا کون ہوتا؟

ابن ابی حاتم کا قول ہے: مسلم ثقہ اور حافظ ہیں۔ میں نے رے میں ان سے حدیث لکھی ہے۔ میرے والد انہیں صدوق کہا کرتے تھے۔ ابوقریش الحافظ بیان کرتے ہیں: حافظِ دنیا چار ہیں۔ پھر ان میں جناب مسلم بن حجاج کو بھی شمار کیا۔

ابوعمرو بن حمدان کا قول ہے: میں نے ابنِ عقدہ سے پوچھا کہ بخاری اور مسلم میں بڑا حافظ کون ہے؟ تو کہنے لگے: دونوں ہی عالم (حدیث) ہیں۔ میں نے دوبارہ پوچھا تو کہنے لگے: جناب محمد (بخاری) کو اہلِ شام کی بابت غلطی لگ جاتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اہلِ شام کی کتابیں لے کر انہیں دیکھا تھا۔ چنانچہ بسا اوقات ان میں ایک جگہ ایک شخص کو اس کی کنیت کے ساتھ ذکر کیا ہوتا تھا تو دوسری جگہ اس کو اس کے نام کے ساتھ ذکر کیا ہوتا تھا اور جناب محمد انہیں دو آدمی سمجھ بیٹھے تھے۔ جبکہ مسلم کو علل

---

❶ تہذیب الکمال: 1324/3، تہذیب التہذیب: 126/10(226)، تقریب: 245/2، العبر: 547/1، نسیم الریاض: 245/1، تاریخ بغداد: 10/13، دیوان الاسلام: ت 184۔ 1

میں غلطی کرنے کا کم ہی سابقہ پڑتا تھا۔ کیونکہ انہوں نے مسانید تو لکھیں لیکن مقاطیع اور مراسیل نہ لکھیں۔

محمد بن الماسرجی بیان کرتے ہیں: میں نے مسلم کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں نے اپنی یہ صحیح تین لاکھ سنی ہوئی احادیث میں سے لکھی ہے۔ احمد بن سلمہ کا بیان ہے: صحیح کی تالیف میں مَیں نے جناب امام مسلم کے ساتھ پندرہ برس تک احادیث لکھیں۔ یہ کل بارہ ہزار احادیث تھیں۔ حافظ ابوعلی نیشاپوری کا قول ہے: اس آسمان تلے جنابِ مسلم کی "صحیح" سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں۔

میں کہتا ہوں: شاید موصوف تک امام بخاری کی "صحیح" پہنچی نہ تھی (جو اُنہوں نے صحیح مسلم کی بابت یہ قول کیا ہے)

ابن الشرقی کا قول ہے: میں محمد بن یحییٰ کی مجلس میں شریک ہوا تو اُنہوں نے یہ اعلان کیا: سن لو! جو آدمی اس بات کا قائل ہے کہ میرے منہ سے نکلے الفاظِ قرآنی مخلوق ہیں، وہ یہاں سے نکل جائے۔ اس پر جنابِ مسلم بن حجاج اُٹھ کر مجلس سے نکل گئے۔

ابوبکر خطیب بیان کرتے ہیں: امام موصوف جنابِ بخاری رحمہ اللہ کا بے حد دفاع فرمایا کرتے تھے بالآخر یہی بات ان میں اور ذہلی میں رنجش کا سبب بن گئی۔

امام حاکم بیان کرتے ہیں: جنابِ مسلم رحمہ اللہ نے رجال پر "المسند الکبیر" لکھی۔ لیکن میں نے کسی کو ان سے وہ مسند سنتے نہیں دیکھا۔ (اس کے علاوہ ان کی کتابوں کی قدرے تفصیل یہ ہے)

☆ کتاب الجامع علی الابواب (میں نے اس کے بعض اجزاء دیکھے ہیں)

☆ کتاب الاسماء والکنی

☆ کتاب التمییز

☆ کتاب العلل

☆ کتاب الوحدان

☆ کتاب الافراد

☆ کتاب الاقران

☆ کتاب سؤالاتِ احمد بن حنبل

☆ کتاب حدیثِ عمرو بن شعیب

☆ کتاب الانتفاع باھب السباع

☆ کتاب مشائخ مالک ومشائخ الثوری

☆ کتاب مشائخ شعبہ

☆ کتاب من لیس لہ الا راو واحد

☆ کتاب المخضرمین

☆ کتاب اولاد الصحابۃ

☆ کتاب اوھام المحدثین

☆ کتاب الطبقات

☆ کتاب افراد الشامیین

ابن الشرقی کا قول ہے: میں نے امام موصوف رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے اپنی اس مسند میں جو بات بھی لکھی ہے دلیل سے لکھی ہے اور جو بات بھی ساقط کی ہے دلیل سے کی ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے رجب ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔ آپ کی قبر زیارتِ گاہ خلائق ہے۔

(۲۱۴) ۹/۶۶: الحافظ، المتقن ابوجعفر محمد بن علی بن عبداللہ بن مہران البغدادی الوراق حمدان رحمہ اللہ ❶

حمدان آپ کا لقب تھا۔ آپ نے عبید اللہ بن موسیٰ، ابونعیم، عبداللہ بن رجاء، قبیصہ، معاویہ بن عمرو اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ ابنِ صاعد، ابنِ مخلد، اسماعیل الصفار، ابوالحسین بن ثوبان اور متعدد لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

خطیب آپ کو فاضل، ثقہ، عارف اور حافظ کہتے ہیں۔ ابنِ شاہین اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ موصوف امام احمد کے معزز و فاضل اصحاب میں سے تھے۔ ابنِ منادی کا قول ہے: حمدان بن علی کی بابت فضل وصلاح اور صدق وثاقت کی گواہی دی جاتی تھی۔ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ موصوف نے عالمِ نزع میں اس بات کا انکشاف کیا کہ میرے بدن نے کبھی کسی کے بدن کو چھوا تک نہیں۔ نہ کسی مرد کے بدن کو اور نہ کسی عورت کے بدن کو۔ دارقطنی انہیں ثقہ کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: موصوف نے ۲۷۲ھ میں وفات پائی۔

ہمیں محمد بن عبدالرحیم نے اپنی سند کے ساتھ اپنی کتاب میں حمدان سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن عمرو الرومی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں اعمش کے رہبر عبید اللہ بن سعید الجعفی نے، وہ کہتے ہیں: مجھے صالح بن حیان نے ابنِ بریدہ سے، انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ اسے مرفوع کر کے بیان کرتے ہیں کہ

"الصمد: یہ اس ذات کو کہتے ہیں جسے کسی کا کوئی خوف نہ ہو۔"

"السادس من حدیث الصفار" میں متعدد ایسی احادیث ہیں جنہیں صفار نے حمدان سے روایت کیا ہے۔

---

❶ تاریخ بغداد: 3/61-62، طبقات الحنابلہ: 1/308-310، طبقات الحفاظ: 265۔

(٦١۵) ٩/٦٧ ت، س: الامام، الثبت، سید الحفاظ ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو، الازدی، السجستانی صاحب "السنن" رحمہ اللہ [1]

ابوعبید الآجری بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوداؤد کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں ٢٠٢ھ میں پیدا ہوا جبکہ ٢٢٠ھ میں مَیں نے بغداد میں جنابِ عفان کی نمازِ جنازہ پڑھی تھی۔

آپ نے ابوعمرو الضریر، مسلم بن ابراہیم، قعنبی، عبداللہ بن رجاء، ابوالولید الطیالسی، احمد بن یونس، ابوجعفر نفیلی، ابوتوبہ الحلبی، سلیمان بن حرب اور بے شمار ائمہ محدثین سے حجاز، شام، مصر، عراق، الجزیرہ، الثغر اور خراسان وغیرہ بلاد اسلامیہ میں حدیث سنی۔

جبکہ آپ سے آپ کے بیٹے ابوبکر نے اور ترمذی، نسائی، ابوعوانہ، ابوبشر الدولابی، علی بن حسن بن العبد، ابواُسامہ محمد بن عبدالملک، ابوسعید بن الاعرابی، ابوعلی اللؤلؤی، ابوبکر بن داسہ، ابوسالم محمد بن سعید الجودی، ابوعمر، احمد بن علی وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔ یاد رہے کہ مؤخر الذکران سات ائمہ نے آپ سے آپ کی سنن بھی روایت کی ہے۔

ان کے علاوہ محمد بن یحییٰ الصولی، ابوبکر النجاد، محمد بن احمد بن یعقوب المتوثی وغیرہ نے بھی آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ جبکہ آپ کے شیخ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے آپ سے "حدیث العتیرۃ" روایت کی ہے اور انہوں نے آپ کی کتاب دیکھ کر اس کی تعریف و تحسین کی۔

محمد بن اسحاق الصاغانی کا قول ہے: جناب ابوداؤد کے لیے حدیث یوں نرم (اور آسان) ہوگئی جیسے لوہار کے آگے لوہا نرم پر جاتا ہے۔ ابراہیم حربی نے بھی آپ کے بارے میں ایسا ہی کہا ہے۔ حافظ موسیٰ بن ہارون بیان کرتے ہیں: "ابوداؤد دنیا میں حدیث کے لیے اور آخرت میں جنت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں"۔ میں نے ان سے افضل کسی کو نہیں دیکھا"۔ ابن داسہ کا قول ہے: میں نے جنابِ ابوداؤد کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے اپنی کتاب میں یا تو صحیح احادیث کو ذکر کیا ہے یا اس کے مشابہ یا اس کے قریب قریب اور اگر کسی روایت میں شدید کمزوری تھی تو میں نے اس کو واضح کر دیا ہے۔

ابن داسہ ہی بیان کرتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ امام ابوداؤد باعمل علماء میں سے تھے حتیٰ کہ بعض ائمہ نے انہیں سیرت و عمل میں امام احمد کے مشابہ قرار دیا ہے اور خود امام احمد اپنی سیرت و کردار میں جنابِ وکیع کے مشابہ تھے۔ جبکہ وکیع، سفیان کے، اور سفیان منصور کے اور منصور ابراہیم کے اور ابراہیم علقمہ کے اور علقمہ جناب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھے اور علقمہ فرماتے ہیں کہ جنابِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔

حاکم کا قول ہے: جنابِ ابوداؤد اپنے زمانہ میں بلانازع امامِ اہل حدیث تھے۔ ابن داسہ بیان کرتے ہیں: جناب ابوداؤد

---

[1] تہذیب الکمال: 530/1، تہذیب التہذیب: 169/4، تقریب: 321/1، الکاشف: 169/4، الجرح والتعدیل: 456/4، الوافی بالوفیات: 153/15، تاریخ اصبہان: 735، الثقات: 282/8۔

اپنی ایک آستین کشادہ اور ایک تنگ رکھتے تھے۔ پوچھنے پر عجیب بات فرمائی کہ کھلی آستینیں کتابیں رکھنے کے لیے ہے جبکہ دوسری کی مجھے ضرورت نہیں۔

خود امام موصوف اپنی "السنن" میں فرماتے ہیں: میں نے مصر میں ایک ککڑی ناپی تو وہ تیرہ بالشت نکلی اور ایک نارنگی دیکھی جو دو ٹکڑے کر کے ایک اونٹ پر لادی جا رہی تھی۔

ابنِ ابی داؤد کا قول ہے: میں نے اپنے والد ماجد کو یہ بیان کرتے سنا ہے: "سب سے بہتر کلام وہ ہے جو بن چاہے بھی دل میں اُترتا چلا جائے"۔ آپ ۱۶ شوال ۲۷۵ھ میں بمقام بصرہ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ خلیفہ کے بھائی نے زنگی کے فتنہ کے بعد آپ سے اس بات کا التماس کیا کہ آپ بصرہ میں ہی رہ پڑیں تاکہ آپ سے علمی استفادہ کر سکے۔

زکریا ساجی بیان کرتے ہیں: اللہ کی کتاب "اصلِ اسلام" ہے تو سننِ ابی داوٗد "عہدِ اسلام" ہے۔ امام ابوداؤد کا قول ہے: میں نے حضرت رسالت مآب ﷺ کی پانچ لاکھ احادیث لکھی ہیں۔ جن میں سے انتخاب کر کے میں نے یہ "السنن" مرتب کی ہے جس میں چار ہزار آٹھ سو احادیث مذکورہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: محقق قول یہ ہے کہ موصوف ابوداؤد سجستان کے تھے جو مکران اور سندھ کی حدود سے متصل ایک اقلیم ہے اور یہ ھرات والے تھے۔ البتہ بعض کا یہ قول بھی ہے کہ سجستان یہ بصرہ کی ایک بستی کا نام ہے۔

میں نے حسن بن عبدالکریم پر قرأت کی کہ تمہیں عیسیٰ بن عبدالعزیز نے اپنی سند کے ساتھ امام ابوداؤد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عیسیٰ بن مسعود نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شبل نے ابنِ ابی نجیح سے اور اُنہوں نے مجاہد سے بیان کیا کہ "جنابِ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: قرآنِ کریم میں منسوخ ہونے والی سب سے پہلی آیت آیتِ قبلہ ہے۔ پھر روزہ کی بابت پہلی آیت منسوخ ہوئی"۔

(۶۱۶) ۹/۶۸ س: الحافظ، الثقہ ابوداؤد سلیمان بن سیف الحرانی رحمہ اللہ [1]

آپ حران کے محدث تھے۔ یزید بن ہارون، جعفر بن عون، سعید الضبعی، عبداللہ بن بکر السہمی، وھب بن جریر اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، اور خوب سنی اور نہایت عمدہ بیان بھی کی۔ امام نسائی نے آپ سے بہت زیادہ روایت کی اور آپ کو ثقہ کہا۔ ان کے علاوہ ابوعروبہ، ابوعوانہ، ابونعیم الجرجانی، محمد بن مسیب الارغیانی، ابوعلی محمد بن سعید الحافظ اور دیگر بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

ابنِ عقدہ نے آپ کی تاریخِ وفات شعبان ۲۷۲ھ ذکر کی ہے۔

[1] تهذيب الكمال: 539/1، تقريب التهذيب: 326/1، الكاشف: 395/1، الجرح والتعديل: 930/4، الوافى بالوفيات: 391/15، سير الاعلام: 147/13، الثقات: 281/8۔

میں نے عمر بن عبدالمنعم پر ابوالقاسم الحرستانی سے قرأت کی۔ وہ کہتے ہیں: ہمیں علی بن مسلم الفقیہ نے ۵۲۸ھ میں اپنی سند کے ساتھ سلیمان بن سیف حرانی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوعتاب سہل بن حماد نے، ہمیں عزرہ بن ثابت نے عمرو بن دینار سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد ہے:

"حج اور عمرہ لگاتار کرو کہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو یوں دور کر دیتے ہیں جیسے لوہار کی دھونکنی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے"۔ [1]

اس حدیث کو امام نسائی نے سلیمان بن سیف سے روایت کیا ہے۔

(۶۱۷) ۹ / ۶۹ ع: الحافظ، المجود ابوعمرو احمد بن حازم الغفاری، الکوفی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ ابن ابی غزرہ کے نام سے معروف ہیں۔ آپ کی مسند کا ایک جز ہمارے پاس موجود ہے۔ آپ نے جعفر بن عون، یعلی بن عبید، عبیداللہ بن موسیٰ اور ان کے بعد کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں مطین، محمد بن علی بن رحیم الشیبانی، ابراہیم بن العزائم، الحافظ ابن عقدہ اور دیگر لوگوں کے نام شمار کیے جاتے ہیں۔

ابن حبان آپ کو "الثقات" میں ذکر کر کے ثقہ اور متقن قرار دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: آپ نے ذی الحجہ ۲۷۶ھ میں وفات پائی۔

ہمیں حسن بن علی نے اپنی سند کے ساتھ احمد بن حازم غفاری سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں یعلی بن عبید الاعمش نے ابو ظبیان سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سرزمینِ شام جہاد کے لیے نکلے۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا:

"جب میری وفات ہو جائے تو میری میت ساتھ اُٹھالے چلنا۔ چنانچہ جس جگہ تمہارا دشمنوں سے سامنا ہو وہیں مجھے اپنے قدموں تلے دفن کر دینا۔ البتہ دنیا سے جاتے جاتے میں تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ایک حدیث سنا دیتا ہوں۔ اگر میں اس وقت مرض الوفات میں مبتلا نہ ہوتا تو تمہیں یہ حدیث نہ سناتا۔ سو میں نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جو اس حال میں مر گیا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا تو وہ جنت میں داخل ہوگا"۔ [3]

اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔ ائمہ ستہ نے یہ حدیث اپنی کتب میں ذکر کی ہے۔

---

[1] سنن النسائی: کتاب الحج: باب رقم 6۔

[2] الجرح والتعدیل: 48/2، اللباب: 377/2، 378، الوافی بالوفیات: 298/6، 299، طبقات الحفاظ: 266، شذرات الذہب: 168/2-169۔

[3] صحیح البخاری: کتاب العلم: باب رقم: 49۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان: رقم الحدیث: 150-153۔

(۶۱۸) ۹/ ۷۰: الحافظ، الثقہ ابوالفضل احمد بن ملاعب البغدادی المخرمی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے عبداللہ بن بکر السہمی، ابونعیم، عفان، مسلم بن ابراہیم اور عبدالصمد بن نعمان سے حدیث سنی اور آپ سے ابنِ صاعد، اسماعیل الصفار، النجاد، ابوعمرو بن سماک اور دیگر لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

ابنِ عقدہ کا قول ہے: میں نے موصوف احمد بن ملاعب کو یہ بیان کرتے سنا ہے: "جب تک میں کسی حدیث کو اس طرح یاد نہ کرلوں جیسے مجھے قرآن یاد ہے تو میں اس وقت تک وہ حدیث بیان نہیں کرتا"۔ ابنِ صاعد یہ بھی کہتے ہیں: میں نے انہیں دیکھا ہے کہ وہ واؤ اور "فا" میں فصل کیا کرتے تھے"۔ ابن خراش وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ہمارے پاس ان کی عالی حدیث کا ایک جز موجود ہے۔ موصوف نے جمادی الاولیٰ ۲۷۵ھ میں وفات پائی۔

ہمیں اسماعیل بن عبدالرحمٰن اور احمد بن مومن نے اپنی سند کے ساتھ ابنِ ملاعب سے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں: ہمیں عمرو بن طلحہ القاد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں اسباط نے سماک سے، اُنہوں نے عکرمہ سے اور اُنہوں نے حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر نماز ادا فرمایا کرتے تھے"۔

اس حدیث کی اسناد صالح ہے۔

(۶۱۹) ۹/ ۷۱ع: الحافظ، الحجہ، الامام ابوبکر احمد بن ابی خیثمہ زہیر بن حرب النسائی ثم البغدادی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نے "التاریخ الکبیر" نامی ایک کتاب بھی لکھی۔ اپنے والد سے اور ابونعیم، ہوذہ بن خلیفہ، قطبہ بن العلاء عفان، مسلم بن ابراہیم، موسیٰ بن اسماعیل اور بے شمار ائمہ محدثین سے سنی ہے۔ جبکہ بغوی، ابنِ صاعد، محمد بن مخلد، الصفار، ابوسہل القطان، احمد بن کامل اور کئی دوسرے لوگوں نے آپ سے حدیث بیان کی ہے۔

دارقطنی آپ کو ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔ خطیب کا قول ہے کہ احمد بن ابی خیثمہ ثقہ، عالم، متقن، حافظ، ایام الناس سے واقف اور ادب کے راوی تھے۔ موصوف نے علمِ حدیث امام احمد اور ابنِ معین سے، علم الانساب معصب زبیری سے، علمِ تاریخ علی بن محمد المدائنی سے اور ادب محمد بن سلام الجمحی سے حاصل کیا۔ میں نے ان کی تاریخ سے زیادہ فوائد سے معمور کوئی کتاب نہیں دیکھی۔

ابن منادی کا قول ہے کہ موصوف نے چورانوے (۹۴) برس تک کی عمر پائی اور جمادی الاولیٰ ۲۷۹ھ میں وفات پاگئے۔

ہمیں عزالدین الفراء نے اپنی سند کے ساتھ ابن ابی خیثمہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عفان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالصمد بن کیسان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حماد بن سلمہ نے قتادہ سے، اُنہوں نے عکرمہ سے، اُنہوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ

---

[1] تاریخ بغداد: 168/8، طبقات الحنابلہ: 79/1، طبقات الحفاظ: 266، 267، شذرات الذهب: 166/2، الوافی بالوفیات: 208/8۔

[2] تاریخ بغداد: 4/162-164، طبقات الحنابلة: 44/1، الوافی بالوفیات: 376/6/377، لسان المیزان: 174/1، الفہرست: 286۔

سے اور انہوں نے حضرت رسالت مآب ﷺ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے"۔

(۶۲۰) ۹/ ۷۲: القاضی، العلامہ، الفقیہ، الحافظ ابو العباس احمد بن محمد بن عیسیٰ البرتی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ ۲۰۰ھ سے قبل پیدا ہوئے، ابونعیم، قعنبی، ابوعمر الحوضی، ابوالولید الطیالسی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، امام محمد بن حسن الشیبانی کے شاگرد ابوسلیمان الجوزجانی سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ میں مہارت حاصل کی۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن صاعد، اسماعیل الصفار، ابن البختری، ابوبکر النجاد، ابوسہل بویاد اور ایک جماعت شامل ہے۔

خطیب کا قول ہے: آپ کو بغداد کا قاضی بنایا گیا۔ آپ ثقہ، ثبت اور معتمد تھے۔ آپ کا تعارف زہد و عبادت اور نیکی و صلاح کے عنوان سے کرایا جاتا تھا۔ ابوعمر القاضی بیان کرتے ہیں: میں نے قاضی اسماعیل کو دیکھا ہے کہ وہ موصوف کا بے حد اکرام و اعزاز کرتے تھے۔ وہ آپ سے آپ کی اور آپ کے گھر والوں کی خیر خیریت پوچھا کرتے تھے اور آپ کے مجلس سے چلے جانے کے بعد کہتے کہ ان صاحب نے ذکر و عبادت کے لیے خود کو گھر میں باندھ کر رکھ دیا ہے۔ قاضی تو ایسے ہوا کرتے ہیں نا کہ ہمارے جیسے۔

میں کہتا ہوں: میں نے موصوف البرتی کی مسندِ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عالی سند کے ساتھ سن رکھی ہے۔ آپ نے ذی الحجہ ۲۰۸ھ میں وفات پائی۔ اسی سال محدثِ الرقہ ہلال بن العلاء بن الھلال الرقی نے بھی وفات پائی۔

ہمیں عبدالرحمٰن بن محمد اور ایک جماعت نے اپنی سند کے ساتھ البرتی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابونعیم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شیبان نے، کسی سے، انہوں نے ابوسلمہ سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عہد نبوی میں سورج گرہن ہوگیا تو اعلان کر دیا گیا: "الصلاۃ جامعۃ" پھر آپ ﷺ نے پہلی رکعت کو دو رکوعوں اور ایک سجدہ (یعنی دو سجدوں) کے ساتھ اور پھر کھڑے ہوکر دوسری رکعت کو بھی دو رکوعوں اور ایک سجدے کے ساتھ ادا کیا۔ پھر قعدہ میں بیٹھے رہے یہاں تک کہ سورج روشن ہوگیا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے اس سے زیادہ طویل رکوع اور سجدہ کبھی (کسی نماز میں) میں نہ کیا تھا۔

(۶۲۱) ۹/ ۷۳: حافظِ کبیر، زاہد و عابد ابوجعفر احمد بن مہدی بن رستم الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نے ابونعیم، قبیصہ، ابوالیمان، سعید بن ابی مریم، مسلم بن ابراہیم اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے محمد بن یحییٰ بن مندہ، احمد بن ابراہیم، احمد بن معید السمسار اور ایک جماعت نے حدیث کی ہے۔

---

[1] تاریخ بغداد: 5/61-62، طبقات الفقہاء: 14، طبقات الحنابلہ: 1/66، طبقات الحفاظ: 267، شذرات الذہب: 2/175، البدایۃ والنہایۃ: 11/69۔

[2] الجرح والتعدیل: 2/79، الوافی بالوفیات: 8/198-199، النجوم الزاہرہ: 3/67، طبقات الحفاظ: 267، شذرات الذہب: 1/85-86۔

ابونعیم کا قول ہے: موصوف صاحبِ ثروت تھے۔ آپ نے اہلِ علم پر تین لاکھ دراہم تک خرچ کر ڈالے تھے۔ محمد بن یحییٰ بن مندہ بیان کرتے ہیں: گزشتہ چالیس برس سے ہمارے ان علاقوں میں ابوجعفر سے زیادہ ثقہ کسی محدث نے حدیث بیان نہیں کی۔ آپ نے ایک مسند بھی لکھی۔ چالیس برس تک بستر کو پیٹھ نہ لگائی۔ بڑے عبادت گزار اور ذاکر و شاغل تھے۔ ابوشیخ، ابوعلی احمد بن محمد بن ابراہیم سے بیان کرتے ہیں کہ خود احمد بن مہدی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ بغداد میں رات کی تاریکی میں ایک عورت نے میرے پاس آ کر اپنی درد بھری داستان سنائی کہ میں ایک شریف زادی ہوں اور کسی نے میرے ساتھ زبردستی زنا کرلیا تھا۔ جس سے میں حاملہ ہوگئی ہوں۔ بخدا آپ مجھے رسوا ہونے سے بچالیں۔ میں نے لوگوں سے یہ کہہ دیا ہے کہ اس بچے کے باپ آپ ہیں اور آپ میرے خاوند ہیں۔

موصوف ابن مہدی کہتے ہیں: میں یہ بات سن کر چپ ہوگیا۔ چند دنوں بعد محلے کا امام اور اڑوس پڑوس کے لوگ مجھے بچہ کی مبارک باد دینے آن پہنچے۔ میں نے ان سب کا شکریہ ادا کر کے انہیں رخصت کر دیا۔ پھر میں اس عورت کو بچہ کے خرچ کے لیے دو دینار بھیجے۔ یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ وہ بچہ دو برس کا ہو کر وفات پا گیا۔ لوگوں نے آ کر تعزیت کی اور میں نے انہیں رب کا امر تسلیم کرنے اور شکر و رضا اختیار کرنے کا کہہ کر رخصت کر دیا۔

پھر چند دن بعد وہ عورت خود آئی اور میرے دیے سب دینار لوٹانے چاہے اور کہنے لگی: اللہ آپ کی ستاری کرے (جیسا کہ آپ نے میری ستاری کی) یہ اپنا سونا واپس لے لیجیے۔ اس پر میں نے کہا: یہ رقم تو میں نے اپنی طرف سے اس بچہ کو بطور صلہ رحمی کے دی تھی۔ (اس کا مالک وہی تھا) اور اب اس رقم کی وارث تم ہو۔" (سبحان اللہ)

موصوف ابنِ مہدی نے ۲۷۲ھ میں وفات پائی۔

میں نے احمد بن محمد المعلم پر قرأت کی، وہ کہتے ہیں: ہمیں یوسف بن خلیل نے اپنی سند کے ساتھ احمد بن مہدی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابونعیم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شریک نے لیث سے، انہوں نے محمد بن منکدر سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ماموں (بھی) وارث (بن سکتا) ہے۔" [1]

(۶۲۲) ۹/ ۲۷ س: الحافظ، العلامہ ابواحمد محمد بن عبدالوہاب بن حبیب العبدی، النیشاپوری، الادیب، الفراء رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نے حفص بن عبداللہ، محاضر بن مورع، جعفر بن عون، یعلی، شبابہ بن سوار، حفص بن عبدالرحمٰن الفقیہ الواقدی، الاصمعی

---

[1] سنن ابی داؤد: کتاب الفرائض: رقم الباب: 8۔ جامع الترمذی: کتاب الفرائض، باب رقم: 12۔

[2] تہذیب الکمال: 1236/3، تہذیب التہذیب: 319/9، تقریب: 187/2، الکاشف: 72/3، العبر: 383/1، طبقات الحفاظ: 262، الوافی بالوفیات: 74/4۔

وغیرہ سے حدیث سنی۔ آپ کثرت کے ساتھ دلیل پیش کیا کرتے تھے۔

آپ نے ادب اصمعی اور ابوعبیدہ سے، حدیث ابن المدینی اور احمد سے، فقہ اپنے والد سے اور علی بن ھشام سے حاصل کی۔

حاکم بیان کرتے ہیں: موصوف ان علوم میں فتویٰ دیا کرتے تھے اور آپ کی حیثیت ان علوم میں مرجع کی تھی۔ آپ سے حدیث لکھنے والوں میں ابونضر ھاشم بن قاسم کا نام شامل ہے۔ میں کہتا ہوں: ابونضر آپ کے مشائخ میں سے تھے۔ جبکہ بشر بن حکم، ذہلی، نسائی، ابن خزیمہ، حسن بن یعقوب البخاری ابوعبداللہ بن الاخرم اور دیگر بے شمار لوگوں نے بھی آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

امام مسلم نے آپ کو ثقہ کہا ہے اور اپنی صحیح کے علاوہ میں آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ خود آپ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حکام وسلاطین کا ذکر چل نکلا تو یہ دعا مانگی: اے اللہ! ان حکمرانوں کو میری ذات بھلا دے اور جوان کے سامنے میرا ذکر کرنا چاہے تو اس کے دل کو باندھ دے تاکہ میں اسے یاد ہی نہ رہوں۔

صحیح بخاری میں جو "حدثنا ابو احمد، حدثنا ابو غسان" کی سند کے ساتھ ایک حدیث مروی ہے۔ ایک قول اس بارے میں یہ ہے کہ یہاں مذکور ابواحمد یہی "فراء" ہی ہیں۔ جبکہ دو اور اقوال بھی ہیں ایک یہ کہ یہ مرار بن حمویہ ہیں اور دوسرا یہ کہ یہ محمد بن یوسف البیکندی ہیں۔

موصوف فراء نے پچانوے برس کی طویل عمر پائی اور ۲۷۲ھ میں اس دارِ فانی کو الوداع کہا۔

میں نے عبداللہ بن محمد المخزومی پر قرأت کی کہ اُنہوں نے ابویعقوب الساوی پر قرأت کی، انہوں نے اپنی سند کے ساتھ فراء سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں یعلی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں اعمش نے ابراہیم سے، اُنہوں نے اسود سے، اُنہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"(ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ نے ایک یہودی سے ادھار غلہ خریدا اور اس کے پاس اپنے لوہے کی زرہ گروی رکھوادی"۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عبدالوھاب سے روایت کیا ہے اور اسے یعلی بن عبید کی طرف منسوب نہیں کیا۔

(۶۲۳) ۹/۷۵: الحافظ، الناقد ابوبکر فضل بن عباس الرازی، فضلک الصائغ رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ کا شمار ائمہ محدثین میں ہوتا ہے۔ تحصیلِ علم کے لیے بلادِ اسلامیہ کو چھان مارا، مفید کتابیں لکھیں۔ عیسیٰ قالون، عبدالعزیز بن عبداللہ الاویسی، ھدیہ، قتیبہ بن سعید اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی اور آپ سے ابوعوانہ، ابوبکر الخرائطی، محمد بن مخلد العطار، محمد بن جعفر المطیری اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

مروزی کا قول ہے: ایک مرتبہ میرے پاس شیراز کی طرف سے ایک خط آیا جس میں یہ لکھا تھا کہ فضلک نے شیراز میں یہ قول کیا ہے کہ ایمان مخلوق ہے۔ تو ان لوگوں نے فضلک کو ان کے اعوان وانصار سمیت شیراز سے نکال دیا۔

---

[1] الجرح والتعدیل: 7/66، تاریخ بغداد: 368-12/367، طبقات الحفاظ: 268، شذرات الذھب: 2/160، المنتظم: 5/77-78۔

میں کہتا ہوں: فضلک نے صفر ۲۷۰ھ میں وفات پائی اور رہی یہ بحث کہ ایمان مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟ تو یہ اس کا محل نہیں البتہ زیادہ بہتر اور سلامتی والا مسلک اس باب میں سکوت کا ہے۔

خطیب بیان کرتے ہیں: فضلک ثقہ، ثبت اور حافظ تھے اور بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

ہمیں ابنِ علّان نے اپنی سند کے ساتھ فضلک الصائغ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن مہران نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالعزیز بن عیسیٰ الحرانی نے عبدالکریم الجزری سے، اُنہوں نے عمرو بن شعیب سے، اُنہوں نے اپنے والد سے اور اُنہوں نے اپنے دادا سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس نے کسی محرم خاتون سے جماع کیا"۔

میں اس سند میں مذکور عبدالعزیز حرانی سے ابھی تک واقف نہیں ہو سکا۔

(۶۲۴) ۹/۷۶: الحافظ الثقہ ابو علی حنبل بن اسحاق بن حنبل بن ھلال بن اسد الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے چچیرے بھائی اور ان کے شاگرد بھی تھے۔ ابو نعیم، عفان، محمد بن عبداللہ الانصاری، سلیمان بن حرب، حمیدی، مسدّد اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابنِ صاعد، ابوبکر خلاّل، محمد بن مخلد، عثمان بن سماک، محمد بن عمرو الرزاز اور ایک جماعت نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ نے ایک نہایت عمدہ تاریخ بھی لکھی ہے۔ خطیب آپ کو ثقہ اور ثبت کہتے ہیں۔ ابن النادی بیان کرتے ہیں: حنبل واسط گئے تو ہمیں وہاں سے ان کی وفات کی خبر پہنچی۔ یہ جمادی الاولیٰ ۲۷۳ھ کا واقعہ ہے۔

میں کہتا ہوں: ہم نے موصوف کی "کتاب الفتن" کا ایک جز جبکہ "کتاب المحنۃ" پوری کا سماع کیا ہے۔ اس کے علاوہ ان کی احادیث کا ایک جز بھی سنا ہے۔ موصوف نے اَسّی برس کے قریب عمر پا کر وفات پائی تھی۔

(۶۲۵) ۹/۷۷: الحافظ، البارع ابوبکر محمد بن عیسیٰ بن یزید التمیمی، الطرسوسی رحمۃ اللہ علیہ [2]

موصوف نے علمِ حدیث کے لیے بلادِ اسلامیہ کی خاک چھان ماری۔ اصبہان، خراسان اور بلخ میں حدیث روایت کی۔ ابو نعیم، ابوعبدالرحمٰن المقری، عفان، ابوالیمان اور ائمہ محدثین کی ایک جماعت سے حدیث روایت کی اور آپ سے ابوعوانہ، ابنِ خزیمہ، ابوالعباس الدغولی، مکی بن عبدان، عبداللہ بن ابراہیم بن صباح الاصبہانی اور محمد بن احمد المحبوبی وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔

حاکم کا قول ہے: آپ فہم، تحقیق اور علمِ حدیث کے لیے سفر کرنے والے مشہور لوگوں میں سے ایک تھے۔ آپ سے اہل مرو

---

[1] الجرح والتعدیل: 320/3، تاریخ بغداد: 8-286/287، طبقات الحفاظ: 268، شذرات الذھب: 2/163-164، المنتظم: 79/5، النجوم الزاھرہ: 70/3۔

[2] میزان الاعتدال: 679/3، الوافی بالوفیات: 196/4، طبقات الحفاظ: 268، تاریخ ابن عساکر: خ 426/15أ۔ب۔

نے زیادہ حدیث روایت کی ہے۔ البتہ ابنِ عدی آپ کو سارقینِ حدیث کے زمرہ میں شمار کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ۲۷۶ھ میں نوے برس کی عمر پا کر وفات پائی۔

ہمیں یحییٰ بن احمد الفقیہ نے اپنی سند کے ساتھ ابوبکر بیہقی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوالحسن العلوی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبداللہ بن الشرقی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبداللہ بن ھاشم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں معاذ عنبری نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں سفیان نے ابن المنکدر رسے اور انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

"ایک آدمی نے خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر استفسار کیا کہ کیا اہلِ جنت سویا بھی کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیند یہ موت کا بھائی ہے اور اہلِ جنت کو موت نہ آئے گی۔" یہ حدیث غریب ہے۔

اور اسی سند کے ساتھ ابوبکر بیہقی تک، وہ بیان کرتے ہیں: ہمیں ابوعبداللہ الحفاظ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوالعباس المحبوبی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن عبداللہ الطرسوسی (صاحبِ ترجمہ) نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں سنید بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں یوسف بن محمد بن منکدر نے، اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"(حضرت) سلیمان علیہ السلام کی والدہ نے (ایک دفعہ) انہیں فرمایا: "اے میرے بیٹے! رات کو زیادہ سویا نہ کرو کہ رات کو زیادہ سونا، سونے والے کو روزِ قیامت تنگدست کر کے چھوڑے گا"۔

(۶۲۶) ۹/۸/۷: الحافظ، الصدوق ابویحییٰ عبدالکریم بن ھیثم البغدادی، القطان الدیر عاقولی رحمۃ اللہ علیہ [1]

علمِ حدیث کے لیے خوب پھرے، متعدد کتب لکھیں۔ ابونعیم، سلیمان بن حرب، حکم بن نافع، مسلم بن ابراہیم اور حمیدی سے حدیث سنی اور آپ سے ابنِ صاعد، ابنِ سماک، ابوسہل القطان اور متعدد دوسرے لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

ابن کامل بیان کرتے ہیں: ہم نے موصوف سے احادیث لکھی ہیں۔ آپ ثقہ اور مامون تھے۔

میں کہتا ہوں: ہمارے پاس ان کی حدیث کا پہلا جز موجود ہے۔ خطیب آپ کا ذکر کر کے آپ کو ثقہ اور ثبت کہتے ہیں۔ آپ نے شعبان ۲۷۸ھ میں وفات پائی۔ اس وقت اسی برس عمر تھی۔

اسی سال ان دو اکابر محدثین نے بھی وفات پائی:

☆ موسیٰ بن سہیل بن کثیر الوشاء

☆ ابویعلی محمد بن شداد المسمعی۔

یہ دونوں حضرات اپنے وقت میں بغداد کے "المسند" تھے۔ جبکہ ابوبکر شافعی کے بڑے مشائخ میں سے بھی تھے۔

[1] طبقات الحنابلہ: 6/216-217، اللباب: 1/523، طبقات الحفاظ: 269، شذرات الذھب: 2/172، تاریخ بغداد 11/78-79:

ہمیں اسماعیل بن عبدالرحمٰن نے اپنی سند کے ساتھ عبدالکریم بن ھیثم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوتوبہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں معاویہ بن سلام نے زید بن سلام سے بیان کیا کہ اُنہوں نے ابوسلام کو بیان کرتے سنا، وہ کہتے ہیں: مجھے عبداللہ بن فروخ نے بیان کیا کہ اُنہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"رب تعالیٰ نے ہر انسان کو تین سو ساٹھ جوڑوں پر پیدا کیا ہے، پس جس نے بھی اللہ اکبر، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، سبحان اللہ، استغفر اللہ کہا اور مسلمانوں کے رستے سے کوئی پتھر ہٹا دیا یا کسی نیکی کے کرنے کو کہا یا کسی برائی سے روکا یا کسی کانٹے کو ہٹا دیا تو وہ اس وقت اس حال میں شام کرے گا کہ وہ اپنی جان کو دوزخ سے دور کر چکا ہو گا۔" [1]

اس حدیث کو امام مسلم نے "عن الحلوانی عن ابی توبة" کے طریق سے روایت کیا ہے۔

(۶۲۷) ۹/۷۹ س: الحافظ، الفقیہ ابوالحسن عبدالملک بن عبدالحمید بن عبدالحمید بن میمون بن مہران الجزری، المیمونی، الرقی، رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ اپنے علاقے کے عالم اور مفتی تھے اور امام احمد کے کبار اصحاب میں شمار کیے جاتے تھے۔ محمد بن عبید الطنافسی، اسحاق الازرق، روح بن عبادہ، حجاج بن محمد، قعنبی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی۔ جبکہ نسائی نے آپ سے حدیث روایت بھی کی ہے اور آپ کو ثقہ بھی کہا ہے۔ ان کے علاوہ ابوعوانہ الاسفرائنی، ابوبکر بن زیاد، ابوعلی محمد بن سعید الرقی اور دیگر بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

آپ اکابر علماء میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے ربیع الاول ۲۷۴ھ میں وفات پائی۔

اس سال محمد بن عیسیٰ بن حبان المدائنی نے بھی وفات پائی جو بغداد میں ابنِ عیینہ کے اصحاب کے خاتم تھے۔ ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ میمونی اور ابوداؤد حرانی سے بیان کیا، وہ دونوں کہتے ہیں: ہمیں محمد بن عبیداللہ بن عمر نے عبدالرحمن بن قاسم سے، اُنہوں نے اپنے والد سے اور اُنہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"میری تمنا تھی کہ میں بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لیتی جیسا کہ (سیدہ) سودہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لی تھی۔ پس میں منیٰ میں نمازِ فجر ادا کرتی اور لوگوں کے آنے سے قبل رمی بھی کر لیتی۔"

---

[1] صحیح مسلم: کتاب الزکوۃ: رقم الحدیث: 54۔

[2] تہذیب الکمال: 855/2، تہذیب التہذیب: 400/6 (853)، تقریب: 520/1 (1321)، الکاشف: 110/2، الجرح والتعدیل: 1690/5، سیر الاعلام: 89/13۔

(۶۲۸) ۹/ ۸۰: الامام، الحافظ، البطل، الکرار، ابوالفضل عبید اللہ بن واصل بن عبد الشکور بن زین البخاری رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ بخارا کے محدث تھے۔ تحصیلِ علم کے لیے متعدد اسفار کیے اور زیادہ تر احادیث ابوالولید الطیالسی، عبدان بن عثمان یکی بن یحییٰ، مسدد اور عبدالسلام بن مطہر سے حاصل کیں۔ جبکہ آپ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح کے علاوہ میں حدیث روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ صالح بن محمد الجزرہ، عبد اللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی الفقیہ اور ماوراء النھر کے دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور شوال ۲۷۷ھ میں معرکۂ خوکنجہ میں جامِ شہادت نوش کیا (ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ معرکہ ۲۷۶ھ میں پیش آیا تھا)۔

(۶۲۹) ۹/ ۸۱ ت، س: حافظِ کبیر، الثقہ ابواسماعیل محمد بن اسماعیل السلمی الترمذی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نے محمد بن عبداللہ الانصاری، ابونعیم، قبیصہ، مسلم بن ابراہیم، حمیدی، سعید بن ابی مریم اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور خوب سنی اور نہایت عمدہ بیان کیں اور اس موضوع پر کتابیں بھی لکھیں۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں موسیٰ بن ہارون، اسماعیل الصفار، ابوبکر البخار، ابوعبداللہ بن مخرم اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔ جبکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں اور نسائی نے اپنی سنن میں آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو ثقہ اور دار قطنی ثقہ اور صدوق کہتے ہیں۔ جبکہ ابوحاتم نے آپ کے بارے میں کیا ہے۔ خطیب کا قول ہے: ابواسماعیل نہایت ذی فہم، متقن اور سنی مذہب کے تمسک میں مشہور تھے۔ ابن منادی نے آپ کا سنِ وفات ۲۸۰ھ بتلایا ہے۔

ہمیں ابوزکریا ابن صیرفی اور ایک جماعت نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن اسماعیل السلمی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں حسن بن سوار ابوالعلاء نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالعزیز بن ماجشون نے صالح بن کیسان سے، انہوں نے ابنِ شہاب سے انہوں نے عبدالحمید بن عبدالرحمن بن یزید سے، انہوں نے محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کی اجازت مانگی، اس وقت قریش کی کچھ خواتین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کر رہی تھیں اور بہت زیادہ کر رہی تھیں۔ ان کی آوازیں آپ کی آواز سے بلند ہو رہی تھیں۔ پس جب آپ نے انہیں حاضر ہونے کی اجازت مرحمت فرما دی تو سب نے جلدی سے حجاب کر لیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب داخل ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے"۔ آگے طویل حدیث مذکور ہے۔

---

[1] اصل کتاب میں موصوف کے ترجمہ کے ماخذ مذکور نہیں ہیں۔ نعیم

[2] تہذیب الکمال: 1175/3، تہذیب التہذیب: 62/9، تقریب: 145/2، الکاشف: 21/3، الجرح والتعدیل: 1085/7، لسان المیزان: 352/7، تاریخ بغداد: 425/2، الوافی بالوفیات: 212/2۔

اس حدیث کو حضرات شیخین نے ابراہیم بن سعد کی صالح سے مروی حدیث روایت کی ہے۔ جبکہ لیث نے یہ حدیث بڑی عمر کا اور زیادہ مرتبہ کا مالک ہونے کے باوجود یزید بن الهاد سے روایت نہیں کی، وہ اسے ابراہیم بن سعد سے اور وہ اسے صالح سے روایت کرتے ہیں۔ اس حدیث کا مدار صالح پر ہے۔

(۶۳۰) ۹ / ۸۲ ق: الحافظ، الحجہ ابوالاحوص قاضی عکبرا محمد بن هیثم بن حماد البغدادی رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ نے ابونعیم، عبداللہ بن رجاء، مسلم بن ابراہیم، نفیلی اور بے شمار لوگوں سے حدیث بیان کی ہے اور آپ سے ابنِ ماجہ، ابنِ صاعد، ابوعوانہ، عثمان بن سماک، ابوبکر الاسکافی، ابوبکر الشافعی اور ایک خلقِ خدا نے حدیث روایت کی ہے۔

دارقطنی کا قول ہے: ابن الهیثم ثقہ حفاظ میں سے تھے۔ میں کہتا ہوں: موصوف نے جمادی الاولیٰ ۲۷۹ھ میں عکبراء میں وفات پائی۔

(پہلی سند): ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے قاسم بن ابی سعید سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ھبۃ الرحمن بن عبدالواحد نے، وہ کہتے ہیں عبدالحمید بن عبدالرحمن نے بیان کیا۔

(دوسری سند): اور ہمیں احمد بن ابوالمظفر بن السمتانی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبداللہ بن محمد نے، وہ کہتے ہیں: عثمان بن محمد المحمی نے بیان کیا آگے (عبدالحمید بن عبدالرحمن اور عثمان المحمی) دونوں کہتے ہیں: ہمیں ابونعیم اسفرائنی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حافظ ابوعوانہ نے ۳۱۶ھ میں، وہ کہتے ہیں: ہمیں قاضی عکبرا ابوالاحوص اور محمد بن یحییٰ نے، وہ دونوں کہتے ہیں: ہمیں حسن بن ربیع نے، وہ کہتے ہیں: ابنِ ادریس نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حصین نے خبیب بن ابی ثابت سے، انہوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

ایک دیہاتی نے خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسے لوگوں کے پاس حاضر ہوا ہوں کہ جن کے نہ تو کسی چرواہے کے پاس زادِ راہ ہے اور نہ ان کے کسی اونٹ نے دم ہی ہلائی ہے (یعنی قحط سالی سے زمین بنجر اور جانور لاغر ہو چکے ہیں) اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد ان الفاظ کے ساتھ دُعا فرمائی:

"اے اللہ! ہمیں ایسی بارش کے ساتھ سیراب فرما جو مدد کرنے والی، شادابی لانے والی، سیراب کر دینے والی، تہ بہ تہ جل تھل کر دینے والی، اچھی برسنے والی ہو اور دیر سے برسنے والی نہ ہو۔"

یہ دُعا فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اُتر آئے۔ پھر جو بھی آیا اس نے یہی کہا: ہمیں تو زندگی بخش دی گئی۔

اس حدیث کو ابنِ ماجہ کے سوا کسی نے بھی ابوالاحوص سے روایت نہیں کیا۔

---

❶ تہذیب الکمال: 1282/2، تہذیب التہذیب: 498/9، تقریب: 215/2، الکاشف: 104/3، میزان الاعتدال: 14/4، العبر: 63/2، الانساب: 345/9، تاریخ بغداد: 362/2۔

(۶۳۱) ۹ / ۸۳: الحافظ، المجود، ابومعین حسین بن حسن الرازی رحمۃ اللہ علیہ [1]

ابومحمد بن ابی حاتم نے آپ کا یہی نام ذکر کیا ہے اور وہ آپ کو زیادہ جانتے ہیں۔ البتہ حاکم نے آپ کا نام حسین بن حسن کی بجائے محمد بن حسین ذکر کیا ہے۔

آپ نے سعید بن ابی مریم، موسیٰ بن اسماعیل، احمد بن یونس، یحییٰ بن بکر، ابوتوبہ، ربیع بن نافع اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ آپ نے فنونِ حدیث میں کمال مہارت اور دستگاہ حاصل کی۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابونعیم، بن عدی، محمد بن فضل الحمدابازی، ابنِ ابی حاتم، یوسف بن ابراہیم الھمذانی اور احمد بن قشمرد (وغیرہ ائمہ محدثین شامل ہیں)۔

امام حاکم کا قول ہے: ابومعین اکابر حفاظِ حدیث میں سے تھے۔ جبکہ دوسروں نے آپ کا سنِ وفات ۲۷۲ھ بتلایا ہے۔

ہمیں عیسیٰ المغاز نے اپنی سند کے ساتھ ابومعین الرازی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالسلام بن مطر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حفص نے هشام سے، انہوں نے حسن سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب شکم سیر ہو کر روٹیاں کھائی جانے لگیں اور پیالے بھر (بھر) کے پانی پیا جانے لگے تو سمجھ لو کہ دنیا اور دنیا والے ہلاک ہونے والے ہیں۔

(۶۳۲) ۹ / ۸۴: الامام، الحافظ، ابوبکر محمد بن صالح البغدادی الانماطی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ کیلجہ کے نام سے معروف تھے۔ مسلم بن ابراہیم، عفان، سعید بن ابی مریم، التبوذکی، محبوب بن موسیٰ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابنِ صاعد، محاملی، اسماعیل صفار اور ایک جماعت نے حدیث بیان کی ہے۔ خطیب کا قول ہے: موصوف حافظِ حدیث اور متقن تھے۔ امام ابوداؤد سے جب ان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے موصوف کو صدوق کہا۔ ابن عقدہ بیان کرتے ہیں: ہمیں فضل بن اشرس نے بیان کیا کہ بکر بن خلف نے جب محمد بن صالح کو دیکھا تو ہمیں یہ کہا: تمہارے پاس وہ شخص آیا ہے جو اس علم کا نہایت باریکی کے ساتھ جائزہ لیتا ہے۔ نسائی نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ لیکن وہ آپ کو احمد بن صالح بغدادی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

خطیب بیان کرتے ہیں: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ محمد بن صالح ہیں نا کہ احمد بن صالح ہیں۔ ابنِ مخلد بھی آپ کو احمد کہا کرتے تھے۔

ابن عقدہ بیان کرتے ہیں: ابوبکر بغدادی نے مکہ میں ۲۷۱ھ (یا ۲۷۲) میں وفات پائی۔ میں نے انہیں دیکھا ہے، وہ خضاب استعمال نہ کیا کرتے تھے۔

---

[1] الجرح والتعدیل: 50/3، العبر: 2/49-50، طبقات الحفاظ: 269، شذرات الذھب: 162/2۔

[2] تہذیب الکمال: 1211/3، تہذیب التہذیب: 226/9، معجم طبقات الحفاظ: 157، تاریخ بغداد: 358/5۔

ہمیں احمد بن اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن صالح بغدادی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابن مریم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں یحییٰ بن ایوب نے، وہ کہتے ہیں: مجھے یحییٰ بن سعید نے، وہ کہتے ہیں: مجھے ابوصالح نے بیان کیا کہ انہیں بنی اسد کے ایک آدمی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ

"میں ربذہ میں جناب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو اُنہوں نے مجھے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے:

"میری اُمت میں میرے ساتھ بہت زیادہ محبت کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے، وہ اس بات کی تمنا کریں گے کہ کاش! وہ اپنے اہل وعیال اور اپنا مال ومتاع اس بات کے بدلے دیں ڈالیں کہ ایک دفعہ میری زیارت کرلیں"[1]
(یعنی اگر سب کچھ دے کر بھی روئے انور کی زیارت ہوسکتی ہوتی تو وہ ایسا کرگزرتے)۔

(۶۳۳) ۹ / ۸۵: الحافظ، الرحال ابواسحاق ابراہیم بن حسین الکسائی، الھمذانی رحمۃ اللہ علیہ[2]

آپ "ابن دیزیل" کے نام سے معروف تھے۔ اس کے علاوہ آپ کے دولقب اور بھی تھے (۱) دابہ عفان (۲) سفینہ، سفینہ اس پرندے کو کہتے ہیں جو جس درخت پر بھی بیٹھتا ہے اس کے تمام پتے کھاجاتا ہے۔ یہی حال موصوف ابراہیم کا بھی تھا کہ جس شیخ کے پاس بھی جاتے تھے اس کی سب احادیث حاصل کرلیتے تھے۔

آپ نے ابومسہر، عفان، ابونعیم، مسلم بن ابراہیم، قالون، علی بن عیاش اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے ابوعوانہ، احمد بن ہارون البردیجی، احمد بن مروان دینوری، ابوالحسن علی بن ابراہیم القطان، عبدالرحمٰن بن حمدان الجلاب، احمد بن اسحاق بن نیخاب اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

حاکم نے آپ کو ثقہ اور مامون کہا ہے۔

ہمیں قاضی عبدالخالق نے اپنی سند کے ساتھ ابراہیم بن دیزیل سے ہمذان میں بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں موسیٰ بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں داؤد بن ابی فرات نے، وہ کہتے ہیں: مجھے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا ہے کہ

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک رات گشت کے لیے نکلے تو اُنہوں نے چند عورتوں کو باتیں کرتے پایا۔ چنانچہ ایک بولی: اہل مدینہ میں سے سب سے زیادہ خوبصورت کون ہے؟ تو ایک کہنے لگی: ابوذویب۔ صبح ہوئی تو جنابِ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوذویب کو طلب فرمایا۔ وہ بنی سلیم کا ایک آدمی تھا۔ جو بڑا ہی خوبصورت تھا۔ اس پر ایک گناہ ڈال کر جنابِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم واقعی ان کے بھیڑیے ہو۔ یہ بات آپ نے دو یا تین مرتبہ کہی۔ پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس

---

[1] صحیح مسلم: کتاب الجنۃ: حدیث رقم: 12۔ مسند احمد: 156/5، 170۔

[2] الوافی بالوفیات: 346/5، البدایۃ والنہایۃ: 71/11، لسان المیزان: 48/1، طبقات الحفاظ: 269-270، شذرات الذہب: 177/2، العبر: 65/2۔

کے قبضے میں میری جان ہے۔ تم اس سرزمین میں میرے ساتھ اکٹھے نہ رہو گے جہاں میں رہتا ہوں۔ اس پر وہ بولا: اگر ایسا کرنا ناگزیر ہے تو مجھے بھی اسی جگہ بھیج دیجیے جہاں آپ نے میرے چچازاد کو بھیجا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس شخص کو بصرہ بھیج دیا"۔

جناب ابراہیم ابن دیزل اپنی کتاب "الشمل" لکھنے پر مثال دیے جاتے تھے۔

محدث ہمذان صالح بن احمد بیان کرتے ہیں: میں نے علی بن عیسیٰ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: جو اسناد ابن دیزیل لاتے ہیں اگر ان میں یہ بات بھی مروی ہو کہ "کھانا پینا ترک کر دیا جائے" تو بھی وہ اسناد درست ہی ہوں گی۔ ایک قول یہ ہے کہ ابن دیزیل نے عفان سے چار سو بار ابوحمزہ کی حضرت ابنِ عباس سے مروی خبر کو سنا تھا۔

قاسم بن ابی صالح بیان کرتے ہیں: میں نے ابراہیم بن دیزیل سے سنا کہ یحییٰ بن معین مجھے کہتے تھے کہ مجھے لیث کے ابنِ عجلان سے مروی نسخہ سے حدیث بیان کرو۔

کہتے ہیں کہ ایک رات موصوف لکھنے بیٹھے تو لکھنے میں اس قدر مستغرق ہو گئے دو راتیں اور ایک دن بیت گیا حتیٰ کہ نمازِ جمعہ وغیرہ جاتی رہی۔ لیکن یہ قول ثابت نہیں۔

موصوف ابراہیم بن دیزیل نے اخیر شعبان ۲۸۱ھ میں وفات پائی۔

ہمیں عبدالخالق بن علوان نے اپنی سند کے ساتھ ابراہیم بن حسین سے ہمذان میں بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عفان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں مبارک بن فضالہ نے حسن سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرما رہے ہوتے تھے۔ چنانچہ جب سجدہ میں جاتے تو جنابِ حسن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر یا گردن پر سوار ہو جاتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بڑے آرام سے اُٹھا لیتے کہ کہیں گر نہ جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کئی مرتبہ کیا۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرما چکے تو لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابِ حسن کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے ساتھ نہیں کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یہ میرا دنیا میں خوشبو دار پھول ہے اور میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرا دے گا"۔

(۶۳۴) ۹/۸۶: الحافظ، الثقہ ابوموسیٰ عیسیٰ بن عبداللہ بن سنان بن دلویہ الطیالسی البغدادی رعاب رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ حدیث والے اور اتقان والے تھے۔ عبیداللہ بن موسیٰ، عفان، المقری، ابونعیم، حمیدی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے

---

[1] تاریخ بغداد: 170/11، طبقات الحفاظ: 272۔
مذکورہ لفظ تاریخ بغداد میں "رُغاث"، طبقات الحفاظ میں "زُغاب" اور سیر الاعلام النبلاء میں "زُغاث" لکھا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ لفظ "رعاب" ہے اور مذکورہ تینوں الفاظ کتابت میں غلطی کا نتیجہ ہیں۔

حدیث سنی اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں اسماعیل الصفار، ابن البختری، احمد بن کامل اور ابوبکر الشافعی جیسے اکابر محدثین شامل ہیں۔

دارقطنی نے آپ کو ثقہ کہا ہے اور ابنِ منادی کا قول ہے: موصوف حفاظ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے شوال ۲۷۲ھ میں وفات پائی۔

(پہلی سند) ہمیں احمد بن عبدالسلام وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ رعاب الطیالسی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوغسان نے بیان کیا۔

(دوسری سند) اور اسی سند کے ساتھ شافعی کہتے ہیں: ہمیں معاذ بن مثنیٰ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالرحمٰن بن مبارک نے بیان کیا۔

(تیسری سند) اور ہمیں محمد بن بشر بن مطر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شیبان نے بیان اور یہ تینوں (ابوغسان، شیبان اور ابنِ مبارک) کہتے ہیں: ہمیں عمارہ بن زاذان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو بے حد پسند فرماتے تھے"۔

(۶۳۵) ۹/۸۷ع: المحدث، الحافظ، الثقہ، ابوعبداللہ محمد بن حماد الرازی، الطہرانی، نزیل عسقلان رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے علمِ حدیث کے لیے روئے زمین کا کونہ کونہ چھان مارا۔ آپ کا شمار رب تعالیٰ کے نیکوکار بندوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے عبدالرزاق بن ہمام، عبیداللہ بن موسیٰ، عبیداللہ بن عبدالمجید الحنفی، ابوعاصم النبیل اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے عراق، شام اور یمن میں حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اور ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ابی ثابت اور عبدالرحمن بن ابی حاتم نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن ابی حاتم کا قول ہے: حماد رازی ثقہ ہیں۔ میں نے رے، بغداد اور اسکندریہ میں ان سے حدیث لکھی ہے۔ دارقطنی انہیں ثقہ کہتے ہیں۔ ابواحمد بن عدی کا قول ہے: میں نے فقیہ منصور کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں نے اپنے مشائخ میں سے کسی کو دیکھ کر اس بات کی تمنا نہیں کی کہ میں فضیلت و بزرگی میں اس جیسا ہو جاؤں سوائے تین کے۔ ان میں سے سب سے پہلے محمد بن حماد طہرانی ہیں۔

موصوف طہرانی نے ربیع الآخر ۲۷۱ھ میں اَسی برس سے زیادہ عمر پا کر وفات پائی۔

(۶۳۶) ۹/۸۸: المحدث، الامام، الثبت ابوعلی بشر بن موسیٰ الاسدی، البغدادی رحمۃ اللہ علیہ [2]

موصوف ابواسامہ کی مجلس میں حاضر تو ہوئے لیکن اس کے سوا اور کچھ لکھ نہ سکے۔ (وہ عبارت یہ ہے) "ہمیں ھشام بن عروہ

[1] تہذیب الکمال: 1189/3، تہذیب التہذیب: 124/9، الکاشف: 35/3، میزان الاعتدال: 527/3، تاریخ بغداد: 281/2، سیر الاعلام: 628/12۔

[2] الجرح والتعدیل: 367/2، تاریخ بغداد: 86/7-88، طبقات الحفاظ: 270-271، المنتظم: 28/6۔

نے بیان کیا"۔ آپ نے روح بن عبادہ سے وہ حدیث بھی سنی جو آپ نے اسماعیل الخطبی سے سن رکھی تھی اور وہ یہ ہے کہ "روح بیان کرتے ہیں، ہمیں حبیب بن شہید نے حسن سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: "جنت کی قیمت "لا الٰہ الا اللہ" کہنا ہے۔

آپ نے ابونعیم، ہوذہ بن خلیفہ، المقری، الحسن الاشیب، الاصمعی، خلاد بن یحییٰ، یحییٰ بن اسحاق الحسینی، حمیدی، عفان اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے بہت زیادہ حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں محمد بن مخلد، النجاد، ابوعلی بن الصواف، ابوبکر الشافعی، ابوبکر القطیعی، طبرانی اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ابوبکر الخلال کا قول ہے: امام احمد موصوف بشر کا اکرام فرمایا کرتے تھے اور ان کے لیے حمیدی کو مکہ خط بھی لکھا۔ دارقطنی آپ کو ثقہ اور نبیل کہتے ہیں۔ بشر کا سنِ ولادت ۱۹۰ھ اور سنِ وفات ربیع الاول ۲۸۸ھ ہے۔

ہمیں عمر بن عبد المنعم نے اپنی سند کے ساتھ بشر بن موسیٰ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ہوذہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عوف الاعرابی نے خلاس اور محمد سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جب تم میں سے کسی نے روزہ رکھا، پھر اس نے (روزہ کے دوران) بھول کر کھا لیا اور پی لیا تو وہ اپنا (باقی کا) روزہ پورا کرے کہ اسے تو اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے"۔ [1]

(۶۳۷) ۹/ ۸۹ س: الحافظ، الصدوق، محدثِ الجزیرہ ابوعمرہ ھلال بن المحدث ابومحمد ھلال بن العلاء بن ھلال بن عمر بن ھلال الباھلی، الرقی، الادیب رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ بنی باھل کے موالی میں سے تھے۔ آپ نے اپنے والد سے اور حجاج بن محمد، محمد بن مصعب القرقسانی، ابوجعفر نفیلی، عبد اللہ بن جعفر اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے نسائی، ابوبکر النجار، خیثمہ طرابلسی، محمد بن الصموت اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

آپ حفاظِ حدیث کا مرجع تھے۔ دور دور سے لوگ آپ کے پاس آتے تھے۔ آپ کے بیان کا نہایت عمدہ طرز تھا۔ نسائی کا قول ہے: ان میں کوئی حرج نہیں۔ گو ان کی منکر روایات ہیں جو ان کے والد سے مروی ہیں۔ لیکن میں نہیں جانتا کہ یہ ریب ونکارت ان کی طرف سے ہے یا ان کے والد کی طرف سے ہے۔

موصوف نے عید قربان کے تیسرے دن ۲۸۰ھ میں وفات پائی۔

---

[1] صحیح بخاری: کتاب الصوم: باب رقم 26۔ صحیح مسلم: کتاب الصیام: رقم الحدیث: 17۔

[2] تہذیب الکمال: 1452/3، الکاشف: 228/3، الجرح والتعدیل: 318/9، میزان الاعتدال: 315/4، لسان المیزان: 421/7، المعین: 1158، معجم طبقات الحفاظ العبر: 64/2، طبقات الحفاظ: 264۔

ہمیں عبدالرحمن بن عبدالرحیم المالکی نے "الشقر" میں اپنی سند کے ساتھ ہلال بن العلاء الباہلی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں میرے والد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبیداللہ بن عمرو نے زید سے، اُنہوں نے ابواسحاق سے، انہوں نے حارث سے، اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔ اور روزہ دار کے منہ کی بدبو رب تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ [1]

خیثمہ نے جناب ھلال سے یہ اشعار بھی سن رکھے ہیں:

اِقْبَلْ مَعَاذِيرَ مَنْ يَأْتِيكَ مُعْتَذِرًا　　　أَنْ بَرَّ عِنْدَكَ فِيمَا قَالَ أَوْ فَجَرَا

جو تیرے پاس عذرخواہی کرتا آئے تو اس کی معذرت اور عذر قبول کر، چاہے وہ اپنی بات میں تیرے پاس نیکی کرے یا برائی کرے۔

فَقَدْ أَطَاعَكَ مَنْ أَرْضَاكَ ظَاهِرُهُ　　　وَقَدْ أَخَلَّكَ مَنْ يَعْصِيكَ مُسْتَتِرًا

تیرا مطیع وہ ہے جس کا ظاہر تجھے خوش کرے، اور جو چھپ میں تیری نافرمانی کرے وہی تجھے چھوڑ جانے والا (اور تیرے کاموں کو بگاڑنے والا) ہے۔

(۶۳۸) ۹/۹۰: الفقیہ، الحافظ حرب بن اسماعیل الکرمانی صاحب امام احمد رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ ابوالولید الطیالسی، حمیدی، سعید بن منصور، ابوعبید اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے ابوحاتم رازی نے باوجود آپ سے مقدم ہونے کی حدیث حاصل کی۔ ان کے علاوہ اسحاق نہاوندی، قاسم بن محمد کرمانی، ابوبکر الخلال وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔ موصوف نے ۲۸۰ھ میں وفات پائی۔

ہمیں علی بن احمد نے اپنی سند کے ساتھ حرب بن اسماعیل سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں سعید بن منصور نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوالاحوص نے ابوحمزہ میمون سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے اسود سے، اُنہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس نے ظالم کے خلاف بددعا کی تو اس کی مدد کی جائے گی۔" [3]

---

[1] صحیح البخاری: کتاب الصوم: رقم الباب: 2، 9۔ صحیح مسلم: کتاب الصیام: رقم الحدیث: 162-164۔

[2] الجرح والتعدیل: 253/3، طبقات الحنابلۃ: 145/1-146، طبقات الحفاظ: 271، شذرات الذہب: 176/2، تہذیب بدران: 108/4۔

[3] جامع الترمذی: کتاب الدعوات: باب 102۔

(۶۳۹) ۹/ ۹۱: الحافظ، المکثر ابوسعید عبداللہ بن شبیب الربعی، المدنی، الاخباری رحمۃ اللہ علیہ [1]

اگر چہ آپ ایک ضعیف راوی ہیں لیکن اس کے باوجود آپ علم کا برتن تھے۔ آپ نے ابوجعفر محمد بن عبدالمالک، عبدالعزیز بن عبداللہ الاویسی، اسماعیل بن ابی اویس، اسحاق بن محمد الفروی، ایوب بن سلیمان اور ایک دنیا سے حدیث روایت کی۔ جبکہ آپ سے زبیر بن بکار نے آپ سے بڑا ہونے کے باوجود حدیث روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ ابوزرعہ، ابراہیم حربی ابن صاعد، محاملی، ابوروق الھرانی اور دوسرے بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابواحمد الحاکم کا قول ہے: ابوسعید "ذاھب الحدیث" ہیں۔ (یعنی ان کی حدیث ضائع ہوگئی)۔ فضلک رازی بیان کرتے ہیں: ابوسعید کی گردن ماردینا حلال ہے۔ "میں کہتا ہوں: موصوف نے ۲۶۰ھ سے قبل ادھیڑ عمر میں وفات پائی۔

ہمیں علی بن احمد الحسینی نے اپنی سند کے ساتھ ابوسعید عبداللہ بن شبیب الربعی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابن وھب نے، وہ کہتے ہیں: مجھے داؤد بن قیس نے زید بن اسلم سے، انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس نے (امیر کی) طاعت سے ہاتھ کھینچ لیا اس کے پاس کوئی حجت نہ ہوگی اور جو جماعت سے علیحدگی میں مرگیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔" [2]

(۶۴۰) ۹/ ۹۲: الحافظ، المجود ابوالقاسم محمود بن ابراہیم بن محمد بن عیسیٰ بن قاسم بن سمیع الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ [3]

آپ "الطبقات" نامی کتاب کے مؤلف ہیں اور "ابنِ سمیع" کی کنیت سے مشہور ہوئے۔ اسماعیل بن ابی اویس، یحییٰ بن بکیر ابوجعفر نفیلی، صفوان بن صالح اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابوحاتم، ابوزرعہ دمشقی، ابوالحسن بن جوصاء اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابوحاتم کا قول ہے: ابنِ سمیع صدوق ہیں، میں نے دمشق میں ان سے زیادہ ذہین کسی کو نہیں دیکھا۔ عمرو بن دمیر کا قول ہے: موصوف نے دمشق میں جمادی الآخرہ ۲۵۹ھ میں وفات پائی۔

(۶۴۱) ۹/ ۹۳م: الحافظ، الصدوق، الجوال ابوعمران موسیٰ بن قریش بن نافع التمیمی البخاری رحمۃ اللہ علیہ [4]

آپ نے ابونعیم، مسلم بن ابراہیم، علی بن عیاش، عبداللہ بن صالح، اسحاق بن بکر بن مضر اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے

---

[1] اصل نسخہ میں موصوف کے ترجمہ کے مصادر مذکور نہیں۔ نسیم

[2] مسند احمد: 70/2، 80، 93، 97۔

[3] الجرح والتعدیل: 292/8، العبر: 19/2، طبقات الحفاظ: 271، شذرات الذھب: 140/2۔

[4] تہذیب الکمال: 1392/3، تہذیب التہذیب: 336/10(639)، تقریب: 287/2، الکاشف: 188/3، رجال الصحیحین: رقم 1889، طبقات الحفاظ: 265، سیر الاعلام: 49/13۔

حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے امام مسلم نے اپنی صحیح میں حدیث روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ حسین بن حسن بن وضاح، علی بن حسن بن عبیدہ، اسحاق بن خلف اور دوسروں نے حدیث روایت کی ہے۔ ارخہ ابن مواکولا نے آپ کا سنِ وفات ۲۵۴ھ بیان کیا ہے۔

(۶۴۲) ۹/ ۹۴: الحافظ، الامام ابوجعفر محمد بن غالب بن حرب الظبی، البصری، التمار، تمتام رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ نے بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ابونعیم، مسلم بن ابراہیم، عفان، قعنبی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ احادیث پر لکھا بھی اور احادیث کو جمع بھی کیا اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن البختری، اسماعیل صفار، عثمان بن سماک، ابوسہل قطان، ابوبکر شافعی، ابوبحر بربہاری اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

دارقطنی کا قول ہے: محمد بن غالب ثقہ اور مجود ہیں اور یہ بھی کہا ہے کہ موصوف ثقہ اور مامون ہیں۔ البتہ خطا کر جاتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے رمضان ۲۸۳ھ میں وفات پائی۔

ہمیں احمد عبدالسلام اور ایک جماعت نے اجازۃً اپنی سند کے ساتھ محمد بن غالب سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالصمد بن نعمان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شیبان نے اعمش سے، اُنہوں نے ابوصالح سے، اُنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس جنازہ پر بھی تین صفیں بن جائیں جو اس (کی بخشش) کے لیے سفارش کرتی ہوں تو ان کی اس میت کی بابت سفارش کو قبول کر لیا جاتا ہے۔"

(۶۴۳) ۹/ ۹۵: الحافظ الثقہ ابوالموجہ محمد بن عمرو بن موجہ الفزاری، المروزی، اللغوی رحمۃ اللہ علیہ ❷

موصوف نے سعید بن منصور، سعید بن سلیمان، علی بن جعد، صدقہ بن فضل، عبدان بن عثمان اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے خراسان، عراق اور حجاز جیسے بلادِ اسلامیہ سے حدیث سنی۔ ابن ابی حاتم نے ان کا مختصر تذکرہ کیا ہے اور آپ سے ابن ابی حاتم، حسن بن محمد بن حلیم، علی بن محمد الحبیبی، بکر بن محمد الدخمسینی، ابوبکر بن ابی نصر اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

آپ نے ۲۸۲ھ میں مرو میں وفات پائی۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ ابوالموجہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں سعید بن ھبیرہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں وھیب نے صالح بن حیان سے، اُنہوں نے محمد بن کعب قرظی سے اور اُنہوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد ہے:

"جب تم رب تعالیٰ سے دُعا مانگو تو اپنی ہتھیلیوں کے اندر کی جانب سے دُعا مانگو (یعنی ہتھیلیوں کو منہ کی طرف کر کے دُعا

---

❶ الجرح والتعدیل: 5/8، تاریخ بغداد: 143/3، اللباب: 222/1، میزان الاعتدال: 681/3۔

❷ الجرح والتعدیل: 35/8، الوافی بالوفیات: 290/4، طبقات الحفاظ: 270۔

مانگو) اور ان کی پیٹھ کر کے دُعا نہ مانگو (یعنی ہاتھوں کو اُلٹا کر کے دُعا نہ مانگو) اور (دُعا ختم کر کے) ان دونوں کو اپنے منہ پر پھیر لو۔"

اس حدیث کو امام حاکم نے "المستدرک" میں روایت کیا ہے اور مذکورہ راوی "صالح" کمزور ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں: ان میں نظر ہے۔

(۶۴۴) ۹/۹۶: المحدث، الحافظ، الشہید ابوزکریا یحییٰ بن حافظِ کبیر محمد بن یحییٰ الذہلی النیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ حیکان کے نام سے مشہور تھے۔ اپنے والد کے بعد نیشاپور کے امام اور مفتی تھے۔ رضا کاری مجاہدوں کی ایک جماعت کے امیر (امیر المطوعہ) بھی تھے۔ آپ نے ذکر وعبادت کے لیے اپنی ایک مخصوص جگہ بھی بنا رکھی تھی۔ یحییٰ بن یحییٰ، سلیمان بن حرب، احمد بن یونس، مسدّد، علی بن جعد، اسماعیل بن ابی اویس اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، جبکہ آپ سے آپ کے والد نے، اور ابنِ خزیمہ، ابوعبداللہ بن اخرم، محمد بن صالح بن ھانی، ابراہیم بن اسماعیل احمد بن محمد بن شعیب، احمد بن علی بن حسنویہ اور متعدد دیگر افراد نے حدیث روایت کی ہے۔

حاکم کا قول ہے: موصوف فتوی اور امارت وریاست میں نیشاپور کے امام، ابنِ امام تھے۔ میں نے ابن ھانی کو یہ کہتے سنا ہے: ہم رمضان کے مہینہ میں یحییٰ بن محمد کی مجلس املا میں حاضر ہوئے۔ پھر شوال ۲۶۷ھ میں انہیں شہید کر دیا گیا تو حدیث کی مجلسیں اُٹھ گئیں۔ دواتیں خشک ہو گئیں اور وہ فتنہ اُٹھا کہ کسی کو حدیث کی مجلس قائم کرنے کی یا دوات لے کر باہر نکلنے کی صورت باقی نہ رہی۔ ۲۷۰ھ تک یہ حالت باقی رہی۔ پھر ابوعثمان سعید بن اسماعیل الزاھد نے کسی تدبیر سے السری بن خزیمہ کو بلوایا اور ان کے لیے مجلسِ املا کا انعقاد کیا اور پھر اپنے ہاتھ سے دوات کو رکھا۔ تب لوگوں کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔

محمد بن عبدالوہاب الفراء بیان کرتے ہیں: ہم اور ہماری آنے والی نسلیں بھی موصوف یحییٰ کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ اُنہوں نے ہماری خاطر جان دے دی تبھی تو آج ہم بے خوف وخطر اپنے رب کی عبادت کر پا رہے ہیں۔

صالح جزرہ، ابن ابی حاتم کو خط میں لکھتے ہیں: آج بہ نسبت دوسرے علوم کے دین اور حدیث کا علم بے رُخی، بے اعتنائی اور عدمِ التفات کا شکار ہے۔ موصوف ابوزکریا کی شہادت سے حاملین دین اور اہلِ کتابت پر مصائب وآفات کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ وہ اپنے والد سمیت شہید تو ہو گئے پر اپنے پیچھے اپنا کوئی مثل چھوڑ کر نہ گئے۔ پھر ہر ایک کو اپنی اپنی پڑ گئی۔ سنت کی سربلندی کے دعویدار بھی دین سے نکلتے چلے گئے اور اب ہر ایک ملوک وسلاطین کی ہم زبانی کر رہا ہے۔

ابن الشرقی بیان کرتے ہیں: میں نے ذہلی کو سنا کہ وہ اُپنے بیٹے کو اپنے والد کے بارے میں بتلا رہے تھے۔ ابواحمد الحاکم

---

[1] تہذیب الکمال: 1517/3، تہذیب التہذیب: 276/11 (550)، تقریب: 357/2، الکاشف: 267/3، الانساب: 194/8، العبر: 36/2، تاریخ بغداد: 217/14۔

نے اپنے شیوخ سے ذہلی کا یہ قول نقل کیا ہے: میں نے علماء اور ان کی اولاد کو دیکھا ہے۔ پر میں نے اپنے بیٹے یحییٰ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

الصبغی کا قول ہے: میں نے نوح بن احمد کو سنا، وہ کہتے ہیں: میں نے احمد بن عبداللہ خجستانی کو یہ بیان کرتے سنا: میں قید خانہ میں حیکان (ذہلی) کو ڈنڈے مارنے گیا۔ میرا ارادہ انہیں قتل کرنے کا نہ تھا۔ ابھی میں نے ہاتھ بڑھا کر ان کی داڑھی پکڑی ہی تھی کہ انہوں نے میرے خصے دبوچ لیے اور اس قدر زور سے دبائے کہ مجھے موت قریب نظر آنے لگی، اتنے میں مجھے اپنی آستین کا خنجر یاد آ گیا تو میں نے اسے نکال کر ان کا پیٹ چاک کر دیا۔

میں کہتا ہوں: احمد نے خروج کر کے ظلم و ستم کی راہ اختیار کر لی تھی۔ جس پر حیکان نے اس کے خلاف جنگ کا بگل بجا دیا۔ بالآخر دونوں میں مڈبھیڑ ہو گئی لیکن افسوس کہ حیکان کو اپنی جماعت کی کم تعداد کی بنا پر میدانِ کارزار چھوڑنا اور بھاگ جانا پڑا۔ لیکن احمد کے ہرکاروں نے بالآخر انہیں ڈھونڈ کر قید میں ڈال دیا۔

ہمیں ابرقوھی نے اپنی سند کے ساتھ یحییٰ بن محمد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں اسماعیل بن ابی اویس نے، وہ کہتے ہیں: مجھے میرے والد نے ابن شہاب سے، انہوں نے مالک بن اوس بن الحدثان سے، انہوں نے حضرت عمر بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

ہمارا (گروہِ انبیاء کا) کوئی ترکہ نہیں ہوتا۔ ہم جو چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ [1]

(۶۴۵) ۹/ ۹۷: الحافظ، المکثر، المعمر، ابوالعباس محمد بن یونس بن موسیٰ القرشی، السامی، البصری الکدیمی رحمہ اللہ [2]

آپ بصرہ کے محدث تھے۔ البتہ کمزور راوی تھے۔ ابوداؤد، الخریبی، ازھر السمان سے اور اپنے سوتیلے باپ روح بن عبادہ سے حدیث بیان کی۔ جبکہ آپ سے ابن الانباری، اسماعیل الصفار، ابوبکر الشافعی، ابوبکر بن خلاد النصیبی، ابوبکر القطیعی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

موصوف خود بیان کیا کرتے تھے کہ میں نے ایک ہزار، ایک سو چھیاسی بصریوں سے حدیث لکھی ہے اور میں نے جناب عبدالرزاق کو حج کے موقع پر دیکھا، البتہ میں ان سے حدیث نہ سن سکا۔

حسن الصائغ بیان کرتے ہیں: ہمیں موصوف کدیمی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں ابن المدینی اور شاذکونی کے ساتھ تفریح کے لیے نکلا۔ ان دونوں امیر نے لوگوں کو اس کام سے منع کر رکھا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی ہم ایک جگہ ذرا ستانے کو بیٹھے تو امیر نے ہمیں وہیں دھر لیا اور ہم گرفتار کر لیے گئے۔ میں ان میں سب سے کم عمر تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے مجھے منہ کے بل گرا دیا۔ اس پر میں نے

---

[1] صحیح البخاری: کتاب النفقات: باب رقم 3، صحیح مسلم: کتاب الجهاد: رقم الحدیث: 52، 54، 51۔

[2] تهذیب الکمال: 1294/3، تهذیب التهذیب: 539/9، تقریب: 222/2، الوافی بالوفیات: 391/5، التمهید: 1/109، تاریخ بغداد: 435/3، العبر: 78/2، ضعفاء ابن الجوزی: 109/3۔

کہا: اے امیر! ذرا مجھ سے یہ حدیث تو سن لو۔ (سنو!)

"ہمیں حمیدی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں سفیان نے عمرو سے، انہوں نے ابوقابوس سے، انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔"

اس پر امیر نے کہا: یہ حدیث دوبارہ سناؤ۔ تو میں نے حدیث دہرادی۔ اس پر امیر نے کہا: اس جیسی احادیث یاد رکھا کرو اور جاؤ تم جاکر سیر کر سکتے ہو۔

ابن عدی کا قول ہے کہ کدیمی پر وضعِ حدیث کی تہمت ہے اور ابنِ حبان تو یہاں تک کہتے ہیں کہ شاید کدیمی نے ایک ہزار سے زیادہ احادیث وضع کی تھیں۔ ابن عدی کا یہ قول بھی ہے کہ علمۃ المشائخ نے کدیمی سے روایت کو ترک کر دیا ہے اور ابوداؤد نے ان پر کذب کی تہمت لگائی ہے۔

موسیٰ بن ہارون نے کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر یہ بات کہی: اے اللہ! میں تجھے اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ کدیمی کذاب ہے جو احادیث وضع کرتا ہے۔ قاسم مطرز کا قول ہے: میں روزِ قیامت رب تعالیٰ کے حضور کدیمی کے گھٹنے سے گھٹنا ملا کر یہ بات کہوں گا کہ: اے رب! یہ تیرے نبی پر جھوٹی احادیث گھڑا کرتا تھا۔

دارقطنی بیان کرتے ہیں: کدیمی پر وضعِ حدیث کی تہمت ہے۔ البتہ اسماعیل الخطبی انہیں ثقہ کہتے ہیں اور کہتے ہیں: میں نے ان سے بڑا حدیث کا حلقہ نہیں دیکھا۔

کدیمی نے جمادی الاولی ۲۸۶ھ میں تقریباً سو برس کی عمر پا کر وفات پائی۔ اللہ ان سے درگزر اور چشم پوشی کا معاملہ فرمائے۔ اسی سال اور بھی متعدد ائمہ محدثین نے وفات پائی۔

(۶۴۶) ۹/۹۸: الامام، الحافظ، صاحبِ مسند ابومحمد حارث بن محمد بن ابی اسامہ داہر، البغدادی، التیمی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے ایک مسند لکھی تو سہی، لیکن اسے مرتب نہ کر پائے۔ آپ کا سنِ پیدائش ۱۸۶ھ ہے۔ یزید بن ہارون، عبدالوہاب الخفاف، علی بن عاصم، عبداللہ بن بکر، روح بن عبادہ، ابوبدر السکونی، واقدی اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث سنی۔ اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابوجعفر الطبری، ابوبکر النجاد، ابنِ خلاد النصیبی، ابوبکر الشافعی، شیخ مرو عبداللہ بن حسین النضری اور بے شمار لوگ شامل ہیں۔

اگرچہ ابراہیم جانتے تھے کہ حارث بن محمد (درسِ حدیث پر) دراہم لیتے ہیں لیکن پھر بھی انہیں ثقہ کہتے ہیں۔ ابوحاتم بن

---

[1] تاریخ بغداد: 9/218-219، المنتظم: 5/155، میزان الاعتدال: 1/442-443، لسان المیزان: 2/157-159، طبقات الحفاظ: 292-273، شذرات الذهب: 2/178۔

حبان نے بھی انہیں ثقہ کہا ہے اور دار قطنی نے بھی انہیں صدوق کہا ہے۔ رہا ان کا روایتِ حدیث پر دراہم لینے کا معاملہ تو اس کی وجہ یہ تھی کہ موصوف بڑے تنگدست تھے اور ان کی بیٹیاں بھی تھیں۔ ابو الفتح الازدی اور ابن حزم انہیں ضعیف کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ۹۷ برس کی عمر پا کر عرفہ کے دن ۲۸۲ھ میں وفات پائی۔

ہمیں الامام عبدالرحمن بن قدامہ اور ایک جماعت نے اپنی سند کے ساتھ حارث بن ابی اُسامہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں اسود بن عامر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابو ھلال الراسبی نے، عبداللہ بن بریدہ سے بیان کیا، میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ کہا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خدمتِ نبوی ﷺ میں عرض کیا:

"اے اللہ کے رسول! اگر میں شبِ قدر پاؤں تو کیا دُعا مانگوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم یہ دُعا مانگنا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ

''اے اللہ! میں تجھ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتی ہوں۔''

اس حدیث کو امام نسائی نے عن یونس، عن ابن وھب، عن سعید بن ابی ایوب، عن عبد الرحمن بن مرزوق، عن الجریری، عن ابن بریدۃ، عن عائشۃُ رضی اللہ عنہا کے طریق سے روایت کیا ہے۔

یہ حدیث ہمارے پاس بے حد عالی سند کے ساتھ موجود ہے۔

(۶۴۷) ۹/۹۹: الحافظ، المسند، ابو مسلم ابراہیم بن عبداللہ بن مسلم بن معاذ البصری الکجی رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف "السنن" اور "کتاب بقیۃ الشیوخ" کے مؤلف ہیں۔ ابو عاصم النبیل، الانصاری، الاصمعی، بدل بن محبر، مسلم بن ابراہیم اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے النجار، فاروق الخطابی، جب القزاز، ابوبکر القطیعی ابوالقاسم الطبرانی، ابو محمد بن ماسی اور بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ہمیں احمد بن المؤید نے اپنی سند کے ساتھ ابو مسلم الکجی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابو عاصم نے عبدالحمید سے، وہ کہتے ہیں: مجھے صالح بن ابی غریب نے کثیر بن مرہ سے اور انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"جس کا آخری کلام "لا الٰہ الا اللہ" ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا" [2]

دار قطنی وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ موصوف صاحبِ مغازی، بڑے ذہین اور حدیث کے عالم تھے۔ بختری نے ان کی تعریف بیان کی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ موصوف نے درسِ حدیث کے آغاز سے قبل دس ہزار دراہم صدقہ کیے۔ فاروق خطابی بیان

---

[1] تاریخ بغداد: 6/120-124، المنتظم: 6/50-52، اللباب: 3/85، طبقات الحفاظ: 273، شذرات الذھب: 2/210، الانساب: 10/359۔

[2] صحیح البخاری: کتاب الجنائز: باب رقم 1، سنن ابی داؤد: کتاب الجنائز: باب رقم 16، مسند احمد: 5/233۔

کرتے ہیں کہ جب ہم ابو مسلم سے "السنن" سن چکے تو انہوں نے ایک ہزار دینار خرچ کر کے ہماری ایک نہایت زبردست دعوت کی۔
احمد بن جعفر ختلی کا قول ہے: موصوف بھی جب بغداد آئے تو رحبہ غسان میں حدیث کا درس دیا جس میں سات مستملی تھے جو ایک دوسرے تک آواز پہنچاتے تھے۔ اس دن اژدہام کا عالم یہ تھا کہ جن کو بیٹھنے کی جگہ نہ ملی وہ کھڑے کھڑے لکھ رہے تھے۔ درس کے بعد جگہ ناپی گئی اور دواتوں کو گنا گیا تو ان کی تعداد چالیس ہزار سے زیادہ کی نکلی۔ جبکہ صرف سننے اور دیکھنے والے ان کے علاوہ تھے۔ یہ حکایت ثابت ہے۔ اسے خطیب نے اپنی تاریخ میں بشری الفاتنی سے نقل کیا ہے جنہوں نے یہ بات خود ختلی سے سنی تھی۔

کہتے ہیں کہ موصوف کی اخیر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی۔ جعفر بن محمد بن محمد طلبی کا قول ہے: ایک مرتبہ ہم بغداد میں موصوف ہی کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ جیسے ہی انہیں اس بات کا علم ہوا کہ ہم صالح جزرہ کے اصحاب میں سے ہیں تو انہوں نے ہماری بے حد تعظیم کی اور کہنے لگے: تم لوگ انہیں سید المسلمین کیوں نہیں کہتے۔ پھر ہمارا اکرام کیا۔ پھر دریافت کیا کہ کیا سننا چاہتے ہو؟ ہم نے کہا کہ ابن عرعرہ کی احادیث اور اصمعی کی حکایات۔ جس پر انہوں نے ہمیں یہ دونوں باتیں زبانی لکھوائیں۔
موصوف نے بغداد میں محرم ۲۹۲ھ میں تقریباً سو برس کی عمر پا کر وفات پائی۔ موصوف کی میت کو بصرہ لا کر دفن کیا گیا۔

(۶۴۸) ۹/۱۰۰: الحافظ، الامام، الحجہ ابو سعید عثمان بن سعید بن خالد السجستانی، الدارمی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ ھرات اور اس طرف کے علاقوں کے محدث تھے۔ ابو الیمان البصرانی، سعید بن ابی مریم، سلیمان بن حرب، یحییٰ الوحاظی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور ابن المدینی، یحییٰ، احمد اور اسحاق سے اس فن میں مہارت حاصل کی اور تحصیلِ حدیث کے لیے بے پناہ سفر کیے۔ جبکہ آپ سے ابو عمرو احمد بن محمد الحیری، محمد بن یوسف الھروی، احمد بن محمد بن عبدوس الطرائفی، ابو نضر محمد بن محمد الفقیہ، حامد الرفاء اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔
ابو الفضل عقوب القراب کا قول ہے: ہم نے عثمان بن سعید جیسا آدمی نہیں دیکھا اور نہ خود انہوں نے اپنا مثل دیکھا۔ ابو حامد الاعمشی کا قول ہے: میں نے عثمان، ذھلی اور یعقوب فسوی کا مثل نہیں دیکھا اور بعض کا قول ہے کہ دارمی، ابراہیم حربی کی نظیر تھے۔
میں کہتا ہوں: موصوف عثمان نے "سؤالات عن الرجال لیحیی بن معین" اور ایک "مسند کبیر" لکھی تھی۔ ان کے علاوہ جھیمہ کے رد میں بھی متعدد کتابیں لکھیں۔ یہ موصوف دارمی ہی ہیں جو ھرات میں ابن کرام کے سامنے خم ٹھونک کر کھڑے ہو گئے اور بالآخر اسے حرات سے نکال کر ہی دم لیا۔
موصوف دارمی ایک قول کے مطابق ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ایک فاسد نے ایک بار ان سے پوچھا: اگر آپ علم والے نہ

[1] الجرح والتعدیل: 153/6، طبقات الحنابلہ: 221/1، طبقات السبکی: 305/2، 306، البدایۃ والنہایۃ: 69/11، طبقات الحفاظ: 274، شذرات الذھب: 176/2۔

ہوتے تو کیا ہوتے؟ تو آپ نے جواب دیا: میں نے عیب کا ارادہ کیا پر وہ زینت بن گیا۔" موصوف دارمی نے ذی الحجہ ۲۸۰ھ میں وفات پائی۔

ہمیں ابوعلی الخلال نے اپنی سند کے ساتھ دارمی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں یحییٰ الحمانی نے، عبداللہ بن نمیر سے اُنہوں نے مجالد سے، اُنہوں نے شعبی سے، اُنہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اگر تمہارے اندر موسیٰ بھی ظاہر ہو جائیں اور تم ان کی پیروی کرنے لگو اور مجھے چھوڑ دو تو تم سیدھی راہ سے گمراہ ہو جاؤ اور اگر وہ زندہ ہوتے، پھر میری نبوت (کا زمانہ) پاتے تو میری اتباع کرتے۔" [1]

(۶۴۹) ۹/۱۰۱: الحافظ، الصدوق ابوالحسن علی بن عبدالعزیز بن المرزبان بن سابور، شیخ الحرم، البغوی رحمہ اللہ [2]

آپ نے ایک "مسند" بھی لکھی۔ ابونعیم، عفان، قعنبی، مسلم بن ابراہیم، ابوعبید اور متعدد ائمہ محدثین سے حدیث سنی اور خوب سنی۔ اور آپ سے آپ کے بھتیجے ابوالقاسم البغوی نے اور علی بن محمد بن مہرویہ القزوینی، ابوعلی حامد الرفاء، ابوالحسن بن مسلمہ القطان، عبدالمؤمن بن خلف النسفی طبرانی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ نوّے سے کچھ اوپر برس کی زندگی پائی۔ دار قطنی آپ کو ثقہ اور مامون ابنِ ابی حاتم صدوق کہتے ہیں۔ البتہ نسائی آپ پر برافروختہ ہیں کیونکہ موصوف حدیث روایت کرنے کی اجرت لیتے تھے۔ لیکن یہ امر بھی بے غبار ہے کہ موصوف بڑے تنگدست، خانہ کعبہ کے مجاور اور درویش تھے۔

ابن السنی کا قول ہے: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب لوگوں نے انہیں اس بات پر ملامت کی تو کہنے لگے: اے میری قوم! میں دو لکڑیوں کے بیچ میں تھا۔ پس جب حجاج چلے گئے تو ابوقبیس قعیقعان نے آواز لگائی کہ کون باقی ہے؟ کسی نے کہا کہ صرف مجاورین۔ تو اس نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ خانہ کعبہ بند کر دو۔

موصوف نے ۲۸۶ھ میں وفات پائی۔

ہمیں حسن بن علی نے اپنی سند کے ساتھ علی بن عبدالعزیز سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابونعیم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں مسعودی نے عمرو بن مرہ سے، اُنہوں نے عبداللہ بن سلمہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک یہ دعا بھی مانگا کرتے تھے:

"اللھم ثبتنا علی کلمۃ العدل، والھدی، والصواب وقوام الکتاب ھادین، مھدیین، راضین مرضیین، غیر ضالین ولا مضلین"

"اے اللہ تو ہمیں عدل، ہدایت، درستی اور کتاب اللہ کی اصل والے کلمہ پر ثابت قدم رکھ۔ اس حال میں کہ ہم ہدایت

---

[1] مسند الدارمی: المقدم: باب رقم: 39۔ مسند احمد: 371/3۔

[2] تہذیب التہذیب: 362/7(583)، الجرح والتعدیل: 1076/6، میزان الاعتدال: 143/3، لسان المیزان: 241/4، التمہید: 183/5، سیر الاعلام: 348/13، الثقات: 377/8۔

دینے، ہدایت پانے والے، رب پر راضی رہنے والے اور ہم پر رب راضی ہو، نہ تو ہم بے راہ ہوں اور نہ بے راہ کرنے والے ہی ہوں۔"

(۶۵۰) ۹ / ۱۰۲ اس: الحافظ، الحجہ، محدثِ انطا کیہ ابوعمرو عثمان بن عبداللہ بن محمد بن خرزاذ الانطا کی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ عثمان بن خرزاذ کے نام سے مشہور تھے۔ آپ نے عفان، ابوالولید الطیاسی، عمرو بن مرزوق، سعید بن عفیر، سعید بن منصور اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے نسائی نے حدیث بیان کی ہے اور آپ کو ثقہ کہا ہے۔ ان کے علاوہ ابوعوانہ، ابن جوصاء، خیثمہ، طرابلسی، ھشام بن محمد الکندی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے اور امام طبرانی کو حدیث روایت کرنے کی اجازت بھی دی۔

محمد بن محمود الاھوازی کا قول ہے: میں نے جن جن کو دیکھا ہے، وہ ان سب سے بڑے حافظ تھے۔ امام حاکم انہیں ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔ موصوف نے ذی الحجہ ۲۸۱ھ (یا ۲۸۲ھ) میں وفات پائی۔

ہمیں ابن غدیر نے اپنی سند کے ساتھ عثمان بن خرزاذ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں احمد بن یونس نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابواسرائیل نے فضیل الفقیمی سے، انہوں نے مجاہد سے، انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ

"(ایک مرتبہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کو (اس قدر) مؤخر فرمایا کہ سونے والا سو گیا اور جاگنے والا بیدار ہو گیا اور تہجد پڑھنے والے نے (اٹھ کر) تہجد ادا کر لی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور نماز کھڑی کی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی اور (بعد میں) ارشاد فرمایا: اگر مجھے اپنی اُمت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں حکم دیتا کہ وہ اس نماز کو اس وقت اور اسی لمحے ادا کیا کریں۔"

(۶۵۱) ۹ / ۱۰۳: الحافظ، الثقہ، محدثِ شام ابوزرعہ عبدالرحمن بن عمرو بن عبداللہ بن صفوان بن عمرو الدمشقی، النصری رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نے ھوذہ بن خلیفہ، ابونعیم، احمد بن خالد الوھبی، ابومسہر الغسانی، عفان، سلیمان بن حرب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی اور آپ سے ابوداؤد، ابنِ صاعد، ابوالعباس الاصم، الطحاوی، علی بن ابی العقب، طبرانی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 2/907-912، تہذیب التہذیب: 7/114 (244)، تقریب: 2/8، الجرح والتعدیل: 6/816، سیر الاعلام: 13/378، الثقات: 455۔

[2] تہذیب الکمال: 2/806، تہذیب التہذیب: 6/236(482)، تقریب: 1/493 (1062)، الکاشف: 2/178، الجرح والتعدیل: 5/1159۔

ابوالمیمون بن راشد جناب ابوزرعہ کا قول نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں جب نہایت کم سنی میں ابومسہر کی مجلس میں جا بیٹھا تو انہیں اس بات پر تعجب ہوا۔ احمد بن ابی الحواری آپ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں: آپ الشباب کے شیخ ہیں۔ ابوحاتم نے آپ کو صدوق کہا ہے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے جمادی الآخرہ ۲۸۱ھ میں وفات پائی۔

(پہلی سند): ہمیں احمد بن سلامہ نے کتابۃ محمد بن اسماعیل الطرسوسی سے بیان کیا۔

(دوسری سند): اور ہمیں نحوہ بنت محمد نے اپنی سند کے ساتھ ابوزرعہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوالیمان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شعیب نے زہری سے بیان کیا کہ طاؤس بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ لوگ یہ ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

"جمعہ کے دن غسل کرو اور اپنے سروں کو دھوؤ چاہے تم جنابت سے نہ بھی ہو۔ اور خوشبو (بھی لگاؤ) (کہ کیا یہ بات درست ہے) اس پر انہوں نے فرمایا: غسل والی بات تو ٹھیک ہے اور رہی خوشبو والی بات تو میں اسے نہیں جانتا۔"[1]

اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے حکم سے بیان کیا ہے۔

(۶۵۲) ۹ / ۱۰۴: الحافظ، القاضی، الامام، شیخ الاسلام ابواسحق اسماعیل بن اسحاق بن محدث بصرہ حماد بن زید الازدی، البصری، ثم البغدادی، المالکی رحمہ اللہ[2]

آپ صاحب تصانیف اور عراق کے مالکیہ کے شیخ اور عالم تھے۔ ۱۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ محمد بن عبداللہ الانصاری، قعنبی، مسلم، عبداللہ بن رجاء، اسماعیل بن ابی اویس سے حدیث سنی۔ قرأت قالون سے، فقہ احمد بن المعذل سے اور حدیث اور علل کا علم ابن المدینی سے حاصل کیا۔

اور آپ سے ابوبکر النجاد، ابوبکر الشافعی، حسن بن محمد بن کیسان، ابوبحر البر بہاری اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

بے شمار لوگوں نے آپ سے فقہ سیکھی۔ خطیب کا قول ہے: ابواسحاق عالم، متقن اور فقیہ تھے۔ موصوف نے امام مالک کے مذہب کی تشریح بھی کی اور اسے مدلل و مبرھن بھی کیا۔ جہاں ایک مسند لکھی وہیں علوم القرآن پر بھی ایک لکھی۔ ایوب اور مالک کی احادیث کو جمع کیا۔

---

[1] صحیح البخاری: کتاب الجمعۃ: باب رقم: 6۔

[2] الجرح والتعدیل: 157/2، تاریخ بغداد: 6/284-290، البدایۃ والنہایۃ: 72/11، طبقات الحفاظ: 275، الدیباج المذہب: 1/282-290، شذرات الذہب: 178/2، طبقات الفقہا: 164-165۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ایک مؤطا بھی لکھی اور محمد بن حسن کے رد میں دو سو اجزاء پر مشتمل ایک ضخیم کتاب بھی لکھی جو ابھی غیر مکمل تھی۔ خطیب بیان کرتے ہیں: موصوف نے بغداد کو وطن بنالیا اور مرتے دم تک بغداد کے قاضی بھی رہے۔ علوم میں اتنا آگے بڑھے کہ ایک نشانی بن گئے۔ آپ نے "احکام القرآن" نامی ایک زبردست کتاب بھی لکھی جس کی نظیر پہلے کبھی دیکھی نہ گئی تھی۔ اس کے علاوہ "معانی القرآن" اور "کتاب القرأت" بھی لکھی۔

مبرد کا قول ہے: موصوف قاضی اسمٰعیل علم صرف میں مجھ سے بھی فائق ہیں۔ یحییٰ بن اکثم نے ایک مرتبہ قاضی اسماعیل کو سامنے سے آتے دیکھا تو کہنے لگے: "مدینہ آگیا" (یعنی علم کا ایک پورا شہر چلا آرہا ہے)۔ نسائی نے کتاب الکنی میں اسماعیل قاضی کی ایک کنیت بھی ذکر کی ہے۔ موصوف کا ذی الحجہ ۲۸۲ھ میں اچانک انتقال ہوگیا۔ رحمہ اللہ

غیلانیات میں آپ کی ایک عالی حدیث مذکور ہے۔

(۶۵۳) ۹/۱۰۵: الحافظ، المجود ابوالفضل جعفر بن محمد بن ابی عثمان الطیالسی، البغدادی رحمہ اللہ [1]

آپ نے عفان، مسلم بن ابراہیم، عارم، اسحاق بن محمد الفروی، سلیمان بن حرب اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث بیان کی۔ جبکہ آپ سے ابن صاعد، اسماعیل الصفار، النجار، ابن نجیح، اور ابوبکر الشافعی نے حدیث روایت کی ہے۔ غیلانیات میں آپ کے ایک عالی حدیث موجود ہے۔

احمد بن المنادی کا قول: جعفر بن محمد اتقان، حافظہ اور صدوق میں مشہور تھے۔ خطیب بیان کرتے ہیں: موصوف ثقہ، ثبت، خوش خط اور زبردست اخاذ تھے۔ آپ نے رمضان ۲۸۲ھ میں وفات پائی۔

(۶۵۴) ۹/۱۰۶: الحافظ، الامام، الجوال ابومحمد فضل بن محمد بن مسیب الشعرانی، البیہقی رحمہ اللہ [2]

آپ یمن کے حاکم باذام کی اولاد میں سے تھے جو نبی کریم ﷺ کے والا نامہ مبارک پہنچنے پر اسلام لے آیا تھا۔ آپ نے سلیمان بن حرب، قالون عیسیٰ، سعید بن ابی مریم، عبداللہ بن صالح، اسماعیل بن ابی اویس، ابوتوبہ حلبی، ابوجعفر نفیلی اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابنِ خزیمہ، ابن الشرقی، علی بن حمشاذ، ابوعبداللہ بن الاخرم، محمد بن المومل اور نور آپ کے پوتے اسماعیل بن محمد بن الفضل اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

ابنِ مؤمل کا قول ہے: ہم لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ بلادِ اسلامیہ میں سوائے اندلس کے شاید کوئی شہر باقی بچا ہو جس میں موصوف فضل شعرانی تحصیلِ حدیث کے لیے داخل نہ ہوئے ہوں۔ حاکم بیان کرتے ہیں: موصوف ادیب، فقیہ، عابد و زاہد اور رجال کے عارف تھے۔ موصوف نے سر کے بال بڑھا رکھے تھے اس لیے شعرانی کہلاتے تھے۔ ابنِ ماکول کا قول ہے: موصوف نے خلف سے قرآن پڑھا اور قرأت سیکھی اور آپ کے پاس امام احمد سے مروی ان کی تاریخ بھی تھی اور مصیصی سے ان کی تفسیر

---

[1] تاریخ بغداد: 7/188-189، طبقات الحنابلہ: 1/123-124، المنتظم: 5/154، طبقات الحفاظ: 275-276، شذرات الذهب: 2/178۔

سیکھی۔ ابن ابی حاتم بیان کرتے ہیں: ائمہ محدثین نے ان میں کلام کیا ہے۔

ابن الاخرم کہتے ہیں: اگرچہ فضل شعرانی صدوق تھے لیکن تشیع میں بے حد غالی تھے۔ حاکم کا قول ہے: شعرانی ثقہ ہیں، ان میں کیا جانے والا طعن بے دلیل ہے۔ موصوف شعرانی نے ۲۸۲ھ کے آغاز میں وفات پائی۔

(علامہ ذھبیؒ اس طبقہ کے محدثین کے ذکر کے اختتام پر فرماتے ہیں):

اس دور میں اور اس کے قریب کے دور میں ائمہ محدثین کی بہتات تھی۔ میں نے یہاں ان کا عشر عشیر بھی ذکر نہیں کیا۔ البتہ ان میں سے اکثر کا ذکر میں نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ اسی طرح اس دور میں ائمہ اہل رائے اور ائمہ فروع کی بھی کثرت تھی۔ جبکہ دوسری طرف معتزلہ اور شیعہ کے اساطین اور عقل کے پیچھے دوڑنے والے اصحاب کلام کی بھی ایک کثیر تعداد بھی تھی۔ جنہوں نے اسلاف کی آثارِ نبویہ سے تمسک کی روش کو پسِ پشت ڈال رکھا تھا۔ ادھر حضرات فقہاء میں تقلید اور اجتہاد میں تناقض نے سر اُٹھایا ہوا تھا۔ پس وہی ذات پاک ہے کہ جس کے قبضہ میں سارا خلق وامر ہے۔ پس تیرا بھروسہ اللہ ہی پر ہو، اے شیخ! اپنے اوپر ترس کھا، انصاف کا دامن تھام اور ان حافظانِ حدیث کو نگاہِ حقارت سے مت دیکھ اور نہ ہی اُنہیں عیب کی نگاہ سے دیکھ اور ان کے بارے میں یہ گمان مت رکھ کہ یہ ہمارے زمانہ کے محدثین جیسے ہیں حاشا وکلا، میں نے اس طبقہ میں جن لوگوں کو بھی ذکر کیا ہے۔ اللہ ہی کی تعریف ہے کہ ان میں سے ہر ایک دینی بصیرت کا حامل اور راہِ نجات کا عالم ہے۔ ہمارے زمانہ کا کوئی بڑے سے بڑا محدث بھی ان کی معرفتِ حدیث کے رُتبہ تک پہنچنے سے قاصر ہے۔ میرا گمان ہے کہ خواہشاتِ نفسانیہ کے ہاتھوں میں مغلوب ہو کر اگر تمہیں صاف صاف کہنا مشکل ہو تو تم زبانِ حال سے یہ نہ کہنے لگو کہ "بھائی! یہ احمد کون صاحب تھے؟ یہ ابن المدینی کون ہیں؟ یہ ابوزرعہ اور ابوداؤد کیا چیز ہیں؟ ارے! یہ تو صرف محدثین ہیں، انہیں فقہ کی کیا سدھ بدھ۔ انہیں تو فقہ کے اصول ومبادی تک کی خبر نہیں۔ یہ بھلا رائے کو کیا سمجھیں گے؟ یہ لوگ تو بیان، معانی اور دقائق سے بالکل نابلد ہیں، برھان ودلیل، منطق وحجت سے انہیں دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ لوگ رب تعالیٰ کو دلیل سے کیا جانیں۔ ان کا شمار ملت کے فقہاء کے کسی کھاتے میں نہیں!!!!۔ اس لیے میری تو یہی فہمائش ہے کہ یا تو بربادی سے خاموش رہ اور اگر بولنا ہی ہے تو علم کے ساتھ بول۔ اور علمِ نافع تو وہی ہے جو ان جیسوں سے ملتا ہے۔ البتہ تیری ائمہ فقہ کی طرف نسبت ہمارے زمانے کے محدثین کی ائمہ حدیث کی طرف نسبت جیسی ہے۔ بات نہ تیری ہے اور نہ میری۔ فضیلت والوں کو تو فضیلت والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ پس جو اللہ سے ڈرتا ہے، وہ اللہ کو یاد بھی رکھتا ہے اور اپنی تقصیروں کو جانتا بھی ہے اور مانتا بھی ہے اور جاہ وجہالت کا رسیا اور اس کے بل پر بولنے کا عادی ہو، شر اور پندار اس کا شیوہ ہو، اس سے کنارہ کشی کر اور اسے اپنی بے راہ روی میں گم گشتہ رہنے دے، یہ اپنے بھٹکنے کا انجام اور اس کا وبال دیکھ کر ہی دم لے گا۔ ہم اللہ ہی سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں معافی دے اور عافیت وسلامتی میں رکھے۔

دسواں طبقہ

ائمہ محدثین کے اس طبقہ میں ننانوے حفاظ کا تذکرہ ہے۔ ❶

(۶۵۵) ۱۰/۱: الحافظ، البارع ابو اسحاق ابراہیم بن اورمہ الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ اپنے زمانہ میں بغداد کے "مفید" تھے۔ محمد بن بکار، صالح بن حاتم بن وردان، عاصم بن نضر عمرو بن علی الفلاس اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابن ابی الدنیا، محمد بن یحییٰ بن مندہ، ابو بکر الباغندی اور ایک جماعت نے حدیث بیان کی ہے۔

دار قطنی آپ کو ثقہ، حافظ اور نبیل کہتے ہیں۔ ابن المنادی کا قول ہے: ہم نے ان جیسا محدث نہیں دیکھا۔ بیمار رہتے تھے اور عباس الدوری کے پاس زیادہ آتے جاتے تھے۔ حافظ ابو نعیم کا قول ہے: حفظ و معرفت میں جناب ابراہیم اپنے زمانہ پر سبقت لے گئے تھے۔ عراق میں سکونت اختیار کر لی جہاں لوگ آپ کے "فائدہ" کو لکھتے تھے۔

میں کہتا ہوں: آپ کی حدیث پھیل نہ سکی۔ کیونکہ آپ نے صرف پچپن برس کی عمر پائی تھی۔

ابن المنادی وغیرہ نے آپ کا سنِ وفات ۲۶۶ھ کا اخیر بتلایا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اسی سال ان محدثین نے بھی وفات پائی:

☆ قاضیٔ اصبہان الفقیہ صالح بن احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ

☆ المحدث ابو جعفر محمد بن عبد الملک بن مروان الدقیقی الواسطی رحمۃ اللہ علیہ

☆ العلامہ محمد بن شجاع بن الثلجی البغدادی، صاحب تصانیفِ کثیرہ رحمۃ اللہ علیہ

ہمیں ابن القواس نے اپنی سند کے ساتھ ابراہیم بن اورمہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبید اللہ بن معاذ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں میرے والد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شعبہ نے عبد العزیز بن صہیب سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صومِ وصال رکھنے سے منع فرمایا"۔

---

❶ اس طبقہ میں بظاہر زیادہ کا تذکرہ ہے لیکن چونکہ ان میں سے بعض "حافظ" نہیں اور بعض دور دیار بسنے یا ضعیف ہونے کی وجہ سے باوجود "حافظ" کے مشہور نہ ہو سکے تھے۔ اس لیے ان کا شمار اس قطار میں نہیں۔ گو ان کا تذکرہ موجود ہے۔

❷ الجرح والتعدیل: 88/2، تاریخ بغداد: 42/6-43، طبقات الحفاظ: 277، شذرات الذہب: 151/2، المنتظم: 56/5-57۔

(۶۵۶) ۱۰ / ۲: الحافظ، الامام شیخ الاسلام ابو عبد الرحمٰن بقی بن مخلد القرطبی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے "المسند الکبیر" اور ایک ایسی جلیل القدر تفسیر لکھی جس کے بارے میں ابن حزم جیسے نقاد نے بھی بے ساختہ یہ کہا کہ ایسی تفسیر کبھی لکھی نہیں گئی۔ رمضان ۲۰۱ھ میں پیدا ہوئے۔ یحییٰ بن یحییٰ اللیثی القرطبی، ابو مصعب الزہری، یحییٰ بن بکیر ابراہیم بن منذر الحزامی، زہیر بن عباد، صفوان بن صالح، یحییٰ بن عبد الحمید الحمانی، ابن نمیر، ابن ابی شیبہ اور ان جیسے کبار محدثین سے حدیث سنی۔ مشرق و مغرب گھوم گئے۔ آپ کے شیوخ کی تعداد ۲۸۰ سے زیادہ کی بتلائی جاتی ہے۔ آپ سے آپ کے بیٹے احمد نے اور احمد بن عبد اللہ الاموی، اسلم بن عبد العزیز، محمد بن عمر بن لبابہ، حسن بن سعید، عبد اللہ بن یونس المقبری اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

موصوف قرطبی امام، عَلَم قدوہ اور مجتہد تھے۔ کسی کی تقلید نہ کرتے تھے۔ ثقہ، حجت، صالح، عبادت گزار، تہجد گزار گریہ وزاری کرنے والے اور یکتائے روزگار تھے۔ ابن ابی خیثمہ آپ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں: ہم انہیں "جاروب" کہا کرتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے جملہ بلادِ اسلامیہ کی خاک چھان ماری تھی اور وہ جہاں بھی ہوتے تھے وہاں کا کوئی فرد ہمارے پاس آنے کا محتاج نہ رہتا تھا۔

ابو الولید الفرضی کا قول ہے: قرطبی نے اندلس کو حدیث سے معمور کر دیا تھا۔ ابو عبد الملک القرطبی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: قرطبی دراز قد، گنجان داڑھی، بلند بینی اور گٹھیلے بدن والے تھے۔ طبیعت میں انکساری تھی۔ جنازوں میں اہتمام سے شرکت کرتے، خود موصوف قرطبی کہا کرتے تھے۔ میں اس شخص کو جانتا ہوں جس کے پاس تحصیلِ علم کے زمانہ میں بند گوبھی کے پتوں کے سوا کھانے کو اور کچھ نہ ہوتا تھا۔

امام طبرانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں عراق سے لوٹا تو یحییٰ بن بکیر نے مجھے اپنے پہلو میں بٹھایا اور مجھ سے سات احادیث سنیں۔ لوگوں نے "اہلِ اثر" کے مذہب کے اظہار پر موصوف طبرانی پر بے حد تعصب کیا۔ چنانچہ امیرِ اندلس محمد بن عبد الرحمٰن مروانی نے لوگوں کو آپ سے دفع کیا اور آپ کی کتابیں لکھوائیں اور آپ سے یہ کہا:

"اپنا علم پھیلاؤ اور عام کرو"۔

موصوف طبرانی بیان کرتے ہیں: میں نے اندلس میں مسلمانوں کے لیے (حدیث اور علمِ دین کا) وہ درخت لگایا ہے جسے دجال ہی آکر اکھیڑے تو اکھیڑے۔ ابنِ حزم کا قول ہے: موصوف طبرانی امام احمد کے اور بخاری، مسلم اور نسائی کے مقابلے کے علمِ حدیث کے میدان کے شہسوار تھے۔ طبرانی خود بیان کرتے ہیں: میں تحصیلِ علم کے لیے جس کے پاس بھی سفر کر کے گیا، پاپیادہ گیا۔

---

[1] تاریخ علماء الاندلس: 91/1، 93، طبقات الحنابلة: 120/1، البداية والنهاية: 56/11، 57، طبقات الحفاظ: 277، طبقات المفسرين: 116/1، 117، شذرات الذهب: 169/2، المنتظم: 100/5-101۔

موصوف کی نیکی، عبادت گزاری اور سخاوت زبانِ زد خلائق تھی۔ حتیٰ کہ اپنے کپڑے تک دوسروں کو دے دیتے تھے۔ موصوف مستجاب الدعاء تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ ہر رات تیرہ رکعت میں پورا قرآن پڑھ ڈالتے تھے۔ جبکہ دن روزہ سے رہتے۔ یہ تو میدانِ عبادت کا حال تھا۔ جبکہ جہاد کے ستر معرکوں میں شرکت کر کے دادِ شجاعت بھی لی اور غازیانِ اسلام کی صف میں ممتاز جگہ پائی۔ جمادی الآخرہ ۲۷۶ھ میں علم وعمل کا یہ چراغ مدتوں ٹمٹما ٹمٹما کر بالآخر بجھ گیا۔

اسی سال ان ائمہ محدثین نے بھی اس دنیائے دروں کو داغ مفارقت دے دیا تھا:

☆ العلامہ ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوی رحمۃ اللہ علیہ۔ متعدد کتب کے مصنف

☆ محدثِ مکہ محمد بن اسماعیل بن سالم الصائغ. رحمۃ اللہ علیہ

☆ محدثِ دمشق یزید بن محمد بن عبدالصمد ابومحمد الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ

☆ المسند ابوبکر محمد بن احمد بن ابی العوام بن یزید الریاحی رحمۃ اللہ علیہ

ہمیں محمد بن عطاء اللہ نے ثغر میں اپنی سند کے ساتھ امام قرطبی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ھانی بن متوکل نے معاویہ بن صالح سے، اُنہوں نے ایک آدمی سے، اُنہوں نے ایک آدمی سے، اُنہوں نے مجاہد سے، اُنہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: "اگر میں اللہ کا ذکر کرنا بھول جاتا ہوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے کے ذریعے ہی رب تعالیٰ کا تقرب حاصل کر پاتا ہوں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اِرشاد فرماتے سنا ہے کہ "جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! رب تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:

جس نے آپ پر دس مرتبہ درود بھیجا! اس نے میری ناراضی سے امان کو واجب کرلیا۔

(۶۵۷) ۱۰/ ۳: الامام، القدوہ، شیخ بغداد ابوبکر احمد بن محمد بن الحجاج الفقیہ المروذی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ امام احمد کے اجل اصحاب میں سے تھے۔ آپ کے والد خوارزم کے جبکہ والدہ مرذویہ کی تھیں۔ ایک زمانہ امام احمد کی چوکھٹ کے کھونٹے بنے رہے اور انہیں سے علم اور عمل دونوں کو حاصل کیا۔ محمد بن منہال الضریر، محمد بن عبداللہ بن نمیر، عبیداللہ قواریری، احمد بن حنبل، ہارون بن معروف، سریج بن یونس اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے الفقیہ ابوبکر الخلال، محمد بن مخلد العطار، محمد بن عیسیٰ بن ولید اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ہمیں ابراہیم بن اسماعیل القرشی نے ابوالفجر اسعد بن روح اور عائشہ بنتِ معمر سے کتابۃً بیان کیا، وہ دونوں اپنی سند کے ساتھ احمد بن محمد بن حجاج المروذی سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن ابی بکر البصری، وہ کہتے ہیں: ہمیں سلام نے ثابت سے، وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

[1] تاریخ بغداد: 423/4-425، طبقات الفقہا: ص 170، طبقات الحنابلۃ: 63,56/1، الوافی بالوفیات: 393/7، شذرات الذھب: 166/2، المنتظم: 94/5-95۔

"رب تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی (اور دریافت فرمایا) اے یوسف! جب تیرے بھائیوں نے تجھے مار ڈالنے کا ارادہ کر لیا تھا تو تجھے (ان سے) کس نے بچایا؟ اُنہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! تو نے۔ (پھر) رب تعالیٰ نے فرمایا: جب تو نے اس عورت کا ارادہ کیا تو تجھے (اس سے) کس نے بچایا؟ اُنہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! تو نے۔ (پھر) رب تعالیٰ نے فرمایا: پھر تجھے کیا ہوا کہ تو مجھے بھول گیا اور تو نے مخلوق کو یاد رکھا؟ اُنہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! ایک کلمہ تھا جو میری زبان نے ادا کیا تو تو نے اس کے ذریعے میرے دل کو سکون بخشا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا: میری عزت کی قسم! میں تجھے چند برس تک قید میں ضرور ڈالوں گا۔"

ہمیں عبدالرحمٰن بن محمد نے کتابۃً بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عمر بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ احمد بن اصرم اور ابوبکر المروذی سے بیان کیا، وہ دونوں کہتے ہیں: ہمیں امام احمد کے رفیق محمد بن نوح نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں اسحاق ازرق نے عبیداللہ سے، اُنہوں نے نافع سے، انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ہر اُمت کا کچھ حصہ جنت میں اور کچھ حصہ جہنم میں جائے گا۔ سوائے اس اُمت کے کہ یہ پوری کی پوری جنت میں جائے گی۔"

اسحاق بن داؤد کا قول ہے: میں نہیں جانتا کہ کوئی ابوبکر مروذی سے زیادہ اسلام پر ثابت قدم اور قائم ہو۔ ابوبکر بن صدقہ بیان کرتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ کسی نے مروذی سے زیادہ دین کا دفاع کیا ہو۔ خلّال کا قول ہے: مروذی جہاد پر نکلے تو لوگوں نے سامرا تک ان کی مشایعت کی۔ وہاں مروزی انہیں واپس بھیجنے لگے تو لوگ نہ مانے، اس پر سامرا تک ان کے ساتھ آنے والوں کو گنا تو ان کی تعداد پچاس ہزار نکلی۔

موصوف نے جمادی الاولیٰ ۲۷۵ھ میں وفات پائی۔ اگرچہ دوسرے لوگ فنونِ حدیث میں موصوف پر فائق تھے، لیکن آپ سنت کے امام اور سنت کے سخت پیروکار تھے۔ بڑی عظمت اور جلال کے مالک تھے۔

اسی سال محدثِ بغداد یحییٰ بن ابی طالب جعفر بن زبرقان بھی اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

ابن قتیبہ: اگرچہ ابن قتیبہ علم کا برتن تھے لیکن علم حدیث میں اتنا درک نہ رکھتے تھے اس لیے میں نے ان کا (تفصیلی) ذکر نہیں کیا۔

(۶۵۸) ۱۰/ ۴: الامام، الحافظ ابوعیسیٰ محمد بن سورۃ السلمی الترمذی الضریر رحمۃ اللہ علیہ ❶

"جامع الترمذی" اور "کتاب العلل" جیسی شہرۂ آفاق کتب کے مصنف آپ ہی ہیں۔ ہمیں محمد بن قایماز اور ایک

❶ تہذیب الکمال: 1255/3، تہذیب التہذیب: 387/9، تقریب: 198/2، الکاشف: 86/3، میزان الاعتدال: 678/3، لسان المیزان: 371/7، الانساب: 361/2، المعین: 1178، الوافی بالوفیات: 294/4، طبقات الحفاظ: 278، العبر: 442/1-444، دیوان الاسلام: ت: 587۔

جماعت نے اپنی سند کے ساتھ امام ابوعیسیٰ ترمذی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں زیاد بن ایوب نے، وہ کہتے ہیں: محاربی نے لیث سے، اُنہوں نے عبدالملک سے، اُنہوں نے عکرمہ سے، اُنہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"نہ تو تو اپنے بھائی سے جھگڑا اور نہ اس کا مذاق اُڑا اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کر کہ تو اسے نباہ نہ سکے"۔ [1]

امام ترمذی فرماتے ہیں: (سند میں مذکور) عبدالملک میرے نزدیک ابن بشیر ہے۔

میں کہتا ہوں: بسا اوقات معمولی ہنسی مذاق کی رخصت ہوتی ہے۔

آپ نے قتیبہ بن سعید، ابومصعب، ابراہیم بن عبداللہ ہروی، اسماعیل بن موسیٰ السدی، سوید بن نصر، علی بن حجر، محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب، عبداللہ بن معاویہ الجمحی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ حدیث میں تفقہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں مکحول بن فضل، محمد بن محمود بن عنبر، حماد بن شاکر عبد بن محمد (یہ سب نسفی ہیں) اور ھیثم بن کلیب الشاشی، احمد بن علی بن حسنویہ، ابوالعباس المحبوبی، اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

ابن حبان "الثقات" میں رقم طراز ہیں: موصوف ابوعیسیٰ ترمذی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حدیث کو جمع وتصنیف بھی کیا اور اس کو حفظ بھی کیا۔ ابوسعد ادریسی کا قول ہے: حدیث کے حفظ و یادداشت میں موصوف کی مثال دی جاتی تھی۔ حاکم بیان کرتے ہیں: میں نے عمر بن علک کو یہ کہتے سنا ہے:

"امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا سے رُخصت ہو گئے اور وہ خراسان میں اپنے پیچھے علم، حفظ، اور زھد وورع میں امام ترمذی کا مثل چھوڑ کر نہ گئے۔ خوف الٰہی سے اس قدر روتے تھے کہ بینائی جاتی رہی اور مدتوں نابینار ہے۔

ہمارے شیخ ابن دقیق العید کا قول ہے: ترمذ: (تاء کے) کسرہ کے ساتھ ہے۔ یہی مشہور اور زبانِ زدِ خاص وعام ہے۔ گویا کہ یہ اعراب تواتر کے درجہ تک پہنچا ہوا ہے۔ موتمن ساجی بیان کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن محمد الانصاری کو یہ کہتے سنا ہے کہ ترمذ میں تاء پر ضم ہے۔

ابوعلی منصور بن عبداللہ الخالدی امام ترمذی کا یہ قول نقل کرتے ہیں: میں نے "الجامع" لکھ کر اسے حجاز، عراق اور خراسان کے علماء پر پیش کیا، پس ان سب نے اور میرے گھر والوں نے اس کتاب پر بے حد خوشی کا اظہار کیا گویا کہ یہ کتاب میرے گھر میں ایک بولتا پیغمبر تھی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور صحیح ارشادات کا مجموعہ تھی)۔

ابونصر عبدالرحیم بن عبدالحق الیوسفی کا قول ہے: امام ترمذی کی "الجامع" چار قسم پر ہے۔ ① جس کی صحت قطعی ہے۔ ② جو ابوداؤد اور نسائی کی شرط پر ہے۔ ③ جس کو لا کر امام موصوف نے اس کی علت کو واضح کر دیا ہے۔ ④ جس کی علت کو ظاہر کرنے کے بعد امام موصوف فرماتے ہیں: میں یہ حدیث اس کتاب میں صرف اس لیے لایا ہوں کہ اس پر بعض فقہاء کا

---

[1] جامع الترمذی: کتاب البر، باب رقم: 58۔

عمل ہے۔

کہتے ہیں کہ بعض محدثین نے امام موصوف کا یوں امتحان لیا کہ ان پر آپ کی چالیس غریب احادیث پڑھ دیں، لیکن امام موصوف نے وہ سب احادیث زبانی سنادیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں نے آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ اور کسی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ موصوف امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں: ایک دفعہ میں مکہ کے رستے میں سفر پر تھا۔ پس میں نے (اسی) دوران ایک شیخ کی حدیث کے دوجز میرے ساتھ تھے مگر ان میں سے ایک تو خاص نکلا۔ اب شیخ کی ان خالی پڑاوراق نگاہ پڑگئی تو کہنے لگے : کیا تمہیں مجھ سے شرم نہیں آتی؟ میں نے کہا کہ مجھے یہ احادیث زبانی ازبر ہیں اور میرا ایک جز خالی ہوگیا (یعنی مٹ گیا ہے)

کہنے لگے: اچھا وہ احادیث سناؤ۔ میں نے وہ سب احادیث سنادیں وہ نہ مانے اور کہنے لگے: تم نے میرے آنے سے پہلے یہ احادیث یاد کرلیں تھیں۔ اس پر میں نے کہا: اچھا پھر آپ مجھے ان کے علاوہ چند احادیث سنائیں تو انہوں نے مجھے چالیس احادیث سنائیں جو میں نے من وعن دہرادیں اور ایک حرف میں بھی خطا نہ کی۔

امام موصوف کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ نے بھی آپ سے حدیث سنی۔ موصوف تیرہ رجب ۲۷۹ھ (یا ۲۷۵ھ) میں ترمذ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔

اسی سال ان ائمہ نے بھی وفات پائی:

☆ المسند، المحدث احمد بن خلیل بن ثابت ابوجعفر البرجلانی۔ برجلان یہ بغداد کا ایک محلہ ہے جس کی طرف منسوب ہوکر برجلانی کہلائے۔

☆ المسند ابراہیم بن عبداللہ العبسی الکوفی۔ خاتمۂ اصحاب وکیع۔

☆ محدثِ مکہ ابویحییٰ عبداللہ بن احمد بن ابی مسرہ

☆ المحدث جعفر بن محمد بن شاکر۔ موصوف نے بغداد میں نوے برس کی عُمر پاکر وفات پائی۔

(۶۵۹) ۱۰/۵: حافظِ کبیر، المفسر ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی بن ماجہ الربعی رحمہ اللہ [1]

"سنن ابن ماجہ" جیسی شہرۂ آفاق کتاب کے مصنف آپ ہی ہیں۔ اس کے علاوہ تفسیر اور تاریخ پر بھی کتابیں رقم کیں۔ دیارِ قزوین کے محدث ہونے کے شرف سے سرفراز تھے۔ ۱۹۰ھ میں پیدا ہوئے۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر، جبارہ بن مفلس، ابراہیم بن منذر الحزامی، عبداللہ بن معاویہ، ھشام بن عمار، محمد بن رمح، داؤد بن رشید اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے محمد بن عیسیٰ الابہری، ابوعمر، احمد بن محمد بن حکیم، ابوالحسن القطان، سلیمان بن یزید الفامی، احمد بن روح البغدادی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

---

[1] تہذیب الکمال: 1291/3، تہذیب التہذیب: 530/9، تقریب: 220/2، الکاشف: 110/3، طبقات الحفاظ: 278، معجم طبقات الحفاظ: ص: 171، الوافی بالوفیات: 220/5، معجم المؤلفین: 116-115۔

موصوف ابنِ ماجہ خود فرماتے ہیں: میں نے یہ "السنن" ابوزرعہ پر پیش کی تو انہوں نے اس کا بغور جائزہ لینے کے بعد کہا میرا خیال ہے کہ اگر یہ کتاب لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچ گئی تو یہ (متداول) جوامع یا ان میں سے اکثر معطل ہو کر رہ جائیں گی۔ پھر یہ بھی کہا کہ کاش اس میں ضعیف اسناد والی تیس احادیث نہ ہی ہوتیں تو اچھا تھا۔ ابویعلی الخلیلی کا قول ہے: ابن ماجہ بڑے درجہ کے ثقہ، متفق علیہ اور قابلِ استدلال واحتجاج ہیں۔ بڑے حفظ ومعرفت کے مالک تھے۔ کوفہ، بصرہ، عراق، مکہ، شام اور مصر وغیرہ کے علمی سفر بھی کیے۔

میں کہتا ہوں: سنن ابن ماجہ بڑی عمدہ کتاب ہے۔ کاش! اس میں چند کمزور احادیث نہ ہی ہوتیں۔ البتہ وہ بھی زیادہ نہیں۔ امام موصوف نے ۲۲ رمضان ۲۷۳ھ (یا ۲۸۳ھ) میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ موصوف کی "السنن" میں بتیس کتابیں ہیں۔ ابوالحسن القطان جو صاحبِ ابن ماجہ ہیں، بیان کرتے ہیں: "السنن" میں ۱۵۰۰ ابواب ہیں جن میں کل چار ہزار احادیث ہیں (باب اور کتاب کی اصطلاحات سے اہلِ علم بخوبی واقف ہیں۔ نسیم)

اور ۳۰۰ھ میں محدثِ نصیبین اسحق بن سیار نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

ہمیں عبدالخالق البعلی نے اپنی سند کے ساتھ ابن ماجہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں اسماعیل بن حفص نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوبکر عیاش نے اعمش سے، انہوں نے ابوسفیان سے، انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جب مردے کو قبر میں اُتار دیا جائے تو اسے آفتاب کو غروب ہوتا دکھلایا جاتا ہے پس وہ اُٹھ بیٹھ کر اپنی آنکھیں ملنے لگتا ہے اور کہتا ہے: ذرا مجھے نماز تو پڑھنے دو"۔

اس حدیث کو ضیاء مقدسی نے "المختارہ" میں ابنِ قدامہ سے روایت کیا ہے۔

(۶۶۰) ۱۰/۶: الحافظ، الحجہ ابوالفضل احمد بن سلمہ النیشاپوری، البزاز، المعدل رحمۃ اللہ علیہ:[1]

بلخ اور بصرہ کے علمی اسفار میں موصوف امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے۔ قتیبہ بن سعید، ابنِ راھویہ، عبداللہ بن معاویہ، ابوکریب عثمان بن ابی شیبہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں ابوزرعہ، ابن وارہ (یہ دونوں آپ کے شیخ بھی ہیں) ابوحامد بن الشرقی، ابوالفضل محمد بن ابراہیم اور ائمہ محدثین کا ایک طبقہ شامل ہے۔

موصوف نے صحیح مسلم کے طرز پر ایک "المستخرج" بھی لکھی۔ ہمارے شیخ ابوالقاسم نصرآبادی کا قول ہے کہ میں نے ابوعلی الثقفی کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے مجھے وصیت کی کہ احمد بن سلمہ کی "صحیح" کو لازم پکڑنا۔ علی بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں: میں نے احمد بن سلمہ کو یہ کہتے سنا ہے: میرے والد نے اسحاق کو اس بات کا مشورہ کرنے کے لیے کھانے پر بلایا کہ میں قتیبہ کے پاس تحصیلِ علم کے لیے جاؤں یا نہ جاؤں۔ چنانچہ اُنہوں نے کہا کہ میرا یہ بیٹا قتیبہ کے پاس جانے کے لیے بہت اصرار کر رہا ہے۔ بھلا

---

[1] الجرح والتعدیل: 54/2، تاریخ بغداد: 186/4، 187، طبقات الحفاظ: 279، شذرات الذهب: 192/2۔

آپ کی رائے کیا ہے؟ پھر یہ بھی بتلایا کہ مجھے اپنے اس بیٹے سے بے حد پیار ہے۔ چنانچہ موصوف اسحاق نے ایک نظر میری طرف دیکھا پھر کہنے لگے: یہ میری مجلس میں میرے بہت قریب بیٹھتا ہے۔ اس نے مجھ سے بہت ساری احادیث سن لی ہیں جبکہ ابورجاء کے پاس وہ احادیث ہیں جو ہمارے پاس نہیں۔ میری رائے ہے کہ آپ اسے جانے دیں۔ اللہ جانے اسے کسی دن بہت فائدہ ہو۔

موصوف ابن سلمہ نے جمادی الآخری ۲۸۶ھ میں جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

اسی سال ان اکابر نے بھی وفات پائی:

- ☆ شیخ الصوفیہ ابوسعید خراز رحمہ اللہ
- ☆ راویٔ سیرت ابوسعید عبدالرحیم بن عبداللہ بن عبدالرحیم بن البرقی رحمہ اللہ
- ☆ (اپنے زمانہ کے بے مثل شاعر) ابوعبادہ ولید بن عبید الطائی البحتری رحمہ اللہ
- ☆ المسند احمد بن علی البغدادی الخزار رحمہ اللہ
- ☆ احمد بن المعلی الدمشقی القاضی رحمہ اللہ
- ☆ اصحاب عبدالرزاق رحمہ اللہ یمن میں
- ☆ ابراہیم بن سوید السامی رحمہ اللہ
- ☆ ابراہیم بن برہ الصنعانی رحمہ اللہ
- ☆ حسن بن عبدالاعلی الیوسی رحمہ اللہ
- ☆ محمد بن وضاح القرطبی رحمہ اللہ۔ ان کے علاوہ بھی متعدد ائمہ محدثین اور اکابر علماء نے اسی سال وفات پائی۔

(۶۶۱) ۱۰/ ۷: الامام، الحافظ، شیخِ خراسان ابواسحاق ابراہیم بن ابی طالب محمد بن نوح بن عبداللہ النیشاپوری رحمہ اللہ [1]

موصوف نے اسماعیل بن راھویہ، محمد بن ابان البلخی، محمد بن مہران، داؤد بن رشید، ابومصعب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابنِ خزیمہ ابوالولید، حسان بن محمد اور نیشاپور کے بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

موصوف بڑی شان کے مالک تھے۔ حاکم کا قول ہے: حدیث اور رجال کی معرفت اور جمعِ شیوخ میں موصوف اپنے زمانہ میں نیشاپور کے امام تھے۔ امام احمد کے پاس تشریف لے گئے۔ ان سے متعدد احادیث کا مذاکرہ کیا اور ان سے متعدد تعلیقات اخذ کیں۔

عبداللہ بن سعد بیان کرتے ہیں: نہ میں نے ابراہیم بن ابی طالب کا مثل دیکھا ہے اور نہ ہی خود انہوں نے اپنا مثل دیکھا۔

[1] المنتظم: 6/76-77، العبر: 2/100، الوافی بالوفیات: 6/128، طبقات الحفاظ: 280-297، شذرات الذهب: 2/218۔

حافظ ابوعلی النیشا پوری نے لڑکپن میں انہیں دیکھا تو کہنے لگے: میں نے ایسا شیخ دیکھا ہے کہ میری آنکھوں نے ان کا مثل نہیں دیکھا۔ حاکم بیان کرتے ہیں: میں نے حافظ محمد بن یعقوب کو یہ کہتے سنا ہے: "ہمارے اس شہر نے ان تین محدثین کو جنم دیا ہے: ① محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ، ② مسلم رحمۃ اللہ علیہ، ③ ابراہیم بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ۔ میں نے الفقیہ احمد بن اسحاق کو یہ کہتے سنا ہے: میں نے حضرات محدثین ابراہیم بن ابی طالب سے زیادہ بارعب کسی کو نہیں دیکھا۔ ہم ان کی مجلس میں یوں بیٹھا کرتے تھے جیسے ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ ایک مرتبہ ابوزکریا عنبری کو چھینک آئی تو انہوں نے مارے خوف کے اپنی چھینک دبالی۔ تو میں نے انہیں چپکے سے کہا: ڈرو نہیں۔ تم اللہ تعالیٰ کے سامنے نہیں بیٹھے اور میں نے ابوعبداللہ بن یعقوب کو ابن الشرقی سے روایت کرتے سنا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں: خراسان نے پانچ محدثین کو جنم دیا ہے: ① دارمی، ② بخاری، ③ محمد بن یحییٰ، ④ مسلم، ⑤ ابراہیم بن ابی طالب۔ حاکم کا قول ہے: موصوف ابراہیم کو اپنی ایک دکان کا سترہ درھم کرایہ آیا کرتا تھا۔ بس اس پر ان گزر تھی۔ موصوف نے کتاب العلل اور دوسری متعدد کتب کی املا بھی کروائی۔ رجب ۲۹۵ھ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔

ہمیں المؤید بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ ابراہیم بن ابی طالب سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوکریب نے، وہ کہتے ہیں: ابوخالد نے شعبہ سے، اُنہوں نے عاصم سے، اُنہوں نے زر سے، اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنابِ علی رضی اللہ عنہ سے) اِرشاد فرمایا:

"اے علی! اللہ سے ہدایت اور (درستی) راستی مانگو"۔ ہدایت سے مراد سیدھا رستہ اور درستی سے مراد تیر کا سیدھا کرنا ہے۔

اِسی سال ان محدثین کا بھی انتقال ہو گیا:

☆ شیخ الصوفیہ ابوالحسن احمد بن محمد النوری رحمۃ اللہ علیہ

☆ مسندِ بغداد ابوشعیب عبداللہ بن حسن بن احمد بن ابی شعیب الحرانی رحمۃ اللہ علیہ

☆ فقیہ عراق ابوجعفر محمد بن احمد بن نصر الترمذی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ حضرات نوے کی دہائی میں داعئ اجل کو لبیک کہہ گئے۔

(۶۶۲) ۱۰/۸: الحافظ، الامام ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم، محدثِ بغداد، الابار رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف نے مسدد، علی بن جعد، شیبان بن فروخ، امیہ بن بسطام، رحیم اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث بیان کی اور آپ سے دعلج، ابوبکر النجاد، ابوسہل بن زیاد، القطیعی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔ خطیب کا قول ہے: موصوف ابار ثقہ، حافظ، متقن اور عمدہ مذہب والے تھے۔ جعفر الخلدی بیان کرتے ہیں: ابار سب سے بڑے زاہد تھے۔ انہوں نے والدہ سے قتیبہ کے پاس جانے کی اجازت مانگی جو اُنہوں نے نہ دی۔ چنانچہ والدہ کی زندگی تک رکے رہے۔ والدہ کی وفات کے بعد جب سفر کر کے بلخ پہنچے تو قتیبہ راہی ملکِ عدم ہو چکے تھے۔ لوگ آپ کی اس بات پر تعزیت کیا کرتے تھے۔

[1] تاریخ بغداد: 306/4-307، طبقات الحنابلہ: 52/1، اللباب: 23/1، طبقات الحفاظ: 280۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ایک تاریخ اور متعدد کتب لکھیں اور پندرہ شعبان ۲۹۰ھ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔
اِسی سال ان اکابر محدثین نے بھی وفات پائی:

☆ صاحب ابو عاصم حسن بن سہل المجوز رحمۃ اللہ علیہ

☆ محمد بن زکریا الغلانی، الاخباری رحمۃ اللہ علیہ

☆ محمد بن عباس المؤدب رحمۃ اللہ علیہ

☆ محمد بن یحییٰ بن منذر القزاز رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ سب کے سب طبرانی کے شیوخ تھے۔ اللہ ان سب پر رحم فرمائے۔

(پہلی سند) ہمیں ابن ابی عمر اور الفخر علی نے اپنی سند کے ساتھ احمد بن علی الابار سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں علی بن عثمان الاحقی نے وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوعوانہ نے بیان کیا۔

(دوسری سند) اور اسی سابقہ سند کے ساتھ احمد بن علی الابار بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں ھدبہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ھمام نے بیان کیا۔ آگے ھمام اور ابوعوانہ دونوں قتادہ سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد ہے:

"ایک دفعہ میں بیت اللہ کے پاس نیند اور بیداری کے بیچ بیچ میں تھا کہ میں نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے سنا: "تین میں سے ایک، دو آدمیوں کے درمیان۔ پھر مجھے لے جایا گیا اور میرا سینہ کھولا گیا اور (پھر) میرے پاس سونے کے ایک طشت میں ماءِ زمزم لایا گیا۔ پھر میرا سینہ نکالا گیا اور دھویا گیا، پھر اسے واپس اپنی جگہ رکھ دیا گیا اور اسے حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا۔ پھر میرے پاس ایک سفید جانور لایا گیا۔ جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا، پھر مجھے اس پر سوار کر دیا گیا۔ پھر ہم چلے یہاں تک کہ آسمانِ دنیا تک پہنچے"۔ آگے طویل حدیث ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں چار مواقع پر ھدبہ سے ذکر کیا ہے۔ اس لیے ہم نے اس کی موافقت کی ہے۔

(۶۶۳) ۱۰/۹: حافظِ کبیر الامام ابوبکر احمد بن عمرو بن النبیل ابی عاصم الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ ابن ابی عاصم کے نام سے مشہور ہیں۔ بڑے عابد و زاہد اور اصبہان کے قاضی تھے۔ آپ نے اپنے نانا ابوسلمہ التبوذکی سے اور ابوالولید، ھدبہ بن خالد، ھشام بن عمار، ازرق بن علی اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی، تحصیلِ علم کے لیے متعدد اسفار کیے۔ اور نہایت مفید کتابیں لکھیں۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں احمد بن بندار الشعار، احمد بن معبد السمسار، ابومحمد بن حیان الحافظ، ابواحمد العسال، محمد بن احمد الکسائی، عبدالرحمن بن محمد بن سیاہ اور بے شمار اصبہانیوں کے نام شمار کیے جاتے ہیں۔

ابن ابی حاتم کا قول ہے: آپ صدوق ہیں۔ سولہ برس تک اصبہان کی مسندِ قضا پر رونق افروز رہے۔ پھر علی بن متویہ کے

[1] اصل کتاب میں موصوف کے ترجمہ کے ماخذ مذکور نہیں۔ نسیم

ساتھ کسی ناراضی کے ہوجانے پر معزول کردیے گئے۔ کہتے ہیں کہ زنگیوں کے فتنہ کے دوران بصرہ میں آپ کی کتابیں ضائع ہوگئی تھیں۔ پر آپ نے محض اپنی یادداشت سے پچاس ہزار احادیث پھر لکھ ڈالیں۔

ابن الاعرابی "طبقات النساك" میں لکھتے ہیں: رہے ابنِ ابی عاصم تو میں نے ان کے بارے میں سنا ہے کہ انہیں شفیق بلخی کے ایک ہزار مسائل یاد تھے۔ آپ کا شمار حدیث وفقہ کے حفاظ میں ہوتا ہے۔ موصوف "ظاہر کا قول" کرنے کا مذہب رکھتے تھے۔ اور قیاس کو ترک کردیا تھا۔

ابونعیم الحافظ کا قول ہے: موصوف "ظاہری" مذہب رکھتے تھے۔ صالح بن احمد کے بعد قاضی بنائے گئے۔ ربیع الآخر ۲۸۷ھ میں وفات پائی۔ ہمارے پاس موصوف کی جملہ کتب موجود ہیں۔ ابوموسیٰ المدینی نے موصوف کا ایک مستقل طول طویل ترجمہ بھی رقم کیا ہے۔

اسی سال عبیط بن شریط کا بھی انتقال ہوگیا۔ اسی کے نام پر احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن عبیط بن شریط الشجعی کوفی نے مصر میں ایک نسخہ گھڑا تھا اور وہ ۱۲۰ھ میں پیدا ہونے کا مدعی بھی تھا، وہ کذاب تھا۔

میں نے اسحاق بن ابی بکر پر قرأت کی کہ تمہیں یوسف بن خلیل نے اپنی سند کے ساتھ ابن ابی عاصم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ھدبہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوھلال نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں سوادہ بن حنظلہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"تمہیں بلال کی اذان سحری کا کھانا کھانے سے نہ روکے اور نہ مستطیل (عمودی نمودار ہونے والی) صبح ہی (روکے) البتہ افق پر پھیلی صبح (کے طلوع ہوجانے پر سحری کھانا روک دو)۔" [1]

(۶۶۴) ۱۰/۱۰: الحافظ، العلامہ، الثبت ابوعلی صالح بن محمد بن عمرو بن حبیب الاسدی، البغدادی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ صالح جزرہ کے نام سے مشہور تھے۔ ماوراء النھر کے شیخ کہلائے۔ بخاریٰ میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ جب کہ بنواسد کے موالی میں سے تھے۔ ۲۰۵ھ بغداد میں پیدا ہوئے۔ سعید بن سلیمان سدویہ، خالد بن خداش، علی بن جعد، ابونصر التمار، یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل، یحییٰ الحمانی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حجاز، شام، مصر، خراسان اور ماوراء النھر میں حدیث سنی اور آپ سے امام مسلم بن حجاج نے اپنی صحیح کے علاوہ میں حدیث روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ ابونضر، محمد بن محمد الفقیہ، خلف بن محمد الخیام، ابواحمد علی بن محمد الحبیبی، بکر بن محمد الدخمیسنی، احمد بن سہل، محمد بن محمد بن صابر اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ نے ۲۶۶ھ میں بخاریٰ میں سکونت اختیار کرلی۔ بخارا کے والی نے آپ کا بے حد اکرام واعزاز کیا۔ دارقطنی آپ کو ثقہ

---

[1] صحیح مسلم: کتاب الصیام، حدیث رقم: 43۔ جامع الترمذی: کتاب الصوم، باب رقم: 15۔

[2] تاریخ بغداد: 9-322-328، المنتظم: 62/6، دول الاسلام: 198/1، البدایة والنهایة: 102/11، طبقات الحفاظ: 282/281، شذرات الذهب: 216/2، تهذیب ابن عساکر: 381/6-382۔

حافظ اور عارف کہتے ہیں۔

ابوسعد الادریسی کا قول ہے: میں نے صالح جزرہ کے زمانہ میں خراسان اور عراق مین ان جیسا حافظِ حدیث نہیں دیکھا۔ ماوراء النھر میں گئے تو ایک مدت تک محض اپنے حافظہ سے حدیث بیان کرتے رہے۔ میں نہیں جانتا کہ کسی نے ان کی احادیث پر کوئی گرفت کی ہو۔ میں نے ابنِ ابی حاتم کو دیکھا ہے وہ ان کی شان بیان کرنے میں بڑا مبالغہ کرتے تھے۔ خطیب بیان کرتے ہیں: موصوف نے ایک زمانہ تک محض حافظہ سے احادیث بیان کیں اور کبھی کوئی کتاب ساتھ لے کر نہ بیٹھے۔ موصوف ثبت، صدوق اور بڑے خوش طبع مشہور تھے۔

سہل بن شاذویہ کا قول ہے: میں نے امیر خالد بن احمد کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے صالح جزرہ سے پوچھا کہ آپ کا یہ لقب جزرہ کیونکر پڑا؟ تو انہوں نے اس کا قصہ یہ سنایا کہ ایک مرتبہ عمر بن زرارہ ہمارے پاس تشریف لائے اور انہوں نے عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث سنائی کہ ان کے پاس مریض پر دم کرنے کے لیے (خرزہ) پروئے ہوئے کچھ مہرے تھے۔ اس حدیث کے بیان کے وقت میں موجود نہ تھا۔ بعد میں مَیں نے یہ لفظ بجائے خرزہ کے جزرہ لکھ دیا۔ بس وہیں سے میں اس لفظ کے ساتھ مشہور ہو گیا۔

میں نے اپنی تاریخ میں موصوف کا مفصل ترجمہ اور کچھ نادر باتیں بھی لکھیں ہیں۔ موصوف جزرہ نے ذی الحجہ ۲۹۳ھ میں وفات پائی۔

اسی سال ان ائمہ کا بھی انتقال ہو گیا:

☆ مسند اصبہان محمد بن اسد المدینی رحمۃ اللہ علیہ۔ موصوف طیالسی سے روایت کرنے والوں میں سب سے آخری شخص تھے۔

☆ المسند محمد بن عبدوس بن کامل السراج رحمۃ اللہ علیہ

☆ مسندِ نیشاپور داود بن حسین البیہقی رحمۃ اللہ علیہ

(۶۶۵) ۱۰/۱۱: الحافظ، المسند ابوعبداللہ محمد بن ایوب بن یحییٰ بن الضریس البجلی، الرازی رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف ابن فریس کے نام مشہور ہوئے۔ "فضائل القرآن" نامی ایک کتاب بھی لکھی۔ ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ قعنبی، مسلم بن ابراہیم، ابوالولید الطیالسی، محمد بن کثیر العبدی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے احمد بن اسحاق بن نیخاب۔ اسماعیل بن نجید، عبداللہ بن محمد بن عبدالوھاب الرازی اور دوسرے لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

خود جناب محمد بن ایوب کا قول ہے: میں نے اپنے بصرہ کے آخری دورے میں صرف کاتبوں کو جو اجرت دی وہ دس ہزار دراہم تھی۔ ابن ابی حاتم اور الخلیلی نے انہیں ثقہ اور محدث ابنِ محدث کہا ہے۔ موصوف کے دادا یحییٰ ثوری کے اصحاب میں سے

---

[1] الجرح والتعدیل: 197/7، العبر: 98/2، الوافی بالوفیات: 234/2، طبقات الحفاظ: 283، شذرات الذھب: 216/2۔

تھے۔ میں کہتا ہوں: میں نے روح الھروی سے اجازۃً موصوف کی عالی احادیث کا سماع کیا ہے۔ عاشوراء کے دن ۲۹۴ھ میں حدیث کا یہ آفتاب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے میری قرأت کے ساتھ زینب بنت ابوالقاسم اور عبدالعزیز بن محمد سے ۶۹۳ھ میں بیان کیا وہ دونوں اپنی سند کے ساتھ محمد بن ایوب سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: مسلم بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ھشام نے قتادہ سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا"۔

اس حدیث کو داؤد نے مسلم سے روایت کیا ہے۔ ہم نے اس کی عالی اسناد میں اس کی موافقت کی ہے اور امام مسلم نے یہ حدیث اپنی صحیح میں "عن ابن ابی شیبة، عن وکیع، عن ھشام" کے طریق سے روایت کی ہے۔ ابن نجید کے جز میں ہمیں موصوف کی عالی احادیث ملی ہیں۔

(۶۶۶) ۱۰/ ۱۲: الحافظ، القدوہ المستملی ابوعمرو احمد بن مبارک النیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف بڑے عابد و زاہد اور مستجاب الدعاء تھے۔ آپ نے قتیبہ، یزید بن صالح، احمد بن حنبلی، سہل بن عثمان العسکری، عبداللہ القواریری اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابوحامد بن الشرقی، زنجویہ بن محمد، محمد بن صالح اور اہلِ نیشاپور نے حدیث روایت کی ہے۔

موصوف کا شمار علمائے حدیث میں ہوتا ہے۔ عمر کے اٹھائیسویں برس سے لے کر مرتے دم تک حدیث لکھواتے رہے۔ ابوبکر الصبغی کا قول ہے: ابوعمرو مستملی دن کے روزہ دار اور رات کے شب زندہ دار تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف سے حدیث بیان کرنے والوں میں ابوعبداللہ بن اخرم اور محمد بن داؤد الزاھد بھی شامل ہیں۔ "المزکیات" میں موصوف کی۔ ایک حدیث ہمارے پاس موجود ہے۔ آپ جمادی الآخریٰ ۲۸۴ھ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

اسی سال ان آئمہ محدثین نے بھی وفات پائی:

☆ راویٔ موطا، الفقیہ اسحاق بن حسن الحربی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ نے قعنبی سے مؤطا کو روایت کیا ہے۔

☆ ابوخالد عبدالعزیز بن معاویہ القرشی رحمۃ اللہ علیہ

☆ ھشام بن علی السیرافی رحمۃ اللہ علیہ

[1] المنتظم: 173/5، العبر: 73/2، الوافی بالوفیات: 302/7، البدایة والنھایة: 11/77-78، طبقات الحفاظ: 2083، شذرات الذھب: 186/2۔

☆ یزید بن الھیثم الناز رحمۃ اللہ علیہ

☆ محمود بن الفرج الاصبہانی الزاھد رحمۃ اللہ علیہ

(۶۶۷) ۱۰ / ۱۳: الامام، الحافظ، الفقیہ ابو عبداللہ محمد بن جابر بن حماد المروزی رحمۃ اللہ علیہ [1]

امام حاکم موصوف کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: اپنے زمانہ کے امام تھے، ادھیڑ عمر میں قدم رکھا ہی تھا کہ وقتِ اجل نے آلیا۔

میں کہتا ہوں: وفات کے وقت موصوف بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھ چکے تھے۔

آپ نے ھدبہ بن خالد، شیبان بن فروخ، ابو مصعب، علی بن المدینی، احمد بن حنبل، اسحاق، حبان بن موسیٰ، علی بن حجر اور احمد بن صالح وغیرہ حضرات سے حدیث سنی ہے۔ تحصیلِ حدیث کے لیے مصر، شام، حجاز اور عراق کے سفر کئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں موصوف سے حدیث روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ ابنِ خزیمہ، ابو حامد بن الشرقی، ابو العباس الدغولی، اور ابو العباس المحبوبی نے بھی آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

آپ ۲۳ شوال ۲۹۹ھ میں بمقام ''مرو'' اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

(۶۶۸) ۱۰ / ۱۴: الامام، الحافظ، الزاھد، المؤذن ابو عبداللہ محمد بن علی بن حسن بن بشر الحکم الترمذی رحمۃ اللہ علیہ [2]

موصوف متعدد مفید کتب کے مصنف بھی ہیں۔ اپنے والد سے اور قتیبہ بن سعید، حسن بن عمر بن شقیق، صالح بن عبداللہ الترمذی، یحییٰ بن موسیٰ، عتبہ بن عبداللہ المروزی، عباد بن یعقوب الرواجنی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی۔ موصوف نے علمِ حدیث پر ازحد توجہ دی اور اس غرض کے لیے متعدد بلادِ اسلامیہ کے اسفار بھی کیے۔ اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں یحییٰ بن منصور القاضی، حسن بن علی اور نیشاپور کے متعدد علماء شمار کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ موصوف ۲۵۸ھ میں نیشاپور گئے تھے۔

السلمی کا قول ہے: اہلِ ترمذ نے آپ کو ''کتاب ختم الولایۃ'' اور ''کتاب علل الشریعۃ'' کے لکھنے پر دیس سے نکالا دیا تھا۔ لوگوں کا دعویٰ تھا کہ محمد بن علی اس بات کے قائل ہیں کہ (خاتم الانبیاء کی طرح) ایک خاتم الاولیاء (بھی) ہوتا ہے۔ اور یہ کہ موصوف ولایت کو نبوت سے افضل گمان کرتے تھے اور موصوف اپنے اس اعتقاد کی یہ دلیل پیش کیا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر شہیدوں کے بارے میں یہ فرمایا تھا کہ ''ان پر انبیاء بھی رشک کریں گے''۔ چنانچہ محمد بن علی یہ کہتے تھے کہ

---

[1] تاریخ ابن عساکر: خ، 15/178-179۔ طبقات الحفاظ: 287، شذرات الذھب: 2/175۔

[2] طبقات الصوفیہ: 217-220، حلیۃ الاولیاء: 10/233-235، طبقات السبکی: 2/245-246، لسان المیزان: 5/308-310، طبقات الحفاظ: 282۔

اگر شہداء انبیاء سے افضل نہ ہوتے تو وہ ہرگز ان پر رشک نہ کرتے"۔ [1] غرض ملک بدر ہو جانے پر جب آپ بلخ پہنچے تو ان لوگوں نے مذہبی ہم آہنگی کی بناء پر ان کا پرجوش استقبال کیا اور بڑی آؤ بھگت کی۔

میں کہتا ہوں کہ موصوف نے تقریباً اسی برس کی عمر پائی تھی۔

(۶۶۹) ۱۰/ ۱۵: الحافظ، الامام ابوالفضل احمد بن نضر بن عبدالوھاب النیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ ائمہ کے زمرہ میں داخل ہیں۔ شیبان، ابومصعب، سہل بن عثمان، اسحاق بن راھویہ، ھدیہ بن خالد اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔

حاکم کا قول ہے: موصوف بصریوں میں سے عمدہ محدث تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نیشاپور تشریف لاتے تو انہی کے گھر ٹھہرتے تھے۔ البتہ چند دن موصوف کے بھائی محمد بن نضر کے ہاں بھی گزارتے تھے۔ حاکم کہتے ہیں: حضرات شیخین نے صحیحین میں ان دونوں بھائیوں سے حدیث روایت کی ہے۔ دونوں کی اسناد اور سماع یکجا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے موصوف احمد بن نضر سے بڑے ہونے کے باوجود ان سے حدیث روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ ابوحامد بن الشرقی، محمد بن یعقوب بن الاخرم، احمد بن اسحاق الصیدلانی، محمد بن صالح بن ھانی، ابوالفضل محمد بن ابراہیم اور دیگر بے شمار لوگوں نے بھی آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

ایک حدیث کو روایت کرتے ہوئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ الفاظ ذکر فرماتے ہیں: "مجھے احمد نے تحقیق سے بیان کیا:" یہاں احمد سے مراد احمد بن نضر ہیں نا کہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ایک دوسرے مقام پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں: "ہمیں محمد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبیداللہ بن معاذ نے بیان کیا" امام حاکم فرماتے ہیں: مذکورہ محمد (احمد بن نضر کے بھائی) محمد بن نضر ہیں۔

موصوف نے ۲۹۰ھ کی حدود میں وفات پائی۔

ہمیں ابنِ تاج الامناء نے اپنی سند کے ساتھ احمد بن نضر سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبیداللہ بن معاذ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں میرے والد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شعبہ نے عبدالحمید صاحب الزیادی سے بیان کیا کہ اُنہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

"ایک مرتبہ ابوجہل نے (ضد اور عناد کی بنا پر) یہ کہا:

"اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔

---

[1] کاش علامہ ذہبی اس مقام پر یہ مسئلہ قدرے کھول کر بیان کر دیتے اور یہ بات الم نشرح کر دیتے کہ نبوت بہرحال علی الاطلاق افضل ہے اور ایسی روایات، محکمات، اصول اور مسلمہ عقائدِ شرعیہ کے صریح متعارض ہونے کی وجہ سے مردود یا مؤوّل ہیں۔ لیکن قدر اللہ ماشاء۔ نسیم

[2] موصوف کے ترجمہ کے ماخذ، اصل کتاب میں مرکوز نہیں ہیں۔

"اے اللہ! اگر یہ (قرآن) تیری طرف سے برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور تکلیف دینے والا عذاب بھیج"

(اس پر رب تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی)

"وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ"

"اور اللہ ایسا نہیں کہ انہیں عذاب دے اور آپ ان میں موجود ہوں" (الانفال: ۳۳)

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن نضر اور مسلم کے واسطے سے عبید اللہ سے عالی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(٦٧٠) ١٠/١٦: الحافظ کبیر ابو عبد اللہ محمد بن وضاح بن بزیع بن معاویہ الاموی القرطبی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ کے دادا جناب بزیع حاکمِ اندلس عبد الرحمن کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ امویوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ ۱۹۹ھ یا ۲۰۰ھ میں قرطبہ میں پیدا ہوئے۔ یحییٰ اللیثی، اسماعیل بن ابی اویس، زہیر بن عباد، اصبغ بن الفرج، حرملہ، اسحاق بن ابی اسرائیل، یعقوب بن کاسب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ موصوف نے اس سے قبل سفر کر کے آدم بن ابی ایاس وغیرہ سے ملاقات کی تھی۔ لیکن اس سفر میں ان سے حدیث سننے کا موقع نہ ملا۔ پھر حجاز، شام، عراق اور مصر کے سفر کیے۔ اندلس پہنچ کر وہیں کے ہو رہے اور اندلس "دار الحدیث" بن گیا۔

ابن الفرضی کا قول ہے: موصوف ابو عبد اللہ قرطبی حدیث کے عالم، اس کے طرق کے ماہر، اس کی علل کے متکلم اور بہت زیادہ حدیث روایت کرنے والے تھے۔ موصوف بڑے عابد و زاہد، صابر و شاکر، عفیف و پاک دامن اور علم کی اشاعت کے بے حد حریص تھے۔ رب تعالیٰ نے اہل اندلس کو ان کی ذات سے بے حد نفع پہنچایا۔ احمد بن حباب جن جن سے بھی ملے تھے ان میں سے کسی کو بھی موصوف پر ترجیح نہ دیتے تھے۔ جناب ابن حباب موصوف کی بے حد تعظیم و تکریم کرتے تھے اور ان کی عقل، فضیلت اور تقویٰ و ورع کی صفت کرتے کرتے کھلتے نہ تھے۔ البتہ موصوف کے بے شمار احادیث کو رد کر دینے پر ان پر نکیر بھی کرتے تھے۔

ابن الفرضی بیان کرتے ہیں: موصوف ابن وضاح قرطبی کثرت کے یہ الفاظ کہا کرتے تھے: "یہ کلامِ نبوی نہیں" حالانکہ وہ کلامِ نبوی ثابت ہوتا تھا۔ اس باب میں موصوف سے بے پناہ خطا سرزد ہوئی ہے اور وہ کثرت کے ساتھ غلطی اور تصحیف کا شکار بھی ہوئے۔ اس پر مستزاد یہ کہ موصوف کو عربیت اور فقہ کی بھی معرفت حاصل نہ تھی۔

میں کہتا ہوں: ابنِ وضاح سے احمد بن خالد بن حباب، قاسم بن اصبغ، محمد بن عبد الملک بن ایمن، ابو عمر احمد بن عبادہ، محمد بن مسور الفقیہ اور دیگر بے شمار اندلسیوں نے حدیث روایت کی ہے۔

---

[1] تاریخ علماء الاندلس: 1512، بغیۃ الملتمس: 133-134، میزان الاعتدال: 59/4، الوافی بالوفیات: 174/5، طبقات القراء لابن الجزری: 275/2، لسان المیزان: 416/5-417، طبقات الحفاظ: 283، شذرات الذہب: 194/2۔

ابن حزم بیان کرتے ہیں: ابنِ وضاح چار دن مسلسل روزے رکھا کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے محرم ۲۸۹ھ میں وفات پائی۔

ہمیں ابومحمد بن ہارون بن المغرب نے ابوالقاسم بن بقی سے لکھ بھیجا، اُنہوں نے شریح بن محمد سے، اُنہوں نے علی بن احمد الحافظ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں احمد بن محمد بن حسور نے اپنی سند کے ساتھ ابنِ وضاح سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں یزید بن ہارون نے، وہ کہتے ہیں: حمید نے بکر بن عبداللہ سے، انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا ہی احرام باندھا تھا۔ اور ہم نے آپ کے ساتھ احرام باندھا۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ پہنچے تو ارشاد فرمایا: جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ اپنا احرام کھول دے۔" اس پر لوگوں نے اپنا احرام کھول دیا۔ سوائے ان کے جن کے ساتھ قربانی کے جانور تھے۔ اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کے جانور تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا احرام نہ کھولا"۔

(۶۷۱) ۱۰ / ۱۷: الامام، الحافظ، ابومحمد قاسم بن محمد بن قاسم بن محمد بن سیار البیانی، الاندلسی، القرطبی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے آزاد کردہ غلام، اندلس کے فقہاء و محدثین کے شیخ تھے اور ابنِ وضاح اور بقی کے درجہ کے شیخ تھے۔ آپ نے ابراہیم بن منذر الحزامی، ابراہیم بن محمد الشافعی، ابوالطاہر بن السرح، حارث بن مسکین اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی ہے۔ ابن عبدالحکم کی صحبت کو لازم پکڑا۔ یہاں تک کہ فقہ میں کامل دستگاہ حاصل کر لی اور امام و مجتہد کے درجہ تک جا پہنچے۔ چنانچہ آپ کسی کی تقلید نہ کیا کرتے تھے۔ موصوف نے مقلدین کے رد میں کتاب "الاحفاح" بھی لکھی۔

آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں احمد بن حباب، محمد بن عمر بن لبابہ، خود آپ کے فرزند محمد اور محمد بن عبدالملک بن ایمن اور سعید بن عثمان الاعیانی وغیرہ کے نام شمار کیے جاتے تھے۔

ابن الفرضی کا قول ہے: موصوف نے ابن عبدالحکم اور مزنی کو لازم پکڑ لیا اور فقہ میں کمال مہارت و تحقیق حاصل کی۔ آپ نظر و دلیل کا مذہب رکھتے تھے۔ البتہ شافعی مذہب کی طرف قدرے میلان ضرور تھا۔ نظر و تحقیق، غور و تعمق اور حجت و برھان میں اندلس میں کوئی ان کے مثل نہ تھا۔

احمد بن خالد بیان کرتے ہیں: میں نے فقہ میں قاسم کا مثل نہیں دیکھا۔ محمد بن عبداللہ بن قاسم الزاھد کا قول ہے: میں نے بقی بن مخلد کو یہ بیان کرتے سنا ہے: قاسم بن محمد، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم سے بڑے فقیہ تھے۔ اسلم بن عبدالعزیز کا قول ہے: میں نے ابن عبدالحکم کو یہ بیان کرتے سنا ہے: اندلسیوں میں قاسم بن محمد سے بڑا کوئی فقیہ یہاں نہیں آیا۔ ابن عبدالبر کا قول ہے: قرطبہ

---

[1] تاريخ علماء الا اندلس : 1/355-357، جذوة المقتبس : 329، بغية الملتمس : 446، طبقات السبكى : 2/344-345، طبقات الحفاظ: 383-384، شذرات الذهب: 2/170۔

میں قاسم بن محمد اور احمد بن خالد بن حباب سے بڑا فقیہ کوئی نہ تھا۔

موصوف قاسم ۲۷۶ھ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

(۶۷۲) ۱۰/ ۱۸: الحافظ، الامام، اللغوی ابوالحسن محمد بن عبدالسلام بن ثعلبہ القرطبی الخشنی رحمہ اللہ ❶

موصوف متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ یحییٰ بن یحییٰ لیثی، محمد بن ابی عمر العدنی، سلمہ بن شبیب، محمد بن بشار اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی اور خوب روایت کی اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں اسلم بن عبدالعزیز، محمد بن القاسم بن محمد، قاسم بن اصبغ اور خود آپ کے فرزند محمد بن الخشنی کے علاوہ دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ہمیں عبداللہ بن محمد الطائی نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن عبدالسلام الخشنی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں بندار نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں غندر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شعبہ نے ابوقزعہ سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ "میں جناب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی سواری پر ان کے پیچھے سوار تھا اور جناب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا گھٹنا نبی کریم ﷺ کے گھٹنے کو چھوا جاتا تھا اور (آپ ﷺ یا جناب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ) حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ پڑھ رہے تھے"۔

موصوف محمد بن عبدالسلام بڑے جلیل القدر تھے انہیں بھی اور ان کے ہم رُتبہ لوگوں کے ساتھ ذکر کیا جاتا تھا۔ قضاء پیش ہوئی پر قبول نہ کی۔ اندلس میں حدیث کے چرچے کرنے میں موصوف کا بڑا اہم کردار ہے۔ موصوف نے اسّی برس کی عمر پا کر ۲۸۶ھ میں وفات پائی۔

آپ کے رفقاء کی وفات کا ذکر گزر چکا ہے۔

اُسی سال آپ کے ساتھ آپ کے ایک ہم نام جناب ابوعبداللہ بن محمد بن عبدالسلام بن بشار نیشاپوری رحمہ اللہ نے بھی وفات پائی۔ موصوف ورّاق، بڑے عابد و زاہد اور شیخ خراسان یحییٰ بن یحییٰ تمیمی کے شاگرد تھے۔ انہوں نے آپ سے آپ کی کتابیں سنیں جبکہ تفسیر اسحاق سے سنی۔

مذکورہ محمد بن عبدالسلام بڑے روزہ دار، شب زندہ دار، ثقہ اور خدا رسیدہ بزرگ محدث تھے۔ ابوحامد بن الشرقی محمد بن حسن اور ایک جماعت نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ موصوف ماہِ رمضان میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے تھے۔

(۶۷۳) ۱۰/ ۱۹: خیاط السنۃ، حافظِ کبیر، الثقہ ابوعبدالرحمن زکریا بن یحییٰ بن اویس السجزی رحمہ اللہ ❷

آپ نے دمشق میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ قتیبہ بن سعید، شیبان بن فروخ، صفوان بن صالح، بشر بن ولید، اسحاق بن

---

❶ تاریخ علماء الاندلس: 2/14-15، طبقات النحویین واللغویین: 268، اللباب: 1/446-447، البلغۃ فی تاریخ أئمۃ اللغۃ: 226، طبقات الحفاظ: 284، بغیۃ الوعاۃ: 1/160۔

❷ تہذیب التہذیب: 3/334، طبقات الحفاظ: 284، خلاصۃ تہذیب الکمال: 122، شذرات الذھب: 2/196۔

راھویہ اوران کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ موصوف نے علم حدیث کی تحصیل کے لیے بے پناہ اسفار کیے۔ اور آپ سے امام نسائی نے کثرت کے ساتھ حدیث روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ ابن جوصاء، ابوعلی بن ہارون الطبرانی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

نسائی نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ جبکہ عبدالغنی الازدی نے آپ کو ثقہ اور حافظ کہا ہے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے چورانوے (۹۴) برس عمر پا کر ۲۸۹ھ میں وفات پائی۔

اسی سال جن دیگر ائمہ محدثین نے وفات پائی ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

☆ ابوعبدالملک احمد بن ابراہیم القرشی البسری رحمۃ اللہ علیہ

☆ المسند احمد بن محمد بن یحییٰ بن حمزہ السلمی رحمۃ اللہ علیہ

☆ انس بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ تینوں محدثین دمشق کے تھے۔

ہمیں محمد بن عبدالرحمن التیمی وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ زکریا بن یحییٰ السنجری سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابومروان عثمانی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں میرے والد نے ابن ابی زناد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اعرج سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

"(ایک مرتبہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملے اور فرمایا: "یہ جبریئل علیہ السلام ہیں جو مجھے اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ رب تعالیٰ نے اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے تیرا نکاح رقیہ کے مہر جتنے مہر پر اور ان کی جیسی صحبت پر کر دیا ہے۔"

(۶۷۴) ۱۰/۲۰: الامام شیخ الاسلام ابوعبداللہ محمد بن نصر المروزی، الفقیہ رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف مروزی ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے۔ یحییٰ بن یحییٰ، اسحاق بن راھویہ، یزید بن صالح، صدقہ بن فضل، شیبان بن فروخ، سعید بن عمرو الاشعثی، محمد بن عبداللہ بن نمیر، ھشام بن عمار اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث سنی اور اس علم میں ایک نمایاں مقام اور زبردست مہارت حاصل کی۔

میں کہتا ہوں: موصوف مروزی سے ابوالعباس السراج، ابوحامد بن الشرقی، ابوعبداللہ بن الاخرم، ابونضر محمد بن محمد الفقیہ، محمد بن اسحاق سمرقندی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ خطیب عبدان بن عثمان سے بیان کرتے ہیں کہ موصوف مروزی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے لوگوں کے اختلاف کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔

ہمیں ایک جماعت نے کتابۃً بیان کیا اور الفخر علی پر قرأت کی گئی۔ یہ سب منصور بن عبدالمنعم سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے

[1] طبقات العبادی: 49، تاریخ بغداد: 3/315-318، تهذیب الاسماء واللغات: 1/92-94، الوافی بالوفیات: 5/111، طبقات الشافعیة للسبکی: 2/246-255، طبقات الحفاظ: 284-285، شذرات الذهب: 2/216، 217۔

ہیں: ہمیں محمد بن اسماعیل نے اپنی سند کے ساتھ امام محمد بن نصر المروزی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوکامل جحدری نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالواحد بن زیاد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں طلحہ بن یحییٰ بن عبیداللہ نے، وہ کہتے ہیں: مجھے عائشہ بنت طلحہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے عائشہ! کیا تم لوگوں کے پاس (کھانے کو) کچھ ہے؟ تو سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: (آج) ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: پھر میرا روزہ ہے۔"

اس حدیث کو امام مسلم نے کامل سے روایت کیا ہے۔

حاکم کا قول ہے: موصوف مروزی اپنے زمانہ میں بلانزاع امام اہلِ حدیث تھے۔ ابوبکر الصیر فی الفقیہ بیان کرتے ہیں: اگر موصوف مروزی کی صرف "کتاب القسامۃ" ہی ہوتی تب بھی وہ سب سے بڑے فقیہ تھے۔ الصبغی کا قول ہے: ہم نے یحییٰ بن یحییٰ کے بعد خراسان کے فقہاء میں محمد بن نصر سے زیادہ عقل مند امام نہیں دیکھا۔ عبداللہ بن محمد اسفرائنی کا قول ہے: میں نے ابنِ عبدالحکم کو یہ بیان کرتے سنا ہے: محمد بن نصر مصر میں امام تھے تو خراسان میں ان کے رُتبہ اور مقام و مرتبہ کا عالم کیا ہوتا؟

ابوعبداللہ بن الاخرم کا قول ہے: محمد بن نصر اپنے دوسرے علمی سفر سے ۲۶۰ھ میں لوٹے اور نیشاپور میں اقامت اختیار کر لی۔ آپ نے مضاربت پر تجارت شروع کر دی اور خود علم و عبادت میں مشغول ہو گئے۔ پھر ۲۷۵ھ میں سمرقند چلے گئے۔ ابن قتیبہ بیان کرتے ہیں: میں نے کسی مسئلہ کے دریافت کیے جانے پر محمد بن یحییٰ کو بارہا یہ کہتے سنا ہے: بھائی! یہ مسئلہ ابوعبداللہ مروزی سے جا کر پوچھو!

ابوبکر الصبغی کا قول ہے: محمد بن نصر امام ہیں۔ میں نے ان سے اچھی نماز پڑھتے کسی کو نہیں دیکھا۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ایک مرتبہ دورانِ نماز ایک بھڑ نے ان کی پیشانی پر ایسا ڈنک مارا کہ خون بہنے لگا لیکن آپ نے نماز کے ادب میں جنبش تک نہ کی۔ ابنِ اخرم بیان کرتے ہیں: نماز کے دوران اگر ان کے کان میں مکھی گھس جاتی اور خون بھی بہنے لگتا تب بھی ان کے خشوع و خضوع کا عالم یہ ہوتا تھا کہ وہ اس مکھی کو ہٹاتے تک نہ تھے۔ ہمیں آپ کے نماز میں خشوع پر تعجب ہوتا تھا۔ آپ اپنی ٹھوڑی سینہ سے ٹیک کر کسی گاڑی ہوئی لکڑی کی طرح سیدھے کھڑے رہتے تھے۔ بڑے خوب رو اور خوش رنگ تھے۔ جیسے کسی نے چہرے میں انار نچوڑ دیا ہو۔ البتہ داڑھی سفید براق تھی۔

محمد بن عبدالوہاب الثقفی، کا قول ہے: خراسان کا والی اسماعیل بن احمد موصوف مروزی کو سالانہ چار ہزار درہم بھیجا کرتا تھا۔ اور اتنی ہی رقم والی، خراسان کا بھائی اسحاق بھی آپ کو دیا کرتا تھا اور لطف کی بات یہ ہے کہ اتنی ہی رقم آپ کو اہلِ سمرقند بھی پیش کیا کرتے تھے۔ لیکن آپ یہ ساری رقم لوگوں پر بے دریغ لٹا دیتے تھے۔ کسی نے یہ رقم سنبھال رکھنے کو کہا تو کہنے لگے: مصر میں میری خورد و نوش، لباس پوشاک اور قلم و قرطاس کا سالانہ خرچ بیس درہم سے زیادہ کا نہیں تھا (تو میں نے اتنی رقم رکھ کر کیا کرنا ہے) تیرا کیا خیال ہے کہ اگر اتنی رقم خرچ ہو بھی جائے تو کیا بیس درہم بھی باقی نہ بچیں گے (اور اتنی رقم ہی مجھے کافی رہتی ہے)

حافظ سلیمانی کا قول ہے: محمد بن نصر امام اور توفیق ربانی سے بہرہ یاب تھے۔ یحییٰ بن یحییٰ اور عبدان سے حدیث سنی، آپ نے "تعظیم قدر الصلوٰۃ" نامی ایک کتاب بھی لکھی۔

ہمیں ابوالغنائم القیسی نے اپنی سند کے ساتھ اجازۃً محمد بن نصر سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: میں مصر سے نکلا، میرے ساتھ ایک باندی بھی تھی۔ میں سمندری سفر پر ایک کشتی میں مکہ کے ارادہ سے سوار ہوا۔ لیکن وہ کشتی راستے میں غرق ہوگئی اور میرے دو ہزار اجزاء اس حادثہ میں سمندر کی نذر ہو گئے۔ میں اور میری باندی ایک جزیرے کو جا لگے۔ وہاں ہمیں کوئی آدم زاد نظر نہ آیا۔ اس دوران اس قدر شدید پیاس لگی کہ جان لبوں کو آ گئی اور میں اپنی باندی کی ران پر سر رکھ کر مرنے کو تیار ہوگیا۔ اتنے میں ایک آدمی ایک برتن میں پانی لے آیا۔ پس میں نے اس سے خود بھی پیا اور اپنی باندی کو بھی پلایا۔ پھر وہ آدمی چلا گیا۔ اللہ جانے وہ کہاں سے آیا تھا۔

وزیر ابوالفضل البلعمی بیان کرتے ہیں: میں نے امیر اسماعیل بن احمد کو یہ کہتے سنا ہے: میں سمرقند میں تھا۔ میں وہاں لوگوں پر ہونے والے مظالم کی دادرسی کے لیے بیٹھ گیا، اتنے میں محمد بن نصر داخل ہوئے تو میں ان کی تعظیم میں اُٹھ کھڑا ہوگیا۔ جب وہ چلے گئے تو میرے بھائی اسحاق نے مجھے سخت سست کہا کہ تم رعایا کے آدمی کے لیے اُٹھ کھڑے ہوتے ہو جب میں رات کو سویا تو حضرت رسالت مآب ﷺ کی زیارت ہوئی۔ خواب میں میرا بھائی اسحاق بھی میرے ساتھ نظر آیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے توجہ فرمائی اور میرا بازو تھام کر ارشاد فرمایا: تیری اور تیری اولاد کی حکومت محمد نصر کی تعظیم کی وجہ سے باقی رہے گی اور اس (اسحاق) کی حکومت ان کے استخفاف کی وجہ سے ضائع ہوجائے گی۔"

ایک موقع پر ابومحمد بن حزم کہنے لگے: لوگوں میں سب سے بڑا عالم وہ ہے جو سنن کو سب سے زیادہ جمع کرنے والا، ان کو سب سے زیادہ ضبط کرنے لگا، ان کے معانی کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا، ان کی صحت کو سب سے زیادہ جاننے والا، اور لوگوں کے مجمع عالیہ اور اختلافی مسائل کو سب سے زیادہ جاننے والا ہو۔ آگے چل کر کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد یہ اوصاف محمد بن نصر المروزی سے زیادہ اتم کسی میں موجود ہوں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جو بھی حدیث ہے وہ محمد بن نصر المروزی کے پاس موجود ہے تو اس کا کہنا بے جا نہ ہوگا۔

موصوف نے ۹۲ برس کی طویل عمر پا کر محرم ۲۹۴ھ میں وفات پائی اور اپنے پیچھے کوئی اپنے جیسا نہ چھوڑ گئے۔

(۶۷۵) ۱۰/۲۱: الحافظ، العلامہ ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزار البصری رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ نے "المسند الکبیر المعلل" نامی ایک بلند پایہ کتاب بھی لکھی۔ ھدبہ بن خالد، عبدالاعلیٰ بن حماد، حسن بن علی بن راشد، عبداللہ بن معاویہ الجمحی، محمد بن یحییٰ بن فیاض الزمانی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے عبدالباقی

❶ تاریخ بغداد: 4/334-335، المنتظم: 6/50، الوافی بالوفیات: 7/268، لسان المیزان: 1/237-239، النجوم الزاہرہ: 3/157-158، طبقات الحفاظ: 285، شذرات الذہب: 2/209۔

بن قانع، محمد بن عباس بن نجیح، ابوبکر الختلی، عبداللہ بن حسن، ابوالشیخ اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان سنی ہے۔

آپ نے اخیر عمر میں اپنے علوم کو پھیلانے اصبہان، شام اور ان کے گردونواح کے علاقوں کے اسفار کیے۔ دارقطنی نے آپ کا ذکر کر کے آپ کی تعریف بیان کی ہے۔ کہتے ہیں کہ موصوف ثقہ تھے البتہ محض اپنے حافظہ پر تکیہ کرنے کی بنا پر خطا کر جاتے تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ۲۹۲ھ میں رملہ میں وفات پائی۔

اس سال وفات پانے والے ائمہ محدثین میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

☆ القاضی ابوبکر احمد بن علی بن سعید المروزی المحدث رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں۔

☆ مقرئ بغداد ادریس بن عبدالکریم الحداد رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ خلف کے شاگرد ہیں۔

☆ القاضی ابوخازم عبدالحمید بن عبدالعزیز الحنفی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ نے بغداد میں وفات پائی اور نہایت بلند پایہ قاضی تھے۔

ہمیں اسحاق بن طارق نے اپنی سند کے ساتھ احمد بن عمرو سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن یحییٰ بن فیاض نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالاعلیٰ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حمید نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے ثابت سے نماز کھڑی ہو جانے کے بعد بات کرنے والے آدمی کے بارے میں پوچھا تو فرمانے لگے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: ایک مرتبہ نماز کھڑی ہو گئی تھی کہ ایک آدمی نے (نماز شروع ہونے سے قبل) خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی کوئی حاجت پیش کی۔ اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنے لگا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز ہو جانے کے بعد (نماز شروع کرنے سے) روک دیا تھا۔

(۶۷۶) ۱۰/ ۲۲: الحافظ، الامام، محدثِ خراسان ابوعمرو احمد بن نصر بن ابراہیم نیشاپوری الخفاف رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے اسحاق بن راہویہ، ابومصعب زہری، یعقوب بن کاسب، محمد بن عبدالعزیز بن رزمہ، ابوکریب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور بہت زیادہ سنی۔ اور آپ سے ابوحامد بن الشرقی، احمد بن ابی بکر الحیری، محمد بن احمد بن حمدون، ابوبکر الصبغی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابوزکریا العنبری بیان کرتے ہیں: اوّل اوّل موصوف کا رجحان زہد و عبادات اور ابدال و دراویش کی صحبت کی طرف تھا۔ پھر آپ علم کی انتہاء کو پہنچے تو یہی مقصدِ حیات ٹھہرا۔ بڑھاپے میں جا کر سارا مال صدقہ کر دیا۔ جس کی قیمت پچاس لاکھ دراہم بتلائی جاتی ہے۔

الصبغی کا قول ہے: ہم کہا کرتے تھے کہ ابوعمرو خفاف کو ایک لاکھ احادیث یاد تھیں اور انہوں نے تیس برس سے زیادہ تک لگاتار روزے رکھے تھے۔ حاکم بیان کرتے ہیں: میں نے فقیہ احمد بن اسحاق کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں ابوعمرو کے ساتھ قاضی

[1] الجرح والتعدیل: 73/2، طبقات الفقهاء: 114، العبر: 2/112-113، البداية والنهاية: 117/11، طبقات الحفاظ: 285-286، شذرات الذهب: 2/231-232۔

ابوذر سے ملنے گیا۔ جب موصوف نے واپسی کا اِرادہ کیا تو قاضی صاحب نے کہا: اگر آپ کچھ دیر اور ٹھہر جائیں تو مہربانی ہوگی۔ اتنے میں ابواحمد بن یاسین الباہلی داخل ہوئے۔ قاضی صاحب نے انہیں اپنی بائیں جانب بٹھایا، پھر یہ کہا: اے شیخ! تم دونوں کی ناراضی کا سن کر سلطان برافروختہ ہیں۔ مناسب ہے کہ تم دونوں صلح کر کے سلطان کو راضی کر لو۔ اس پر موصوف ابوعمرو خفاف گویا ہوئے کہ کیا قاضی صاحب نے مجھے اس لیے بٹھلایا تھا۔ اُنہوں نے کہا: جی ہاں! اس پر موصوف نے ہاتھ پکڑ کر ابواحمد کا سر کھولا اور اپنی ہتھیلی پر زبان پھیر کر وہ ہاتھ ابواحمد کے سر پر پھیر دیا اور یہ کہا: سلطان سے جا کر کہہ دو کہ ابواحمد میرے بچوں جیسا ہے۔

پھر ابواحمد بولے: قاضی صاحب! کیا اُنہوں نے ٹھیک کہا ہے؟ قاضی صاحب نے ٹھیک کہا ہے؟ قاضی صاحب نے کہا: نہیں۔ لیکن جب سلطان ابوابراہیم کو یہ بات پہنچی تو وہ خوب ہنسے اور کہا: ان شیخ سے دوبارہ ایسی کسی بات کا مطالبہ نہ کرنا۔

حاکم بیان کرتے ہیں: میں نے ابوطیب الکرابیسی کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے ابوعمرو خفاف کی وفات کے دن امام الائمہ ابنِ خزیمہ کو علی رؤوس الاشھاد یہ کہتے سنا ہے کہ خراسان میں ان سے بڑا حافظ حدیث کوئی نہ تھا۔ ابوالعباس سراج کا قول ہے: میں نے ابوعمرو خفاف سے بڑا حافظِ حدیث نہیں دیکھا۔ موصوف احادیث بیان کیا کرتے تھے حتیٰ کہ موضوع اور مرسل روایت تک بیان کر جاتے تھے۔

محمد بن مؤمل الماسرجسی بیان کرتے ہیں: میں نے ابوعمرو خفاف کو یہ کہتے سنا ہے: مجھے خراسان کا والی عمرو بن لیث الصفار کہا کرتا تھا: اے چچا! میں جب بھی آپ کے ناموافق کوئی کام کروں تو بے شک میری گردن مار دیجیے گا۔ یہاں تک کہ میں آپ کی خواہش کے مطابق کام کرنے لگوں۔

میں کہتا ہوں: موصوف خفاف بڑے جلیل القدر تھے۔ ان کے اشارۂ ابرو پر حکام و سلاطین سر تسلیم خم کر دیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ لوگوں نے انہیں "زین الاشراف" کا لقب دے دیا۔ موصوف شعبان ۲۹۹ھ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے تھے۔

اس سال ان ائمہ نے بھی وفات پائی:

☆ المحدث محمد بن حامد رحمہ اللہ۔ آپ ابن السنی کے ماموں تھے۔

☆ المسند احمد بن انس بن مالک الدمشقی رحمہ اللہ

☆ شیخ الصوفیہ ممشاذ الدینوری رحمہ اللہ

ہمیں ابنِ عساکر نے اپنی سند کے ساتھ ابوعمرو خفاف سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں نصر بن علی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبداللہ بن داود نے ثور سے، اُنہوں نے خالد بن معدان سے، اُنہوں نے ربیعہ الجرشی سے، انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوموار اور جمعرات کے دِنوں کی نگہداشت فرمایا کرتے تھے اور شعبان اور رمضان کے روزے رکھا کرتے تھے"

یہ حدیث صحیح ہے۔ جبکہ ربیعہ جرشی کے صحابی ہونے میں حضرات محدثین کا اختلاف ہے۔

(۶۷۷) ۱۰/ ۲۳: الحافظ، الرحالی، الجوالی، قاضی خوارزم عبداللہ بن ابی الخوارزمی المفضال رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے احمد بن یونس الیربوعی، سعید بن منصور، قتیبہ بن سعید سلیمان بن بنتِ شرحبیل، اسحاق بن راھویہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں کو پایا اور ان سے حدیث سنی۔ اور آپ سے امام ابوعبداللہ البخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الضعفاء" میں حدیث روایت کی ہے۔ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ محمد بن علی الحسانی الخوارزمی اور ابوالعباس محمد بن احمد بن حمدان الحیری نے بھی حدیث بیان کی۔ یہ دونوں حضرات برقانی کے شیخ ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں "اخبرنا عبداللہ" حدثنا سلیمان بن عبد الرحمٰن، کہہ کر جن عبداللہ کا ذکر کیا ہے وہ یہی عبداللہ الخوارزمی ہیں۔ موصوف نے تقریباً نوے برس کی عمر پا کر ۲۹۰ھ سے کچھ سال بعد وفات پائی۔

میں نے قاضی ابومحمد بن علوان پر بعلبک میں قرأت کی کہ تمہیں عبدالرحمٰن بن ابراہیم الفقیہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں شھدہ نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ الخوارزمی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ہدبہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حماد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں یحییٰ بن سعید اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے یزید مولی المنبعث سے، انہوں نے حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ

"ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم اس کے سر بند اور (تھیلی اور) اس کی بندش کو بتلاؤ، پھر ایک سال تک اس کی تشہیر کرو۔ پس اگر تو اس (دوران اس) کا مالک گیا اور وہ اس سر بند اور اس کی بندش کو پہچان لے تو اسے اس کی چیز حوالہ کرو) وگرنہ وہ شے تمہاری ہے۔"

اس حدیث کو امام مسلم نے "عن اسحاق الکوسج، عن حبان عن عماد" کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۶۷۸) ۱۰/ ۲۴: الامام، العلامہ، الحافظ، ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن سعید العبدی البوشنجی الفقیہ المالکی رحمۃ اللہ علیہ [2]

موصوف متعدد کتب کے مصنف اور تحصیلِ علم کے لیے بے پناہ سفر کرنے والے تھے۔ یحییٰ بن بکیر، یوسف بن عدی، نفیلی، روح بن صلاح، محمد بن سنان العوقی، مسدد بن مسرہد، اسماعیل بن اویس، سعید بن منصور، احمد بن یونس، ابونصر التمار، امیہ بن بسطام، محمد بن منہال اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے محمد بن اسحاق الصاغانی، ابوعبداللہ البخاری، ابن خزیمہ، ابوحامد بن الشرقی، ابوبکر الصبغی، دعلج السجزی، اسماعیل بن نجید اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

---

[1] تهذيب الكمال : خ 663، تهذيب التهذيب :خ : 129/2، تهذيب التهذيب : 139/5، طبقات الحفاظ : 286، خلاصة التهذيب: 190۔

[2] الجرح والتعديل : 187/7، طبقات الحنابلة : 1/264-265، الوافي بالوفيات، السبكي : 2/189-207، شذرات الذهب : 205/2۔

آپ ایک مرتبہ داؤد بن علی الظاہری کے پاس گئے تو اُنہوں نے آپ کا بے حد اکرام کیا اور یہ کلماتِ تحسین کہے: تم لوگوں کے پاس وہ شخص آیا جو فائدہ دیتا ہے، فائدہ اُٹھاتا نہیں (یعنی سب اس کے علم سے فائدہ حاصل کرنے کے محتاج ہیں، لیکن وہ دوسروں کا محتاج نہیں)۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں سورۂ بقرہ کے اختتام پر یہ سند ذکر کرتے ہیں: "حدثنا محمد، حدثنا نفیلی، حدثنا مسکین بن بکیر عن شعبة" کہ یہاں مذکورہ محمد یہی موصوف بوشنجی ہیں البتہ ایک قول اس کے ذہلی ہونے کا بھی ہے۔
ابوزکریا العنبری کا قول ہے: میں حسین القبانی کے جنازہ میں حاضر ہوا تو ان کی نمازِ جنازہ موصوف بوشنجی نے پڑھائی۔ پس جب آپ نے لوٹنے کا اِرادہ کیا تو آپ کی سواری آگے کی گئی اور اس شان سے آگے کی گئی کہ ابوعمرو خفاف الحافظ نے اس کی لگام اور امام ابنِ خزیمہ نے اس کی رکاب تھامی ہوئی تھی۔ جبکہ ابراہیم بن ابی طالب اور الجرودی دونوں آپ کو سواری پر بٹھا رہے تھے اور آپ کے کپڑے درست کر رہے تھے۔ جبکہ موصوف بوشنجی کسی کو بھی کسی بات سے منع نہ کر رہے تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف علمِ اللسان کے سرخیل تھے۔ ابوبکر بن جعفر بیان کرتے ہیں: میں نے بوشنجی کو سنا، وہ اپنے مستملی کو یہ کہہ رہے تھے: میرے لفظوں کو لازم پکڑو اور بے غم رہو۔ ابوعبداللہ بن اخرم کا قول ہے: میں نے بوشنجی کو یہ کہتے سنا ہے: ہمیں یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا۔ آپ نے یہ الفاظ منہ بھر کر کہے۔ ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں: میرے خراسان کے امراء صفار اور ان کے بھائیوں نے سات لاکھ دراہم کی صلہ رحمی اور بھائی چارہ کیا ہے۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن ابراہیم البوشنجی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں روح بن صلاح نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں موسیٰ بن علی بن رباح نے، اپنے والد سے، اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے اور اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے:

"حسد (یعنی رشک) صرف دو آدمیوں کے ساتھ جائز ہے: ایک وہ آدمی جسے رب تعالیٰ نے قرآن سے نوازا پھر اس نے اسے قائم کیا اور اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جانا اور دوسرا وہ آدمی جسے رب تعالیٰ نے مال دیا۔ چنانچہ وہ اس سے اپنے قرابتداروں کے ساتھ حسنِ سلوک اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اس کے ذریعے رب تعالیٰ کی طاعت بجالاتا ہے۔ وہ حسد کرنے والا اس جیسا ہونے کی تمنا کرتا ہے (کہ یہ جائز ہے)۔ جس میں (آگے مذکورہ) چار باتیں ہوں تو جتنی دنیا بھی اس سے دور کر دی جائے (یعنی دنیا کی جتنی نعمتوں سے بھی وہ محروم کر دیا جائے) یہ بات اس کے حق میں مضر نہیں، وہ چار باتیں یہ ہیں (۱) حسنِ اخلاق، (۲) پاکدامنی، (۳) راست گوئی، (۴) امانت کی حفاظت۔" [1]

---

[1] صحیح البخاری: کتاب العلم: باب: 15۔ مسند احمد: 9/2, 36۔

موصوف بوشجی ۲۰۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۹۰ھ کے آخری دن میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ موصوف نے نیشاپور میں وفات پائی اور ۲۹۱ھ کے پہلے دن دفن کیے گئے۔

اسی سال جن اور ائمہ محدثین نے وفات پائی ان میں سے چند ایک اسماء گرامی یہ ہیں:

☆ شیخ القراء محمد بن عبدالرحمن قنبل المکی رحمۃ اللہ علیہ

☆ شیخ الادب ابوالعباس احمد بن یحییٰ ثعب رحمۃ اللہ علیہ

☆ محدث مکہ محمد بن علی الصائغ رحمۃ اللہ علیہ

☆ محمد بن احمد بن البراء العبدی رحمۃ اللہ علیہ

☆ محمد بن احمد بن النضر ابن بنتِ معاویہ بن عمرو الاودی رحمۃ اللہ علیہ

☆ ہارون بن موسیٰ الاخفش مقریٔ دمشق رحمۃ اللہ علیہ

(۶۷۹) ۱۰/ ۲۵: الحافظ، الامام ابوبکر محمد بن علی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ ابنِ اخت عراک [2] کہلاتے تھے۔ سعید بن داؤد زبیری، احمد بن عبدالملک الحرانی، احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین وغیرہ سے حدیث سنی۔ اور آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں ابوجعفر طحاوی، علی بن احمد علان وغیرہ شامل ہیں۔

ابوسعید بن یونس کا قول ہے: موصوف حدیث کے حافظ بھی تھے اور احادیث کے فہم سے بھی بہرہ مند تھے۔ مصر میں حدیث بیان کی اور بلاد مصر کے زیریں علاقہ کی ایک بستی کی طرف نکل گئے اور وہیں ربیع الاول ۲۶۴ھ میں انتقال ہوگیا۔ موصوف حسن احادیث والے تھے۔ خطیب نے اپنی تاریخ میں آپ کا ذکر بھی کیا ہے اور آپ کی ایک غریب حدیث ذکر بھی کی ہے۔

(۶۸۰) ۱۰/ ۲۶: الامام، الحافظ، القاضی ابومحمد بن یوسف بن یعقوب بن اسماعیل بن حماد بن زید بن درہم الازدی البصری، ثم البغدادی صاحب سنن رحمۃ اللہ علیہ [3]

آپ قاضی یوسف کے نام سے مشہور تھے اور بنوازد کے موالی میں سے تھے۔ ۲۰۸ھ میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی تحصیلِ علم میں لگ گئے۔ چنانچہ آپ نے مسلم بن ابراہیم، سلیمان بن حرب، مسدد، شیبان بن فروخ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابوعمر بن سماک، ابن قانع، دعلج، ابوبکر الشافعی، طبرانی، ابن ماسی، علی بن محمد بن کیسان اور دیگر بے شمار لوگوں

---

[1] تاریخ بغداد: 3/59-60، طبقات الحنابلہ: 1/307-308، تاریخ ابن عساکر: خ: 15/136، المنتظم: 5/49، طبقات الحفاظ: 286۔

[2] "سیر الاعلام" میں عراک کی جگہ "غزال" لکھا ہے۔

[3] تاریخ بغداد: 14/310-312، المنتظم: 6/96-97، طبقات علماء الحدیث لابن عبد الهادی: الورقة: 2/113، النجوم الزاهرہ: 3/171، طبقات الحفاظ: 287، شذرات الذهب: 2/227۔

نے حدیث بیان کی ہے۔

خطیب بیان کرتے ہیں: قاضی یوسف ثقہ، صالح، پاکدامن، بارعب اور درست احکام والے تھے۔ ۲۷۶ھ میں بصرہ اور واسط کی قضا سپرد کی گئی اور ساتھ جانب شرقی کی قضا بھی سونپ دی گئی۔ موصوف نے رمضان ۲۹۷ھ میں وفات پائی۔

اس سال جن دیگر ائمہ محدثین نے وفات پائی، ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

☆ مسندِ دمشق عبدالرحمٰن بن قاسم بن الرواس الہاشمی، صاحب ابو مسہر رحمہ اللہ

☆ محدثِ کوفہ عبید بن غنام الکوفی المحدث رحمہ اللہ

☆ الفقیہ محمد بن داؤد بن علی الظاہری رحمہ اللہ۔ "کتاب الزہرۃ" آپ ہی کی تصنیف ہے۔

ہمیں علی بن احمد نے ایک جماعت میں اپنی سند کے ساتھ کتابۃً قاضی یوسف سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عمرو بن مرزوق نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شعبہ نے عبدالعزیز بن صہیب سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "سحری کھایا کرو کہ سحری کے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔" [1]

(۶۸۱) ۱۰/ ۷/ ۲: الحافظ، البارع، محدثِ کوفہ ابوجعفر محمد بن عثمان بن ابی شیبہ العبسی الکوفی رحمہ اللہ [2]

آپ نے اپنے والد سے، اور احمد بن یونس سے، اور اپنے دو چچوں ابوبکر اور قاسم سے اور علی بن المدینی، یحییٰ الحمانی، یحییٰ بن معین، سعید بن عمرو الاشعثی، منجاب بن حارث اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں ابوعمرو بن سماک، ابوعلی بن صواف، ابوبکر الشافعی، سلیمان الطبرانی، حسین بن عبید الدقاق سعد الناقد اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

صالح جزرہ آپ کو ثقہ کہتے ہیں۔ ابن عدی کا قول ہے: میں نے ان کی کوئی منکر حدیث دیکھی ہی نہیں جو میں اسے ذکر کروں۔ اور بقول عبدان کے ان میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ عبداللہ بن احمد انہیں کذاب جبکہ ابن خراش ان پر وضعِ حدیث کی تہمت لگاتے ہیں۔ مطین بیان کرتے ہیں: ابوجعفر تو عصائے موسیٰ ہیں جو شعبدہ بازوں کی شعبدہ بازیوں کو نگل جاتا ہے۔ البرقانی کا قول ہے: میں نے تو ان کی بات قدح ہی سنی ہے۔

ہمیں اسحاق الاسدی نے اپنی سند کے ساتھ ابوجعفر سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابراہیم بن محمد بن میمون نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حاکم بن زہیر نے سدی سے، انہوں نے خیر سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

"جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں نے اس بات کی قسم اٹھائی کہ جب تک میں قرآن کو ازبر نہ کر لوں گا اپنی

---

[1] صحیح البخاری: کتاب الصوم: باب رقم 20، صحیح مسلم: کتاب الصیام: حدیث رقم 45۔

[2] موصوف کے ترجمہ کے ماخذ ذکر نہیں کیے۔

چادر کو پیٹھ سے نہ اُتاروں گا چنانچہ میں نے چادر کی پیٹھ سے اُتار رکھنے سے پہلے پہلے قرآن کو جمع (اور یاد) کرلیا"۔

موصوف ابوجعفر محمد بن عثمان نے جمادی الاولیٰ ۲۹۷ھ میں وفات پائی۔ ابن المنادی ابن ابی شیبہ کی وفات ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: ہم حضرات مشائخ محدثین کو یہ کہتے سنا کرتے تھے کہ محمد بن عثمان، موسیٰ بن اسحاق، مطین اور عبید بن غنام جیسے لوگوں کے مرجانے سے کوفہ کی حدیث بھی چلی گئی۔

میں کہتا ہوں: ان سب بزرگوں نے ایک ہی سال میں وفات پائی تھی۔

(۶۸۲) ۲۸/۱۰: حافظِ کبیر ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن سلیمان الحضرمی، الکوفی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ مُطَیَّن کے نام سے معروف ہوئے۔ ابونعیم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ جبکہ حدیث احمد بن یونس، یحییٰ الحمانی، یحییٰ بن بشر الحریری، سعید بن عمرو الاشعثی وغیرہ سے سنی۔ موصوف علم کا برتن تھے۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابوبکر النجاد، ابوالقاسم الطبر ای، ابوبکر اسماعیلی، علی بن حسان الدممی، علی بن عبدالرحمن البکائی اور دیگر متعدد لوگوں کے نام شامل ہیں۔

موصوف نے ایک "المسند" بھی لکھی اور آپ کی ایک "تاریخ صغیر" بھی ہے۔ الحافظ ابوبکر بن دارم بیان کرتے ہیں: میں نے مطیَّن سے ایک لاکھ احادیث لکھی ہیں۔ دارقطنی سے جب ان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہیں ثقہ اور "جبل" (علم) کہا۔

موصوف ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور ربیع الآخر ۲۹۷ھ میں وفات پا گئے۔ ابوجعفر عبسی نے مطین کے بارے میں کلام کیا ہے۔ اور اُنہوں نے مطیَّن کے تین اوہام کو بھی شمار کیا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ معاصرین کا ایک دوسرے کی بابت کلام قابلِ التفات نہیں ہوا کرتا۔ بہر حال مطین مطلق ثقہ ہیں نا کہ جیسا کہ عبسی نے کہا ہے۔

ہمیں شعبان الاربلی نے اپنی سند کے ساتھ مطین سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ہمیں احمد بن یونس نے، وہ کہتے ہیں: مجھے اسرائیل نے ابواسحاق سے، اُنہوں نے عبدالرحمن بن ابی لیلی سے، اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (انہیں) ارشاد فرمایا:

"کیا میں تمہیں چند کلمات نہ سکھلاؤں۔" آگے مصیبت میں دعا مانگنے کی بابت چند کلمات مذکور ہیں۔

(۶۸۳) ۲۹/۱۰ س: الحافظ، الحجہ، القاضی ابوبکر احمد بن علی بن سعید المروزی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ بنواُمیہ کے موالی میں سے تھے۔ علی بن جعد، ابونصر التمار، کامل بن طلحہ، یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل، ابراہیم بن حجاج السامی، سوید بن سعید اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ آپ سے ابوعبدالرحمن حدیث بیان کر کے کہتے ہیں: ان میں کوئی

---

[1] فہرست ابن الندیم: 323-324، طبقات الحنابلہ: 1/300-301، الانساب: ب/534، دول الاسلام: 1/181، میزان الاعتدال: 3/607، الوافی بالوفیات: 3/345، الرسالۃ المستطرفہ: 63۔

[2] تاریخ بغداد: 4/304-305، طبقات الحنابلۃ: 1/52، طبقات الحفاظ: 289، تہذیب التہذیب: 1/62۔

حرج نہیں۔ ان کے علاوہ ابوعوانہ، ابن جوصاء، ابوعلی بن معروف، القاسم الطبرانی، ابواحمد المفسر اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

آپ علم کا برتن اور ثقہ محدثین میں سے تھے۔ متعدد مفید کتابیں اور چند مسانید بھی لکھیں۔ دمشق کے نائب قاضی بنائے گئے اور حمص کے بھی قاضی رہے۔ نوے برس کے قریب عمر پا کر ۱۵ ذی الحجہ ۲۹۲ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

میں نے ابوالفتح محمد بن عبدالرحیم پر متعدد بار قرأت کی کہ ہمیں عبدالوہاب بن ظافر نے اپنی سند کے ساتھ احمد بن علی القاضی المروزی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابراہیم بن حجاج نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حماد بن سلمہ نے حماد سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے اسود سے، انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اعتکاف کے ساتھ ہوتے تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک باہر (میرے حجرے کی طرف) نکالتے تو میں خطمی (بوٹی) سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک دھو دیتی تھی حالانکہ میں اس وقت حیض سے بھی ہوتی تھی۔"

اس حدیث کو نسائی احمد بن علی المروزی سے روایت کیا ہے۔

یاد رہے کہ محمد بن یحییٰ المروزی، وہ ایک شیخ اور محدث ہیں جو صدوق اور ابوبکر کے طبقہ کے ہیں۔ انہوں نے ۳۰۰ھ سے قبل بغداد میں ابوعبید اور عاصم بن علی سے حدیث بیان کی ہے۔

(۶۸۴) ۱۰/۳۰: الحافظ، الصدوق، محدثِ واسط ابوالحسن اسلم بن سہل بن سلم بن زیاد بن حبیب الواسطی الرزاز رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے واسط کی تاریخ بھی لکھی اور "بحشل" کے نام سے معروف تھے۔ آپ نے اپنے نانا وھب بن بقیہ سے اور اپنے والد کے چچا سعید بن زیاد سے اور محمد بن ابی نعیم، سلیمان بن احمد، محمد بن خالد الطحان اور ان کے طبقہ کے ان لوگوں سے حدیث بیان کی جو ۲۳۰ھ کے بعد موجود تھے اور آپ سے محمد بن عثمان بن سمعان، محمد بن عبداللہ بن یوسف، ابراہیم بن یعقوب الصمدانی، علی بن حمید البزاز، محمد بن جعفر بن اللیث الواسطی، ابوالقاسم الطبرانی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

حافظ الخمیس بیان کرتے ہیں: موصوف رزازیوں کے محلہ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے رزاز کہلائے۔ آپ کی مسجد انہیں کے محلہ میں تھی۔ آپ ثقہ، ثبت امام اور صحیح حدیث والے تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ۲۹۲ھ میں وفات پائی۔

---

[1] معجم الادباء: 6/127-128، میزان الاعتدال: 1/211، لسان المیزان: 1/388، طبقات الحفاظ: 289، شذرات الذھب: 2/210، العبر: 2/93۔

ہمیں محمد بن داود نے کفر یطنا میں اپنی سند کے ساتھ اسلم بن سہل سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن ابی نعیم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شریک نے سماک سے، انہوں نے عکرمہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لا شرقية ولا غربية"

"(وہ زیتون کا درخت) نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف" (النور: ۳۵)

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں): یہ درخت صحراء میں ہوتا ہے اسے کوئی پہاڑ یا غار نہیں چھپاتا۔ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی روشنی سیدھی اسی پر پڑتی ہے اور غروب آفتاب کے وقت بھی یہ درخت آفتاب کے سامنے ہوتا ہے اور وہ اپنے تیل کی وجہ سے منور ہوتا ہے۔

(۶۸۵) ۱۰/۳۱: الامام، الحافظ، الحجہ، محدثِ وراق ابوعبد الرحمن عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی مروزی الاصل البغدادی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ امام العلماء ابوعبد اللہ احمد بن حنبل کے فرزند ارجمند ہیں۔ ۲۱۳ھ کو پیدا ہوئے اور سب سے زیادہ اپنے والد ماجد سے حدیث سنی۔ ان کے علاوہ یحییٰ بن عبدویہ صاحب شعبہ، ھیثم بن خارجہ، محمد بن ابی بکر المقدمی، شیبان بن فروخ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ آپ کے والد ماجد امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو علی بن جعد سے حدیث سننے سے منع کر دیا تھا۔

اور آپ سے نسائی، ابن صاعد، ابوبکر النجاد، دعلج، اسحاق الکاذی، ابوعلی بن صواف، ابوبکر الشافعی، احمد بن محمد اللنبانی، ابوبکر القطیعی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

خطیب بیان کرتے ہیں: عبد اللہ ثقہ، ثبت اور بڑے سمجھ دار تھے۔ احمد بن المنادی اپنی "تاریخ" میں لکھتے ہیں: "عبد اللہ سے بڑھ کر کسی نے بھی اس دنیا میں اپنے باپ سے حدیث روایت نہیں کی۔ کیونکہ آپ نے اپنے والد سے "المسند" سنی جو تیس ہزار احادیث پر مشتمل ہے اور تفسیر کا سماع کیا جس میں ایک لاکھ بیس ہزار روایات ہیں۔ گو کہ اس میں دو ثلث کا سماع کیا ہے تو باقی کی وجادۃ [2] اجازت بھی کی ہے۔ اس کے علاوہ "التاریخ" "الناسخ والمنسوخ"، حدیث شعبة، المقدم والمؤخر من کتاب الله، جوابات القرآن، المناسك الكبير، حديث الشيوخ اور ان کے علاوہ اور بھی متعدد کتب ہیں جن کا آپ

---

[1] الجرح والتعدیل: 7/5، تاریخ بغداد: 9/175-376، طبقات الحنابلة: 1/180-181، تهذيب الكمال: خ /664، طبقات القراء لابن الجوزی: 1/408، تهذيب التهذيب: 5/141-143، شذرات الذهب: 2/203-204۔

[2] آئمہ محدثین نے تحصیل حدیث کا یہ آٹھواں طریق ذکر کیا ہے۔ وجادہ کا لغوی معنیٰ پانا ہے۔ اصطلاح محدثین میں کسی شخص کے کسی محدث کی تحریر کردہ کسی روایات یا کتاب کے پانے کو، جس کے خط کو وہ پہچانتا بھی ہو، وجادہ کہتے ہیں۔ "از علوم الحدیث محمد عبید اللہ الاسعدی: ص: 315"۔ نسیم۔

نے اپنے والد ماجد سے سماع کیا ہے اور ان کو اپنے والد ماجد سے روایت کیا ہے۔ ہم نے اپنے اکابر مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ موصوف عبداللہ کی بابت اس بات کی شہادت دیتے تھے کہ انہیں رجال، علل حدیث اور اسماء کی کمال درجہ کی معرفت حاصل ہے اور انہیں جب بھی پایا، علم کی طلب میں مگن ہی پایا اور تو اور بعض نے تو انہیں کی کثرت و معرفت کی بنا پر اپنے والد پر بھی ترجیح دے دی ہے۔

اسماعیل بن محمد بن حاجب بیان کرتے ہیں: میں نے صہیب بن سلیم کو یہ کہتے سنا ہے: میں نے جناب عبداللہ سے پوچھا کہ آپ نے اپنے والد سے کتنی احادیث سنی ہیں تو کہنے لگے: ایک لاکھ دس ہزار سے کچھ زیادہ احادیث۔ ابوزرعہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے امام احمد نے فرمایا: میرا یہ بیٹا حدیث سے حظ اُٹھاتا ہے اور مجھ سے بھی صرف انہی احادیث کا مذاکرہ کرتا ہے جو مجھے یاد نہیں ہوتیں۔

عباس الدوری کا قول ہے: مجھے جناب ابوعبداللہ نے فرمایا: اے عباس! عبداللہ نے بے شمار علم محفوظ کر رکھا ہے۔ ابوعلی بن صواف جناب عبداللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں جس حدیث کے بارے میں یہ کہوں کہ: میرے والد بیان کرتے ہیں تو سمجھو کہ میں نے وہ بات اور حدیث اپنے والد سے دو یا تین بار سن رکھی ہوتی ہے۔ زیادہ نہیں تو کم از کم ایک بار تو سنی ہی ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں: موصوف عبداللہ نے بھی اسی ماہ میں وفات پائی جس میں والد ماجد نے رحلت فرمائی تھی، یعنی جمادی الآخرہ ۲۹۰ھ ہیں۔ آپ کے جنازہ میں ایک دنیا نے شرکت کی تھی۔ رحمۃ اللہ علیہ

(۶۸۶) ۱۰/ ۳۲: العلامہ، المحدث، شیخ اللغۃ العربیہ ابوالعباس، احمد بن یحییٰ بن یزید الشیبانی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ ثعلب کے لقب سے مشہور تھے اور بنو شیبان کے آزاد کردہ غلام تھے اور کوفیوں میں بڑے رتبہ کے مالک تھے۔ آپ نے ابراہیم بن منذر الحزامی، محمد بن سلام الجمی، عبیداللہ بن عمر القواریری، محمد بن الاعرابی اور ایک جماعتِ محدثین سے حدیث سنی اور آپ سے نفطویہ، محمد بن عباس الیزیدی، علی الاخفش، احمد بن کامل، ابوعمر الزاھد، محمد بن مقسم اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور سولہ برس کی عمر میں ہی تحصیلِ علم کا آغاز کر دیا۔ اور علم ادب میں کامل دستگاہ حاصل کر لی۔ اگرچہ آپ نے اس وقت حدیث سنی بھی تھی لیکن عفان اور ان کے ہم رتبہ لوگوں سے سنی تھی۔ البتہ میں نے اپنی اس کتاب میں موصوف کا ذکر اس لیے کر دیا ہے کہ خود وہ بیان کرتے ہیں: میں نے قواریری سے ایک لاکھ احادیث سنی ہیں۔

خطیب کا قول ہے: ثعلب حجت، دیندار، صالح اور حفظِ حدیث بھی مشہور تھے۔ میں کہتا ہوں: موصوف کی متعدد تصانیف ہیں۔ کہتے ہیں کہ موصوف نے ترکہ میں چھ ہزار دینار چھوڑے تھے۔ آپ نے جمادی الاولیٰ ۲۹۱ھ میں وفات پائی۔

---

[1] تاریخ بغداد: 7/369-327، اللباب: 3/236-237، میزان الاعتدال: 1/504، شذرات الذهب: 2/218، طبقات الحفاظ: 290، لسان المیزان: 2/121-125۔

موصوف کے لہجے میں لحن تھا۔ بولتے وقت ہکلاتے تھے۔ موصوف ۲۲۵ھ میں انہی لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گئے تھے۔ ابن
کا قول ہے کہ کوفیوں کے سب سے بڑے عالم ثعلب ہیں۔ فراء آپ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں: کوئی ثعلب سے علم و ادب کی
نہ رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ثعلب از حد کنجوس تھے۔

(۶۸۷) ۱۰/ ۳۳: الحافظ، العلامہ، البارع ابو علی الحسن بن علی بن شبیب البغدادی المعمری رحمہ اللہ ①

آپ کو اس لیے معمری کہا جاتا تھا کیونکہ آپ کے نانا ابوسفیان معمری، صاحب معمر تھے۔ آپ نے خلف بن ہشام، ابو ابراہیم التمار، علی بن المدینی، شیبان بن فروخ، رحیم، عیسیٰ بن زغبہ اور دیگر بے شمار لوگوں سے عراق، شام اور مصر میں حدیث کی سماعت کی۔ جبکہ آپ سے ابوبکر النجاد، احمد بن کامل، ابوالقاسم الطبرانی، المفید اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

خطیب بیان کرتے ہیں: موصوف علم کا برتن تھے۔ آپ کی فہم و بصیرت زبان زد خلائق تھی اور حافظہ عمدہ و اتقان۔ البتہ ان کی بعض احادیث غریب جبکہ بعض میں آپ متفرد ہیں۔ دارقطنی آپ کو صدوق اور حافظ کہتے ہیں جبکہ موسیٰ بن ہارون نے آپ پر جرح کی ہے۔ کیونکہ دونوں میں ایک گونہ عداوت تھی۔ موصوف کی بعض احادیث پر انکار بھی کیا گیا ہے۔ پہلے موصوف نے ان کے اصول کی تخریج کی لیکن پھر بعد میں ان کی روایت ترک کر دی۔

عبدان الاہوازی کا قول ہے: میں نے دنیا میں معمری جیسا حدیث والا نہیں دیکھا۔ ابن عقدہ بیان کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن احمد سے معمری کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: وہ جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولتے۔ ابن عدی کا قول ہے: موصوف کثیر الحدیث اور برحق احادیث والے تھے۔ عبدان کا قول ہے: ان کا مثل دیکھنے میں نہیں آیا۔ ان کی بابت کبھی یہ سننے میں نہیں آیا کہ انہوں نے حدیث کو مرفوع بیان کیا ہو اور متون میں اضافہ کیا ہو۔ حالانکہ یہ بات بغدادیوں میں خاص طور پر پائی جاتی ہے اور تو اور ان کے ثقات کی حدیث بھی اس بات سے خالی نہیں ملتی۔ چنانچہ یہ لوگ موقوف کو مرفوع اور مرسل کو موصول بنا دیتے تھے اور اسانید میں بھی اضافہ کر دیتے تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ لوگ ایسا اس وقت کرتے تھے جب ان کے نزدیک رفع یا وصل ثابت ہو جاتا تھا اور ایسا کرنے میں بہر حال رخصت ہے۔ لیکن ایسا کرنا مناسب نہیں۔

میں نے سنقر زینی پر حلب میں قرأت کی کہ تمہیں الموفق عبداللطیف نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوالحسین عبدالحق الیوسفی نے اپنی سند کے ساتھ معمری سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ہشام بن عمار نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عمرو بن واقد بن یسار نے مکحول سے، انہوں نے جنادہ بن ابی امیہ سے، انہوں نے حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (میدان

---

① مروج الذہب: 2/496-497، طبقات النحویین واللغویین: 141-150، فہرست ابن الندیم: 110-111، تاریخ بغداد: 5/204-212، وفیات الاعیان: 1/102، 104، الوافی بالوفیات: 8/243-245، طبقات القراء لابن الجوزی: 1/148-149، طبقات الحفاظ: 290، بغیۃ الوعاۃ: 1/396-397، شذرات الذہب: 2/207-208۔

جہاد میں مارے جانے والے کافر کے) ساز و سامان کا مستحق (اس کو) مارنے والے غازی و مجاہد کو قرار دیا۔

حاکم بیان کرتے ہیں: میں نے حافظ ابو بکر بن ابی دارم کو یہ کہتے سنا ہے: میں اس وقت بغداد میں ہی تھا جب موسیٰ بن ہارون نے معمری پر انکار کیا اور معاملہ قاضی یوسف تک جا پہنچا، بعد اس بات کے کہ پہلے دونوں کے درمیان قاضی اسماعیل حکم بنے تھے۔ چنانچہ موسیٰ بن ہارون نے یہ کہا کہ یہ احادیث ثقات سے شاذ ہیں لہٰذا ان کے اصول کی تخریج لازم ہے۔ اس پر معمری کہنے لگے: میری یہ عادت معروف ہے کہ جب میں کسی شیخ کے پاس ایک غریب حدیث دیکھتا ہوں میں جو نہیں جانتا اور میں نے وہ حدیث اس شیخ کی کتاب سے پڑھی ہوتی ہے اور میں نے اس کو یاد کیا ہوتا ہے تو اس کی کوئی اصل نہیں ہوتی۔

موصوف معمری نے محرم ۲۹۵ھ میں وفات پائی۔ ابنِ کامل نے ان کا سنِ وفات یہی بیان کیا ہے۔ آگے بیان کرتے ہیں: موصوف حدیث اور اس کی جمع و تصنیف میں امامِ ربانی تھے۔ القصر اور اس کے صوبوں کے قاضی بھی رہے۔

(۶۸۸) ۱۰/ ۴۴ ۳: القاضی، الامام، الحافظ ابو بکر موسیٰ بن اسحاق بن موسیٰ الانصاری، الخطمی، فقیہ، الشافعی رحمہ اللہ [1]

آپ نیشاپور کے اور پھر اہواز کے بھی قاضی رہے۔ قرآن قالون سے پڑھا۔ آپ موصوف قالون پر وفات سے قبل قرآن پڑھنے والے سب سے آخری شخص تھے۔ آپ نے قالون، احمد بن یونس، علی بن جعد، اپنے والد، اسحاق بن موسیٰ سے اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں عبد الباقی بن قانع، حبیب القزاز، ابو محمد بن ماسی اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

آپ بڑے جلیل القدر عالم تھے۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: میں نے ان سے حدیث لکھی ہے۔ موصوف ثقہ اور صدوق ہیں۔ احمد بن کامل بیان کرتے ہیں: موصوف بڑے فصیح و بلیغ، بہت زیادہ حدیث سننے والے۔ صفاتِ حمیدہ کے مالک اور مذہب شافعیہ کے زبردست طرفدار تھے۔ میں نے ان کے فرزند احمد بن موسیٰ کو اپنے والد سے یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے ابو کریب سے تین لاکھ احادیث کا سماع کیا ہے۔ ابن المنادی کا قول ہے: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ موصوف صرف اٹھارہ برس کی عمر میں ہی قرآن کے سب سے بڑے قاری بن گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ خلیفہ معتضد اپنے وزیر کو اس بات کی وصیت کی تھی کہ وہ موسیٰ بن اسحاق اور اسماعیل القاضی کو لازم پکڑ لے اور ساتھ ہی یہ کہا کہ یہ دونوں ایسے لوگوں میں سے ہیں جنکے ذریعے زمین والوں پر سے بلائیں دور ہوتی ہیں۔

موصوف نے تقریباً سو برس کی عمر پا کر اہواز میں ۲۹۷ھ میں وفات پائی۔

ہمیں عبد الرحمن بن قدامہ نے اپنی سند کے ساتھ موسیٰ بن اسحاق سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابراہیم بن اسحاق الضبی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں قیس بن ربیع نے اسود بن قیس سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا،

---

[1] الجرح والتعدیل: 135/8، تاریخ بغداد: 12/52-54، طبقات السبکی: 345/2، طبقات القراء لابن الجوزی: 317/2، طبقات الحفاظ: 291-292، شذرات الذھب: 2/226-227۔

وہ فرماتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ سے جب رمضان کا کوئی روزہ رہ جاتا تھا تو آپ ﷺ ذی الحجہ میں اس کی قضا کر لیتے تھے"۔

(۶۸۹) ۱۰/ ۳۵: الحافظ، الامام، الحجہ ابو عمران بن المحدث ابو موسیٰ الحمال، البغدادی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ عراق کے محدث تھے۔ اپنے والد سے اور علی بن جعد، احمد بن حنبل، یحییٰ بن یحییٰ الحمانی، خلف بن ھشام اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ حدیث پر لکھا بھی اور ان کو جمع بھی کیا، جبکہ آپ سے ابوسہل القطان، ابوطاہر الذہلی، جعفر الخلدی، ابوبکر الشافعی، دعلج، طبرانی، ابوبکر الصبغی، قاضی ابوطاہر اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

میں نے احمد بن ھبۃ اللہ پر قرأت کی کہ تمہیں مسلم بن احمد نے اپنی سند کے ساتھ موسیٰ بن ہارون سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں حباب بن جبلہ الدقاق نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں مالک نے ابوزناد سے، انہوں نے اعرج سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"جس نے طلوع آفتاب سے قبل ایک رکعت پالی تو اس نے نمازِ فجر پالی اور جس نے غروبِ آفتاب سے قبل ایک رکعت پالی تو اس نے نمازِ عصر پالی"۔

الصبغی کا قول ہے: ہم نے حفاظِ حدیث میں موسیٰ بن ہارون سے زیادہ بارعب اور ان سے زیادہ متورع کسی کو نہیں دیکھا۔

خطیب بیان کرتے ہیں: موسیٰ بن ہارون ثقہ اور حافظ ہیں۔ حافظ عبدالغنی بن سعید کا قول ہے: کلامِ رسول ﷺ پر اپنے اپنے زمانے میں سب سے عمدہ کلام کرنے والے ابن المدینی، موسیٰ بن ہارون اور دارقطنی ہیں۔

حاکم بیان کرتے ہیں: میں نے ابوسہل بن زیاد کو کہتے سنا ہے: اسماعیل قاضی جنابِ موسیٰ بن ہارون کو اپنے تخت پر اپنے ساتھ بٹھلاتے تھے اور جو بھی پڑھتے تھے اس پر غور کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ موسیٰ بن ہارون بہت حج کرتے تھے چنانچہ ایک سال بغداد میں تو ایک سال مکہ اور خانہ کعبہ کی دربانی میں گزارتے تھے۔

موصوف ۲۱۴ھ میں پیدا ہوئے اور شعبان ۲۹۴ھ میں وفات پا گئے۔

(۶۹۰) ۱۰/ ۳۶: الامام، الثقہ، محدثِ بصرہ ابو خلیفہ فضل بن حباب الجمعی، البصری رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نے مسلم بن ابراہیم سلیمان بن حرب، مسدد، ابوالولید الطیالسی، حفص بن عمر الحوضی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، موصوف محدث، ثقہ، صادق اور اپنے وقت کے طبقۂ حدیث سے کثرت کے ساتھ حدیث روایت کرنے والے تھے

---

[1] طبقات الحنابلۃ: 334/1، طبقات الحفاظ: 292، تاریخ بغداد: 13/50-51۔

[2] فہرست ابن الندیم: 165، طبقات الحنابلہ: 251-1/249، میزان الاعتدال: 3/350، طبقات القراء لابن الجوزی: 9-8/2، لسان المیزان: 438/4، بغیۃ الوعاۃ: 245/2، شذرات الذہب: 246/2۔

اور آپ سے ابوبکر الجعابی، طبرانی، اسماعیلی، ابنِ عدی، ابوشیخ، ابواحمد الغطریفی اور بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

سو سال کی زندگی پا کر بھی طبقۂ محدثین میں مشہور نہ ہوئے اور جمادی الاولیٰ ۳۰۵ھ میں وفات پا گئے۔

اس سال ان محدثین کا بھی انتقال ہو گیا:

☆ المحدث عبداللہ بن محمد بن شیرویہ صاحب اسحاق رحمۃ اللہ علیہ۔ موصوف نے نیشاپور میں وفات پائی۔

☆ المحدث عمران بن موسیٰ بن مجاشع السختیانی رحمۃ اللہ علیہ۔ جرجان میں وفات پائی۔

☆ المحدث، المقری ابومحمد القاسم بن زکریا البغدادی المطرز رحمۃ اللہ علیہ

موصوف ابوخلیفہ کی ایک عالی حدیث "غطریفی" کے جز میں موجود تھی۔ موصوف صاحب فنون اور حدیث کی عمدہ معرفت رکھنے والے تھے۔

(۶۹۱) ۱۰/۷/۳: الحافظ، الثبت ابوالحسن علی بن حسین بن جنید الرازی رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف اپنے شہر میں مالکی معروف تھے کیونکہ آپ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کو جمع کیا تھا۔ علل و رجال پر ادراک و بصیرت رکھتے تھے۔ ابوجعفر نفیلی، صفوان بن صالح، ابومصعب، المعافی بن سلیمان، محمد بن عبداللہ بن نمیر اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں عبدالرحمن بن ابی حاتم، احمد بن اسحاق الصبغی، دعلج، ابواحمد العسال، اسماعیل بن نجید اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ابن ابی حاتم آپ کو ثقہ اور صدوق اور ابویعلی الخلیلی انہیں امام مالک کے علم کا سب سے بڑا حافظ کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: موصوف کو زہری کی احادیث بھی یاد تھیں۔ آپ نے ۲۹۱ھ کے اخیر میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

ہمیں محمد بن عبدالسلام التمیمی نے اپنی سند کے ساتھ علی بن حسین بن جنید سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں معافی بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں زہیر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں اسماعیل بن ابی خالد نے حضرت ابنِ ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنگِ خندق کے دن مشرکین اور ان کے) احزاب پر ان الفاظ کے ساتھ بددعا فرمائی:

"اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ

"اے اللہ! اے کتاب اتارنے والے، اے جلد حساب لینے والے! اے اللہ! ان لشکروں کو شکست دے، اے اللہ! انہیں شکست دے اور انہیں ہلا کر رکھ دے"۔

---

[1] الجرح والتعدیل: 189/6، مختصر طبقات علماء الحدیث لابن عبد الهادی: الوقۃ: 1/116، العبر: 89/2، دول الاسلام: 176/1، طبقات الحفاظ: 292-293، شذرات الذهب: 208/2۔

(۶۹۲) ۱۰/۳۸: الحافظ، المتقن ابوعلی حسین بن محمد بن حاتم البغدادی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ عبید العجل کے نام سے مشہور تھے اور ابنِ معین کے شاگرد تھے۔ داؤد بن رشید، ابراہیم بن عبداللہ الھروی، یعقوب بن حمید بن کاسب، محمد بن عبداللہ بن عمار اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے حدیث روایت کرنے میں ابوبکر الشافعی، طبرانی، عثمان بن سنقہ اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

خطیب بیان کرتے ہیں: آپ حافظ اور متقن تھے۔ ابن المنادی کا قول ہے: "المسند" کے حفظ میں آپ کو خصوصی تقدم حاصل تھا۔ ابنِ قانع بیان کرتے ہیں: موصوف نے ۲۹۴ھ میں وفات پائی۔

ہمیں اسماعیل بن عبدالرحمن نے اپنی سند کے ساتھ حسین بن محمد بن حاتم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں یعقوب بن محمد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابنِ ابی حازم نے العلا بن عبدالرحمن سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابوسلمہ سے بیان کیا: انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے سورۂ نجم کے اختتام پر سجدہ کیا۔ میں نے پوچھا: کیا آپ نے اس مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتے دیکھا ہے؟ اس پر انہوں نے فرمایا: اگر میں نے یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی سجدہ نہ کرتا"۔

ہمیں سنقر الزینی نے اپنی سند کے ساتھ حسین بن محمد بن حاتم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں سوید نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں معاویہ بن عمار نے ابوزبیر سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ہم نے اپنوں میں سے منافقوں کو صرف اسی علامت سے ہی تو پہچانا کہ وہ جناب علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھا کرتے تھے۔

(۶۹۳) ۱۰/۳۹: الحافظ، ابوبکر محمد بن النضر بن سلمہ بن الجارود بن یزید الجارودی النیشاپوری، الفقیہ الحنفی رحمۃ اللہ علیہ [2]

ہمیں اسماعیل بن الفراء نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن نضر جارودی سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: ہمیں ابومروان محمد بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں ابراہم بن سعد نے زہری سے، انہوں نے عطاء بن یزید سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

[1] تاريخ بغداد : 8/93-94، المنتظم : 6/61-62، البداية والنهاية : 11/102، النجوم الزاهره : 3/161، طبقات الحفاظ : 293، شذرات الذهب : 2/216۔

[2] الجرح والتعديل : 8/111، اللباب : 1/249-250، تهذيب الكمال : خ 11179، طبقات الحفاظ : 293، شذرات الذهب : 2/208۔

"لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم روز قیامت اپنے رب کو دیکھ پائیں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب آفتاب کے سامنے بادل نہ ہو اور ماہتاب جب چودھویں کی رات میں ہو، تو کیا تم ان کو دیکھنے میں ایک دوسرے سے تکلیف اُٹھاتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، نہیں! تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسے ہی تم اپنے رب کو دیکھو گے۔ آگے طویل حدیث مذکورہ ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ [1]

موصوف جاوردی نے اسحاق، سوید بن سعید، محمد بن عبد الملک بن ابی الشوارب، اسماعیل ابن بنت السدی، ابو کریب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی اور آپ سے ابن خزیمہ، ابو حامد بن الشرقی، ابو الفضل محمد بن ابراہیم وغیرہ نے حدیث بیان کی ہے۔

ابن ابی حاتم بیان کرتے ہیں: میں نے "رے" میں ان سے حدیث سنی ہے۔ موصوف حفاظ حدیث میں سے صدوق ہیں۔ حاکم کا قول ہے: جارودی حفظ و کمال اور ریاست وحشمت میں اپنے وقت کے شیخ تھے۔ والد سمیت پورا گھرانہ حنفی تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ موصوف کو بعض علمی اسفار میں امام مسلم کی رفاقت کا شرف بھی ملا ہے۔

ابو احمد الحاکم بیان کرتے ہیں: امام محمد بن یحییٰ الذھلی اپنی تصانیف میں موصوف جارودی کی عربیت اور ذہانت سے استفادہ کرتے تھے اور اس غرض کے لیے بسا اوقات رات کو انہیں اپنے گھر میں ٹھہرا لیتے تھے۔ موصوف ربیع الاول ۲۹۱ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

ہمیں الحسن بن علی بن الجوہری نے اپنی سند کے ساتھ جارودی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبد اللہ بن عبد الرحمن سمرقندی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن بکر نے صدقہ بن ابی عمران سے، اُنہوں نے ایاد بن لقیط سے، اُنہوں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ ایک میدان میں ایک مردار کے پاس سے گزرے تو فرمایا: جتنا یہ مردار دنیا والوں کے نزدیک بے قیمت ہے، دنیا رب تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ بے قیمت ہے۔"

الجارودی کہتے ہیں: مذکورہ سند میں محمد بن بکر الحضنی ہے نہ کہ البرسانی۔ حاکم بیان کرتے ہیں: محفوظ روایت حضرت مستورد بن شداد سے مروی ہے۔

ہمیں ابن عساکر نے اپنی سند کے ساتھ الجارودی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں اسحاق بن ابراہیم الصواف نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں سالم بن نوح نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبید اللہ بن عمر نے نافع سے، انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ "نبی کریم ﷺ صرف اسی وقت چاشت کی نماز پڑھتے تھے جب آپ سفر سے واپس تشریف لاتے تھے"۔

---

[1] صحیح مسلم: کتاب الایمان: حدیث رقم: 299۔

(۶۹۴) ۱۰ / ۴۰: الحافظ، الثقہ ابو معشر حمدویہ بن الخطاب ابن ابراہیم البخاری، الضریر رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مستملی تھے۔ آپ نے محمد بن سلام بیکندی، ابو جعفر المسندی، یحییٰ بن جعفر، ابو قدامہ السرخسی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔

میرا نہیں خیال کہ موصوف نے کبھی کوئی علمی سفر کیا ہو اور آپ سے ابو بکر محمد بن احمد بن حامد السعد انی اور اہلِ بخارا نے حدیث بیان کی۔

(۶۹۵) ۱۰ / ۴۱: حافظِ کبیر ابو محمد عبید اللہ بن محمد بن مالک النیشا پوری، عبدوس رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ نے سمرقند میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ غنجار "تاریخِ بخارا" میں لکھتے ہیں: موصوف عبدوس نے یحییٰ بن یحییٰ قتیبہ، ابنِ راھویہ، ابن ابی شوارب، عمرو بن زرارہ اور فلاس وغیرہ سے حدیث سنی ہے۔ موصوف غنجار نے اس باب میں ائمہ محدثین کی ایک جماعت کا ذکر کیا ہے اور آپ سے محمد بن محمد بن نصر المروزی، عمر بن بجیر، سہل بن شاذ ویہ وغیرہ حضرات نے حدیث بیان کی ہے۔

ابو عمر محمد بن اسحاق بن جمیلہ السمر قندی بیان کرتے ہیں: حافظِ عبدوس نے سمرقند میں ۲۸۲ھ میں وفات پائی۔ جبکہ دوسروں نے آپ کا سنِ وفات شعبان ۲۸۳ھ بتلایا ہے۔

(۶۹۶) ۱۰ / ۴۲: الحافظ، الثقہ ابو عبد الرحمن تمیم بن محمد بن طمغاج الطوسی رحمۃ اللہ علیہ ❸

شیبان بن فروخ، ابراہیم بن حجاج، محمد بن رمح، ابن زغبہ، علی بن حجر، ھدیہ بن خالد اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، آپ نے المسند الکبیر کو جمع کیا۔ آپ سے محمد بن زھیر، علی بن حمشاذ، ابو عبد اللہ بن الاخرم، محمد بن العباس البخاری اور دیگر بے شمار لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ جن میں ابو نصر الفقیہ، محمد بن ابراہیم بن منذر بھی شامل ہیں جنہوں نے "الخلافیات" نامی کتاب لکھی ہے۔

حاکم بیان کرتے ہیں: مجھے ابو عمرو بن ابی جعفر نے اپنی سند کے ساتھ تمیم بن محمد الطوسی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں سلیمان بن سلمہ الخبائری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں عبد اللہ بن عبد القدوس نے، وہ کہتے ہیں ہمیں ھشام نے عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"چار چیزیں چار چیزوں سے مستغنی نہیں ہو سکتیں: آنکھ دیکھنے سے، زمین بارش سے، مادہ نر سے اور عالم علم سے۔"

ابو القاسم بن مندہ بیان کرتے ہیں: موصوف تمیم نے ۲۹۰ھ کے بعد وفات پائی۔

---

❷، ❶ ان دونوں حضرات کے ترجمہ کے مصادر اصل کتاب میں مذکور نہیں۔ نسیم

❸ طبقات الحنابلہ: 122/1، تاریخ ابن عساکر: خ 1275/3، ا۔ب، تہذیب بدران: 361/3۔

(۶۹۷) ۱۰/ ۴۳: حافظ الکبیر ابویحییٰ زکریا بن داؤد بن بکر النیشاپوری الخفاف رحمۃ اللہ علیہ ❶

حاکم بیان کرتے ہیں: آپ اپنے زمانے میں سب سے مقدم تھے۔ "تفسیر کبیر" لکھی۔ یحییٰ بن یحییٰ، یزید بن صالح الفراء علی بن جعد، ابومصعب زہری، ابوبکر بن ابی شیبہ اوران کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے ابوحامد بن الشرقی، حسن بن یعقوب، محمد بن صالح بن ھانی، محمد بن داؤد بن سلیمان، علی بن عیسیٰ اور ایک جماعت نے حدیث روایت کی ہے۔ موصوف نے ۲۸۶ھ میں وفات پائی۔

(۶۹۸) ۱۰/ ۴۴: الحافظ، الکاہر ابومحمد نصر بن احمد بن نصر الکندی، البغدادی، نزیلِ بخارا رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ نصرک کے نام سے معروف تھے۔ محمد بن بکار بن ریان، عبدالاعلیٰ بن محمد النرسی، عبیداللہ القواریری اوران کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی۔ اور آپ سے ابوالعباس بن عقدہ، حلف بن محمد الخیام اوران کے طبقہ کے لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

آپ نے ایک "المسند" بھی لکھی ہے۔ آپ علمِ حدیث کے ائمہ میں سے تھے۔ ابوالفضل السلیمانی کا قول ہے: کہتے ہیں کہ موصوف صالح جزرہ سے بھی بڑے حافظِ حدیث تھے۔ البتہ ان پر مسکرات نوش کرنے کی تہمت تھی۔

میں کہتا ہوں: مجھے ان کی حدیث نہیں ملی۔ موصوف نے ۲۹۳ھ میں وفات پائی۔

اِسی سال اِن محدثین نے بھی وفات پائی:

☆ ابراہیم بن علی الذھلی رحمۃ اللہ علیہ

☆ داؤد بن حسین صاحب یحییٰ بن یحییٰ النیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ

☆ عیسیٰ بن محمد الطہمانی المروزی رحمۃ اللہ علیہ

☆ فعفل بن عباس بن مہران الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ

☆ المعمر محمد بن اسد المرینی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ طیالسی کے اصحاب میں سے سب سے آخری ہیں۔

☆ محمد بن عبدوس بن کامل السراج رحمۃ اللہ علیہ

☆ وھمیم بن ھمام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ

ہمیں حسن بن یونس نے اپنی سند کے ساتھ نصر بن احمد الکندی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں سہل بن شاذویہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن سہل بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں میرے والد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عیسیٰ غنجار نے ابوحمزہ سے، انہوں نے

---

❶ موصوف کے ترجمہ کے مآخذ اصل کتاب میں مذکور نہیں۔

❷ تاریخ بغداد: 293/13، المنتظم: 59/6، طبقات الحفاظ: 295۔

اعمش سے، انہوں نے ایوب بن ابی تمیمہ سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"انگوروں کو "الکرم" کا نام مت دو کیونکہ "الکرم" یہ مسلمان مرد ہے"۔

سہل بیان کرتے ہیں کہ جب مسلم بن حجاج بخارا آئے تو میں نے انہیں یہ حدیث محمد بن سہل کے واسطہ سے سنائی۔ امام مسلم نے یہ حدیث سن کر اسے محمد بن سہل کے واسطہ سے بیان کیا۔

میں کہتا ہوں: اس حدیث کی اسناد کا تخریج مشکل ہے اور یہ حدیثِ مفرد ہے اور یہ حدیث اسی سند کے ساتھ محمد بن احمد تک کہ وہ بیان کرتے ہیں: ہمیں منصور بن جریر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبداللہ بن محمد بن الشرفی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں مسلم نے، وہ کہتے ہیں: مجھے ابوعبداللہ بن سہل نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں میرے والد نے بیان کیا۔ آگے حدیث ذکر ہے۔

(۶۹۹) ۱۰/۴۵: المحدث، العالم، الصدوق ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن ابی الدنیا القرشی، الامری، البغدادی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے متعدد کتب لکھیں اور ابن ابی الدنیا کے نام سے معروف ہوئے۔ آپ بنواُمیہ کے موالی میں سے تھے۔ ۲۹۸ھ میں پیدا ہوئے۔ سعید بن سلیمان، علی بن جعد، سعید بن محمد الجرمی، خلفِ بن ھشام، خالد بن خداش، عبداللہ بن خیران صاحب مسعودی، ابونصر التمار، عبیداللہ العیشی اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے حارث بن ابی اُسامہ نے آپ سے متقدم ہونے کے باوجود حدیث روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ احمد بن محمد اللنبانی، حسین بن صفوان البرذعی، ابوبکر النجاد، احمد بن خزیمہ، ابوبکر الشافعی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

ابنِ ابی حاتم کا قول ہے: میں نے والد صاحب کے ساتھ ہو کر ان سے حدیث لکھی ہے۔ یہ صدوق ہیں۔ خطیب بیان کرتے ہیں: آپ متعدد خلفاء کی اولادوں کے مؤدب واتالیق تھے۔ ابنِ کامل بیان کرتے ہیں:۔ خلیفہ معتضد کے مودب آپ ہی تھے۔ ابوبکر بن شاذان بیان کرتے ہیں: ہمیں ابوذر القاسم بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں: مجھے ابنِ ابی الدنیا نے بیان کیا: "مکتفی موفق کے پاس داخل ہوا۔ اس نے اپنی تختی کو اپنے ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔ یہ دیکھ موفق بولا: کیا بات ہے تو نے اپنی تختی اپنے ہاتھ میں تھام رکھی ہے؟ مکتفی نے جواب دیا۔ میرا غلام فوت ہو گیا ہے اور اسے اس کام سے یعنی تختی اور کتاب اُٹھانے سے راحت مل گئی ہے۔ یہ بات سن کر موفق کہنے لگا: یہ بات تم خود سے نہیں کر سکتے (ضرور تمہیں تمہارے مؤدب نے سکھلائی ہے) ایک مرتبہ رشید نے حکم دیا کہ اس پر اس کے بچوں کی تختیاں پیش کی جائیں۔ چنانچہ وہ تختیاں پیش کی گئیں۔ تو رشید نے اپنے بیٹے سے پوچھا: تیرے غلام کو کیا ہوا کہ تیری تختی اس کے ساتھ نہیں؟ اس نے کہا: وہ فوت ہو گیا ہے اور اسے کتاب سے راحت مل گئی ہے۔ اس پر رشید نے کہا: گویا کہ تم پر

---

[1] الجرح والتعدیل: 163/5، تاریخ بغداد: 10/89-91، طبقات الحنابلہ: 1/192-195، البدایۃ والنہایۃ: 71/11، الوافی بالوفیات: 2/228-229، طبقات الحفاظ: 294-295۔

موت کتاب سے زیادہ سہل ہے۔ اس نے کہا: جی ہاں! رشید نے کہا: تم کتاب چھوڑ دو۔ پھر رشید نے پوچھا: کیا تمہیں مودب سے محبت ہے؟ بیٹے نے کہا: بھلا میں اس سے محبت کیوں نہ کروں۔ یہ وہی تو ہیں جنہوں نے سب سے پہلی میری زبان پر رب کے ذکر کو جاری کیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ تو جب چاہے وہ تمہیں ہنسا بھی سکتا ہے اور جب تو چاہے وہ تمہیں رُلا بھی سکتا ہے۔ اس پر رشید نے کہا: اے راشد: اسے میرے سامنے پیش کرو۔ چنانچہ رشید کے سامنے پیش کیا گیا۔ پھر پہلے میں نے خلفاء کے اخبار و مواعظ کو بیان کیا جن کو سن کر رشید بے تحاشا رونے لگا۔ پھر میں نے نادر اعراب ذکر کیے، تو ہنسنے لگا۔ پھر مودب نے مجھے کہا: تو نے تو مجھے مشہور کر دیا۔ تو نے تو مجھے مشہور کر دیا۔

ہمیں ابن قدامہ نے اپنی سند کے ساتھ ابن ابی الدنیا سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں خالد بن خداش نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں صالح المری نے جعفر بن زید العبدی سے، اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک آدمی (وہاں سے) گزرا۔ اس پر ایک صاحب بولے "یہ تو مجنون (دیوانہ) ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجنون تو وہ ہے جو نافرمانی پر جما کھڑا ہو، البتہ یہ آدمی مرض زدہ ہے۔"

میں کہتا ہوں: ابن ابی الدنیا کی حدیث ابن بخاری کی وجہ سے نہایت درجہ کی عالی ہے کیونکہ اس حدیث میں وہ صرف چار واسطوں سے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ موصوف نے جمادی الاولیٰ ۲۸۱ھ میں وفات پائی۔

اس سال مالکیہ کے مشہور عالم محمد بن ابراہیم بن مواز نے بھی اسکندریہ میں وفات پائی۔

(۷۰۰) ۱۰/۶۴۶: الحافظ، العلامہ ابواسحاق ابراہیم بن اسماعیل العنبری، الطوسی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے ایک مسند بھی لکھی ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ، اسحاق بن راھویہ، قتیبہ، عبیداللہ القواریری، ہشام بن عمار، حرملہ، ابومصعب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے خراسان، عراق، شام، حرمین، مصر اور الجزیرہ میں حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے ابونضر الفقیہ، ابوالحسن بن زھیر، محمد بن صالح بن ھانی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

ابونضر کا قول ہے: میں نے موصوف سے ان کی مسند اپنے خط کے ساتھ دو سو دس سے زیادہ اجزاء میں لکھی ہے۔ حاکم موصوف کا ذکر کر کے کہتے ہیں: موصوف اپنے زمانے میں طوس کے محدث تھے اور طوس کے شیخ محمد بن اسلم کے بعد ان لوگوں کے شیخ، زاہد اور عالم بھی تھے۔ "تاریخ حلب" کے مولف نے لکھا ہے: شاید ان کا انتقال ۲۹۰ھ سے قبل ہوا تھا۔

---

[1] العبر: 67/2، وفیات سنۃ: 282)، طبقات الحفاظ: 295، شذرات الذھب: 205/2، تہذیب بدران: 200/2-201۔

(۷۰۱) ۱۰/۷ ۴: حافظِ کبیر ابوعلی حسین بن محمد بن عبدالرحمن بن فہم بن محرز البغدادی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے حسین بن فہم کے نام سے شہرت پائی۔ محمد بن الکاتب سے ان کی "الطبقات" سنی۔ ان کے علاوہ خلف بن ھشام، محمد بن سلام الجمعی، ابن معین، مصعب بن عبداللہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے حدیث سننے والوں میں احمد بن معروف الخشاب، احمد بن کامل، اسماعیل الخطبی، ابوعلی الطوماری وغیرہ کے نام گنوائے جاتے ہیں۔

موصوف تھوڑا کم سنتے تھے۔ ابنِ کامل کا قول ہے: موصوف عمدہ مجلس والے، علوم وفنون کے ماہر، حدیث کی مسند ومقطوع روایات کو بہت زیادہ یاد کرنے والے۔ ان کے علاوہ اخبار وانساب کی اصناف، شعر کی اقسام، رجال کی معرفت پر بھی بے حد درک رکھتے تھے۔ زبردست فصیح وبلیغ تھے۔ البتہ فقہ میں متوسط استعداد رکھتے تھے۔ ایک دفعہ مجھ سے کہنے لگے: میں معرفتِ رجال ابن معین سے اور محدثین کی ایک جماعت سے حاصل کی ہے۔ دارقطنی بیان کرتے ہیں: حسین بن فہم قوی نہیں۔ خطبی نے آپ کا سنِ وفات رجب ۲۸۹ھ بتلایا ہے جبکہ آپ ۲۱۱ھ میں پیدا ہوئے تھے۔

اِس سال اِن ائمہ محدثین نے بھی وفات پائی:

☆ مسندِ مصر ابویزید یوسف بن یزید القراطیسی رحمۃ اللہ علیہ

☆ مسندِ دمشق ابوعبدالملک احمد بن ابراہیم بن البسری رحمۃ اللہ علیہ

☆ بکر بن سہل الدمیاطی رحمۃ اللہ علیہ

☆ خلیفہ معتضد باللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۷۰۲) ۱۰/۸ ۴خ: الحافظ، الامام ابوعلی حسین بن محمد بن زیاد نیشاپوری، القبانی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نیشاپور میں حدیث کا ایک ستون تھے۔ اسحاق، سہل بن عثمان، ابراہیم بن منذر، منصور بن ابی مزاحم، ابومصعب، ابن ابی شیبہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔ (ان شاء اللہ)۔ کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ایک جگہ سند بیان کی ہے: "حدثنا حسین، حدثنا احمد بن منیع" کلابازی وغیرہ کا قول ہے کہ یہاں مذکور حسین یہ القبانی ہیں، البتہ ایک قول ان کے حسین بن یحییٰ بن جعفر بیکندی کے ہونے کا بھی ہے۔ لیکن پہلا قول زیادہ انسب ہے کیونکہ قبانی کے پاس احمد بن منیع کی مسند موجود تھی اور نیشاپور میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت ہمہ وقت حاضر باش وہی رہتے تھے۔

---

[1] تاریخ بغداد: 8/92-93، العبر: 2/83، البدایة والنهایة: 11/95-96، طبقات الحفاظ: 295-296، شذرات الذهب: 2/201۔

[2] اللباب: 3/12، تهذیب الکمال: خ 298-299، میزان الاعتدال: 545-546، تهذیب التهذیب: 2/368-369، طبقات الحفاظ: 296، شذرات الذهب: 2/201۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ آپ سے دعلج السجزی، محمد بن یعقوب بن اخرم، ابوالفضل محمد بن ابراہیم الہاشمی، یحییٰ بن محمد العنبری اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

حاکم کا قول ہے: موصوف حدیث کا ایک ستون اور حافظِ نیان تھے۔ علمی اسفار کثرت کے ساتھ کئے۔ "المسند" الابواب، التاریخ اور الکنی لکھی۔ خود قبانی سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں: میرے دادا زیاد کا ایک بھاری [1] کانٹا تھا۔ وہ خود وزن نہ تولتے تھے البتہ وہ کانٹا دوسروں کو استعمال کے لیے دے دیا کرتے تھے۔ پھر اسی کانٹے کی طرف ہو کر میرے دادا قبانی کہلانے لگے (اور اسی نسبت سے میں بھی قبانی کہلاتا ہوں)۔ موصوف یہ کانٹا اپنے ساتھ بلادِ فارس سے لے کر آئے تھے۔

ابوعبداللہ الاخرم کا قول ہے: امام مسلم کے بعد حضرات محدثین کا مرجع آپ ہی بن گئے تھے۔ محمد بن صالح بن ھانی کا قول ہے: میں نے حسین قبانی کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں نے امام بخاری کو سریج بن یونس کے واسطہ سے حدیث سنائی ہے۔ پھر میں نے کسی طالبِ علم کے پاس کتاب میں یہ لکھا دیکھا: میں نے یہ حدیث امام بخاری سے سنی ہے اور اُنہوں نے وہ حدیث قبانی سے سنی ہے۔

موصوف قبانی نے ۲۸۹ھ میں وفات پائی۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ حسین بن محمد القبانی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے، اُنہوں نے ابوالاحوص سے، اُنہوں نے ابواسحاق سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے عمرو بن میمون کو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے سنا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"(اے معاذ! یہ بتلاؤ کہ) اللہ کا (اپنے) بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: (وہ یہ) کہ بندے اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں"۔ [2] آگے باقی کی حدیث مذکور ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "عن اسحاق عن یحییٰ بن آدم، عن ابی الاحوص" کے طریق سے روایت کیا ہے۔

ہمیں اسماعیل بن عبدالرحمن نے اپنی سند کے ساتھ حسین بن محمد القبانی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابومعمر نے ابراہیم بن سعد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اعرج سے، اُنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزِ جمعہ نمازِ فجر (کی پہلی رکعت) میں الم تنزیل اور (دوسری رکعت میں) "ھل اتی علی الانسان" کی

---

[1] قبّان: بھاری اشیاء تولنے کا ایک پلڑے کا کانٹا۔ جس کے اوپر ایک لمبی چھڑی ہوتی ہے جس پر خانے اور نمبر بنے ہوتے ہیں اور اس میں ایک کڑا لگا ہوتا ہے۔ وزن کے جھکاؤ سے وہ کڑا جس نمبر پر آتا ہے وہی وزن معتبر ہوتا ہے۔ (القاموس الوحید: ص 1274)۔ اسی کانٹے کی طرف منسوب ہو کر موصوف صاحبِ ترجمہ "قبانی" کہلاتے تھے۔ نسیم

[2] صحیح البخاری: کتاب التوحید: باب رقم: 1۔

قرأت فرماتے تھے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے "عن ابی الطاھر عن ابی وھب عن ابراھیم" کے طریق سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

(۷۰۳) ۱۰/۴۹: الحافظ، الثبت، البارع ابوبکر محمد بن اسماعیل بن مہران الاسماعیلی النیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ اسماعیل کے نام سے معروف تھے۔ اور یہ ان اسماعیلی کے علاوہ ہیں جو ابن عدی کے رفیق اور ان اسماعیلی سے متاخر ہیں۔ آپ نے ہشام بن عمار، حرملہ، عیسیٰ بن حماد، احمد بن ابی الحواری، ابونعیم الحلبی، اسحاق بن موسیٰ الخطمی، اسحاق بن راھویہ، یحییٰ بن طلحہ الیربوعی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حرمین، شام، مصر، کوفہ، بصرہ، بغداد، نیشاپور اور دیگر بلادِ اسلامیہ میں حدیث سنی۔

جبکہ آپ سے ابوالعباس السراج، ابوحامد بن الشرقی، ابوبکر احمد بن علی الرازی، ابوعبداللہ الاخرم، دعلج، ابن نجید، علی بن حمشاذ، ابوالعباس محمد بن حمدان نزیل خوارزم، احمد بن اسحاق الصید لانی اور خود آپ کے بیٹے احمد بن محمد بن اسماعیل اور ان کے علاوہ دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

حاکم بیان کرتے ہیں: موصوف نیشاپور میں حدیث کی کثرت، اسفارِ علمیہ کی کثرت اور شہرت کی وجہ سے حدیث کا ایک رکن اور ستون سمجھے جاتے تھے۔ آپ بصریوں اور شامیوں سے بہت عمدہ حدیث بیان کرتے تھے۔ آپ نے زہری کی حدیث کو جمع کیا اور بہت خوب جمع کیا۔ اسی طرح مالک، یحییٰ بن سعید، عبداللہ بن دینار، موسیٰ بن عقبہ کی احادیث کو بھی جمع کیا۔ آپ ثقہ اور مامون تھے۔

ابراہیم بن ابی طالب کا قول ہے: ہمیں امام مالک کی احادیث کو اسماعیلی کی طرح کسی نے بھی بیان نہیں کیا کیونکہ وہ بہت عمدہ احادیث بیان کرتے تھے۔

حاکم بیان کرتے ہیں: میں نے احمد بن محمد بن اسماعیل کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میرے والد صفر ۲۸۹ھ میں بیمار پڑ گئے اور اس مرض میں مبتلا رہ کر بالآخر ذی الحجہ ۲۹۵ھ میں رحلت فرما گئے۔

حاکم بیان کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن سعد کو بار بار اس بات پر افسوس کرتے دیکھا کہ انہیں اسماعیلی سے حدیث سننے کا موقع نہ مل سکا اور کہا کرتے تھے کہ ہم انہیں اس وقت ملے جب انہیں لقوہ ہو گیا تھا اور یہ بیماری تادمِ واپسی ختم نہ ہوئی۔

ہمیں ابن ابی عصرون، ابنِ عساکر اور بنت کندی نے المؤید طوسی، ابوروح الھروی اور زینب بنت الشعری سے کتابۃً بیان کیا۔ مؤید کہتے ہیں: ہمیں ابوعبداللہ المذاری نے، جبکہ زینب کہتی ہیں: ہمیں اسماعیل القاری نے اور ابوروح کہتے ہیں: ہمیں تمیم

---

[1] الانساب: ب/36، میزان الاعتدال: 485/3، مرأۃ الجنان: 225/2، لسان المیزان: 5/81-82، طبقات الحفاظ: 296-297، شذرات الذھب: 221/2۔

الجرجانی نے بیان کیا اور وہ تینوں (ابوعبداللہ مزاری، اسماعیل القاری اور تمیم جرجانی) کہتے ہیں: ہمیں ابوحفص عمر بن احمد بن عمر الزاهد نے اپنی سند کے ساتھ اسماعیلی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں سوار بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں معتمر بن سلیمان نے ایوب سے، انہوں نے محمد سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جب کتا کسی برتن میں منہ ڈال جائے تو اسے سات مرتبہ دھویا جائے جن میں سے پہلی بار اسے مٹی سے مانجھا جائے اور جب بلی کسی برتن میں منہ مار جائے تو اسے صرف ایک مرتبہ دھویا جائے"۔ ❶

(۷۰۴) ۱۰/۵۰: الحافظ، الثبت، المامون ابواحمد محمد بن عبدوس بن کامل السلمی، البغدادی، السراج رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ ابنِ عبدوس کے نام سے معروف تھے اور عبداللہ بن احمد بن حنبل کے رفیق تھے۔ آپ کے والد موصوف عبدوس کا نام عبدالجبار تھا۔ آپ نے علی بن جعد، داؤد بن عمرو الضبی، احمد بن حبان، ابوبکر بن ابی شیبہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے جعفر الخلوی، ابوبکر النجار، دعلج السجزی، ابن ماسی، طبرانی، اور دیگر متعدد لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

ابوالحسین بن منادی کا قول ہے: ابنِ عبدوس حفاظِ حدیث میں شمار کیے جاتے تھے۔ موصوف کو حدیث کی نہایت معرفت حاصل تھی۔ آپ کے ثقہ اور ضبط ہونے کی وجہ سے لوگوں نے آپ سے خوب حدیث روایت کی ہے۔ آپ کی عبداللہ بن احمد بن حنبل سے بھائیوں جیسی دوستی تھی۔ آپ نے رجب کے اخیر میں یا شعبان کے شروع میں ۲۹۳ھ میں وفات پائی۔

اور میری ابنِ نجید تک سند کے ساتھ، ابنِ نجید بیان کرتے ہیں کہ ہمیں محمد بن عبدوس نے بغداد میں بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں مسروق بن مرزبان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالسلام بن حرب نے یزید بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

"ہمیں مشرکوں کے تاجروں کو قتل کردینے سے منع کردیا گیا"۔

(۷۰۵) ۱۰/۵۱: الحفاظ، البارع، الناقد ابومحمد بن عبدالرحمن بن یوسف بن سعید بن خراش المروزی ثم البغدادی ❸

آپ ابنِ خراش کے نام سے معروف تھے۔ عبدالجبار بن العلاء مکی، خالد بن یوسف السمتی، عمرو بن علی الفلاس، علی بن خشرم، ابوعمیر بن نحاس، ابوالتقی ھشام بن عبدالملک الحمصی، نصر بن علی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے مصر سے خراسان تک کے بلاد

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الوضوء، باب رقم 33۔ صحیح مسلم: کتاب الطھارۃ: حدیث رقم: 89-91۔

❷ تاریخ بغداد: 2/380-381، طبقات الحنابلۃ: 1/314، طبقات الحفاظ: 297، شذرات الذھب: 2/512۔

❸ الکامل لابن عدی: (خ ۲۔ الظاھریۃ) 2/236، تاریخ بغداد: 10/280-281، میزان الاعتدال: 2/600-601، العبر: 2/70-71، لسان المیزان: 3/444-445، طبقات الحفاظ: 298، شذرات الذھب: 2/184۔

اسلامیہ میں حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے ابوسہل القطان، ابوالعباس بن عقدہ، بکر بن محمد بن الصیر فی وغیرہ نے حدیث بیان کی ہے۔

بکر بن محمد بیان کرتے ہیں: میں نے ابنِ خراش کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں نے اس علم کی تحصیل میں بڑی بڑی مصیبتیں جھیلی ہیں اور تو اور پیاس کی شدت سے پانچ مرتبہ خود اپنا پیشاب تک پینے کی نوبت آ گئی تھی۔ ابونعیم بن عدی کا قول ہے: میں نے ابنِ خراش سے بڑا حافظِ حدیث نہیں دیکھا۔ ابنِ عدی جرجانی بیان کرتے ہیں: موصوف میں قدرے تشیع پایا جاتا تھا۔ مجھے اُمید ہے کہ عمداً کذب بیانی سے کام نہ لیتے ہوں گے۔ میں نے ابنِ عقدہ کو ہی بیان کرتے سنا ہے: ابنِ خراش جب ہمارے پاس تشیع کی کوئی بات لکھتے تھے تو یہ کہا کرتے تھے: یہ بات صرف میرے اور تمہارے درمیان دفن رہے گی اور میں نے عبدان کو یہ کہتے سنا ہے: ایک مرتبہ بندار ہمارے پاس بیٹھے تھے کہ ابنِ خراش ان کے پاس دو جزلے کر آیا۔ جو اس نے (معاذ اللہ) حضرات شیخین رضی اللہ عنہما (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ) کے مثالب پر سیاہ کیے تھے۔ بندار نے دو ہزار دراہم کے بدلے اسے ان تاریکیوں کے بیان کی اجازت دے دی۔ بندار نے اس رقم سے ایک حجرہ تعمیر کرنا شروع کیا۔ افسوس کہ حجرہ مکمل ہوتے ہی بندار کی زندگی کی ڈور بھی پوری ہوگئی اور وفات پا گیا (اور اسے اس حجرہ میں رہنا بھی نصیب نہ ہوا)۔

ابوزرعہ محمد بن یوسف بیان کرتے ہیں: ابنِ خراش نے (معاذ اللہ) حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے مثالب لکھے (خاکش بدھن) اور وہ رافضی تھا۔

ابنِ عدی بیان کرتے ہیں: میں نے عبدان کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں نے ابنِ خراش سے حدیث کے بارے میں پوچھا: "ہم (گروہِ انبیاء) جو چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔" (کہ یہ حدیث کیسی ہے) تو اس نے کہا کہ یہ حدیث بالکل نہیں ہے اور اس نے مالک بن اوس پر کذب کی تہمت بھی دھردی۔ (جو اس حدیث کے راوی ہیں)۔ آگے عبدان بیان کرتے ہیں کہ ابنِ خراش مرسل روایات کو موصول اور موقوف روایات کو مرفوع کر کے روایات کیا کرتا تھا۔

میں کہتا ہوں: یہ جاہل رافضی تو نہ حدیث جانتے ہیں اور نہ سیرت اور نہ انہیں حدیث کی کیفیت کا علم ہے، لیکن اے حافظِ حدیث اور ماہر عالم! جس نے اس علم کی خاطر اپنا پیشاب تک پیا اگر تو اپنے ان علمی اسفار میں مخلص اور سچا ہے تو تو بتلا کہ روزِ قیامت رب تعالیٰ کو (ان خرافات وہزلیات اور ہرزہ سرائیوں کا) کیا عذر پیش کرے گا؟ حالانکہ تو تو ان سب باتوں کے حقائق سے باخبر بھی ہے۔ ارے! تو تو زندیق ہے اور حق کا مخالف بھی ہے اللہ تجھ سے کبھی راضی نہ ہو۔

ابنِ خراش ۲۸۳ھ میں اللہ کی ناراضی کی طرف ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جا پہنچا۔

اسی سال ان محدثین کا بھی انتقال ہوگیا:

☆ اسحاق بن ابراہیم بن سنین الختلی، مؤلفِ "الدیباج"

☆ شیخ الصوفیہ سہل بن عبداللہ التستری۔

☆ محمد بن سلیمان بن الحارث الباغندی۔ موصوف حافظ ابی بکر محمد بن محمد کے والد ہیں۔
☆ محمد بن غالب بن حرب التمتام، المحدث

(۷۰۶) ۱۰/ ۵۲: الحافظ، الامام ابوبکر محمد بن محمد ابن رجاء السندی الاسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے ایک "الصحیح" بھی لکھی اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کی تخریج بھی کی۔ اسحاق بن راھویہ، احمد بن حنبل، علی ابن المدینی، ابن نمیر، ابوبکر بن ابی شیبہ اور ان جیسے ائمہ محدثین سے سنی۔ طالب علم کے لیے متعدد اسفار کیے۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابوعوانہ، ابوحامد بن الشرقی، محمد بن صالح بن حانی، ابن الاخرم، ابونضر محمد بن محمد اور دیگر حضرات شامل ہیں۔

حاکم بیان کرتے ہیں: موصوف اسفرائنی دیندار، ثبت اور اپنے زمانے میں دوسروں پر فائق تھے۔ اپنے دادا رجاء اور ایک جماعت سے حدیث سنی۔ بشر بن احمد نے آپ کا سنِ وفات ۲۸۶ھ ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے اَسّی برس کی عمر پائی۔

(۷۰۷) ۱۰/ ۵۳: الحافظ، العلامہ ابواسحاق ابراہیم بن معقل بن حجاج النسفی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نسف کے عالم اور قاضی تھے۔ "المسند الکبیر" اور ایک تفسیر لکھی۔ قتیبہ بن سعید، جبارہ بن المغلس، ھشام بن عمار اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی۔ اور صحیح البخاری کو خود امام بخاری سے روایت کیا۔

المستغفری بیان کرتے ہیں: قاضی نسفی فقیہہ، حافظ، پاکدامن اور پرہیزگار ہونے کے ساتھ ساتھ علماء کے اختلاف کو علی وجہ البصیرت جانتے تھے۔

آپ سے آپ کے بیٹے سعید نے، اور محمد بن زکریا اور عبدالمؤمن بن خلف نے حدیث بیان کی ہے۔ یہ سب حضرات نسفی تھے۔ موصوف نے ذی الحجہ ۲۹۵ھ میں وفات پائی۔

الخلیلی بیان کرتے ہیں: آپ حافظ اور ثقہ تھے۔

ہمیں احمد بن عبداللہ نے اپنی سند کے ساتھ ابراہیم بن معقل سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوکریب نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں: مجھے موسیٰ بن عبداللہ بن مثنیٰ نے اپنے چچا ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

---

[1] الجرح والتعدیل : 87/8، تاریخ ابن عساکر خ : 451/15 ب ، 452 أ، طبقات الحفاظ : 298، شذرات الذھب : 194-193/2۔

[2] العبر : 2/100-101، الوافی بالوفیات : 149/6، النجوم الزاہرہ : 164/3، طبقات الحفاظ : 298، طبقات المفسرین : 22/1، شذرات الذھب : 218/2، تہذیب بدران : 300/2۔

"جس نے چاشت کی نماز پڑھی اللہ اس کے لیے جنت میں سونے کا ایک گھر بنائے گا"۔ ❶

اس حدیث کو امام ترمذی نے ابو کریب سے روایت کیا ہے اور وہ اسے موسیٰ بن فلاں بن انس سے اور وہ اسے ثمامہ سے روایت کرتے ہیں۔

(۷۰۸) ۱۰/۵۴: الفقیہ، الحافظ، ابو محمد عبدان بن محمد بن عیسیٰ المروزی رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ نے قتیبہ بن سعید، اسماعیل بن مسعود الجحدری، علی بن حجر، ابو کریب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے خراسان، حرمین اور عراق وغیرہ، بلادِ اسلامیہ میں حدیث سنی۔ اور آپ سے عمر بن علک، ابن الشرقی، ابو العباس الدغولی، یحییٰ بن محمد العنبری، ابو احمد العسال، ابو القاسم الطبرانی، اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ مرو کے مفتی اور وہاں کے عالم اور درویش تھے۔ مصر گئے تو اصحابِ شافعی سے فقہ حاصل کیا اور شافعی مذہب میں طاق ہو گئے اور موطاء وغیرہ کو تصنیف کیا۔

ہمیں ایک جماعت نے ❸ اِذن کے ساتھ منصور الفراوی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن اسماعیل نے اپنی سند کے ساتھ عبدان بن محمد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے قتیبہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں معن نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابراہیم بن طہمان نے ابو زبیر سے، انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

"ایک آدمی کے سینے میں یا حلق میں ایک انجانا تیر آ لگا جس سے وہ شہید ہو گیا۔ تو اسے اسی حالت میں اس کے کپڑوں میں لپیٹ (کر دفن کر) دیا گیا۔ جبکہ ہم اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔"

یہ حدیث غریب ہے۔ جبکہ معجم طبرانی میں یہ حدیث زیادہ عالی اسناد کے ساتھ مروی ہے۔

خطیب بیان کرتے ہیں: موصوف ثقہ، حافظ، زاہد اور صالح تھے۔ ۲۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۹۳ھ میں وفات پا گئے۔

ابن سمعانی کا قول ہے: آپ خراسان میں مذہب شافعی کو پھیلانے والوں میں سے ایک ہیں۔ احمد بن سیار کے بعد فتاویٰ اور پیچیدہ مسائل کے حل کے لیے لوگوں کا مرجع آپ ہی تھے۔

میں کہتا ہوں: طبرانی کی آپ سے مکہ میں ملاقات ہوئی تھی۔

---

❶ جامع الترمذی: کتاب الوتر: باب رقم: 15۔

❷ تاریخ بغداد: 11/135-136، الانساب: 1/138، المنتظم: 6/58، طبقات السبکی: 2/297-298، طبقات الحفاظ: 298-299، شذرات الذہب: 2/215، حسن المحاضرۃ: 1/349۔

❸ یہ اجازت ہی کا دوسرا نام ہے جو تحصیل حدیث کا تیسرا طریقہ ہے۔ اس کی مفصل تعریف گزر چکی ہے۔ نسیم

(۷۰۹) ۱۰/ ۵۵: الامام، رحلۂ وقت ابو محمد عبداللہ بن احمد بن موسیٰ بن زیاد الاھوازی الجوالیقی عبدان رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے متعدد کتابیں لکھیں۔ ابو کامل جحدری، محمد بن بکار بن ریان، سہل بن عثمان العسکری، ھشام بن عمار، خلیفہ بن خیاط، ابو شیبہ کے دونوں بیٹوں اور ان کے معاصرین وقران سے حدیث سنی۔ اور آپ سے ابن قانع، حمزہ الکنانی، ابو القاسم طبرانی، ابو بکر اسماعیلی، ابو عمرو بن حمدان، ابو بکر بن المقری اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

میں نے احمد بن ھبۃ اللہ پر عبد المعز بن محمد سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں زاھر المستملی نے عبداللہ بن احمد سے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں ھشام بن عمار نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ولید نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں اوزاعی نے عطاء سے اور انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ

"ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایک رشتہ دار ان کے پاس بیٹھا تھا۔ جسے موت (کی سختی) مارے جا رہے تھی۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ حالت دیکھی تو ارشاد فرمایا: تو اپنے (اس) رشتہ دار پر دل گیر مت ہو کہ یہ (یعنی اس کی تکلیف کو دیکھ کر صبر کرنا) بھی تیری نیکیوں میں سے تھے"۔

اگرچہ اس حدیث کے رواۃ ثقہ ہیں۔ لیکن یہ روایت منکر ہے۔ اسے ابن ماجہ نے ھشام سے روایت کیا ہے۔ ہم نے اس کی سند کے عالی ہونے کی وجہ سے اس کی موافقت کی ہے۔

ہمیں ابن ابی الخیر نے خلیل بن بدر سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں جعفر بن عبد الواحد نے اپنی سند کے ساتھ عبدان سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عباس بن عبد العظیم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں احوص بن جواب نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عمار بن رزیق نے اعمش سے، انہوں نے شعبہ سے، انہوں نے ثابت سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

"میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اور جنابِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور جنابِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پیچھے (بھی) نمازیں پڑھی ہیں۔ پس یہ حضرات "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کو جہراً نہیں پڑھا کرتے تھے"۔

حافظ ابو علی نیشاپوری بیان کرتے ہیں: میں نے چار ائمہ حدیث کو دیکھا ہے۔ (۱) ابراہیم بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ، (۲) عبدان الاھوازی رحمۃ اللہ علیہ، (۳) ابو عبد الرحمن النسائی رحمۃ اللہ علیہ، .... رہے عبدان تو انہیں ایک لاکھ احادیث یاد تھیں۔ ہمیں نے مشائخ میں ان سے بڑا حافظِ حدیث نہیں دیکھا۔

حمزہ الحافظ کا قول ہے: میں نے عبدان کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں ایوب کی حدیث کے لیے اٹھارہ مرتبہ بصرہ گیا ہوں اور

---

[1] تاریخ بغدا: 9/378-379، الانساب: 1/139، المنتظم: 6/150-151، العبر: 2/133، مرآۃ الجنان: 2/249، طبقات الحفاظ: 299، شذرات الذھب: 2/249، الرسالۃ المستطرفۃ: 96۔

میں نے وہاں سے اصحاب حدیث کی جمع کردہ احادیث کو جمع کیا۔ سوائے امام مالک کی حدیث کے۔ کہ میرے پاس موطا عالی اسناد کے ساتھ موجود نہ تھی اور سوائے ابوحصین کی حدیث کے اور میں نے بشر بن مفضل کی چھ سو احادیث کو جمع کیا۔ جو چاہے ان میں اور اضافہ بھی کر لے۔

ابنِ حبان کا قول ہے: عبدان ہمارے پاس ایک بڑا بلند رتبہ اور معزز لشکر لے کر آئے۔ موصوف زبردست تنگدست آدمی تھے۔ ابنِ عدی بیان کرتے ہیں: عبدان بڑے نام والے تھے۔ میں کہتا ہوں: عبدان کو غلطی اور تھوڑا بہت وہم پیش آتا تھا البتہ موصوف صدوق ہیں۔ نوے برس کی عمر پا کر ۳۰۶ھ کے اخیر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

اسی حال ان ائمہ محدثین نے بھی وفات پائی:

☆ فقیہہ عراق ابوالعباس احمد بن عمر بن سریج الشافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ موصوف نے پچھتر برس کی عمر پائی تھی۔

☆ مسندِ بغداد ابوعبداللہ احمد بن یحییٰ بن الجلاء رحمۃ اللہ علیہ

☆ المسند علی بن اسحاق بن زاطیا المخرومی رحمۃ اللہ علیہ

☆ القاضی محمد بن خلف رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کا لقب وکیع تھا۔

☆ محدثِ قزوین محمد بن سعود الاسدی رحمۃ اللہ علیہ

(۷۱۰) ۱۰/۵۶: الحافظ، العالم ابوعلی عبداللہ بن محمد بن علی البلخی، محدثِ بلخ رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے قتیبہ بن سعید، ابراہم بن یوسف، علی بن حجر، ہدیہ بن عبدالوہاب اور ائمہ محدثین کی ایک جماعت سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے ابن قانع، الجعابی اور ابوبکر الشافعی وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ نے علیلی اور تاریخ پر کتابیں لکھیں اور اخیر عمر میں نیشاپور اور بغداد میں حدیث بیان کی۔

احمد بن خضر شافعی بیان کرتے ہیں: جب عبداللہ بن محمد البلخی نیشاپور آئے تو وہ لوگ آپ سے حدیث کا مذاکرہ کرنے سے عاجز آ گئے۔ پھر جعفر بن محمد بن نصر نے حج کی احادیث کا مذاکرہ کیا جن کو عبداللہ بن محمد بیان کیا کرتے تھے۔ تب جعفر نے ان سے کہا کہ کیا تمہیں تیمی کی وہ احادیث یاد ہیں جو وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ کیا؟ جس پر عبداللہ مبہوت ہو کر رہ گئے۔ تب جعفر نے یوں حدیث بیان کی:

ہمیں یحییٰ بن حبیب نے اس سند کے ساتھ بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں معتمر نے اپنے والد سے بیان کیا۔ (آگے باقی کی سند اور حدیث ہے)

اللہ ان قرامطہ کا ستیاناس کرے کہ موصوف عبداللہ ۲۹۴ھ میں ان بدبختوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ البتہ امام ابوعبداللہ

[1] تاریخ بغداد: 1/93-94، المنتظم: 6/79، العبر: 2/102، شذرات الذہب: 2/219۔

نے یہ کہا ہے کہ موصوف عبداللہ نے بلخ میں ۲۹۵ھ میں وفات پائی۔

ابوبکر خطیب بیان کرتے ہیں: موصوف عبداللہ بن محمد حفظ واتقان اور وثاقت اور کثرت روایت میں حضرات محدثین کے امام تھے۔ آپ نے متعدد کتابیں بھی لکھیں۔

میں کہتا ہوں: میرے پاس ابن قانع کی معجم کے دسویں جز میں عبداللہ بن محمد کی حدیث ہے جبکہ تمام نے اپنے فوائد کے تیسرے جز میں اپنے والد کے واسطے سے عبداللہ بن محمد سے حدیث بیان کی ہے اور میرے پاس ابن جمیع کے مجموعے میں عبداللہ بن محمد البنر از کی سند سے موصوف سے مروی ایک حدیث ہے۔

(۷۱۱) ۱۰/۵۷: حافظِ کبیر ابویحییٰ عبدالرحمن بن محمد بن سلم الرازی رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ جامع اصبہان کے امام اور ایک مسند اور ایک تفسیر کے مصنف بھی ہیں۔ سہل بن عثمان، عبدالعزیز بن یحییٰ، حسین بن عیسیٰ الزہری اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی ہے۔ جبکہ آپ سے ابواحمد العسالی، ابوالشیخ الطبرانی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

آپ ثقہ محدثین میں سے تھے۔ آپ ۲۹۱ھ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔

(۷۱۲) ۱۰/۵۸: الحافظِ الامام ابوسعد یحییٰ بن منصور الھوری رحمۃ اللہ علیہ ❷

موصوف اکابر اور سر برآوردہ علماء میں سے تھے۔ علی ابن المدینی، احمد بن حنبل، اسحاق، حبان بن موسیٰ، ابن نمیر، ابومصعب یعقوب بن کاسب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابوالعباس بن عقدہ ابوعبداللہ بن الاخرم، محمد بن صالح بن ھانی اور ایک جماعت کے لوگوں کے نام شمار کیے جاتے ہیں جن میں سب سے آخر میں وفات پانے والے جناب احمد بن موسیٰ الغیزرانی کا نام لیا جاتا ہے۔

حاکم اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں: ابوسعد الھروی الحافظ اپنے زمانہ میں اپنے علاقے کے امام تھے۔ موصوف نے ماہ شعبان میں بمقام ھرات وفات پائی۔ یہ حاکم کا بیان ہے۔ جبکہ دوسروں نے آپ کا سن وفات ذی الحجہ ۲۹۲ھ ذکر کیا ہے اور یہی قول زیادہ راجح ہے۔

خطیب بیان کرتے ہیں: یہ یحییٰ بن ابی نصر منصور ہیں۔ آپ نے بغداد میں حدیث بیان کی ہے۔ آپ کے اہل میں سے آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابوعمرو بن سماک ہیں۔ ان کے علاوہ الختلی اور ابوبکر الشافعی نے بھی آپ سے حدیث

---

❶ ذکر اخبار: اصبہان: 2/112-113، النجوم الزاہرہ: 3/133، طبقات المفسرین: 1/282، طبقات محدثین باصبہان ورقۃ: 134۔

❷ تاریخ بغداد: 14/225-226، طبقات الحنابلۃ: 1/401، المنتظم: 6/26، طبقات الحفاظ: 300، النجوم الزاھرہ: 3/123، شذرات الذھب: 2/213۔

روایت کی ہے۔ آپ ثقہ، زاہد، صالح اور حافظ تھے۔ آگے لکھتے ہیں: اسحاق بن یعقوب نے آپ کا سنِ وفات تقریباً ۲۸۷ھ بیان کیا ہے اور مہینہ شعبان کا ذکر کیا ہے۔

ہمیں مسلم بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ یحییٰ بن منصور الھروی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں سوید نصر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابن مبارک نے موسیٰ بن عقبہ سے، اُنہوں نے سالم سے، اُنہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: "آپ اکثر ان الفاظ کے ساتھ قسم اُٹھاتے تھے: "لا ومقلب القلوب": (اس ذات کی قسم جو دلوں کو پلٹنے والی ہے)۔

(۷۱۳) ۱۰/۵۹: الحافظ، الرحال ابو اسحاق ابراہیم بن یوسف الرازی الھسنجانی رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ نے طالوت بن عباد، عبد الواحد بن غیاث، ھشام بن عمار اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ آپ نے سو اجزاء سے زیادہ پر مشتمل ایک سند بھی لکھی۔ آپ نے ایک مسند بھی لکھی۔ آپ سے اس مسند کو میسرہ بن علی القزوینی نے روایت کیا ہے اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابو بکر الاسمعیلی، ابو علی الحسن النیشاپوری، ابو احمد بن عدی، احمد بن علی الدیمی، العباس بن الحسین الصفار وغیرہ کا نام شامل ہے۔ الصفار آپ کے اصحاب میں سے سب سے اخیر میں فوت ہوئے تھے۔

ابو علی النیشاپوری نے آپ کو ثقہ اور مامون کہا ہے۔ ابو الشیخ آپ کا سنِ وفات ۳۰۱ھ ذکر کیا ہے۔ میرے پاس موصوف کی عوالی اجازۃً موجود ہے۔

میں نے عیسیٰ بن عبد المنعم بن شہاب المؤدب پر قرأت کی کہ تمہیں عبد العزیز بن احمد نے ۶۲۳ھ میں بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں یحییٰ بن ثابت بن بندار نے اپنی سند کے ساتھ ابراہیم بن یوسف، ابو یعلی اور حسن بن سفیان سے بیان کیا، وہ تینوں کہتے ہیں: ہمیں محمد بن عبید بن حساب نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابو عوانہ نے ابو حصین سے، اُنہوں نے ابو صالح سے، اُنہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنا لے"

اس حدیث کو امام مسلم نے ابن حساب سے روایت کیا ہے۔

(۷۱۴) ۱۰/۶۰: الحافظ، العلامہ، شیخ الوقت ابو بکر جعفر بن محمد بن حسن بن المستفاض الترکی دینوری، الفریابی رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ دینور کے قاضی اور متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ ترکی سے مصر چلے آئے تھے۔ آپ نے علی ابن احمد یئی، ابو جعفر

---

❶ الانساب: 590/ب، الوافی بالوفیات: 6/172، طبقات الحفاظ: 300-301، شذرات الذھب: 235/2، الرسالۃ المستطرفۃ: 70، تہذیب ابن عساکر: 311/2۔

❷ فہرست ابن الندیم: 324، تاریخ بغداد: 7/199-202، الانساب: 3/187-188، معجم البلدان: 284/4، الکامل فی التاریخ: 85/8، دول الاسلام: 181/41، شذرات الذھب: 235/2، الرسالۃ المستطرفۃ: 47-48۔

اللیلی، قتیبہ، اسحاق، ھدبہ بن خالد، ھشام بن عمار، سلمان بن عبد شرجیل، ابن شیبہ کے دونوں بیٹوں، عبد الاعلی بن حماد، شیبان بن فروخ، محمد بن ابی بکر المقدمی اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ جبکہ آپ سے النجاد ابوعلی بن الصواف، ابوبکر الشافعی، القطیعی، ابن عدی، الاسماعیلی، الجعابی، ابوطاہر الذھلی قاضئ مصر، ابوالفضل الزہری اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

موصوف ثقہ اور مامون تھے۔ ابن الصواف بیان کرتے ہیں: میں نے فریابی کو یہ کہتے سنا ہے: میں جس سے بھی ملا ہوں میں نے خود ان کی زبانی حدیث سنی ہے سوائے دو کے۔ ایک ابومصعب کہ ان کی زبان میں گرہ تھی اور دوسرے معلی بن مہدی الموصلی۔ میں نے سب سے پہلی حدیث ۲۲۴ھ میں لکھی تھی۔

ابن حفص الزیات کا قول ہے: جب فریابی بغداد آئے تو ان کا طنبور وغیرہ کے ذریعے زبردست استقبال کیا گیا، پھر شارع منار پر لوگوں کو جمع کیا گیا۔ تاکہ وہ آپ سے حدیث سن سکیں۔ غرض جب حاضرین مجلس کو گنا گیا تو صرف سامعین حدیث کی تعداد تیس ہزار کے قریب نکلی جبکہ مستملین کی تعداد تین سے سولہ تھی۔

ابوالفضل الزہری بیان کرتے ہیں: جس مجلس میں میں جناب فریابی سے حدیث سن رہا تھا صرف دوات والوں کی تعداد دس ہزار کے قریب تھی جو حدیث کو لکھ رہے تھے جبکہ سننے والے لوگ ان کے علاوہ تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ ۲۹۸ھ کی بات ہے۔ ابن عدی کا قول ہے: جب ہم فریابی کی مجلسِ حدیث میں حاضر ہوتے تھے تو حاضرین مجلس دس ہزار سے زیادہ ہوا کرتے تھے۔ خطیب بیان کرتے ہیں: فریابی علم کا برتن اور فہم ومعرفت والے تھے۔ شرق و مغرب گھوم گئے اور اکابر محدثین سے ملنے کے لیے بلادِ اسلامیہ کا کونا کونا چھان مارا۔ موصوف ثقہ اور حجت تھے۔ دارقطنی کا قول ہے: فریابی نے شوال ۳۰۰ھ میں حدیث کا درس دینا موقوف کر دیا تھا۔ ابوعلی نیشاپوری الحافظ بیان کرتے ہیں: جب میں بغداد گیا تو اس وقت فریابی زندہ تھے۔ البتہ انہوں نے حدیث بیان کرنا بند کر دیا تھا۔ ہمیں ان کے پاس جانے کا وہاں موقع ملا۔ میں ان کے سامنے رو پڑا۔ ہم انہیں نگاہِ حسرت سے دیکھا کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں: فریابی کا سنِ پیدائش ۲۰۷ھ ہے اور سنِ وفات محرم ۳۰۱ھ ہے۔ موصوف نے اپنی زندگی میں ہی اپنی قبر کھود رکھی تھی۔

ہمیں احمد بن اسحاق الزاہد نے اپنی سند کے ساتھ فریابی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں شیبان بن فروخ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوالاشہب نے طریف سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے حسن سے پوچھا: اے ابوسعید! بہت سارے لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اب نفاق نام کی کوئی شی باقی نہیں رہی یا لوگ اب نفاق سے نہیں ڈرتے۔ ابوالاشہب راوی کو شک ہے کہ طریف نے ان دونوں باتوں میں سے کون سی بات کہی۔ اس کے جواب میں جناب حسن نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا علم ہو جانا کہ میں نفاق سے بری ہوں، روئے زمین کے سونے کے بن جانے سے زیادہ محبوب ہے۔

(۷۱۵) ۱۰/۶۱: الحافظ ابوبکر محمد بن علی بن طرخان بن جباش البلخی ثم البیکندی رحمۃ اللہ علیہ ❶

ایک قول یہ ہے کہ آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ نے قتیبہ، لوینا، ھشام بن عمار اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ تحصیل حدیث کے لیے بے شمار سفر کیے۔ ابن ماکولا نے آپ کو آپ کے دادا جباش کی وجہ سے ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ ابن جباش حافظ اور عمدہ کتابوں والے تھے۔ موصوف نے رجب ۲۹۸ھ میں وفات پائی۔ آپ سے آپ کے بیٹے ابوبکر احمد اور حسن بن علی الطوسی، ابوحرب محمد بن احمد الحافظ اور ایک جماعت نے حدیث بیان کی ہے۔ قاسم بن مندرہ نے ذکر کیا ہے کہ موصوف نے ۹۷ برس کی عمر پائی تھی۔

(۷۱۶) ۱۰/۶۰: الحافظ، الثقہ ابوعلی الحسین بن ادریس بن مبارک بن الہیثم الانصاری، الھروی رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ نے سعید بن منصور، سوید بن سعید، سوید بن نصر، ھشام بن عمار، عثمان بن ابی شیبہ، داؤد بن رشید اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی ہے اور بہت زیادہ حدیث بیان کی ہے۔

ہمیں ابن الفراء نے اپنی سند کے ساتھ حسین بن ادریس انصاری سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ہشام بن عمار نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں یحییٰ بن حمزہ نے، وہ کہتے ہیں: مجھے اوزاعی نے ابونجاشی مولی رافع سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ظہیر رضی اللہ عنہ نے ہمارے پاس تشریف لائے ارشاد فرمایا کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات سے منع فرمایا کہ جس میں ہمارا (ہی) نفع ہو۔ میں نے عرض کیا: وہ کیا ہے؟ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چوتھائی کھجور اور جو کے ایک وسق پر ٹھیکہ پر دے دیتے تھے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "ایسا نہ کرو یا تو ان میں خود کاشت کرو یا ان کو کاشت پر دے دو یا ان کو روکے رکھو"۔

اس حدیث کو امام مسلم نے "عن ابی مصر عن ابی حمزۃ" کے طریق سے روایت کیا ہے۔

اور آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں بشر بن محمد المدنی، منصور بن عباس، محمد بن عبداللہ بن خمیرویہ، ابوحاتم بن حبان، ابوبکر النقاش اور دوسرے بے شمار لوگ شامل ہیں۔ آپ نے حدیث کو اپنی جملہ توجہات کا مرکز بنایا ہوا تھا۔ آپ نے حدیث حاصل کی اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے طرز پر ایک تاریخ بھی رقم کی۔ دارقطنی نے آپ کو ثقہ کہا ہے اور ابوالولید الباجی کا قول ہے کہ آپ میں کوئی حرج نہیں۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: آپ ابن اخرم کے نام سے معروف تھے۔ انہوں نے مجھے خالد بن حیاج سے مروی اپنی احادیث ایک خبر بھیجا تھا جو اباطیل سے بھرا تھا۔ اب میں نہیں جانتا یہ حسین کی طرف سے تھا خالد کی طرف سے۔

---

❶ اصل کتاب میں موصوف کے ترجمہ کے مآخذ غیر مذکورہ ہیں۔ نعیم

❷ الجرح والتعدیل: 47/3، الانساب: 589/ب، میزان الاعتدال: 531/530/1، الوافی بالوفیات: 340/12، لسان المیزان: 273/272، النجوم الزاہرہ: 184/3، طبقات الحفاظ: 302، شذرات الذہب: 235/2۔

میں کہتا ہوں: حسین ثقہ ہیں۔ ابونصر الفامی کا قول ہے: موصوف نے ۳۰۱ھ میں وفات پائی۔

ہمیں ابن المنادی نے اپنی سند کے ساتھ حسین بن ادریس سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابومصعب نے مالک سے انہوں نے ابوزبیر سے، اُنہوں نے ابوطفیل سے بیان کیا کہ انہیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ

"وہ لوگ غزوۂ تبوک کے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے"۔

(۷۱۷) ۱۰/ ۶۳: الحافظ، المفید ابومحمد بن عبداللہ بن محمد بن ناجیہ بن بخیہ البربری ثم البغدادی رحمۃ اللہ علیہ ❶

موصوف نے سوید بن سعید، ابومعمر الھذلی، عبدالوارث بن غیاث، عبدالاعلی بن حماد، ابوبکر بن ابی شیبہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ آپ نے احادیث جمع بھی کیا اور انہیں نذرِ قرطاس بھی کیا۔ جبکہ آپ سے ابوبکر الشافعی، ابن الجعابی، ابو القاسم بن نحاس، اسحاق المعالی، محمد بن مظفر، عمر بن زیات اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

موصوف ثقہ، ثبت اور احادیث کے عارف تھے۔ ایک بڑی مسند بھی لکھی۔ جیسا کہ خطیب نے اس بات کی تصریح کی ہے۔

میں کہتا ہوں: موصوف مسند تھے۔

حافظ ابن البر کہتے ہیں: مجھے خلف بن قاسم نے "مسندِ ابن ناجیۃ" مناولۃ ❷ دی۔ جو ایک سو بتیس اجزاء پر مشتمل تھی اور اس اسے سلم بن فضل نے موصوف ابنِ ناجیہ سے روایت کیا تھا۔ میں کہتا ہوں: موصوف نے رمضان ۳۰۱ھ میں وفات پائی۔

میں نے احمد بن ھبۃ اللہ پر قرأت کی کہ تمہیں ابوالبرکات زین الاسناء نے ۶۲۳ھ میں بیان کیا کہ ہمیں مبارک بن علی نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن محمد بن ناجیہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں وھب بن بقیہ نے، وہ کہتے ہیں خالد واسطی نے مطرف بن طریف سے، اُنہوں نے ابواسحاق سے، اُنہوں نے حارث سے، اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی آدمی عشاء سے پہلے اور اس کے بعد بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کرے کہ (جس سے) وہ اپنے ساتھیوں کی نماز کو ضائع کرے جبکہ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں"۔

(۷۱۸) ۱۰/ ۶۰: الحافظ ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمن الھروی السامی رحمۃ اللہ علیہ ❸

موصوف نے احمد بن یونس البربوعی، ابراہیم بن محمد الشافعی، اسماعیل بن ابی اویس، احمد بن حنبل اور اس طبقہ کے کبار ائمہ محدثین سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں امام ابنِ حبان بھی ہیں جو آپ کے کبار شیوخ میں سے

---

❶ تاریخ بغداد: 10/104-105، المنتظم: 6/125، العبر: 2/119، طبقات الحفاظ: 302، شذرات الذہب: 2/235، الرسالۃ المستطرفۃ: 17۔

❷ مناولہ: یہ تحصیلِ حدیث کا چوتھا طریقہ ہے۔ اس کی تعریف بیان کی جا چکی ہے۔ نیّم

❸ مختصر طبقات علماء المحدث لابن عبد الهادی: الورقة: 1/121، العبر: 2/120، الوافی بالوفیات: 3/226، طبقات الحفاظ: 304، شذرات الذہب: 3/235۔

ہیں۔ ان کے علاوہ بشر بن محمد المزنی، عباس بن فضل النضروی اور جملہ اہلِ ہرات نے حدیث روایت کی ہے۔

موصوف نے ۳۰۱ھ میں وفات پائی۔

اسی سال احمد بن محمد بن جعد الوشاء نے بھی وفات پائی جو "موطا سوید" کو موصوف سوید سے روایت کرنے والے ہیں اور ان کے علاوہ بھی متعدد علماء محدثین نے بھی اسی سال وفات پائی۔

ہمیں التاج عبدالخالق نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن عبدالرحمن الھروی السامی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں خلف بن ہشام نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابنِ ابی زناد نے اپنے والد خارجہ بن زید سے، اُنہوں نے اپنے والد سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

"نبی کریم ﷺ نے مجھے اس بات کا حکم ارشاد فرمایا کہ میں یہود کی کتاب (اور ان کی زبان) سیکھوں۔ سو ابھی نصف ماہ بھی نہ گزرا تھا کہ میں نے (ان کی کتاب اور زبان دونوں کو) سیکھ لیا۔ چنانچہ یہ یہود جب بھی آپ ﷺ کو تحریر لکھ کر بھیجتے تھے تو میں ان کی وہ تحریر پڑھ کر خدمتِ اقدس میں گوش گزار کرتا تھا۔"

اس حدیث کو امام بخاری نے معلق بیان کیا ہے اور وہ (اپنی سند میں عن ابی خارجۃ کی بجائے) "وقال خارجۃ" میں کہتا ہوں ابنِ ابی زناد امام بخاری کی شرط پر نہیں۔ اسی لیے تو ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے یہ روایت جزم کی صیغہ کے ساتھ معلق روایت کی ہے اور عبدالرحمن اس حدیث کو روایت کرنے میں متفرد ہیں۔

(دوسری سند) اور اسی سند کے ساتھ موصوف سامی تک، وہ بیان کرتے ہیں: ہمیں سعید بن منصور نے، وہ کہتے ہیں ہمیں فلیح نے عبدالرحمن بن قاسم سے، اُنہوں نے اپنے والد سے اور اُنہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، وہ فرماتی ہیں:

"ہم عورتیں حضرت رسالت مآب ﷺ کے ساتھ نمازِ فجر ادا کرتی تھیں اور پھر اپنی چادریں یوں لپیٹے لوٹتی تھیں کہ (ابھی) اندھیرا (باقی) ہونے کی وجہ سے مرد بھی ایک دوسرے کو نہ پہچان پاتے تھے اور نہ عورتیں۔"

اس حدیث کو امام بخاری نے "عن یحییٰ بن موسیٰ عن سعید" کے طریق سے روایت کیا ہے۔

(۷۱۹) ۱۰/۶۵: الحافظ، الامام، شیخ الاسلام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر الخراسانی القاضی، النسائی، صاحب السنن رحمہ اللہ [1]

آپ ۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔ قتیبہ بن سعید، اسحاق بن راھویہ، ھشام بن عمار، محمد بن نصر مروزی، ابوکریب، سوید بن نصر الشاہ اور ان جیسے ائمہ محدثین سے خراسان، عراق، حجاز، مصر، شام اور الجزیرہ وغیرہ بلادِ اسلامیہ میں حدیث سنی اور علمِ حدیث میں خوب مہارت پیدا کی اور معرفت و اتقان اور علوِ اسناد میں یکتائے روزگار ٹھہرے۔ آپ نے مصر کو وطن بنا لیا تھا۔

---

[1] الانساب: 1/559، المنتظم: 6/131-132، وفیات الاعیان: 1/77-78، الکامل فی التاریخ: 8/96، الوافی بالوفیات: 6/416-417، طبقات القراء للجزدی: 1/61، طبقات الحفاظ: 303، مشذرات الذہب: 2/239-241۔

اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابو بشر الدولابی، ابو علی الحسین بن محمد نیشاپوری، حمزہ الکنانی، حسن بن خضر السیوطی، ابوبکیر بن السنی، ابو القاسم الطبرانی، محمد بن معاویہ بن الاحمر الاندلسی، حسن بن رشیق، محمد بن عبداللہ بن حیویہ اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

صرف پندرہ برس کی عمر میں سفر کر کے قتیبہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ ۲۳۰ھ کا قصہ ہے۔ امام موصوف خود فرماتے ہیں: اس وقت میں ان کے ہاں ایک برس اور دو ماہ تک ٹھہرا رہا۔ موصوف مصر کے محلہ زقاق القنادیل میں رہتے تھے۔

چہرہ کے نقوش تیکھے۔ تومند و توانا اور خوش لباس تھے۔ ادھیڑ عمر میں بھی صحت بے مثال تھی۔ نوبی (1) دھاری دار چادریں زیب تن فرماتے تھے۔ جماع کے رسیا تھے۔ چار بیویاں کر رکھی تھیں۔ جن میں باریاں مقرر کر رکھی تھیں۔ اس کے باوجود باندیوں سے استمتاع کو بھی ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ پلے ہوئے مرغ شوق سے کھاتے تھے۔ اسی لیے مرغے خرید کر انہیں خوب موٹا تازہ کیا جاتا تھا۔

امام موصوف کا ایک طالب علم بیان کرتا ہے: میرا خیال ہے کہ امام موصوف چہرہ کی تازگی برقرار رکھنے کے لیے نبیذ پیتے ہیں۔ جبکہ ایک طالب علم کا قول ہے: کاش! میں جان لیتا کہ عورتوں کو پیچھے سے آنے کی بابت امام موصوف کا مذہب (اور دلیل) کیا ہے۔

وہ طالب علم بیان کرتا ہے کہ میرے پوچھنے پر فرمایا: نبیذ تو حرام ہے اور عورتوں کی دبروں میں کچھ بھی کرنا غیر صحیح ہے۔ البتہ محمد بن کعب قرظی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ اپنی کھیتی کو جدھر سے چاہو پانی دو، لہٰذا ان کے قول سے تجاوز غیر مناسب ہے۔

ابن الذھبی کا قول ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کی دبروں میں آنے کی ممانعت ثابت ہے۔ میں نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے۔ جو مشہور میں نے وزیر بن خزابہ سے سنی ہے۔ جسے وہ صاحب نسائی محمد بن موسیٰ المامونی سے بیان کرتے ہیں، وہ یہ کہتے ہیں: میں نے کچھ لوگوں کو امام نسائی پر اس بابت انکار کرتے سنا ہے کہ انہوں نے جناب علی رضی اللہ عنہ کے خصائص و مناقب پر تو ایک کتاب لکھی ہے البتہ حضرات شیخین (حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما) کے فضائل و مناقب پر کچھ نہ لکھا۔ جب میں نے یہ بات امام موصوف کے سامنے ذکر کی تو کہنے لگے: جب میں دمشق گیا تو میں نے وہاں اکثر لوگوں کو (معاذ اللہ) جناب علی رضی اللہ عنہ سے بے زار دیکھا۔ سو میں نے اس اُمید پر (کتاب الخصائص لعلی رضی اللہ عنہ) لکھی کہ اللہ (اس کتاب کی برکت سے) انہیں راہ ہدایت کی توفیق دے"۔ پھر امام موصوف نے بعد میں فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی ایک کتاب لکھی۔

ایک دفعہ کسی سائل نے ان سے پوچھا اور میں یہ بات سن رہا تھا کہ آپ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر کچھ کیوں نہیں لکھتے؟ اس پر امام موصوف گویا ہوئے: بھلا کیا لکھوں؟ کیا یہ حدیث: "اے اللہ! اس کا پیٹ نہ بھرے۔ اس پر سائل خاموش ہو گیا۔ (2)

---

(1) نوبی: مصر کے جنوبی حصہ میں آباد ایک قوم۔ ان کے علاقہ کو بلاد نوبہ کہا جاتا ہے۔

(2) رب تعالیٰ امام نسائی سے اس بابت درگزر فرمائے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بڑی شان اور بے انتہاء خوبیوں والے تھے جیسا کہ آگے علامہ ذہبی کا نقد بھی آ رہا ہے۔ نیّم

(امام ذہبی فرماتے ہیں): میں کہتا ہوں: ارے یہ تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت اور فضیلت کا بیان ہے۔ اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

"اے اللہ! میں جس پر بھی لعنت بھیجوں یا اسے برا بھلا کہوں تو اس بات کو اس کے حق میں پاکیزگی اور باعثِ رحمت بنا دے۔"

حافظِ خراسان ابوعلی نیشاپوری ان الفاظ کے ساتھ امام نسائی کی تعریف بیان کرتے ہیں: "ہمیں امامِ عصر امام نسائی نے بیان کیا، جن کی امامت میں کسی کا نزاع نہیں"۔

احمد بن نصر ابوطالب کا بیان ہے: بھلا امام نسائی جیسا صبر کس میں ہے کہ ان کے پاس ابن لھیعہ کی حدیث ترجمہ کے ساتھ ہے۔ یعنی وہ "عن قیتبہ عن ابن لھیعہ" کی اسناد کے ساتھ حدیث بیان کیا کرتے تھے۔

دارقطنی کا قول ہے: موصوف اپنے زمانے کے ہر مشہور محدث سے افضل اور اس پر مقدم تھے۔ قاضیٔ مصر ابوالقاسم عبداللہ بن ابی العوام السعدی کا قول ہے: ہمیں نسائی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں اسحاق، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن اعین نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے ابن مبارک سے پوچھا کہ فلاں یہ کہتا ہے کہ جو یہ کہے کہ یہ ارشاد باری تعالیٰ:

"انني انا الله لا اله الا انا فاعبدني"

(بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں تو تو میری عبادت کر) (طٰہٰ: ۱۴)

مخلوق ہے، وہ کافر ہے تو انہوں نے کہا: تو وہ ٹھیک کہتا ہے۔ نسائی (یہ روایت ذکر کرنے کے بعد) کہتے ہیں: میرا بھی یہی قول ہے۔

ابن طاہر بیان کرتے ہیں: میں نے سعید بن علی زنجانی سے ایک راوی کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے اسے ثقہ کہا۔ میں نے کہا: نسائی تو اسے ضعیف کہتے ہیں۔ اس پر زنجانی نے کہا: اے بیٹے! نسائی نے رجال میں حضرات شیخین سے بھی زیادہ سخت شروط رکھی ہیں۔

مسلم بن مظفر الحافظ کا قول ہے: میں نے مصر کے مشائخ کو سنا کہ وہ امام نسائی کی دن رات میں عبادت کی کثرت و مشقت کی تعریف کر رہے تھے اور یہ کہ موصوف امیر مصر کے ایک جہاد میں بھی نکلے تھے تو امیرِ مصر نے امام موصوف کی جرأت و شجاعت کی اور مسلمانوں کو چھڑوانے کی بابت سننِ ماثورہ کو قائم کرنے کی اور خود سلطان کی مجلس میں زیادہ بیٹھنے سے گریز کرنے کی بے حد تعریف کی۔ البتہ یہ ہے کہ موصوف خوش خوراک تھے حتیٰ کہ دمشق میں خوارج کے ہاتھوں شہید ہونے تک موصوف کی یہ عادت برقرار رہی۔

دارقطنی بیان کرتے ہیں: ابن الحداد ابوبکر الشافعی حدیث کثرت سے بیان کرتے تھے۔ البتہ موصوف امام نسائی کے علاوہ سے حدیث بیان نہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ کے حضور بنانے کے لیے میں امام نسائی پر راضی ہوں۔

دارقطنی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ابو عبداللہ بن مندہ حمزہ العقبی المصری وغیرہ سے بیان کرتے ہیں: موصوف نسائی آخر عمر میں مصر سے دمشق چلے گئے تھے۔ وہاں جب ان سے جناب معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی بابت مروی فضائل کی بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگے: وہ تو برابر سرابر چھوٹ جائیں تو بھی خیر ہے، چہ جائیکہ ان کی کوئی فضیلت ہو۔ اس پر لوگوں نے انہیں لاتوں پر رکھ لیا اور خصیتین پر پے در پے لاتیں ماریں۔ یہاں تک کہ انہیں مسجد سے نکال دیا۔ پھر انہیں مکہ لے جایا گیا اور وہیں وفات پائی۔

اس روایت میں اگرچہ جائے وفات یہی مذکورہ ہے۔ لیکن صحیح یہ کہ موصوف رملہ میں فوت ہوئے تھے۔

دارقطنی بیان کرتے ہیں: امام نسائی حج کے ارادہ سے مکہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ دمشق میں فتنہ پیش آ گیا تو شہادت کا سبب بن گیا۔ ابھی جان لبوں پر تھی کہ مکہ لے جانے کی وصیت کی۔ چنانچہ انہیں مکہ لے جا کر صفا، مروہ کے درمیان دفن کر دیا گیا۔

موصوف نے شعبان ۳۰۳ھ میں وفات پائی۔

دارقطنی کا قول ہے: موصوف اپنے زمانہ میں مشائخ مصر میں سے سب سے بڑے فقیہ اور حدیث و رجال کے سب سے بڑے عالم تھے۔ ابوسعید بن یونس اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: امام نسائی، امام، حافظ اور ثبت تھے۔ ذی القعدہ ۳۰۲ھ میں مصر سے نکلے اور فلسطین میں بروزِ منگل تیرہ صفر ۳۰۳ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

میں کہتا ہوں: میں نے ابوزرعہ المقدسی کے طریق سے المجتبی سے موصوف کی "السنن" پوری سنی ہے۔

(۲۰ ک) ۱۰/۶۶: الحافظ، الثبت ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق النیشاپوری الانماطی رحمہ اللہ [1]

آپ نے ایک "تفسیر کبیر" لکھی اور علم حدیث کے لیے بے شمار سفر کیے۔ اسحاق بن راھویہ، عثمان بن ابی شیبہ، عبداللہ بن رماح، محمد بن حمید الرازی، لوینا، ہارون الحمال اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابن الشرقی، ابوعبداللہ الاخرم، یحییٰ بن محمد العنبری اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

آپ نے ۳۰۳ھ میں وفات پائی۔

(۲۱ ک) ۱۰/۶۷: الحافظ، الامام ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم بن نصر النیشاپوری البشتی رحمہ اللہ [2]

آپ "بشتی" کے نام سے معروف تھے۔ قتیبہ بن سعید، اسحاق، ھشام بن عمار، عبداللہ بن عمران العابدی اور متعدد ائمہ سے حدیث سنی۔ آپ نے ایک مسند بھی لکھی۔ اور آپ سے محمد بن صالح بن ھانی، محمد بن ابراہیم الہاشمی، محمد بن احمد بن یحییٰ نے حدیث سنی۔

---

[1] اصل کتاب میں موصوف کے ترجمہ کے مصادر غیر مذکورہ ہیں۔ نسیم

[2] الاکمال لابن ماکولا: 433/1، الانساب: 83، العبر: 125/2، طبقات الحفاظ: 304، شذرات الذہب: 241/2-242، الرسالۃ المستطرفۃ: 71۔

موصوف ثقہ تھے۔ البتہ مجھے ان کا سنِ وفات نہیں مل سکا۔ ہاں ۳۰۳ تک زندہ ضرور تھے۔

یاد رہے کہ ان کے ہم نام اسحاق بن ابراہیم، وہ بستی ہیں نا کہ بشتی اور ان کی کنیت بھی ابو یعقوب کی بجائے ابو محمد ہے وہ بڑے پائے کے محدث اور کثیر الاسفار تھے۔ اُنہوں نے محمد بن الصباح اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی تھی۔

(۷۲۲) ۱۰/ ۶۸: الحافظ الاوحد، ابو یعقوب اسحاق بن موسیٰ بن ابی عمران نیشا پوری ثم الاسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ [1]

امام احاکم موصوف کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: زبردست امام اور کثیر الاسفار تھے۔ المونی سے فقہ سیکھی۔ قتیبہ اسحاق، علی بن حجر، ابن حمید، منصور بن ابی مزاحم، محمد بن بکار بن الریان، ھشام بن عمار اور زغبہ سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے ابوعمر وحیدی، مؤمل بن الحسن، ابوعوانہ اسفرائنی اور محمد بن عبدک سے حدیث بیان کی ہے۔

ان کے علاوہ محمد بن یعقوب اور محمد بن صالح بن ھانی نے بھی حدیث بیان کی ہے۔ موصوف ۲۸۴ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے

(۷۲۳) ۱۰/ ۶۹: الحافظ، الامام ابو محمد جعفر بن احمد بن نصر النیشا پوری، الحصیری رحمۃ اللہ علیہ [2]

موصوف الحصیری کے نام سے معروف تھے۔ علم حدیث میں بڑی شان کے امام تھے۔ اسحاق بن راھویہ، ابو کریب ابومروان العثمانی، ابومصعب الزہری اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے ابن الشرقی، احمد بن خضر الشافعی، محمد بن الشرقی، محمد بن ابراہیم الشافعی اور ابوعمر بن حمدان وغیرہ نے حدیث بیان کی ہے۔

حاکم بیان کرتے ہیں: مجھے موصوف کے نواسے محمد بن السکری نے بیان کیا کہ میرے نانا نے رات کو تین حصوں میں بانٹ رکھا تھا۔ چنانچہ ایک حصہ میں نماز پڑھتے، دوسرے میں سوتے اور تیرے حصے میں احادیث لکھنے کا کام کرتے تھے۔ بیماری کے ایام میں بھی قرأت قرآن میں فرق نہ آتا تھا۔

حاکم موصوف کی شان میں از حد مبالغہ کرنے کے بعد کہتے ہیں: موصوف نے تین سو تین ہجری میں وفات پائی۔

میں نے محمد بن عبدالسلام تمیمی پر عبدالمعز بن محمد سے قرأت کی، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوالقاسم المستملی نے اپنی سند کے جعفر بن احمد الحافظ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن رافع نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شبابہ نے، وہ کہتے ہیں: مجھے ورقاء نے ابوزناد سے، اُنہوں نے اعرج سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک تیس کے قریب دجال اور کذاب اٹھیں گے جن میں سے ہر ایک خود کو اللہ کا رسول سمجھتا ہوگا۔" [3]

---

[1] اصل کتاب میں موصوف کے ترجمہ کے مصادر غیر مذکور ہیں۔ نعیم

[2] الانساب: 169/ب، العبر: 126/2، النجوم الزاہرہ: 188/3، طبقات الحفاظ: 304-305/، شذرات الذهب: 242/2۔

[3] صحيح البخاری: کتاب المناقب: باب رقم: 25۔ صحيح مسلم: کتاب الفتن: حديث رقم: 84۔

۳۰۳ھ میں جن اور محدثین نے وفات پائی ان کے نام یہ ہیں:

☆ احمد بن حسین بن اسحاق الصوفی الصغیر رحمۃ اللہ علیہ۔ (بغداد میں وفات پائی)

☆ المقری ابوجعفر احمد بن فرج الضریر رحمۃ اللہ علیہ۔ (بغداد میں انتقال ہوا)

☆ المحدث الجوال ابوالحسین عبداللہ بن محمد بنت یونس السمنانی رحمۃ اللہ علیہ

☆ ابوحفص عمر بن ایوب السقطی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ

☆ شیخ المعتزلہ محمد بن عبدالوہاب ابوعلی الجبائی رحمۃ اللہ علیہ (بصرہ میں رحلت کی)۔

(۷۲۴) ۱۰/۷۰: الحافظ، الامام، شیخِ خراسان ابوالعباس الحسن بن سفیان بن عامر الشیبانی، النسوی رحمۃ اللہ علیہ [1]

"الاربعین" اور "المسند الکبیر" جیسی بلند پایہ کتب کے مصنف جناب ابوالعباس نے اسحاق، ابن معین، شیبان بن فروخ، قتیبہ، عبدالرحمن بن سلام الجمعی، سہل بن عثمان، حبان بن موسیٰ اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث سنی۔ ابن ابی شیبہ کی تصانیف خود ان سے سنیں، جبکہ "المسند" کا بہت سارا حصہ اسحاق سے سنا۔ "کتاب السنن" ابوثورؒ سے سنی، انہیں سے فقہ بھی سیکھی اور انہی کے مذہب پر فتویٰ بھی دیتے تھے۔ تفسیر محمد بن ابی بکر المقدسی سے سنی اور آپ سب سے بڑے جس شیخ سے ملے وہ سعد بن یزید الفراء ہیں۔

اور آپ سے ابن خزیمہ، یحییٰ بن منصور القاضی، الحافظ ابوعلی، محمد بن ابراہیم الھاشمی، ابوبکر اسماعیلی، ابوحاتم بن حبان، ابوعمرو بن حمدان، ابواحمد بن غطریف اور آپ کے پوتے اسحاق بن سعد بن حسن نے حدیث روایت کی ہے۔

جعفر بن محمد البستی کا قول ہے: میں نے حسن بن سفیان کو یہ کہتے سنا ہے: اگر میں حبان بن موسیٰ کی احادیث میں مشغول نہ رہتا تو میں تمہیں ابوالولید طیالسی اور سلیمان بن حرب کی احادیث سناتا۔

میں کہتا ہوں: ان کی مراد یہ تھی کہ انہیں حبان کی کتابوں نے ابن مبارک کی کتابوں سے روکے رکھا۔

ابوعلی الحافظ بیان کرتے ہیں: میں نے حسن بن سفیان کو یہ کہتے سنا ہے: میں والدہ کی وجہ سے یحییٰ بن یحییٰ کے پاس جانے سے رہ گیا، وہ مجھے سفر پر جانے سے روکتی تھیں۔ رب تعالیٰ نے مجھے ان کے بدلے میں ابوخالد الفراء دے دیے، وہ یحییٰ سے زیادہ عالی سند والے تھے۔ حاکم کا قول ہے: موصوف اپنے زمانے میں خراسان کے محدث تھے۔ ثبت، کثرت حدیث، فہم، تفقہ اور ادب میں دوسروں پر فائق تھے۔

ابن حبان بیان کرتے ہیں: حسن ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے علم حدیث کے لیے سفر کیے، لکھا اور صحتِ دین اور صلابتِ سنت سے متصف ہو کر حدیث کو پوری بیدار مغزی کے ساتھ بیان کیا۔ ابوبکر احمد بن علی الرازی کا قول ہے: حسن کی دنیا میں نظیر نہ ملتی تھی۔ حاکم بیان کرتے ہیں: میں محمد بن داؤد بن سلیمان کو یہ بیان کرتے سنا ہے: ہم حسن بن سفیان کے پاس بیٹھے تھے

[1] الجرح والتعدیل: 16/3، الانساب: 1/63، میزان الاعتدال: 1/492-493، شذرات الذہب: 2/241۔

کہ اتنے میں ابن خزیمہ، ابوعمرو بن الحیری اور احمد بن علی الرازی ادھر آنکلے چنانچہ رازی کہنے لگے: میں نے یہ طبق آپ کی احادیث سے لکھا ہے۔ تو حسن بولے: لاؤ دکھاؤ۔ پس انہوں نے اسے پڑھا اور اسناد کو آپس میں خلط ملط کر دیا۔ تو موصوف حسن نے اسے رد کر دیا۔ اُنہوں نے تھوڑی دیر پڑھا جیسے کیا تو حسن نے اسے دوبارہ رد کر دیا۔ جب انہوں نے تیسری بار بھی ایسا کیا تو جنابِ حسن نے انہیں کہا: دیکھو میں نوے برس کا بوڑھا ہو چکا ہوں۔ میں نے تم سے دو دفعہ اذیت اُٹھائی ہے۔ مشائخ کی بابت اللہ سے ڈرو، کہ کبھی ان کی بددعا لگ بھی جاتی ہے۔ اس پر ابنِ خزیمہ نے انہیں کہا: رک جاؤ اور شیخ کو اذیت مت دو۔ تب رازی بولے: میں نے صرف یہ جاننے کے لیے ایسا کیا تھا کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ شیخ کو حدیث کی معرفت حاصل ہے۔

آپ نے "نسا" سے تین فرسخ کے فاصلے پر واقع "بالور" نامی ایک بستی میں رمضان ۳۰۳ھ میں وفات پائی۔ ابنِ حبان نے ان کے جنازہ میں شرکت کا ذکر کیا ہے۔

میں نے حسن بن سفیان کی "الاربعین" ابوالفضل بن عساکر سے، اُنہوں نے المؤید سے، اُنہوں نے فاطمہ بنتِ زعبل سے سنی، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالعزیز بن محمد بن فارسی نے اپنی سند کے ساتھ حسن بن سفیان سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالحمید بن بیان السکری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں ھیشم نے شعبہ سے، اُنہوں نے عدی بن ثابت سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے اور انہوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس نے اذان کی آواز سنی اور اس کا جواب نہ دیا (یعنی اذان سن کر نماز ادا کرنے مسجد میں نہ آیا اور گھر یا دوکان وغیرہ پر ہی نماز پڑھ لی) تو اس کی کوئی نماز نہیں مگر یہ کہ کوئی عذر ہو۔"

اس حدیث کو ابنِ ماجہ نے عبدالحمید سے بیان کیا ہے: ہم نے اس حدیث کے عالی ہونے کی وجہ سے اس کی موافقت کی ہے۔

(۷۲۵) ۱۰/۱۷: الحافظ، الفقیہ ابو محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن بن شیرویہ بن اسد القرشی المطلبی النیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ ابنِ شیرویہ کے نام سے مشہور تھے۔ متعدد کتابیں بھی لکھی۔ اسحاق بن راھویہ، عبداللہ بن معاویہ الجمحی، عمرو بن زرارہ، ابوکریب، احمد بن صنیع اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے محمد بن یعقوب الاخرم، حسین بن علی الحافظ اور اہلِ نیشاپور نے حدیث روایت کی ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ نے زیادہ تر احادیث بندار سے روایت کی ہیں۔ موصوف خود فرماتے ہیں کہ بندار نے مجھے کہا: اے ابن شیرویہ! تو نے تو مجھے کنگال کر کے رکھ دیا (یعنی مجھ سے میری سب حدیثیں لے لیں) اللہ کرے کہ تجھے یہ کاتبین حدیث کنگال کر دیں (یعنی تم خوب حدیث بیان کرو)۔

❶ اصل کتاب میں موصوف کے ترجمہ کے ماخذ غیر مذکور ہیں۔ نسیم

احمد بن خضر شامی لکھتے ہیں: میں نے ابنِ خزیمہ کو یہ کہتے سنا ہے: میں نے بچپن میں ابنِ شیرویہ کو مناظرہ کرتے دیکھتا تھا تو کہا کرتا تھا: کیا تم بھی ابنِ شیرویہ کی طرح علم سیکھ سکتے ہو، ہرگز نہیں۔

ہمیں ابوالفضل بن ھبۃ اللہ نے عبدالمعز بن محمد سے اپنی سند کے ساتھ ابنِ شیرویہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوکریب نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابنِ ادریس نے ابنِ اسحاق اور مالک سے، اُنہوں نے عبداللہ بن فضل سے، انہوں نے نافع بن جبیر سے اور انہوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"شوہر دیدہ اپنے ولی سے زیادہ اپنی جان کا حق رکھتی ہے، البتہ کنواری سے اس کی جان کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے"۔

ہمیں اسحاق بن ابی بکر الاسدی نے اپنی سند کے ساتھ ابنِ شیرویہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں اسحاق بن راھویہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن سلمہ اور محاربی نے، وہ دونوں کہتے ہیں: ہمیں محمد بن اسحاق نے ابانؒ بن صالح سے، اُنہوں نے مجاہد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ

"میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ پر تین بار قرآن پڑھا ہے۔ میں ہر آیت پر (ان سے) یہ بات سیکھتا تھا کہ یہ آیت کس بارے نازل ہوئی ہے اور یہ آیت کیسی تھی"۔

اس حدیث کی اسناد حسن ہے۔

ابنِ شیرویہ نے نوے کے پیٹے میں ۳۰۵ھ میں وفات پائی۔ وہ بالاتفاق ثقہ تھے۔

اس سال علماء کی ایک جماعت نے وفات پائی جن میں سے چند حضرات کے نام یہ ہیں:

☆ مسندِ اصبہان ابوعبداللہ محمد بن بصیر ابان المدینی رحمۃ اللہ علیہ۔ موصوف نے نوے یا کچھ زیادہ برس کی عمر پائی۔

☆ المرقی ہارون بن علی المروق رحمۃ اللہ علیہ

(۷۲۶) ۱۰/ ۷۲: الحافظ، الثقہ، محدثِ الجزیرہ ابو یعلی احمد بن علی بن المثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال التمیمی رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف ابویعلی الموصلی کے نام سے مشہور تھے۔ ایک اور "المسند الکبیر" بھی لکھی۔ علی بن جعد، ابنِ معن، محمد بن منہال الضریر، نسان بن ربیع، شیبان بن فروخ، یحییٰ الحمانی اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث سنی ہے۔

آپ نے خود اپنے لیے اپنے شیوخ کے معجم تین اجزاء میں لکھی۔ آپ سے ابوحاتم بن حبان، ابوعلی النیشاپوری، حمزہ بن محمد الکنانی، ابوبکر الاسماعیلی، ابوبکر بن المقری، ابوعمرو بن حمزان، النضر بن احمد المرجی، محمد بن نصر النخاس اور ایک خلق خدا نے

---

[1] العبر: 134/2، الوافی بالوفیات: 241/7، النجوم الزاہرہ: 197/3، دول الاسلام: 186/1۔

حدیث روایت کی ہے۔

ہمیں محمد بن عبدالسلام تمیمی نے اپنی سند کے ساتھ ابو یعلی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن ابی بکر المقدمی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں یوسف بن یزید نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابراہیم بن عمر بن ابان نے، وہ کہتے ہیں: مجھے ابن شہاب نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ

جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جیش العسرہ کے لیے سامان وغیرہ کو خدمتِ نبوی ﷺ میں پیش کیا تھا، اس وقت وہ خود وہاں موجود تھے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سات سو اوقیہ سونا لے کر آئے تھے۔

یہ حدیث غریب ہے اور مذکورہ ابراہیم ضعیف ہے اور اگر یہ روایت صحیح ہو تو یہ بیس ہزار دینار بنتے ہیں۔ یزید بن محمد الازدی بیان کرتے ہیں: موصوف ابو یعلی اہلِ حفظ و دیانت اور حلم و عفت والے تھے۔ آپ کی وفات پر سارا بازار بند ہو گیا تھا اور شریک ہونے والوں کی تعداد شمار میں نہ آتی تھی۔ ایک مرتبہ ابوعمرو حیدی نے آپ کا ذکر کیا تو آپ کو حسن بن سفیان سے افضل قرار دیا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ بھلا آپ ابو یعلی کو حسن پر کیسے ترجیح دیتے ہیں حالانکہ حسن کی مسند زیادہ بڑی اور ان کے شیوخ زیادہ اعلیٰ ہیں تو ابو عمرو کہنے لگے: وہ یوں کہ ابو یعلی اجر کی امید پر حدیث بیان کرتے ہیں جبکہ حسن (دنیا) کمانے کے لیے حدیث بیان کرتے تھے۔

ابن حبان نے موصوف ابو یعلی کو ثقہ قرار دینے کے بعد انہیں متقن اور متدین کہا ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ بعض اسانید میں ان کے اور حضرت رسالت مآب ﷺ کے درمیان صرف تین واسطے ہیں۔ حاکم کا قول ہے: میں ابو علی حافظ کو دیکھتا تھا کہ وہ ابو یعلی پر اور قرآن کے اتقان، حفظ اور دینداری پر حیرت کا اظہار کیا کرتے تھے۔ کم احادیث ہی تھیں جو موصوف پر مخفی رہ گئی تھیں۔ حاکم بیان کرتے ہیں کہ ابو یعلی ثقہ اور مامون تھے۔ ابو علی اور الحافظ بیان کرتے ہیں: اگر ابو یعلی بشر بن ولید ابو یوسف کی کتب میں مشغول نہ ہوتے تو وہ بصرہ میں سلیمان بن حرب اور ابوالولید الطیالسی کو پا لیتے۔

سمعانی کا قول ہے: میں نے اسماعیل بن محمد بن فضل الحافظ کو یہ کہتے سنا ہے: میں نے مسانید پڑھی ہیں جیسے مسند العدنی، مسند، ابن منیع، ان کی مثال نہروں کی سی ہے، جبکہ ابو یعلی کی مسند سمندر جیسے ہے۔ جس میں سب کے سب دریا اور سب نہریں آ کر گرتی ہیں۔

میں کہتا ہوں: میں نے مسند ابی یعلی اجازتِ عالیہ کے ساتھ سنی ہے البتہ اس کا نصف جزاء سننے سے رہ گیا۔ آپ کی "امالی الجوھری" میں عالی حدیث موجود ہے جو ابن البخاری کی ہے۔ موصوف ابو یعلی شوال ۲۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ تحصیلِ حدیث کے لیے پہلا سفر پندرہ برس کی عمر میں کیا۔ پھر تو جیسی زندگی بھر کا مشغلہ یہی حدیث ہی رہ گیا اور بالآخر اس میدان کے فرد فرید اور مجمع الخلائق ٹھہرے۔ آپ نے احمد بن حاتم الطویل سے بغداد میں ۲۲۵ھ میں حدیث سنی تھی۔ موصوف ۳۰۷ھ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

اسی سال ان اکابر محدثین نے بھی وفات پائی:

☆ الحافظ زکریا الساجی رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کا ترجمہ آگے آرہا ہے۔

☆ المحدث جعفر بن محمد بن سبا الواسطی رحمۃ اللہ علیہ

☆ جعفر بن احمد بن عاصم الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ

☆ الحافظ، المفید جعفر بن محمد بن موسیٰ النیشاپوری الاعرج رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ نے مسافرت میں حلت میں وفات پائی۔ موصوف "جعفرک" کہلاتے تھے۔

☆ المسند ابوعلی الحسن بن الطیب الشجاعی، البلخی (بغداد میں وفات پائی

☆ مصریٔ مصر ابوبکر بن مالک بن یوسف التجیبی رحمۃ اللہ علیہ

☆ محمد بن صالح دریج العکری رحمۃ اللہ علیہ

☆ المعمر ابوجعفر محمد بن علی بن مخلد بن فرقد الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ

☆ المحدث محمود بن محمد الواسطی رحمۃ اللہ علیہ

☆ المسند ابوعمران موسیٰ بن سہل الجوی محدثِ بصرہ رحمۃ اللہ علیہ

☆ المتقن ابومحمد ھیثم بن خلف بن محمد الدوری ثم البغدادی رحمۃ اللہ علیہ

☆ الحافظ ابوزکریا یحییٰ بن زکریا۔ النیشاپوری صاحب قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ۔ (مصر میں وفات پائی)

(۷۲۷) ۱۰/ ۲۳:۷ الام، الحافظ، محدثِ بصرہ ابویحیٰ زکریا بن یحییٰ بن عبدالرحمن بن بحر بن عدی بن عبدالرحمن بن ابیض بن الدیلم بن باسل بن ضبۃ الضبی، البصری، الساجی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے عبیداللہ بن معاذ العنبری، ہدبہ، ابوالربیع الزہرانی، عبدالاعلیٰ بن حماد النرسی، طالوت بن عباد، سلیمان بن داؤد المھری اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، آپ نے احادیث کو جمع بھی کیا اور کتابیں بھی لکھیں۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابواحمد بن عدی ابوبکر الاسماعیلی، ابوعمرو محمد بن احمد بن حمدان، قاضی یوسف المیانجی، عبداللہ بن محمد بن اسقاء الواسطی، یوسف بن یعقوب النجیرمی، علی بن لؤلؤ الوراق اور ان کے علاوہ دیگر بے شمار لوگوں کے نام شمار کیے جاتے ہیں۔

موصوف ابوالحسن الاشعری الاصولی نے "تحریر مقالۃ اھل الحدیث والسلف" آپ ہی سے حاصل کی ہے۔ موصوف الساجی نے احادیث کے علل پر ایک ایسی جلیل القدر کتاب رقم کی ہے جو آپ کے اس فن میں تبحر کی غمازی کرتی ہے۔ موصوف ساجی نے تقریباً نوے برس کی عمر پا کر ۳۰۷ھ میں وفات پائی۔

---

[1] الجرح والتعدیل: 601/3/3، فہرست ابن الندیم: 300، طبقات العبادی: 61، طبقات الشیرازی: 104، طبقات الشافعیۃ السبکی: 299/3-301، شذرات الذہب: 250/2-251، الرسالۃ المستطرفۃ: 148، طبقات الاصولین: 167/1۔

میں نے ابوالفضل بن عساکر پر ابوروح الهروی سے قرأت کی، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں زاہر بن طاہر نے اپنی سند کے ساتھ موصوف الساجی سے بصرہ میں بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبیداللہ بن معاذ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں میرے والد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں سلیم بن حیان نے حمید بن ہلال سے، انہوں نے ابوصالح سے، اُنہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو وہ کسی کو اپنے سامنے سے ہرگز گزرنے نہ دے (اور اسے ہاتھ سے روکے) اور اگر وہ نہ مانے تو اسے دھکیل دے کہ اس کے ساتھ شیطان ہے۔"[1]

ابن بطہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں الساجی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے بیان کیا: میں جن بھی اہل حدیث سے ملا ہوں، میں نے سنت کے بارے میں ان کا یہی قول دیکھا ہے کہ رب تعالیٰ اپنے آسمان میں اپنے عرش پر ہے اور وہ اپنی مخلوق میں سے جس کے ساتھ چاہے جیسا چاہے اس کے قریب ہوتا ہے"۔ آگے اُنہوں نے جملہ عقائد کو ذکر کیا ہے۔

(۷۲۸) ۱۰/۴۲/۷: الامام، العلم، الفرد، الحافظ، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبری رحمہ اللہ[2]

آپ کا شمار سربرآوردہ علماء میں ہوتا ہے۔ متعدد کتابیں لکھیں طبرستان سے تعلق تھا۔ علمِ حدیث کے لیے بلادِ اسلامیہ میں خوب پھرے۔ محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب، ابوہمام السکونی، اسحاق بن ابی اسرائیل، اسماعیل بن موسیٰ السدی محمد بن حمید الرازی، احمد بن منیع، ابوکریب، هناد بن السری اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی۔ حضرات قراء کی ایک جماعت سے قراءتیں حاصل کیں۔ مخلد الباقرحی، احمد بن کامل، ابوالقاسم الطبرانی، عبدالغفار الحضینی، ابوعمرو بن حمدان اور دیگر بے شمار لوگ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں شامل ہیں۔

ابوبکر الخطیب بیان کرتے ہیں: ابن جریر طبری ائمہ میں سے تھے۔ جن کی معرفت وفضیلت کی وجہ سے ان کے قول کو لیا جاتا ہے اور ان کی رائے کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ ایسے علم کو جمع کیا کہ معاصرین میں سے کوئی اس میں شریک نہ ہو سکا۔ آپ کتاب اللہ کے حافظ، اس کے معانی کے عالم، احکامِ قرآن کے فقیہ، سنن اور ان کے صحیح وسقیم طرق اور ان کے ناسخ ومنسوخ کے عالم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کے احوال کے عارف اور قوموں کی تواریخ واخبار پر نگاہ بصیرت رکھنے والے تھے۔ "تاریخ الامم" میں آپ کی ایک مشہور اور ضخیم کتاب ہے اور ایک تفسیر لکھی جس کی نظیر نہ ملتی تھی۔ اس طرح "کتاب الاثار" کے نام سے بھی ایک بے مثال کتاب لکھی لیکن افسوس کہ اسے پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ موصوف کی اصول وفروع میں متعدد کتابیں ہیں۔ موصوف حضرات فقہاء کے اقوال میں اپنی رائے آپ رکھتے تھے اور متعدد مسائل میں متفرد بھی تھے جو ان سے محفوظ ہیں۔ موصوف طبرانی ۲۲۴ھ

---

[1] صحیح البخاری: کتاب الصلوۃ: باب رقم ۱۰۰۔ صحیح مسلم: کتاب الصلوۃ: حدیث رقم 259۔

[2] فہرست ابن الندیم: 326۔ تاریخ بغدا: 162/2 - 169۔ وفیات الاعیان: 191/4 و 129۔ میزان الاعتدال: 498/3, 499۔ طبقات الحفاظ: 307, 308۔ شذرات الذهب: 260/2۔

میں پیدا ہوئے۔ کہتے ہیں کہ خلیفہ مکتفی نے ایک ایسی کتاب لکھوانے کا ارادہ کیا جس پر جملہ اقوال کا جماع ہو، چنانچہ موصوف ابن جریر کو بلوایا گیا تو انہوں نے مکتفی کے لیے ایک ایسی کتاب کی املاء کروادی۔ خلیفہ نے اس پر انعام دینا چاہا جو آپ نے قبول نہ کیا۔ لوگوں نے کہا کہ ضروریات کو پورا کرنا بھی تو ناگزیر ہے۔ اس پر موصوف نے کہا کہ میرا امیر المومنین سے بس یہی سوال ہے کہ وہ جمعہ کے دن سوال کرنے سے منع کر دیں۔ تو امیر نے ایسا ہی کیا۔ اسی طرح وزیر نے فقہ پر ایک کتاب لکھنے کو کہا تو آپ نے ایک مختصر سی کتاب لکھ دی۔ وزیر نے ایک ہزار دینار دینا چاہا تو واپس کر دیا۔

کہتے ہیں کہ موصوف چالیس برس تک روزانہ چالیس ورق لکھتے رہے۔ آپ کے شاگردِ رشید ابو محمد فرغانی کہتے ہیں: اگر کوئی تفسیر ابنِ جریر کے حصول کے لیے چین تک کا بھی سفر کرے تو سودا مہنگا نہیں۔ الحافظ حسینک کا قول ہے: مجھ سے ابنِ خزیمہ نے پوچھا کہ کیا تم نے ابنِ جریر سے کچھ لکھا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ کیونکہ وہ اپنی کتابیں ظاہر نہ کرتے تھے۔

کیونکہ حنابلہ لوگوں کو آپ کے پاس آنے سے روکتے تھے۔ اس پر حسینک نے کہا: یہ تم نے برا کیا۔

ابوبکر بن بالویہ کا قول ہے: میں نے امام الائمہ ابن خزیمہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے: مجھے روئے زمین پر طبری سے بڑے کسی عالم کا علم نہیں۔ حنابلہ نے ان کے ساتھ بڑا ظلم کیا ہے۔ ابو محمد الفرغانی بیان کرتے ہیں: جنابِ محمد طبری بے حد ستائے گئے، پر اس کے باوجود کسی ملامت گر کی پراوہ نہ کرتے تھے۔ البتہ اہلِ علم و دین آپ کے علم و زہد، دنیا سے بے اعتنائی اور اپنے دادا کی طبرستان چھوڑ دی جائیداد سے آنے والے سالانہ نفع پر ہی از حد قناعت کے ساتھ زندگی گزارنے کو بنظرِ تحسین دیکھتے بھی تھے اور ان سب باتوں کے معترف بھی تھے

عبداللہ بن احمد السمسار کا قول ہے کہ ابنِ جریر نے ایک دفعہ اپنے اصحاب سے فرمایا: اگر دنیا کی تاریخ لکھی جائے تو کیا تم لوگ اس کام کے لیے تیار ہو؟ انہوں نے پوچھا: یہ کتنی جلدوں میں تیار ہوگی؟ تو فرمایا: تقریباً تیس ہزار اوراق میں۔ اس پر وہ بولے: اس میں تو زندگیاں اس تاریخ کے پورا ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائیں گی۔ ابن جریر بولے: اناللہ! کہ اب ہمتیں پست ہو گئیں۔ پھر آپ نے تیس کی بجائے تقریباً تین ہزار اوراق لکھوائے۔ ایسی ہی گفتگو تفسیر لکھنے کے آغاز کے وقت بھی ہوئی اور آپ نے بالآخر تاریخ جتنی ہی تفسیر بھی لکھی۔ (یعنی وہ تفسیر تین ہزار اوراق پر مشتمل تھی)

فرغانی بیان کرتے ہیں: موصوف نے دو سال میں بغداد میں شافعی مذہب عام کر دیا اور اب اس کی اقتداء کی جانے لگی تھی۔ پھر آپ کا علم پھیلا۔ آپ نے اپنے اجتہاد کو اپنی کتابوں میں رقم کیا۔ قضاء پیش ہوئی پر قبول نہ کی۔ محمد بن علی بن سہل الامام کا قول ہے: میں نے ابنِ جریر کو یہ بیان کرتے سنا ہے: جو اس بات کا قائل ہو کہ جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ ائمہ حدیث نہیں ہیں تو وہ قابل گردن زدنی ہے۔

فرغانی کے بقول امام موصوف نے اپنی تفسیر مکمل کر لی تھی۔ اس کے علاوہ تاریخ، کتاب القرأت، کتاب العدد والتنزیل، کتاب اختلاف العلماء، کتاب تاریخ الرجال، کتاب لطیف القول فی الفقہ بھی پایۂ تکمیل کو پہنچی تھیں۔ آپ نے ان کتابوں کو بے حد

عمدہ لکھا۔

ان کے علاوہ کتاب الخفیف، کتاب التبصیر فی الاصول بھی آپ کے علمی شاہکار ہیں۔ آپ نے "کتاب تہذیب الآثار" کا آغاز کیا جو آپ کی سب سے عمدہ اور عجوبہ روزگار کتاب ہے۔ جس کے آغاز میں آپ نے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح احادیث رقم کیں۔ آپ نے ان میں سے ہر ایک حدیث کے طریق، علت، اس کے فقہی مسائل، علماء کے اختلافات، ان کے دلائل، اس کی لغوی تحقیق، غرض اس کے گوناں گوں پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ آپ نے حضرات عشرہ مبشرہ حضرات اہل بیت، موالی کی مسانید اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مسند کا ایک حصہ بھی لکھا ہی تھا کہ وقت اجل آن پہنچا۔

فرغانی یہ بھی بیان کرتے ہیں: امام موصوف نے ایک منفصل کتاب بھی شروع کی تھی۔ جس کا صرف کتاب الطہارۃ کا حصہ پندرہ سو اوراق پر مشتمل تھا۔ البتہ کتاب الصلوٰۃ کا اکثر حصہ بھی لکھا۔ ان کے علاوہ کتاب الحکما، کتاب المحاضر اور کتاب السجلات بھی اس مفصل کتاب میں درج کی۔ جب آپ کو اس بات کی خبر پہنچی کہ ابوداؤد نے حدیثِ غدیر خم، پر کلام کیا ہے تو کتاب الفضائل لکھ ڈالی اور حدیث کی تصحیح پر مفصل کلام کیا۔

میں کہتا ہوں کہ میں نے موصوف کی "طرق الحدیث" پر لکھی کتاب کی ایک جلد دیکھی ہے۔ جس میں مندرج کثرتِ طرق کو دیکھ کر میں دہشت زدہ رہ گیا۔

جب آپ نے لڑکپن کی دہلیز پر قدم رکھا اور والد نے تحصیلِ علم کے لیے سفر کی اجازت دے دی تو بقولِ فرغانی آپ نے بلادِ اسلامیہ کا کونہ کونہ چھان مارا۔ امام موصوف فرماتے ہیں: ایک دفعہ والد صاحب کی طرف سے خرچ پہنچنے میں تاخیر ہوگئی تو میں نے اپنی قمیض کی آستینیں بیچ ڈالی۔

میں کہتا ہوں: اگر میں چاہوں تو میں موصوف ابنِ جریر طبری جیسے امام کی سیرت میں بیس اوراق لکھ ڈالوں۔

التنوخی، عثمان بن محمد بن السلمی سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابن منجو القائد نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے ابن مزوق کے غلام نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میرے آقا نے ایک باندی خرید کر اس کے ساتھ میری شادی کر دی۔ اب میں تو اس سے محبت کرتا تھا پر وہ مجھ سے نفرت کرتی تھی۔ ایک دن میں نے آزردہ خاطر ہو کر اسے یہ کہہ دیا: بھلا میں تمہیں کب تک برداشت کروں.....

ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن صاعد، عبدالرحمن بن ابی حاتم کہ یہ حضرات ابوالحسن المقدسی الحافظ کے چالیس حفاظ کے طبقہ سابعہ کے لوگوں میں سے ہیں۔

ابنِ کامل کا قول ہے کہ موصوف ابن جریر نے اتوار کی شب ۲۸ شوال ۳۱۰ھ میں وفات پائی اور رحبہ یعقوب میں اپنے گھر میں دفن کیے گئے۔ موصوف کے اکثر بال اس وقت تک بھی سفید نہ ہوئے تھے۔ رنگت سرخی مائل گندمی تھی، آنکھیں بڑی، بدن کمزور، قد لمبا، اور بڑے فصیح و بلیغ تھے۔ جنازہ میں شریک ہونے والوں کی تعداد کتنی زیادہ تھی۔ بس اللہ ہی جانتا ہے۔ کتنے مہینوں تک لوگ دن رات آپ کی قبر پر آکر آپ کی نماز جنازہ پڑھتے رہے۔ بے شمار اہلِ ادب و علم نے آپ کے مرثیے کہے۔

چنانچہ ابوسعید بن اعرابی ان الفاظ کے ساتھ مرثیہ کہتے ہیں:

حدث مفظع وخطب جلیل　　　دق عن مثله اصطبار الصبور

ایک ایسا دل دہلا دینے والا حادثہ اور ایک ایسی عظیم مصیبت سروں پر آ گئی کہ ایسی مصیبت پر بڑے بڑے صبر کرنے والے بھی صبر کا دامن تھام نہ سکیں۔

قام ناعي العلوم اجمع لما　　　قام ناعي محمد بن جرير

جب محمد بن جریر کی موت کی اطلاع دینے والا کھڑا ہوا تو گویا وہ جملہ علوم کی موت کی خبر دینے والا تھا۔

ہمیں عبدالرحمن بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ ابن جریر طبری سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے بشر بن وجیہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں قزعہ بن سوید نے، وہ کہتے ہیں: مجھے عمرو بن دینار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس کا موت پر لا الہ الا اللہ کے کلمہ کے ساتھ خاتمہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا"۔

(۷۲۹) ۱۰/۷۵: الحافظ، الامام، الثقہ ابومحمد عبداللہ بن محمد بن سیار رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ علماء عجم میں سے تھے اور الفرھیانی یا الفرھاذانی کہلاتے تھے۔ قتیبہ بن سعید، ھشام بن عمار، دحیم، محمد بن وزیر، ابوکریب، عبدالملک بن شعیب بن لیث بن سعد اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ اس طبقہ کے لوگ بلاد اسلامیہ کے متعدد شہروں میں بکھرے ہوئے تھے اور آپ سے محمد بن حسن النقاش المقری، ابواحمد بن عدی ابوبکر اسماعیلی، بشر بن احمد الاسفرائنی، ابوعمرو بن حمدان وغیرہ نے آپ سے حدیث سنی ہے۔

ابن عدی بیان کرتے ہیں: موصوف فرھیانی امام نسائی کے رفیق تھے۔ رجال پر بڑی بصیرت رکھتے تھے۔ ثبت محدثین میں سے تھے۔ میں نے حرملہ سے حدیث لکھوانے کو کہا تو کہنے لگے: حرملہ ضعیف ہیں۔ پھر مجھے ان سے صرف تین احادیث ہی لکھوائیں۔

ہمیں احمد بن تاج الامناء وغیرہ نے الفرھاذانی سے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ہارون بن زید بن ابی زرقاء نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں میرے والد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں میرے والد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شعبہ نے یعلی بن عطاء سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اللہ کی رضا باپ کی رضا میں اور اللہ کی ناراضی باپ کی ناراضی میں ہے" [2]

موصوف نے ۳۰۰ھ کے چند سال بعد وفات پائی۔

---

[1] مختصر طبقات علماء الحدیث لابن عبدالھادی: الورقہ 1/124۔ معجم البلدان: 4/258-259، اللباب: 2/427، طبقات الحفاظ: 308، شذرات الذھب: 2/235۔

[2] جامع الترمذی: کتاب البر: باب رقم 3۔

(۷۳۰) ۱۰/۷۶: المطر ز، الحافظ، الثقہ، المقری ابوبکر القاسم بن زکریا بن یحییٰ البغدادی رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ "المطر ز" کے نام سے معروف تھے۔ عمران بن موسیٰ القزاز، سوید بن سعید، ابوکریب اور متعدد ائمہ محدثین سے حدیث سنی۔ آپ نے ابوحمدون الطیب اور ابوعمرو الدوری پر بھی قرأت کی۔

الھوازی کے شیخ الغضائری کہتے ہیں کہ موصوف نے ان پر بھی قرأت کی ہے۔

آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں ابوالحسن بن المنادی، جعفر الخلدی، جعابی، ابوبکر شافعی، عبدالعزیز بن جعفر، محمد بن مظفر، ابوحفص بن زیات اور دیگر بے شمار لوگوں کے نام گنوائے جاتے ہیں۔

خطیب بیان کرتے ہیں: موصوف ثقہ اور ثبت تھے۔ دارقطنی، انہیں مقریٔ نبیل کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ ابن المنادی نے موصوف المطر ز کا سنِ وفات سترہ صفر ۳۰۵ھ ذکر کیا ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس سال موصوف نے حدیث کا کوئی درس نہ دیا تھا۔ موصوف حدیث اور صدق والوں میں سے تھے۔ آپ نے "المسند" الابواب اور الرجال پر بہت لکھا۔

ہمیں عبدالرحمن بن محمد الفقیہ نے اپنی کتاب میں اپنی سند کے ساتھ المطر ز سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن سلیمان لوین نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ولید بن ابوثور نے سدی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جب کتا تم میں سے کسی ایک کے برتن میں منہ ڈال جائے تو چاہیے کہ وہ اسے سات مرتبہ دھوئے" ❷

(۷۳۱) ۱۰/۷۷: الحافظ، الرحال، المامون ابوالحسن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن یونس السمنانی رحمۃ اللہ علیہ ❸

آپ خراسان کے سربرآوردہ محدثین میں سے تھے۔ ابن راھویہ، ھشام بن عمار، عیسٰی بن زغبۃ، ابوکریب محمد بن العلاء اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب الحافظ، ابوعمرو بن حمدان، ابواحمد بن عدی، ابوبکر اسماعیلی، ابوعمرو بن مطر اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی۔ آثار کی زبردست بصیرت رکھتے تھے۔ شعر و ادب سے بھی وابستگی تھی۔ موصوف ۳۰۳ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

ہمیں محمد بن عبدالسلام نے اپنی سند کے ساتھ السمنانی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عمرو بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں بقیہ نے، وہ کہتے ہیں: مجھے یونس بن یزید نے زہری سے، انہوں نے سالم سے، انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی

---

❶ تاریخ بغداد: 441/12، طبقات القراء الذہبی: 195/1، طبقات القراء للجزری: 17/2، طبقات الحفاظ: 308، البدایة والنہایة: 128/11، تہذیب التہذیب: 315,314/8۔ شذرات الذہب: 246/2۔

❷ اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے۔

❸ مختصر طبقات علماء الحدیث لابن عبدالہادی: الورقة: 2/124، العبر: 126/2، طبقات الحفاظ: 309، شذرات الذہب: 242/2۔

کریم ﷺ کا اِرشاد ہے:

"جس نے جمعہ یا کسی دوسری نماز کی ایک رکعت کو پالیا تو اس نے نماز کو پالیا"۔

(۷۳۲) ۱۰ / ۷۸: الحافظ، الثقہ، محدثِ مرو ابوعبدالرحمن عبداللہ بن محمود بن عبداللہ السعدی المروزی رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ نے حبان بن موسیٰ المروزی، علی بن حجر، محمود بن غیلان، عمر بن شبۃ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابومنصور الازہری، احمد بن سعید المعدانی، الفقیہ، القاضی ابوالفضل الحدادی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

آپ سے امام الائمہ ابنِ خزیمہ نے حدیث سنی ہے جو آپ کے طبقہ کے محدث ہیں۔ حاکم نے آپ کو ثقہ اور مامون کیا ہے۔

۳۱۱ھ میں وفات پائی۔

میں نے احمد بن ھبۃ اللہ پر عبدالمعز بن محمد سے قرأت کی، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں محمد بن محمد بن حسین اور عبدالرحمن بن عبد الجبار الحافظ نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن محمود السعدی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمود بن غیلان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں فضل بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبداللہ بن سعید نے اپنے والد سے، اُنہوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے:

"دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں (۱) ایک صحت (۲) اور دوسری فرصت" ❷

خلیلی کا قول ہے: موصوف کے والد محمود نے ابنِ عیینہ سے حدیث سنی ہے اور والد سے آپ نے حدیث روایت کی ہے۔ عبداللہ علم حدیث میں حافظ کا مرتبہ رکھتے تھے۔

(۷۳۳) ۱۰ / ۷۹: الحافظ، امامِ کبیر ابوحفص عمر بن محمد بن بجیر الہمذانی، السمرقندی البجیری رحمۃ اللہ علیہ ❸

آپ ماوراء النھر کے محدث اور الصحیح اور ایک تفسیر کے مصنف ہیں۔ ۲۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محدث اور کثیر الاسفار تھے۔ جو عارم اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کرتے تھے۔ چنانچہ موصوف کی بڑی تمنا تھی کہ وہ اپنے بیٹے ابو حفص کو بھی اس علم سے روشناس کرائیں۔ چنانچہ سات مرتبہ انہیں علمی اسفار میں اپنے ساتھ لے گئے۔

آپ نے عیسیٰ بن حماد زغبہ، بشر بن معاذ العقدی، دارمی کے ماموں محمد بن معاویہ اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث سنی، اور آپ سے، محمد بن صابر، محمد بن بکر دھستان، معمر بن جبرئیل الکرمینی، اعین بن جعفر سمرقندی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان

---

❶ مختصر طبقات علماء الحدیث: الورقۃ: 2/124، العبر: 148/2، طبقات الحفاظ: 309، شذرات الذہب: 262/2۔

❷ صحیح البخاری: کتاب الرقاق: باب رقم 1۔ جامع الترمذی: کتاب الذھد: باب رقم: 1۔ ابن ماجہ فی الزھد باب: 15۔

❸ الانساب: 66/ب، العبر: 149/2، دول الاسلام: 188/1، النجوم الزاہرہ: 309/3، شذرات الذہب: 262/2، طبقات المفسرین الودی: 2/7-8۔

کی ہے۔

مصر گئے تو احمد بن صالح المصری کا جنازہ اُٹھا ہوا تھا۔ چنانچہ اس میں شریک ہوئے۔ ابو سعید ادریس کا قول ہے: موصوف فاضل، نیکوکار اور حدیث میں مثبت تھے۔ طلبِ آثار اور علمی اسفار کی طرف از حد متوجہ رہتے تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف کے وطن کے دور ہونے کی وجہ سے میرے پاس ان کی کوئی عالی حدیث تو نہیں۔ البتہ موصوف صدوق تھے۔

موصوف حسن کی حدیث بیان کرتے ہیں متفرد ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں: ہمیں عباس بن ولید الخلال نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں مروان بن محمد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں معاویہ بن سلام نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، اُنہوں نے ابو نضرہ سے، اُنہوں نے ابوسعید سے مرفوعاً بیان کیا کہ

"بے شک اللہ نے تمہاری نماز میں (ایک اور نماز کا اضافہ کیا ہے جو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ خبردار! وہ فجر سے پہلے کی دو رکعتیں ہیں"۔

موصوف نے ۳۱۱ھ میں وفات پائی۔

ہمیں ابوالفضل بن عساکر نے اپنی سند کے ساتھ ابوحفص بن بجیر سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن مثنیٰ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عثمان بن عمر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں فلیح نے ہلال بن علی سے، اُنہوں نے عطاء بن یسار سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"میرا ہر امتی جنت میں داخل ہوگا مگر وہ جس نے انکار کیا۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ انکار کرنے والا کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی، وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی وہی انکار کرنے والا ہے"۔ [1]

(۷۳۴) ۸۰/۱۰: حافظِ کبیر، امام الائمہ، شیخ الاسلام ابوبکر بن محمد بن اسحاق بن خزیمہ بن مغیرہ بن صالح بن بکر السلمی النیشاپوری رحمہ اللہ [2]

آپ نے ابن خزیمہ کے نام سے شہرت پائی۔ ۲۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے تحصیلِ حدیث میں لگ گئے۔ اسحاق بن راہویہ اور محمد بن حمید سے حدیث تو سنی پر ان دونوں سے اس زمانہ میں لڑکپن اور نقصِ اتقان کے ہونے کی وجہ سے بڑے ہوکر

---

[1] صحیح البخاری: کتاب الاعتصام: باب 2۔

[2] الجرح والتعدیل: 196/7، تاریخ جرجان: 413، تہذیب الاسماء واللغات: 78/1، الوافی بالوفیات: 196/2، طبقات الشافعیۃ السبکی: 3/109-110، شذرات الذہب: 2/262-263، الرسالۃ المستطرفۃ: 20۔

حدیث بیان نہ کی۔ ان کے علاوہ محمود بن غیلان، عتبہ بن عبداللہ الیحمدی المروزی، محمد بن ابان المستملی، اسحاق بن موسیٰ الخطمی، علی بن حجر، احمد بن منیع ابوقدامہ السرخی، بشر بن معاذ، ابوکریب، عبدالجبار بن العلاء اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور خوب بیان بھی کی اور نہایت عمدہ بیان کی، احادیث کو لکھا بھی۔ حتیٰ کہ چہاردانگ عالم میں آپ کا چرچا ہونے لگا۔ اپنے زمانہ میں خراسان میں حفظ وامامت آپ پر ختم تھی۔

حضرات شیخین نے اپنی اپنی صحیح کے علاوہ میں آپ سے حدیث بیان کی ہے۔ ان کے علاوہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے بھی آپ سے حدیث بیان کی ہے جو آپ کے شیخ ہیں اور احمد بن مبارک المستملی، ابراہیم بن ابی طالب، ابوعلی النیشاپوری، اسحاق بن سعید النسوی، ابوعمرو بن حمدان، ابوحامد احمد بن محمد بن بالویہ، ابوبکر احمد بن مہران المقری، محمد بن احمد بن بصیر اور خود آپ کے پوتے محمد بن فضل بن محمد کے علاوہ دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

ابوعثمان الحمیری بیان کرتے ہیں: ہمیں ابن خزیمہ نے بیان کیا: جب میں کسی حدیث کے لکھنے کا ارادہ کرتا تھا تو دو رکعت نماز پڑھ کر استخارہ کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میری ایک رائے بن جاتی، پھر میں اسے لکھنا شروع کرتا۔ یہ بات بیان کر کے ابوعثمان کہتے ہیں: موصوف ابن خزیمہ کی برکت سے رب تعالیٰ خراسان والوں پر سے مصیبتوں کو دور فرمایا کرتے تھے۔

ابوبکر بن بالویہ کا قول ہے: میں نے امام ابن خزیمہ کو بیان کرتے سنا ہے کہ جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ کیا آپ کے بال حمام میں کاٹ دیے جائیں تو فرمایا: نبی کریم ﷺ کبھی حمام میں داخل نہ ہوئے تھے۔ یہ بات میرے نزدیک ثابت ہے اور نہ آپ نے کبھی بال منڈوائے تھے۔ البتہ میری باندی میرے بال کاٹ دیتی ہے۔

ابوبکر محمد بن جعفر کا قول ہے کہ میں نے امام ابن خزیمہ کو اس سوال پر کہ آپ کو یہ علم کہاں سے ملا؟ یہ جواب دیتے سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: زمزم کا پانی ہر اس غرض کے لیے ہے جس کے لیے پیا جائے"۔ چنانچہ میں نے اسے پیتے وقت رب تعالیٰ سے علمِ نافع کی دُعا مانگ لی تھی۔

محمد بن فضل کا قول ہے: میرے دادا جان کچھ بچا نہ رکھتے تھے بلکہ اسے اہلِ علم پر خرچ کر دیتے تھے۔ وہ بخل کو تو جانتے تک نہ تھے۔ ان کے نزدیک دس ہو یا بیس دونوں ایک تھے۔

ابوبکر محمد بن سہل الطوسی بیان کرتے ہیں: میں نے ربیع بن سلیمان کو کہتے سنا: کیا تم لوگ ابن خزیمہ کو جانتے ہو؟ ہم نے کہا: جی ہاں! تب بولے: اتنا انہوں نے ہم سے نفع نہیں اٹھایا جتنا ہم نے ان سے نفع اٹھایا ہے۔ محمد بن اسماعیل السکری امام ابن خزیمہ سے سنا اُن کا یہ قول نقل کرتے ہیں: میں مزنی کی مجلس میں گیا۔ ان سے (قتل) شبہ عمد کے بارے میں پوچھا گیا۔ چنانچہ سائل نے کہا: رب تعالیٰ نے اپنی کتاب میں قتل کی صرف دو قسموں کو ہی ذکر فرمایا ہے۔ (۱) قتل عمد (۲) اور قتل خطا۔ پھر تم لوگوں نے قتل کی تین قسموں کا قول کیونکر کر لیا؟ اور تم لوگ علی بن زید بن جدعان سے دلیل پکڑتے ہو؟ یہ سن کر مزنی خاموش رہ گئے۔ اس پر میں نے سائل سے یہ کہا کہ اس حدیث کو ایوب اور خالد الحذاء نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سائل نے مجھ سے پوچھا: عقبہ بن اوس کون ہے؟

میں نے کہا: ایک بصری شیخ ہے۔ ابن سیرین نے اپنی جلالت کے باوجود ان سے روایت کی ہے۔ اس پر وہ سائل کہہ اٹھا کہ مجھ سے مناظرہ آپ کریں گے یا یہ صاحب؟ مزنی بولے: جہاں بات حدیث کی آ جائے گی تو یہ مناظرہ کریں گے کیونکہ یہ مجھ سے زیادہ حدیث کو جانتے ہیں۔ اس کے بعد میں تو لوں گا۔

محمد بن فضل کہتے ہیں: میں نے اپنے دادا جان کو یہ بیان کرتے سنا ہے: میں نے اپنے والد سے قتیبہ کے پاس جانے کی اجازت مانگی تو فرمایا: پہلے قرآن پڑھ لو پھر جانے دوں گا۔ پھر میں نے قرآن یاد کر لیا۔ اس پر والد نے فرمایا: پہلے تراویح میں ایک قرآن سنا دو پھر بعد میں دیکھیں گے۔ میں نے یہ بھی کر دکھایا۔ پھر جب عید کا دن آیا تو والد صاحب نے مجھے اجازت دے دی اور میں مرو روانہ ہو گیا۔ وہاں میں نے محمد بن ھشام، صاحب ھشیم سے جناب قتیبہ کی وفات کی خبر سنی۔

ابو علی نیشاپوری کا قول ہے: میں نے موصوف ابن خزیمہ جیسا نہیں دیکھا۔ ابو احمد حسینک کا قول ہے: میں نے امام الائمہ ابو بکر ابن خزیمہ کو سنا کہ وہ علی بن خشرم کے واسطے سے ابن راھویہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ انہیں ستر ہزار احادیث یاد تھیں۔ اس پر میں نے کہا: آپ کو کتنی احادیث یاد ہیں؟ اس پر انہوں نے میرے سر پر شفقت سے ہاتھ مارتے ہوئے کہا: تم کتنی زیادہ فضول باتیں کرتے ہو۔ پھر فرمایا: اے برخوردار! جس بھی ورق میں جو لکھا گیا ہے میں اسے جانتا ہوں۔

ابو علی نیشاپوری بیان کرتے ہیں: موصوف کو احادیث سے مسائل فقہیہ یوں ازبر تھے جیسے قاری کو سورت ازبر ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں: امام ابن خزیمہ یکتائے روزگار تھے۔ مجھے حسن بن علی نے، وہ کہتے ہیں: مجھے ابن لیثی نے، وہ کہتے ہیں: مجھے ابو الوقت نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابو اسماعیل انصاری نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبد الرحمن بن محمد بن صالح نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں میرے والد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابو حاتم محمد بن حبان تمیمی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے روئے زمین پر سوائے ابن خزیمہ کے کسی کو نہیں دیکھا جسے صفات السنن کی عمدگی پر دسترس ہو، اور ان کے صحیح الفاظ اور ان کی زیادات ازبر ہوں جیسے ساری سنن ان کی آنکھوں کے سامنے ہوں۔

حاکم اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: ہمیں محمد بن احمد بن واصل نے بیکند میں، وہ کہتے ہیں: مجھے میرے والد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں: مجھے محمد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں احمد بن سنان نے، وہ کہتے ہیں: مجھے عبد الرحمن بن مہدی کے والد مہدی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: عبد الرحمن دس یا اس سے زیادہ دن سفیان کے پاس رہتے۔ اس دوران وہ ہمارے پاس نہ آتے تھے اور اگر وہ آ بھی جاتے تو فوراً جناب سفیان کا قاصد بلوا کر لے جاتا۔

اس روایت نقل کرنے کے بعد حاکم کہتے ہیں: بے شک مذکورہ محمد امام ابن خزیمہ ہی ہیں کیونکہ مجھے داری نے ابن خزیمہ سے اور انہوں نے ابن سنان کے واسطہ سے یہ حکایت سنائی ہے اور میں نے امام مسلم کے خط سے یہ تحریر پڑھی ہے۔ "ہمیں ہمارے ساتھی محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں زکریا بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبد اللہ بن یوسف نے حدیث استقاء بیان کی ہے۔ اور امام مسلم نے احمد بن عبد الرحمن بن قاسم بن فسطاط کو لکھ بھیجا، جس میں وہ ذکر کرتے ہیں کہ انہیں محمد بن ربیع الیجزی نے بیان

کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، وہ کہتے ہیں: مجھے محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں موسیٰ بن خاقان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں اسحاق ازرق نے سفیان سے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے مسلم البطین سے، انہوں نے سعید سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: جب اہل مکہ نے اپنے پیغمبر کو نکال دیا تو جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے برملا فرمایا: میرا یقین ہے کہ اب عنقریب (فریقین میں) قتال ہو کر رہے گا۔

ابوبکر القفال بیان کرتے ہیں: ابومحمد بن صاعد نے جناب ابن خزیمہ سے "کتاب الجہاد" کی روایت کی اجازت لکھ مانگی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔

حاکم کا قول ہے: مجھے ابوبکر محمد بن حمدون اور ایک جماعت نے یہ بیان کیا ہے: البتہ ابوبکر (ابن خزیمہ) تاریخ و واقعات کو ان سب سے زیادہ جانتے تھے۔

امام موصوف ادھیڑ عمر کو پہنچ گئے اور ریاست و سیارت آپ کے فرشِ راہ تھی تو اس وقت آپ کے اصحاب آفاق دنیا پر ستاروں کی مانند درخشندہ تھے۔ چنانچہ فتویٰ، حسنِ تصنیف اور مجالسِ سلاطین میں سیاست کے میدان میں ابوعلی الثقفی، ابوبکر بن اسحاق الضبعی اور خلیفہ ابنِ خزیمہ گویا سبقت لے جا رہے تھے۔ دوسری طرف آداب اور جمع علوم کی کثرت میں ابوبکر بن ابی عثمان سب سے آگے تھے اور ابومحمد یحییٰ بن منصور آپ کے گھروں کے بڑے، آپ کے مذہب کے سب سے بڑے عارف اور قضا کے سب سے زیادہ اہل تھے۔ جب منصور طوسی آیا تو وہ سماعِ حدیث کے لیے موصوف ابنِ خزیمہ کے پاس آتا جاتا تھا۔ یہ معتزلی تھا اور اسے ان چار مذکورہ ائمہ سے خدا واسطے کا بیر اور حسد تھا۔ چنانچہ اس نے ابوعبدالرحمن الواعظ سے مل کر یہ مشہور کر دیا کہ موصوف ابنِ خزیمہ کو علمِ کلام میں کوئی دسترس نہیں بلکہ یہ اس سے منع بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے اپنے اصحاب اس علم میں ماہر اور کامل ہیں اور وہ اس باب میں ان کے خلاف ہیں جبکہ انہیں اس بات کی مطلق خبر نہیں کہ وہ کلابیہ کے مذہب پر ہیں۔ یوں یہ دونوں شریر امام ابن خزیمہ کے اصحاب میں باہم دوری پیدا کرنے کی قوی طمع کرنے لگے۔

حاکم بیان کرتے ہیں: میں نے ابوبکر احمد بن اسحاق کو یہ بیان کرتے سنا ہے: اللہ کی قدرت کہ جب حاکم ابوسعید فوت ہوا تو موصوف ابنِ خزیمہ اور ان کی جماعت نے اس کے مرنے پر خوشی کا اظہار کیا اور ایسا ان لوگوں سے لاعلمی میں ہوا۔ لوگوں نے آپ سے ایک ضیافت کرنے کو کہا۔ آپ کے دو خوبصورت باغ تھے مجھے بھی دوسروں کے ساتھ بامر مجبوری اس دعوت میں جانا پڑ گیا۔

حاکم کہتے ہیں: اور مجھے ابواحمد الحسین بن علی بن بیان کیا کہ یہ دعوت جمادی الاولیٰ ۳۰۹ھ میں کی گئی تھی۔ ایسی دعوت پہلے کبھی دیکھنے سننے میں نہ آئی تھی۔ اس میں بکری گائے اونٹ وغیرہ کے ہر قسم کے گوشت کا اہتمام کیا گیا۔ طرح طرح کی مٹھائیاں چنی گئیں، خرش فروش بچھائے گئے۔ شہر بصرہ کے باورچیوں کو طلب کیا گیا کہ وہ اس میدان میں اپنے اپنے فن کے جوہر دکھائیں۔ اسکے بعد موصوف امام ابنِ خزیمہ مشائخ اور نوجوانوں پر مشتمل محدثین کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے جو "مہز رود" میں جمع تھی۔ آپ ان کی مشایعت میں وہاں سے سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ جبکہ سب سے آگے آگے آپ خود چل رہے تھے۔

بازاروں سے گزرتے ہوئے آپ نے ہر خاص و عام کو بلا امتیاز اس عظیم الشان ضیافت میں شرکت کی دعوت دی اور اپنی محبت کا واسطہ دے کر آنے پر اصرار کیا۔ غرض اس قدر لوگ آئے کہ شہر کا کوئی چھوٹا بڑا باقی نہ بچا تھا۔ اب باورچی کھانے بنائے جاتے تھے۔ جبکہ نان بائی روٹیاں لگاتے جاتے تھے اور تواور شہر بھر سے اناج اور ہر قسم کا گوشت اونٹوں اور خچروں پر لاد کر اکٹھا کر لیا گیا۔ امام موصوف ان سب امور کی نگرانی خود کر رہے تھے اور ہر کام نہایت عمدہ طریق سے مکمل کروا رہے تھے۔ حتیٰ کہ حاضرین میں سے ہر ایک نے اس بات کی شہادت دی کہ ایسی دعوت کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔

مجھے ابوبکر احمد بن یحییٰ المتکلم نے بیان کیا کہ دعوت سے لوٹ کر ہم بعض اہلِ علم کے پاس اکٹھے ہوئے۔ اس دوران یہ بات چل نکلی کہ کلام اللہ قدیم ہے یا حادث اور یہ رب تعالیٰ کے خبر دینے کے وقت ثابت ہوتا ہے (یعنی نزول کے وقت ثابت ہوتا ہے)۔ وہاں طوسی بھی بیٹھے تھے جو امام ابنِ خزیمہ کا مذہب رکھتے تھے۔ لوگوں نے انہیں ان کی بات بتلائی اور منصور نے تو یہ تک کہہ دیا: کیا میں شیخ کو بتا نہ دوں کہ یہ لوگ مذہب کلابیہ رکھتے ہیں؟ امام موصوف کو جب اس واقعہ اور اجتماع کی خبر لگی تو اپنے اصحاب کو جمع کر کے فرمایا: یہ کیا میں نے تم لوگوں کو علمِ کلام میں پڑنے سے روکا نہیں تھا؟ اس دن آپ نے انہیں اس سے زیادہ کچھ نہ کہا۔

مجھے عبداللہ بن اسحاق الانماطی المتکلم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: طوسی امام ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ کے ساتھ لگے رہے یہاں تک کہ انہیں اپنے اصحاب پر دلیر دیا۔ اب ابوبکر بن اسحاق اور ابو بن ابی عثمان یہ دونوں امام ابنِ خزیمہ کی املاء کو دہراتے تھے اور وہاں سے اُٹھ کر ابوعلی الثقفی کی مجلس میں جا کر وہ سب سنا دیتے۔ یوں فریقین میں دوری بڑھتی گئی۔

میں نے ابوسعید عبدالرحمن بن احمد المقری کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں امام ابنِ جعفر کو سنا، وہ فرماتے تھے: بے شک یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اس کی وحی،، اس کی تنزیل اور غیر مخلوق ہے اور جو شخص بھی ان باتوں میں سے کسی ایک بات کا بھی قائل ہوا جیسے:

☆ بعض قرآن مخلوق ہے، یا
☆ رب تعالیٰ ازل میں کلام کرنے کے بعد اب متکلم نہیں، یا
☆ رب تعالیٰ کے افعال مخلوق ہیں، یا
☆ یہ قرآن حادث ہے۔

تو بلاشبہ وہ جہمی (بھی) ہے اور جہنمی بھی ہے۔ جو بھی میری کتابوں میں غور کی نگاہ ڈالے گا اس پر یہ بات واضح ہو جائے گی۔ یہ کلابیہ، اللہ ان پر لعنت کرے۔ مجھ پر جھوٹ بولتے ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ ثقفی اور ضبعی اور یحییٰ بن منصور تینوں کے تینوں جھوٹے ہیں۔ انہوں نے میرے جیتے جی (میرے سامنے) مجھ پر جھوٹ بولا ہے۔ علم کے متلاشی پر ان سے میری نسبت کوئی بات قبول کرنا حرام ہے اور ہاں! میرے نزدیک ان میں سب سے بڑا جھوٹا ابوبکر بن ابی عثمان ہے۔ یہ انہیں ایسی باتیں جا بتاتا ہے جو میں نے کبھی بھی نہیں ہوتیں۔

میں نے محمد بن احمد بن بالویہ کو سنا، وہ کہتے ہیں: میں نے امام ابنِ خزیمہ کو یہ بیان فرماتے سنا ہے: یہ جاہل لوگ یہ گمان

کرتے ہیں کہ رب تعالیٰ اپنا کلام مکرر نہیں لاتا۔ سو ان لوگوں نے اللہ کے کلام کو سمجھا ہی نہیں۔ اللہ نے اپنی کتاب میں متعدد مواقع پر خلق آدم کے قصہ کو بیان کیا ہے۔

اس طرح موسیٰ علیہ السلام کے ذکر کو بارہا بیان کیا ہے اور متعدد مقامات پر اپنی حمد بیان کی ہے اور "فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ" کو ایک ہی صورت میں متعدد بار ذکر کیا ہے۔ اس لیے میں کسی مسلمان کے بارے میں یہ وہم بھی نہیں کر سکتا کہ اسے اس بارے وہم ہے کہ رب تعالیٰ نے کسی بات کو دوبارہ نہیں کہا۔

میں نے ضبعی کو کہتے سنا ہے: جب ان لوگوں کو خود حالات بگاڑ دیے تو ابو عمرو میری ثالثی کا کردار ادا کرنے اٹھ کھڑے ہوئے اور ابو بکر پر اس بات کا زور دیا کہ وہ کتاب اللہ کے قدیم ہونے کا اقرار کر لے اور اس پر مخالفین کی فاسد اغراض کو آشکار کیا، یہاں تک وہ امام ابن خزیمہ کے پاس جا کر معافی تلافی کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ میں ابن ابی عثمان اور ابو علی ثقفی، امام موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابو علی نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے یہ کہا: اے استاد محترم! ہمارے مذہب کی جس بات پر بھی آپ کو اعتراض ہے ہم اس سے رجوع کرنے کو تیار ہیں۔ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے فرمایا: تم لوگ کلابیہ فرقہ کی طرف میلان رکھتے ہو۔ امام احمد رحمہ اللہ تو عبداللہ بن سعید (کلابی) اور اس کے ساتھیوں جیسے حارث وغیرہ کی بابت بڑے سخت تھے۔

غرض یہ گفتگو بہت طول پکڑ گئی۔ تب میں نے کہا: میں نے اپنے مذاہب کے اصول کو ایک دستاویز میں جمع کر دیا ہے۔ پھر میں نے وہ دستاویز نکال کر دکھلائی۔ امام موصوف نے ساری عبارت بالغور دیکھنے کے بعد فرمایا: میرا خیال ہے کہ اس دستاویز میں کوئی بات میرے مذہب کے خلاف نہیں۔ تب میں نے کہا: پھر آپ اس پر اپنے دستخط کر دیں کہ یہ میرا مذہب بھی ہے۔ سو آپ نے یہ عبارت لکھ دی۔ تب میں نے ابو عمرو حیدی سے کہا: یہ تحریر محفوظ کر لو تا کہ ایک دوسرے سے بحث باقی نہ رہے اور نہ کوئی کسی دوسرے پر کسی زیادتی کی تہمت لگائے۔ اس کے بعد ہم لوگ متفرق ہو گئے۔ اس قصہ کو زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ دو آدمیوں نے آپ کے پاس آ کر کہا: شاید آپ نے وہ تحریر غور سے نہیں دیکھی تھی۔ ان لوگوں نے آپ کے ساتھ دھوکا کیا ہے اور صورت حال بدل دی ہے۔ اس پر امام موصوف نے میری کو پیغام بھیجا کہ وہ آپ کی تحریری شہادت واپس کر دے مگر اس نے انکار کر دیا۔ پھر ابو بکر کی موت کے بعد میری نے وہ تحریر مجھے واپس کر دی۔ میں نے اس بات کی وصیت کی کہ وہ تحریر میرے ساتھ دفن کی جائے۔ تا کہ میں اسے رب تعالیٰ کے سامنے دلیل بنا کر پیش کر سکوں۔ وہ یہ ہے:

"قرآن اللہ کا کلام اور اس کی ذات صفات میں سے ایک صفت ہے اور اس کے کلام میں سے کوئی چیز بھی مخلوق اور حادث نہیں ہے اور جو بھی اس بات کا قائل ہو کہ کچھ قرآن مخلوق ہے یا حادث ہے، یا اس بات کا قائل ہو کہ کلام اس کے فعل کی صنعت ہے تو وہ جہمی، گمراہ اور بدعتی ہے اور میں اس بات کا قائل ہوں کہ کلام اللہ کی ذاتی صفت ہے اور وہ ہمیشہ سے متکلم ہے اور جو اس بات کا قائل ہو کہ رب تعالیٰ صرف ایک بار ہی تکلم کرتا ہے اور وہ اتنی دیر ہی متکلم کہلاتا ہے جتنی دیر تک تکلم کرتا ہے، پھر اس کے بعد اس کا کلام ختم ہو جاتا ہے تو وہ اللہ کا انکار کرنے والا ہے۔

اور میں اس بات کا بھی قائل ہوں کہ رب تعالیٰ آسمان دنیا پر اترتا ہے اور جو اس بات کا قائل ہو کہ یہاں نزول سے مراد رب کے علم یا امر کا نزول ہے تو وہ گمراہ ہے اور اپنے بندوں سے کیفیت کے بغیر کلام کرتا ہے، رحمن عرش پر بلا کیف مستوی ہے۔ نہ کہ اس طرح جس طرح جہمیہ بیان کرتے ہیں کہ استواء سے مراد استیلاء یعنی غالب آنا ہے اور یہ کہ رب تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ ابتداء میں بھی کلام کرتا ہے اور اس کا اعادہ بھی کرتا ہے۔

آگے مفصل عقائد کا بیان ہے۔

دار قطنی بیان کرتے ہیں: امام ابن خزیمہ امام اور ثبت تھے جنکی نظیر ملتی نہ تھی۔ ابو بشر القطان کہتے ہیں: امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کا ایک صاحب علم پڑوسی تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت پر ایک تختی ہے اور ابن خزیمہ اس لکڑی کو صیقل کر رہے ہیں (یعنی آراستہ اور پیراستہ کر رہے ہیں)۔ تعبیر بیان کرنے والے نے اس کی یہ تعبیر بیان کی کہ یہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کرے گا۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کا ذکر آجانے پر ایک مرتبہ ابو العباس بن سریج نے یہ کہا: وہ احادیث نبویہ سے نکتوں کو یوں تراش تراش کر نکالتے تھے جیسے چھینی سے نگینے تراشے جاتے ہیں۔

ابو زکریا یحییٰ بن محمد بن العنبری بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابن خزیمہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے: جب صحیح حدیث ثابت ہو جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے سامنے کسی کا قول معتبر نہیں۔

حاکم بیان کرتے ہیں: میں نے محمد بن صالح بن ہانی کو سنا، وہ کہتے ہیں: میں نے ابن خزیمہ کو یہ بیان کرتے سنا: جو اس بات کا اقرار نہ کرتا ہو کہ رب تعالیٰ اپنے عرش پر سات آسمانوں سے اوپر مستوی ہے، وہ کافر اور مباح الدم ہے اور اس کا مال فَیْ (غنیمت) ہے۔

ابو الولید الفقیہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابن خزیمہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے: قرآن اللہ کا کلام ہے۔ جو اسے مخلوق کہتا ہے وہ کافر ہے اور اسے توبہ کرنے کو کہا جائے گا اگر تو وہ کرلے تو خیر ورنہ اس کی گردن ماردی جائے اور اس کے لاش کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔

حاکم "کتاب علوم الحدیث" میں لکھتے ہیں: میرے پاس کئی ورقوں میں امام ابن خزیمہ کے فضائل و مناقب لکھے جمع ہیں اور آپ کی تصنیفات کی تعداد ایک سو چالیس سے زیادہ ہے، جو مسائل کے علاوہ ہے۔ جبکہ صرف مسائل سو اجزاء میں لکھے جاتے ہیں۔ آپ نے تین اجزاء میں صرف "حدیث بریرۃ" پر فقہی کلام کیا ہے۔

محمد بن عبداللہ المعدل کا قول ہے: میں نے عبداللہ بن خالد الاصبہانی کو یہ کہتے سنا ہے: جب عبدالرحمن بن ابی حاتم سے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کے بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگے: ارے تیرا بھلا ہو! وہ اس لائق ہیں کہ ہمارے بارے میں ان سے پوچھا جائے نہ کہ ہم سے ان کے بارے میں پوچھا جائے۔ وہ تو مقتدا اور امام ہیں۔

الفقیہ ابوبکر محمد بن علی الشاشی بیان کرتے ہیں: میں امام ابن خزیمہ سے ملنے گیا تو ابوبکر الھاش الحر ی نے ان سے پوچھا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب مزنی اور ابن عبدالحکم میں مناظرہ ہوا تو مزنی سے کہا گیا کہ وہ تو امام شافعی کا رد کرتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ایسی جسارت تو صرف محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری ہی کر سکتے ہیں؟ اس پر ابوبکر الشاشی نے کہا: واقعی وہ ایسے ہی تھے۔

ابو اسحاق ابراہیم بن محمد المضارب بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابن خزیمہ کو خواب میں دیکھا تو بے ساختہ یہ کہا: اللہ آپ کو اسلام کی طرف سے جزائے خیر دے۔ اس پر انہوں نے خواب میں یہ جواب دیا کہ یہی بات مجھے جبرئیل علیہ السلام نے آسمان میں کہی ہے۔

امام حاکم نے موصوف کی سیرت واحوال کو بالاستیعاب رقم کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے باغ میں ایک نہایت عظیم اور بے مثال دعوت دی۔ آپ بازاروں سے گزرتے ہوئے لوگوں کو دعوت میں شریک ہونے پر اصرار کرتے جاتے تھے اور لوگ اپنے ساتھ طرح طرح خوانوں، لذیز مٹھائیوں اور گوشت کے سالنوں کو لیے اس دعوت کی طرف خوشی خوشی لپکے جارہے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے شہر میں کچھ باقی نہ چھوڑا۔ لوگ تھے کہ شمار میں نہ آتے تھے۔ ارے ایسی دعوت تو سلطانِ وقت کے لیے کی جاتی ہے۔

امام ابوعلی الثقفی نے اپنے علم وکمال کے باوجود متعدد مسائل میں امام ابن خزیمہ کی مخالفت کی جیسے مسئلہ توفیق وخذلان، مسئلہ ایمان، مسئلہ تلفظ بالقرآن وغیرہ تو جمہور علماء ابوعلی کے خلاف ہوگئے۔ جس پر انہوں نے گھر میں گوشہ نشینی اختیار کرلی اور وہیں وفات پاگئے۔ یوں ان کی آزمائش ختم ہوئی۔ موصوف ثقفی بڑی شان کے مالک تھے۔

یاد رہے کہ علماء میں چھوٹے بڑے مسائل میں اختلاف ہوتا چلا آیا ہے۔ معصوم عن الخطا تو وہی رہا جسے اللہ نے خطا سے بچائے رکھا اور ایسا کتاب وسنت کے تمسک اور لایعنی سے اجتناب سے ہی نصیب ہوا اور اللہ جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی اجازت دیتا ہے۔

میرے پاس امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کی عوالی کے متعدد اجزاء اجازۃً موجود ہیں۔ موصوف نے دوذی قعدہ ۳۱۱ھ میں وفات پائی۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ ابن خزیمہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: بشر بن معاذ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حماد بن زید نے عمرو بن دینار سے جو آلِ زبیر کا میر منشی تھا، انہوں نے سالم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس نے بھی بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لی: "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل قدیر"

(ترجمہ) "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے۔ سب تعریف اسی کی ہے وہ زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور وہی زندہ ہے جو کبھی نہ مرے گا۔ سب خیریں اسی کے ہاتھ میں ہیں،

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"

تو رب تعالیٰ اس کی دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور اس کی دس لاکھ برائیاں مٹا دیتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتے ہیں۔

اور ہمیں ابن عساکر نے اپنی سند کے ساتھ ابنِ خزیمہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں علی بن معبد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں زید بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں مالک نے سالم سے، اُنہوں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جو از راہِ تکبر اپنا (چادر وغیرہ کا) کپڑا گھسیٹ کر چلتا ہے رب تعالیٰ روزِ قیامت اس کی طرف (نگاہ رحمت سے) نہ دیکھے گا۔

اس حدیث کو امام نسائی نے خیاطہ السنہ سے مالک کی احادیث کو جمع کرتے ہوئے روایت کیا ہے جو علی بن معبد سے مروی ہیں اور یہ ایک عالی سند ہے۔

(۷۳۵) ۱۰/۸۱: الحافظ، الامام، الثقہ، شیخِ خراسان ابو العباس محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن مہران الثقفی النیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ السراج کے لقب سے مشہور تھے اور بنو ثقیف کے موالی میں سے تھے۔ ایک مسند اور تاریخ بھی لکھی۔ ۲۱۶ھ میں پیدا ہوئے۔ یحییٰ بن یحییٰ تمیمی کی زیارت نصیب ہوئی اور حدیث قتیبہ بن سعید، اسحاق بن راھویہ، محمد بن بکار بن الریان، داؤد بن رشید، ابو کریب، محمد بن عمرو۔ زنیج۔ حسن بن عیسیٰ بن ماسرجس، محمد بن حمید، عمرو بن زرارہ، ابو ھمام السکونی اور بے شمار ائمہ محدثین سے سنی اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں حضرات شیخین رحمہما اللہ کے اونچے نام بھی شامل ہیں۔ البتہ ان بزرگوں نے اپنی اپنی صحیح کے علاوہ میں موصوف السراج سے حدیث روایت کی ہے۔

ان کے علاوہ ابو حاتم، ابن ابی الدنیا، ابو عمرو بن السماک، ابو اسحاق المزکی، ابو علی الحافظ، احمد بن حسن المخلدی، خلیل بن احمد السجزی، عبید اللہ بن محمد القامی، عبد اللہ بن احمد الصیرفی، ابو الحسن احمد بن محمد القنطری الخفاف اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

ہم نے موصوف کی مسند کے متعدد اجزاء عالی اسناد کے ساتھ سنے ہیں۔

ہمیں مسلم بن علان وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن اسحاق السراج سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں میرے بھائی ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن ابان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں جریر بن حازم نے نافع سے اور اُنہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

---

[1] الجرح والتعدیل: 196/7، حضرت ابن الندیم: 220، تاریخ بغداد: 1/248-252، الانساب: 115/ب، 295/ب، الوافی بالوفیات: 2/187-188، طبقات الشافعیۃ للسبکی: 3/108-109، شذرات الذہب: 268/2، الرسالۃ المستطرفۃ: 75۔

"جو جمعہ کو آئے تو چاہیے کہ وہ غسل کرے"

ابو بکر بن جعفر المزکی بیان کرتے ہیں کہ میں نے موصوف سراج کو یہ کہتے سنا ہے: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں لکھ دی اس کو اپنے خط سے اس میں سے ایک کتاب لکھی۔ میں نے وہ کتاب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر خود قرأت کی ہے۔

خود موصوف سراج سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے اپنی کتابوں کی طرف اشارہ کر کے یہ کہا: یہ امام مالک کے ستر ہزار مسائل ہیں، جب سے میں نے ان کو لکھا ہے کبھی ان پر سے گرد تک نہیں جھاڑی۔

حسان بن محمد الفقیہ کا قول ہے: ابو العباس السراج ایک مرتبہ ابو عمرو الخفاف کے پاس گئے تو انہوں نے پوچھا: اے ابو العباس! آپ نے اتنا مال کہاں سے اکٹھا کیا ہے؟ تو کہنے لگے: ایک زمانہ تک میں اور میرے دو بھائی ابراہیم اور اسماعیل سخت تنگدستی کی زندگی گزارتے رہے۔ موٹا جھوٹا کھاتے اور پہنتے رہے، تب جا کر یہ مال اکٹھا ہوا۔ لیکن اے ابو عمرو! تم نے یہ مال کہاں سے جمع کیا؟ وہ مال بے حد زیادہ تھا۔ اس سوال پر ابو عمرو نے یہ شعر پڑھا:

اتذکر اذ لحافك جلد شاة ۔۔۔ واذ نعلك من جلد البعير

"ذرا یاد کر کہ جب تیرا لحاف بکری کی کھال کا اور جوتا اونٹ کی کھال کا ہوتا تھا"

فسبحان الله الذی اعطاك ملكا ۔۔۔ وعلمك الجلوس علی السرير

"پس پاک ہے وہ اللہ جس نے تجھے حکومت دی اور تجھے تخت پر بیٹھنے کا سلیقہ سکھایا"

ابو العباس بن حمدان نے خوارزم میں بیان کیا کہ میں نے سراج کو یہ کہتے سنا: میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں ایک طویل سیڑھی چڑھ رہا ہوں۔ سو میں اس کے ننانوے درجے چڑھ گیا۔ سو میں جسے بھی یہ خواب سناتا ہوں، وہ اس کی یہی تعبیر بتلاتا ہے کہ آپ ننانوے برس کی زندگی پائیں گے۔

ابن حمدان کا قول ہے: پھر آپ نے اتنی ہی زندگی پائی۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ موصوف السراج نے اتنی عمر نہ پائی تھی۔ کیونکہ ابو اسحاق المزکی نے خود السراج سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں: میں ۲۱۸ھ میں پیدا ہوا اور میں نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بارہ ہزار قرآن ختم کیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بارہ ہزار قربانیاں دیں۔

اب محمد بن احمد الرقاق بیان کرتے ہیں: میں نے موصوف سراج کو دیکھا کہ وہ ہر ہفتہ میں یا ہر دو ہفتہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک جانور قربان کرتے تھے۔ پھر اصحاب حدیث کو بلا کر انہیں کھلا دیتے۔

حافظ ابو سہل الصعلوکی آپ کو ان الفاظ کے ساتھ خراج تحسین پیش کرتے ہیں: ہمیں ان سراج نے بیان کیا جو اپنے فن میں یکتائے روزگار اور اپنے وزن میں کامل ترین تھے۔ حافظ ابو عبد اللہ بن الاخرم کا قول ہے: صحیح مسلم کی تخریج میں جناب سراج نے میری مدد مانگی میں ان کی حدیث کی کثرت اور حسنِ اصول کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گیا۔ آپ جب کوئی عالی سند والی حدیث پاتے تو یہ کہا کرتے: ہم تو اسے ضرور لکھیں گے: اگر میں یہ کہتا کہ یہ خبر تو ہمارے صاحب کی شرط پر نہیں تو یہ کہتے: اس خبر کی بابت مجھے

رخصت دے دو اور اس بارے میں میری سفارش قبول کرو۔

ابوعمرو بن نجید بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ موصوف سراج تو سوار ہیں جبکہ عباس المستملی ان کے آگے آگے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے چل رہے ہیں۔ چنانچہ موصوف فرماتے جاتے: اے عباس! فلاں شی بدل دو اور فلاں شی کو توڑ دو۔

حاکم بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے سنا ہے: جب زعفرانی آیا اور اس نے قرآن کے مخلوق ہونے کے عقیدہ کو ظاہر کیا تو میں نے سراج کو بازار سے گزرتے ہوئے بار ہا یہ کہتے سنا: زعفرانی پر لعنت بھیجو۔ جس پر سب لوگ بآواز بلند زعفرانی پر لعنت بھیجتے تھے۔ یہ دیکھ کر زعفرانی بخارا نکل گیا۔

صعلوکی بیان کرتے ہیں: ہم کہا کرتے تھے: موصوف سراج تو سراج (یعنی چراغ) جیسے ہیں۔ ابوالحسین الخفاف کا قول ہے کہ ہمیں موصوف السراج نے لکھوایا کہ جو اس بات کا اقرار نہ کرے اور اس بات پر ایمان نہ رکھے کہ رب تعالیٰ تعجب فرماتے ہیں اور ہنستے ہیں اور ہر رات آسمانِ دُنیا پر نزول فرماتے ہیں اور یہ ارشاد فرماتے ہیں: کون ہے جو مجھ سے مانگے کہ میں اسے عطا کروں، تو وہ شخص زندیق اور کافر ہے۔ اس سے توبہ طلب کی جائے گی۔ کرلے تو خیر وگرنہ اس کی گردن ماردی جائے گی۔

حاکم بیان کرتے ہیں: میں نے ابوسعید بن ابی بکر بن ابی عثمان کو یہ کہتے سنا ہے: جب نیشاپور میں کلابیہ کا عقیدہ پھیلنے لگا تو موصوف سراج صرف ان لوگوں کی اولاد کو حدیث پڑھاتے تھے جو "کلابیہ" نہ ہوتے تھے۔ چنانچہ موصوف امتحان لے کر اس بات کا اندازہ کرلیتے تھے۔ اس طرح ایک مرتبہ مجھے بھری مجلس میں کھڑا کر کے یہ کہا: کہو! میں اللہ کے آگے ان کلابیہ سے بری ہوں۔ تو میں نے یہ کہا: اگر میں نے ایسا کہہ دیا تو میرا باپ مجھے کھانے کو روٹی نہ دے گا۔ اس پر آپ ہنس پڑے اور کہا: اسے جانے دو۔

ابوزکریا عنبری نے خفاف کو سنا کہ وہ موصوف سراج سے کہہ رہے تھے: آپ امیر کے پاس جا کر اسے نصیحت کیجیے! اس پر سراج چلے گئے۔ وہاں امیر کے پاس ابوعمرو بھی بیٹھے تھے۔ انہوں نے آپ کا تعارف کروایا کہ یہ ہمارے شیخ اور بڑے ہیں جو ملنے آئے ہیں۔ آپ کو ان کی گفتگو سے نفع پہنچے گا۔ تب موصوف نے کہا: اے امیر! اقامت کے کلمات ایک ایک ہیں۔ جیسا کہ حرمین میں یہی رائج ہے۔ جبکہ ہماری جامع مسجد میں کلماتِ اقامت دو دو بار کہے جاتے ہیں۔ حالانکہ دین تو نکلا ہی حرمین سے ہے۔ یہ سن کر امیر ابوعمرو اور سب لوگ خجالت کھانے لگے۔ وہ تو سمجھے کہ شاید السراج شہر کی بات کریں گے۔ پھر انہوں نے سراج کی سرزنش کی۔ اس پر سراج بولے: مجھے اللہ سے اس بات سے شرم آگئی کہ دین کی بات چھوڑ کر دنیا کی بات کروں۔

ابوالولید حسان الفقیہ موصوف السراج سے سنا، یہ قول نقل کرتے ہیں: بغداد پر افسوس! جب پوچھا گیا کہ آپ نے بغداد چھوڑا کیوں تھا؟ تو کہنے لگے: میرا بھائی وہاں پچاس برس تک مقیم رہا۔ ان کی وفات پر میں نے ایک آدمی کو دوسرے سے یہ کہتے سنا: یہ کس کی میت ہے؟ تو دوسرا بولا: بیچارہ ایک پردیسی ہے، اس پر میں نے کہا: انا للہ! علم وتجارت میں اس قدر شہرت پانے اور اتنی طویل مدت ٹھہرنے کے بعد بھی لوگ انہیں ایک پردیسی سمجھ رہے ہیں۔ تبھی میں نے بغداد چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا۔

موصوف سراج نے ربیع الآخر ۳۱۳ھ میں وفات پائی۔

ہمیں محمد بن عبد السلام تیمی وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ السراج سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں قتیبہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں لیث نے ابن ابی ملیکہ سے، اُنہوں نے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برسرِ منبر یہ ارشاد فرماتے سنا:

"بے شک بنوھشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت مانگی کہ وہ، اپنی بیٹی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دے دیں، پر میں نے اجازت نہیں دی۔ پھر میں اس بات کی اجازت تبھی دوں گا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ میری بیٹی کو طلاق دے دیں گے پھر چاہے ان کی بیٹی سے نکاح کرلیں۔ بے شک فاطمہ میرا ٹکڑا ہے، جو بات اسے تشویش میں ڈالے گی، وہ مجھے بھی تشویش میں ڈالے گی اور جس بات سے اسے اذیت پہنچے گی اس بات سے مجھے بھی اذیت پہنچے گی۔

اس حدیث کو ائمہ خمسہ نے قتیبہ سے روایت کیا ہے۔ جبکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سعید الجرمی سے اور مسلم نے احمد سے، پھر آگے دونوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث روایت کی ہے: "عن یعقوب بن ابراھیم، عن ابیہ عن الولید بن کثیر عن ابی حلملۃ عن الزھری عن علی بن الحسین رضی اللہ عنہ عن المسور رضی اللہ عنہ"

گویا کہ عبد المعز ہروی نے یہ حدیث ان دونوں سے سنی تھی۔

(۷۳۶) ۱۰/ ۸۲: الحافظ، الامام، المسند ابوبکر محمد بن حسین بن مکرم البغدادی ثم البصری رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف ابنِ مکرم کی کنیت کے ساتھ معروف تھے۔ بصرہ رہ پڑے اور وہیں بشر بن ولید الکندی، محمد بن بکار بن الریان، منصور بن ابی مزاحم، عبید اللہ فواریری اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی اور آپ سے محمد بن مخلد، ابوالقاسم طبرانی، ابن عدی، ابن السنی، ابن المقری اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

ابراہیم بن فہد بیان کرتے ہیں: ہمارے پاس بغداد سے ابنِ مکرم سے بڑا عالم حدیث کوئی نہیں آیا۔ دارقطنی انہیں ثقہ کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: موصوف کا سنِ وفات ۳۰۹ھ ہے۔

ہمیں اسحاق الصفار نے اپنی سند کے ساتھ ابن مکرم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عمرو بن علی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حریث بن مسائب نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حسن نے، وہ کہتے ہیں: مجھے حمران بن زیاد نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"بے شک یہ تو روکھی سوکھی روٹی اور سر چھپانے کو گھر اور تن ڈھانپنے کا کپڑا ہے۔ جو اس کے علاوہ ہے وہ سب "فضل" (یعنی زائد از ضرورت) ہے"۔

---

[1] تاریخ بغداد: 233/2، المنتظم: 165/6، العبر: 844/2، شذرات الذہب: 258/2۔

(۷۳۷) ۱۰/ ۸۳: الحافظ الاوحد، محدث عراق ابو بکر محمد بن محمد بن سلیمان بن حارث الواسطی ثم البغدادی الباغندی [1]

آپ نے ابن المدینی، شیبان بن فروخ، محمد بن عبد اللہ بن نمیر، ھشام بن عمار، نوید بن سعید اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث سنی ہے اور آپ سے دعلج، محمد بن مظفر، عمر بن شاہین، ابو بکر بن المقری، علی بن الحاملی، ابو بکر احمد بن عبدان، عبید اللہ بن البواب اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

خطیب بیان کرتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ موصوف نے اکثر احادیث اپنے حافظہ سے بیان کی ہیں، قاضی ابو بکر الابہری کا قول ہے: میں نے موصوف باغندی کو یہ کہتے سنا ہے: میں نے احادیث بنویہ سے تین لاکھ مسائل بیان کیے ہیں۔

ابن شاہین کا قول ہے: ایک مرتبہ موصوف نماز ادا کرنے کو اُٹھے، تکبیر بھی کہہ دی پر بعد میں کہنے لگے: ہمیں محمد بن سلیمان لوین نے بیان کیا۔ تب ہم نے سبحان اللہ کہہ کر انہیں ٹوکا تو وہ قرأت کرنے لگے۔

ابو بکر اسماعیلی بیان کرتے ہیں: میں ان پر کذب کی تہمت تو نہیں لگاتا البتہ خبیث درجہ کے مدلس تھے اور تصحیف بھی کر جاتے تھے۔ خطیب بیان کرتے ہیں: میں نے جملہ مشائخ کو ان سے حدیث لیتے اور صحیح میں درج کرتے دیکھا ہے۔

محمد بن احمد بن زہیر الحافظ کا قول ہے: باغندی ثقہ ہیں۔ اگر وہ موصل میں ہوتے تو تم لوگ ضرور ان کے پاس جاتے لیکن وہ خود تم لوگوں پر پیش ہوتے ہیں۔ حمزہ سہمی بیان کرتے ہیں: میں نے احمد بن عبدان سے باغندی کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے: وہ تدلیس اور خلط ملط کرتے تھے۔ البتہ ابو بکر بن ابی داؤد سے بڑے حافظ تھے۔

دارقطنی انہیں کثیر التدلیس کہتے ہیں کہ وہ ایسی احادیث بیان کرتے تھے جو سنی نہ ہوتی تھیں۔ دارقطنی "الضعفاء" میں لکھتے ہیں: باغندی مدلس اور خلط ملط کرنے والے ہیں وہ اپنے اور اپنے شیخ کے درمیان کے واسطہ سے حدیث سن کر اسے سند سے ساقط کر دیتے تھے۔ کثیر الخطا بھی تھے۔ الالکائی قول ہے: کہتے ہیں کہ باغندی اپنے حافظہ سے اس قدر سرعت کے ساتھ حدیث بیان کرتے تھے جیسے تیز تلاوت کر رہے ہوں حتیٰ کہ جوش میں عمامہ بھی سر سے گر جاتا تھا۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے سب سے پہلے واسط میں ۲۲۷ھ میں حدیث سنی اور ذی الحجہ ۳۱۲ھ میں وفات پاگئے۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ باغندی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں شیبان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حماد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ثابت اور سلیمان تیمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"میں معراج کی رات سرخ ٹیلے کے پاس موسیٰ کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔"

اس حدیث کو مسلم نے شیبان سے روایت کیا ہے۔ ہم نے اس کی سند کے ایک درجہ بلند ہونے کی وجہ سے اس کی موافقت

---

[1] المنتظم: 169/5، العبر: 71/2، شذرات الذھب: 185/2۔

کی ہے۔

(۷۳۸) ۱۰/ ۸۴: حافظ کبیر، الثقہ، مسند العالم ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بن المرزبان، البغوی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ بغدادی الاصل اور احمد بن منیع کے نواسے تھے۔ رمضان ۲۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ چچا کے متوجہ کرنے پر حدیث سننے کا آغاز علی بن عبدالعزیز اور اپنے دادا سے کیا۔ پھر علی بن جعد، ابن المدینی، احمد بن حنبل، ابونصر التمار شیبان بن فروخ، داود بن عمرو الضبی، یحییٰ الحمانی، سوید بن سعید اور تقریباً تین سو سے زیادہ مشائخ سے حدیث سنی۔ احادیث کو جمع کر کے "معجم الصحابۃ" اور "الجعدیات" لکھی۔ لمبی عمر پائی اور یکتائے روزگار تھے۔

آپ سے ابن صاعد جعابی، قطیعی، اسماعیلی، ابوحفص بن شاہین، عمر الکتانی، ابن المظفر، دارقطنی، ابوالقاسم بن حبابہ، ابوطاہر المخلص، عبدالرحمن بن ابی شریح الھروی، ابومسلم الکاتب اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث سنی۔

موصوف کہا کرتے تھے: میں نے ابوعبید کو اور ان کے جنازہ کو بھی دیکھا ہوا ہے۔ میں نے ان سے ۲۲۵ھ میں حدیث لکھی۔ اپنے چچا کے ساتھ عاصم بن علی کی مجلس میں بھی گیا۔

احمد بن عبدان بغوی کا قول نقل کرتے ہیں: میرا سینہ تنگ تھا۔ ایک دن میں ہاتھوں میں ابن معین کا جز لیے دریا کنارے جا رہا تھا تو اچانک موسیٰ بن ہارون مل گئے۔ انہوں نے پوچھا: یہ تمہارے پاس کیا ہے۔ میں نے بتلا دیا کہ ابن معین کا ایک جز ہے۔ اس پر انہوں نے میرے ہاتھوں سے وہ جز لے کر دجلہ میں پھینک دیا اور یہ کہا کہ کیا تم احمد بن حنبل، ابن معین اور ابن المدینی کو یکجا کرنا چاہتے ہو؟

ابن ابی حاتم بیان کرتے ہیں: بغوی صحیح احادیث بیان کرتے تھے۔

دارقطنی کا قول ہے: بغوی حدیث پر کم کلام کرتے تھے اور اگر کرتے تھے تو لکڑی میں کیل کی طرح کرتے تھے۔ (یعنی مضبوط کلام کرتے تھے) ابن عدی بیان کرتے ہیں: بغوی صاحب حدیث اور وراق تھے اپنے دادا اور چچا وغیرہ کے لیے لکھتے تھے۔ سارا وقت اسی کام میں لگا دیتے۔ ابن عدی شروع میں انہیں ضعیف کہتے تھے۔ بعد میں قوی کہنے لگے تھے اور کہتے تھے: موصوف نے لمبی عمر پائی۔ حتیٰ کہ لوگ ان کے علم کے محتاج ہو گئے اور لوگ انہیں قبول کرنے لگے اور اگر میری یہ شرط نہ ہوتی کہ میں رواۃ کی بابت ہر متکلم کے کلام کو ذکر کروں گا تو میں ان کی بابت کلامِ متکلمین کو ذکر نہ کرتا۔

میں کہتا ہوں: اکثر صحیح لکھنے والوں نے ان سے حدیث کی ہے۔ جیسے اسماعیلی، دارقطنی اور برقانی وغیرہ۔ موصوف نے ۱۰۳ برس کی زندگی پائی۔ خطیب انہیں ثقہ، ثبت، عارف اور فہیم کہتے ہیں۔ سلمی کا قول ہے کہ جب میں نے دارقطنی سے بغوی کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے: ثقہ ہیں، علم کا پہاڑ ہیں اور امام اور مشائخ سے کم خطا کرنے والے ہیں۔

---

[1] فہرست ابن الندیم: 325، تاریخ بغداد: 10/111-117، شذرات الذہب: 2/275-274، الرسالۃ المستطرفۃ: 78۔

ابویعلی خلیلی کا قول ہے: بغوی ایک عمر رسیدہ شیخ ہیں۔ ان کے پاس سوایسے مشائخ سے احادیث تھیں کہ اپنے زمانہ میں ان سے روایت کرنے میں متفرد تھے جیسے حکم بن موسیٰ، طالوت بن عباد، نعیم بن ھمیم وغیرہ۔ موصوف عارف وحافظ تھے۔ اپنے چچا کی مسند لکھی۔ لوگوں نے اخیر عمر میں ان سے حسد کیا اوران کی بابت ایسا کلام کیا جوان کے لائق نہ تھا۔

ابواحمد حاکم بغوی کا قول نقل کرتے ہیں: میں نے ایک ہزار مشائخ کے لیے لکھا ہے۔

میں نے ابوالمعالی ابرقوہی پر قرأت کی کہ تمہیں الفتح بن عبدالسلام نے بیان کیا کہ ھبۃ اللہ بن حسین نے اپنی سند کے ساتھ بغوی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں بشر بن ولید الکندی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابراہیم بن سعد نے زہری سے، اُنہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندی کی انگوٹھی پہنے دیکھا۔ اس پر لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں پہن لیں۔ پس نبی کریم نے اپنی انگوٹھی اُتار پھینکی تو لوگوں نے بھی اُتار پھینکیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی تو اس کی انگلی پار مارا یہاں تک کہ اس نے بھی انگوٹھی اُتار پھینکی۔

اس سند کے ساتھ بغوی تک، وہ کہتے ہیں: ہمیں منصور بن ابی مزاحم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابراہیم بن سعد نے زہری سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی انگلی پر مارا یہاں تک کہ اس نے وہ انگوٹھی پھینک دی"

منصور نے اس روایت کو مرسل بیان کیا ہے۔

کہتے ہیں کہ اس دنیا میں بغوی سے حدیث روایت کرنے والا آخری شخص ابوالعباس بن شیخ ہے جس کی سند عالی ہے۔ اس کے اور بغوی کے درمیان چار واسطے ہیں۔

بغوی نے عیدالفطر کی رات ۳۱۷ھ میں وفات پائی۔

اس سال ان بزرگوں نے بھی وفات پائی۔

☆ ابوعلی حسن بن محمد بن حسن الدارکی رحمہ اللہ۔ (بصرہ میں)

☆ فقیہ بصرہ ابوعبداللہ احمد بن سلیمان الزبیری، الشافعی، البصری رحمہ اللہ

☆ محدث مصر ابوالحسن علی بن احمد بن سلیمان بن صیقل علان رحمہ اللہ

☆ اورعلان کے رفیق ابوبکر محمد بن زبان بن حبیب الحضری رحمہ اللہ

(۷۳۹) ۱۰/ ۸۵: الحافظ، القدوہ، ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن حسن بن مقویہ الاصبہانی رحمہ اللہ [1]

آپ اصبہان کی جامع مسجد کے امام تھے اور ابن مقویہ کے نام سے معروف ہوئے۔ محمد بن عبدالملک بن ابوالشوارب، بشر

---

[1] العبر: 122/2، الوافی بالوفیات: 6/125-126، شذرات الذہب: 2/238-239، ذکر اخبار اصبہان: 1/198-190۔

بن معاذ العقدی، احمد بن منیع، ھشام بن خالد الازرق، عبدالجبار بن العلاء، محمد بن ھاشم بعلبکی اور اس کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ علم کے لیے بہت اسفار کیے۔ بڑے عابد وزاہد، متورع، اور ہمیشہ ورزہ سے رہنے والے تھے۔ حدیث جانتے بھی تھے اور حفظ بھی تھی۔ آپ دو اور ناموں سے بھی معروف تھے۔ (۱) ابن فیرۃ الطیان، (۲) اور ابّہ

آپ سے ابوعلی بن ہارون، طبرانی، ابن العسال، ابوالشیخ، ابن المقری وغیرہ نے حدیث راویت کی ہے۔ ابن المقری کہتے ہیں: میں نے سب سے پہلے انہیں سے حدیث لکھی اور ابوالشیخ کا قول ہے: ابنِ مقویہ صدق کی کان تھے۔ آپ جمادی الآخرہ ۳۰۰ھ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔

میں کہتا ہوں: یاد رہے کہ ابراہیم بن محمد بن حسن الاصبہانی جوان کے ہم نام ہیں، وہ ایک اور شیخ ہیں۔ یہ حضار بن السری، احمد بن فرات اور ایک جماعت سے جاملے تھے اور ان سے حدیث حاصل کی۔ ہمذان میں رہ پڑے۔ ان سے جبریل بن محمد اور نصر بن کازم وغیرہ نے حدیث کی ہے۔

(۷۴۰) ۱۰/۸۶: الحافظ، الامام، الرحال ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ بن مندہ بن ولید بن سندہ بن بطہ بن اسنبد ار العبدی الصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (1)

یاد رہے کہ مذکورہ مندہ کا نام ابراہیم تھا۔ آپ ابنِ مندہ کے نام سے معروف ہوئے اور مشہور محدث حافظ ابوعبداللہ محمد بن اسحاق کے دادا ہیں۔ اسماعیل بن موسیٰ الفزادی السدی، عبداللہ بن معاویہ، محمد بن سلیمان لوین، ابوکریب محمد بن العلاء، ھناد بن اسلری اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابواحمد الصال، ابوالقاسم الطبر انی ابوالشیخ، ابواسحاق بن حمزہ اور محمد بن احمد بن عبدالوہاب وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔

نوجوانی میں ہی وفودِ علم کا عالم یہ تھا کہ احمد بن فرات نزاعی مسائل میں آپ سے رجوع کر لیتے تھے۔ ابوشیخ بیان کرتے ہیں: ابن مندہ ہمارے شیوخ کے استاذ اور امام ہیں۔ سہل بن عثمان کو پایا۔

رجب ۳۰۱ھ میں وفات پائی۔

میں نے محمد بن یوسف النحوی پر قرأت کی کہ تمہیں ابن رواحہ اپنی سند کے ساتھ ابنِ مندہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں میرے والد اور میرے دو چچوں نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ہمارے والد ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں میرے والد نے، وہ کہتے ہیں: مجھے میرے والد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں سعید بن عنبسہ نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں بقیہ نے بحیر بن سعد سے، انہوں نے خالد بن معدان سے، انہوں نے ابوزیاد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پیاز کھانے کے بارے میں پوچھا تو سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

(1) ذکر اخبار اصبہان: 2/222-224، طبقات الحنابلہ: 1/328، وفیات الاعیان: 4/289، شذرات الذہب: 2/234۔

"نبی کریم ﷺ نے جو آخری کھانا تناول فرمایا تھا، اس میں پیاز تھا"۔

یہ حدیث غریب ہے۔ اس کی اسناد صالح ہے۔ اسے احمد نے اپنی مسند میں "عن حیۃ الحمصی عن بقیۃ" کے طریق سے روایت کیا ہے۔

میں نے اسحاق بن طارق الاسدی پر قرأت کی کہ یہ ہمیں ابن خلیل نے اپنی سند کے ساتھ ابن مندہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوبکر بن ابی النضر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابو عقیل الثقفی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں مجالد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عون بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ نے اپنے والد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ نے وفات نہ پائی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے پڑھا اور لکھا"۔

مذکورہ عبداللہ کو رویت نبوی ﷺ کا شرف حاصل ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں برکت کی دُعا دی تھی۔

میں کہتا ہوں: اگرچہ نبی کریم ﷺ امی تھے اور لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے لیکن اس کے باوجود معمولی کتابت و قرأت سیکھنے کے جواز میں کوئی مانع نہیں۔ چونکہ آپ ﷺ نے کاتبین وحی کو کثرت سے املاء کروائی تھی اور وحی لکھوائی تھیں اور ملوک و سلاطین کو خطوط بھی لکھوائے تھے۔ اس بناء پر ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے خط کو قدرے سمجھ لیا ہو اور آپ ﷺ ایک یا دو کلمات تحریر فرما لیتے ہوں جیسا کہ حدیبیہ کے دن آپ ﷺ نے اپنا اسم شریف خود تحریر فرمایا تھا، یاد رہے کہ اس قدر لکھنا جاننا آپ ﷺ کو امی ہونے کے شرف سے نکال نہیں دیتا۔ جیسا کہ بے شمار ملوک و سلاطین امی ہوتے ہیں اور وہ صرف علامتیں لکھنا ہی جانتے ہوتے ہیں۔

(۷۴۱) ۱۰/۸۷: الحافظ، الناقد الامام ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر احمد بن ابی خیثمہ زحیر بن حرب النسائی ثم البغدادی رحمہ اللہ [1]

آپ نے نصر بن علی الجھضمی، عباد بن یعقوب، عمرو بن علی الفلاس اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے اور آپ کے سے احمد بن کامل، ابوبکر بن مقسم المقری، ابوالقاسم الطبرانی اور دوسرے لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

ابن کامل بیان کرتے ہیں: چار آدمی ہیں، میری تمنا تھی کہ وہ زندہ رہتے: ① ابن جریر رحمہ اللہ، ② محمد البربری رحمہ اللہ، ③ ابوعبداللہ بن ابی خیثمہ رحمہ اللہ، ④ المعمری رحمہ اللہ۔ میں نے ان سے زیادہ بڑا حافظ نہیں دیکھا۔

خطیب کا قول ہے: ابوبکر کے والد تاریخ لکھنے میں ان سے مدد لیتے تھے۔ موصوف نے ذی الحجہ ۲۹۷ھ میں وفات پائی۔

ہمیں الفخر علی وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن ابن ابی خیثمہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عمرو بن ابی الصیرفی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں منذر بن زیاد الطائی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ولید بن سریع نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ

"میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ نماز میں اپنی ریش مبارک کو ہاتھ لگا رہے تھے"۔

---

[1] الفہرست لابن الندیم: 286۔

یہ حدیث حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے اور افلاس اس حدیث کی روایت میں متفرد ہیں۔

(۷۴۲) ۱۰/ ۸۸: الحافظ، الناقد ابوعثمان سعید بن عمرو الازدی البزعی رحمۃ اللہ علیہ [1]

برذعہ: یہ آذربائی جان کا ایک صوبہ ہے۔ موصوف نے علمی اسفار کیے اور ابوکریب، عبدہ بن عبداللہ ابوسعید الشیخ، عمرو بن علی الصیرفی، بندار، احمد بن اخرا بن وہب اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے حفص بن عمر اردبیلی، احمد بن طاہر المیانجی، حسن بن علی بن عباس، ابراہیم بن احمد المیمذی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔ آپ ابوزرعہ کے شاگرد تھے اور ان سے حدیث بھی روایت کی ہے۔

ابنِ عقدہ نے آپ کا سنِ وفات ۲۹۲ھ بتلایا ہے۔

ہمیں حسن بن علی نے اپنی سند کے ساتھ موصوف البرذعی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں جب میں مصر سے لوٹا تو دوبارہ ابوزرعہ کے ہاں ٹھہر گیا۔ میں نے انہیں مزنی کی کتاب پیش کی۔ جب اس میں امام شافعی کے خلاف کوئی قول آتا تو موصوف ابوزرعہ تبسم فرمادیتے اور یہ کہتے: تیرے صاحب نے اپنے اختیار سے کوئی کام نہیں کیا وہ اپنے دعویٰ سے جدا نہیں ہوسکتے۔

میں نے پوچھا: کیا آپ نے ان سے کوئی حدیث سنی ہے؟ تو کہا: نہیں۔ البتہ صرف دو دن ان کی مجلس میں بیٹھا ضرور ہوں اور مجھے ان کے بارے میں یہ بات پہنچی ہے کہ وہ اس بات کے قائل ہیں: قرآن کے جو الفاظ میں کہتا ہوں وہ مخلوق ہیں۔ پس جب عبدالرحیم ان کی طرف روانہ ہوئے تو میں نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اس بارے ان سے ضرور پوچھے۔ وہ یہ بات سن کر رو پڑے اور کہا: میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔

(۷۴۳) ۱۰/ ۸۹: الحافظ، الامام ابوزکریا یحییٰ بن زکریا بن یحییٰ الاعرج النیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ، حیوہ [2]

موصوف نے تحصیل علم کے لیے خوب سفر کیے۔ اسحاق بن راھویہ، علی بن حجر، قتیبہ، محمد بن طریف، یحییٰ بن یعقوب الدورقی، یونس بن عبدالاعلیٰ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔

اور آپ سے آپ کے بھتیجے ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن حیویہ صاحب نسائی نے اور ابوحامد بن الشرقی، ابن عقدہ، مکی بن عبدان اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

ایک قول یہ بھی کہ امام نسائی نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ ابنِ یونس آپ کو حافظ، نبیل اور فاضل کہتے ہیں۔ آپ نے ذوالقعدہ ۳۰۷ھ میں مصر میں وفات پائی۔

---

[1] معجم البلدان:/380-381، الوافی بالوفیات: 417/13، طبقات الحفاظ: 313۔

[2] المنتظم: 156/6، شذرات الذہب: 251/2-252، العبر: 135/2۔

(۷۴۴) ۱۰/ ۹۰: الحافظ، الامام ابوالآذان عمر بن ابراہیم البغدادی رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ نے ابن مثنیٰ، یحییٰ بن حکیم المقوم، اسماعیل بن مسعود، عبداللہ بن محمد بن مور الزہری اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔

اور امام نسائی نے آپ سے بڑا ہونے کے باوجود آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ ابن قانع، خراسانی عبداللہ بن اسحاق، مظفر بن یحییٰ، ابوالقاسم الطبرانی وغیرہ نے حدیث بیان کی ہے۔

خطیب وغیرہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ برقانی اسماعیلی کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک یہودی سے موصوف کا جھگڑا طول پکڑ گیا۔ چنانچہ آپ نے کہا: ہم دونوں آگ میں اپنا اپنا ہاتھ ڈالتے ہیں جو حق پر ہوا اس کا ہاتھ نہ جلے گا۔ چنانچہ دونوں نے آگ پر ہاتھ ڈال دیے تو یہودی کا ہاتھ جل گیا۔ جبکہ آپ کا ہاتھ محفوظ رہا۔ آپ نے تریسٹھ برس کی عمر پا کر ۲۹۰ھ میں وفات پائی۔

(۷۴۵) ۱۰/ ۹۱: الحافظ، الباہر، ابوعبداللہ محمد بن علی البغدادی قرطمہ رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ نے محمد بن حمید الرازی، ابوسعید الشیخ، زعفرانی، محمد بن یحییٰ الذہلی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حجاز، شام، عراق، خراسان اور مصر وغیرہ بلادِ اسلامیہ میں حدیث سنی۔ حفظ واتقان میں رب تعالیٰ کی ایک نشانی تھے۔ ان سے روایت کرنا بڑا شرف تھا۔

ابنِ عقدہ بیان کرتے ہیں: میں نے داؤد بن یحییٰ کو یہ کہتے سنا: لوگ حفظ میں ابوزرعہ اور ابوحاتم وغیرہ کا نام لیتے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے قرطمہ سے بڑا حافظ نہیں دیکھا۔ میں ملنے گیا تو کہنے لگے: یہ کتابیں دیکھ رہے ہو۔ ان میں سے جو بھی لے تو میں زبانی پڑھ کر سناتا ہوں۔ سو میں نے کتاب الاشربۃ نکالی تو انہوں نے از اول تا آخر ساری کی ساری سنادی۔

خطیب نے آپ کا سنِ وفات ۲۹۰ھ بیان کیا ہے۔

(۷۴۶) ۱۰/ ۹۲: الحافظ، الامام ابوبکر احمد بن محمد بن عبداللہ بن صدقہ البغدادی رحمۃ اللہ علیہ ❸

موصوف ابنِ صدقہ کے نام سے معروف تھے۔ جن دنوں امام احمد نے حدیث بیان کرنا بند کر دی ان دنوں آپ نے ان سے متعدد مسائل پوچھے تھے۔ آپ نے اسماعیل بن مسعود الجحدری، محمد بن مسکین الیمامی، محمد بن حرب النسائی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی۔

ہمیں ابن قدامہ نے اپنی سند کے ساتھ ابن صدقہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں صالح بن محمد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں

---

❶ تاریخ بغداد: 216-215/11، طبقات علماء الحدیث لابن عبدالهادی: الورقہ: 1/128۔

❷ تاریخ بغداد: 66-65/3، مختصر طبقات علماء الحدیث: الورقة: 2/128، شذرات الذہب: 2/205۔

❸ تاریخ بغداد: 41-40/5، طبقات الحنابلہ: 65-64/1، طبقات القراء للجزدی: 119/1۔

میرے والد نے عثمان بن مرہ سے، انہوں نے قاسم سے، انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، سیدہ صدیقہ فرماتی ہیں:

"ان تصویر بنانے والوں کو روز قیامت ایسا عذاب دیا جائے گا جو اہلِ عالم میں سے کسی کو نہ دیا جائے گا۔ انہیں کہا جائے گا" جو تصویریں تم نے بنائی ہیں انہیں زندہ کر کے دکھاؤ"

آپ سے ابنِ قانع، ابوبکر الشافعی، ابوالقاسم طبرانی وغیرہ نے حدیث بیان کی ہے۔ ابوبکر خلال نے آپ سے مسائل حاصل کیے۔ آپ ضبط واتقان کے ساتھ موصوف تھے۔ ایک جماعت سے قراءتیں روایت کیں۔ ابن المنادی کا قول ہے: موصوف بے انتہاء ضبط وخداقت کے مالک تھے۔ محرم ۲۹۳ھ میں وفات پائی۔

(۷۴۷) ۱۰/۹۳: الحافظ، الامام، الثبت ابوبکر احمد بن ہارون بن روح البردیجی، البرذعی، نزیلِ بغداد رحمۃ اللہ علیہ ❶

آپ نے ابوسعید الشیخ، اعلی بن اشکاب، ہارون بن اسحاق الھمذانی، بحر بن نصر الخولانی، اور متعدد لوگوں سے حدیث بیان کی ہے۔ خوب پھرا اور خوب لکھا۔ آپ سے ابوبکر الشافعی، ابولؤلؤ الوراق، ابوعلی ابن الصواف اور دیگر بے شمار لوگ حدیث بیان کرتے ہیں۔

دارقطنی آپ کو ثقہ اور جبل کہتے ہیں۔ حاکم بیان کرتے ہیں: موصوف سے ہمارے شیخ ابوعلی الحافظ نے مکہ میں ۳۰۳ھ میں حدیث سنی۔

ہمیں عبدالرحمن بن محمد اور ایک جماعت نے اپنی سند کے ساتھ البردیجی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں یزید بن جہور نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شافعی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں مسلم بن خالد نے ھشام سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے سنا:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا فیصلہ فرمایا کہ خراج ضمان کی وجہ سے آئے گا"

(۷۴۸) ۱۰/۹۴: الحافظ، الامام، ابوجعفر محمد بن العباس بن ایوب صبہانی رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ ابنِ الاخرم کے نام سے معروف تھے۔ آپ فقیہ اور محدث تھے۔ ابوکریب، زیاد بن الحسانی، عمار بن خالد علی بن حرب مفضل بن غان الغلابی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ جبکہ آپ سے ابواحمد العال، عبداللہ بن محمد بن عمر، ابومحمد بن حیان، ابوشیخ، احمد بن ابراہیم بن یوسف اور بے شمار اصبہانیوں سے حدیث روایت کی ہے۔

میں نے آپ کی ایک وصیت پڑھی ہے جس میں آپ لکھتے ہیں: اللہ عرش پر ہے اور اس کے علم نے دنیا اور آخرت کا احاطہ کر رکھا ہے اور جو اس بات کا قائل ہو کہ میرے الفاظِ قرآنی مخلوق ہیں، وہ کافر ہے۔

❶ ذکر اخبار اصبہان: 113/1، تاریخ بغداد: 194/5-195، النجوم الزاہرہ: 184/3، العبر: 118/2۔

❷ ذکر اخبار اصبہان: 224/2-225، العبر: 120/2، الوافی بالوفیات: 190/3-191، شذرات الذہب: 324/2-325۔

شیخ کی مراد قرانِ کریم کے الفاظ ہیں جو تلاوت اور قرأت کیے جاتے ہیں اور وہ لوحین میں محفوظ، سینوں میں موجود لکھا ہوا اور سنا جاتا ہے۔ نہ کہ وہ الفاظ مراد ہیں جو قاری کہتا ہے۔ کیونکہ قاری کے الفاظ اس کے کسب سے ہیں پس تلفظ، تلاوت، کتابت اور حفظ یہ بندے کے افعال، امور اور صفات ہیں اور بندے کے افعال مخلوق ہیں۔ البتہ حضرات اکابر اس بات کی علی الاطلاق اجازت نہیں دیتے تھے۔ کیونکہ انہیں اس بات کا اندیشہ تھا کہ کہیں یہ تفصیل قرآن کے مخلوق ہونے کے عقیدہ تک نہ لے جائے۔ اس لیے وہ لفظ پر مخلوق کے اطلاق کو بدعت کہتے تھے۔ امام احمد نے اس کی خوب وضاحت کی ہے اور وہ فرماتے ہیں: جو یہ کہتا ہے کہ میرے قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں اور اس کی مراد خود قرآن ہو تو وہ جہمی ہے۔

ابن الاخرم نے ۳۰۱ھ میں وفات پائی۔

ہمیں عبدالرحمن بن احمد اور ایک جماعت نے اپنی سند کے ساتھ ابنِ اخرم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوکریب نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن خازم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں اعمش نے ابونصر سے، انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"زمین اور آسمان کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے اور اس آسمان اور اس کے ساتھ والے آسمان کے درمیان بھی پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ اسی طرح ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے درمیان اتنی ہی مسافت ہے اور ساتویں آسمان اور عرش کے درمیان ان سب کی مسافت کے بقدر مسافت ہے اور اگر تم اپنے ساتھی کے لیے ان میں سوارخ کرو (یا کھودو) تو اسے جان لو۔"

مذکورہ ابونصر مجہول راوی ہے اور یہ حدیث منکر ہے۔ اسے بیہقی نے "کتاب السماء والصفات" میں روایت کیا ہے۔

(۷۴۹) ۱۰/۹۵: الحافظ، الثقہ، الرحال ابوعبدالرحمن محمد بن منذر بن سعید الھروی رحمہ اللہ ❶

موصوف کا لقب "شکر" تھا۔ آپ نے محمد بن رافع، علی بن خشرم، احمد بن عیسیٰ المصری، عمر بن شبۃ، امادی، اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی، احادیث جمع کیں اور نہیں لکھا بھی اور اس فن میں سبقت لے گئے۔ جبکہ آپ سے ابوالولید حسان بن محمد، ابوعمرو بن مطر، ابوبکر احمد بن علی الرازی اور ایک جماعت نے حدیث روایت کی ہے۔

آپ نے دو میں سے کسی ایک ربیع میں ۳۰۳ھ میں بمقام ھرات وفات پائی۔ اس سال حضرات محدثین کی ایک جماعت نے بھی وفات پائی۔

(۷۵۰) ۱۰/۹۶: الحافظ، الامام ابوالحسن علی بن سعد بن عبداللہ نزیل رے العسکری رحمہ اللہ ❷

آپ نے ابوحفص فلاس، محمد بن مثنیٰ، دورقی، زبیر بن بکار اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابوالشیخ، ابوبکر

---

❶ مختصر علماء الحدیث: الورقہ: 1/129، العبر: 126/2، شذرات الذہب: 242/2۔

❷ الانساب: 391/ب، مختصر طبقات علماء الحدیث: 1/149، طبقات الحفاظ: 315، شذرات الذہب: 246/2۔

القباب، ابوعمرو وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ سے سب سے آخر میں حدیث روایت کرنے والے خباب میمون رازی ہیں۔ ہمارے پاس موصوف کی "کتاب السرائر" موجود ہے۔ آپ نے ۳۰۵ھ یا ۳۱۳ھ میں وفات پائی۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ العسکری سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں حسین بن حسن بن حماد الشفانی نے، وہ کہتے ہیں: مجھے میری دادی بانہ بنت بہز بن حکم نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے غروب آفتاب کے وقت ستر بار سبحان اللہ کہا تو اس کے سب (برے) اعمال بخش دیے جائیں گے۔

یہ حدیث منکر اور بانہ ان کا خاوند مجہول ہیں۔

(۷۵۱) ۱۰/۹۷: الحافظ، البارع ابوالحسن علی بن سعید بن بشیر بن مہران الرازی نزیل مصر رحمہ اللہ ❶

آپ مصر کے محدث تھے۔ عبدالاعلی بن حماد، محمد بن حاشم بعلکی، نوح بن عمر السکسکی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی اور آپ سے ابوسعد بن الاعرابی، عبداللہ بن جعفر بن الورد، محمد بن احمد بن خروف ابوالقاسم طبرانی اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

حمزہ السہمی بیان کرتے ہیں: میں نے دارقطنی سے ان کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: وہ کوئی اتنے دیندار نہ تھے۔ میں نے مصر میں سنا کہ وہ ایک بستی کے والی تھے۔ جب ان لوگوں نے خراج دینے میں کچھ دیر کی تو موصوف نے ان کے خنزیر پکڑ کر مسجد میں باندھ دیے تھے۔

میں نے پوچھا: حدیث میں کیسے تھے؟ تو فرمایا: وہ ایسی احادیث بیان کرتے تھے جن کا متابع نہ ہوتا تھا۔

موصوف نے ذی القعدہ ۲۹۷ھ میں وفات پائی۔ اور "علیک" کے نام سے معروف تھے۔

(۷۵۲) ۱۰/۹۸: الحافظ، الرحال ابومحمد جعفر بن محمد بن موسیٰ العرج، النیشاپوری رحمہ اللہ، ❷ جعفرک

آپ نے حلب میں سکونت اختیار کر لی اور وہیں وفات پائی۔

ہمیں ابراہیم بن اسماعیل نے اپنی کتاب میں اپنی سند کے ساتھ جعفرک سے موصل میں بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں اسحاق بن عبداللہ الخشک نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حفص بن عبداللہ نے مصر سے، انہوں نے ربیعہ سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ میانہ قامت تھے نہ تو نکلتے ہوئے دراز قامت تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے۔ روئے مبارک روشن

---

❶ میزان الاعتدال: 131/3، طبقات الحفاظ: 315-316، النجوم الزاہرہ: 203/3، شذرات الذہب: 232/2۔

❷ تاریخ بغداد: 203/7-204، لمنتظم: 154/6، مختصر طبقات علماء الحدیث: الورقة: 129/1۔

تھا۔ نہ بہت زیادہ سفید اور نہ گندمی، گھنے اور سیدھے بالوں والے تھے۔ جو گھنگریالے نہ تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے۔ چالیس برس کی عمر میں نبوت سے سرفراز ہوئے۔ اور دس برس مکہ میں اور دس برس مدینہ میں رہے۔ ﷺ

آپ نے حسن بن عرفہ، عبداللہ بن ھاشم، محمد بن یحییٰ الذھلی، علی بن حرب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی، اور آپ سے ابواسحاق بن حمزہ اصبہانی، ابوعلی نیشاپوری، ابوبکر اسماعیلی، ابن المقری اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

متعدد ائمہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے اور موصوف کی معرفت اور حفظ کی تعریف بیان کی ہے

(۷۵۳) ۱۰/۹۹: الحافظ، الامام ابوجعفر احمد بن علی بن محمد بن جارودی الاصبہانی الرحال الجارودی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے حدیث پر لکھا بھی۔ ابوسعید الاشج، عمر بن شبۃ، ہارون بن اسحاق، احمد بن فرات اور بے شمار اصبہانیوں سے حدیث بیان کی ہے اور اس علم پر بے حد توجہ دی۔

اور آپ سے ابواسحاق بن حمزہ، ابوالقاسم الطبرانی، ابوشیخ، عبدالرحمن بن محمد بن سیاہ اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

موصوف نے ۲۹۹ھ میں وفات پائی۔

(۷۵۴) ۱۰/۱۰۰: الحافظ، الثقہ، ابن الحافظ ابوجعفر القطان جعفر بن احمد بن سنان بن اسد الواسطی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نے اپنے والد سے اور تمیم بن منتصر، ابوکریب، ھناد بن السری، سلیمان بن عبید اللہ الغیلانی، محمد بن بشار اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابوبکر ابن المقری، ابن عدی، قاضی یوسف المیانجی وغیرہ نے حدیث بیان کی ہے۔

موصوف نے ۳۰۷ھ میں وفات پائی۔

ہمیں ابوالفضل بن عساکر نے اپنی سند کے ساتھ جعفر بن احمد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں احمد بن سنان نے واسط میں، وہ کہتے ہیں: ہمیں تمیم بن منتصر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں اسحاق نے سفیان اور شریک سے، اُنہوں نے ہشام سے، اُنہوں نے اپنے والد سے، اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"رب تعالیٰ اس علم کو یوں نہیں اُٹھاتے کہ اسے لوگوں سے اُٹھا لیتے ہیں البتہ علم کو علماء کے اُٹھا لینے سے اُٹھا لیتے ہیں۔

یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہیں رہ جاتا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں۔ سو وہ سوال ہونے پر بغیر علم کے فتویٰ دیتے ہیں اور خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں"۔

---

[1] ذکر اخبار اصبہان: 1/117-118، الوافی بالوفیات: 7/215۔

[2] مختصر طبقات علماء الحدیث: الورقۃ: 2/129، طبقات الحفاظ: 316۔

(۷۵۵) ۱۰/۱۰۱: الحافظ، الامام ابوبکر محمد بن ہارون الرویانی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے ایک مشہور مسند لکھی۔ ابوربیع زہری، اسحاق شاہین، ابوکریب، فلاس، ابوزرعہ اور بے شمار لوگوں سے حدیث بیان کی ہے اور آپ سے اسماعیلی، ابراہیم بن احمد القرمیسینی، جعفر بن عبداللہ فنا کی اور دوسروں نے حدیث بیان کی ہے۔

ابویعلی الخلیلی نے آپ کو ثقہ کہا ہے اور ذکر کیا ہے کہ آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔ موصوف نے ۳۰۷ھ میں وفات پائی۔

ہمیں قاضی تقی الدین سلیمان نے بارہا اپنی سند کے ساتھ الرویانی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابن مثنی نے، وہ کہتے ہیں: میں عثمان بن عمرو نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں فلیح نے ابوحازم سے، انہوں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک لڑکی زنا سے حاملہ ہوگئی، جب اس سے پوچھا گیا کہ تجھے کس نے حاملہ کیا ہے تو اس نے ایک بوڑھے کا نام لیا۔ پوچھے جانے پر اس نے اعتراف کرلیا۔ اُس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کمزور ہے اسے کوڑے مارے جائیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اسے سوتنکوں کے جھاڑو کی ایک ہی ضرب لگائی جائے"۔

اس حدیث کو نسائی نے ابوحازم کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

(۷۵۶) ۱۰/۱۰۲: الحافظ، العلامہ، الجوال، ابومحمد، عبداللہ بن محمد بن وہب الدینوری رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نے ابوعمیر بن نحاس، الدوری، الشج، البسری، احمد بن عبدالرحیم بن وھب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی۔ تحصیلِ حدیث کے لیے اقالیم اسلامیہ گھوم گئے۔ آپ سے فریابی، ابوعلی نیشاپوری، قاضی یوسف المیانجی، قاضی ابوبکر الابہری، عمر بن سہل الدینوری، عبداللہ بن سعید البروجردی نے حدیث بیان کی ہے۔

ابوعلی نیشاپوری بیان کرتے ہیں: ابوزرعہ موصوف دینوری سے مذاکرۂ حدیث میں عاجز آجاتے تھے۔ ابوعلی موصوف دینوری کا قول نقل کرتے ہیں: میں ابوزرعہ کے پاس گیا تو خراسانی انہیں موضوع احادیث سنا رہا تھا اور وہ ان احادیث کو باطل کہتے جاتے تھے۔ جبکہ وہ خراسانی ہنسے جارہا تھا اور کہہ رہا تھا: بھلا جو حدیث آپ کو یاد نہ ہوگی وہ باطل ٹھہرے گی۔ اس پر میں نے پوچھا: او بھائی! تیرا مذہب کیا ہے؟ اس نے کہا: حنفی، میں نے پوچھا: ذرا ابوحنیفہ کی حماد سے مسند روایات تو سناؤ۔ تو وہ خاموش ہوگیا۔ پھر میں نے ابوزرعہ سے کہا کہ آپ کو ابوحنیفہ کی حماد سے جو احادیث یاد ہیں وہ سنا دیجیے! انہوں نے سنا دیں تو میں نے اس سے کہا: اے گنوار! تجھے شرم نہیں آتی کہ امام المسلمین کو تو موضوع احادیث سناتا ہے اور اپنے امام کی ایک حدیث بھی یاد نہیں۔

ابوزرعہ اس پر حیران رہ گیا اور فرطِ مسرت سے مجھے بوسہ دیا۔

موصوف دینوری نے ۳۰۸ھ میں وفات پائی۔

---

[1] العبر: 135/2، الوافی بالوفیات: 148/5، شذرات الذہب: 251/2۔

[2] الکامل لابن عدی: 288/3/ب، شذرات الذہب: 252/2، المغنی فی الضعفا: 355/1۔

ہمیں سنقر حلبی نے اپنی سند کے ساتھ دینوری سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبداللہ بن محمد بن وہب نے، وہ کہتے ہیں: مجھے احمد بن سعید الھمدانی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابن وہب نے ابن لھیعہ سے، انہوں نے جندب بن عبداللہ سے بیان کیا کہ انہوں نے سفیان بن عوف القاری کو سنا، وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: نبی کریم ﷺ نے ایک دن جبکہ ہم حاضرِ خدمت تھے یہ ارشاد فرمایا:

"اجنبیوں کو بشارت۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ اجنبی کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بہت سے برے لوگوں میں نیک لوگ جنکی نافرمانی کرنے والے ان کی ماننے والوں سے زیادہ ہوں"۔

مذکورہ، جندب قلیل الحدیث ہیں۔ تلاش بسیار کے بعد بھی ان کا حال معلوم نہیں ہوسکا اور ایک جنید بن عمرو العدانی ہیں۔ وہ بھی غیر معروف ہیں۔

(۷۵۷) ۱۰/۱۰۳: الحافظ، الامام ابوالحسن علی بن ابی الازھر سراج الحرائسی البصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے ابوعمیر نحاس، یوسف بن بحر، سعید بن ابی زیدون القیسرانی، سعید بن عمرو السکونی اور دیگر بے شمار لوگوں سے حدیث بیان کی ہے اور آپ سے ابوبکر الشافعی، اسماعیلی، ابواحمد العسال، ابوبکر الجعابی ابوعمرو بن حمدان اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

دارقطنی، آپ کو حافظِ حدیث کہتے ہیں۔ خطیب بیان کرتے ہیں: الحرشی تاریخ کے عارف اور حدیث کے حافظ تھے۔ دارقطنی نے یہ بھی کہا ہے کہ موصوف مسکرات پیتے تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ربیع الاول ۳۰۸ھ میں وفات پائی۔

ہمیں علی بن احمد نے کتابۃً اپنی سند کے ساتھ الحرشی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوعمیر رملی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں رواد بن جراح نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں سعید بن بشیر نے اعمش سے، انہوں نے ابوصالح سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے ایک آدمی نے دریافت کیا:

اے اللہ کے رسول! مجھے ایک آدمی دیکھتا ہے جب کہ اس وقت میں چھپ کر نماز پڑھ رہا ہوتا ہوں تو مجھے اس کے دیکھنے سے خوشی ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں دو اجر ملیں گے۔ ① چھپ کر نماز پڑھنے کا، ② اور دوسرا اعلانیہ نماز پڑھنے کا۔

(۷۵۸) ۱۰/۱۰۴: الحافظ، العالم ابومحمد بن عبدالمومن بن خالد الازدی، المھلبی، محدث جرجان رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے محمد بن زنبور، محمد بن حید الرازی ابراہیم بن موسیٰ الزدولی سے حدیث سنی اور آپ سے ابن عدی، اسماعیلی، احمد بن ابی عمران الجرجانی، ابوالحسن القصری اور متعدد لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

---

① تاریخ جرجان: 213، 214، الانساب: 546/ب، شذرات الذہب: 258/2۔

آپ جرجان کے اکابر اور علماء میں سے تھے۔ ابن ماکولا بیان کرتے ہیں: آپ ثقہ اور حدیث کے عارف ہیں۔
محرم ۳۰۹ھ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

(۷۵۹) ۱۰/۱۰۵: الحافظ، الحجہ، العلامہ، الزاھد ابو جعفر احمد بن یحییٰ بن زہیر التستری رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ کا شمار سر برآوردہ علماء میں ہوتا ہے۔ ابو کریب، محمد بن حرب النشائی، حسین بن ابی زید الدباغ، محمد بن عمار الرازی، عمرو بن عیسیٰ الضبعی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث بیان کی اور خوب اور عمدہ بیان کی۔ احادیث پر لکھا اور صحیح اور ضعیف احادیث میں فرق کیا اور اس فن میں مہارت تامہ حاصل کی۔

آپ سے ابو حاتم بن حبان، ابو اسحاق بن حمزہ، ابو القاسم الطبرانی، ابو بکر بن المقری اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

حاکم بیان کرتے ہیں: میں نے جعفر بن احمد المراغی کو یہ کہتے سنا ہے: ایک مرتبہ عبدان اھوازی نے ابن زھیر کی ایک حدیث پر انکار کیا۔ اس پر ابنِ زھیر نے جا کر انہیں اس حدیث دکھلا کر کہا: میری اصل تو یہ ہے لیکن تمہاری "عن ابنِ علان عن الزھری عن سالم" والی اسناد کہاں سے ہے؟ یہ سنتے ہی عبدان معذرت کرنے لگے اور کہنے لگے: اے ابو جعفر! میں نے تمہاری حدیث کو غریب سمجھا۔

ابن المقری آپ کو ان الفاظ کے ساتھ خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں: ہمیں تاج المحدثین احمد بن یحییٰ بن زہیر نے بیان کیا۔ آگے حدیث ذکر ہے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے ۳۱۰ھ میں وفات پائی۔

میں نے محمد بن عبد السلام تمیمی پر عبد المعز بن محمد سے قرأت کی، وہ اپنی سند کے ساتھ احمد بن یحییٰ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن عبد اللہ بن عبید بن عقیل نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابو عاصم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں سفیان نے نعیم بن ابی ہند سے، اُنہوں نے ابو مسہر سے، اُنہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس نے اللہ کی رضا کے لیے مرنے سے ایک دن پہلے روزہ رکھا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے "لا الٰہ الا اللہ" کہا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس کے اعمال کا خاتمہ اللہ کی رضا کے لیے مسکین کو کھانا کھلانے پر ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا۔"

(۷۶۰) ۱۰/۱۰۶: الحافظ، السالم ابو بشر محمد بن احمد بن حماد بن سعید بن مسلم الانصاری، الرازی، الدولابی، الوراق رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نے احمد بن ابی شریح الرازی، محمد بن منصور الجواز، محمد بن بشر، ہارون بن سعید ایلی، موسیٰ بن عامر الدمشقی، زیاد بن

---

[1] الانساب: 106/ب، العبر: 145/2، النجوم الزاہرہ: 205/3۔

[2] الانساب: 233/ب، وفیات الاعیان: 4/352-353، العبر: 2/145-146، النجوم الزاہرہ: 206/3، شذرات الذہب: 260/2

ایوب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حرمین، العراق، مصر، شام اور الجبال وغیرہ، بلادِ اسلامیہ میں حدیث سنی۔ موصوف نے متعدد کتب لکھیں۔

اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن ابی حاتم، ابنِ عدی، ابن حبان، حسن بن شریق، ھشام بن محمد فسرہ، ابن المقری اور دیگر بے شمار لوگ شامل ہیں۔

دارقطنی کہتے ہیں: موصوف متکلم فیہ راوی ہیں البتہ سوائے خیر کے میں اور کچھ نہیں ملا۔ ابنِ عدی کا قول ہے: ابن حماد نے نعیم بن حماد کے بارے میں اہلِ رائے کے بارے میں سخت رائے رکھنے کی وجہ سے جو قول کیا ہے اس کی وجہ سے متہم ہیں۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے نعیم پر کذب کی تہمت لگائی ہے۔ البتہ یہ بھی ہے کہ نعیم مناکیر احادیث والے تھے۔ واللہ اعلم۔

میں کہتا ہوں: موصوف کا سنِ پیدائش ۲۲۴ھ ہے۔ محمد بن احمد بن حماد کوفی تو وہ دارقطنی کے طبقہ کے ہیں۔

میں نے اسحاق بن طارق پر قرأت کی، وہ اپنی سند کے ساتھ دولابی سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابو غسان محمد بن عمرو نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حکام بن سلم نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عثمان بن زائدہ نے زبیر بن عدی سے، اُنہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

"وفات کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمرِ مبارک تریسٹھ (۶۳) برس تھی اور جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی وفات کے وقت تریسٹھ برس کے تھے۔ اور جنابِ عمر رضی اللہ عنہ بھی تریسٹھ برس کے تھے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے ابو غسان زنیج سے روایت کیا ہے۔

(۷۶۱) ۱۰/۷/۱۰۷: الحافظ، الصدوق، الرحال ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن شعیب الجرجانی الغازی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ جرجان کے محدث تھے۔ محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب، عمرو بن علی فلاس، محمد بن یحییٰ ذہلی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابنِ عدی، اسماعیلی، ابواحمد، حاکم اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

آپ ثقہ روایت میں سے تھے۔ البتہ مجھے آپ کا سنِ وفات نہیں مل سکا۔ ہاں ۳۱۰ھ کے بعد فوت ہوئے تھے۔

میں نے ابنِ عساکر پر ابوروح سے بیان کیا، وہ اپنی سند کے ساتھ محمد بن ابراہیم الغازی سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن حمید نے، وہ کہتے ہیں: حکم بن بشر نے، عمرو بن قیس الملائی سے، اُنہوں نے جعفر سے، اُنہوں نے سعید بن جبیر سے، اُنہوں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جب رمضان آتا ہے تو جنت کے سب دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے سب دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین کو پابندِ سلاسل کر دیا جاتا ہے"۔ [2]

---

[1] الانساب: 405/أ، مختصر طبقات علماء الحدیث: الورقہ، 1/131، شذرات الذہب: 262/2۔

[2] سنن النسائی: کتاب الصیاب: باب رقم: 4, 5۔

(۷۶۲) ۱۰/۱۰۸: الحافظ، الزاہد، القدوہ، ابوجعفر احمد بن حمدان بن علی بن سنان نیشاپوری، الحیری رحمۃ اللہ علیہ ❶

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ ابوجعفر سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں احمد بن ازھر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابونضر نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینار نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ

میں نے اپنی بیوی کو حیض میں طلاق دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: اسے کہو کہ وہ اس سے رجوع کرلے۔ یہاں تک کہ وہ پاک ہوجائے۔ پھر اسے ایک اور حیض آجائے۔ پھر وہ پاک ہوجائے، پھر چاہے تو اس سے جماع کرنے سے قبل طلاق دے دے یا روک لے کہ وہ عدت ہے جس پر عورتوں کو طلاق دینے کا رب تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

آپ نے عبداللہ بن ھاشم طوسی، محمد بن یحییٰ الذھلی، احمد بن الازھر، ابن ابی میسرہ، احمد بن ابی غرزہ الغفاری اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے آپ کے دو بیٹوں ① ابوالعباس محمد بن شیخ خوارم، اور ② ابوعمرو محمد نے اور حسان بن محمد الفقیہ، حافظ ابوعلی، عبداللہ بن سعد اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

آپ کے بیٹے بیان کرتے ہیں کہ والد صاحب نے کبرسنی میں موصل کا سفر کا اور وہ سفر صرف محمد بن عباد کی ابن عیینہ سے مروی حدیث کے لیے ابویعلی کی طرف تھا۔ جبکہ تحویلِ قبلہ کی حدیث کے لیے عمران بن موسیٰ بن مجاشع کے پاس جرجان جا پہنچے میرے والد ثبت زندہ دار تھے اور آپ کی ساری اولاد عابد و زاہد تھی۔

آپ نے ابن خزیمہ کی وفات سے چھ دن قبل ۳۱۱ھ میں وفات پائی۔

(۷۶۳) ۱۰/۱۰۹: الحافظ، الثقہ ابواسحاق عمر بن موسیٰ بن مجاشع الجرجانی السختیانی رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ جرجان کے محدث تھے۔ ھدبہ بن خالد، ابراہیم بن منذر الحزامی، سوید بن سعید، ابوالربیع الزھرانی ابوکامل الجحدری اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔

اور آپ سے ابراہیم بن یوسف الھسنجانی، ابوعبداللہ بن الاخرم، ابوعلی النیشاپوری، ابوعمرو بن نجید، ابوعمرو حمدان اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

آپ ثقہ، ثبت، صاحب تصانیف تھے۔ رجب ۳۰۵ھ میں وفات پائی۔ اس وقت عمر نے سو برس کے پیٹے میں قدم رکھ دیا ہوا تھا۔

---

❶ طبقات الصوفیہ: 332-334، تاریخ بغداد: 115/4-116، الوافی بالوفیات: 360/6۔

❷ تاریخ جرجان: 322-323، الانساب: 293/أ، العبر: 129/2، طبقات الحفاظ: 320-321۔

میں ابوعبداللہ بن محمد بن عبدالسلام تیمی پر عبدالمعز بن محمد البز از سے قرأت کی وجہ سے وہ اپنی سند کے ساتھ تحتیاتی سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوکامل نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عبدالواحد بن دینار نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں موسیٰ بن عبداللہ جھمی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے مصعب بن سعد کو سنا، وہ کہتے ہیں: میں نے اپنے دادا کو یہ بیان کرتے سنا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ وہ روزانہ ایک ہزار نیکیاں کمائے"؟ لوگوں نے عرض کیا: وہ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ ہر روز سو بار سبحان اللہ کہے تو اس کی ایک ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس سے ایک ہزار برائیاں مٹا دی جائیں گی"۔ ❶

(۷۶۴) ۱۰/۱۱۰: الحافظ، ابوعمران موسیٰ بن سہل البصری الجونی رحمۃ اللہ علیہ ❷

آپ ثقہ محدثین میں سے تھے۔ عبدالواحد بن غیاث، محمد بن رمح المصری، طالوت بن عباد، ھشام بن عمار اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔ بغداد میں سکونت اختیار کر لی۔ دارقطنی نے آپ کو ثقہ کہا ہے اور آپ سے دعلج، محمد بن مظفر، علی بن عمر السکری، ابن المقری اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

رجب ۳۰۷ھ میں وفات پائی۔ آپ کا شمار حدیث کے علماء اور مسندین میں ہوتا ہے۔

ہمیں ابن ابی عمر نے اپنی سند کے ساتھ الجونی سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں اسحاق بن ابراہیم القرسانی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حجاج بن محمد نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں شعبہ نے قتادہ سے، انہوں نے نضر بن انس سے، انہوں نے بشیر بن نہیک سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ جب حالتِ جنابت میں کھانے (پینے) یا سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو فرما لیتے تھے۔"

یہ حدیث بعض طریق سے ضعیف ہے۔

(۷۶۵) ۱۰/۱۱۱: الحافظ، الثقہ ابوالعباس محمد بن حسن بن قتیبہ العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ❸

آپ فلسطین کے محدث اور ابنِ قتیبہ کے نام سے معروف تھے۔ صفوان بن صالح المؤذن، ابراہیم بن ھشام الغسانی، ھشام بن عمار، یزید بن عبداللہ بن موہب الرملی، حرملہ بن یحییٰ، محمد بن یحییٰ الزمانی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔

اور آپ سے ابن عدی، ابوعلی نیشاپوری، قاضی یوسف المیانجی، ابن المقری اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

میرا خیال ہے کہ موصوف نے ۳۱۰ھ میں وفات پائی۔

---

❶ مسند احمد: 174/1۔

❷ تاریخ بغداد: 57-56/13، الانساب: 143/ب، العبر: 135/2۔

❸ تاریخ ابن عساکر: 120/15/ب، مختصر طبقات علماء الحدیث: الورقہ: 2/131، العبر: 147/2۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ اور سلیمان بن قدامہ نے اپنی سند کے ساتھ ابنِ قتیبہ سے بیان کیا، وابنِ قتیبہ دیگر رواۃ کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں کثیر بن عبید نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حسن نے سفیان سے، انہوں نے ھشام سے، اُنہوں نے اپنے والد سے، اُنہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی۔"

(۷۶۲) ۱۰ / ۱۱۲: الحافظ، الثقہ ابو محمد ھیثم، بن خلف الدوری رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے عبدالاعلیٰ بن حماد، عبید اللہ بن عمر القواریری، اسحاق بن موسیٰ، ابن حمید، عثمان بن ابی شیبہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی اور آپ سے ابوبکر الافعی، عبدالعزیز بن جعفر الخرقی، علی بن لؤلؤ، ابوعمرو بن حمدان اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

اسماعیلی بیان کرتے ہیں: موصوف دوری ثبت محدثین میں سے تھے۔ ابنِ کامل کا قول ہے: موصوف نے سفید بالوں کو نہ بدلا۔ بہت زیادہ حدیث والے تھے۔ انہیں اپنی کتابیں ضبط تھیں۔

ابن المنادی نے دوری کا سنِ وفات صفر ۳۰۳ھ ذکر کیا ہے۔

ہمیں عمر بن عبد المنعم نے اپنی سند کے ساتھ الدوری سے بیان کیا، وہ خلف سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ہمیں ابوکریب نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوخالد نے اسماعیل سے، اُنہوں نے شعبی سے، اُنہوں نے مسروق سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خیار کے بارے میں پوچھا تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کر لیا۔ تو یہ کوئی طلاق تھی؟

(۷۶۳) ۱۰ / ۱۱۳: الحافظ، الحجہ ابوقریش محمد بن جمعہ بن خلف الاصم القہستانی رحمۃ اللہ علیہ [2]

آپ نے محمد بن حمید الرازی، احمد بن منیع، یحییٰ بن حکیم المقوم، ابوکریب، عبدالجبار بن العلاء، احمد بن مقدام، محمد بن زنبور اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث سنی۔

اور آپ سے ابوبکر الشافعی، ابوعلی نیشاپوری ابوسہل صعلوکی، احمد بن محمد بن بالویہ ابوحامد، احمد بن سہل الانصاری اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث راویت کی ہے۔

آپ کا شمار اکابر علماء میں ہوتا ہے۔ ایک مسندِ کبیر بھی لکھی۔ الابواب پر بھی ایک کتاب تحریر کی۔ مالک سفیان اور شعبہ کی احادیث کو لکھا۔ بڑے بیدار مغز فہم، یادداشت والے اور متقن تھے۔

خطیب نے آپ کو ضابط، حافظ، متقن، کثیر السماع اور کثیر الاسفار لکھا ہے۔ ابواب اور رجال پر دو مسندیں لکھیں۔ ائمہ کی

[1] تاریخ بغداد: 63/14، المنتظم: 156/6، العبر: 135/2۔

[2] تاریخ بغداد: 169/3، الانساب: 466/أ، العبر: 158/2، الوافی بالوفیات: 309/2-310۔

احادیث رقم کیں۔ حفاظ حدیث مذاکرہ کے وقت مغلوب ہو جایا کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں: موصوف نے قرسیان میں نوے برس کی عمر پا کر ۳۱۳ھ میں وفات پائی۔

ہمیں احمد بن ھبۃ اللہ وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ ابو قریش سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں سلمہ بن شبیب نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں حسن بن محمد بن اعین نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں معقل بن عبید اللہ نے، زہری سے، انہوں نے سعید بن مسیب سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"عورت پسلی کی طرح ہے اگر تو اسے سیدھا کرنے چلے گا تو اسے توڑ بیٹھے گا اور اگر تو اسے چھوڑ دے گا تو اس کی کجی کے ہوتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھائے گا۔"

(۷۶۸) ۱۰/ ۱۱۴: الحافظ، العلامہ قدوۃ المحدثین ابو بکر عبد اللہ بن ابی داؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر الازدی، بجستانی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ نے متعدد کتابیں لکھیں۔ اقلیم بجستان میں پیدا ہوئے۔ عیسیٰ بن حماد، احمد بن صالح، ابن السرح، محمد بن یحییٰ الزمانی، علی بن خشرم، محمد بن اسلم، ابو سعید الاشج اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے خراسان، عراق، حرمین، مصر، شام، الجزیرہ وغیرہ بلاد اسلامیہ میں حدیث سنی۔ اور زبردست مہارت پیدا کی۔ حتیٰ کہ اقران و اماثل کے سردار ٹھہرے۔ آپ سے ابن مظفر، دار قطنی، ابو عمر بن حیویہ، ابو احمد الحاکم، ابو حفص بن شاہین، ابو القاسم بن الحبابہ، عیسیٰ بن وزیر، ابو طاہر المخلص، محمد بن عمر بن زنبور، ابو مسلم الکاتب اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

۲۳۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ۲۴۰ھ میں ہی والد ماجد کے متوجہ کرنے پر حدیث سننے لگے۔ کیونکہ موصوف بڑے ذہین تھے۔

ابو بکر شاذان بیان کرتے ہیں: ابن ابی داؤد اصبہان آئے (یا بجستان آئے) لوگوں نے حدیث بیان کرنے کو کہا: تو کہنے لگے: میرے ساتھ "اصل" نہیں۔ لوگوں نے کہا: ابن ابی داؤد کا اصل سے کیا واسطہ؟ غرض لوگوں کے جوش دلانے پر موقوف نے محض اپنی یادداشت سے تیس ہزار احادیث لکھوا دیں۔

حاکم بیان کرتے ہیں: میں حافظ ابو علی کو سنا، وہ کہتے ہیں میں نے ابو بکر کو یہ بیان کرتے سنا: میں نے ۲۳۶ھ میں اصبہان میں محض اپنی یادداشت سے تیس ہزار احادیث لکھوا دیں۔ مجھے اس وقت صرف احادیث کے بارے میں وہم ہوا۔ لوٹ کر اصل میں دیکھا تو ان میں سے بھی پانچ اصل کے مطابق نکلیں۔

ابو الغنائم اپنی سند کے ساتھ خطیب سے بیان کرتے ہیں: وہ کہتے ہیں: ابو بکر کو ان کے والد ابو داؤد تحصیل علم کے لیے لگے اور مشرق و مغرب کی خاک چھان ماری۔ خراسان، بصرہ، فارس، اصبہان، الجبال، بغداد، کوفہ، مدینہ، مکہ، شام، مصر، الجزیرہ اور ثغور اور دیگر بلاد اسلامیہ گھوم گئے۔ احادیث سنتے بھی رہے اور لکھتے بھی رہے۔ پھر بغداد میں سکونت اختیار کر لی اور مسند، سنن، تفسیر،

---

[1] الکامل لابن عدی: خ 454، اخبار اصبہان: 66/2، شذرات الذہب: 273/2۔

قرأت، ناسخ ومنسوخ وغیرہ پر کتابیں لکھیں۔

موصوف فقیہ، عالم اور حافظ تھے، میں کہتا ہوں: موصوف اس قدر وسعت علمی کے باوصف بڑے قوی اور شجاع تھے۔

ابو احمد الحاکم بیان کرتے ہیں میں موصوف ابوبکر کو یہ کہتے سنا: میں نے ابوزرعہ سے کہا: مجھے مالک کی احادیث میں سے کوئی غریب حدیث سناؤ تو انہوں نے مجھے وھب بن کیسان سے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث سنادی:

"گن گن کر نہ رکھ کہ تم پر بھی گنا جائے گا"۔

یہ حدیث مجھے عبدالرحمن بن سیبہ کے واسطہ سے روایت کی جو ضعیف ہے۔ میں نے کہا: آپ پر لازم ہے کہ آپ یہ حدیث مجھ سے "عن احمد بن صالح بن عبد الله بن نافع عن مالك" کے طریق سے لکھیں۔ اس پر وہ غصہ ہو گئے اور میرے والد کو میری شکایت کردی۔ پر میرے والد ماجد نے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ ابوبکر مجھے کیا کہتا ہے۔

انہوں نے دیکھا کہ وہ اسناد منقطع تھی کیونکہ احمد بن صالح بے ریشوں کو آنے سے منع کرتا تھا۔ چنانچہ ابوداؤد نے چاہا کہ ان کا بیٹا احمد بن صالح سے حدیث سنے۔ غرض جب ان کی داڑھی بڑھ گئی تو بھیجا۔ انہوں نے احمد سے حدیث سنی۔ شیخ کو جب پتا چلا تو کہنے لگے کہ کیا تیرے جیسا بھی میرے ساتھ ایسا کرے گا۔

امام ابوداؤد نے فرمایا: مجھ پر انکار نہ کیجیے۔ میرے بیٹے کو ان اکابر کے ساتھ بٹھلایئے اگر یہ ان کے ہم پلہ نہ نکلا تو آنے سے روک دوں گا۔

احمد بن عبیداللہ بن شخیر بیان کرتے ہیں: ابن ابی داؤد بڑے عابد وزاہد تھے۔ ان کی نماز جنازہ میں تین لاکھ کے قریب شریک تھے۔ موصوف نے ذی الحجہ ۳۱۶ھ میں وفات پائی۔ آپ کے پس ماندگان میں تین بیٹے (۱) عبدالاعلیٰ، (۲) محمد، اور (۳) ابومعمر عبیداللہ، جبکہ پانچ بیٹیاں تھیں۔ موصوف نے ستاسی برس کی لمبی عمر پائی۔

اسی سال جن اور ائمہ نے وفات پائی ان کے نام یہ ہیں:

☆ شیخ مصر ابوالحسن بیان بن محمد الحمال الزاہد رحمۃ اللہ علیہ ☆ ابوبکر محمد بن خزیم العقلی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ

☆ شیخ النحو ابوبکر محمد بن السری بن السراج رحمۃ اللہ علیہ۔ صاحب المبرد ☆ ابوعبداللہ احمد بن ھشام بن عمار الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ

ہمیں ابوالمعالی القرافی نے اپنی سند کے ساتھ ابوبکر بن ابی داؤد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں احمد بن صالح نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابنِ وہب نے، وہ کہتے ہیں: مجھے مخرمہ بن بکیر نے اپنے والد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے یونس بن یوسف کو سعید بن مسیب سے بیان کرتے سنا، وہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"رب تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ کسی بھی دن میں بندوں کو آگ سے آزاد نہیں فرماتے"

(۷۶۹) ۱۰ / ۱۱۵: الحافظ، المجود، ابواحمد عبدوس بن احمد بن عباد الثقفی الہمذانی رحمۃ اللہ علیہ [1]

آپ کا نام عبدالرحمن ہے۔ محمد بن عبید الاسدی، یعقوب الدورقی، زیاد بن ایوب، ابوسعید الاشج، حمید بن عبدالرحمن بن عمر

[1] طبقات الحفاظ: 324، شذرات الذہب: 265/2۔

رستہ، محمود بن خداش، عباس بن یزید البحرانی، اور متعدد ائمہ سے حدیث بیان کی ہے۔ ان کے علاوہ اپنے والد حمدویہ بن عباد بن سعید سے کافی حدیث سنی۔

اور آپ سے احمد بن عبید الاسدی، احمد بن صالح، علی بن حسن بن ربیع، جبریل العدل، القاسم بن حسن الفلکی، محمد بن حیویہ بن المومل، ابواحمد الغطریفی، ابواحمد الحاکم وغیرہ نے حدیث بیان کی ہے۔

شیرویہ تاریخ ہمذان میں لکھتے ہیں: عبدوس سے ہمارے علاقے کے اکثر محدثین نے حدیث روایت کی ہے۔ موصوف ثقہ، متقن اور علمِ حدیث میں بڑی شان والے تھے۔

صالح بن احمد کا قول ہے: میں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے سنا ہے: عبدوس ہمارے علاقے میں حدیث کی کسوٹی تھے۔

موصوف نے صفر ۳۱۲ھ میں وفات پائی۔ اور الساجی شہر میں اپنے گھر میں دفن ہوئے۔

میں احمد بن ھبۃ اللہ الدمشقی پر عبدالمعز بن محمد سے بیان کیا، وہ اپنی سند کے ساتھ عبدوس سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن عبید الھمذانی نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ربیع بن زیاد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں محمد بن عمرو نے محمد بن ابراہیم تیمی سے، انہوں نے علقمہ بن وقاص سے، اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور آدمی کو وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا۔ پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوئی سو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوئی اور جس کی ہجرت دنیا کو پانے کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے ہوئی تو اس کی ہجرت اس چیز کی طرف ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی"۔

یہ حدیث بے حد غریب ہے جو محمد بن عمرو کی حدیث سے ہے۔ ربیع بن زیاد ان سے اس حدیث کو روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ میرا نہیں خیال کہ ابنِ عبید کے سوا کسی نے ان سے یہ حدیث روایت کی وہ اور وہ صدوق ہیں۔

(۷۷۰) ۱۱۶/۱۰: الحافظ، الامام محدث حران ابوعروبہ حسین بن محمد بن ابی معشر مودود السلمی الحرانی صاحب التاریخ رحمہ اللہ علیہ [1]

موصوف نے ۲۳۶ھ میں تحصیلِ حدیث کا آغاز کیا۔ مخلد بن مالک السلمینی، محمد بن حارث الرافقی، محمد بن وہب بن ابی کریمہ، اسماعیل بن موسیٰ الفزاری، عبدالجبار بن العلاء، مسیب بن واضح اور ان کے طبقہ کے اور ان کے بعد کے طبقہ کے بے شمار لوگوں سے حدیث سنی۔ موصوف بڑے ثقہ اور معزز عالم تھے۔

آپ سے ابوحاتم بن حبان، ابواحمد بن عدی، ابن مقری، ابواحمد الحاکم، محمد بن مظفر، قاضی ابوبکر الابہری عمر بن علی القطان اور دیگر بے شمار لوگوں نے حدیث بیان کی ہے جو سفر کر کے آپ کے پاس پہنچے۔

---

[1] مختصر طبقات علماء الحدیث: الورقۃ: 2/131، العبر: 172/2، شذرات الذہب: 279/2۔

ابنِ عدی بیان کرتے ہیں: موصوف رجال اور حدیث کے عارف تھے۔ پھر اہلِ حران کے مفتی بھی تھے۔ جب بھی ان سے کچھ پوچھا۔ تسلی بخش جواب نہ ملا۔

ابو احمد "الکنی" میں لکھتے ہیں: یہ حسین بن محمد بن مودود بن حماد اسلمی ہیں، انہوں نے ابوعثمان عبدالرحمن بن عمرو البجلی اور ابو وھب بن مسرح سے حدیث سنی۔ ہم نے جن مشائخ کو بھی پایا ہے موصوف ان سب سے عمدہ حافظہ والے تھے۔ حدیث فقہ اور کلام میں حسنِ معرفت کی وجہ سے مرجعِ خلاق تھے۔

ابنِ عساکر معاویہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: ابوعروبہ غالی فتشیع تھے اور بنی اُمیہ کے خلاف میلان رکھتے تھے۔ میں کہتا ہوں: جو بھی حضرات شیخین رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہے وہ غالی نہیں ہوسکتا۔ ہاں جو ان دونوں عظیم صحابہ رضی اللہ عنہما میں کلام کر کے غالی وہ ہے اور وہ دھوکہ میں پڑا ہے اور معاذ اللہ جو ان دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما کی تکفیر کرے اس کی تکفیر کرنا اور اس پر لعنت بھیجنا جائز ہے۔ تب پھر ابو عروبہ میں غالی تشیع کس نے دیکھ لیا؟ البتہ وہ بنو اُمیہ کے مظالم پر باتیں کر جاتے تھے۔ جیسے ولید پر۔

موصوف نے ۳۱۸ھ میں وفات پائی۔ یہ اکثر کا قول ہے: لیکن میں کہتا ہوں کہ انہوں نے ۳۱۰ھ کے قریب وفات پائی۔

ہمیں ابوالفضل بن ھبۃ اللہ نے ۶۹۳ھ میں میری قرأت کے ساتھ عبدالمعز بن محمد سے بیان کیا، وہ اپنی سند کے ساتھ ابوعروبہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں ہمیں محمد بن علاء نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں خالد بن حیان نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں سالم ابوالمھاجر نے میمون بن مہران سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعضائے وضو کو تین تین بار دھوتے تھے۔

(۱۷۷) ۱۰ / ۱۱/۷: الحافظ، الامام، الثقہ ابو محمد بن یحییٰ بن محمد بن صاعد بن کاتب الھاشمی، البغدادی رحمۃ اللہ علیہ [1]

موصوف کاتب، ابوجعفر منصور کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ابو محمد ۲۲۸ھ میں پیدا ہوئے۔ وہ خود بیان کرتے ہیں: میں ۳۹ھ میں حسن بن عیسیٰ ماسرجس سے حدیث لکھی۔

آپ نے لوین، احمد بن منیع، سوار بن عبداللہ القاضی، یحییٰ بن سلیمان بن فضلہ، حسن بن حماد سجادہ، ابوھمام السکونی، ہارون بن عبداللہ الحمال، ابوعمار حسین بن حریث، عبداللہ بن عمران العابدی، محمد بن زنبور اور بے شمار لوگوں سے حدیث سنی۔

اور آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں بغوی باوجود بڑے ہونے کے اور محمد بن عمر الجعابی، ابنِ مظفر، دارقطنی ابنِ حبابہ، ابوطاہر المخلص، عبدالرحمن بن ابی شریح، ابومسلم الکاتب، ابوذرعمار بن محمد اور بے شمار لوگوں کے نام شامل ہیں۔

آپ کے یوسف اور احمد نامی دو بھائی بھی تھے۔ دارقطنی آپ کو ثقہ، ثبت اور حافظ کہتے ہیں۔ احمد بن عبدان شیرازی بیان کرتے ہیں: موصوف نے باغندی سے بھی زیادہ احادیث حاصل کر لی تھیں اور روایت حدیث میں کوئی آپ سے مقدم نہ تھا۔

ابوعلی نیشاپوری کا قول ہے: عراق میں ابنِ صاعد کے معاصرین میں سے کوئی ان سے فہم میں بڑھ کر نہ تھا۔ ہمارے نزدیک

---

[1] فہرست ابن الندیم: 325، تاریخ بغداد: 14/231-234، المنتظم: 6/235-236، شذرات الذہب: 2/280۔

فہم یہ حفظ سے برتر ہے۔ جبکہ حفظ وفہم دونوں میں ابن صاعد، ابن ابی داؤد سے آگے تھے۔

ابن الجعابی سے پوچھا گیا کہ کیا ابن صاعد حافظِ حدیث تھے؟ تو اُنہوں نے مسکرا کر جواب دیا کہ ابو محمد کی بابت حفظ کا سوال نہیں کیا جاتا۔ وہ حدیث میں درایت کے مالک تھے۔

برقانی کا قول ہے: مجھے ابو بکر الابہری نے بیان کیا: میں ابن صاعد کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک خاتون نے آ کر یہ مسئلہ پوچھا کہ اگر کنویں میں مرغی گر کر مر جائے گی تو کیا اس کا پانی ناپاک ہے یا پاک؟ اس پر ابن صاعد بولے: تیرا بھلا ہو اللہ کی بندی مرغی خود کیسے کنویں میں گر گئی اسے تو تم نے ڈبویا۔

اس پر میں نے کہا: اگر تو مرغی کے مرنے کے بعد اس کا پانی متغیر نہیں ہوا تو ابھی تک وہ پاک ہوگا۔

خطیب بیان کرتے ہیں: ابنِ صاعد کا علم میں ایک مقام تھا۔ موصوف سنن واحکام میں کتابیں لکھیں ہمیں شاید انہوں نے تورع کے طور پر اس عورت کو جواب نہ دیا ہو، کیونکہ بہر حال یہ مسئلہ اختلافی ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن صاعد کا علل ورجال ایسا مضبوط کلام ہے جو ان کی تبحر علمی کو بتلاتا ہے۔ موصوف نے ذی القعدہ ۳۱۸ھ میں وفات پائی۔

ہمیں الحافظ احمد بن محمد، محمد بن ابراہیم نحوی، علی بن محمد الفقیہ داود بن قدامہ عبدالرحمن بن صومہ نے اپنی سند کے ساتھ ابن صاعد سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن عبشار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں ابراہیم بن صدقہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں یونس نے ابنِ سرین سے، اُنہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ مار جائے تو چاہیے کہ وہ اسے سات مرتبہ دھوئے جن میں سے پہلی بار مٹی سے مانجے"۔ [1]

اس حدیث کو امام ترمذی نے "ایوب عن محمد" کے طریق سے روایت کیا ہے۔ ابنِ جنید کہتے ہیں: ابراہیم صدق کا محل ہیں۔

ہمیں مسلم بن محمد وغیرہ نے اجازۃً اپنی سند کے ساتھ ابن صاعد سے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمیں حسن بن مدرک نے، وہ کہتے ہیں ہمیں یحییٰ بن حماد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں ابو عوانہ نے داؤد بن عبداللہ الاودی سے، اُنہوں نے حمید بن عبدالرحمن سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ:

ہم صحابیٔ رسول حضرت اسید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُنہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"حیاء تیرے پاس خیر ہی لے کر آتی ہے"۔ [2]

---

[1] جامع الترمذی: کتاب الطالق: باب رقم: 68۔

[2] صحیح البخاری: کتاب الادب: باب رقم: 77۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان: ہدیث رقم: 60۔